Bhail International Adabi Sangat
Dera Bhailan Nankana Sahib

سالانہ مجلّہ

قلم و قرطاس

علمی وادبی اور تحقیقی تحریروں کا مجموعہ 2023ء

ننکانہ صاحب

خاص نمبر

تحریکِ پاکستان اور بریلوی علماء ومشائخ

سالانہ مجلّہ قلم و قرطاس خاص نمبر: تحریکِ پاکستان اور بریلوی علماء ومشائخ 2023ء

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

جملہ حقوق بحق چیف ایڈیٹر: سالانہ "مجلہ قلم وقرطاس" ننکانہ صاحب محفوظ ہیں

سالانہ مجلہ قلم وقرطاس

نام مقالہ: تحریک پاکستان اور بریلوی علماء ومشائخ

تحقیق نگار: علامہ محمد یونس نوشاہی حافظ آبادی

کمپوزنگ: محمد سلیم قادری جھنگ

سرورق: خلیل الرحمٰن عاقل (المدینہ پرنٹنگ پریس ننکانہ صاحب)

اشاعت اول: 2023ء

اہتمام: بھیل انٹرنیشنل ادبی سنگت بھیل منزل ڈیرا بھیلاں ننکانہ صاحب

ہدیہ: درود شریف

ملنے کا پتہ: زاہد اقبال بھیل

بھیل لائبریری بھیل منزل ڈیرا بھیلاں ننکانہ صاحب

رابطہ نمبر: 0307-0344-0312-8777980

سالانہ مجلہ قلم و قرطاس ننکانہ صاحب

علمی و ادبی اور تحقیقی و تاریخی تحریروں کا مجموعہ 2023ء

چیف ایڈیٹر: زاہد اقبال بھیل
03078777980

مینجنگ ایڈیٹر: رائے محمد اعظم
03017271486

ایڈیٹرز

ڈاکٹر مشرف حسین انجم سرگودھا
علامہ محمد یونس نوشاہی حافظ آباد
محمد حنیف شاہد لاہور
ماسٹر عبد الغفور مانگٹانوالہ
علامہ زاہد حسین نعیمی راولاکوٹ
حکیم محمد صدیق قادری ابھیانوالہ ننکانہ صاحب
اجمل غالب خیر پوری بستی پریتم سنگھ بہاولنگر
پروفیسر سید شبیر حسین شاہ زاہد ننکانہ صاحب
علامہ ریاست علی مجددی گوجرانوالہ
پروفیسر صغیر آسی میرپور (آزاد کشمیر)
علامہ قاری منیر احمد نوشاہی ننکانہ صاحب
صادق علی زاہد ننکانہ
باوا افضل شاہ آستانہ عالیہ بابا شیخ مہری سرکارؒ
فوجی ارشد علی موڑ کھنڈا

مقام اشاعت: بھیل انٹرنیشنل ادبی سنگت بھیل منزل ڈیرا بھیلاں مشمولہ ابھیانوالہ ننکانہ صاحب

E mail : zahidiqbal2090@gmail.com

www.bhaillibrary.com

Mobile No :03078777980-03448777980-03128777980 WhatsApp:03078777980

حمد

بخش دیتا ہے وہ خطائیں اللہ رحمان بھی ہے
دیتا ہے وہ رزق یہ اُس کا ہم پہ احسان بھی ہے
وہ خالق و مالک ہے اور نگہبان بھی ہے
جو بھی جھکتا ہے، اس کی راہیں کرتا آسان بھی ہے
جو اُسے یاد نہیں کرتا اور ہے حمد سے غافل
سوچو ذرا کیا وہ بندہ مسلمان بھی ہے
اُسی کی بادشاہی ہے اُسی کی حکمرانی ہے
سنو! وہ سارے جہانوں کا سلطان بھی ہے
جس میں روشنی ہے، صداقت کے ہیں اجالے بھی
ہمارے پاس تو اُسی کا یہ قرآن بھی ہے
میں تو اس کے آگے سرنگوں ہوں ہر گھڑی زاہدؔ
وہ میرا مالک ہے، اُس کی اونچی شان بھی ہے

زاہد اقبال بھیل

نعت شریف

لکھی جو نعت تو اتری بہار آنکھوں میں
کرم ہوا ہے کہ دیکھا نکھار آنکھوں میں
مری نظر نے پیمبرؐ کے در کو چوما ہے
یہی سبب ہے کہ اترا وقار آنکھوں میں
خوشی تو یہ ہے کہ دیکھا نبیؐ کے روضے کو
خوشی تو یہ ہے کہ دیکھا قرار آنکھوں میں
بسی ہے عشقِ نبیؐ کی بہار جیون میں
بسا ہے عشقِ نبیؐ کا خمار آنکھوں میں
کھلا ہے نعتِ نبیؐ کا گلاب سوچوں میں
سجا ہے نعتِ نبیؐ کا دیار آنکھوں میں
بسی ہے آپؐ کے قدموں کی دھول نظروں میں
بسا ہے آپؐ کے در کا غبار آنکھوں میں
بسی ہیں دل میں، نبیؐ کی محبتیں انجمؔ
بسا ہے شہرِ نبیؐ کا پیار آنکھوں میں

ڈاکٹر محمد مشرف حسین انجم (سرگودھا)

نعت رسول مقبول ﷺ

ترے کرم کا ہوں محتاج یا رسول اللہ ﷺ
ہے میرے دل پہ تیرا راج یا رسول اللہ ﷺ
تیرے جو گنبد اطہر کو دیکھ لیتا ہوں
تو میری ہوتی ہے معراج یا رسول اللہ ﷺ
وہ خاک پا جو میسر ہو تیرے قدموں کی
وہ میرے درد کا علاج یا رسول اللہ ﷺ
اے شاہاں! آپ ہی شافع روز محشر ہیں
تو رکھنا میری بھی ہے لاج یا رسول اللہ ﷺ
تیری عطا کے تصدق تیرے کرم کے نثار
سنوار دیجئے سبھی کاج یا رسول اللہ ﷺ
ازل سے تابع اَبد آپ ہی شہنشاہ ہیں
پہنایا حق نے تجھے تاج یا رسول اللہ ﷺ
صدیق تیری ثناء گوئی کرتا رہتا ہے
وہ گزرا کل ہو، کہ ہو آج یا رسول اللہ ﷺ

محمد صدیق قادری

اے پاک وطن

اے پاک وطن تُو عقیدت مری ہے
تُو چاہت مری ہے محبت مری ہے
جو اقبالؒ و قائدؒ کے افکار ہیں
وہی دھڑکنوں کی مسرت مری ہے
وہ علمائے سنت جو ہیں بانیوں میں
وہی زندگانی کی نکہت مری ہے
میں تجھ پہ فدا ہُوں میں تجھ پہ نثار
ترے گیت لِکھوں ، سعادت مری ہے
نظر میں سمائی تری روشنی ہے
تجھے دیکھنا یہ عبادت مری ہے
مجھے تجھ سے مِلتی ہیں خُوشیاں ہزار
ترے دم سے ہستی سلامت مری ہے
مجھے روز مِلتی ہیں اِن سے غذائیں
تری کھیتیاں یہی جنت مری ہے
تری رونقیں قلبِ زاہدؔ کا زیور
ترے دم سے قائم یہ ہمت مری ہے

زاہد اقبال بھیل

دُعا

ہر دم رہے سلامت میرے وطن کی رونق
جو اس کے ہوں مخالف اُن کی تُو کر تباہی
ہر دم یہی تو زاہد بھیل کی دُعا ہے
ہمیشہ مرے وطن کی ہو خیر یا الٰہی

زاہد اقبال بھیل

تحریک پاکستان اور علماء ومشائخ اہلِ سنت (بریلوی)

تحریک پاکستان پر جب ڈالتے ہیں ہم نظر
دل کی دنیا میں اُتر اتی ہے خوشیوں کی سحر
قوم مُسلم کو مِلا جذبہ اُسی تحریک سے
سب نے آزادی کو دیکھا جس گھڑی نزدیک سے
تحریک پاکستان نے بخشی غلامی سے نجات
جُھوم اُٹھی سوچ تو روشن ہوئی بزم حیات
احمد رضاؒ کے جانشینوں کا جو اِک کردار ہے
تحریک پاکستان میں اُس کی عیاں مہکار ہے
اہل دین کے اُن مشائخ کا عمل ہے جاندار
تحریک پاکستان میں کردار اُن کا ہے شاندار
کوئی بھی جھٹلا نہیں سکتا مری اس بات کو
صبحِ آزادی میں ڈھالا ہے انہوں نے رات کو
علمائے سنت جن کی ہیں احمد رضاؒ سے نسبتیں
تحریک پاکستان میں اُن کی عیاں ہیں نکہتیں
اُن کی محنت کے صلے میں ہم کو آزادی مِلی
پاک دھرتی کی شکل میں خوشیوں کی شہزادی مِلی
کیسے انجمؔ بھول جاؤں اُن اِس کردار کو
ہر گھڑی میں دل پاتا ہوں اِسی مہکار کو

ڈاکٹر محمد مشرف حسین انجم (سرگودھا)

نعت ختم نبوت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم

آنے سے تیرے دہر میں پھیلا ہے اک نُور مبیں، اے اولیںؐ، اے آخریںؐ
ہیں آپؐ کی خاطر بنے آسماں اور یہ زمیں، اے اولیںؐ، اے آخریںؐ
ہے تُو امیر الانبیاء ، شاہی ہے تا روز جزا ہے شان تیری برتریں
ہادی و شاہ ہر دوسرا، تُو ہے شفیع المذنبینؐ، اے اولیںؐ، اے آخریںؐ
ہے خُلق میں اعلیٰ خطاب، عالی ترا سب سے نصاب، عظمت ہے تیری بے حساب
تو بے نظیر و بے بدل، ہمسر تیرا ممکن نہیں، اے اولیںؐ، اے آخریںؐ
تُو بے مثیل اور بے مثال ، قدرت کا ہے تُو اک کمال، رتبہ ترا ہے لازوال
کامل ہے تُو، اکمل ہے تُو، صادق ہے تُو، تُو ہی امیں، اے اولیںؐ، اے آخریںؐ
قرآن تیرا ذکر ہے، انسان تیرا فکر ہے، آخر امم، امت تیری
پتھر گواہی دیں تری، تو رحمت للعالمیں ، اے اولیںؐ، اے آخریںؐ
ختم نبوت تیری شان، ختم رسالت تیری آن، اللہ کی ہے بُرہان بھی تُو
کوئی نبی، مرسل تجھ سا بھلا ہو گا کہیں، اے اولیںؐ، اے آخریںؐ
تُو قاسم التقسیم ہے، ہر جا تری تکریم ہے، دل میں تری تعظیم ہے
بعد از خدا برتر ہے تُو، یہ عارفوں کا ہے یقیں، اے اولیںؐ، اے آخریںؐ
تُو ہے ازل، تُو ہے ابد، باطن ہے تُو، ظاہر ہے تُو
تیرا عدو بھی بے خطر تجھ کو کہے صادق امیں، اے اولیںؐ، اے آخریںؐ

پروفیسر سید شبیر حسین شاہ زاہد

انتساب

جنگ آزادی اور تحریک پاکستان
کے شہداء کے نام

اداریہ

تحریک وتحریک اکابرین اہل سنت وجماعت (بریلوی)

جناب مولانا محمد یونس نوشاہی حافظ آباد (پنجاب) کے ایک عالم دین اور صاحبِ قلم شخصیت ہیں۔ آپ کا مطالعہ فکر و دانش اور قلمی قابلیت کے سب معترف ہیں آپ خالی خولی امام مسجد یا مسجد کے خطیب نہیں ہیں بلکہ احساس قومیت، فکرِ دین اور محب مسلک کے نمائندہ شخص ہیں۔ عرصہ دراز سے ایک تاریخی تذکرہ "تحریک پاکستان اور بریلوی علماء ومشائخ" کی تحریر وتدوین میں لگے ہوئے ہیں۔ اور مستند مآخذ کی تلاش کرتے رہتے ہیں۔ دوست احباب اور اہل علم حضرات سے رابطے میں رہتے ہیں۔ مجھ فقیر کو بھی پانچ سات بار حضرت کی زیارت کا شرف حاصل ہوا ہے۔ تاہم ابھی تک آپ کے دولت کدہ پر حاضری سے محروم رہا ہوں۔

حضرت کا مقالہ "تحریک پاکستان اور بریلوی علماء ومشائخ" کا مسودہ پڑھنے کا اتفاق ہوا ہے۔ جوں جوں پڑھتا گیا واہ، واہ، خوب بہت خوب، شاباش، کیا بات ہے جیسے کلمات زبان سے نکلتے رہے اور ذوق مطالعہ جلا پاتا رہا۔ اَش اَش کرتا رہا اور طبیعت کے لیے مذکورہ مقالہ کا مواد مفرح قلب ہوتا رہا۔ مقالہ "تحریک پاکستان اور بریلوی علماء ومشائخ" عنوان سے نظر آتا ہے کہ ایک خاص فرقے کے علماء ومشائخ کی خدمات کا تذکرہ ہے۔ اس میں شاک بھی کوئی نہیں ہے واقعتاً اس مقالہ میں اہل سنت وجماعت بریلوی مسلک کے بزرگوں کی تحریک پاکستان کے سلسلے میں خدمات کا احاطہ کیا گیا ہے۔ لیکن سارے کا سارا معاملہ ایسا بھی نہیں ہے جہاں دیگر مسالک کے اکابرین کے ذکر کی گنجائش نکلی تو بالکل بھی یہاں قلم نویس نے بُخل اور تعصب سے کام نہیں لیا گیا۔

بظاہر یہ مقالہ تاریخ کی کتاب ہے مگر اس تاریخ کو وقائع نگاری، مکالمہ نویسی، منظر نگاری، روداد نویسی اور تبصرہ ورائے سے دل چسپ اور دل نشین بنا دیا گیا ہے۔ اب یہ محض تاریخ نہیں ہے بلکہ تحقیق بھی ہے اور توصیف بھی ہے۔ تنقید بھی ہے اور جائزہ نگاری بھی ہے۔ اس کتاب مستطاب میں فاضل مؤرخ نے بڑی عرق ریزی سے تاریخ کے پوشیدہ گوشوں کو بے نقاب کیا ہے۔ اور نسیان اور عدم توجہ کی گرد جھاڑ کر تاریخی تصویروں کو دمکایا چمکایا اور مانند شیشہ صَیقل کیا ہے۔ ۔؎

کتاب گو یہی ہے کتاب پڑ نہ سمجھو
یہ پھل ہے مرے حُسنِ فکر کے کمال کا

گرامی یونس نوشاہی صاحب نے مقالہ "تحریک پاکستان اور بریلوی علماء ومشائخ" کی ترتیب وتدوین میں کتاب کے معنوی حُسن کا خوب خیال رکھا ہے۔ وہ اس طرح کہ

1۔ تحریک قیام پاکستان کی تاریخی ترتیب سے کتاب کے مندرجات کا آغاز کیا ہے۔

2۔ بزرگوں اور زعما کے اسماء اور کام کو ادب سے بیان کیا گیا ہے۔

3۔ روداد نویسی کرتے وقت فاضل مصنف نے کوشش کی ہے کہ تمام دستیاب تفصیلات سے اپنے قارئین کو آگاہ کیا جائے۔

4۔ کیونکہ یہ ایک تاریخی تذکرہ ہے لہذا کوشش کی گئی ہے کہ تمام تفصیلات با حوالہ درج کی جائیں تا کہ تحقیق پسند طبائع اصل مآخذ سے رجوع کر کے اپنے ذوق تحقیق کو شاد کام کر سکیں۔

5۔ صاحب قلم نے تحقیق و تدقیق کے معیاروں پر دستیاب تاریخی تفصیلات/ واقعات/کلمات پر کھتے ہوئے بڑے شستہ انداز میں گفتگو کی ہے کسی کو بے جا لعن طعن یا تنقید کا نشانہ نہیں بنایا ہے۔

6۔ کوشش کی گئی ہے کہ انداز ہائے بیان کو اخلاق اور شستگی کے معیار سے گرنے نہ دیا جائے۔ تا کہ قاری کا ذوق مطالعہ مکدر نہ ہو۔

غرض صاحب مقالہ نگار نے اپنے اس علمی، تاریخی اور حوالہ جاتی خریطے کو ہر ایک پڑھے لکھے کے لیے قابل قبول اور منظور نظر بنانے میں کوئی کسر نہ چھوڑی ہے۔

محترم علامہ محمد یونس نوشاہی کی دن رات کی خدمات (مطالعہ اور قلم نویسی) سے انکار ممکن نہیں ہے۔ اپنی دیگر مصروفیات کو تیاگ کر ایک تاریخی کتاب کے لیے یقیناً آپ نے سینکڑوں کتب کی ورق گردانی کی ہوگی سینکڑوں صفحات لکھ لکھ کر پھاڑے ہوں گے اور فقرات و جملوں کی آرائش و زیبائش کرتے وقت سینکڑوں بار "قلم زنی" کا ناگوار فریضہ انجام دیا ہوگا۔ پھر آپ اس قابل ہوئے ہوں گے۔ کہ ایک معیاری اور قابل مطالعہ کتاب کا مسودہ ترتیب دینے میں کامیاب ہوئے ہیں۔ جناب حبیب احمد اور جناب محمد صادق قصوری صاحب بھی اسی نوعیت کی کتاب لکھ چکے ہیں۔ مگر اول الذکر میں بلا امتیاز تمام قسم کے علماء و فضلاء کا تذکرہ ہے۔ موخر الذکر میں تحریک پاکستان کے مخالف علماء و مشائخ کا تذکرہ ہے۔ مگر گرامی یونس نوشاہی حافظ آبادی اس لحاظ سے ایک منفرد کام لائے ہیں۔ کہ ایک تو بریلوی علماء و مشائخ کا تذکرہ مرتب کیا اور دوسرا موافق و معاون کارناموں کا احاطہ ہے۔ اس طرح یہ کتاب زیادہ وقیع اور معیاری ہو گئی ہے۔ میں اس شاندار کام پر جناب علامہ محمد یونس نوشاہی کو مبارک باد دیتا ہوں اور دست بدعا ہوں۔

اللہ کرے زور قلم اور زیادہ
اللہ کرے وفور علم اور زیادہ

ایں دعا از من و از جملہ جہاں آمین باد۔

عزیزم زاہد اقبال بھیل ننکانہ صاحب کے قریبی گاؤں ڈیرہ بھیلاں (ابھیانوالہ) کے رہائشی ہیں۔ آپ کی بھیل ادبی سنگت اور بھیل لائبریری/بھیل ڈیجیٹل لائبریری کا پاکستان کے کونے کونے میں شہرہ ہے بلکہ اب تو زاہد اقبال بھیل کی علمی ادبی سر پرستی/ خدمات کی خوشبوئیں بین الاقوامی ہو چکی ہیں۔ جہاں جہاں کوئی اس علمی و ادبی خوشبو سے شاد کام ہوتا ہے فوراً زاہد اقبال بھیل کی طرف پلٹ پڑتا ہے گویا اس پر سحر ہو گیا ہے۔ سچ کہا ہے کسی شاعر نے۔

جادو وہ جو سر چڑھ کر بولے

زاہد اقبال بھیل "ادبی ستارے" کے نام سے ایک سلسلے وار کتاب اور قلم وقرطاس کے عنوان سے ایک سالانہ مجلہ نکال رہے ہیں۔ جو علمی، تنقیدی، دینی، ادبی، تاریخی اور تحقیقی تحریروں کا مرقع ہوتے ہیں۔ پچھلے برس 2022ء آپ نے "ادبی ستارے" کی خاص جلد ڈاکٹر محمد مشرف حسین انجم سرگودھا کی حیات و ادبی خدمات شائع کی۔ اس سال 2023ء میں آپ علامہ یونس نوشاہی کی زیر تعارف وتبصرہ مقالہ "تحریک پاکستان اور بریلوی علماء ومشائخ" کو" سالانہ مجلہ قلم وقرطاس" کے نمبر کے طور پر شائع کر رہے ہیں۔ یہ ایک خوش آئندہ اقدام ہے جو زاہد اقبال بھیل نے ادب کی خدمت کے طور پر اٹھایا ہے۔ میں بطور استاد اور قلم کار زاہد اقبال بھیل کو اس خوبصورت کتاب کی اشاعت پر مبارباد دیتا ہوں۔

نوشاہی نے لکھ دی ہے تحقیقی یہ کتاب
بھیل سنگت نے شائع کی ہے مکمل یہ کتاب
سنگت کے رُوح رواں ہیں زاہد اقبال بھیل
جو شائع کر رہے ہیں مدلل یہ کتاب
"تحریک پاکستان اور علماء و مشائخ"
کیا دل نشیں عنوان ہے مجلل یہ کتاب
شبیؔر شاہ جی پڑھ رہے ہیں اس کے اقتباس
تحقیق کیف آگیں ہے محلل یہ کتاب
اے دوستو! اس تذکرہ کو پڑھ لو سطر سطر
اس میں بڑی تسکیں ہے ہے مکمل یہ کتاب

دیگر مسالک کے علماء ومشائخ اور زعما کی تحریک قیام پاکستان خدمات پر اگر کوئی صاحب تذکرہ مرتب کر سکیں تو" مجلہ قلم وقرطاس" کے صفحات اس کی اشاعت کے لیے حاضر ہیں۔ کم از کم چھ ماہ پہلے مسودہ" بھیل ادبی سنگت بھیل منزل ڈیرا بھیلاں ننکانہ صاحب" تک پہنچانا اور پھر اپنی باری کا انتظار کرنا ضروری ہے۔ دیگر موضوعات علمیہ، دینیہ، تاریخیہ، تنقیدیہ، ادبیہ پر تذکروں کی اشاعت بھی ہو سکتی ہے۔ بس" حق ادارت" زاہد اقبال بھیل صاحب کے پاس رہے گا تا کہ صاف ستھرا مبیضہ منظر عام پر آئے۔

عزیزم زاہد اقبال بھیل نے تھوڑے سے عرصے میں علم وادب کی دنیا میں جو نام کمایا ہے اس کی بلندی کو قائم رکھنے کے لیے آپ جو کاوش وکاہش کرتے رہتے ہیں مقالہ" تحریک قیام پاکستان اور بریلوی علماء ومشائخ" اس کی ایک کڑی ہے۔ میں توقع کرتا ہوں کہ زاہد اقبال صاحب اپنی" خدمات علمیہ وادبیہ" کے طفیل آگے سے آگے اور، اور اوپر سے اوپر پرواز کریں گے۔

زاہد کرے پرواز بلند سے بلند تر
احباب کا تعاون کمند سے کمند تر

دعا گو
پروفیسر سید شبیر حسین شاہ زاہد
گوشہ محققین، ہاؤسنگ کالونی
ننکانہ صاحب (پوسٹ کوڈ 39100)
03014360919

عرض مقالہ نگار

راقم اس خوش فہمی میں ہرگز مبتلا نہیں کہ موضوع کا حق ادا کر دیا ہے۔ ہاں اتنا ہے کہ اس لطیف عنوان کے ایسے گوشے سامنے آ گئے ہیں۔ جو آئیندہ اس راہ کے راہی کو چراغ راہ اور سراغ منزل کا کام ضرور دیں گے۔ یہ نقش اول، نقش آخر نہیں پھر بھی جو معلومات بمشکل تمام حاصل ہو سکیں وہ قارئین کے یہاں پیش خدمت ہیں راقم اس میں کہاں تک کامیاب ہو سکا یہ قارئین کی نقد نگاہی پر منحصر ہے۔ ہیچ میدان نہ کوئی رائٹر ہے نہ سکالر۔ بس محب وطن ہے۔ اس محبت کے تعلق نے مجبور کیا کہ قیام پاکستان کے اس اہم پہلو پر کچھ ٹوٹے پھوٹے الفاظ میں لکھ کر اپنی محبت کا ثبوت پیش کر سکوں۔ آخر میں سواد اعظم کے پڑھے لکھے اور محب وطن طبقے سے دردمندانہ اپیل کرتا ہوں کہ اگر مُردنی اور بے حسی نے پوری طرح ان پر قابو نہیں پایا تو وہ آگے بڑھیں اور 1857ء سے قیام پاکستان تک کی تاریخ اپنے اسلاف کے قابل فخر اور زریں کارناموں سے نئی نسل کو روشناس کرائیں۔ ورنہ اپنے ہاں موجود مواد سے مطلع فرما کر ممنون فرمائیں۔

الراقم
علامہ محمد یونس نوشاہی
محلہ مغلپورہ سٹریٹ نمبر 4
جلال پور روڈ حافظ آباد پوسٹ کوڈ 52110
03228519313

مختصر تعارف مقالہ نگار (علامہ محمد یونس نوشاہی حافظ آبادی)

از قلم: زاہد اقبال بھیل

مفکر اسلام علامہ محمد یونس نوشاہی کی پیدائش 15 اپریل 1967ء کو حضرت صوفی محمد شریف سچیاری نوشاہیؒ (متوفی 1987ء) کے ہاں ڈیرا بے والا کھٹیانہ ورکاں تحصیل فیروز والا ضلع شیخوپورہ میں ہوئی۔ آپ نے ابتدائی تعلیم اپنے والد سے حاصل کی۔ اس کے بعد درس نظامی کے لیے شیخ القرآن والحدیث حضرت علامہ مولانا غلام محمد کیلانیؒ سے کسب فیض حاصل کیا اور اپنی علمی پیاس بجھائی۔ رسمی تعلیم کے لیے آپ نے جن اساتذہ سے علمی پیاس بجھائی ان میں ہیڈ ماسٹر محمد شفیع، ماسٹر اللہ بخش اور ماسٹر غلام مصطفیٰ کے نام سر فہرست ہیں۔ اس کے بعد آپ امامت و خطابت سے وابستہ ہو گئے۔ کچھ عرصہ بعد آپ ہجرت کر کے محلہ مغل پورہ سٹریٹ نمبر 4 جلال پور روڈ ضلع حافظ آباد میں مقیم ہو گئے جہاں آپ محلے کی جامع مسجد البدر میں امامت وخطابت کے فرائض سرانجام دے رہے ہیں۔

حضرت علامہ محمد یونس نوشاہی کا دور حاضر کے ایک منفرد مفکر، محقق، ادیب اور اہل علم وفضل میں شمار ہوتا ہے۔ دینی وادبی حوالے سے آپ کی گراں قدر نگارشات مشاہیر کی نظروں سے پوشیدہ نہیں ہیں۔ مختلف دینی وادبی جرائد ورسائل میں آپ کی تحریریں شائع ہو کر اہل ذوق و شوق کی علمی پیاس بجھاتی رہتی ہیں۔ دینی و اَدبی حلقوں میں آپ کا نام احترام سے لیا جاتا ہے۔ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اُن کی یہ دلکشی قائم ودائم رکھے۔ (آمین)۔

اُدب کا اِک ستار نوشاہی
سب کا لوگو پیار نوشاہی
خُوش اخلاقی جس کا زیور
ایسا ہے دلدار نوشاہی
عالم، فاضل، مفتی، قاری
دین کا ہے خُبدار نوشاہی
ادیب، مصنف اور محقق
علم کا ہے انبار نوشاہی
پیار ہے اس کو علم و فن سے
زاہدؔ کا ہے یار نوشاہی

چھپنے والے مقالات کی تفصیل درج ذیل ہے۔

1۔ دیارِ غیر میں نظریہ اعلیٰ حضرتؒ کے نقیب (ماہنامہ معارف رضا کراچی مئی 2016ء)
2۔ جنگ آزادی کے مجاہد اعظم (ماہنامہ معارف رضا کراچی جون 2016ء)
3۔ حضرت حاجی سید محمد نوشہ گنج بخش قادری قدس سرہٗ (ماہنامہ افق کراچی جون 2010ء)
4۔ قیام پاکستان مشیت ایزدی (ماہنامہ افق کراچی اگست 2010ء)
5۔ قائداعظمؒ کی زندگی کا روحانی پہلو (ماہنامہ افق کراچی ستمبر اکتوبر 2010ء)
6۔ حضرت پیر سید معروف حسین شاہ عارف نوشاہیؒ (ماہنامہ افق کراچی نومبر 2010ء)
7۔ اعلیٰ حضرت امام احمد رضا بریلویؒ کی زیر صدارت ایک یادگار مشاعرہ (ماہنامہ افق کراچی جون 2011ء)
8۔ مؤرخ خاندان نوشاہیہ حضرت پیر شرافت نوشاہی (ماہنامہ افق کراچی جولائی 2011ء)
9۔ قائداعظمؒ علماء ومشائخ کے قائد کیوں ٹھہرے (ماہنامہ افق کراچی ستمبر 2011ء)
10۔ حافظ آباد کی ڈائری محمد عثمان نوشاہی کے نام (ماہنامہ افق کراچی مارچ 2012ء)
11۔ سیرت غوث اعظمؒ بعد از وصال قسط نمبر 1 (ماہنامہ افق کراچی جون 2012ء)
12۔ سیرت غوث اعظمؒ بعد از وصال قسط نمبر 2 (ماہنامہ افق کراچی جولائی 2012ء)
13۔ سیرت غوث اعظمؒ بعد از وصال قسط نمبر 3 (ماہنامہ افق کراچی اگست 2012ء)
14۔ طویل ترین خط (ماہنامہ افق کراچی اکتوبر 2012ء)
15۔ حضرت العلام پیر سید ابوالکمال برق نوشاہیؒ (ماہنامہ افق کراچی ستمبر 2013ء)
16۔ خدایا ایں کرم بز دگر کن سفر حرمین کا ماجرہ (ماہنامہ افق کراچی اکتوبر، نومبر 2013ء) بار دگر
17۔ سعودی محققین کا کذب عظیم (ماہنامہ افق کراچی فروری 2014ء)
18۔ حضرت شاہ عبدالرحمن قادری نوشاہیؒ (ماہنامہ افق کراچی مارچ، اپریل 2014ء)
19۔ تبصرہ بر کتاب محسن اعظم فی مناقب غوث الاعظمؒ (ماہنامہ محسن لاہور مارچ 2014ء)
20۔ بے مثل نبی ﷺ کا بے مثل بچپن (ماہنامہ محسن لاہور جنوری 2014ء)
21۔ قیام پاکستان مشیت ایزدی (ماہنامہ محسن لاہور جنوری 2013ء)
22۔ محمد علی جناح علماء ومشائخ کے قائد کیوں ٹھہرے (ماہنامہ محسن لاہور ستمبر، اکتوبر 2012ء)
23۔ قائداعظمؒ کی زندگی کا روحانی پہلو (ماہنامہ محسن لاہور جنوری 2012ء)
24۔ حضرت حاجی نوشہ گنج بخشؒ (ماہنامہ محسن لاہور اگست 2011ء)

25۔ حضرت سید محمد نوشہ گنج بخش ؒ (ماہنامہ رکن الاسلام حیدر آباد فروری 2014ء)

26۔ تجرید صحاح ستہ (ماہنامہ کنز الایمان لاہور مارچ 2021ء)

27۔ دیار غیر میں نظریہ اعلیٰ حضرتؒ کے نقیب (ماہنامہ جہان رضا لاہور مارچ 2018ء)

28۔ جنگ آزادی کی مجاہد اعظم (سہ ماہی قندیل سلیمان اٹک اکتوبر تا دسمبر 2017ء)

29۔ مبشرات پاکستان (ماہنامہ دلیل راہ لاہور اگست، ستمبر 2017ء)

30۔ پنجاب میں اردو کے پہلے صاحب دیوان شاعر (سہ ماہی قلم و قرطاس ننکانہ صاحب (اب سالانہ) اکتوبر، نومبر، دسمبر 2018ء)

31۔ علامہ اقبال کاملین کی نظر میں (سالانہ مجلہ قلم و قرطاس ننکانہ صاحب 2019ء)

32۔ ایک ہمہ جہت اور ہمہ وقت ادیب (ماہنامہ راوی لہر فیض پور خورد)

33۔ تبصرہ جات، سورۃ الرحمٰن، حاتم طائی، معراج نامہ، رب دا حبیبؐ، لائق میراث پدر خانوادہ اثر (ماہنامہ راوی لہر فیض پور خورد)

34۔ قیام پاکستان کی پیشین گوئیاں (سالانہ مجلہ "حسن نظر" ننکانہ صاحب 2022ء

میں جناب مولانا محمد یونس نوشاہی صاحب سے کئی بار مل چکا ہوں۔ ماشاء اللہ بڑے حلیم الطبع ہیں۔ اور مسکراتے چہرے کے ساتھ گفتگو کرتے ہیں۔ سفید داڑھی کے ساتھ سُرمہ بھری آنکھیں اور سفید رنگ عمامہ شریف باندھے آپ کا چہرہ ایک پھول کی طرح لگتا ہے۔ جو حالت مسرت میں رنگ ترنگ اور گل و گلزار ہو جاتا ہے۔ اور حالت غم و یاسیت میں مُرجھا جاتا ہے۔ اس چشم نشیں چہرہ کو دیکھ کر بندہ یہ گنگنانے لگتا ہے۔

وہ صورتیں الٰہی کس دیس بستیاں ہیں
اب جن کے دیکھنے کو آنکھیں ترستیاں ہیں

پھر دل کے کسی کونے سے نرم آواز ابھرتی ہے۔ حافظ آباد میں۔

نوشاہی صاحب کے قلمی کمال تو ان کا مقالہ پڑھنے سے ہی اپنے قارئین کو مسحور کر لیں گے یہاں تو آپ کے جمال پہ ہی بات کرنا بنتی ہے۔ ایک اور لازمہ جو نوشاہی صاحب کی رنگا رنگ اور دنگا دنگ شخصیت کا حصہ ہے۔ وہ ہے آپ کے نورِ چشم، عطرِ قلب، خاموش سجادہ نشیں، ان کے فرزند ارجمند کا ہر وقت اُن کے ساتھ ہونا جیسے کسی بھی جسم کا سایہ لازمی ہوتا ہے۔ ان صاحبزادہ صاحب کا نام نامی اسم گرامی ہے محمد لقمان۔ یہ بالکل ایسے ہی ہے جیسے میرے محترم استاد ڈاکٹر محمد مشرف حسین انجم صاحب سرگودھوی کا نور عین، دل کا چین عزیز و ہر دلعزیز محمد طلحہ حسین ہر سفر و حضر میں اُن کے ساتھ ہوتے ہیں۔

چنگے پیو تربیت کر دے لعلاں دی ہر ویلے
رکھ کے نال آداب سکھاندے لعلاں نوں ہر ویلے

تحریک پاکستان اور بریلوی علماء ومشائخ

مقالہ نگار: علامہ محمد یونس نوشاہی حافظ آباد

اللہ جل جلالہ کا فرمان ذیشان ہے کہ: فَلَا وَرَبِّكَ لَا يُؤْمِنُونَ حَتّٰى يُحَكِّمُوكَ فِيمَا شَجَرَ بَيْنَهُمْ ثُمَّ لَا يَجِدُوا فِي أَنْفُسِهِمْ حَرَجًا مِّمَّا قَضَيْتَ وَيُسَلِّمُوا تَسْلِيمًا O (النساء:65)

ترجمہ: ''تو اے محبوب تمہارے رب کی قسم وہ مسلمان نہ ہوں گے جب تک اپنے آپس کے جھگڑے میں تمہیں حاکم نہ بنائیں پھر جو کچھ تم حکم فرمادو اپنے دلوں میں اس سے رکاوٹ نہ پائیں اور جی سے مان لیں۔ (سورۃ النساء: آیت 65، خزائن العرفان فی تفسیر القرآن)

رب کائنات نے اس آیہ مبارکہ میں ایمان کی تین شرطیں بیان فرمائیں اور سب سے پہلی شرط ہی حضور سید عالم ﷺ کو حاکم مطلق ماننے کی رکھی۔ فرمایا: اے محبوب مجھے تیرے رب ہونے کی قسم ہے کہ جب تک یہ لوگ آپ کو اپنے مشاجرات، مخاصمات، تنازعات اور اختلافات میں اپنا حاکم، ثالث اور قوت فیصل تسلیم نہ کریں گے انہیں ایمان کی سند نصیب نہ ہوگی۔ پھر ایمان کی دوسری شرط ارشاد فرمائی۔ فرمایا: اے محبوب جو آپ ان کے درمیان فیصلہ فرمائیں اس میں ذرا برابر بھی کسی قسم کا عمل دخل نہ کریں۔ آپ کے فیصلے سن کر ان کی طبیعت خراب نہ ہو جائے وہ مضمحل نہ ہو جائیں۔ ان کے دل میں کسی قسم کی تنگی محسوس نہ ہونے پائے۔ فیصلہ اگرچہ عقل کے خلاف ہی کیوں نہ ہو گیا ہو اسے حضور ﷺ کی رحمت سمجھیں اسے حضور ﷺ کا کرم سمجھیں نہ جانے ہمارے آقا ﷺ نے ہمیں کس ظلم سے بچالیا ہے۔ پھر تیسری شرط ارشاد فرمایا اے محبوب: آپ کے فیصلے کے سامنے اس طرح سر تسلیم خم کرلیں جس طرح سر تسلیم خم کرنے کا حق ہے۔ معلوم ہوا جو حضور ﷺ کو اپنا حاکم نہ مانے سرکار دو عالم ﷺ کے کسی حکم کے بارے میں اپنی عقل کو مخلوط کرے مصلحت کا تقاضا سمجھ کر اسے چھوڑ دے اس کا اسلام سے کیا تعلق ہے۔ پھر ایک فتویٰ وہ ہوتا ہے جو زمانے کا مفتی، عالم شہیر، فاضل جلیل، مفسر، محدث صادر کرتا ہے۔ لیکن ایک فتویٰ وہ ہوتا ہے جو کائنات کے ذرے ذرے کا خالق دے جس کا ایک لفظ ''کن'' کائنات کو وجود سے عدم اور عدم سے وجود میں لاسکتا ہے اگر وہ رب کسی کے بارے میں فتویٰ کفر صادر فرمائے تو پھر اس بدبخت کے کفر میں کون سا شک رہ سکتا ہے۔

خلاصہ ہے یہی سب داستان کفر و ایمان کا
کرے انکار جو کافر: انہیں جو مان لے مومن

الغرض حضور عالم ﷺ کی اطاعت غیر مشروط اور غیر محدود ہے حکم چاہے سیاسی امور سے متعلق ہو چاہے تکوینی امور سے حضور ﷺ

کی اطاعت ہر حال میں ضروری ہے۔ جو اس بات کو نہ مانے وہ سراسر ایمان سے عاری ہے خالی ہے بلکہ ایمان کا تقاضا ہی یہی ہے کہ جو بدنصیب حضور ﷺ کی نافرمانی کرے اس کو بھی مردود سمجھا جائے اور جو اس مردود کو مردود نہ سمجھے اس کو بھی مردود سمجھا جائے۔ ہاں ہاں خدا کے ہاں عزت اس کی ہے جو اپنی عزت و ناموس ذات مصطفی ﷺ پر قربان کر دیتا ہے جو ایسا کرتا ہے پھر کائنات یہ نظارا اپنی آنکھوں سے دیکھتی ہے کہ دو جہاں کی عزتیں اور عظمتیں اس پر نثار ہوتی ہیں اور اگر ان کی غلامی کو باعث عزت نہ سمجھا جائے تو یاد رکھنا یہی بوجہلی اور یہی بولہبی ہے۔

محمد علی جناح نے فرمان رسول ﷺ کی تعمیل کر کے ایسا مقام حاصل کیا کہ ان کے ہم عصر علماء ومشائخ نے ان کو قیادت کے لیے منتخب فرمالیا۔ حکم رسالت مآب ﷺ کے تفصیل بیان کرتے ہوئے سید صابر حسین شاہ بخاری صاحب رقمطراز ہیں: قائداعظم کے ایک قریبی ساتھی نے یہ ایمان افروز واقعہ سنایا: جب قائداعظم لندن سے واپس تشریف لائے تو سب سے پہلے ان سے ملاقات کے لیے میں پہنچا آپ خاموش بیٹھے تھے .... میں نے پوچھا سر کیا بات ہے؟ آپ بڑے خاموش دکھائی دے رہے ہیں؟ قائداعظم فرمانے لگے جانتے ہو میری واپسی کا سبب کیا ہے؟ میں نے کہا جناب! یہی کہ آپ کی یہاں اشد ضرورت تھی تمام مسلمانان ہند آپ کو نجات دہندہ تصور کرتے ہیں۔ یہ نہ صرف میری بلکہ تمام مسلم لیگی راہنماؤں کی دلی خواہش تھی اور حضرت علامہ اقبال نے بھی آپ کو متعدد خطوط لکھے اور مزید یہ کہ جناب لیاقت علی خان نے آپ سے لندن میں ملاقات کر کے آپ کو واپس آنے پر قائل کیا۔ قائداعظم فرمانے لگے یہ تمام باتیں اپنی جگہ درست ہیں مگر قیام لندن کے دوران ایک عجیب وغریب واقعہ میرے ساتھ پیش آیا جس کی بنا پر میں نے واپس آنے کا فیصلہ کر لیا تھا۔ میں نے کہا سر! کیا عجیب واقعہ تھا؟ آپ فرمانے لگے ایک شرط پر سناؤں گا کہ میری زندگی میں اس کی تشہیر نہ کی جائے کیونکہ کچھ ناعاقبت اندیش اس کو غلط معنی پہنا کر طرح طرح کی باتیں کریں گے میں نے وعدہ کیا کہ میں ایسا ہی کروں گا۔ پھر حضرت قائداعظمؒ یوں گویا ہوئے: ''لندن میں میں اپنے فلیٹ میں سویا ہوا تھا۔ رات کا پچھلا پہر ہو گا میرے بستر کو کسی نے ہلایا میں نے آنکھیں کھولیں اِدھر اُدھر دیکھا کوئی نظر نہ آیا میں پھر سو گیا میرا بستر پھر ہلا میں پھر اٹھا۔ کمرے میں اِدھر اُدھر دیکھا سوچا شاید زلزلہ آیا ہو۔ کمرے سے باہر نکل کر دوسرے فلیٹوں کا جائزہ لیا تمام لوگ محو استراحت ـــــ میں۔ واپس کمرے میں آ کر بستر پر سو گیا کچھ دیر ہی گزری تھی کہ تیسری بار پھر کسی نے میرا بستر نہایت زور سے جھنجوڑا میں بڑبڑا کر اُٹھا پورا کمرہ معطر تھا میں نے فوری طور پر محسوس کیا کہ ایک غیر معمولی شخصیت میرے کمرے میں موجود ہے۔ میں نے کہا آپ کون ہیں؟ آگے سے جواب آیا میں تمہارا پیغمبر محمد (ﷺ) ہوں میں جہاں تھا وہیں بیٹھ گیا دونوں ہاتھ باندھ لیے اور سر جھکا لیا۔ فوراً میرے منہ سے نکلا آپ پر سلام ہو میرے آقا ﷺ ایک بار پھر وہ خوبصورت آواز گونجی جناح: برعظیم کے مسلمانوں کو تمہاری ضرورت ہے اور میں تمہیں حکم دیتا ہوں کہ تحریک آزادی کا فریضہ انجام دو میں تمہارے ساتھ ہوں تم بالکل فکر نہ کرو انشاء اللہ تم اپنے مقصد میں کامیاب رہو گے میں ہمہ تن گوش تھا صرف اتنا کہہ پایا آقا ﷺ آپ کا حکم سر آنکھوں پر۔ میں مسرت وانبساط اور حیرت کے اتھاہ سمندر میں غرق تھا کہ کہاں آپ ﷺ کی ذات اقدس اور کہاں میں اور پھر یہ شرف ہم کلامی یہ عظیم واقعہ میری واپسی کا باعث بنا۔'' (ماہنامہ کنزالایمان لاہور ستمبر 1998ء صفحہ 30 تا 32، ماہنامہ ضیائے حرم لاہور ستمبر 1998ء صفحہ 58،57،

قائداعظم [illegible] 1999ء صفحہ 33،34)

قائداعظمؒ کو قدم قدم پر وہ کامیابی میسر آئی جو اس وقت دنیا بھر کے سیاسی قائدین اور مصلحین کے لیے قابل رشک تھی حقیقت یہ ہے کہ گاندھی اپنی مکاریوں، نہرو اپنی عیاریوں کے ساتھ ایک قائداعظمؒ کا مقابلہ نہ کر سکے اور اس قسم کے سینکڑوں گاندھی، نہرو ہوتے تو بھی ایک دبلے پتلے جناحؒ کے سامنے نہ ٹھہر سکتے جناحؒ بے شک جسم کے کمزور تھے مگر یقیناً عزم کے مضبوط تھے دیکھنے میں لاغر نظر آتے تھے مگر ایمان کا کوہ گراں تھے۔ قائداعظم کی فطرت عشق رسول ﷺ کے نور سے جگمگا اٹھی۔ عشق ومحبت کی یہی لازوال دولت تھی جس نے ان کے دل کو مصلحتوں پیش کشوں اور حرص وآزار کے تمام بتوں سے بے نیاز کر دیا۔ وہ اگر افرنگ کے دام ہمرنگ زمین میں نہ آئے، ہندو برہمن کی سوداگرانوں چالوں سے محفوظ رہے تو یہ اسی جذبہ عشق کا کمال تھا قائداعظمؒ نے عشق کا زمزمہ چھیڑا سب اہل عشق ان کے ہمنوا بن گئے۔ برعظیم کے سب روحانی آستانے مثلاً سرہند شریف، چورہ شریف، علی پور سیداں شریف، بریلی شریف، سیال شریف، گولڑہ شریف، شرقپور شریف، جلال پور شریف، مانکی شریف اور مارہرہ شریف جہاں ہمیشہ عشق رسول ﷺ کی شراب ناب پلائی جاتی تھی ساتھ ہو لیے۔ قائداعظمؒ کی سعادت کا کون اندازہ لگا سکتا ہے جو بظاہر مفتی تھے نہ محدث، شیخ طریقت تھے نہ زاہد شب دار پھر قرآنی تعلیمات کی علمبرداری کرتے ہوئے میدان میں اتر آئے اور پھر کفر کے مقابلے میں ایمان کی عظمت کا نعرہ لگانے لگے۔ یقیناً وہ لوگ بھی سعادتمند تھے جنہوں نے تمام سنہری روپہلی اور عارضی مصلحتوں کو بالائے طاق رکھ کر ان کا ساتھ دیا اور پورے خلوص سے دوقومی نظریے کی بنا پر دنیا کے نقشے میں ایک جدید اسلامی نظریاتی مملکت کے شمول ودخول کے لیے جت گئے اور جب تک قائم نہ ہو گیا دم نہ لیا۔ قائداعظم اور ہمنواؤں کی سعادت کا تصور اس وقت اور بھی اجاگر ہونے لگتا ہے جب ہم دیکھتے ہیں کہ ان کے مقابلے میں نہرو گاندھی جیسے مشرکین ہی نہیں تھے بلکہ بہروپیے بھی تھے جو سادہ لوح مسلمانوں کے سامنے آ کر یہ اعلان کرتے تھے کہ قومیں وطنوں سے بنتی ہیں۔ اس کے برخلاف مشائخ وعلماء اہلسنت کا کردار نہایت ہی تابناک ہے۔ انہوں نے اپنے آقا ومولا حضور ﷺ کے عشق سے سرشار ہو کر کتاب وسنت کی واضح ترین ہدایات کو سامنے رکھا اور مسلم لیگ کے دوقومی نظریئے کی بھرپور تائید کی ہر ممکن تعاون فرمایا۔ قائداعظمؒ کی اطاعت رسول کا ہی ثمرہ تھا کہ اس دور کے مشائخ عظام وعلماء کرام کو نبی کریم ﷺ نے شرف زیارت بخش کر ان کو قائداعظمؒ کی حمایت کی تلقین کی۔

چند ناقابل تردید دلائل ملاحظہ فرمائیں۔

حضرت خواجہ غلام محمدؒ جو سلسلہ عالیہ نقشبندیہ کے عظیم بزرگ تھے۔ قائداعظمؒ ان کے پاس گئے گاندھی بھی ان کو ملا کرتا تھا نہرو بھی ان کے پاس جاتا۔ نہرو ایک دفعہ کہنے لگا کہ آپ محمد علی جناح کو سمجھائیں وہ ہمارے پیچھے پڑا ہوا ہے کہتا ہے پاکستان بنانا ہے۔ وہ فرمانے لگے میں بھی یہی کہتا ہوں پاکستان بننا چاہیے اور تمہاری بات ہم نہیں مانیں گے۔ محمد علی جناح آپ کے پاس گئے کہنے لگے جناب مہربانی کیجیے یہ بتایئے پاکستان بن جائے گا کہ نہیں۔ آپ فرمانے لگے کہ پاکستان بنے گا اور تمہارے ذریعے بنے گا۔ انہوں نے عرض کیا کیسے۔ فرمایا میں نے نبی کریم ﷺ کی خواب میں زیارت کی ہے۔ تمہارے سر پر پگڑی باندھ رہے تھے اور تھوڑا سا پیچ ڈھیلا ہو گیا تو حضور ﷺ نے کس کر باندھا یہاں سے میں نے اندازہ لگا لیا کہ انشاء اللہ پاکستان بنے گا۔ (ماہنامہ الحقیقہ شکرگڑھ، مئی 2007ء)

پاکستان حضور ﷺ کا تبرک ہے جس شخص نے اس کی جتنی خدمت کی اسے اتنا ہی بارگاہ رسالت مآب ﷺ سے قرب نصیب ہوا۔ جس نے دشمنی کی یا نقصان پہنچانے کی کوشش کی اتنا ہی بارگاہ رسالت علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والسلام سے دور رہا۔ اس لیے پاکستان کا دشمن ہو غوث قطب بن کر آئے اسے دجال وکذاب تصور کیا جائے گا۔ تحریک پاکستان پر غور کریں تو یہ حقیقت اور بھی زیادہ واضح ہو جاتی ہے اللہ کے سب پاک بندے اور حضور نبی کریم ﷺ کے سب عشاق پاکستان کی تحریک میں دامے درمے، قدمے سخنے حصہ لینے لگے اور قائداعظمؒ کا ساتھ دے کر مسلم لیگ کی قوت بڑھانے لگے۔ بریلی شریف بدایوں اور دوسرے ایسے مراکز اہلسنت جنہیں اگرچہ قیام پاکستان کی صورت میں بھی انڈیا ہی میں رہنا تھا فکر ونظر اور ترقی وعمل کے اعتبار سے پاکستان کی حمایت میں تھے کیونکہ ہر ایک مرکز سے (یعنی ساری کائنات کے صدر مقام مدینہ منورہ) سے اشارے ہو چکے تھے۔ فرمان نبوی ﷺ ہے کہ ''جس نے خواب میں مجھے دیکھا یقیناً اس نے مجھے ہی دیکھا''۔ اور آپ کو دیکھنے کی شان یہ ہے جس نے آپ ﷺ کو دیکھا اس نے حق ہی دیکھا اور ایک ارشاد پاک کے مطابق یہ جانفزاء مثردہ ہے کہ ''جس نے مجھے خواب میں دیکھا تو وہ بہت جلد مجھے بیداری میں بھی دیکھے گا۔'' چنانچہ انہی مبشرات مبارکہ اور رویائے صالحہ پر اعتماد کرتے ہوئے کئی نفوس قدسیہ نے اپنے خواب دوسروں سے بیان کئے یا قلمبند فرمائے مثلاً

حضرت قبلہ عالم سیدنا راہنمائے اولیائے پیر احمد میاں شاہ قدس سرہ العزیز نے یہ مثردہ جانفزاء سنایا۔ ''روحانیت میں پاکستان اور ہندوستان کی تقسیم ہو رہی تھی تو اس کی سرحد ہم نے کھینچی۔ ایک درویش نے اعتراض کیا کہ بہت کشت وخون ہو گا تو حضرت نے فرمایا کہ قربانی تو دینی پڑتی ہے بھگتیں گے اور فرمایا کہ ایک دبلے پتلے شخص کو بارگاہ رسالت مآب ﷺ میں پیش کیا حضور ﷺ نے اسے کچھ ہدایات دیں اس کے بعد اخبارات میں چرچا آنے لگا کہ مسلم لیگ کے صدر محمد علی جناح ہو گئے ہیں اس کی تصویریں اخبارات میں آنے لگیں اور ہم نے پہچان لیا کہ یہ وہی شخص ہے۔'' کچھ علماء نے اعتراض کیا کہ یہ کیا کام کرے گا جو اسلام سے ناواقف ہے تو اللہ تعالیٰ نے اس آدمی سے کام لے لیا وہ (کانگریس نواز) علماء اسے مسلمان بھی نہیں سمجھتے تھے اور (کانگریسی) علماء کو اللہ تعالیٰ نے راندہ درگاہ کر دیا اللہ تعالیٰ کو اس (قائداعظم) کی ایک ہی (پہلو نہ بدلنے والی) خوبی پسند آئی۔ ان سے وہ کام لیا جو قرآن وحدیث جاننے والے (کانگریس نواز) علماء بھی نہ کر سکے۔ (سیرت راہنمائے اولیاء، مطبعہ لاہور 1996 صفحہ 253)

پیر طریقت رہبر شریعت خواجہ مقبول الرسول قدس سرہ نے قیام پاکستان کی تحریک میں کارہائے نمایاں انجام دیئے مسلم لیگ کے نمائندوں کو کامیاب کرانے کے لے زبان اور خطوط سے رغبت دلاتے رہے۔ اگر کسی مرید نے مخالف پارٹی کو ووٹ دیا تو اس پر سخت ناراض ہوئے برصغیر کی تقسیم سے پہلے آپ نے میاں کامل دین کو بلایا اور فرمایا قائداعظم آزادی ملک کی خاطر آرام کو چھوڑ کر ظاہری کوشش کر رہے ہیں ہمیں چاہیے کہ باطنی طور پر کوشش کریں۔ لہٰذا تم روز درود پاک، استغفار، لاحول ولاقوۃ اور یاحی یاقیوم تین تین ہزار بار اور سورہ مزمل چالیس بار پڑھ کر آزادی کے لیے دعا کیا کرو۔ میاں کامل دین نے ایک سال تک یہ معمول جاری رکھا بعد ازاں آپ نے ایک خط لکھ کر بتایا پاکستان کی بنیاد تحت الثریٰ تک چلی گئی ہے۔ اس خط کے ایک ماہ بعد پاکستان کا اعلان ہو گیا جس سے آپ بہت مسرور ہو گئے۔ (تذکرہ اکابر اہلسنت، مطبوعہ

لاہور 1976ء)

3 جون 1947ء سے پہلے کوئی بھی قیام پاکستان سے متعلق حتمی بات نہیں کہہ سکتا تھا لیکن مولانا حسرت موہانی نے کہہ دیا تھا میں نے خواب میں سرور کائنات فخر موجودات ﷺ کی زیارت کی سعادت پائی اور دیوان حافظ سے بھی فال نکالی ہے اس شعر پر میں نے تضمین بھی کر دی ہے جو یہ ہے۔ ؎

جب کہے خواب میں خود آ کے وہ شاہ خوباں
اور حافظ بھی مصدق ہو یہ فال دیواں
ہو مبارک تجھے حسرت علم و مہرو نشاں
طاق ابروئے تو محراب جہاں خواہد بود

ترجمہ: اے پیارے محبوب: اپنے رخ زیبا سے نقاب ہٹائیں تا کہ اہلِ جہاں اپنے سر جھکا دیں (لذت دیدار سے محظوظ ہوں) آپ کا طاق ابرو عنقریب محراب جہاں بننے والی ہے۔ (تحریک آزادی کے قافلہ سالار مشمولہ اردو ڈائجسٹ لاہور 1990ء)

حضرت خواجہ حسن نظامی سجادہ نشین درگاہ خواجہ نظام الدین اولیاء نے اپنے بے شمار مریدین کے ساتھ تحریک پاکستان میں پوری فکری و عملی دلچسپی کا مظاہرہ کیا آپ کا شہرہ آفاق ہفت روزہ منادی مسلم لیگ موقف کی تبلیغ کے لیے وقف تھا۔ آپ نے کل ہند بنیادوں پر چشتی برادری قائم کی۔ اس میں اپنے تمام عقیدت مندوں کے علاوہ اہم سیاسی شخصیات کو بھی شمولیت کی دعوت دی۔ شرط یہ تھی کہ اس برادری کا ہر فرد مسلم لیگ کی حمایت کرے۔ ابوالکلام آزاد نے ان کی دعوت پر لکھا کہ چشتی برادری کا رکن تو بن سکتا ہوں مگر مسلم لیگ کی حمایت نہیں کر سکتا۔ (ماہنامہ ضیائے حرم لاہور اگست 1990ء)

علی برادران کے مرشد مولانا عبدالباری فرنگی محلیؒ کے صاحبزادے مولانا جمال میاں ابتداء ہی سے مسلم لیگ کے سرگرم کارکن تھے۔ وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ وہ مسلم لیگ کے اہم رہنماؤں میں شمار ہونے لگے مولانا موصوف مشہور مسلم لیگ لیڈر مرزا ابوالحسن اصفہانی کے گہرے دوست تھے۔ جناب اصفہانی کا بیان ہے کہ مسلم لیگ کے اجلاس میں قائداعظم پر اعتماد کی قرارداد پیش ہوئی تو مولانا جمال میاں حمایت کرنے والوں میں سرفہرست تھے۔ (ماہنامہ کنزالایمان لاہور تحریک پاکستان نمبر اگست 1995ء)

ابوالبرکات حضرت سید محمد فضل شاہ جلال پوریؒ نے قائداعظم پر مکمل اعتماد کا اظہار کیا اور بار بار اپنے خطبات اور دوروں کی تقاریر میں فرمایا: کہ پاکستان کے مسئلہ میں ہم غیر مشروط طور پر قائداعظم کا ساتھ دیں گے۔ (امیر حزب اللہ جلال پور شریف 1965ء)

2

لاہور 1976ء)

3 جون 1947ء سے پہلے کوئی بھی قیام پاکستان سے متعلق حتمی بات نہیں کہہ سکتا تھا لیکن مولانا حسرت موہانی نے کہہ دیا تھا میں نے خواب میں سرور کائنات فخر موجودات ﷺ کی زیارت کی سعادت پائی اور دیوان حافظ سے بھی فال نکالی ہے اس شعر پر میں نے تضمین بھی کر دی ہے جو یہ ہے۔

جب کہے خواب میں خود آ کے وہ شاہ خوباں
اور حافظ بھی مصدق ہو یہ فال دیواں
ہو مبارک تجھے حسرت علم و مہرو نشاں
طاق ابروئے تو محراب جہاں خواہد بود

ترجمہ: اے پیارے محبوب: اپنے رخ زیبا سے نقاب ہٹائیں تا کہ اہل جہاں اپنے سر جھکا دیں (لذت دیدار سے محظوظ ہوں) آپ کا طاق ابرو عنقریب محراب جہاں بننے والی ہے۔ (تحریک آزادی کے قافلہ سالار مشمولہ اردو ڈائجسٹ لاہور 1990ء)

حضرت خواجہ حسن نظامی سجادہ نشین درگاہ خواجہ نظام الدین اولیاء نے اپنے بے شمار مریدین کے ساتھ تحریک پاکستان میں پوری فکری و عملی دلچسپی کا مظاہرہ کیا آپ کا شہرہ آفاق ہفت روزہ منادی مسلم لیگ موقف کی تبلیغ کے لیے وقف تھا۔ آپ نے کل ہند بنیادوں پر چشتی برادری قائم کی۔ اس میں اپنے تمام عقیدت مندوں کے علاوہ اہم سیاسی شخصیات کو بھی شمولیت کی دعوت دی۔ شرط یہ تھی کہ اس برادری کا ہر فرد مسلم لیگ کی حمایت کرے۔ ابوالکلام آزاد نے ان کی دعوت پر لکھا کہ چشتی برادری کا رکن تو بن سکتا ہوں مگر مسلم لیگ کی حمایت نہیں کر سکتا۔ (ماہنامہ ضیائے حرم لاہور اگست 1990ء)

علی برادران کے مرشد مولانا عبدالباری فرنگی محلیؒ کے صاحبزادے مولانا جمال میاں ابتداء ہی سے مسلم لیگ کے سرگرم کارکن تھے۔ وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ وہ مسلم لیگ کے اہم رہنماؤں میں شمار ہونے لگے مولانا موصوف مشہور مسلم لیگ لیڈر مرزا ابوالحسن اصفہانی کے گہرے دوست تھے۔ جناب اصفہانی کا بیان ہے کہ مسلم لیگ کے اجلاس میں قائداعظم پر اعتماد کی قرارداد پیش ہوئی تو مولانا جمال میاں حمایت کرنے والوں میں سرفہرست تھے۔ (ماہنامہ کنزالایمان لاہور تحریک پاکستان نمبر اگست 1995ء)

ابوالبرکات حضرت سید محمد فضل شاہ جلال پوریؒ نے قائداعظم پر مکمل اعتماد کا اظہار کیا اور بار بار اپنے خطبات اور دوروں کی تقاریر میں فرمایا: کہ پاکستان کے مسئلہ میں ہم غیر مشروط طور پر قائداعظم کا ساتھ دیں گے۔ (امیر حزب اللہ جلال پور شریف 1965ء)

قائداعظم نے پیر صاحب عبداللطیف زکوڑی شریف سے ڈیرہ اسماعیل خان میں ملاقات کی اور انہیں یہ فرض تفویض کیا کہ وہ مسلمانان سرحد کو پاکستان کے حق میں ہموار کریں۔ پیر صاحب زکوڑی نے ادائے فرض کا حق ادا کر دیا۔ (روزنامہ حیدر راولپنڈی 18 نومبر 1985)

مولوی فرید احمد کی روایت کے مطابق انہوں نے 1945ء کے رمضان المبارک کی 26 ویں شب کو خواب میں حضرت شاہ جلالؒ کی زیارت کی سعادت حاصل کی۔ حضرت شاہ جلال نے انہیں حکم دیا کہ فرید: تم ہاتھ پر ہاتھ دھرے کیوں بیٹھے ہوا یک بڑا اسلامی ملک بننے والا ہے اور جاؤ جناح کے قافلے میں شامل ہو جاؤ تم پاکستان بنانے کے لیے ایک سو قدم چلو گے تو جنت تمہارے خیر مقدم کے لیے ایک لاکھ فرسخ کا فاصلہ طے کرے گی۔ قیام پاکستان کے بعد حضرت شاہ جلال نے ایک بار پھر انہیں زیارت باسعادت سے مولوی فرید احمد کو مشرف فرمایا اور حکم دیا کہ فرید: جاؤ لوگوں کو بتادو کہ اللہ ان سے ناراض ہے کیونکہ وہ 27 ویں رمضان المبارک کی بجائے 14 اگست کے دیوانے ہیں۔ (روزنامہ امن کراچی 6 فروری 1997ء۔ دوماہی سربکف کراچی جولائی اگست 2011ء)

چشمہ رشد وہدایت آسانہ عالیہ چورہ شریف کے سجادہ نشین حضرت خواجہ محمد نبیؒ کی ذات برکات نے قائداعظم کی خواہش کے مطابق اپنے مرید خاص حضرت پیر سید جماعت علی شاہ آستانہ عالیہ علی پور سیداں شریف کو ہدایت فرمائی کہ قائداعظم کی جدوجہد برائے حصول مملکت خداداد پاکستان میں بھر پور اعانت کی جائے۔ انہوں نے اپنے پیرخانہ کی ہدایت کو دل وجان سے قبول فرمایا۔ مسلم لیگ کی رکن سازی میں مریدین کو نعرہ دیا۔ ''مسلم ہے تو مسلم لیگ میں آ'' 1946ء کے الیکشن میں بھر تعاون فرمایا۔ مریدین کو حکم دیا جو میرا مرید ہے وہ مسلم لیگ کو ووٹ دے اگر کوئی مسلم لیگ کو ووٹ نہ دے تو اس کا ہمارے ساتھ کوئی تعلق نہیں۔ پیر سید جماعت علی شاہ نے 1943ء میاں قائداعظم کو خط لکھا۔ مثردہ سنایا کہ اللہ کریم نے پاکستان بن جانے کی منظوری عطا فرمادی مزید خوشخبری فرمائی کہ اللہ تعالیٰ نے اس اہم ترین خدمت کے لیے آپ کو چن لیا ہے۔ لہٰذا آپ پورے اعتماد سے کام لیں۔ (ماہنامہ نظریہ پاکستان لاہور اگست 2012ء)

شیخ الاسلام حضرت خواجہ قمر الدین سیالویؒ نے فرمایا کہ میں رات کو سیال شریف میں اپنے حجرے میں محوخواب تھا کہ میں نے خواب میں دیکھا کہ میں اور ہندوستان کے تمام مسلمان زعماء، علماء فضلاء، اولیاء اور لاکھوں عوام کا اجتماع ہے میدان عرفات میں ہے اور ہم سب ایک اونچے بنے ہوئے سٹیج کی طرف دیکھ رہے ہیں جیسے ہم سب کو کسی آمد کا انتظار ہے پھر اس اسٹیج پر آقائے دو جہاں سرور کائنات محبوب خدا نبی پاک ﷺ اپنے چاروں خلفائے راشدین کے ہمراہ جلوہ افروز ہوتے ہیں۔ سب سے آگے آپ قیام فرما ہیں اور آپ پیچھے ہٹ کر دائیں بائیں خلفائے راشدین موجود ہیں۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے دست مبارک میں ایک جھنڈا ہے۔ چند ثانئے کے بعد حضور ﷺ فرماتے ہیں کہ محمد علی جناح مجمع کو چیرتے ہوئے اس اونچے بنے ہوئے سٹیج کی طرف چل پڑتے ہیں ہم سب ان کو دیکھ رہے ہیں وہ نبی پاک ﷺ کے سامنے نگاہیں نیچی کرکے باادب کھڑے ہوجاتے ہیں اور سرکار دوعالم ﷺ حضرت علی رضی اللہ عنہ کو فرماتے ہیں کہ جھنڈا لاؤ ہم سب دیکھ رہے ہیں آپ وہ سبز ہلالی پرچم محمد علی جناح کو عطا فرماتے ہیں میری آنکھ کھل گئی اور اگلی صبح میں نے مسلم لیگ میں شمولیت کا اعلان کر دیا ہم تحریک آزادی کے لیے تو پہلے انگریزوں اور ہندوؤں کے خلاف جہاد میں مصروف تھے اور اب ہم محمد علی جناح کی قیادت میں مسلم لیگ کے پلیٹ فارم سے وہی جھنڈا لے کر قیام پاکستان کے لیے جدوجہد کر رہے ہیں۔ بعدازاں آپ نے قائداعظم صاحب کو اس لیے ہمیشہ محمد علی جناح صاحب کے نام سے لکھا اور پکارا کیونکہ آپ نے حضور نبی کریم ﷺ کی زبان حق ترجمان سے محمد علی جناح سنا تھا۔ اس لیے آپ حضرت قائداعظم کی عزت و

عظمت وتوقیر کے لیے محمد علی جناح صاحب فرماتے تھے۔(روزنامہ نوائے وقت لاہور 9 جنوری 2011ء)

حضرت سید محی الدین گیلانی گولڑویؒ کے خیال میں دیگر علماء ومشائخ کی طرح قائداعظم کی شخصیت کے غیر شرعی پہلو کھٹکنے لگے اسی دوران اجمیر شریف تشریف لے گئے دوران قیام ایک مخلص نے عرض کیا حضرت: میں رات سرکار دوعالم ﷺ کی زیارت سے مشرف ہوا آپ کرسی پر جلوہ فرما تھے سامنے میز پر ایک فائل پڑی تھی چند لمحے بعد پینٹ کوٹ میں ملبوس ایک آدمی آپ ﷺ کی بارگاہ عالیہ میں حاضر ہوتا ہے آپ ﷺ فائل اٹھا کر اس کے حوالے فرما دیتے ہیں اور ارشاد ہوتا ہے یہ پاکستان کی فائل ہے۔ وہ مخلص جب خواب بیان کر چکا تھوڑی دیر بعد اخبار آ گیا صفحہ اول پر تصویر دیکھ کر حضرت قبلہ بابو جی گولڑویؒ کی خدمت بابرکت میں عرض کیا یہ وہی شخص ہے جسے خواب میں پاکستان فائل لیتے دیکھا وہ محمد علی جناح تھے اس دن سے سرکار گولڑوی مسلم لیگ کے حمایتی بن گئے۔ محض اس لیے کہ ان پر سرکار دوعالم ﷺ کا ہاتھ ہے۔ (ماہنامہ ساندل سویرا اسلام آباد اکتوبر 1997ء)

دوسرے ہزاروں علماء حق کی طرح مولانا محمد یوسف سیالکوٹ اور مولانا ابوالنور محمد بشیر احمد نے قرآن وسنت کی روشنی میں مسلم لیگ اور پاکستان کے متعلق فرمایا: قائداعظم مسلمانوں کے لیے خدا عطیہ ہیں۔ ان کے دامن کو مضبوطی سے پکڑ لو اور ہندو کانگریس کا ہر محاذ پر ڈٹ کر مقابل کرو انشاء اللہ کامیابی مسلم لیگ کی ہوگی اور پاکستان بن کر رہے گا۔(عظیم قائداعظم تحریک جلد دوم، شہری مسلم لیگ ملتان صفحہ 885)

پروفیسر خالد پرویز لکھتے ہیں "یقیناً ڈھلتی رات پچھلا پہر تھا جب عالم بالا سے اترتی رحمتوں، برکتوں اور سعادتوں کے رنگ ونور سے معمور ساعتوں کے سکندر جری مرد قلندر حضرت پیر سید ولی محمد المعروف چادر والی سرکارؒ نے عالم معرفت میں روحانیت سے لبریز آنکھوں سے دیکھا کہ ارض وسماء میں چہار سمت نور ہی نور پھیلا ہوا ہے اور ہوا وفضا میں ایک ایسی مہک اور خوشبو رچی بسی ہے کہ جس سے جسم وجاں اور قلب وروح منزہ ومعطر ہوئے جاتے ہیں اس روح پرور منظر وماحول میں ایک مخصوص جگہ پر دو ایسے مرصع ومنقش پلنگ بچھے ہوئے ہیں کہ جن کی زیب وزینت اور آرائش وزیبائش سے آنکھیں خیرہ ہوئی جاتی ہیں اردگرد سماں ایسا دلکش ودیدہ زیب ہے کہ انسانی آنکھ نے نہ ایسا پہلے کبھی اور نہ کبھی کسی سے سنا یوں محسوس ہوتا ہے ہر چیز چاندی میں نہائی اور سونے میں سمائی ہوئی ہے گویا جنت الفردوس کا ایک ٹکڑا ہے جو زمین پر اتر آیا ایسے عالم حیرت افروز میں ایک پلنگ پر بانی پاکستان حضرت قائداعظم محمد علی جناحؒ جلوہ افروز ہیں جبکہ دوسرے پلنگ پر شاعر مشرق عاشق رسول ﷺ حضرت علامہ اقبالؒ تشریف فرما ہیں دونوں مشہور معروف شخصیات آپس میں محو گفتگو ہیں جبکہ رب رؤف ورحیم کے فضل وکرم کی نورانی بارش ان دونوں حضرات پر بے تحاشہ برس رہی ہیں۔" اس پر حضرت چادر والی سرکارؒ نے فرمایا: "اس منظر سے یہ حقیقت منکشف ہوتی ہے کہ بابائے قوم محمد علی جناح اور دانائے راز علامہ محمد اقبالؒ دونوں خدائے بزرگ وبرتر کی منتخب شخصیات ہیں اور ان کا انتخاب امت مسلمہ کی رہبری ورہنمائی اور پاک سر زمین پاکستان کے حصول کی تحریک کی قافلہ سالاری کے لیے کیا گیا۔" اسی طرح ایک دفعہ حضرت چادر والی سرکار نے خصوصی طور پر اپنے عقیدت مندوں سے مخاطب ہو کر انہیں بتایا کہ "قائداعظم محمد علی جناحؒ جب شبانہ روز حصول پاکستان کی کوشش وکاوش میں مصروف تھے تو ان دنوں وہ انگریزی لباس زیب تن فرمایا کرتے تھے۔ پینٹ کوٹ اور ٹائی پہننا انہیں مرغوب تھا ان کی تعلیم چونکہ بدیسی تھی اس لیے بدیسی لباس پہننے

کے عادی تھے۔ قائداعظم محمد علی جناحؒ نے اس دوران ایک بزرگ اور عالم باعمل سے ملاقات کی خواہش کا اظہار کیا اور اس کے پاس اپنا پیغام بھیجا تو بزرگ نے ملنے سے یہ کہہ کر انکار کر دیا کہ وہ اس شخص سے ملاقات پسند نہیں کرتے جو فرنگی لباس پسند کرتا ہے۔ بابائے قوم محمد علی جناح نے ان کا یہ جواب سن کر خاموشی اختیار کی اور کسی قسم کے اصرار یا ردعمل کا اظہار نہیں کیا اور قدرت خداوندی دیکھئے کہ اسی عالم باعمل کو خواب میں زیارت رسول رحمت ﷺ ہوئی تو اس نے دیکھا کہ امام الانبیاء حضرت محمد ﷺ اپنے پروانوں کے درمیان جلوہ گر ہیں اس بزرگ کو یہ دیکھ کر سخت حیرانی ہوئی کہ حضرت قائداعظم محمد علی جناح دربار نبوی میں موجود تھے اور انتہائی خوش وخرم تھے۔ اسی بزرگ نے دل ہی میں سوچا کہ یہ فرنگی لباس پہننے والا شخص یہاں دربار رسالت مآب ﷺ میں کس طرح آ گیا۔ یہ اس کا سوچنا تھا کہ رحمۃ اللعالمین ﷺ نے اس سے مخاطب ہو کر علی الاعلان فرمایا "اس شخص کی فضیلت واہمیت دنیا دیکھ لے گی۔" اور پھر وقت نے ثابت کیا اور پوری دنیا نے دیکھا کہ بابائے قوم محمد علی جناحؒ نے مسلمانوں کے لیے علیحدہ وطن کے حصول کا خواب دیکھا تھا وہ شرمندہ تعبیر ہوا اور ان کی رہنمائی اور رہبری میں پاکستان معرض وجود میں آیا بقول حضرت ڈاکٹر علامہ محمد اقبالؒ ؎

نگہ بلند سخن دلنواز جاں پر سوز
یہی ہے رخت سفر پر کارواں کے لیے

حضرت پیر سید ولی محمد المعروف چادر والی سرکارؒ نے تحریک پاکستان میں دامے درمے سخنے حصہ لیا۔ آپ نے اپنے خطبات اور تقاریر کے ذریعے لوگوں کے جوش وجذبہ کو جوان کیا اس حوالے سے آپ نے تحریر کا سہارا بھی لیا اور جس قدر مالی معاونت واستعانت ہو سکتی تھی وہ بھی کی۔ مزید اس کے ساتھ آپ نے انکشافات سے بھی مسلمانان ہند کو بھرپور الفاظ میں یقین دلایا کہ تحریک پاکستان کو تائید ربانی حاصل ہے۔ خدائے بزرگ وبرتر کی یہی مرضی ومنشا ہے کہ پاکستان معرض وجود میں آجائے۔ حضرت پیر سید ولی محمد المعروف چادر والی سرکارؒ نے لوگوں کو واضح طور پر بتایا کہ انشاء اللہ پاکستان بن کر رہے گا۔ دنیا کی کوئی طاقت اسے معرض وجود میں آنے سے نہیں روک سکتی۔ قائداعظم کو دربار رسالت ﷺ میں حاضر پایا گیا ہے اس لیے وہ ولی کے مقام پر فائز ہیں اور اللہ تبارک وتعالیٰ اپنے ولی کو کہیں ناکام نہیں کرتا بلکہ کامیابی وکامرانی اس کا مقدر ٹھہرتی ہے۔ ایک دفعہ چادر والی سرکارؒ نے اپنے عقیدت مندوں سے خطاب کرتے ہوئے فرمایا کہ "میں نے دیکھا کہ رحمۃ اللعالمین ﷺ تخت نبوت پر جلوہ افروز ہیں آپ کے نور سے ارض وسما منور ومنزہ اور اطہر ہو رہے ہیں۔ اس محفل میں صحابہ عظام اور اولیاء کرام بھی حاضر ہیں جبکہ خصوصی طور پر حضرت احمد رضا خاں بریلوی بھی موجود ہیں اور حضرت علامہ اقبالؒ بھی تشریف فرما ہیں اس دوران ایک صحابی رضی اللہ عنہ حضرت علامہ اقبال سے شعر سنانے کی فرمائش کی تو حضرت علامہ اقبالؒ نے کھڑے ہو کر یہ شعر پڑھا۔ ؎

کی محمد ﷺ سے وفا تو نے تو ہم تیرے ہیں
یہ جہاں چیز ہے کیا لوح قلم تیرے ہیں

جب حضرت علامہ اقبالؒ نے یہ شعر پڑھا تو صحابہ کرام نے سبحان اللہ کا نعرہ بلند کیا اور درود پاک کا ورد کیا۔ 1985ء میں حضرت

چادر والی سرکارؒ مزار قائد پر فاتحہ خوانی کے لیے تشریف لے گئے اور وہاں مراقبہ کی حالت میں بیٹھ گئے جب مراقبہ سے فارغ ہوئے تو آپ نے انتہائی جوش و جذبہ کے ساتھ بلند آہنگ نعرہ لگایا کہ "سلطان پاکستان قائداعظم" یہ نعرہ کئی بار دہرایا تو آپ کے مریدین نے اور زائرین نے مل کر کہا زندہ باد۔ آپ نے اپنے عقیدت مندوں سے کہا کہ دیکھو جی! حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہ کی نظریں بادشاہ جہانگیر پر پڑیں تو اسے ولی بنا دیا۔ حضرت پیر سید جماعت علی شاہؒ کی نظریں حضرت قائداعظم پر پڑیں تو انہیں ولی بنا دیا۔ (ہفت روزہ فیملی لاہور، 26 دسمبر تا یکم جنوری 2001ء صفحہ 9)

اصغر علی نے اپنے ایک مضمون میں لکھا ہے "محمد مشتاق قادری قلندری میرے انتہائی مشفق و محترم بزرگ ہیں۔ اور ایک صاحب الرائے شخصیت ایک دن میں ان کے ہمراہ جا رہا تھا قیام پاکستان کے سلسلہ میں اپنے مشاہدات بیان فرما رہے تھے اور میں ہمہ تن گوش تھا کہ پرائیویٹ ہسپتال کے قریب سے گزرتے ہوئے فرمانے لگے اس ڈاکٹر کا باپ مولوی صاحب (نام یاد نہیں رہا) ریاست کپورتھلہ میں رہتے تھے اور میرے دوست تھے۔ ایک مرتبہ مولوی صاحب نے مجھے بتایا کہ میں جس گاؤں میں رہتا تھا وہاں ایک برہنہ مست درویش بھی رہتا تھا شریعت کے تقاضوں کے مطابق مجھے اس کے ننگے پھرنے کی وجہ سے نفرت تھی اور میں اسے برا بھلا بھی کہتا تھا۔ غالباً 38-1937ء کا واقعہ ہے ایک رات کا ذکر ہے۔ ذکر اذکار کے بعد سویا تو حضرت نبی کریم ﷺ کی زیارت بابرکت سے مشرف ہوا۔ آپ ﷺ ایک حویلی کے اندر تشریف لے گئے جہاں کافی لوگ جمع تھے۔ میرے دل میں بھی خواہش ہوئی کہ اس محفل میں شرکت کی سعادت حاصل کروں۔ میں آگے بڑھا تو ننگا مست درویش لنگوٹ باندھے دروازے پر کھڑا اس نے مجھے اندر جانے سے روک دیا یہ کہہ کر کہ تمہیں اندر جانے کی اجازت نہیں۔ اتنے میں آواز آتی ہے کہ اسے اندر آنے دو میں اندر داخل ہو گیا محفل کے عقب میں بیٹھ گیا۔ حضرت رسول اللہ ﷺ نے محفل میں بیٹھے ہوئے علامہ اقبالؒ کو مخاطب کر کے ارشاد فرمایا "اقبال! تیرے ذمے میں نے ایک کام لگایا تھا کیا نہیں! علامہ اقبالؒ نے نہایت عجز و انکساری کے ساتھ اپنے ساتھ کھڑے ہوئے ایک دبلے پتلے شخص کے کندھے پر ہاتھ رکھ کر عرض کیا: یارسول اللہ ﷺ، میں نے اب اس کام کی ذمہ داری ان محمد علی کو سونپ دی ہے۔" اس کے ساتھ ہی میری آنکھ کھل گئی میں مست درویش کی تلاش میں نکل کر بھاگا مگر اس کا کہیں نام و نشان نہ پایا۔ مجھے اس کو برا بھلا کہنے پر احساس شرمندگی ہوا اور میں نے توبہ کی یہ بھی یقین ہو گیا کہ پاکستان علیحدہ اسلامی ریاست کا قیام اب ناگزیر ہے۔ (ہفت روزہ فیملی لاہور، 21 تا 27 اپریل 2013ء، ماہنامہ کاروان قمر کراچی اگست 2013ء)

مولانا ظفر علی خان قائداعظم کے مخالفین میں سے تھے ایک روز اچانک قائداعظم کی حمایت کا اعلان کر دیا۔ ان کے تمام ساتھی حیرت زدہ رہ گئے کہ بغیر کسی کو اعتماد میں لیے اور مشورہ کیے اچانک یہ حمایت کیسی۔ مولانا اس معاملے میں مکمل خاموش تھے۔ ایک روز تانگہ میں ملک عبدالوحد جوان کے قریبی اور بااعتماد ساتھیوں میں سے تھے کہیں جا رہے تھے اصرار کیا کہ مجھے قائداعظم کی اچانک حمایت کا سبب بتائیں۔ مولانا نے کہا تم اصرار کرتے ہو تو بتائے دیتا ہوں اس رات مجھے خواب میں حضور پاک ﷺ کی زیارت ہوئی۔ حضور ﷺ نے فرمایا مولانا! قائداعظم کس ساتھ دیں میں خواب میں انتہائی خوش تھا اور حیران بھی۔ میں سیدھا پیر سید جماعت علی شاہؒ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ خواب بیان

کیا۔ پیر صاحب فرمانے لگے مجھے بھی رات میں ایسا ہی خواب نصیب ہوا کہ حضور ﷺ تشریف لائے اور فرمایا پیر صاحب مولانا سے کہیں کہ قائداعظم کا ساتھ دیں بس یہی سبب ہے کہ میں نے کسی سے مشورہ کیے بغیر قائداعظم کا ساتھ دینے کا اعلان کر دیا۔ ملک واحد صاحب آج بھی حیات ہیں اور اسلام آباد میں مقیم ہیں ہر کوئی اس کی تصدیق کر سکتا ہے۔ (ہفت روزہ ذی وقار حافظ آباد 3 تا 10 اکتوبر 2005ء)

سعود قزلباش صاحب نے سردار عبدالرب نشتر کے ملفوظات قلمبند کیے ہیں وہ نشتر صاحب کی زبانی لکھتے ہیں۔ قائداعظمؒ مانکی شریف تشریف لے گئے میں بھی ساتھ تھا وہاں بہت سے پیران کرام اور علمائے عظام جمع تھے اور سب مؤدب ہو کر بیٹھے ہوئے یاتھ ناف پر باندھے ہوئے۔ جب قائداعظمؒ چلنے لگے تو وہ سارے دینی اکابر ہاتھ ناف پر باندھے قائداعظمؒ کے پیچھے پیچھے روانہ ہوئے یہ منظر دیکھ کر مجھے بار بار ہنسی آئی اور میں مشکل سے روکتا۔ جب کار روانہ ہوئی تو میں نے قائداعظمؒ سے عرض کیا کہ ہم لوگ ان بزرگانِ عالی شان کی خدمت میں حاضر ہوتے ہیں تو دست بستہ منہ بات نہیں نکلتی مگر آج وہ آپ کے سامنے اور آگے پیچھے ادب کی تصویر بنے ہوئے تھے۔ بار بار ہنسی آئی جو میں نے مشکل سے روکی۔ قائداعظم مسکرائے اور پھر کندھا تھپتھپاتے ہوئے فرمایا برخوردار! میں کوئی دینی بزرگ نہیں، محدث، مفسر یا فقیہہ ہونے کا دعویٰ نہیں کرتا۔ بات صرف اتنی ہے کہ ان لوگوں کو یقین ہے کہ میں نہ بکوں گا اور نہ ان لوگوں کو اور قوم کو بیچوں گا محض اس بات کے باعث یہ لوگ عزت کرتے ہیں اور اعتماد بھی۔ تم بھی مرکز اعتماد و عزت بننا چاہو تو دیانت و امانت کا مجسمہ بن جاؤ۔ (ماہنامہ سوئے حجاز لاہور جنوری 2015ء صفحہ 62،61)

ایک مرتبہ پروفیسر محمد منور مرزا صاحب (مرحوم) نے اپنے کرم فرما دوست جسٹس محبوب مرشد صاحب سے پوچھا کہ آپ از راہ کرم قائداعظم کے بارے میں اپنی ذاتی رائے سے آگاہ فرمائیں اس پر انہوں نے فرمایا کہ بھئی اللہ تعالیٰ نے اس دھان پان وجود میں سات ولیوں کی روحانی طاقت ودیعت کر رکھی تھی ورنہ کیا یہ کام ہونے والا تھا جو انہوں نے کر دکھایا۔ (ماہنامہ سوئے حجاز لاہور 2015ء صفحہ 61)

حضرت سید مبارک علیشاہ گیلانی سجادہ نشین درگارہ محبوب ذات و محبوب خاص منڈیر سیداں شریف ضلع سیال کوٹ لکھتے ہیں کہ میں نے اپنے بزرگوں سے سنا ہے کہ جب 1946ء میں انڈیا بھر میں وفاقی انتخابات ہونے والے تھے اس وقت حضرت سید احمد حسین گیلانی محبوب ذات علیہ الرحمہ نے انکشاف فرمایا کہ حضور نبی کریم ﷺ کی کچہری میں پاکستان بننے کا فیصلہ ہو چکا ہے اس لیے پاکستان بن کر رہے گا آپ نے فرمایا کہ جب نبی کریم ﷺ کی کچہری میں پاکستان بننے کا کیس پیش ہوا تو میں نے اور داتا گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ قدس سرہ العزیز نے فوری طور پر کھڑے ہو کر پاکستان بننے کے حق میں رائے دی۔ اس پر تمام ظاہری اور باطنی اولیائے کرام نے ہماری رائے کی تائید میں اپنی رائے کا اظہار کر دیا آپ ﷺ نے فرمایا کہ علامہ اقبال بانی پاکستان ہوگا لیکن علامہ اقبال فوراً کھڑے ہوئے اور انتہائی عاجزی سے درخواست کی میں فقیر درویش ہوں مجھے خدشہ ہے کہ میں ظاہرداری کے بکھیڑوں میں پڑ کر اپنی موجود کیفیات اور منزل (روحانی مقام) برقرار نہ رکھ سکوں گا لہٰذا

میری معذرت قبول فرمائی جائے اس پر بارگاہ نبوی ﷺ سے فرمان ہوا کہ فیصلہ آپ کے حق میں ہو چکا ہے لیکن آپ کی معذرت کے پیش نظر آپ کو یہ سہولت دی جاتی ہے کہ اپنی جگہ کسی کا نام دے دیں اسے بائی پاکستان بنا دیا جائے گا علامہ اقبال نے قائداعظم محمد علی جناح کا نام تجویز کیا جو قبول کر لیا گیا یہی وجہ ہے کہ قائداعظم جو مایوس ہو کر لندن جا کر بیٹھ گئے تھے حضور کی کچہری میں فیصلہ ہونے کے بعد علامہ اقبال نے انہیں خط لکھ کر واپس آ کر قوم کی قیادت کا فریضہ سرانجام دینے کے لیے کہا اور خود حضور انور ﷺ نے بھی انہیں واپس آنے کا حکم فرمایا (مصباح العرفان از سید محمد مبارک علیشاہ گیلانی مطبوعہ فیصل آباد 2011 ص 172 اقبال بعد از وصال از ع۔م۔ چوہدری ایم اے مطبوعہ بہاولپور 2015 ص 177-178)

محمد اقبال انجم لکھتے ہیں کہ یقیناً قائداعظم کی لیڈر شپ کا فیصلہ قضاء وقدر کا فیصلہ تھا جس سے صرف اقبال کو آگاہ کیا گیا اور انہوں نے اس آگاہی کے نتیجہ میں ہی یہ فیصلہ دیا کہ "مسلمانوں کو چاہیے کہ جناح کے ہاتھ مضبوط کریں اور لیگ میں شامل ہو جائیں۔ لیگ کامیاب ہوگی تو جناح کے سہارے، جناح کے سوا کوئی شخص اب مسلمانوں کی قیادت کا اہل نہیں (اقبال کا روحانی مقام از محمد اقبال انجم مطبوعہ گوجرانوالہ 2001ء ص 73۔ اقبال بعد از وصال از ع۔م۔ چوہدری ایم اے مطبوعہ بہاول پور 2015ء ص 178)

حضرت محمد مقبول الٰہی المعروف اعوان قادری نے عالم رویا میں دیکھا کہ حضرت خواجہ معین الدین چشتی اجمیری علیہ الرحمہ تشریف فرما ہیں اور ان کے اردگرد اولیائے ہند کا اجتماع ہے آپ (قبلہ قادری صاحب) کے ہاتھ میں ایک فائل ہے جو آپ نے خواجہ معین الدین چشتی اجمیری کی خدمت میں پیش کی کہ اس پر دستخط فرما دیجیے خواجہ صاحب کو تامل ہوا اور فرمایا کہ یہ تقسیم ہند کا حکم نامہ ہے لیکن آپ نے حضرت خواجہ صاحب کی خدمت میں عرض کیا کہ اسلام اور مسلمانوں کے مفاد اور بقاء کے لیے ضروری ہے چونکہ ملک ہند آپ کی ولایت ہے اس لیے دستخط آپ کے ہی ہوں گے چنانچہ خواجہ صاحب نے آپ کے اصرار پر دستخط فرما دیئے اور 1947ء میں اس فرمان کے مطابق ملک تقسیم ہو گیا (ہفت روزہ فیملی لاہور شمارہ بابت 26 اگست تا یکم دسمبر 2012ء ص 43۔ اقبال بعد از وصال ص 195-196)

یہ نصیب کا فیصلہ ہے اہل باطن قائداعظم کے ساتھ ہو گئے۔ منزل مل گئی۔ ملک بن گیا فتویٰ دینے والے آج تک نہ سمجھ سکے یہ کیا راز تھا۔ قائداعظم دل میں اتر گئے اور مخالفین دلوں سے اتر گئے (دل دریا سمندر از واصف علی واصف ص 26۔ اقبال بعد از وصال ص 195)

پروفیسر ریاض علیشاہ، ٹی بی اسپیشلسٹ تھے۔ انہیں قائداعظم کی بیماری کے دوران زیارت بلایا گیا پروفیسر نے لکھا ہے کہ قائداعظم اتنے نحیف ہو گئے تھے کہ ہم نے ان کے گفتگو کرنے پر پابندی لگائی ہوئی تھی ایک روز میں ان کے قریب بیٹھا ہوا تھا تو میں نے محسوس کیا کہ وہ بار بار کچھ کہنا چاہتے ہیں۔ لیکن رک جاتے ہیں کیونکہ بات کرنے کی اجازت نہیں تھی میں نے سوچا کہ اگر وہ کچھ کہنا چاہتے ہیں اور نہ کہہ سکے تو

بات ان کے دل میں رہ جائے گی اور اس کا الٹا اثر ہوگا تو میں نے ان سے کہا کہ قائد اعظم آپ جو کچھ فرمانا چاہتے ہیں مختصر الفاظ میں فرمادیں اس وقت انہوں نے کہا کہ تمہیں اندازہ نہیں ہو سکتا کہ مجھے کس قدر اطمینان ہے کہ پاکستان قائم ہو گیا اور یہ کام میں تنہا نہیں کر سکتا تھا اگر رسول خدا ﷺ کی روحانی تائید پر سے شامل حال نہ ہوتی اب یہ یہاں کے مسلمانوں کا کام ہے کہ اس ملک میں خلافت راشدہ کا نظام قائم کریں (حب رحمۃ للعالمین ﷺ از محمد ضیاء اللہ خاں نیازی ص 249-250-253 سے انتخاب۔ اقبال بعد از وصال ص 196)۔

ایک جید عالم دین اپنی ایمان افروز تقریروں میں علامہ اقبال کے عشق رسول ﷺ میں ڈوبے ہوئے اشعار بار بار پڑھتے اور وجد میں آجائے ایک دن ان کے مصاحب نے کہا کہ آپ علامہ کے اشعار تو بار بار پڑھتے رہتے ہیں کبھی بالمشافہ ملاقات کیوں نہیں کرتے جو لاہور میں موجود ہیں۔ انہوں نے اس بات کی حامی بھر لی اور علامہ کی عقیدت و محبت ہی کے جذبے سے وہ لاہور چلے آئے علامہ اقبال کی کوٹھی پر پہنچے اور ان کے ملازم علی بخش سے علامہ اقبال سے ملاقات کی خواہش ظاہر کی علی بخش انہیں اندر لے آئے مولانا نے جب یہ دیکھا کہ علامہ اقبال داڑھی منڈھے ہوئے ہیں تو وہ یہ کہہ کر واپس چلے آئے۔ اچھا یہی اقبال ہیں جو اشعار تو عشق رسول ﷺ والے لکھتے ہیں لیکن عمل سنت رسول ﷺ کے خلاف کرتے ہیں بہر حال مولانا ناراض ہو کر واپس چلے آئے یہ واقعہ علامہ اقبال کے وصال سے تھوڑا پہلے کا ہے جب علامہ اقبال کی وفات ہوئی اُسی رات اِسی مولانا نے خواب میں دیکھا کہ حضور سرور کونین ﷺ جنت میں ایک خوبصورت تخت پر جلوہ افروز ہیں اور آپ کے دائیں بائیں قائد اعظم محمد علی جناح اور علامہ اقبال حضور ﷺ کے قدموں میں بیٹھے ہیں حضور انور ﷺ نے دونوں کے کندھوں پر شفقت بھرے ہاتھ رکھے ہوئے ہیں یہ خواب دیکھنے کے بعد مولانا نے آئندہ جمعہ کی تقریر میں نمازیوں سے اس خواب کا تذکرہ کیا اور سسکیاں بھر کر رونے لگے کہ میں بلاوجہ بدگمانی کا شکار ہوا دونوں کو داڑھی منڈھا انگریز سمجھتا رہا لیکن وہ تو حضور ﷺ کے قدموں میں بیٹھے جنت کے مزے لے رہے ہیں۔ چنانچہ یہی مولانا علامہ کے مزار پر حاضری دیتے اور فاتحہ خوانی کرتے نظر آئے (واقعات مشاہیر از رئیس محمد اکرم مطبوعہ لاہور سن ندارد ص 113-114۔ اقبال بعد از وصال ص 297-208)

محترمہ رقیہ فردوس (کلانچوالہ۔ بہاولپور) بتاتی ہیں۔ یہ خواب میں ان دنوں دیکھا تھا جب میں سیکنڈ ایئر میں پڑھتی تھی ایک رات میں درود شریف پڑھتے پڑھتے سو گئی تو خواب میں کیا دیکھتی ہوں کہ سر سبز درختوں کے ایک جھنڈ کے نیچے بیٹھی ہوں ساتھ میں نہر بھی بہہ رہی ہے کہ اتنے میں میرے کالج کے استاد محترم جناب ع۔م۔ چوہدری صاحب حضرت قائد اعظم محمد علی جناح اور حضرت علامہ اقبال کے ساتھ آجاتے ہیں میں انہیں سلام کرتی ہوں وہ میرے سر پر ہاتھ رکھتے ہیں پھر علامہ اقبال اور قائد اعظم بھی میرے سر پر ہاتھ رکھتے ہیں اس کے بعد علامہ اقبال مجھے ایک خوبصورت بڑا سا لفافہ دیتے ہیں اس کے اندر ایک سفید رنگ کا کارڈ ہوتا ہے جس کے اوپر میرا نام لکھا ہوتا ہے پھر وہ تینوں

نہر کے پانی کے اوپر سے گزرتے ہوئے مغرب کی طرف چلے جاتے ہیں اور میری آنکھ کھل جاتی ہے (میں نے اس کی یہ تعبیر سمجھی کہ میں امتحان میں کامیاب ہو جاؤں گی اور پھر ایسا ہی ہوا بظاہر اس بات کے بہت کم امکانات نظر آتے تھے) (اقبال بعد از وصال ص 243-244)

جون 2001ء میں حکومت (محکمہ تعلیم) نے ایک نئے ضابطہ قانون کا اعلان کیا جس کے تحت تمام پی۔ٹی۔سی اساتذہ (مرد و خواتین) ایک محکمانہ تحریری ٹیسٹ دیں اور ٹیسٹ میں 100% نمبر لینا ضروری ہیں جو استاد یہ امتحان پاس کرے گا وہی ملازمت پر برقرار رہے گا ورنہ فارغ کر دیا جائے گا چاہے اس کی سروس جتنی بھی ہو چکی ہو۔ ملک کے تمام اساتذہ پریشان ہو گئے بائیکاٹ ہوا ملک گیر ہڑتالیں ہوئیں مگر حکومت ٹس سے مس نہ ہوئی اسی دوران میرا ایک پرانا دوست ماسٹر دلدار احمد بڑی پریشانی کے عالم میں میرے پاس آیا اور پوری کہانی سنائی کہ پرائمری سکولوں کے اساتذہ کتنے پریشان ہیں میں نے اسے تسلی دی اور کہا کہ اللہ تعالیٰ بہتر کرے گا۔ اسی دوران ایک رات خواب میں دیکھا کہ حضرت خواجہ غلام فرید علیہ الرحمہ حضرت قائداعظم کے مزار پر کھڑے دعا مانگ رہے ہیں اتنے میں کیا دیکھتا ہوں کہ حضرت قائداعظم اپنے مخصوص لباس میں ملبوس حضرت علامہ اقبال کے ساتھ اپنے مزار سے باہر تشریف لائے ہیں اور حضرت خواجہ غلام فرید علیہ الرحمہ کو اپنے معروف انداز میں سلام کرتے ہیں وہ انہیں اساتذہ کی ساری پریشانی بتاتے ہیں۔ آپ علامہ اقبال سے مخاطب ہو کر فرماتے ہیں۔ ''ہم بھی حکمران تھے اور یہ بھی حکمران ہیں غریب لوگوں کو پریشان کر رکھا ہے''۔ حضرت علامہ اقبال بالکل خاموش کھڑے مسکراتے رہتے ہیں اتنے میں میری آنکھ کھل جاتی ہے چند روز کے بعد ماسٹر دلدار احمد پھر میرے پاس آئے تو میں نے اسے کہہ دیا کہ انشاء اللہ تمہارا معاملہ درست ہو جائے گا پھر اللہ تعالیٰ نے واقعی کرم کیا اور حکومت نے یہ سارا پروگرام ہی منسوخ کر دیا (ارشادات و مشاہدات جلد دوم از ع۔م۔ چوہدری ص 351۔ اقبال بعد از وصال 261-262)

اس موقع پر یہ عاجز (ڈاکٹر محمد عبدالستار خان نقشبندی قادری ایم اے پی ایچ ڈی سابق صدر شعبہ عربی جامعہ عثمانیہ حیدرآباد دکن (انڈیا) اپنے شفیق استاد حضرت مولانا سید ابراہیم ادیب علیہ الرحمۃ استاد عربی جامعہ عثمانیہ کا قول بھی سنانا چاہتا ہے غالباً ۱۹۴۳ء کا واقعہ ہے قائداعظم محمد علی جناح حیدرآباد تشریف لائے آرٹس کالج عثمانیہ یونیورسٹی کے استقبالیہ ہال میں ایک جلسہ مقرر ہوا اس وقت یہ عاجز انٹرمیڈیٹ کا طالب علم تھا حضرت مولانا سید ابراہیم علیہ الرحمہ قائداعظم کے قریب تشریف فرما تھے قائداعظم کو غور سے دیکھ رہے تھے جلسہ جب ختم ہوا تو فرمایا: محمد علی جناح تو اپنے چہرہ سے صاحب کشف مومن معلوم ہوتا ہے (تذکرہ محدث دکن از ڈاکٹر ابوالخیر محمد عبدالستار خاں نقشبندی قادری مطبوعہ لاہور ۱۹۹۸ء ص 175-176)

شہید اللہ فریدی نے ارشاد فرمایا: ''یہ جو (آل انڈیا) مسلم لیگ کو کامیابی ہو رہی ہے صرف جناح (علیہ الرحمہ) کا کام نہیں بلکہ اللہ

(جل شانہ) کا کام ہے اسے غیب سے مدد مل رہی ہے قابلیت کا لحاظ رکھا جاتا ہے اور قابلیت کی وجہ سے جناح کو پسند کیا گیا ہے مزید فرمایا کہ ''حضرت امام مالک علیہ الرحمہ نے لکھا ہے کہ ''مسلمانوں کو ایسا امام بنانا چاہیے جو ضروریات وقت کے لیے مناسب ہو اگر کسی وقت فوجی قابلیت کی ضرورت ہو تو ایسا امام ہونا چاہیے جو فوجی معاملات میں ماہر ہو خواہ وہ فقہ اور دوسرے علوم میں کمزور ہی کیوں نہ ہو اگر سیاسی قابلیت کی ضرورت ہو تو ایسا امام ہونا چاہیے جو سیاست میں قابلیت رکھتا ہو' چنانچہ موجودہ دور میں جناح (علیہ الرحمہ) اپنی سیاسی قابلیت کی وجہ سے نہایت موزوں آدمی ہے (دیکھئے فیروز الدین احمد فریدی، پاکستان قائم رہے گا انشاء اللہ العزیز مشمولہ روزنامہ نوائے وقت راولپنڈی ۲۹ جون ۱۹۹۹ء ملفوظات شہید اللہ فریدی سے ایک اقتباس سترہ شعبان ۱۳۶۱ھ ۱۹۴۲ء)۔

بارگاہ مصطفوی ﷺ میں حضرت قائداعظم کی مقبولیت، جونا گڑھ میں مسلم لیگ کے ایک جلسے کے دوران وہاں کے ایک خلوت نشین بزرگ تشریف لائے اور سٹیج پر بیٹھے حضرت قائداعظم کی طرف اشارہ کر کے کہتے ہیں کہ آج تین دن ہو گئے ہیں رسول اللہ ﷺ خواب میں تشریف لاتے ہیں اور قائداعظم کی طرف اشارہ کر کے کہتے ہیں کہ مجھے تم سے زیادہ اس نوجوان سے محبت ہے کہ یہ میری امت کے لوگوں کو بیدار کر رہا ہے یہی وجہ تھی کہ اس وقت اہلسنت و جماعت کے بڑے بڑے شیوخ نے حضرت قائداعظم کی اقتداء کر لی تھی (ماہنامہ ضیائے حرم اسلام آباد ستمبر 2018ء ص 66)۔

بریلوی مکتب کے امیر ملت پیر جماعت علیشاہ نے اپنے ایک رویائے صادقہ کی بنیاد پر اپنے معتقدین کو حکم دیا کہ سیاست و امور مملکت میں قائداعظم کے لشکر کے سپاہی بن جاؤ (ماہنامہ الحمراء لاہور جنوری 2015ء ص 22)۔

بعض مفاد پرست اور ہندو کانگریس کے کاسہ لیسوں کا ایک منظم گروہ کلین شیو مگر شفاف دل چاک نگاہ اور مرد مومن کی صفات کے حامل حضرت قائداعظم کے خلاف منافقانہ پروپیگنڈے کرنے پر ادھار کھائے بیٹھا ایسے زہریلے اور منافقانہ پروپیگنڈے کے اثرات سے مسلم عوام کو بچانے کی شدید ضرورت محسوس ہو رہی تھی ایسے میں قدرت خداوندی جوش میں آئی اور ایسا واقعہ رونما ہوا جس سے بابائے قوم کو مذہب کی آڑ میں حرف تنقید بنانے والوں کے منہ بند کر دیئے یہ واقعہ روزنامہ نوائے وقت میں 19 جنوری 1947ء کو صفحہ اول پر دو کالمی چوکھٹا میں شائع ہوا حقیقت پر مبنی اس روح پرور واقعہ کی خبر اس طرح تھی ''قائداعظم محمد علی جناح دربار نبوی ﷺ میں'' ہزارہ کے دور افتادہ علاقہ پامال شریف کے ایک انتہائی معمر بزرگ حاجی صاحب نے لکھا ہے کہ انہوں نے حج بیت اللہ کے موقع پر خواب میں دیکھا کہ فخر دو عالم حضرت محمد مصطفی ﷺ تشریف فرما ہیں اور آپ ساتھ شانہ بشانہ ایک لمبے معمر شخص سر پر ٹوپی پہنے کھڑے ہیں پیچھے لوگوں کا بے پناہ ہجوم ہے کسی نے حضور پرنور رسول کائنات حضرت محمد مصطفی ﷺ سے عرض کیا حضور: ''یہ ٹوپی والے صاحب کون ہیں''؟ آپ نے فرمایا تم نہیں جانتے؟ یہ محمد علی جناح ہیں اور یہ

لوگ سب کے سب مجاہد ہیں پھر حضور سرور دو عالم ﷺ نے آب زمزم کی بہت سی مقدار لے کر جناح اور ان کے ساتھیوں پر اپنے دست مبارک سے چھڑ کی میں نے لفظ جناح پہلی دفعہ حضور ﷺ پرنور کی زبان پرفشاں سے اسی خواب میں سنا اور ان کا گردیدہ ہو گیا سبحان اللہ۔جس پاک باز ہستی نے سرکار دو عالم حضرت محمد مصطفی ﷺ کا اسم گرامی اپنے دروازے پر قانون دانوں کی فہرست سے سب سے اوپر رکھنے والی دانش گاہ میں ہونے کو ترجیح دی ہو وہ یقیناً اس کے لیے اس بہتر سعادت اور کوئی نہیں ہو سکتی یہ رتبہ بلند ملا جس کو مل گیا۔(نوائے وقت لاہور اشاعت خاص 25 دسمبر 2016ء قائداعظم بارگاہ رسالت میں ص ۷۲)

حضرت مولانا عبدالغفور عباسی مدنی نے ایک مرتبہ حج کے دنوں میں فرمایا کہ میں نے خواب دیکھا کہ قائداعظم محمد علی جناح مدینہ منورہ آئے ہوئے ہیں میرے دل میں آیا کہ میں ان کی دعوت کروں کیونکہ وہ مسلمانوں کے راہبر ہیں غالباً یہ بھی درود شریف کی برکت تھی کہ ایسے باکمال بزرگ نے خواب میں دیکھا کہ قائداعظم محمد علی جناح مدینہ منورہ آئے ہوئے ہیں اور میں ان کی دعوت طعام کر رہا ہوں (گمنام عاشق رسول ﷺ: درود شریف مطبوعہ لاہور ص 90۔قائداعظم بارگاہ رسالت مآب میں ص 49)

محمد فیاض حسین چشتی نظامی لکھتے ہیں میرے والد محترم (حضرت بشیر احمد چشتی نظامی علیہ الرحمہ) کو ایک دفعہ عین اسو وقت بیداری میں حضور ﷺ کی زیارت نصیب ہوئی جب حضرت قائداعظم محمد علی جناح کی کراچی میں تدفین ہو رہی تھی......۔والد محترم نے بتایا کہ ”اس وقت فخر موجودات حضور آقا و مولا نبی کریم ﷺ خود تشریف لائے ہوئے ہیں اور اپنے ہاتھوں سے قائداعظم کو لحد میں اتار رہے ہیں اور آپ ﷺ فرما رہے ہیں یہ میرا پیارا ہے (محمد فیاض حسین چشتی: نظر کرم مطبوعہ لاہور ص 101 ماہنامہ ضیائے حرم لاہور ستمبر ۱۹۹۸ء ص ۷۳ ماہنامہ کنزالایمان لاہور۔ستمبر ۱۹۹۸ ص 55۔قائداعظم بارگاہ رسالت مآب میں از سید صابر حسین شاہ بخاری قادری مطبوعہ لاہو۔۱۹۹۹ ص ۷۱)

۱۹۴۸ء میں دربار نبوی ﷺ کے خادم خاص آغا اسحاق علی صاحب نے جو گنبد خضریٰ میں آنے جانے کے واحد مجاز تھے نے ایک ذمہ دار پاکستانی شخص کو بتایا جس روز قائداعظم کا پاکستان میں انتقال ہوا اس روز مجھے نبی کریم ﷺ کی زیارت نصیب ہوئی آپ بہت مسرور نظر آرہے تھے فرمایا کہ آج ہمارا محب آرہا ہے اس کی آمد کی خوشی مناؤ جب دریافت کیا گیا کہ حضور ﷺ وہ کون ہیں؟ تو ارشاد فرمایا: ”محمد علی جناح“ چنانچہ اس روز ہم نے شیرینی وغیرہ پکائی (مشاہدات وواردات ص ۱۴۹۔قائداعظم بارگاہ رسالت مآب میں ص ۷۱۔۷۲ ماہنامہ ضیائے حرم لاہور ستمبر ۱۹۹۸ ص 73-74 ماہنامہ کنزالایمان ستمبر ۹۸ ص 56)

قبلہ الحاج سید خادم علی شاہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ ایک سچے محب وطن تھے۔فخریہ انداز میں خود کو ”پاکستان میڈ“ فرماتے تھے پاکستان کی بقا و استحکام کے لیے ہمیشہ دعا فرماتے تھے حضرت قائداعظم محمد علی جناح اور پاکستان بنانے والے دیگر اکابرین کی دل وجان سے قدر فرماتے

تھے روزانہ قرآن پاک کی تلاوت فرما کر ان حضرات کی ارواح کو ثواب پہنچاتے تھے (احمد بن محمود المدعو معین الفقراء : تاریخ مزارات بخار امترجم ڈاکٹر سید امتیاز حیدر پیش لفظ الحاج وقار احمد صدیقی مطبوعہ کراچی ۱۹۹۷ ص ۱۔۲ قائد اعظم بارگاہ رسالت میں ص ۴۷ ماہنامہ ضیائے حرم لاہور ستمبر ۹۸ ص 75 کنز الایمان لاہور ستمبر ۱۹۹۸ء ص ۵۸)

چوہدری محمد حسین نہایت اول درجہ کے زاہد کے عابد زاہد اور ولی اللہ تھے انہوں نے ایک دفعہ ۱۹۴۸ء میں مولانا سلطان محمد رحمۃ اللہ علیہ کے سامنے حلفیہ فرمایا یہ ملک پاکستان حضور نبی کریم ﷺ کی دعا سے اللہ تعالیٰ (جل شانہ) کے حکم سے وجود میں آیا ہے اور قیامت ایک قائم رہے گا اور فرمایا حضور نبی کریم ﷺ کی روح مبارک روزانہ پاکستان میں ورود فرماتی تشریف لاتی ہے (مبشرات پاکستان از الحاج ظہور الحسن قادری مطبوعہ لاہور ۱۹۹۶ ص ۷۲)

سیاسی زندگی کے ساتھ ساتھ قائد اعظم محمد علی جناح رحمۃ اللہ علیہ کی روحانی تربیت اس "مرد غازی" نے کی جو حضرت غوث الاعظم رحمۃ اللہ علیہ کے دربار بغداد سے اس غرض کے لیے مامور من اللہ ہو کر آئے تھے وہ درجہ میں "ابدال" تھے بڑے صاحب فراست تھے بعد زمان و مکان ان کے لیے کوئی حیثیت نہیں رکھتا تھا جس کی وجہ سے وہ دس بیس سال بعد میں ہونے والے واقعات پیشگی لکھ کر بھیج دیتے تھے وہ اپنی روحانیت کی بنا پر قائد اعظم کے مقرب و معتمد بن گئے قائد اعظم کے لیے ان کا بس اشارہ کافی ہوتا قائد اعظم فوراً تعمیل کرتے انہیں چوٹی کے سب لیگی جانتے تھے۔ اس لیے جسے قائد اعظم سے بات منوانے کی جرأت نہ ہوتی وہ ان ہی کے ذریعہ اپنا کام نکلواتا روحانی دنیا کے نظام کے مطابق چونکہ عارف کی تدفین ابدال کے ذمہ ہوتی ہے اس لیے انہوں نے خود اکیلے قائد اعظم کو لحد میں اتارا آخری ایام میں قائد اعظم نے اسی مرد غازی کو ایک خاص مشن پر دربار نبوی ﷺ میں بھیجا وہ اپنا زیادہ وقت دربار نبوی کے خادم خاص آغا اسحاق علی کے پاس گزار کرتے تھے جو زیر مزار مبارک آنے جانے کے واحد مجاز تھے آغا صاحب نے اس مرد غازی کو بتایا کہ جس روز قائد اعظم کا پاکستان میں انتقال ہوا اس روز مجھے حضور نبی کریم ﷺ کی زیارت ہوئی آپ بہت مسرور نظر آ رہے تھے فرمایا کہ آج ہمارا دوست آ رہا ہے اس کی آمد کی خوشی مناؤ جب دریافت کیا کہ حضور وہ کون ہیں تو فرمایا محمد علی جناح چنانچہ اس روز ہم نے شرینی وغیرہ پکائی (مشاہدات و واردات از منشی عبدالرحمن خان ص ۱۴۹۔ مبشرات پاکستان ص ۴۲۔۴۳)

قائد اعظم کی وفات کے بعد بھی انہیں اولیاء اللہ جیسا مقام ملا کہ تمام عالم اسلام میں لاکھوں مسلمانوں نے بلا تحریک و ترغیب ایصال ثواب کے لیے ختم قرآن کریم کئے اور آج تک ان کے مزار پر لوگوں کا بالکل اسی طرح تانتا بندھا رہتا ہے پھول چڑھائے جاتے ہیں اور فاتحہ خوانی ہوتی رہتی ہے جس طرح اولیاء اللہ کے مزاروں پر ہوتی ہے ان کے عارف باللہ ہونے کی دلیل یہ ہے کہ جس روز قائد اعظم فوت ہوئے اس

روزان کے معتمد خصوصی یعنی وہ مرد غازی آپ کا ایک خاص پیغام لے کر دربار نبوی ﷺ کو روانہ ہو چکے تھے روحانی دنیا کے نظام کے مطابق چونکہ عارف کی تدفین ابدال کے ذمہ ہوتی ہے اس لیے وہ آپ کی وفات کی خبر سنتے ہی جہاز سے واپس لوٹے جن کو دیکھ کر حاضرین نے کہا ''لو بھائی اب اپنے دوست کو خود سنبھالو'' چنانچہ انہوں نے ہی خود اکیلے قائداعظم کو قبر میں اتارا جس کی تفصیل انہوں نے مجھے اس محمدی جہاز سے ۱۷ ستمبر ۱۹۴۸ء کو لکھی آپ نے لکھا کہ ۱۲ ستمبر ۴۸ء کی صبح کو جہاز کی روانگی تھی کہ حضرت قائداعظم کا انتقال ہو گیا یہ اب اچانک صدمہ تھا کہ طبیعت قابو میں نہ رہی۔ سامان کو جہاز میں چھوڑا خود نماز جنازہ کے لیے واپس شہر آیا خدا کا شکر ہے کہ کندھا دیا اور میں نے اپنے ہاتھ سے حضرت قائداعظم کو قبر میں اتار دیا ان کا وزن بمشکل ۱۵۔۲۰ سیر ہو گا جب میں نے سر کی طرف کا بند کھولا اور پیشانی پر آخری بوسہ دیا تو ایسا معلوم ہوتا تھا کہ کوئی نہایت گہری نیند سو رہا ہے۔ سکرات موت کے کوئی اثرات نہ تھے قوم کا غم آخر اس بوڑھے جرنل کو قبر میں لے گیا (مشاہدات وواردات ص ۱۴۰۔ مبشرات پاکستان ص ۴۸)

حضرت علامہ اقبال رحمۃ اللہ علیہ پر جب فیض عام کا دروازہ کھلا تو آپ نے ۱۹۳۰ء کے خطبہ الٰہ آباد میں یہ تقدیر ساز فقرہ ادا کیا ''میں دیکھتا ہوں کہ پنجاب سرحد سندھ اور بلوچستان کو ملا کر ایک مجموعی ریاست بنا دی جائے مجھے یہ نظر آ رہا ہے کہ شمال مغربی ہند کے مسلمانوں کو آخر کار ایک ہندوستانی مسلم ریاست بنانا پڑے گا اور یہی ان کی تقدیر ہے۔'' قائداعظم ظاہری طور پر کوئی دینی رہنما نہ تھے کہ جن کے جبہ و دستار کو دیکھ کر انہیں کروڑوں مسلمانوں کی تقدیر کا مالک بنا دیا جاتا قائداعظم کی لیڈرشپ کا فیصلہ قضا و قدر کا فیصلہ تھا جس سے صرف اقبال کو آگاہ کیا گیا تھا اور انہوں نے اس آگہی کے نتیجے میں ہی یہ فیصلہ دیا کہ ''مسلمانوں کو چاہیے کہ جناح کے ہاتھ مضبوط کریں اور لیگ میں شامل ہو جائیں لیگ کامیابی ہو گی تو جناح کے سہارے جناح کے سوا اب کوئی شخص مسلمانوں کی قیادت کا اہل نہیں۔'' یہی بات حضرت قائداعظم محمد علی جناح نے قرارداد لاہور کی منظوری کے دوسرے روز اپنی محفل میں بھی دہرائی۔'' آج علامہ اقبال زندہ ہوتے تو یقیناً انہیں خوشی ہوتی کہ بالآخر ہم نے وہی کچھ کیا ہے جو وہ چاہتے تھے (اقبال بعد از وصال ص ۳۰ تا ۳۲ ماہنامہ کاروانِ قمر کراچی نومبر دسمبر ۲۰۱۵ ص ۶۷۔۶۸)

مولانا محمد بخش مسلم فرماتے ہیں میں نے ایک مرتبہ قائداعظم سے ملا تو میں نے پوچھا کہ پاکستان کب بنے گا؟ انہوں نے کہا یہ سوال بے معنی ہے: پاکستان اس وقت بن گیا جس وقت پہلا ہندو مسلمان ہو گیا تھا میں نے کہا جس طرح برسوں پہلے آپ کے بزرگوں نے ہندوستان میں اسلام کو بچایا تھا اسی طرح آپ بھی آج کے دور میں اسلام کو بچا رہے ہیں یہ میری بات سن کر انہوں نے اس کی وضاحت مانگی تو میں نے کہا کہ مغل بادشاہ اکبر نے جب دین الٰہی کا آغاز کیا تھا حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمہ نے اس کی مخالفت کی تھی اس مخالفت میں وہ لوگ پیش پیش تھے جو حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمہ سے بیعت تھے اور یہ لوگ آپ کے اجداد تھے میری یہ بات سن کر وہ سوچ میں پڑ گئے اور بولے آج مجھے

پتہ چلا کہ میرے عزیز واقارب سرہند شریف جانا کیوں ضروری سمجھتے تھے یہ حقیقت ہے کہ قائداعظم کے اجداد حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمہ سے گہری عقیدت رکھتے تھے اور اس وقت تک وہ اپنے آپ کو مکمل نہیں سمجھتے تھے جب تک وہ حضرت شیخ مجدد الف ثانی علیہ الرحمہ کے مزار پر حاضری نہیں دے لیتے تھے (ماہنامہ قومی ڈائجسٹ لاہور اگست ۱۹۸۳ء ص ۲۰۔ ارمغاں امام ربانی جلد اول مرتبہ صوفی غلام سرور نقشبندی مطبوعہ لاہور ۲۰۰۷ء ص ۲۷۵۔۲۷۶ ماہنامہ کنزالایمان لاہور ستمبر ۱۹۹۷ ص ۱۲۴)

قائداعظم کو بزرگوں سے عقیدت ومحبت اپنے اجداد سے ورثہ میں ملی تھی اس لیے آپ بزرگوں کے مزارات پر حاضری دیتے تھے ۱۴۷ سالہ بابا سراج دین صاحب روزنامہ پاکستان کو ایک انٹرویو دیتے ہوئے کہتے ہیں میں نے قائداعظم اور فاطمہ جناح کا ۱۹۴۰ء میں لاہور آمد پر استقبال بھی کیا اور داتا صاحب علیہ الرحمہ حاضری کے موقع پر قائداعظم اور فاطمہ جناح کو قریب سے دیکھا قائداعظم ایک سچا اور کسرا انسان تھا (آف ڈے میگزین روزنامہ پاکستان ۹ نومبر ۱۹۹۷ء ص ۹ ماہنامہ کنزالایمان لاہور ستمبر ۹۷ قائداعظم۔نمبر ص ۱۲۴۔۱۲۵)

قائداعظم کے اجداد حضرت غوث الاعظم جیلانی قدس سرہ العزیز کے چمنستان کے ایک پھول حضرت سید عبدالرزاق گیلانی علیہ الرحمہ کے ہاتھوں اسلام قبول کیا مشہور مضمون نگار عشرت رحمانی اس حقیقت سے یوں پردہ اٹھاتے ہیں محترمی نواب صدیق علیخاں ایک مرتبہ احباب کی ایک صحبت میں قائداعظم کے ذکر کے دوران میں انہوں نے ایک واقعہ بیان کیا جو قائداعظم کی خدمت میں حاضری کے وقت شملہ کونسل ہاؤس میں پیش آیا تھا انہوں نے کہا کہ کونسل کے برآمدے میں قائداعظم صوفہ پر رونق افروز تھے اور لوگ اس شمع سیاست وقیادت کو پروانہ وار گھیرے ہوئے تھے ان سب لوگوں کو قائداعظم کی صحبت میں قربت کا شرف حاصل تھا قائداعظم بے تکلفی سے مصروف تکلم تھے آپ لفظ خوجہ کی وجہ تسمیہ اور اپنے خاندانی اجداد کا مشرف بہ اسلام ہونا اور سر آغا خاں سے اپنے خاندان کے انحراف کی وجوہ بیان فرما رہے تھے۔آپ نے فرمایا کہ ہمارے آباؤ اجداد دراصل راجپوت اور ہندو فرقہ سے تعلق رکھتے تھے یہ لوگ پنجاب کے بعض علاقوں میں غالباً ساہیوال وغیرہ میں ابھی تک آباد ہیں یعنی ہمارے آباؤ اجداد کی اولاد اور ان کی نسل میں تھے بعض لوگ وہاں آباد ہیں ہمارے اجداد میں سے ایک بزرگ حضرت غوث الاعظم شیخ عبدالقادر جیلانی قدسی سرہ کے خاندان کے ایک بزرگ پیر شاہ عبدالرزاق صاحب علیہ الرحمہ کے ہاتھ پر بیعت کر کے مشرف بہ اسلام ہوئے چونکہ ہمارے بزرگوں کا پیشہ تجارت تھا اس لیے انہیں خواجہ کہا جاتا تھا بعد میں بگڑ کر خوجہ کہلانے لگا دراصل ہمارے خاندان کا سر آغا خان کے بعد خوجہ خاندان سے کسی حیثیت سے کوئی تعلق نہیں ہم لوگ یقینی طور پر خوجہ خاندان سے کوئی رشتہ یا رابطہ نہیں رکھتے (پندرہ روزہ تحریک لاہور ۱۶ دسمبر تا ۳۱ دسمبر ۱۹۹۲ء ص ۳۳ ماہنامہ کنزالایمان لاہور ستمبر ۱۹۹۸ء ص ۱۲۳۔نوائے وقت سنڈے ۱۱ ستمبر ۱۹۸۷ ص ۷۔۲۰)

قائداعظم اپنے عہد کے تمام سیاسی ومذہبی قائدین سے اتنے بلند مرتبہ تھے کہ بڑے بڑے علما ومشائخ نے بھی ان کی عبقری قیادت

میں حصول پاکستان کی تحریک میں ان کے کارکن کے طور پر بھرپور شرکت کو اپنا اعزاز جانا تھا۔ قیام پاکستان میں تمام سلاسل کے علماء ومسائخ اور مریدین ومعتقدین نے اپنا بھرپور کردار ادا کیا تحریک پاکستان میں حصہ لے کر قیام پاکستان کے لیے مسلسل کوشش کرنا علماء ومسائخ کے نزدیک ایک دینی وملی فریضہ اور کار عبادت تھا اس لیے وہ اپنی دینی مدارس اور خانقاہوں سے باہر تشریف لائے اور اپنے لاکھوں مریدین ومعتقدین خلفاء اور تلامذہ کے ساتھ مل کر اسلام کی بقا اور مسلمانوں کی آزادی کے لیے ہندوؤں اور انگریزون کے خلاف عملی جدوجہد میں مصروف ہو گئے ان بزرگوں نے مساجد دینی مدارس خانقاہوں اور سیاسی جلسوں میں برصغیر کے مسلمانوں کے لیے ایک آزاد اور خودمختار اسلامی ریاست کے قیام کا مطالبہ کیا اور اسلامی ریاست کے حصول کے لیے اپنی تمام تر صلاحیتوں اور توانائیوں کو صرف کیا اس طرح انہوں نے دشمنان اسلام کے اس اعتراض کا بھی عملی رد کیا کہ صوفیاء ومشائخ تارک الدنیا اور گوشہ نشین ہو کر رہبانیت کی طرف چلے جاتے ہیں اور فلاح انسانیت وتسخیر کائنات سے ان کا کوئی تعلق نہیں ہوتا اگر یہ علماء ومشائخ اور جلیل القدر صوفیائے کرام اپنے لاکھوں مریدین معتقدین خلفاء اور تلامذہ کے ساتھ مل کر ہندوؤں اور انگریزوں کے خلاف عملی جہاد نہ کرتے اور مسلم سیاسی رہنماؤں کی ہر طرح مدد نہ فرماتے تو صرف مسلم سیاسی رہنما برصغیر میں ہندوؤں کے مقابلے میں مسلمانوں کی کم تعداد ہونے کے باوجود ان سے ایک دن پہلے پاکستان کے حصول میں ہرگز کامیاب نہیں ہو سکتے تھے یہی وجہ ہے کہ قیام پاکستان اور تحریک پاکستان کے واقعات میں ہمیں قائد اعظم محمد علی جناح اور دیگر مسلم سیاسی رہنماؤں کا حصول پاکستان کے لیے علماء ومشائخ سے ملاقاتیں کرنا ان سے دعا کروانا اور ان سے ہر طرح کی امداد کی درخواست کرنا نظر آتا ہے اور جب بھی کسی مسلم سیاسی رہنما نے علماء ومشائخ سے ملاقات کر کے ان سے دعا اور امداد کی درخواست کی تو انہوں نے نفاذ اسلام کی شرط کے ساتھ سیاسی رہنماؤں کو تسلیاں دیں دعائیں کیں اور ہر طرح کی امداد بھی کی۔

جلال بادشاہی ہو کہ جمہوری تماشا ہو
جدا ہووے سیاست سے تو رہ جاتی ہے چنگیزی

اگرچہ قیام پاکستان میں تقریباً تمام علماء ومشائخ نے اپنی بھرپور خدمات انجام دیں لیکن مندرجہ ذیل برگزیدہ ہستیوں کی خدمات نمایاں ہیں لہٰذا ان اکابر کی خدمات کا جائزہ پیش کیا جاتا ہے۔

پیر محمد اسماعیل جان روشن سرہندی مجددی علیہ الرحمہ (۱۳۶۱ھ ۱۹۴۲ء) خانوادہ مجددیہ کے ایک روشن ستارے ہیں تحریک پاکستان میں آپ نے بھرپور طریقے سے حصہ لیا اور مسلم لیگ کا ہر طرح سے ساتھ دیا حتی کہ ۱۳۶۱ھ/ ۱۹۴۲ء میں آپ سندھ مسلم لیگ کے صدر رہے (ابوالخیر محمد زبیر، صاحبزادہ، ڈاکٹر: سندھ کے صوفیائے نقشبند حصہ اول مطبوعہ کراچی ۱۹۹۶ ص ۷ ۱۳۔ ارمغان امام ربانی جلد اول مرتبہ صوفی غلام

سرور نقشبندی مجددی مطبوعہ لاہور ۲۰۰۷ء ص ۲۷۸۔ میاں محمد صادق قصوری: تحریک پاکستان اور مشائخ عظام مطبوعہ لاہور ۱۹۹۷ء ص ۱۴۔۱۵)

پیر محمد حسن جان سرہندی مجددی علیہ الرحمہ (۱۳۶۵ھ ۱۹۴۶ء) سرہندی خاندان کے گوہر آبدار ہیں آپ نے تحریک پاکستان کے سلسلے میں مسلم لیگ کی بھرپور امداد کی مریدین کو مسلم لیگ کے حق میں ووٹ ڈالنے کا حکم دیا اور بااثر لوگوں کو خطوط لکھ کر مسلم لیگ کی حمایت کا حکم دیا (محمد عبدالحکیم شرف قادری مولانا: تذکرہ اکابر اہلسنت مطبوعہ لاہور ۱۹۷۶ء ص ۴۹ ۱۴۴ ارمغان امام ربانی جلد اول ص ۲۷۸۔ میاں محمد صادق قصوری: تحریک پاکستان اور مشائخ عظام مطبوعہ لاہور ۹۷)

پیر محمد حسین جان سرہندی مجددی علیہ الرحمہ (۱۳۶۸ھ/ ۱۹۵۰ء) سرہندی خانوادے کے ایک ممتاز فرد ہیں آپ نے کانگریسیوں کا ڈٹ کر مقابلہ کیا میر پور خاص میں مسلم لیگ کے عظیم الشان جلسے کرائے ۱۹۳۸ء میں ایک عظیم الشان جلسہ میں قائداعظم تشریف لائے اور ایمان افروز خطاب سے حاضرین کے قلب کو گرمایا جس سے مسلم لیگ کی دھاک بیٹھ گئی اور کانگریسی مولویوں کی زبانیں گنگ ہونے لگیں ۱۹۴۶ء کے فیصلہ کن انتخابات میں آپ کی حمایت سے مسلم لیگ امیدوار غلام محمد واسن تھر پار کر سے کامیاب ہو کر سندھ اسمبلی کے رکن منتخب ہوئے اور کانگریس کے امیدوار شکست سے دو چار ہوئے (محمد صادق قصوری: تحریک پاکستان اور مشائخ عظام مطبوعہ لاہور ۱۹۹۷ء ص ۲۱۔ ارمغان امام ربانی جلد اول ص ۲۷۸۔۲۷۹)۔

پیر غلام محمد سرہندی مجددی علیہ الرحمہ (۱۳۷۲ھ/ ۱۹۵۲ء) خانوادہ مجددیہ کے ایک دمکتے ہوئے آفتاب ہیں تحریک پاکستان کے دوران جب آپ کی خدمت میں جواہر لال نہرو حاضر ہوا اور کہنے لگا کہ آپ دعا کریں کہ قائداعظم پاکستان کے مطالبہ سے باز آجائیں اور یہ نیا راستہ چھوڑ دیں تو آپ نے فرمایا تم جس چیز کو چھوڑنے کے لے مجھ سے سفارش کرنا چاہتے ہو اس کو اللہ نے منظور کر لیا ہے یہ ملک ہر حال میں بن کر رہے گا اب بھلا میں قائداعظم سے اس کے خلاف کیسے کر سکتا ہوں قائداعظم نے اپنے خاص رفقاء موسیٰ قلعہ دار اور محمد علی بینار کے ذریعے آپ کو یہ پیغام بھیجوایا کہ میری رہبری اور رہنمائی فرمائیں کہ پاکستان کے حصول کے لیے جو میں جدوجہد کر رہا ہوں اس میں مجھے کامیابی حاصل ہوگی یا نہیں؟ آپ نے قائداعظم کو کہلوایا کہ میں نے خواب میں دیکھا ہے کہ تمہارے سر پر پگڑی بگڑ رہی تھی حضور سرور دو جہاں ﷺ نے اس کو درست فرمایا دیا ہے لہٰذا مطمئن رہو انشاء اللہ پاکستان ضرور بنے گا اور اس کا سہرا تمہارے سر ہوگا پاکستان بننے کے بعد نہ صرف آپ خود یہاں تشریف لائے بلکہ ہندوستان کے بڑے بڑے سرمایہ داروں کو جو آپ سے ارادت رکھتے تھے ان کو بھی یہاں آنے کی دعوت دی اور یہاں کاروبار کرنے کا حکم دیا تاکہ پاکستان کو مستحکم بنایا جاسکے (ابوالخیر محمد زبیر۔ صاحبزادہ۔ ڈاکٹر سندھ کے صوفیائے نقشبند حصہ دوم مطبوعہ کراچی

۱۹۹۷ء ص ۴۰-۴۱۔ارمغان امام ربانی جلد اول ص ۲۷۹-۲۸۰ مقالہ خانوادہ، مجددیہ سے قائداعظم کے اجداد کی عقیدت مقالہ نگار سید صابر حسین شاہ بخاری تحریک پاکستان اور مشائخ عظام مطبوعہ لاہور ۱۹۹۷ء تحریک پاکستان میں علماء ومشائخ کا کردار از محمد صادق قصوری مطبوعہ لاہور ۲۰۰۸ء)

نور المشائخ ملا شور بازار کابلی علیہ الرحمہ (۷۶ ۱۳ھ، ۱۹۵۶ء) گلستان مجددیہ کے مہکتے ہوئے ہیں قائداعظم نے مسلم لیگ وفد کے ساتھ آپ سے ملاقات کی اور تعاون کی درخواست کی تو آپ نے اپنے بھرپور تعاون کا یقین دلایا اور اپنے تمام مخلصین کو مسلم لیگ میں شمولیت کا حکم دیا چنانچہ آپ کے مریدین کو قبائلی علاقہ بلوچستان گجرات کاٹھیاوار ڈیرہ اسماعیل خان تک پھیلے ہوئے تھے مسلم لیگ کے کارکن بن گئے (محمد صادق قصوری: تحریک پاکستان اور مشائخ عظام مطبوعہ لاہور ۱۹۹۷ء ص ۸۳۔ارمغان امام ربانی جلد اول ص ۲۸۰ تحریک پاکستان میں علماء و مشائخ کا کردار از محمد صادق قصوری)۔

پیر غلام مجدد سرہندی مجددی علیہ الرحمہ (۷۷ ۱۳ھ/ ۱۹۵۸ء) خانوادہ مجددیہ کے چمکتے ہوئے آفتاب ہیں آپ نے پورے سندھ میں مسلم لیگ کی شاخیں قائم کیں اور اسے عوامی جماعت بنایا۔۱۹۴۶ء میں فیصلہ کن انتخابات ہوئے اور مسلمانوں کے سو فیصد ووٹ پاکستان کے قیام کے لیے پڑے ایک دفعہ آپ سے کسی نے پوچھا کہ آپ مسٹر جناح کے پیچھے کیوں لگے ہوئے ہیں؟ تو آپ نے فرمایا کہ ہمارے مقصد کو بروئے کار لانے والا یہی شخص ہے اگر کوئی اور ہوتا تو ہم اس کے پیچھے لگ جاتے۔ جناح تو ایک مسلمان وکیل ہے جو بغیر پیسے اور فیس کے مسلمانوں کی وکالت کر رہا ہے کیا کافر کو وکیل نہیں بنایا جاتا؟ بلکہ فیس بھی دی جاتی ہے (محمد صادق قصوری بحث تحریک پاکستان اور مشائخ عظام مطبوعہ لاہور ۱۹۹۷ء ص ۹۷-۹۹۔ارمغان امام ربانی جلد اول ص ۲۸۰)

پیر عبداللہ جان سرہندی مجددی علیہ الرحمہ (۹۳ ۱۳ھ ۱۹۷۳ء) گلستان مجددیہ کے عمل سرسید ہیں آپ نے اپنے اجداد کے نقش قدم پر چلتے ہوئے قیام پاکستان کے لیے دیوانہ وار کام کیا اپنے تمام مریدوں کو مسلم لیگ کی حمایت کی تاکید فرمائی۔(محمد صادق قصوری: تحریک پاکستان اور مشائخ عظام مطبوعہ لاہور ۱۹۹۷ء ارمغان امام ربانی جلد اول ص ۲۸۰-۲۸۱)

پیر حافظ محمد ہاشم جان سرہندی مجددی علیہ الرحمہ (۱۳۹۵ھ/ ۱۹۷۵ء) سرہندی مجددی خاندان کے جگمگاتے ہوئے آفتاب ہیں تحریک پاکستان کے دوران مسلم لیگ میں شامل ہوئے اور اپنی تر قوتوں کو مسلم لیگ کے لیے وقف کر دیا سندھ کے دیوبندی علماء کی تمام تر ہمدردیاں کانگریس سے وابستہ تھیں آپ نے دیگر علماء ومشائخ اہلسنت کے ساتھ مل کر ان کے اثر ورسوخ کو زائل کیا (تحریک پاکستان اور مشائخ عظام ص ۱۸۳-۱۸۴ ارمغان امام ربانی جلد اول ص ۲۸۱)۔

پیر محمد اسحاق جان سرہندی مجددی علیہ الرحمہ (۱۳۹۵ھ/۱۹۷۵ء) سرہندی خانوادہ کے چشم و چراغ ہیں تحریک پاکستان کے دوران ۱۹۴۳ء کو جب قائداعظم میرپورخاص تشریف لائے تو آپ نے استقبال کے لیے نوجوانوں کے گروپ تیار کیے ان گروپوں کے قائد بھی آپ ہی تھے قائداعظم نے از راہ محبت آپ کو بازوؤں سے پکڑ کر اظہار خوشنودی کیا اور آپ کے جوش وولولہ کو خراج تحسین پیش کیا مسلم لیگ ضلع تھرپارکر کے صدر کی حیثیت سے آپ نے سندھ میں ہر محاذ پر مخالفین پاکستان سے ٹکر لی اور انہیں شکست سے دوچار کیا (تحریک پاکستان اور مشائخ عظام ص ۱۸۷۔ ارمغان امام ربانی جلد اول ص ۲۸۱)

پیر عبدالستار جان سرہندی مجددی علیہ الرحمہ (۱۸۹۴۔۱۹۶۶ء) نے تحریک پاکستان میں بڑا فعال کردار ادا کیا ۲۲ دسمبر ۱۹۴۰ء کو سندھ مسلم لیگ کونسل کی میٹنگ ہوئی اس موقع پر قائداعظم بھی تشریف لائے۔ اس میٹنگ میں سات ارکان پر مشتمل ایک کمیٹی بنائی گئی جن میں پیر عبدالستار جان سرہندی علیہ الرحمہ میں شامل تھے اس کمیٹی نے بڑا کام کیا کانفرنسیں کرائیں لٹریچر عام کیا اور تھوڑے ہی عرصہ میں سندھ کے اندر مسلم لیگ کی ۴۵۰ شاخیں قائم ہوگئیں کانگریس اور اس کی ذیلی جماعتیں پوری طرح ناکام ہوئیں (تحریک پاکستان اور مشائخ عظام ص ۲۳۴۔ ارمغان امام ربانی جلد اول ص ۲۸۱۔ ۲۸۲)

پیر غلام مرتضیٰ سرہندی مجددی علیہ الرحمہ (۱۹۱۲۔ ۱۹۸۲ء) خاندان مجددیہ کے آفتاب ہیں آپ کی خدمات ناقابل فراموش ہیں۔ ۲۸ جنوری ۱۹۴۰ء کو کراچی میں سندھ مسلم لیگ کی جنرل ڈی ہاؤس کے اجلاس میں تیس ارکان پر مشتمل جو ورکنگ کمیٹی بنائی گئی جن میں پیر صاحب بھی شامل تھے۔ ۲۵ فروری ۱۹۳۹ء کو گوٹھ مراد میمن (ملیر کراچی) میں ضلع مسلم لیگ کانفرنس ہوئی اس کا تمام انتظام وانصرام پیر صاحب نے کیا تھا ۱۹۴۱ تا ۱۹۴۳ء ضلع کراچی کے صدر منتخب ہوتے رہے ۱۹۴۴ء میں سندھ مسلم لیگ کے سالانہ انتخابات میں دس ارکان پر مشتمل جو ورکنگ کمیٹی بنائی گئی اس میں بھی آپ کو ممبر منتخب کیا گیا تحریک پاکستان میں پیر صاحب کی بے بہا خدمات ہیں (تحریک پاکستان اور مشائخ عظام ص ۲۳۱۔ ارمغان امام ربانی جلد اول ص ۲۸۲)

پیر محمد ابراہیم جان خلیل سرہندی مجددی مدظلہ العالی مجددی گھرانے کی ایک روشن شمع ہے آپ نے تحریک پاکستان میں بڑھ بڑھ کر حصہ لیا مسلم لیگ کی خدمت کے لیے دن رات کمربستہ رہے کانگریسی علماء کا ڈٹ کر مقابلہ کیا تحریر وتقریر کے ذریعے نظریہ پاکستان کی تشہیر کی اور ہندوؤں کے ایجنٹوں کی خوب قلعی کھولی (ارمغان امام ربانی جلد ص ۲۸۲)

حضرت پیر معصوم شاہ چوراہی (۱۳۷۷ھ/۱۹۵۷ء) نے تحریک پاکستان میں جوش وخروش اور جذبہ کے ساتھ حصہ لیا درے درے قدمے اور سخنے ہر لحاظ سے بھرپور مدد کی قائداعظم سے ملاقاتیں کیں عرصہ تک ضلع اٹک کے صدر رہے سردار عبدالرب نشتر نواب افتخار حسین

ممدوٹ اور دیگر رفقاء کے ساتھ مل کر تحریک پاکستان کا پیغام قریہ قریہ کوچہ کوچہ پہنچایا (جواہر نقشبندیہ مظاہر چوراہیہ از محمد یوسف نقشبندی مطبوعہ فیصل آباد ۱۹۷۹ء ص ۳۳۳ تا ۳۳۴۔ پیر صاحب مانکی شریف اور ان کی سیاسی جدوجہد از پروفیسر سید وقار علی شاہ اسلام آباد 1990ء ص 19۔ تحریک پاکستان اور مشائخ عظام ص 88-89 ماہنامہ ضیائے خرم لاہور اگست ۱۹۹۷ء ص 54)

حضرت خواجہ حسن نظامی دہلوی (۱۳۷۴ھ/۱۹۵۵ء) نے تحریک پاکستان میں مسلم لیگ کی بھرپور تائید وحمایت کی ۱۹۴۵ء میں آپ نے بحیثیت صدر آل انڈیا چشتی پارٹی اعلان کیا کہ چشتیہ خاندان کے ماننے والے کروڑوں مسلمان مسلم لیگ کے ساتھ ہیں۔ ۱۹۴۵ء ہی میں انتخابات کا اعلان ہوا تو سب سے پہلے مرکزی اسمبلی کے انتخابات کی ہماہمی اور گہما گہمی شروع ہو گئی کانگرس نے اعلان کیا کہ وہ ہر مسلم نشست کے لیے اپنی اتحادی جماعتوں کے توسط سے یا بطور خود مسلم امیدوار کھڑے کرے گی چنانچہ کانگرس نے خود ساختہ لیڈر مسٹر حسین جی لال بھائی کو قائداعظم کے مقابلے میں کھڑا کر دیا 17 اکتوبر ۱۹۴۵ء کو لال جی نے لکھنؤ سے ایک بیان دیتے ہوئے اعلان کیا کہ مرکزی اسمبلی کے لیے مسٹر جناح کا مقابلہ کرنے میں کوئی چیز میری سدراہ نہیں بن سکتی کامیابی کے مجھے مواقع حاصل ہیں اس کے بعد لال جی نے لکھنؤ۔ میں شیعہ کانفرنس منعقد کر کے افتراق بین المسلمین کی تیاریاں کیں تو خواجہ حسن نظامی نے لال جی سے اپنے دیرینہ تعلقات کے تحت حسب ذیل خط لکھا: میں بیمار نہ ہوتا تو شیعہ کانفرنس میں باوجود سنی کے بن بلائے آجاتا تاہم یہ خط بھیج کر اپنے جذبات ظاہر کرتا ہوں۔ میں شیعہ جماعت کے سیاسی حقوق کا پرانا حامی ہوں اور مذہبی اور تاریخی حقوق کے لیے سینہ سپر ہو کر پچاس برس سے شیعہ جماعت کی خدمت کر رہا ہوں اس لیے میں آپ کی کانفرنس کو لبیک کہتا ہوں میں مسلم لیگ کا ممبر نہیں ہوں اور مجھے اس کے لیڈروں سے اختلافات بھی ہیں جن کو بے باکی سے صاف صاف اپنے اخبار ''منادی'' میں لکھتا رہتا ہوں مگر موجودہ وقت کی سیاست جدائی سے تباہ ہو جائے گی اس لیے میں نے اپنی جماعت کے کروڑوں چشتیوں کی طرف سے شملہ کانفرنس کے وقت مسلم لیگ کا ساتھ دیا تھا اور اب بھی شیعہ جماعت کی سیاسی کامیابی سنی شیعہ کی وحدت میں تصور کرتا ہوں یہ وقت ذاتی غرض اور مفاد پر نظر رکھنے کا نہیں ہے اور یہ وقت درحقیقت حضرت علی رضی اللہ عنہ کا وقت ہے حضرت علی حق دار تھے مگر انہوں نے وقت کی مصلحت سے صبر کیا اور تین خلافتوں کی مدد کرتے رہے اور مسلمان قوم کی وحدت اور اخوت کو سنبھال لیا تھا یہ اتنا بڑا احسان مسلمانوں پر کیا تھا جس کی مثال دنیا کی کسی تاریخ میں نہیں۔ اس لیے میں اپنے دادا اپنے مرشد اعظم علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی سنت پر عمل کر کے یہ خط لکھتا ہوں کہ شیعہ جماعت کو بھی اپنے آقا اور مالک کی طرح صبر سے کام لینا چاہیے ورنہ آنے والے مورخ اور آنے والی مسلمان نسلیں شیعہ جماعت کو مطعون کیا کریں گی مدح صحابہ والے کانگرس کے آدمی ہیں ان کی اشتعال انگیزی سے بے توجہ رہنا شیعہ جماعت کی دانش مندی کو حیات دائم عطا کرے گا عقل اور علم شیعوں میں زیادہ ہے وہ مسلم لیگ پر قبضہ کر کے اس کے ذریعے اپنے سب حقوق حاصل کر سکتے ہیں مگر افسوس کہ خواجہ صاحب کی درد میں ڈوبی

ہوئی یہ اپیل رائیگاں گئی اور لال جی اپنی ضد پر قائم رہے۔ 26 نومبر 1945ء کو الیکشن ہوا تو قائد اعظم کے خیمے پر ووٹروں کا ہجوم تھا جبکہ لال جی کے خیمے پر چند ہندو تھے اور بس۔ 14 دسمبر 1945ء کو نتیجہ نکلا تو قائد اعظم کے 3602 ووٹ ملے اور کامیابی نے ان کے قدم چومے لال جی 127 ووٹ لیکر ضمانت ضبط کروا بیٹھے اور ہمیشہ کے لیے مردود ہو گئے ۱۳۔ اکتوبر ۱۹۴۶ء کو مسلم لیگ نے عبوری حکومت میں شرکت قبول کر لی تو خواجہ صاحب نے اپنے اخبار "منادی" بابت ۱۶/۲۴ اکتوبر ۱۹۴۶ء صفحہ ۸ پر "مسلم لیگ کی عظیم الشان کامیابی" کے عنوان سے مندرجہ ذیل نوٹ لکھا: پورے سولہ مہینے کے بعد ۱۳ اکتوبر ۱۹۴۶ء کی دوپہر کو مسلم لیگ نے کانگرس اور برطانیہ پر عظیم الشان فتح حاصل کی جون ۱۹۴۵ء میں لارڈ ویول وائسرائے ہند نے ہندوستان کو آزادی دینے کی جو تحریک شروع کی تھی اس میں سولہ مہینے تک کانگرس اور مسلم لیگ اور برطانیہ کی دماغی کش مکش جاری رہی یہاں تک کہ برطانیہ کو لندن سے وزیر ہند اور ان کے چند مددگاروں کو ہندوستان بھیجنا پڑا اور ان سب نے مل کر مسلم لیگ کے لیڈر محمد علی جناح قائد اعظم کو طرح طرح کے سیاسی مغالطے دیئے مگر مسٹر جناح اور ان کے ساتھ ان مغالطوں سے محفوظ رہے (تحریک پاکستان اور مشائخ عظام ص 77۔78۔79۔80۔ اکابر تحریک پاکستان از محمد صادق قصوری مطبوعہ گجرات 1976ء ص 119)

فقیر نور محمد سروری قادری (۱۳۸۰ھ/ ۱۹۶۰ء) ۴۶-۱۹۴۵ء میں جب تحریک پاکستان زوروں پر چل رہی تھی اس وقت ہندوؤں کے علاوہ نیشنلسٹ مسلمانوں کا ایک بڑا طبقہ اس کی مخالفت پر تلا ہوا تھا اور علماء کا ایک گروہ اس کے خلاف محاذ آرائی پر کمربستہ تھا یہ تمام لوگ اکھنڈ بھارت کے فلسفے کو دل و جان سے قبول کر چکے تھے اور ایک قومی نظریے پر ایمان رکھتے تھے ان حالات کو دیکھ کر آپ کو بڑا صدمہ اور دکھ ہوا اور سوچا کہ اگر قیام پاکستان عمل میں نہ آیا تو یہ ایک بہت بڑا قومی المیہ ہو گا اور پھر اس کی تلافی قیامت تک نہ ہو سکے گی چنانچہ آپ نے اس کے لیے وہ عظیم اور اہم ترین دعوت پڑھی جو کفر و اسلام کے معرکے اور آویزش اور اسلام کے لیے موت و حیات کی کش مکش کے دوران پڑھی جاتی ہے جس کا طریقہ خاص حضرت سلطان العارفین حضرت سلطان باہو رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب نور الہدیٰ میں تحریر کیا ہے دعوت کے اس طریقے میں صحرا میں جا کر پاک ریت پر حضور سید عالم ﷺ کی قبر کا نقشہ بنایا جاتا ہے اور پھر اس کے پاس بیٹھ کر دعوت پڑھی جاتی ہے اور روح سرور کائنات ﷺ سے رابطہ قائم کر کے استمداد کی جاتی ہے اور دعا مانگی جاتی ہے اگر کوئی عامل ایسی دعوت پڑھے تو شکست فتح میں بدل جاتی ہے چنانچہ آپ نے کلاچی سے باہر جا کر ریت پر قبر مبارک کا نقشہ بنایا اور بڑے جوش و خروش اور جذبے کے ساتھ وہ مخصوص دعوت پڑھی حضور سرور کائنات ﷺ کی روح پر فتوح سے رابطہ قائم کیا اور خشوع و خضوع کے ساتھ دعا مانگی اور وہ دعوت موثر ثابت ہوئی دعا قبول ہوئی قبولیت اور اجابت در حق سے استقبال کے لیے نازل ہوئی قائد اعظم اور مسلمانان ہند کو تائید ایزدی اور غیبی امداد و حمایت حاصل ہوئی تحریک پاکستان کامیابی سے ہمکنار ہوئی اور پاکستان معرض وجود میں آگیا اس پر آپ نے شکرانے کے بہت سے نفل ادا کیے اور اپنے رب کے اس عظیم احسان کا شکریہ ادا کیا (حیات

سروری از صاحبزادہ فقیر عبدالحمید سروری قادری مطبوعہ کلاچی طبع دوم 1990 تحریک پاکستان اور مشائخ عظام ص ۱۲۷۔۱۲۸)

سید محمد طاہر اشرف جیلانی (۱۳۸۱ھ/ ۱۹۶۱ء) نے تحریک پاکستان میں بھرپور حصہ لیا دہلی اور اس کے اطراف و اکناف میں مسلمان رائے عامہ کو تحریک پاکستان سے روشناس کرایا اور ایک الگ ملک کے قیام کے لیے جدوجہد میں آمادہ کیا مبلغ اسلام شاہ محمد عبدالعلیم صدیقی میرٹھی (ف ۱۹۵۴ء) فخر ملت مولانا عبدالحامد بدایونی (ف ۱۹۷۰ء) اور مولانا شاہ محمد عارف اللہ میرٹھی (ف ۱۹۷۹ء) جیسے علماء نے آپ کی ان خدمات کو بارہا خراج تحسین پیش کیا۔ ۱۹۴۵۔۴۶ء کے الیکشن میں آپ نے ایک بیان جاری کیا جس سے مسلم لیگ کو بڑی تقویت ملی اور کانگرس کو ناکامی اٹھانا پڑی آپ نے فرمایا ہم مسلم لیگ کی حمایت کرتے ہیں لہٰذا ہمارے جملہ مریدین معتقدین اور متعلقین سب مسلم لیگ سے تعاون کریں اور ووٹ دیں آپ کے رعب و دبدبہ کی وجہ سے کسی کانگرسی کو جرات نہ ہوتی تھی کہ آپ کے علاقہ میں آکر کانگرس کے لیے ووٹ مانگ سکے ایک مرتبہ مشہور کانگرسی مولانا احمد سعید دہلوی (ف ۱۹۵۹ء) اس علاقے میں آخر مسجد میں لوگوں کو جمع کر کے کانگرس کی حمایت کی تلقین کرنے لگے جیسے ہی تقریر شروع کی آپ مسجد میں تشریف لے آئے اور فرمایا مولانا: یہ کیا کر رہے ہو؟ مولوی احمد سعید نے آپ کو دیکھا تو گھبرا گئے کہنے لگے کہ میں لوگوں کو دین کی باتیں بتار ہاہوں آپ نے فرمایا دین کی باتیں بتا رہے ہو یا ان کا دین خراب کر رہے ہو۔ تمہیں شرم نہیں آتی کہ ایک عالم دین ہو کر مسلمانوں کے دین وایمان کا سودا کرتے ہو قیامت کے دن خدا کیا منہ دکھاؤ گے خبردار یہاں اس قسم کی تقریر کرنے کی کوئی ضرورت نہیں ہے یہ علاقہ مسلم لیگ کا ہے یہاں سب مسلم لیگ کے حامی ہیں اور اسی کو ووٹ دیں گے ہم نے پاکستان کے لیے قربانیاں دی ہیں اور اس کو بنا کر ہی دم لیں گے مولانا احمد سعید یہ سن کر بھاگتے نظر آئے اور پھر دوبارہ ادھر کا رخ نہیں کیا اس واقعہ کے بعد کسی اور کی بھی ہمت نہ ہوئی کہ یہاں کانگرس کی حمایت کرے (تحریک پاکستان اور مشائخ عظام ص ۱۳۹۔۱۴۰ تذکرہ اولیائے سندھ از مولانا محمد اقبال حسین نعیمی مطبوعہ کراچی ۱۹۸۷ء ماہنامہ الاشرف کراچی بابت ماہ اکتوبر ۱۹۹۴)

خواجہ عبدالرشید پانی پتی (۱۳۸۱ھ/ ۱۹۶۲ء) مسلم لیگ میں شامل ہو کر تادم زیست مذہب و ملت کی خدمت کرتے رہے اگرچہ آپ کو گوناگوں آزمائشوں سے دوچار ہونا پڑا مگر اس مرد قلندر نے ہر آزمائش میں پورا اترنے کے لیے بڑی مردانگی کا مظاہرہ کیا۔ ۱۴۔ اکتوبر ۱۹۴۵ء کو پیر صاحب مانکی شریف کی دعوت پر پشاور میں سرحد اور پنجاب کے مشائخ کرام کا ایک عظیم الشان اجتماع ہوا جس میں دیوان سید آل رسول علی خاں سجادہ نشین اجمیر شریف خواجہ حسن نظامی دہلوی امیر ملت پیر سید جماعت علی شاہ پیر فضل شاہ جلال پوری اور دیگر مشائخ عظام کے علاوہ آپ نے بھی اپنے مریدوں کو پاکستان کی حمایت کرنے کا حکم دیا۔ تحریک پاکستان سے آپ کی دل چسپی دلی تعاون اور ہمدردی پر اس دور کے تمام اخبارات شاہد ہیں اس سلسلے میں آپ کا ایک اہم بیان ۲۰ جنوری ۱۹۴۶ء کو جاری ہوا جے مشہور مورخ رئیس احمد جعفری نے اپنی کتاب قائد اعظم

اوران کا عہد مطبوعہ لاہور 1966ء صفحہ 405 پر یوں نقل کیا ہے۔اس وقت مسلمانان ہند کی واحد نمائندہ جماعت مسلم لیگ ہے اور پاکستان مسلمانان ہند کا بہترین نصب العین ہے اس کے بعد موصوف نے درگاہ کے متوسلین اور معتقدین سے مطالبہ کیا ہے کہ وہ صرف مسلم لیگ کے امیدوار کو ووٹ دیں (تحریک پاکستان اور مشائخ عظام ص ۱۴۸۔۱۴۹)

سید علی احمد کیتھلی (۱۳۸۲ھ/ ۱۹۶۲ء)) نے تحریک پاکستان میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیا اور مسلم لیگ کی لیگ کی بھرپور حمایت کی آپ اگر چہ عملی سیاست سے دور تھے لیکن ملکی حالات سے بے خبر نہ تھے اس بات کو بخوبی سمجھتے تھے کہ مسلم لیگ ہی مسلمانوں کی واحد سیاسی جماعت ہے جو قائداعظم کی زیر قیادت آزادی کے لیے بھرپور اور مخلصانہ جدوجہد کر رہی ہے جب قائداعظم نے قومیت کی بنیاد پر جداگانہ حکومت کا نظریہ منوانے میں کامیابی حاصل کی تو آپ نے اورنگ زیب روڈ دہلی کے پتہ پر قائداعظم کو بذریعہ تار مبارکباد بھیجی تار کا مضمون یہ تھا۔ میں معہ وابستگان سلسلہ قادریہ کمالیہ آپ کی شاندار کامیابی پر مبارکباد پیش کرتا ہوں اور آپ کی ترقی درجات اور صحت کے لیے دعا گو ہوں۔اس شاندار فتح پر مسرت کا اظہار فرماتے ہوئے آپ نے عامۃ المسلمین سے اپیل کی کہ وہ وطن کی آزادی کے لیے اپنا سب کچھ قربان کرنے کو تیار ہو جائیں کیونکہ جب تک مسلمانوں میں رشتہ جمعیت مستحکم نہیں ہوگا اس وقت بقائے دوام کی صورت پیدا نہ ہوگی مجھے یقین ہے کہ قائداعظم کی رہنمائی میں قوم کو بے پناہ توانی حاصل ہوگی جس کی اشد ضرورت ہے قومی اتحاد کی آرزو کا تقاضا یہی ہے کہ ہم دشمن کے عزائم کو سمجھیں اور ہندو ذہنیت کی ہر چال پر نظر رکھیں نواب زادہ لیاقت علی خاں کا خاندان حضرت شاہ کمال کیتھلی کے زمانہ سے آپ کی خانقاہ سے وابستہ تھا لیاقت علی خان کو آپ کے خاندان سے گہری عقیدت تھی آپ نے لیاقت علی خاں کے بیٹے نوابزادہ ولایت علی خان کے ذریعے قائداعظم کو اپنی مکمل تائید وحمایت کا یقین دلایا......آپ نے اپنے بااثر مریدوں اور مخلصوں کو بذریعہ خطوط مسلم لیگ کی حمایت کرنے کی ترغیب دی ریاست جنید کے سابق وزیر بخشی شفقت علی کو لکھا۔ قائداعظم محمد علی جناح ملت اسلامیہ کے کامیاب وکیل ہیں انہوں نے وہ کام کر دکھایا جو بظاہر ناممکن تھا اور جن کی جدوجہد ۱۸۵۷ سے شروع ہو چکی تھی کتنے افسوس کا مقام ہے کہ جمعیت علماء ہند جو خود اسلامی تہذیب کی داعی ہے ایک ایسے مشرک کو مسلمانوں کا رہنما بتا رہی ہے اور اس کے کہنے پر دل وجان سے عمل پیرا ہے جو دیوی دیوتاؤں کا پجاری ہے......محمد علی جناح جیسے رہنما کی قیادت میں اسلامیان ہند کے لیے ایک نئے دور کا آغاز ہوا ہے اور یہ جس اخلاص کے ساتھ دس کروڑ مسلمانوں کا مقدمہ لڑ رہا ہے وہ ہمارے لیے متاع فخر وناز ہے ٹیپو سلطان کے بعد ایسا عظیم اور باوقار رہنما قوم کو آج ملا ہے) تحریک پاکستان اور مشائخ عظام ص ۱۵۱۔۱۵۴۔۱۵۵۔ اکابر تحریک پاکستان جلد اول از محمد صادق قصوری گجرات ۱۹۷۶ء مرد خدا از آنسہ بلقیس چیمہ مطبوعہ ڈیرہ غازی خاں ۱۹۹۰ء ماہنامہ مہر وماہ لاہور جون ۱۹۸۱ء)

پیر محی الدین لال بادشاہ مکھڈوی (۱۳۷۳ھ/ ۱۹۶۳ء) کو سیاست سے دلچسپی تھی ۱۹۳۶ء سے ۱۹۴۷ء تک پنجاب اسمبلی کے رکن

رہے ۱۹۵۵ تا ۱۹۵۸ء ڈسٹرکٹ بورڈ اٹک کے ممبر بھی رہے فروری ۱۹۴۶ کے الیکشن میں پیر صاحب نے یونی نسٹ پارٹی کے ٹکٹ پر اٹک سے صوبائی سیٹ پر مسلم لیگ کے امیدوار ایم یوسف کا مقابلہ کیا اور 8342 ووٹ لے کر کامیابی حاصل کی جبکہ مسلم لیگی امیدواروں نے 4203 ووٹ حاصل کئے اس طرح پیر صاحب یونی نسٹ پارٹی کے پلیٹ فارم پر سے پنجاب اسمبلی کے رکن منتخب ہو گئے۔ پیر صاحب نے یونی نسٹ پارٹی کے ٹکٹ پر الیکشن تو جیت لیا مگر انہیں احساس ہونے لگا کہ مسلم لیگ کی مخالفت کر کے انہوں نے کوئی مستحسن قدم نہیں اٹھایا ہے یہ خلش انہیں اندر اندر کھاتے جا رہی تھی چنانچہ انہوں نے ۱۷ مارچ ۱۹۴۶ء کو قائد اعظم کے نام ایک اخباری بیان (مطبوعہ روزنامہ انقلاب لاہور بابت ۲۰ مارچ ۱۹۴۶ء) کے ذریعے مسلم لیگ میں شمولیت کا اعلان کیا: میں نہایت مسرت وامتہاج کے ساتھ آپ کی وساطت سے اپنی ناچیز خدمات اسلامیہ کے حضور پیش کرتا ہوں میں ان تمام ذاتی یا سیاسی اختلافات کو جنہوں نے ماضی میں مجھے ایسا کرنے سے باز رکھا برطرف کرتا ہوں مفاد ملت کے لیے میری حقیر پیش کش کو قادر مطلق قبول فرمائے اپنی انفرادی حیثیت میں قوم کے لیے جو کچھ کر سکتا تھا اس میں کوشاں رہا ہوں اب کرنے میں غرض مندانہ مفادوں سے مجھے ٹکرانا بھی پڑا اور اس سے مجھے نقصان بھی اٹھانا پڑا۔ موجودہ ساعت جو ملت کے لیے بڑائی آزمائش کی ساعت ہے انہی غرض مندانہ مفادات نے مجھے پھر سے الگ تھلگ رکھنے کی کوشش کی مگر پورے وثوق کے ساتھ میری رائے یہ ہے کہ اس وقت ہر دوسرے فرض پر مقدم ہے اس لیے میں اپنے ذاتی اختلافات کو قطعاً بھلا کر مسلم لیگ کی تائید وحمایت کا اقرار صالح کرتا ہوں۔ پیر صاحب کے اس اقدام کو بہت سراہا گیا اور ان کی خوب پذیرائی ہوئی اب پیر صاحب نے اپنی تمام تر مساعی مسلم لیگ کے لیے وقف کر دیں مسلم لیگ ان کے دل کی دھڑکن بن گئی جنوری ۱۹۴۷ء میں جب خضر حیات ٹوانہ وزیر اعظم پنجاب کے خلاف سول نافرمانی کی تحریک چلی تو پیر صاحب نے اس تحریک کو کامیاب بنانے کے لیے تن من دھن کی بازی لگا دی گرفتار ہو کر جیل گئے مگر ان کے پائے استقامت میں ذرہ بھر بھی جنبش نہ ہوئی ان کے مریدوں عقیدتمندوں اور ساتھیوں نے ان کی عدم موجودگی میں تحریک کو جاری وساری کیا (تحریک پاکستان اور مشائخ عظام ص ۱۵۷۔ ۱۵۸۔ تعارف شاہیر اٹک مطبوعہ ضلع کونسل اٹک ۱۹۹۰ء عظیم قائد اعظم تحریک جلد اول از ولی مظہر ایڈووکیٹ ملتان ۱۹۸۳ء اسلام اور قائد اعظم از محمد حنیف شاہد لاہور ۱۹۷۶ء)

حضرت پیر سید سعید شاہ بنوری کوہاٹی (۱۳۹۰ھ/1970ء) نے کوہاٹ میں ۱۹۳۸ء میں مسلم لیگ کی بنیاد رکھی مولانا شوکت علی مسلم لیگ کی تنظیم کے سلسلے میں صوبہ سرحد کے دورے پر آئے تو آپ نے پشاور جا کر انہیں اپنے مکمل تعاون کا یقین دلایا اور کوہاٹ آنے کی دعوت دی مولانا شوکت علی کوہاٹ تشریف لائے اور آپ نے ہاں مقیم ہوئے آپ نے مسجد حاجی بہادر میں ایک عظیم الشان جلسے کا اہتمام کیا جس سے مولانا شوکت علی نے خطاب فرمایا آپ کو کوہاٹ مسلم لیگ کا صدر چنا گیا یہ وہ دور تھا کہ لوگ مسلم لیگ میں شامل ہونے سے ہچکچاتے تھے۔ آپ نے

مسلم لیگ کے پیغام کو گھر گھر پہنچانے کے لیے انتھک جدوجہد کی اور کسی بھی مالی جانی قربانی سے دریغ نہ کیا تمام صوبہ سرحد کا طوفانی دورہ کیا اور اپنی شعلہ بیانی سے صوبہ سرحد کو مسلم لیگ کا نا قابل تسخیر قلعہ بنادیا ایک دفعہ کوہاٹ میں مولانا ظفر علیخاں اور مولانا سید عطاء اللہ شاہ بخاری جیسے مقرروں کو بھرے جلسے میں دوران تقریر ڈانٹ دیا اور وہ تقریر جاری نہ رکھ سکے مسلم لیگ نے جب صوبہ سرحد میں سول نافرمانی کی تحریک کا آغاز کیا تو آپ نے کوہاٹ میں جلوس کی قیادت کی کانگرسیوں نے آپ کے جلوس پر سنگ باری کی مگر آپ نے ان سب مشکلات ومصائب کا بڑی جرات وشجاعت سے مقابلہ کیا اور حضرت قائداعظم اور مسلم لیگ کے پیغام کو کوچہ کوچہ قریہ قریہ پہنچانے کا فریضہ بحسن وخوبی انجام دیتے رہے اس سلسلے میں حضرت قائداعظم نے آپ کو تعریف وستائش کے جو خطوط لکھے وہ آپ کی انتھک جدوجہد کا منہ بولتا ثبوت ہیں...... تحریک پاکستان اور مشائخ عظام ص ۱۷۵۔۱۷۶۔ سیرت امیر ملت مطبوعہ ۱۹۷۵ء قائداعظم اور سرحد از عزیز جاوید مطبوعہ پشاور 1977ء)

حضرت پیر محمد مقبول الرسول للہی (۱۳۶۸ھ/۱۹۴۹ء) نے ۴۶۔۱۹۴۵ء کے انتخابات میں مسلم لیگ کے امیدواروں کی کامیاب کے لے بڑی کوششیں فرمائیں زبانی اور خطوط کے ذریعے لوگوں کو مسلم لیگ کی حمایت کی ترغیب دلاتے رہے اور فرماتے تھے کہ جس کسی نے مسلم لیگی امیدوار کے علاوہ کسی اور کو ووٹ دیا تو ہم اس سے سخت ناراض ہوں گے چنانچہ آپ کے مریدوں اور عقیدتمندوں نے آپ کی آواز پر لبیک کہا ۱۹۴۶ء کے الیکشن میں پنڈ دادن خان کے حلقہ سے راجہ غضنفر علیخاں مسلم لیگ کی طرف سے پنجاب اسمبلی کے امیدوار تھے یونی نسٹ پارٹی کی طرف سے محمد یعقوب مقابلہ پر تھے راجہ آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو بکمال احتیاط وادب خانقاہ شریف کے صدر دروازے کے باہر ہی سگریٹ گل کردی اور برآمدے سے گزر کر اچانک گھٹنوں اور کہنیوں کے بل چلنا شروع کردیا اور آپ کی نشست تک اسی طرح ایک شیر خوار بچے کی طرح چلتے گئے آپ نے راجہ کے سر پر دست شفقت رکھا مکمل تائید وحمایت کا اعلان فرمایا اور دعائے خیر کے ساتھ رخصت کیا بعد ازاں یونی نسٹ کا امیدوار بھی حاضر خدمت ہوا امداد کی درخواست کی بوقت رخصت مصافہ کرتے ہوئے آپ کے اوور کوٹ کی بیرونی جیب میں بڑی خاموشی اور ہوشیاری سے نوٹوں کی دتھیاں ڈال دیں جس کی خبر نہ ہوئی بعد میں جیب میں ہاتھ ڈالا تو ٹھٹھک سے گئے نوٹوں کو جیب سے نکالا اور حیرت و استعجاب سے دیکھنے لگے ساتھ ہی چہرے کا رنگ بدلتا جارہا تھا بغیر کچھ کہے اس رقم کو باہر پھینک دیا بہر حال جب نتیجہ نکلا تو راجہ کو ۱۰۶۱۷ اور یونی نسٹ امیدوار کو 2631 ووٹ ملے راجہ صاحب کی کامیاب آپ کی مخلصانہ تائید وحمایت کی وجہ سے تھی (تحریک پاکستان اور مشائخ عظام ص ۲۵۔ المقبول از ڈاکٹر محمد شریف لاہور ۱۹۵۱ء عظیم قائداعظم تحریک جلد اول از ولی مظہر ایڈووکیٹ ملتان ۱۹۸۳ء)

مخدوم سید محمد رضا گیلانی (۱۳۶۸ھ/۱۹۴۹ء) ملتان مسلم لیگ کے بانیوں میں سے تھے آپ نے اپنے اثر ورسوخ کے باعث مسلم لیگ کو عوام کے دلوں کی دھڑکن بنادیا تھا۔ ۱۹۳۷ء میں آپ نے مسلم لیگ سے جو تعاون کیا وہ مثالی حیثیت رکھتا ہے تحریک پاکستان میں آپ کا

کردار بے مثال ہے آپ نے صوبہ بھر میں اپنے ذاتی اور خاندانی اثر و رسوخ کو استعمال کرتے ہوئے مسلم لیگ کو ایک فعال اور عوامی جماعت بنانے اور تحریک پاکستان کی جدوجہد کو کامیاب بنانے کے لیے عوام کو ہر قسم کی قربانی دینے پر تیار کیا اور مسلم لیگ کے رہنماؤں کے دلوں میں گھر کر لیا (تحریک پاکستان اور مشائخ عظام ص ۲۸۔۳۰۔ آئینہ ملتان از منشی عبدالرحمن خاں مطبوعہ لاہور ۱۹۷۲ء تاریخ ملتان جلد دوم از مولانا نور احمد خاں فریدی ملتان ۱۹۷۳ء غوث الاعظم از قاضی برخوردار ملتانی۔ملتان 1915ء۔)

پیر سید سجاد حسین شاہ سیکری (۱۳۷۱ھ/ ۱۹۵۲ء) نے تحریک پاکستان میں دل کھول کر کام کیا صوبہ راجستھان میں جب مسلم لیگ کی بنیاد رکھی گئی تو آپ نے اس کے بانی حاجی احمد علی خاں کی سرپرستی کی اور بڑے مفید مشورے دیے تبلیغی دوروں پر تشریف لیجاتے تو مریدین کو مسلم لیگ میں شمولیت کی تلقین فرماتے کانگریس نے راجستھان میں مسلم لیگ کو ناکام بنانے کے لیے مسٹر چاریہ کرپلانی کو سیکر شریف کے دورے پر بھیجا جس کے جواب میں مولانا مظہر الدین شیر کوٹی ایڈیٹر الامان دہلی اور علی گڑھ کے طلباء نے سیکر شریف کے دورے کئے ان لوگوں کی پرجوش تقریروں نے اس علاقے کی مسلمان اکثریت کو مسلم لیگ کا حامی بنا دیا یہ سب کچھ سید سجاد حسین شاہ کی خصوصی دلچسپی اور سرپرستی کا نتیجہ تھا۔ ۱۹۴۶ء کے صوبائی الیکشن میں سیکر شریف کے حلقہ سے شاہ علیم الدین ایڈووکیٹ مسلم لیگ کے امیدوار تھے کانگریس نے نظیر احمد نامی ایک مسلمان کو مقابلے پر کھڑا کیا تھا اس معرکہ حق و باطل میں کامیابی نے مسلم لیگ کے قدم چومے سید سجاد حسین شاہ نے اس موقع پر اسلام اور مسلمانوں کی برتری کے لیے دیوانہ وار کام کیا جس سے کانگریس کی سرکاری مشینری ہندو کا مال و دولت اور اثر و رسوخ خاک میں مل گیا (تحریک پاکستان اور مشائخ عظام ص ۷۳، ۷۴۔ تذکرہ خواجگان چشت سیکر شریف از حکیم محمد حسین بدر بہاولپور 1989ء)

آغا سید رہبر حسین شاہ مظہر گیلانی (۱۳۹۲ھ/ ۱۹۷۳ء) ۱۹۴۰ء میں بطور کارکن مسلم لیگ میں شامل ہوئے اور مسلم لیگ پشاور کے جنرل سیکرٹری منتخب ہوئے اپنی پرجوش نظموں کے ذریعے مسلم لیگ میں ولولہ پیدا کیا قائد اعظم کے دل و جان سے شیدائی تھے اپنی جائیداد کا بیشتر حصہ فروخت کر کے سرحد میں کانگریس کا مقابلہ کیا اپنے خرچ پر بہار یوپی، سی پی پنجاب اور ہندوستان کے دوسرے شہروں کے دورے کر کے تحریک پاکستان کو جلا بخشی آپ کے ہزاروں مریدوں نے دل و جان سے مسلم لیگ کا ساتھ دیا اور حصول پاکستان کے لیے قربانیاں دیں نومبر ۱۹۴۵ء میں قائد اعظم کے دورہ پشاور کے انتظامات میں سید مظہر گیلانی نے بڑی مہارت کا مظاہرہ کیا آپ کے حسن انتظام سے مخالفین پاکستان کے گھروں میں صف ماتم بچھ گئی اور آپ کے درپے آزاد ہو گئے ڈاکٹر خاں صاحب (۱۹۵۸ء) کی وزارت نے صوبہ سرحد میں مسلم لیگیوں کا عرصہ حیات تنگ کر دیا اور طرح طرح کے مظالم ڈھانے شروع کر دیئے تو پیر صاحب مانکی شریف (۱۹۶۰ء) سید مظہر گیلانی اور دیگر مسلم لیگی لیڈروں نے جس پامردی سے ان مصائب کا مقابلہ کیا وہ سرحد کی تاریخ کا ایک روشن باب ہے۔ ۱۹۴۷ء کے تحریک سول نافرمانی میں آپ نے ایک جس

عام میں ایک طویل نظم بعنوان ''پاکستان'' پڑھی جس کے نتیجے میں انہیں چھ ماہ تک قید وبند کی صعوبتیں برداشت کرنا پڑیں (تحریک پاکستان اور مشائخ عظام ص ۱۸۱۔ قائداعظم اور سرحد از عزیز جاوید طبع سوم مطبوعہ لاہور ۱۹۷۸ء تحریک پاکستان میں صوبہ سرحد کا حصہ از پروفیسر محمد شفیع صابر مطبوعہ پشاور 1990ء)

دیوان سید آل رسول علیجاں اجمیری (۱۸۹۳ھ/ ۱۹۷۴ء) کی تحریک پاکستان میں خدمات آب زر سے لکھنے کے قابل ہیں۔ ۵۔ اکتوبر ۱۹۴۵ء کو روزنامہ منشور دہلی کے صفحہ اول پر مسلم لیگ کی حمایت میں آپ کا ایک زبردست بیان شائع ہوا ہر مسلمان دل وجان سے مسلم لیگ کے ساتھ ہو جائے اور اس کی حمایت کو اپنا دینی فریضہ تصور کرے ۱۴۔ اکتوبر ۴۵ء کو پیر صاحب مانکی شریف نے مانکی شریف ضلع پشاور میں برصغیر کے نامور علماء ومشائخ کی ایک کانفرنس بلائی تا کہ صوبہ سرحد میں مسلم لیگ کے کام کو تیز کیا جاسکے جس کی صدارت حضرت پیر معصوم بادشاہ فاروقی نقشبندی (۱۹۵۷ء) آف چورہ شریف ضلع اٹک نے فرمائی جس میں دیگر مشائخ عظام کے علاوہ دیوان سید آل رسول علی خاں اجمیری جیسے پانچ صد جید علماء ومشائخ نے قدوم محنت سے لزوم فرمایا جس میں امیر ملت نے پاکستان کی زبردست حمایت فرمائی جس پر تمام حضرات گرامی نے پاکستان کی تائید وحمایت میں تن من دھن کی بازی لگانے کا عہد کیا اور اپنے مریدوں کو مسلم لیگ کی مدد اور حمایت کرنے کا حکم جاری کیا ۱۷ دسمبر ۱۹۴۵ء کو اخبار ''دبدبہ سکندری'' رام پور کے صفحہ ۲۲ پر حضرت دیوان آل رسول علیخاں کے ایماء پر مفتی آسانہ عالیہ اجمری شریف مولوی امتیاز احمد صاحب کا مندرجہ ذیل فتویٰ شائع ہوا ''مسلمانوں کی بڑی جماعت مسلم لیگ کی پیروی وحمایت فرض ہے ضروری ہے حبیب خداوند عالم حکیم وشفیق امت رسول ﷺ نے ''اتبعو اسواد الاعظم'' یعنی بوقت اختلاف آراء اور کثرت آراء کا اتباع اور اس سے موافقت کیا کرو اور اس کے ساتھ بھی فرمایا ''من شذ شذ فی النار'' جو شخص اکثریت کا مخالف ہو کر جماعت سے نکلا اور اقلیت میں شریک ہو کر اکثریت کی مخالفت کی وہ ناجی نہیں بلکہ ناری اور دوزخی ہے ۶۔ ۵ رجب ۱۳۶۵ھ ۸۔ ۷ جون ۱۹۴۶ء کو آپ نے پاکستان کے خواب کو شرمندہ تعبیر کرنے کے لیے حضرت خواجہ غریب نواز اجمیری رحمۃ اللہ علیہ کے سالانہ عرس مبارک کے موقع پر اجمیر میں کانفرنس منعقد کی یہ کانفرنس آپ کی زیر صدارت مسجد شاہجہانی واقع درگاہ معلیٰ اجمیر شریف میں دو دن جاری رہی اس میں ہزاروں علماء ومشائخ اور ایک لاکھ سے زائد عوام نے شرکت کی علماء کرام کی تقاریر کا موضوع بنارس سنی کانفرنس کی منظور کردہ تجاویز پر اعتماد پاکستان کا حصول وغیرہ امور تھے (تحریک پاکستان اور مشائخ عظام ص ۱۹۰ تا ۱۹۳۔ قائداعظم اور ان کا عہد از رئیس احمد جعفری لاہور ۱۹۶۶ تحریک پاکستان میں صوبہ سرحد کا حصہ از پروفیسر محمد شفیع صابر خطبات آل انڈیا سنی کانفرنس از محمد جلال الدین قادری گجرات ۱۹۷۸۔ امیر ملت اور آل انڈیا سنی کانفرنس از محمد صادق قصوری لاہور ۱۹۹۱ء وفیات مشاہیر پاکستان از پروفیسر محمد اسلم اسلام آباد ۱۹۹۰ء)۔

سید محمد حسین ظفر سکھو چکی (۱۹۷۸ء) نے تحریک پاکستان میں خصوصی دلچسپی کی سکھو چک کی جامع مسجد کے خطیب بھی تھے اور اپنے والد ماجد کے سجادہ نشین بھی ان دونوں حیثیتوں سے فائدہ اٹھاتے ہوئے آپ نے مسلم لیگ کی بھرپور مدد کی۔ ۱۹۴۵ء میں اپنے والد ماجد حضرت سید محمد غوث شاہ کے عرس مبارک پر محدث پاکستان حضرت مولانا محمد سردار احمد فیصل آبادی (۱۹۶۲ء) اور مولانا محمد یوسف سیالکوٹی (۱۹۶۸ء) اور دیگر علمائے کرام ومشائخ عظام کی موجودگی میں آپ نے اپنی تقریر کے دوران اعلان کیا کہ "میں آج سے مسلم لیگ میں شامل ہوتا ہوں اور تمام مسلمانوں کو مسلم لیگ میں شامل ہو جانا چاہیے کیونکہ مسلمانان ہند کی واحد نمائندہ جماعت مسلم لیگ ہی ہے جس کے متعلق حضرت امیر ملت اور باقی سجادہ نشینان ہند بھی اعلان فرما چکے ہیں کہ ہندوستان میں اگر کوئی مسلمانوں کی سیاسی نمائندہ جماعت ہے تو وہ واحد مسلم لیگ ہی ہے لہٰذا اب مسلمانوں کو مسلم لیگ کے جھنڈے تلے جمع ہو جانے کے سوا کوئی راہ تجویز نہیں کرنی چاہیے تمام مسلمانوں نے شملہ کانفرنس میں جو تجاویز کانگرس نے پیش کی تھیں سن لی ہیں کہ تمام مسلمانوں کو نیست و نابود کرنے کی تھیں اور انہیں ہمارے محبوب قائداعظم نے بڑی اچھی طرح جانچ کر مسلمانوں کو قعر مذلت سے بچایا اب میں تمام غیور مسلمانوں کو بالعموم اور ارادتمندان دربار غوثیہ کی خدمت میں بالخصوص اپیل کرتا ہوں کہ مسلم لیگ کے جھنڈے تلے جمع ہو جاؤ۔ ۱۹۴۶ء کے صوبائی الیکشن میں حلقہ شکر گڑھ سے مسلم لیگی امیدوار عبدالغفور قمر آپ کی کوششوں سے 4516 ووٹ لے کر کامیاب ہو گیا جبکہ یونی نسٹ امیدوار چوہدری عبدالرحیم کانگریسی امیدوار محمد خان اور ایک آزاد امیدوار ہر طرح ناکام ہوئے (تحریک پاکستان اور مشائخ عظام ص ۲۱۱۔ ۲۱۲ عظیم قائداعظم تحریک جلد اول از ولی مظہر ایڈووکیٹ ملتان ۱۹۸۳ء حضرت امیر ملت اور ان کے خلفاء از محمد صادق قصوری سیالکوٹ ۱۹۸۳ء ہفت روزہ سعادت لائل پور ۸۔ اکتوبر ۱۹۴۵ء)

مخدوم سید شوکت حسین گیلانی (۱۴۰۲ھ/ ۱۹۸۲ء) نے اوائل زندگی سے ہی دینی ملی اور سیاسی کاموں میں بھرپور دلچسپی لی تحریک مسجد شہید گنج تحریک پاکستان تحریک ختم نبوت اور تحریک نظام مصطفی میں آپ کی خدمات رہتی دنیا تک نئی نسل کے لیے مشعل راہ رہیں گی تحریک پاکستان میں ملتان کا تمام گیلانی خاندان مسلم لیگ میں شامل ہو کر بابائے قوم کی ولولہ انگیز قیادت میں سر دھڑ کی بازی لگا چکا تھا مخدوم صدرالدین گیلانی (۱۹۴۶ء) مخدوم راجن شاہ گیلانی (۱۹۴۹ء) مخدوم ولدیت گیلانی (۱۹۵۴ء) مخدوم رضا شاہ گیلانی (۱۹۴۹ء) اور سید زین العابدین شاہ گیلانی (۱۹۶۰ء) جیسے اعاظم میدان عمل میں کود کر مسلم لیگ کو عوام کے دلوں کی دھڑکن بنا رہے تھے تو مخدوم سید شوکت حسین گیلانی نے اپنے جد امجد و دیگر بزرگوں کے پیغامات لے کر ضلع کے مختلف مقامات پر زمینداروں کاشتکاروں تاجروں اور دکانداروں وغیرہ تک پہنچانے جن میں قائداعظم کی قیادت پر مکمل اعتماد کرنے سے مسلم لیگ۔ کی شاخیں قائم کرنے اور انہیں فعال و مستعد بنانے پر زور دیا جاتا تھا پیغام رسانی کے علاوہ مخدوم سید شوکت حسین گیلانی ملتان میں مسلم لیگ کے جلسوں کے انتظام و انصرام کی ذمہ داریاں نبھاتے تھے اپنے سینے پر مسلم لیگ کا بیج

لگائے جلسے جلوسوں میں نمایاں نظر آتے تھے (تحریک پاکستان اور مشائخ عظام ص ۲۲۵۔۲۲۶۔ آئینہ ملتان از منشی عبدالرحمن خان ملتان ۱۹۷۲ء)

صاحبزادہ ظہور الحق گورداسپوری (۱۴۰۴ھ/ ۱۹۸۴ء) نے تحریک پاکستان میں بھرپور دلچسپی لی اپنے مریدوں کو مسلم لیگ کی حمایت کا حکم دیا۔ ۱۹۴۵ء میں جب عام انتخابات کی گہما گہمی شروع ہوئی تو آپ نے اپنے سیکرٹری شیخ شریف حسین خان بی اے ایل بی پلیڈر کو حکم دیا کہ وہ ان کی طرف سے مسلم لیگ کی حمایت کا اعلان کریں چنانچہ سیکرٹری مذکور نے 15 اکتوبر ۴۵ء کو مسلمان گورداسپور و مضافات کے مجمع عام میں اعلان کیا کہ آئندہ صوبائی اسمبلی کے انتخابات میں ہم مسلم لیگ کے امیدواروں کی حمایت میں ہر ممکن کوشش کریں گے اور جملہ اصحاب جو کہ دربار سراجیہ سے ارادت و عقیدت رکھتے ہیں مسلم لیگ کے حلقہ میں شامل ہو کر انتخابات کو کامیاب بنانے کی مساعی کریں گے چنانچہ ہمیں سلسلہ میں ہم نے اپنے خاص مریدوں کے ذریعے مسلم لیگ کا پروپیگنڈا شروع کر دیا ہوا ہے۔ حاضرین یہ سن کر بہت خوش ہوئے اور صاحبزادہ صاحب کے ارشاد کے مطابق مسلم لیگ کے لیے تندہی سے کام کرنے کا وعدہ فرمایا چنانچہ ۱۹۴۶ء کے اوائل میں صوبائی اسمبلی کے انتخابات میں آپ کے حلقہ کے مسلم لیگی امیدوار چوہدری غلام فرید 8609 ووٹ لے کامیاب ہو گئے جبکہ یونی نسٹ امیدوار چوہدری محمد بشیر کو صرف 573 ووٹ ملے اور ضمانت ضبط ہو گئی (تحریک پاکستان اور مشائخ عظام) ص ۲۲۷۔۲۲۸۔ شمیم ولایت از ابو مظہر چشتی لاہور ۱۹۹۳ء عظیم قائداعظم تحریک جلد اول از ولی مظہر ایڈووکیٹ ملتان ۱۹۸۳ء ہفتہ وار سعادت لائل پور ۸۔ اکتوبر ۱۹۴۵ء)

پیر محمد قاسم مشوری (۱۴۱۰ھ/ ۱۹۹۰ء) نے تحریک کستان میں گرانقدر خدمات انجام دیں انجمن اسلامیہ لاڑکانہ جو اہل سنت و جماعت کی نمائندہ جماعت تھی کے پلیٹ فارم سے مسلم لیگ کی جہد و جہد میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیا اور جلسے جلسوں کے ذریعے تحریک پاکستان کی گاڑی کو آگے بڑھانے کی بھرپور سعی کی مسلم لیگ صوبہ سندھ کے زعماء پیر الٰہی بخش (۱۹۷۵ء) اور محمد ایوب کھوڑد (۱۹۸۰ء) وغیرہم اس انجمن کے جلسوں میں حاضر ہوئے اور ایک کارکن کی حیثیت سے کام کرتے تھے۔ آپ نے اس انجمن کے پلیٹ فارم سے قیام پاکستان کے لیے قرار دادیں پاس کرائیں اور لوگوں کو تحریک پاکستان سے روشناش کیا حتی کہ لوگ کانگریس سے بے زار ہو کر مسلم لیگ کے سپاہی بن گئے ۱۹۴۶ء کے الیکشن میں آپ نے ضلع لاڑکانہ میں مسلم لیگ امیدواروں کی کامیاب کے لیے جو کارہائے نمایاں سرانجام دیے وہ آب زر سے لکھنے کے قابل ہیں لاڑکانہ سے مسلم لیگ امیدواروں محمد ایوب کھوڑو اور نواب امیر علیخاں لوہاری اور نواب محمد خاں چانڈیو کی کامیابی میں آپ کی کوششوں کا بڑا دخل ہے مخالف امیدواروں کو عبرت ناک شکست ہوئی اس کی مثال ناپید ہے (تحریک پاکستان اور مشائخ عظام ص ۲۲۹۔۱۲۳۰ کابر تحریک پاکستان جلد دوم از محمد صادق قصوری لاہور ۷۹۔۱۹ء عظیم قائداعظم تحریک)

حضرت پیر حکیم حمد حسین بدر چشتی (۱۴۰۷ھ/۱۹۸۶ء) نے ملازمت کے دوران ریڈیو کامن ویلتھ کی جانب سے ۱۹۴۶ء میں ہندستان میں کانگرس اور مسلم لیگ کی الیکشن مہم کی رپورٹنگ کرتے وقت برصغیر کی اہم شخصیتوں سے انٹرویو لیے ۱۶ جون ۱۹۴۵ء کو صدر الافاضل مولانا نعیم الدین مراد آباد (۱۹۴۸ء۔ ۱۸۸۳ء) ناظم اعلیٰ آل انڈیا سنی کانفرنس کے اجلاس منعقدہ اے آر پی گراؤنڈ کمپلا (بنگلہ دیش) اور ۱۲۔

اگست ۱۹۴۵ء کے اجلاس میں منعقدہ پلٹن میدان ڈھاکہ میں شرکت کی از اجلاسوں میں صدر الافاضل نے تحریک پاکستان کی حمایت میں زوردار تقریریں کیں۔ اپریل ۱۹۴۶ء میں بنارس آل انڈیا سنی کانفرنس کے تاریخ ساز اجلاس میں شرکت کی اس سے پیشتر ۳ جنوری ۱۹۴۶ء کو لدھیانہ میں احراری امیدوار ماسٹر تاج الدین انصار (۱۸۹۱ء۔۱۹۷۰ء) کی الیکشن مہم کے سلسلہ میں بازار خرادیاں کے ایک جلسہ سے نیاز احمد احراری اور عبدالرحمن احراری خطاب کر رہے تھے کہ دریں اثناء مسلم لیگی امیدوار شوکت حیات خاں کے کارکن محمد صدیق کو احراریوں نے چاقو کے پے در پے وار کر کے شہید کر دیا محمد صدیق لدھیانوی مسلم لیگ کے شعلہ بیان مقرر تھے کانگرس اور احراری ان سے خائف رہتے تھے حکیم صاحب نے یہ دل اندوز منظر اپنی آنکھوں سے دیکھا تھا ۹ مارچ ۱۹۴۶ء کو باب الظاہر دار العلوم دیوبند کے سامنے قیام پاکستان کے خلاف ایک جلسہ سے خطاب کرتے ہوئے مولانا حسین احمد مدنی دیوبندی پرنسپل دار العلوم دیوبند (۱۸۷۹ء۔۱۹۵۷ء) نے خواب زہر اگلا اور ہندوؤں کی خوشنودی حاصل کرنے پر اپنا زور بیان صرف کر دیا قائد اعظم صدر الافاضل امیر ملت اور نظریہ پاکستان پر مسلسل حملے کئے دیوبندی مکتب فکر کے لوگوں کو تشدد پر ابھارا گیا اور مطالبہ پاکستان کی کھل کر تضحیک تو ہین اور مخالفت کی گئی حکیم صاحب نے اس جلسہ کی خصوصی رپورٹ ریڈیو ویلتھ جاپان کے لیے تیار کی……: غرض حکیم صاحب نے دوران ملازمت اپنی بساط سے بڑھ کر تحریک پاکستان کی خدمت کی (تحریک پاکستان اور مشائخ عظام ص ۲۳۶۔۲۳۷۔۲۳۸ تذکرہ خواجگان چشت سیکر شریف از حکیم محمد حسین بدر مطبوعہ ڈیرہ نواب صاحب ضلع بہاولپور ۱۹۸۹ء سہ ماہی اکرام المشائخ ڈیرہ نواب صاحب بہاولپور البدر نمبر بابت اگست ۱۹۹۱ء۔)

شاہ محمد سلیمان پھلواری (۱۳۵۴ھ/ ۱۹۳۵ء) نے وجود ملی کی حفاظت و بقاء طلب حقوق و اسلام کی سربلندی کے لیے ہر جدوجہد کا ساتھ دیا مسلم لیگ قائم ہوئی تو دل و جاں سے تائید و حمایت کر کے بھرپور تعاون کیا آل انڈیا کونسل کے رکن رہے جمعیت العلماء سب سے پہلے صوبہ بہار میں آپ کی صدارت میں قائم ہوئی بعد ازاں جمعیت علماء ہند (۱۹۱۹ء پر معرض وجود میں آئی تو اس کا ساتھ دیا مگر جب ۱۹۲۹ء میں نہرو رپورٹ کے مسئلے پر جمعیت نے کانگرس کا ساتھ دیا تو ملی وجود کو خطرے میں دیکھ کر آپ بھی مولانا محمد علی جوہر (۱۸۷۸ء۔۱۹۳۱ء) مولانا حسرت موہانی (۱۸۷۸ء۔۱۹۵۱ء) مولانا نثار احمد کانپوری (۱۸۸۰ء۔۱۹۳۴ء) مولانا محمد فاخر الہ آبادی (ف ۱۹۳۰ء) مولانا عبد الماجد بدایونی (۱۸۷۸ء۔۱۹۲۱ء) مولانا عبد الوالی فرنگی محلی (ف ۱۹۳۶ء) مولانا شاہ عبد العلیم صدیقی میرٹھی (۱۸۹۲ء۔۱۹۵۴ء) مولانا نذیر احمد خجندی وغیرہم کے ساتھ جمعیت علماء ہند سے مستعفی ہو گئے کانپور میں ایک علماء کانفرنس رئیس الاحرار مولانا شاہ محمد علی جوہر کی صدارت میں منعقد ہوئی اور جمعیت علماء کانپور کے نام سے ایک فعال جمعیت قائم کی گئی تو آپ نے بھرپور تعاون فرمایا اس جمعیت کے جملہ مقاصد میں سے ایک مقصد یہ بھی تھا کہ جغرافیائی وطنیت و قومیت کے طلسم سامری سے جو مغربی تہذیب کا سب سے بڑا دلفریب مگر گمراہ کن تحفہ ہے سے مسلمانوں کی فکر اسلامی اور اسلام کی عالم گیر اخوت متاثر و مغلوب نہ ہونے دیا اس کے بعد ۱۹۳۰ء میں آل انڈیا مسلم لیگ کا اجلاس علامہ اقبال (۱۸۷۷ء۔۱۹۳۸ء) کی صدارت میں منعقد ہوا اور اس اہم مقصد اور فیصلے کی پرزور تائید و توثیق کی گئی علامہ اقبال نے اسی بنیاد پر اپنی وہ سکیم پیش کی جو بالآخر پاکستان کے نام سے ایک ٹھوس حقیقت بن کر ۱۹۴۷ء میں منصۂ شہود پر آئی (تحریک پاکستان اور مشائخ عظام ص ۲۴۳۔۲۴۴) خاتم سلیمانی از شاہ

غلام حسنین پھلواری مطبوعہ پٹنہ ۱۹۳۶ء شمس العارف از شاہ غلام حسنین پھلواری مطبوعہ کراچی ۱۹۶۹ء)

پیر فضل حق کربوغہ شریف (۱۳۸۱ھ/ ۱۹۵۲ء) نے تحریک پاکستان میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیا۔ ۱۴۔اکتوبر ۱۹۴۵ء کو پیر صاحب مانکی شریف نے اپنے ہاں برصغیر کے نامور علماء و مشائخ کی ایک کانفرنس بلائی تا کہ صوبہ سرحد میں مسلم لیگ کے کام کو تیز کیا جائے علاوہ ازیں صدر الافاضل پیر صاحب تونسہ شریف مولانا عبدالحامد بدایونی پیر زکوڑی شریف مولانا شائستہ گل اور سینکڑوں دیگر علما و مشائخ کے ساتھ پیر صاحب کربوغہ شریف نے بھی شرکت کی تمام صوبہ میں اس کانفرنس کی وجہ سے مسلم لیگ کا بول بالا ہو گیا پیر صاحب نے اس کانفرنس میں اپنی شرکت کا اعلان کیا اور واپس آکر گوشہ نشینی کو خیر باد کہہ کر مسلم لیگ کا سبز پرچم تھام کر پورے علاقے میں دورے کر کے عوام و خواص کو مسلم لیگ کا حامی بنایا ضلع بنوں کرک لکی مروت اور دوسرے علاقوں میں جلسے منعقد کر کے ایک ایسا انقلاب برپا کر دیا کہ ہر طرف سے مسلم ہے تو مسلم لیگ میں اُن کے روح پرور ترانے سنائی دینے لگے آپ کی مسلسل جدوجہد سے مسلم لیگ کی دھوم مچ گئی (تحریک پاکستان اور مشائخ عظام ص ۲۴۸۔۲۴۹ حضرت امیر ملت اور تحریک پاکستان از محمد صادق قصوری تذکرہ صاحب مبارک وگل آبا صاحب از صاحبزدہ بشیر احمد کربوغہ شریف طبع دوم۔ پیر صاحب مانکی شریف اور ان کی سیاسی جدوجہد از سید وقار علی شاہ اسلام آباد ۱۹۹۰ء)

خواجہ عبدالصمد المعروف حضور جی (۱۳۶۹ھ/ ۱۹۵۰ء) تحریک پاکستان کا دور آیا تو دل کھول کر مسلم لیگ کی تائید و حمایت کی شہر حصار میں مسلم لیگ کے زیر اہتمام منعقد ہونے والے کئی عام جلسوں کی صدارت کی اس سے ضلع کے وسیع و عریض علاقے میں مسلم لیگ کو اپنی آواز پہنچانے میں بڑی مدد ملی اس کے علاوہ آپ کے مخلصانہ طرز عمل کی وجہ سے مرکزی اور صوبائی قیادت کو آپ سے رابطہ قائم کرنے کے مواقع میسر آئے نوابزادہ لیاقت علیخاں کئی دفعہ حصار آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے میاں ممتاز محمد خاں دولتانہ نے بھی ایک دفعہ حاضری دی اور تحریک پاکستان کی حمایت کی استدعا کی سردار شوکت حیات خاں نے بھی حصار کا دورہ کیا یہ اس دور کی بات ہے جب سردار صاحب کو مسلم لیگ کے ساتھ وابستگی کی بنا پر پنجاب کی خضر وزارت سے علیحدہ ہونا پڑاوزارت سے برطرفی کے بعد وہ مسلم لیگ کی تنظیم کے لیے صوبے بھر کے دورے پر نکل پڑے جب وہ حصار پہنچے تو وہاں کے مسلمانوں نے ان کا پُرجوش استقبال کیا اس دن حضرت خواجہ مظفر علیخاں علیہ الرحمہ کے عرس مبارک کی تقریبات کا آخری دن تھا رات کو سردار صاحب نے حضور جی سے ملاقات کی اور آپ سے تحریک پاکستان کی کامیابی کے لیے خصوصی دعا کی استدعا کی اس پر حضور جی نے اگلے روز نماز جمعہ کے بعد خصوصی دعا کرائی ۱۹۴۶ء میں صوبہ پنجاب کی صوبائی قانون ساز اسمبلی کے انتخابات کا معرکتہ الارا مرحلہ پیش آیا اس صوبہ کی سیاست ہمیشہ چند بڑے جاگیردار اور زمیندار خاندانوں کے گرد گھومتی رہی اس لیے یونی نسٹ پارٹی نے کانگرس اور نیشنلسٹ مسلمانوں کے ساتھ مل کر پروگرابنایا کہ مسلم حلقوں میں ہر نشست پر مسلم لیگ کے نامزد کردہ امیدوار کا مقابلہ کیا جائے اور متحدہ کوشش سے اس جماعت کا وقار مسلم اکثریت کے اس صوبے میں ختم کر دیا جائے یہ تحریک پاکستان کے خلاف اس کے مخالفوں کی طرف سے عوامی اور سیاسی سطح پر بڑی زوردار اور [illegible] منظم جدوجہد تھی صوبے کے مسلم عوام کو مسلم لیگ کی قیادت سے متنفر اور بیزار کرنے کے لیے مولانا ابوالکلام آزاد اور جمعیت علماء ہند کے نامور لیڈروں نے اس صوبے کا دورہ کیا مقامی سطح پر مجلس احرار کے شعلہ بیان مقرروں نے بھی صوبے کے

کونے کونے میں جا کر لیگ دشمنی کے جذبات کو بھڑکایا سادہ لوح مذہبی طبقے اس مہم سے متاثر بھی ہوئے ضلع حصار میں بھی یہی صورت حال تھی اس ضلع کے لیے صرف ایک مسلم نشست تھی اس کے لیے مسلم لیگ نے چوہدری صاحبداد کو اپنا ٹکٹ دیا ان کا تعلق راجپوت برادری سے تھا پیشہ وکالت اور زمیندار تھا لیکن ان کا دل اسلام کی محبت سے سرشار تھا یہ امر قابل ذکر ہے کہ راجپوت برادری کے کئی افراد اس الیکشن میں حصہ لینے کے لیے تیار تھے اس معاملے کو طے کرنے کے لیے برادری کی سطح پر پنچائیت قائم ہوئی پنچائیت نے فیصلہ کیا کہ حضور جی جو فیصلہ دیں گے قابل قبول ہوگا حضور جی نے فرمایا اس مرتبہ چوہدری صاحبداد خاں انتخاب لڑیں گے اور باقی سب لوگ ان کی دل سے حمایت کریں گے پوری برادری نے آپ کے فیصلے کو بطیب خاطر تسلیم کیا اس طرح صرف راجپوت برادری ہی نہیں بلکہ مسلم لیگ کی ضلعی اور صوبائی تنظیم بھی باہمی خلفشار سے محفوظ ہو گئی یونی نسٹ پارٹی نے مسلم لیگ کے امیدوار کے مقابلے میں تحصیل فتح آباد کے ایک مشہور و معروف زمیندار چوہدری لال خاں کو کھڑا کیا چوہدری صاحب علاقے کے ذیلدار تھے بڑے اثر و رسوخ کے مالک ضلع کی پوری سرکاری مشینری ان کی پشت پر۔ اس پر کانگریسی ذہن رکھنے والے علماء کی دھواں دھار تقریریں مستزاد۔ اس کے برعکس مسلم لیگ کی کارکردگی اور اس کی تنظیم اس ضلع میں ابتدائی سطح پر تھی مسلم لیگ کی طرف سے نشر و اشاعت کا جو کچھ تھوڑا بہت کام تھا وہ صرف شہروں میں تھا۔ دیہات کی دور افتادہ آبادیاں اس کے نام اور اس کے کام سے بڑی حد تک ناآشنا تھیں ان حالات کی بنا پر مسلم لیگ کے مخلص نوجوان کارکن اپنی انتھک جدوجہد کے باوجود بڑی حد تک پریشان تھے انہیں خدشہ تھا کہ کہیں اس ضلع کی واحد مسلم نشست مسلم لیگ کے ہاتھ سے نہ نکل جائے اس نازک موقع پر جس شخصیت نے مسلم لیگی کارکنوں کا حوصلہ بڑھایا اور ضلع کے مسلم ووٹروں کو لیگی امیدوار کے حق میں استعمال کرنے پر آمادہ کیا وہ صرف حضور جی کی شخصیت تھی چنانچہ یہ بات بلاخوف تردید کہی جا سکتی ہے کہ پاکستان کے لیے لڑی جانیوالی جنگ کے انتخابی محاذ پر ضلع حصار کی حد تک مسلم لیگ کی کامیابی حضور جی کی دعاؤں اور کوششوں کی مرہون منت ہے مسلم لیگ امیدوار نے 7855 ووٹ حاصل کر کے کامیابی حاصل کی جبکہ یونی نسٹ امیدوار 2382 ووٹ لے کر ہار گیا اور ایک تیسرا آزاد امیدوار چوہدری فیض احمد صرف تین ووٹ لے کر ضمانت ضبط کروا بیٹھا (تحریک پاکستان اور مشائخ عظام ص ۳۲ تا ۳۴۔ حضور جی از حافظ افروغ حسن مطبوعہ لاہور نومبر ۱۹۹۱ء۔ عظیم قائد عظیم تحریک جلد اول از ولی مظہر ایڈووکیٹ ملتان ۱۹۸۳ء تحریک پاکستان میں علماء و مشائخ کا کردار)

سید عبدالستار المعروف سید ستار بادشاہ پشاوری (۱۳۷۳ھ/ ۱۹۵۴ء) نے تحریک پاکستان میں بڑا اہم کردار ادا کیا اپنے مریدوں کو مسلم لیگ میں شمولیت کی ہدایت فرمائی مسلم لیگی رضا کاروں کی خوب سرپرستی کی اور انہیں وردیاں سلا کر دیں بہار ریلیف فنڈ اور قائداعظم ریلیف فنڈ میں خود اور اپنے مریدوں سے چندہ دلایا پشاور میں ''مسلم نیشنل گارڈ'' کا ایک دستہ تیار کیا جو ایک ایک ہندو کی سرکوبی کرتا تھا اور دوسری طرف مسلم لیگ کے لیے جانی و مالی قربانی پیش کرنے کے لیے تیار رہتا تھا اعلان پاکستان پر لوگوں کو کہا کہ، غلامی سے نجات حاصل کرنے پر سجدہ شکر ادا کریں پاکستان کی سلامتی ترقی اور خوشحالی کے لیے بار بار دعائیں کیں صوبہ سرحد کے ریفرنڈم میں رات دن کام کیا (تحریک پاکستان اور مشائخ عظام ص ۷۵۔ تحریک پاکستان میں صوبہ سرحد کا حصہ از پروفیسر محمد شفیع صابر پشاور ۱۹۹۰ء قائداعظم اور سرحد از عزیز جاوید لاہور ۱۹۷۸ء

شخصیات سرحد از پروفیسر محمد شفیع صابر پشاور ۱۹۹۰ء۔ عظمت رفتہ از سید آل احمد رضوی ایبٹ آباد ۱۹۹۴ء) تحریک پاکستان میں علماء و مشائخ کا کردار از قصوری)

خواجہ غلام صد انبالوی (۱۳۷۹ھ/۱۹۵۹ء) ۱۹۳۷ء میں ملازمت سے ریٹائر ہوئے تو علاقے کے معززین کے پرزور اصرار پر میدان سیاست میں قدم رکھا اور بطور آزاد امیدوار پنجاب لیجسلیٹو اسمبلی کے انتخابات میں حصہ لیا آپ کا حلقہ انتخاب انبالہ ڈویژن کا مرکزی حلقہ رہتک حصار، کرنال اور گڑگانواں کے چار اضلاع پر مشتمل تھا اور آپ کے مدمقابل نواب زادہ لیاقت علیخاں کے بڑے بھائی نوابزادہ سجاد علیخاں اور بھٹوودور کے وزیر خزانہ ڈاکٹر مبشر حسن کے ماموں خواجہ سرور حسین تھے آپ نے بھاری تعداد میں ووٹ حاصل کر کے یہ انتخاب جیتا انتخاب جیتنے کے بعد آپ مسلم لیگ میں شامل ہو گئے اور پھر تادم زیست اسی جماعت کا دامن تھامے رکھا اور ۱۹۴۶ء میں قائداعظم کے حکم پر ''خانصاحب'' کا خطاب بھی حکومت کو واپس کر دیا آپ نے تحریک پاکستان میں بے مثال خدمات انجام دیں حضرت قائداعظمؒ کے مشن کی تکمیل اور مسلم لیگ کی کامیابی و کامرانی کے لیے کوئی دقیقہ فرد گزاشت نہ کیا دامے درمے قدمے قلمے سخنے تعاون فرماتے رہے۔ ۱۹۴۶ء کے الیکشن میں آپ کو مسلم لیگ کا ٹکٹ دیا گیا آپ کے مقابلہ میں ایک آزاد اُمیدوار سید محمود شاہ کھڑا ہوا آپ نے 8627 ووٹ حاصل کئے جبکہ آزاد امیدوار نے 215 ووٹ حاصل کر کے ضمانت ضبط کروالی حضرت خواجہ صاحب اسمبلی کے اندر اور باہر مسلم مفاد کے لیے کمر بستہ رہے (تحریک پاکستان اور مشائخ عظام ص ۱۰۳۔ ۱۰۴ عظیم قائداعظم تحریک از ولی مظہر ایڈووکیٹ مطبوعہ ملتان ۱۹۸۳ء)

خواجہ غلام سدیدالدین تونسوی (۱۳۷۹ھ/۱۹۶۰ء) نے تحریک پاکستان میں فعال کردار ادا کیا۔ ۱۹۴۵ء میں مسلم لیگ کے باقاعدہ رکن بنے کسی عہدہ کے لالچ کے بغیر شب و روز مسلم لیگ کے لیے کام کرنے میں ہمہ تن مصروف رہے اور اپنے تمام عقیدتمندوں کو مسلم لیگ میں شامل ہونے کی تلقین کی۔ اپنے ماموں زاد بھائی نواب افتخار حسین ممدوٹ دیوان آل رسول علیخاں خواجہ قمرالدین سیال سیالوی، پیر صاحب مانکی شریف کے شانہ بشانہ تحریک پاکستان میں ایک مجاہد کی حیثیت سے حصہ لیا صوبہ سرحد کے ریفرنڈم کے دوران دورے کر کے اہم کردار ادا کیا ۱۹۴۶ء میں صوبائی اسمبلی کے ضمنی الیکشن میں ڈیرہ غازی خاں سے سردار عطا محمد خاں بزدار کو مسلم لیگ کے ٹکٹ پر بلا مقابلہ منتخب کروا کر خضر وزارت کے تابوت میں آخری کیل ٹھونکی خضر وزارت میں آپ کو مختلف پریشانیوں اور تکلیفوں کا سامنا کرنا پڑا مگر آپ ملک و ملت کی خاطر سب کچھ خندہ پیشانی سے برداشت کرتے رہے (تحریک پاکستان اور مشائخ عظام ص ۱۲۴۔ ۱۲۵۔ تاریخ مشائخ چشت جلد چہارم از پروفیسر خلیق احمد نظامی اسلام آباد ۱۹۷۵ء اکابر تحریک پاکستان جلد اول گجرات ۱۹۷۶ء آئینہ ولایت از سید عبدالمعبود اجمیری لاہور ۱۳۹۳ھ ماہنامہ روحانی پیغام فرحت منزل چنیوٹ بازار فیصل آباد مارچ ۱۹۹۷ء ص ۱۳)

صاحبزادہ پیر محمد خورشید سجادہ نشین بھوٹان شریف تیراہ خیبر ایجنسی فرماتے ہیں ۲۳ مارچ ۱۹۴۰ء کو جب قرارداد لاہور پیش ہوئی جسے قرارداد پاکستان بھی کہا جاتا ہے ہمارے جد امجد حضرت پیر عبدالباقی قائداعظم کی دعوت پر عمائدین کے ہمراہ لاہور آئے اور اپنے علاقے سے کانگریس کا اثر و رسوخ ختم کرنے کے لیے قائداعظم کو یقین دہانی کرائی۔ اس موقع پر ان علاقوں کے سرکردہ افراد نے پیر عبدالباقی کی تحریک پر

مسلم لیگ میں شمولیت اختیار کی قائد اعظم کی قیادت پر قبائلی علاقوں کے خانقاہی سلسلوں کے جن بزرگوں نے اعتماد کا اظہار کیا مسلم لیگ میں شمولیت کے ساتھ قیام پاکستان کے لیے اپنی خدمات پیش کیں ان میں پیر صاحب آف مانکی شریف پیر آف زکوٹی شریف اور ان کے مریدوں کی کثیر تعداد شامل تھی قبائلی علاقوں کی قیام پاکستان کے لیے ناقابل فراموش خدمات ہیں حضرت پیر عبدالباقی نے قائد اعظم کے ساتھ عہد و پیمان کیا اس کے مطابق قبائلی علاقوں کا الحاق پاکستان کے ساتھ رہے گا پاکستان اسلام کے نام پر بنا ہے اس امر پر ہمیں بزرگوں کی کوششوں اور خدمات پر فخر ہے صوبہ سرحد میں جب ریفرنڈم ہوا تو نوابزادہ لیاقت علیخاں نے حضرت پیر عبدالباقی اور ان کے صاحبزادے عبدالجلیل سے ملاقات کی جس میں تمام قبائلی علاقہ جات میں کانگریس کے سرخ جھنڈے اتروا کر مسلم لیگ کے سبز پرچم لہرانے کی درخواست کی حضرت پیر عبدالباقی اپنے مریدوں کو حکم دیا کہ قبائل علاقوں سے کانگریس کے سرخ جھنڈے نابود کر دیئے جائیں اس کا یہ اثر ہوا قبائلی علاقے میں سرخ جھنڈے دیکھنے کو بھی نہیں ملتے تھے۔ دوسری طرف صرف مسلم لیگ کے سبز پرچم ہر طرف لہراتے ہوئے نظر آرہے تھے۔ اس طرح سرحد ریفرنڈم میں مسلم لیگ کی کامیابی کے لیے حضرت پیر عبدالباقی نے ناقابل فراموش کردار ادا کیا میرے والد گرامی پیر عبدالسعید دادا عبدالجلیل اور پڑدادا عبدالباقی نے تحریک پاکستان کے علاوہ تحریک آزادی کشمیر کے لیے بھی کماحقہ کام کیا اور ہندو جارحیت کی کمر توڑ کر رکھ دی ایوان قائد اعظم اسلام آباد میں نظریہ پاکستان کونسل کے دفتر میں موجود وہ تصاویر آج بھی شاہد ہیں جب قائد اعظم نے خیبر ایجنسی تیراہ کا دورہ کیا استقبال کے موقع پر بانی پاکستان نے باباجی حضرت پیر عبدالباقی کے ساتھ ہاتھ ملاتے ہوئے تصاویر بنوائیں (نوائے وقت سنڈے میگزین ۳ مئی ۲۰۱۵ء ص ۴)

حضرت پیر صاحبزادہ محبوب حسین نوشاہی (۱۹۲۸ء۔۱۹۹۹ء) کا خاندان نہ صرف علمی وروحانی اعتبار سے معروف رہا ہے بلکہ اس نے اپنے علاقے کے عوام میں سیاسی شعور کے فروغ میں بھی اہم کردار ادا کیا ہے خاص طور پر تحریک پاکستان کے دوران آپ نے اپنے والد گرامی کے ہمراہ جہلم وعلاقہ پوٹھوہار میں مسلم لیگ کے حق میں عوامی رائے ہموار کرنے میں گراں قدر خدمات انجام دیں خضر حکومت کے خلاف سول نافرمانی کی تحریک کی رہنمائی پر آپ کے والد صاحبزادہ پیر ہادی حسین نوشاہی علیہ الرحمہ اور ان کے ساتھ مرزا مظہر حسین آف طہال مغلاں راجہ خیر مہدی آف دارا پور راجا محمد سرور آف جہلم کو قید کر دیا گیا لیکن ان کے پیچھے اس تحریک کو زندہ رکھنے میں صاحبزادہ پیر محبوب حسن نوشاہی اور ان کے دوست قاضی زاہد حسین وارثی نے نہایت جانفشانی سے کام کیا سنگھوئی شریف دینہ اور سوہاوا سے باقاعدہ جلوس نکالتے رہے حتی کہ خضر حکومت کو مستعفی ہونا پڑا قیام پاکستان کے بعد استحکام پاکستان کے لیے بھی آپ کی خدمات لائق تحسین ہیں۔ ۱۹۴۸ء میں سرحد ریفرنڈم میں اپنے والد محترم کے ساتھ پیر صاحب مانکی شریف راجہ غضنفر علیخاں اور سردار شوکت حیات خاں کے ہمراہ ایبٹ آباد، پشاور، کوہاٹ، بنوں اور ڈیرہ اسماعیل خاں میں مسلم لیگ کی کامیابی کے لیے دن رات ایک کیا دراصل یہی وہ لوگ ہیں جن کی محنت مستحکم پاکستان کی صورت میں سامنے آئی ان کے احسانات کا جس قدر بھی شکریہ ادا کیا جاسکے کم ہے (ماہنامہ حق نما جلد نمبر 7 شمارہ نمبر 9-10 ستمبر اکتوبر ۱۹۹۹ء ص ۲۲۔۲۳)

۴۶۔۱۹۴۵ء کے موسم سرما کے انتخابات میں قائد اعظم نے حضرت خواجہ نواب الدین علیہ الرحمہ ( ) کو دعوت دی کہ آپ

گورداسپور سے قومی اسمبلی کا الیکشن مسلم لیگ کے پلیٹ فارم سے لڑیں اور آپ کو اس کا باقاعدہ ٹکٹ پیش کیا جس پر آپ نے اپنے مرید ظفر اللہ واہلہ کو کھڑا کیا اور خود الیکشن نہ لڑا بلکہ اس کی بھرپور حمایت کی آپ کے ایماء پر آپ کے مریدین معتقدین اور متوسلین نے دل کھول کر ظفر اللہ واہلہ کی حمایت کی اور وہ بھاری اکثریت سے کامیاب ہوا۔ (پندرہ روزہ ندائے اہلسنت لاہور ۱۶ تا ۳۱ جنوری ۱۹۹۲ء ص ۱۲)

صاحبزادہ پیر سید محمد صفی اعظم المعروف چن پیر نے اپنے عظیم والد پیر سید بشیر احمد موہروی علیہ الرحمہ کے متعلق فرمایا کہ ہم نظریاتی لوگ ہیں نظریہ پاکستان کا خمیر ہماری رگوں میں رچا ہوا اور یہ بھی ہمارے والد محترم کی عطا ہے ہمارے والد صاحب نے تحریک پاکستان کے ضمن میں جو روشن کردار ادا کیا ہے وہ ہر لحاظ سے ناقابل فراموش ہے ان دنوں اس علاقہ میں مسلم لیگ کے بڑے رہنما چوہدری صلاح الدین چٹھہ مرحوم تھے ہمارے والد صاحب نے ان کی بھرپور اعانت کی جلوس بھی نکالے جلسوں سے بھی خطاب کیا۔ مسلم لیگ کی حقانیت اور پاکستان کے قیام کو دلوں میں اجاگر کیا آپ نیشنل گارڈ کے سالار تھے جمعہ کے روز آپ دورہ فرماتے جمعہ کے خطاب کے بعد علاقہ میں گھومتے اور پاکستان کے پیغام کو دلوں میں نقش کرتے جمعہ کے خطبات میں دو قومی نظریہ اسلام کی اہمیت و عظمت واضح کرتے (ماہنامہ ضیائے قمر گوجرانوالہ مئی ۹۱ء ص ۳۵) خیبر سے سیالکوٹ تک از ایم زمان کھوکھر ایڈووکیٹ ص ۳۲۷)

حضرت مولانا عبد الحامد بدایونی نے ایک انٹرویو میں بتایا ہماری کس حد تک مخالفت کی گئی اس امر کا اندازہ اس طرح لگایا جا سکتا ہے کہ اس زمانے میں صوبہ سرحد میں کانگرسی خان وزارت قائم تھی اور صوبہ سرحد میں سرخپوشوں کی تنظیم نے ایسی فضا پیدا کر دی تھی کہ مسلم لیگی کارکنوں کے قافلے جب تحریک پاکستان کی تبلیغ کے لیے پہنچتے تھے تو ان پر مساجد کے دروازے بند کر دیے جاتے تھے بارہ بارہ چودہ چودہ گھنٹے یہ قافلے بھوکے پیاسے گھومتے اور کام کرتے تھے خود میرے ساتھ یہ واقعہ پیش آیا کہ ٹوپی کے مقام پر جب میں علماء اور کارکنوں کے ساتھ پہنچا تو ہمیں مسجد میں گھسنے نہیں دیا گیا سرخپوش قائدین اور ان کی قیادت میں جمع ہونے والے ہجوم نے ہم سے پوچھا کہ ہم سرحد کیوں آئے ہیں:

میں نے کہا آپ مسجد کا دروازہ کھولیں اور اپنے میں سے چند افراد مقرر کریں جو ہم سے پاکستان کے بارے میں جس قدر سوال چاہیں کر لیں ہم تشفی بخش جواب دیں گے چنانچہ اس تجویز پر عمل ہوا مسجد میں بہت بڑا اجتماع ہوا سرخپوشوں نے جو جو سوال اٹھائے میں نے نہ صرف ان کے اطمینان بخش جواب دیئے بلکہ اور بھی بہت سے سوالات قائم کر کے ان کے جوابات دیئے اس اجتماع کی کامیابی کا اندازہ اس امر سے لگایا جا سکتا ہے کہ عام انتخابات میں ٹوپی میں مسلم لیگ کو ستر فیصد ووٹ ملے تھے (ہفت روزہ افق کراچی ۱۹ تا ۲۵ مارچ ۱۹۷۸ء ص ۹)

محقق جلیل حضرت مولانا محمد اعظم قادری نوشاہی علیہ الرحمہ (۱۳۷۵ھ/۱۹۵۶ء)

قائداعظم کے مخالفین پر تنقید کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

پڑی اپنے دل میں جو یہ ہوس ہائے کانگرس کانگرس
رہا رب نبی نہ دھیان میں بنے آپ گاندھی جو ہو بہو

ایسا ہی یک فارسی شعر ہے:

من از ذکر قرآن چہ اندو ختم
چہ اورد گاندھی نیا مو ختم

(محمد عبدالحکیم شرف قادری، مولانا: تذکرہ اکابر اہلسنت مطبوعہ لاہور ۲۰۰۰ء ص ۴۳۴-۴۳۵ فیوض نوشاہیہ حصہ اول از صاحبزادہ نعیم اختر قمر مجددی مطبوعہ لاہور ۲۰۰۵ء ص 63 بے مثل بشر از مولانا محمد اعظم، شریف احمد شرافت نوشاہی ص ۱۱، مولانا: شریف التواریخ جلد سوم حصہ ہفتم مطبوعہ ساہن پال شریف ۱۹۸۴ء ص ۲۹۵)

حضرت پیر سید جماعت علیشاہ محدث علی پوری (۱۳۷۰ھ/1951) نے ۱۹۳۶ء میں جب قائداعظم نے مسلم لیگ کی تنظیم نو کا بیڑا اٹھایا تو برصغیر میں سب سے پہلے قائداعظم کو اپنے مکمل اور بھرپور تعاون کا یقین دلایا تھا آپ اس وقت حیدر آباد دکن (انڈیا) میں مقیم تھے وہاں سے قائداعظم کے ایک ہمدردانہ و ہمت افزا پرخلوص خط مع تبرکات بمبئی کے ایڈریس پر ارسال کرتے ہوئے تحریر فرمایا: قوم نے مجھے امیر ملت مقرر کیا ہے اور پاکستان کے لیے جو کوشش آپ کر رہے ہیں وہ میرا کام تھا لیکن میں سو سال کے قریب عمر کا ضعیف و ناتواں ہوں یہ بوجھ آپ پر آن پڑا ہے میں آپ کی مدد کرنا فرض تصور کرتا ہوں میں اور میرے متوسلین آپ کے معاون و مددگار رہیں گے آپ مطمئن رہیں ۲۲ اپریل ۱۹۳۸ء کو جامع مسجد کلاں میانہ پورسیال کوٹ میں ارشاد فرمایا مسلمانو! آج ایک جھنڈا اسلامی ہے دوسرا کفر کا تم کس جھنڈے کے سائے میں رہو گے: سب نے متفقہ آواز سے کہا اسلام کے جھنڈے کے سائے میں پھر آپ نے کلمہ شہادت پڑھوا کر حاضرین سے وعدہ لیا اور سب حاضرین نے یک زبان ہو کر ہاتھ بلند کر کے کہا کہ ہم کفر کے جھنڈے کے نیچے جا کر ان میں ہرگز شامل نہ ہوں گے بلکہ اس سے شامل ہونے والوں کے ساتھ کسی قسم کا برتاؤ نہ رکھیں گے نہ ان کی نماز جنازہ پڑھیں گے اور نہ ان کو اپنے قبرستان میں مرنے کے بعد دفن کریں گے......اس کے بعد جوں جوں قائداعظم کی زیر قیادت مسلم لیگ کی خدمات منظر عام پر آتی گئیں حضرت امیر ملت کی توجہ مبارک زیادہ سے زیادہ اس طرف مبذول ہوتی گئی 23 مارچ 1940ء کو اقبال پارک لاہور میں آل انڈیا مسلم لیگ کا اجلاس قرارداد لاہور منعقد ہوئی تو حضرت امیر ملت نے آل انڈیا سنی کانفرنس کی نمائندگی کے لیے پیر صاحب مانکی شریف مولانا عبدالحامد بدایونی مولانا عبدالغفور ہزاروں ثم وزیر آبادی پیر عبداللطیف زکوڑی شریف کو بھیجا جبکہ مجاہد ملت مولانا عبدالستار خان نیازی اس وقت نوجوانوں کی نمائندگی کر رہے تھے یہ سب حضرات مسلم لیگ کے باقاعدہ مبلغ اور جانثار تھے اس موقع پر حضرت امیر ملت نے ایک بیان جاری فرمایا: مسلم لیگ ہی ایک اسلامی جماعت ہے مسلمانو! سب اس میں شامل ہو جاؤ اگر اس میں شامل نہ ہو گے تو اور کون سی جماعت ہے جو مسلمانوں کی ہمدرد ہو سکتی ہے کانگرس سے اس بات کی توقع رکھنا کہ وہ مسلمانوں کی حمایت کرے گی فضول ہے۔ ۲۶ جولائی ۱۹۴۸ء کو ظہر کے وقت خاکسار کارکن رفیق صابر آف مزنگ لاہور نے مئی میں قائداعظم پر حملہ کیا امیر ملت ان دنوں حیدر آباد دکن میں جلوہ افروز تھے آپ کو بہت رنج ہوا آپ نے ان کی صحت و سلامتی اور درازی عمر و کامیابی مقاصد کے لیے دعا مانگی

دوسرے دن قائداعظم کے نام ہمدردی مزاج برسی کے طور پر ایک مکتوب تحریر فرمایا اس کے ساتھ نادر قلمی نسخہ قرآن مجید ایک مخملی جانماز ایک تسبیح ایک شال ایک زمزمی آب زمزم اور دیگر اشیاء اپنے محبوب خلیفہ حضرت بخشی مصطفی خاں کے ہاتھ قائداعظم کو روانہ فرمائیں۔ چند روز بعد (۱۱۔ اگست ۱۹۴۳ء) قائداعظم کا خط آیا جس میں تحریر تھا جب آپ جیسے بزرگوں کی دعا سے شامل حال ہے تو میں اپنے مقصد میں ابھی کامیاب ہوں اور آپ سے وعدہ کرتا ہوں کہ میری راہ میں کتنی ہی تکلیفیں کیوں نہ آئیں میں اپنے مقصد سے کبھی پیچھے نہ ہٹوں گا...... جب یہ خط امیر ملت کو سنایا گیا تو بہت خوش ہوئے فرمایا میں حیدرآباد دکن میں بیٹھا ہوں اور جناح صاحب بمبئی میں ہیں اتنے بعد مسافت پر انکو میرے مافی الضمیر کی کیسے خبر ہوگئی درآنحالیکہ میں نے اس کا تذکرہ بھی نہیں کیا بے شک جناح تو ولی اللہ ہیں کہ انہوں نے میرے دل کی بات جان لی ہے (تحریک پاکستان اور مشائخ عظام ص۳۶ تا ۴۷ تحریک پاکستان علما مشائخ کا کردار تاریخ سیالکوٹ از اشفاق نیاز مطبوعہ سیالکوٹ ۲۰۰۴ء۔ پندرہ روز رضائے مصطفی گوجرانوالہ ۷ مئی ۱۹۶۸ص ۶ رضائے مصطفی گوجرانوالہ ۲۲اکتوبر ۶۸ء ص ۶۔ ہفت روزہ افق کراچی ۲۵ تا ۳۱ دسمبر ۷۸ء ص ۹)

مولانا شاہ محمد عارف اللہ قادری (۱۳۹۹ھ/ ۱۹۷۹) یونہی بابائے قوم کے رفیق اور معتمد نواب محمد اسماعیل خاں میرٹھی نے میرٹھ میں مسلم لیگ کی تنظیم نو کی تو اس میں شامل ہو گئے اور جذبہ حب الوطنی سے سرشار ہو کر مثالی کردار ادا کیا ضلع میرٹھ میں مسلم لیگ کی شاخیں قائم کیں لیگ کا پیغام گھر گھر پہنچانے کے لیے ۲۵ نومبر ۱۹۴۵ء کو میرٹھ میں سنی کانفرنس کا اہتمام کیا ۱۲ دسمبر ۱۹۴۵ء میں مسلم لیگ کی حمایت میں ایک عظیم الشان کانفرنس کی صدارت کرتے ہوئے ممبئی میں فرمایا ہندو مسلم اتحاد ناممکن ہے ہم ایسا علیحدہ وطن چاہتے ہیں جہان آئین شریعت کے مطابق فقہی اصولوں پر حکومت قائم ہو اور ہم اسلامی طرز زندگی بسر کر سکیں نواب محمد اسماعیل خاں صدر مسلم لیگ یو۔ پی کے زیر قیادت شہری مسلم لیگ پولیٹیکل کانفرنس میرٹھ منعقدہ ۳۱ دسمبر ۱۹۴۵ء یکم تا ۲ جنوری ۱۹۴۶ء میں مجلس استقبالیہ کے صدر کی حیثیت سے آپ نے جو خطبہ دیا وہ تاریخی اہمیت کا حامل ہے (ماہنامہ معارف رضا کراچی جولائی ۲۰۰۷ ص ۱۹ نوائے وقت ۱۰ اکتوبر ۱۹۹۱ء افق کراچی (ہفت روزہ) ۲۱ مارچ تا یکم اپریل ۱۹۷۹ ص ۴)

حضرت علامہ مفتی محمد برہان الحق جبل پوری (۱۴۰۵ھ/ ۱۹۸۴) نے تعمیر پاکستان میں جو نمایاں حصہ لیا اور مسٹر جناح کے مشن کو تقویت دینے کے لیے صوبہ پنجاب صوبہ سرحد اور صوبہ سندھ کا پورا دورہ کیا اس سلسلے میں جو آپ نے تقریریں کیں وہ ایک علیحدہ موضوع ہے جو بعونہ تعالیٰ قلمبند ہے مگر فقیر اپنی شہرت کا نہ کبھی طالب ہوا نہ اس کی اشاعت ضروری سمجھی مسٹر جناح کے ایک شکریہ کا خط بھی محفوظ ہے اللہ تعالیٰ میری کوششوں کو قبول فرمائے اور پاکستان کو ہر قسم کے شر و فساد اور پریشانی سے محفوظ رکھے (اکرام احمد رضا از مفتی محمد برہان الحق جبل پوری ترتیب وتحشیہ پروفیسر محمد مسعود احمد مطبوعہ مرکزی مجلس رضا لاہور ۱۹۸۱ء ص ۱۱۸ جملہ المظہر کراچی مئی ۲۰۱۳ء ص ۲۸۔۲۹)

امام احمد رضا خان محدث بریلوی علیہ الرحمہ کے مرید تلمیذ اور خلیفہ حضرت مفتی برہان الحق جبلپوری علیہ الرحمہ فرماتے ہیں مشیت ایزدی جو فیصلے کرتی ہے وہ اٹل ہوتے ہیں اور اس طرح کہ آثار و اسباب شروع ہو جاتے ہیں چنانچہ ایک مرتبہ میں اور دوسرے رفقائے تحریک دہلی میں ایک اجلاس کے موقع پر جمع تھے اس نشست میں گفتگو اس موقع پر آگئی کہ اگر مسلمانوں کو جداگانہ آزاد مملکت واقعی حاصل ہو گئی تو اس کا نام کیا ہونا چاہیے۔ تجاویز آنا شروع ہو گئیں ایک صاحب نے کہا اسلامستان دوسری تجویز پیش کی گئی۔ جناحستان ایک اور معزز رکن نے مشورہ دیا کہ مجوزہ مملکت کا نام اسلام آباد رکھنا مناسب ہوگا جبکہ اس کا ایک اور نام جناح آباد بھی تجویز کیا گیا اس موقع پر میرے منہ سے اچانک نکلا کہ اس کا نام پاکستان رکھا جائے مولانا برہان الحق نے مزید فرمایا کہ یہ لفظ میرے ذہن میں خود بخود آ گیا تھا کسی تجویز یا تصور سے مستعار نہ تھا (ہفت روزہ اخبار جہاں کراچی انٹرویو ۱۶۔ ۲۲ مئی ۱۹۸۳ ص ۱۵۔ معارف رضا کراچی دسمبر ۲۰۱۵ ص ۱۸)

سیف الاسلام مولانا منور حسین نے اپنے مکتوب مؤرخہ ۱۹۶۵ء میں تحریر فرمایا تھا کہ قائداعظم نے ایک بار بڑے فخر سے ان کے سامنے فرمایا تھا کہ خدا تعالیٰ مسلم لیگ میں تازہ روح پھونکنے کے لیے ایک ولی (حضرت مفتی اعظم شاہ محمد مظہر اللہ دہلوی علیہ الرحمہ) کو آمادہ کر دیا (مجلہ المظہر کراچی جون ۲۰۱۴ ص ۲۱)

حکیم مولانا غلام محمد ترنم امرتسری (المتولد ۱۹۰۰ء المتوفی ۱۹۵۹ء) تحریک پاکستان کے ایک سچے اور مخلص مجاہد تھے ۱۹۳۵ء سے مولانا موصوف اس تحریک میں شامل ہوئے مشرقی پنجاب میں آپ اور سید بوٹے شاہ صاحب اوران نے جو کارہائے نمایاں انجام دیئے وہ کسی تعارف کے محتاج نہیں ان بزرگوں نے جن دنوں دو قومی نظریہ کا علم بلند کیا ان دنوں پنجاب اور خصوصاً امرتسر کانگرس علماء اور نیشلسٹ مسلمانوں کا مرکزی بنا ہوا تھا ڈاکٹر محمد عالم سید عطاء اللہ شاہ بخاری اور ڈاکٹر سیف اللہ کچلو اس مسلم کش تحریک کے بانی تھے اور قریہ قریہ لوگ سکھوں اور ہندوؤں کے مبلغین اور کانگرسی لیڈروں کے ساتھ جا کر مسلمانوں کو گمراہ کرنے میں اپنی پوری قوت صرف کر رہے تھے ان کے سحر سامری کو ختم کرنے والے یہ دو ہی بزرگ تھے۔ ۱۹۴۳ء قصبہ بھوماوڈالہ ضلع امرتسر میں شب برات کے روز بہت بڑا جلسہ ہوا جس میں مولانا غلام محمد ترنم اور حضرت پیر سید بوٹے شاہ صاحب نے شرکت کی ان دونوں بزرگوں نے جلسہ سے خطاب کرتے ہوئے علاقہ کے مسلمانوں سے تین بار حلف لیا کہ ہم نیشنلسٹ اور کانگرسی علماء کی پاکستان دشمنی تحریک میں شامل نہیں ہوں گے تھوڑے ہی عرصہ میں ان بزرگوں کی جدوجہد کامیاب ہوئی اور دیکھتے ہی دیکھتے مشرقی پنجاب میں تمام مسلمان کانگرس سے قطع تعلق کر کے مسلم لیگ میں شامل ہو گئے............ ان بزرگ ہستیوں کا جہاں جہاں قدم مبارک پڑا اس کے بعد کانگرسی یا دوسری نیم کانگرس جماعتوں کا جلسہ کامیاب نہ ہوا انہی جگہوں پر جہاں کانگرسی لیڈروں کو گلے میں ہار ڈالے جاتے تھے وہاں پتھر پڑتے دیکھے ۱۹۴۶ء کی بنارس کانفرنس کے بعد حضرت پیر سید جماعت علیشاہ کی قیادت میں انہی بزرگ انہوں نے پوری پنجاب کا

ہنگامی دورہ کیا ان میں حضرت مولانا غلام محمد ترنم بھی شامل تھے اس کے بعد یہ بزرگ صوبہ سرحد میں تشریف لے گئے وہاں کانگرس اور خدائی خدمتگاروں کا گھمنڈ خاک میں ملا کر رکھ دیا وہاں حضرت مولانا عبدالحامد بدایونی اور پیر صاحب مانکی شریف بھی اس گروپ میں شامل ہو گئے یہاں قائداعظم کی ناامیدی کو ان نورانی ہستیوں کے قدم مبارک نے شاندار فتح سے ہمکنار کیا (سات ستارے از شمس الاطباء حکیم محمد حسین بدر مطبوعہ کنز الایمان سوسائٹی میر پور آزاد کشمیر ۲۰۰۶ ص ۹۹۔۱۰۰۔نوائے وقت ۲۲ مئی ۱۹۹۸ء نوائے وقت ۱۴ اگست ۱۹۹۱ء ص ۱۱ تحریک آزادی میں علمائے اہلسنت کا کردار از مولانا محمد شہزاد ترابی مطبوعہ مدرسہ ضیاء کراچی 2007 ص 14، 15، نوائے وقت سنڈے 15 اپریل 2009 ص 23)

حضرت علامہ مولانا محمد حسین سیالوی (ب ۱۳۱۰ھ ۔ ۱۸۹۳ء م ۱۳۴۵ھ ۔ ۱۹۲۷ء) جیل میں تھے رمضان شریف آ گیا قیدیوں نے کہا اگر باہر ہوتے تو قرآن مجید کو تراویح میں سنتے یہاں ناممکن ہے۔مولانا نے فرمایا میں سناؤں گا چنانچہ دن کو ایک دو یا تین مرتبہ سوا سپارہ منزل دیکھ لیتے رات کو نماز تراویح میں سنا دیتے پیچھے حافظ بھی ہوتے تھے خدا جانتا ہے ایک غلطی تک نہ ہوئی (حاجی محمد مرید احمد چشتی: فوز المقال فی خلفاء پیر سیال جلد سوم مطبوعہ جہلم ۲۰۰۵ ص ۱۲۵ ماہنامہ ضیائے حرم اسلام آباد ستمبر ۲۰۱۸ ص ۶۵۔۶۶)

حضرت علامہ مولانا محمد حسین سیالوی فرمایا کرتے تھے جیل میں میں نے ہمیشہ اپنا بانڑ خود بٹا اور نو چھٹانک بٹا اور سوا دو سال بٹا اور جیل کی روٹی حلال کی سبحان اللہ سبحان اللہ آپ کے رفیق السجن حکیم ملک علی محمد خان مختصر دہلوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ایک دفعہ ہم نے جیل میں خوراک اچھی نہ ملنے ہڑتال کر دی حضرت استاذی مولانا محمد حسین سیالوی سخت ناراض ہو گئے کہ تم جیل کاٹنے آئے ہو کہ روٹیاں توڑنے کے لیے آئے ہو تم قیدی ہو قید ہو کر رہو (فوز المقال فی خلفاء پیر سیال ص ۱۲۷)

حضرت پیر و فیسر حافظ احمد بخش رقمطراز ہیں میرے بزرگ خود اس بات کے عینی شاہد ہیں کہ رتوکالا کے مولوی کامل دین جو دیوبندی مکتب فکر کے عالم تھے اور عوام کی صفوں میں خاصے مؤثر تھے انہوں نے للیانی کے اس وفد سے کہا جو ان سے پوچھنے گیا تھا کہ مسلم لیگ کو ووٹ دینے کے بارے میں کیا خیال ہے انہوں نے کہا مسلم لیگ مسلمانوں کی کوئی نمائندہ جماعت نہیں ہے آپ بے شک خضر حیات ٹوانہ کی یونی نسٹ پارٹی کو ووٹ دیں ہمارے جیسا پگڑا باندھتا ہے کل ہمارے کام آئے گا یہ جناح کراچی کا رہنے والا ہے اسے دین کا کچھ علم نہیں مولوی کامل دین کی اس گفتگو کی بنیاد پر للیانی کے مذہبی گھرانوں نے بھی ووٹ مسلم لیگ کی بجائے یونی نسٹ پارٹی کو دیئے حاجی محمد موسیٰ ساکن للیانی فرمایا کرتے تھے کہ میں نے اس گناہ کی معافی اللہ تعالیٰ کے حرم کعبہ میں پہنچ کر مانگی تھی اور غلاف کعبہ کو پکڑ کر اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں التجا کی تھی کہ اللہ بعض لوگوں کی غلط رہنمائی کی وجہ سے یہ غلطی کی تو اس کی معافی عطا فرما پھر اس سچی توبہ کے بعد دل کو سکون نصیب ہوا ان حالات کے تناظر میں دیکھیں تو

مشائخ عظام اور علمائے کرام اہلسنت کا گروہ وہ ہے جنہوں نے محض تحریک آزادی کے لیے انہیں بلکہ تحریک پاکستان کے لیے مسلم لیگ کی بھرپور حمایت کی اور مسلم لیگی لیڈروں کے شانہ بشانہ پورے ہندوستان میں اپنا پیغام پہنچایا انہی جلیل القدر ہستیوں میں غازی اسلام حضرت پیر محمد شاہ بھیروی کا شمار بھی ہوتا ہے آپ نے مولوی کامل دین جیسے کانگرسی ذہن والے علماء اور دیگر نام نہاد مسلمانوں لیڈروں کے پروپیگنڈہ کو زائل کرنے کے لیے بے شمار علاقوں کا دورہ کیا کہ وہ مسلم لیگ کے جھنڈے تلے جمع ہو کر یک جہتی کا ثبوت دیں اور مسلمانوں کی قوت میں اضافہ کریں (فوز المقال نے خلفاء پیر سیال ص ۶۴۶ ۔ ۶۴۷)

موضع للیانی کے متعدد افراد نے رادیت کی کہ ہمارے گاؤں میں حضرت پیر محمد شاہ امیر جند اللہ کا مرید احمد ماچھی تھا جب غازی اسلام نے مسلم لیگ کو ووٹ دینے کا حکم فرمایا تو احمد ماچھی نے اعلان کر دیا کہ میں مسلم لیگ کو ووٹ دوں گا اور جھنڈے پر باندھ کر دوں گا کیونکہ مجھے پیر و مرشد کا حکم ہے گاؤں کے زمینداروں نے اُس وقت یونی نسٹ پارٹی کا ساتھ دے رہے تھے احمد ماچھی کو ایسا کرنے سے روکا جب وہ نہ رکا تو انہوں نے اس کا تنور بند کر دیا بالفاظ دیگر معاشی لحاظ سے اس کا بائیکاٹ کر دیا احمد نے اعلان کیا آپ مجھے گاؤں رہنے دیں یا نہ رہنے دیں میں جو وعدہ کر چکا ہوں اس پر کاربند رہوں گا سارے گاؤں نے دیکھا احمد نے اپنا وعدہ اچھا کیا جو مخالفت کرنے والے تھے انہیں منہ کی کھانا پڑی (فوز المقال فی خلفاء پیر سیال ص ۴۴۷)

حضرت خواجہ سید غلام فرید شاہ (۱۴۰۷ھ/ ۱۹۸۸ء) بھی اسی قافلہ حریت کے ایک عظیم فرد آپ کے محمد نصیر الدین چٹھہ مرحوم ساکن احمد نگر سے قریبی دوستانہ مراسم تھے چٹھہ مرحوم سے مل کر مسلم لیگ کے لیے بے حد کام کیا حضور شیخ الاسلام خواجہ محمد قمر الدین سیالوی علیہ الرحمہ کے ارشاد پر اپنے مریدین میں دورہ کر کے مسلم لیگ کے لیے راہ ہموار کی بھابڑہ میں کئی روز قیام کر کے مسلم لیگی امیدوار کو کامیاب کرایا۔ (فوز القاص 474)

حضرت شیخ نور محمد چشتی گجراتی (۱۴۰۹ھ/ ۱۹۸۹ء) نے جامع مسجد چوہدریاں ڈنگہ کے امام کی عدم موجودگی میں امامت و خطابت کے فرائض انجام دیئے اور وہاں مسلم لیگ کا پرائمری یونٹ قائم کیا جبکہ سابقہ امام خطیب کی سیاسی وابستگی کانگرس کے ساتھ تھی تحریک سول نافرمانی میں بھرپور حصہ لیا اور اس کی پاداش میں تین ماہ ڈنگہ جیل میں گزارے تحریک پاکستان کے سلسلہ میں ریلوے اسٹیشن ڈنگہ میں تقریر کی ہندو احباب استفسار کرتے کہ آپ کا پاکستان کہاں ہے جب پاکستان معرض وجود میں آیا تو آپ نے اپنے احباب سے فرمایا یہ ہے پاکستان ۱۹۴۶ء کے انتخابات میں چوہدری غلام رسول جو کالیاں والے کو کامیاب کرایا (فوز المقال فی خلفائے پیر سیال ص)

مولانا نذیر احمد خجندی (۱۸۸۸۔۱۹۴۹ء) نے ۱۹۳۴ء کے بعد مولانا شوکت علی کے ساتھ مسلم لیگ کی تنظیم نو میں زبردست حصہ لیا

تحریک پاکستان میں آل انڈیا سنی کانفرنس نے بڑا نمایاں کردار ادا کیا اس کے متعدد اجلاسوں کے ذریعے جن ہزاروں جلیل القدر علمائے اہلسنت نے قیام پاکستان کے لیے راہ ہموار کی انہیں میں مبلغ اسلام حضرت مولانا شاہ احمد مختار صدیقی حضرت علامہ شاہ عبدالعلیم صدیقی حضرت علامہ نذیر احمد خجندی اور حضرت علامہ شاہ احمد نورانی صدیقی بھی شامل ہیں (جب جب تذکرۂ خجندی ہوا از علامہ ندیم احمد ندیم نورانی مطبوعہ کراچی ۲۰۱۴ ص ۲۷۔ رتی جناح از خواجہ رضی حیدر مطبوعہ کراچی ۱۹۹۵ ص ۵۰)

۲۵ دسمبر ۱۹۴۶ء کو قائداعظم کی سترویں سالگرہ کے موقع پر مولانا نذیر احمد خجندی علیہ الرحمہ نے ایک تہنیتی نظم فی البدیہہ کہہ کر بمبئی کے ایک جلسے میں جو قائداعظم کی سالگرہ کی خوشی میں منعقد کیا گیا تھا پڑھی نظم کے چند اشعار درج ذیل ہیں:

نمایاں کر کے آزادی کی رخصت قائداعظم
مٹا دیں گے غلامی کی یہ ذلت قائداعظم
یہ وہ خادم ہیں جو مخدوم کہلانے کے قابل ہیں
ہمیشہ قوم کی کرتے ہیں خدمت قائداعظم
اک مخلص کے دل سے یہ صدا اٹھتی ہے ہر لحظہ
سراپا ہیں محبت ہی محبت قائداعظم

(رتی جناح از خواجہ رضی حیدر مطبوعہ کراچی ۱۹۹۵ء ص ۵۰)

حضرت علامہ پیر محمد شفیع قادری آف ڈھوڈا شریف (ب ۱۹۲۲) چونکہ اپنے سلف صالحین کے صحیح نمائندہ تھے اس لیے آپ نے ہر موقع پر مملکت خداداد پاکستان کی بھرپور تائید و حمایت فرمائی آزادی ہند سے لے کر بحالئی مہاجرین تک خصوصی دلچسپی لی (انوار قاسم از عبدالحق ظفر چشتی مطبوعہ لاہور ۲۰۰۹ء ص ۲۲۴ گجرات تاریخ کے آئینے میں از ایم زمان کھوکھر ایڈووکیٹ مطبوعہ گجرات ۱۹۹۶ ص ۲۶۲)

مولانا امام الدین رائے پوری (۱۸۶۷۔ ۱۹۵۴ء) نے تحریک پاکستان کے دوران ضلع سیالکوٹ میں آل انڈیا مسلم لیگ کی حمایت میں جلسے کیے اور قیام پاکستان کے بعد بھارت سے آنے والے مہاجرین کی آبادکاری کے لیے شب و روز کام کیا۔ (محمد عبدالحکیم شرف قادری مرتب تذکرہ اکابر اہلسنت لاہور ۱۹۷۶ء محمد صادق قصوری: امیر ملت اور ان کے خلفاء سیالکوٹ ۱۹۸۳ء اختر راہی تذکرہ علمائے پنجاب جلد اول لاہور ۱۹۸۰ء تذکرہ فقیہ اعظم از پروفیسر مجیب احمد مکتبہ اشرفیہ مرید کے شیخوپورہ ۱۹۹۴ء ص ۳۸)

مولانا ابوالنور محمد بشیر (۱۹۱۳۔ ۲۰۰۷ء) دوسرے علمائے اہلسنت کے ہمراہ تحریک پاکستان میں بھی سرگرم عمل رہے آپ نے کئی علاقوں کے دورے کئے اور پاکستان کے حق میں رائے عامہ کو ہموار اور منظم کیا آپ نے آل انڈیا سنی کانفرنس کے زیر اہتمام منعقدہ تاریخی بنارس

سنی کانفرنس میں شرکت کی تحریک پاکستان کے دوران آپ کا مندرجہ ذیل شعر زبان زد عام تھا۔

پاک اللہ پاک احمد پاک جسم و جان ہو
کیوں نہ رہنے کے لیے بھی پاکستان ہو

فرمایا قائد اعظم مسلمانوں کے لیے خدائی عطیہ ہیں ان کے دامن کو مضبوطی سے پکڑلو اور ہندو کانگرس کا ہر محاذ پر ڈٹ کر مقابلہ کرو انشاء اللہ کامیابی مسلم لیگ کی ہوگی اور پاکستان بن کر رہے گا (ولی مظہر ایڈووکیٹ: عظیم تحریک جلد دوم ص ۸۸۵ حکیم اہلسنت اور تحریک پاکستان از جلال الدین ڈیردی مطبوعہ لاہور ۲۰۰۰ء ص ۸۵)

شیخ القرآن مولانا ابوالیاس حافظ محمد امام الدین قادری رضوی (۱۹۶۱ء) بن حافظ عبدالرحمن نقشبندی برادر اصغر مولانا محمد عبداللہ قادری اور فقیہ اعظم مولانا ابو یوسف محمد شریف تمام تر دینی تبلیغی و علمی مصروفیات کے باوجود سماجی اور رفاہی کاموں میں بھی بڑھ چڑھ کر حصہ لیتے تھے تحریک پاکستان کے آخری دور میں دیگر علمائے اہلسنت کے ہمراہ آپ نے قیام پاکستان میں بھرپور کردار ادا کیا (ماہنامہ جہان رضا لاہور جلد نمبر ۸ شمارہ نمبر ۸۲ نومبر ۱۹۹۹ء ص ۶۲)

حضرت علامہ مفتی محمد حسین نعیمی (۱۹۲۳ء-۱۹۹۸ء) نے جوانی کے ایام میں تحریک پاکستان میں حصہ لیا۔ مسلمانوں کے لیے علیحدہ وطن کے مطالبے میں پیش پیش رہے۔ پاکستان بننے کے بعد اسے مضبوط اور توانا بنانے میں لگے رہے اس کی نظریاتی بنیادوں کو مضبوط کرتے رہے اسے اسلامی مملکت بنانے کے لیے تگ ودو کرتے رہے (ذکر گلے از نعیم از عبدالحق ظفر چشتی مطبوعہ لاہور ۱۹۹۸ء ص ۶۹)

حاجی محمد سرفراز خان ہزاروی (۱۹۰۹ء-۱۹۸۴ء) تحریک پاکستان کے دوران مسلم لیگ کی سرگرمیوں میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیتے رہے اور اپنی قائدانہ صلاحیتوں کی بنیاد پر اعلیٰ قیادت میں باوقار حیثیت سے پہچان قائم کی حاجی محمد سرفراز جو کہ اپنے زمانہ طالب علمی ہی سے بے باک مقرر تھے اور حالات حاضرہ پر بھی گہری نظر رکھتے تھے ستم رسیدہ مسلمانوں کے حقوق کی جدوجہد اور مسلم لیگ کی سرگرمیوں سے علیحدہ نہ رکھ سکے لارڈ اسے کے مکتوب میں آپ کی آل انڈیا مسلم لیگ کی سرگرمیوں میں عملی طور پر شمولیت کا پتہ چلتا ہے اور یہ کہ آپ نے مسلم لیگ کے پٹنہ اجلاس میں بھی شرکت کی تھی (حصہ ۶ ص ۲۳) ۱۹۲۷ء میں آپ کمپٹرولر آف صوبہ سرحد پشاور میں سپرنٹنڈنٹ کے فرائض سرانجام دے رہے تھے کہ کام کی زیادتی کی وجہ سے جب آپ نے بانی پاکستان سے استعفیٰ کی اجازت طلب کی تو انہوں نے یہ کہ کر آپ کا استعفیٰ نامنظور کیا کہ صوبہ سرحد میں ان سے بہتر پوری لیگ میں انہیں کوئی آدمی میسر نہیں ہے مزید آپ کو یہ مشورہ دیا کہ آپ پورے صوبے میں لیگ کے پرائمری اور ڈویژن کی سطح پر لیگ دفاتر قائم کریں خط مذکورہ کا عکس اگلے صفحہ پر ملاحظہ فرمائیں اس طرح آپ اپنے تئیس برصغیر کے مسلمانوں کی خدمت کرتے رہے

اور قومی یکجہتی کے فلسفہ کو عام کرتے رہے۔ (حیات سرفراز از پروفیسر محمد وسیم مطبوعہ فہد پبلشرز لاہور ۲۰۰۰ء ص ۵۱۔۵۲)

حضرت پیر سید محمد اسماعیل شاہ جیلانی قمیصی قادری (۱۸۹۹۔۱۹۷۸ء) تحریک پاکستان کے ذکر پر جذباتی ہو جاتے کیسی لگن تھی کیا جذبہ تھا کیسی محبت تھی یہ جانتے ہوئے بھی کہ میوات جسے "فرانسس فکرانی پاکستان ان انڈیا" کہتا ہے وہ پاکستان میں شامل نہیں ہوگا اور یوں ایک بار پھر ہجرت کرنے پڑے گی آپ نے شب و روز تحریک پاکستان کے لیے کام کیا تحریک پاکستان کے ایسے شیدائی کہ جلسے جلسوں کے ہنگاموں میں رات گئے تک گھر آئے ہندوؤں کے خلاف لڑائی کے مقابلے میں شرکت کرتے (وقار الاولیاء از پروفیسر ڈاکٹر سید نازش جیلانی نقوی قمیصی قادری لاہور ۱۹۹۵ء ص ۳۱۸)

الشیخ حکیم میاں عبدالغفور عرشی قادری فاضلی (۱۹۱۵ء۔ ۱۹۶۸ء) نے تحریک پاکستان میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیا نندہ چور مسلم لیگ ورکنگ کمیٹی کے صدر بھی رہے ۱۹۴۷ء میں تقسیم ملک کے بعد پاکستان تشریف لائے (قار الاولیاء ص ۴۱۸۔۴۱۹)

مولوی محمد امین خوشابی (۱۸۷۲۔ ۱۹۴۴ء) کچھ عرصہ نواب خضر حیات ٹوانہ کے لیے اتالیق رہے پھر شملہ چلے گئے وہاں مسلم لیگ کے صدر بنا دیئے گئے ۲۸ اگست ۱۹۳۸ء میں جب قائداعظم شملہ تشریف لے گئے تو مولوی محمد امین نے منظوم سپاس نامہ پیش کیا (نعت گویان سرگودھا از شاکر کنڈان سرگودھا ۲۰۰۶ء ص ۶۷)

مولانا محمد شریف اخگر سرحدی (۱۹۱۴۔۱۹۹۱ء) نے تحریک آزادی وطن میں سرگرم حصہ لیا اور دار و رسن کی آزمائشوں سے گزرے (نعت گویان سرگودھا ص ۱۶۷)

مولانا حامد علیخان (۱۹۰۶ء۔ ۱۹۸۰ء) نے تحریک پاکستان اور تحریک ختم نبوت میں سرگرمی سے حصہ لیا (تاریخ و تمدن ملتان از اخلاق احمد قادری ملتان ۲۰۱۱ ص ۳۰۵)

حضرت مولانا صاحبزادہ سید افتخار الحسن شاہ فیصل آبادی (۱۹۲۵۔ ۱۹۹۲ء) مطالبہ پاکستان کے حق میں جناب قبلہ صاحبزدہ صاحب نے اپنی پہلی تقریر مسلم انسٹیٹیوٹ ہال کلکتہ میں کی جہاں آپ نے نہرو پٹیل اور راجکو پال اچاریہ کے اس مؤقف کا پردہ چاک کیا کہ ہندوستان کے تمام علماء قیام پاکستان کے مخالف ہیں آپ نے پوری قوم کی بھرپور نمائندگی کی جب ہندوستان میں ۱۹۴۶ء کے فیصلہ کن انتخابات منعقد ہوئے تو یہی وقت تھا سب برصغیر کے مسلمانوں کو اپنا الگ تشخص منوانا تھا یہ انتخابات مسلمانوں کی زندگی اور موت کا مسئلہ بن چکے تھے ان انتخابات کے دوران مسلم لیگ سانگلہ ہل نے صاحبزادہ صاحب کو آفس سیکرٹری رکھ لیا کچھ عرصہ وہاں آپ نے دن رات مسلم لیگ کے لیے کام لیا پھر چوہدری محمد حسین چٹھہ نے پیغام بھیجا کہ شاہ صاحب کو اس کے حلقہ انتخاب میں بھیج دیا جائے وہاں کچھ عرصہ کام کرنے کے بعد نواب آف

ممدوٹ افتخار حسین نے آپ کو بلالیا آپ نے مسلم لیگ کے حق میں اس انداز سے تقریریں کیں کہ ہر سیاسی قائد آپ کی خدمات حاصل کرنا چاہتا تھا وہاں سے آپ کو مرکزی دفتر سے حکم ملا کہ میاں افتخار الدین کے حلقہ انتخاب میں ضلع قصور چلے جائیں آپ نے ضلع قصور میں میاں افتخار الدین کے جلسوں کو کامیاب بنانے کے لیے انتہائی جانفشانی سے محنت کی تمام سیاسی قائدین آپ کی مدلل اور ولولہ انگیز تقریروں سے انتہائی متاثر تھے اس انتخابی حلقہ میں آپ نے ایک بڑا کارنامہ سرانجام دیا جس نے میاں افتخار الدین کی کامیابی کو یقینی بنادیا ضلع قصور میں سکھوں کے ایک گاؤں کا ذیلدار سردار سیورن سنگھ تھا۔ پریت نگر والے اور پریت لڑی رسالہ کے مالک سردار گوربخش سنگھ اس خاندان سے تعلق رکھتے تھے تمام کسان کمیٹی کے ممبر پکے کمیونسٹ تھے یہ گاؤں مسلم لیگ کے خلاف ایک مضبوط قلعہ تصور کیا جاتا تھا جناب شاہ صاحب نے گاؤں کے ذیلدار سردار سیورن سنگھ کو مسلم لیگ کا پیغام پہنچایا آپ نے قرآنی آیات کے حوالے بھی پیش کئے جن میں کثرت مال اور ارتکاز دولت سے ممانعت فرمائی گئی ہے۔ سردار سیورن سنگھ یہ سن کر انتہائی متاثر ہوا اور کہنے لگا کہ کیا یہی مسلم لیگ اور آپ کے مذہب کا پیغام ہے جناب شاہ صاحب نے مزید روشنی ڈالی تو وہ قائل ہو گیا۔ تمام گاؤں نے مسلم لیگ کے حق میں ووٹ دیئے۔ (ماہنامہ درویش لاہور جون ۱۹۹۶ ص ۵۳، ماہنامہ عقیدت حیدر آباد مارچ ۲۰۰۵ء ص ۵۴، ماہنامہ افق کراچی فروری 2009ء ص 24)

خواجہ محمد حسین محرم شاہ نظامی (۱۹۰۴ء۔ ۱۹۹۸ء) کے مرشد گرامی حضرت خواجہ حسن نظامی مسلمانوں میں سیاسی شعور اجاگر کرنے کی بھرپور کوشش کی اس ضمن میں انہوں نے بے شمار مضامین تحریر کیے اور ساتھ ہی لاہور میں حالات سے باخبر رہنے کے لیے پاک دل محرم شاہ نظامی صاحب کے ساتھ مسلسل خط وکتابت کا سلسلہ بھی جاری رکھا اور اس بارے میں اپنے پیارے اور محبوب مرید وخلیفہ کو مسلسل اپنی کمانڈ میں رکھا۔ اس سلسلے کی ایک کڑی کے طور پر انہوں نے پاکستان کی آزادی سے متعلق ایک مضمون لکھا جس میں انہوں نے برصغیر پاک و ہند کے مسلمانوں کے لیے مسلح مدافعت کی تجویز پیش کی اور کہا کہ آگے چل کر انہیں ہر قدم پر اپنی حفاظت کے لیے اسلحہ کی ضرورت پیش آئے گی اس لیے ضروری ہے کہ ہر مسلمان اپنی حفاظت کے پیش نظر اپنے پاس ضروری اسلحہ رکھے جناب پاک دل محرم شاہ نظامی صاحب نے اپنے شیخ کے اس فرمان کو اپنا مشن بنالیا سو انہوں نے اس مشن کی تکمیل کو اپنا اولین فریضہ جانتے ہوئے تحریک پاکستان کے ایک مرد مجاہد کی حیثیت سے بقول علامہ ''رزم حق و باطل ہو تو فولاد ہے مومن'' کے مصداق اس مضمون کو پورے پنجاب کے مسلمانوں میں ان کی بقا اور حفاظت کے تحت نہ صرف پھیلا دیا بلکہ اس مقصد کو پایۂ تکمیل تک پہنچانے کے لیے انہوں نے اس مضمون کی تائید میں کئی اشتہارات اور پمفلٹ وغیرہ بھی شائع کروائے اور مسلمانوں میں تقسیم کئے تاکہ انہیں آگے پیش آنے والے کٹھن اور کڑے وقت کا احساس دلایا جاسکے ان کی مسلمانوں کے لیے گراں قدر کوششیں ہندوؤں اور انگریزوں کو ایک آنکھ نہ بھائیں اور ایک ہندو تھانیدار نے جناب پاک دل محرم شاہ صاحب کو گرفتار کرلیا مقدمے کی کاروائی وسماعت ایک

انگریز مجسٹریٹ نے کی اور آپ کو ایک سال کی قید کا حکم سنا دیا اس ایک سال کی قید با مشقت کے دوران پر اللہ تعالیٰ کا خاص کرم ہوا اور انہوں نے اس کی دی ہوئی استطاعت سے اپنے سینے کو کتاب اللہ کا گھر بنا لیا اور حافظ قرآن بن گئے آپ نے ساری زندگی حق گوئی کو جہاد کا درجہ دیا (ماہنامہ درویش لاہور دسمبر ۱۹۹۸ءص ۱۷-۱۸)

مولانا حافظ محمد یونس مہاجر مدنی (پ ۱۹۲۴) فرماتے ہیں تیرہ برس کی عمر میں پہلی بار تراویح میں قرآن مجید سنایا...... پھر کوئٹہ میں آ گیا اس زمانے پاکستان کی تحریک زوروں پر تھی میں بھی دیوانہ وار اس قومی تحریک میں شامل ہو گیا کوئی جلسہ یا جلوس ایسا نہ ہوتا جس تحریک میں شامل نہ ہوتا اس زمانے میں حضرت پیر سید جماعت علیشاہ صاحب کوئٹہ میں تشریف لائے میں ان کی خدمت میں حاضر ہو حضرت نے اپنے ساتھ مجھے ناشتہ کرایا پھر مجھ سے سورہ الاعراف سنی اس موقع پر حضرت سے بیعت ہوا دو سال بعد سیالکوٹ واپس آیا تو یہاں بھی تحریک پاکستان کے حوالے سے مسلمانوں کے جوش وخروش کا وہی عالم تھا پاکستان کے حق مین ہر روز جلوس نکلتے پاکستان زندہ باد بن کے رہے گا پاکستان قائد اعظم زندہ باد کے فلک شگاف نعرے لگتے ان دنوں انگریزی پولیس افسر مسلمانوں کے جلوسوں میں خاص طور پر ہندو سپاہیوں کو بھیجتے تھے تا کہ وہ مسلمانوں پر خوب ظلم کریں مسلمان ہندو سپاہیوں کے ہاتھوں لاٹھیاں کھاتے تھے لیکن ان کے جوش وجذبہ میں ذرہ بھر فرق نہ آتا تھا ایک روز میں جلوس میں ایک ہندو سپاہی کے ہتھے چڑھ گیا اس ظالم نے میری کمر پر پے در پے اس قدر لاٹھیاں برسائیں کہ میں بے ہوش ہو کر زمین پر گر گیا میری یہ حالت دیکھ کر مسلمان بھاگے ہوئے آئے اور مجھے زمین سے اٹھا کر گھر پہنچا آئے لیکن جوش وجذبہ کا یہ عالم تھا کہ شدید درد کے باوجود میں اگلے روز پھر جلوس میں شامل ہو گیا انہی دنوں گرفتار بھی ہوا اور ہندو تھانیدار نے دفعہ 309 میں مقدمہ بنا دیا آخر پاکستان بنا تو اس مقدمہ سے رہائی نصیب ہوئی اب کمر میں شدید چوٹ لگنے کے باعث بہت زیادہ تکلیف رہتی تھی والد نے چیک اپ کرایا تو معلوم ہوا کہ ریڑھ کی ہڈی میں شدید ضرب آئی ہے اب میں چلنے پھرنے سے لاچار تھا ڈاکٹر امیر الدین سرجن نے (جو سیالکوٹ میں ہمارے ہمسائے تھے) میو ہسپتال لاہور میں مجھے داخل کر لیا جہاں میرا آپریشن ہوا اور میں دو سال دو ماہ تک ہسپتال میں داخل رہا آخر اللہ تعالیٰ نے خاص کرم فرمایا اور میں چلنے پھرنے کے قابل ہو گیا (ماہنامہ درویش لاہور ستمبر ۲۰۰۰ءص ۲۵-۲۶)

حضرت مولانا ابوالنور محمد صدیق چشتی (۱۸۹۸ء-۱۹۶۱ء) درس وتدریس اور اوراد و وظائف اور عبادت و ریاضت میں منہمک خلوت گزیں بزرگ تھے مگر جب بھی تو ملکی سطح پر اہم موڑ آیا آپ نے ہمیشہ اہل حق کا ساتھ دیا تحریک پاکستان کے موقع پر آپ کے صاحبزادے حضرت فقیہہ اعظم مولانا ابوالخیر محمد نور اللہ نعیمی (۱۹۸۳ء) نے آل انڈیا سنی کانفرنس بنارس) (۲۷ تا ۳۰ اپریل ۱۹۴۶ء) میں شمولیت سے لے کر تحریک پاکستان کو کامیابی سے ہمکنار کرنے ہی بہت نمایاں کردار ادا کیا حضرت باباجی نے ان کی مکمل حوصلہ افزائی کی اور بھرپور تائید فرمائی

اور مسلم لیگی امیدوار کی کامیابی کے لیے اپنا بھرپور اثر ورسوخ استعمال کیا (حضرت بابا جی ابو النور محمد صدیق از صاحبزادہ محمد محب اللہ نوری ۲۰۰۸ء ص ۳۲۔ ۳۳ مشمولہ ماہنامہ۔ نور الحبیب بصیر پور اوکاڑا ستمبر اکتوبر ۲۰۰۸ء)

مولانا عبد القادر آزاد سبحانی (۱۸۸۲۔۱۹۵۷ء) نے تحریک خلافت۔ ترک موالات اور مسلم لیگ میں شامل ہو کر آزادی وطن کے لیے سرگرم حصہ لیا کلکتہ میں جب سیاسی اختلافات کے سبب مسلمانوں کی اکثریت نے مولانا ابو الکلام آزاد کی اقتداء میں نماز عیدین پڑھنے سے انکار کر دیا تو ان کی جگہ مولانا آزاد سبحانی نے دو سال تک امامت وخطابت کے فرائض سرانجام دیے تحریک آزادی میں ہمیشہ پیش پیش رہے آپ کی تقاریر پر تاثیر ہوتی تھیں (اکابر تحریک پاکستان از محمد صادق قصوری مطبوعہ نوری بکڈ پو لاہور ۱۹۷۹ء ص ۳۵ تا ۳۷)

مولانا خلیل آزاد صمدانی (۱۸۹۲ء۔ ۱۹۵۷ء) نے تحریک پاکستان میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیا مسلم لیگ کے پُرجوش بلغ کی حیثیت سے ملک کے طول وعرض میں دورے کئے اور کانگرسیوں احراریوں اور جمیعتوں کے منصوبوں کو خاک میں ملا دیا مولانا شوکت علی اور مولانا عبد الحامد بدایونی کے ساتھ مل کر مسلم لیگ کے پیغام کو جگہ جگہ پہنچایا اور اسی سلسلہ میں ہردوئی (یو۔ پی) کی جیل میں قید وبند کی تکالیف اٹھائیں قیام پاکستان کے وقت آپ کی سکونت ہردوئی (یوپی) میں تھی صوبائی حکومت نے آپ کی گرفتاری کے وارنٹ جاری کر دیئے تو بچ بچا کر تن تنہا راولپنڈی پہنچ گئے (اکابر تحریک پاکستان ص ۹۰ پاکستان اور علمائے کرام از محمد صادق قصوری مطبوعہ مکتبہ زاویہ لاہور ۱۹۹۹ء ص ۲۵۲۔ ۲۵۲ تحریک پاکستان میں علماء ومشائخ کا کردار از قصوری)

حضرت مخدوم سید زین العابدین گیلانی (۱۸۸۵۔۱۹۶۰ء) ملتان میں مسلم لیگ کی تنظیم قائم ہوئی تو آپ ڈسٹرکٹ مسلم لیگ کے صدر منتخب ہوئے آپ نے کانگریسوں احراریوں اور ہندوؤں کا ناطقہ بند کر دیا۔ ۱۹۴۰ء میں آپ قرارداد پاکستان لاہور کے تاریخی اجلاس میں شریک ہوئے اس موقع پر جب قائداعظم کے سامنے آپ کی خدمات کا ذکر کیا گیا تو قائداعظم نے اٹھ کر آپ کو سینے سے لگالیا اور آل انڈیا مسلم لیگ کا رکن نامزد کیا لاہور سے واپسی پر قیام پاکستان کی جدوجہد میں آپ نے مسلم لیگ کی تنظیم نو کے لیے دن رات کام کیا اور ملتان بہت جلد مسلم لیگ کا مضبوط مرکز بن گیا (ہفت روزہ اخبار جہاں کراچی ۲۳۔ اگست ۱۹۶۷ء اکابر تحریک پاکستان ص ۹۴ ہفت روزہ افق کراچی ۸ تا ۱۵ اکتوبر ۱۹۷۹ء ص ۶)

مولانا حکیم شمس الاسلام صدیقی (۱۹۰۵ء۔ ۱۹۷۱ء) تحریک پاکستان کا دور آیا تو آپ نے اپنی تمام ترتوتیں اسی میں صرف کر دیں ضلع رہتک میں مسلم لیگ کی شاخیں قائم کیں جگہ جگہ دورے کر کے عوام کو تحریک کا حامی بنایا ۳۵۔ ۱۹۳۴ء میں رہتک مسلم لیگ کے سیکرٹری رہے بحیثیت سیکرٹری آپ نے جو خدمات انجام دیں ان کا احاطہ ناممکن ہے۔ قیام پاکستان کے بعد ۱۹۴۷ء میں ملتان آگئے اور تین سال انجمن

صدیقیاں کے سیکرٹری رہے (ماثر الاجداد از پروفیسر منظور الحق صدیقی ایم اے مطبوعہ لاہور ۱۹۶۴ء ص ۲۷۱-۳۹۸-اکابر تحریک پاکستان جلد اول ۹۸ تحریک پاکستان میں علماء ومشائخ کا کردار از قصوری)

مولانا عبدالماجد بدایونی (۱۸۸۷ء-۱۹۳۱ء) تحریک آزادی اور انگریز دشمنی میں آپ نے نمایاں کردار ادا کیا جب انگریزی حکومت نے پہلی جنگ عظیم کے بعد جشن صلح منانے کا اعلان کیا تو مولانا نے نہایت جرات کے ساتھ اعلان فرمایا کہ جشن صلح دراصل صلح کا نہیں بلکہ ترکوں پر فتح پانے کی خوشی ہے یہی نہیں بلکہ حکومت برطانیہ نے اپنے سابقہ عہد ومواعید کے باوجود مقامات مقدمہ پر ناجائز قبضہ کر رکھا ہے ان حالات میں مسلمانوں کو اجتماع مذکور میں شریک ہونا حرام ہے۔ یہ اعلان ہونا تھا کہ گردونواح میں ایک تہلکہ مچ گیا اور برطانوی حکومت تو مولانا سے سخت پرخاش ہوگئی جو آخر تک باقی رہی آپ نے سب سے پہلے دسمبر ۱۹۱۸ء میں مسلم لیگ کے اجلاس دہلی میں مولانا عبدالباری فرنگی محلی اور مولانا آزاد سبحانی کے ساتھ شرکت کی اور اپنی تقریریں انگریزی حکومت کے خلاف منظم ہونے اور اپنے حقوق کے لیے جدوجہد کی تلقین کی ،اوائل ۱۹۱۹ء میں مولانا عبدالباری فرنگی محلی نے خلافت کے مسئلہ پر علماء کرام سے فتاوے حاصل کر کے بہت بڑی خدمت انجام دی اور تمام فتاوے وائسرائے ہند کے پاس بھیج دیے گئے ان فتوؤں پر مولانا عبدالقدیر بدایونی مولانا آزاد سبحانی شاہ، محمد سلیمان پھلواری، مولانا معین الدین اجمیری اور مولانا عبدالکافی الہ آبادی کے علاوہ آپ کے بھی دستخط تھے۔" .... (ماہنامہ سرحد کراچی جولائی ۱۹۷۴ء ص ۱۲۲ اکابر تحریک پاکستان جلد اول ص ۱۵۵-۱۵۶ تحریک پاکستان اور علمائے کرام ص ۴۷)

حضرت پیر سید غلام محی الدین گولڑوی (۱۸۹۱ء-۱۹۷۴ء) نے تحریک پاکستان میں بھرپور حصہ لیا برصغیر میں ایک علیحدہ آزاد مسلمان مملکت کے حصول وقیام کے لیے آل انڈیا مسلم لیگ کی پرزور حمایت فرمائی اور اپنے ہر ملنے والے سے یہی فرمایا کہ برصغیر کی بہتری اسی میں ہے کہ مسلم لیگ کی مکمل اور متفقہ حمایت کی جائے (تحریک پاکستان اور مشائخ عظام ص ۱۹۶ اکابر تحریک پاکستان ص ۱۹۳ جلد اول مہر منیر از مفتی فیض احمد فیض گولڑہ شریف ۱۹۷۶ء ہفت روزہ افق کراچی ۲۵ جون تا یکم جولائی ۱۹۷۹ء ص ۱۳-افق کراچی ۱۵ تا ۲۸ جولائی ۱۹۸۱ء-ص ۴)

مولانا حافظ کرم علی ملیح آبادی (۱۸۹۲ء-۱۹۷۲ء) نے تحریک خلافت میں اپنی سیاسی زندگی کا آغاز فرمایا مسلم کانفرنس جمعیت علماء ہند (کانپور) کی ورکنگ کمیٹیوں کے رکن رہے مولانا عبدالحامد بدایونی سے گہرے دوستوں میں سے تھے لہٰذا ان کے ساتھ ہی مسلم لیگ میں شامل ہو گئے اور تقسیم ہند تک آل انڈیا مسلم لیگ کونسل اور یوپی مسلم لیگ ورکنگ کمیٹی کے ممبر رہے مولانا نے کانگرس کی تردید اور مسلم لیگ کی حمایت میں بھرپور دورے کئے ہندوستان بھر میں مسلم لیگ کی رکن سازی اور تنظیم کے سلسلے میں مجاہد کام کیا اور اس راہ میں جو بھی مشکلات پیش آئیں انہیں خندہ پیشانی کے برداشت کیا۔ پریس کے ذریعے خاص طور پر آپ نے مسلم لیگ کی نشرواشاعت کا کام کیا آپ کی ان خدمات کا

اعتراف قائداعظم نے خود دو مرتبہ مسلم لیگ کے اجلاسوں میں کیا اور چوہدری خلیق الزماں مرحوم نے بھی اپنی کتاب ''شاہراہ پاکستان'' میں آپ کو زبردست خراج عقیدت پیش کیا ہے (اکابر تحریک پاکستان جلد اول ص ۲۰۴ تحریک پاکستان اور علمائے کرام ص ۳۵۵۔۲۵۶ تحریک پاکستان میں علماء ومشائخ کا کردار)۔

حضرت سید کیقباد شاہ المعروف پیر کوہائی (۱۹۱۵ء) جنگ آزادی میں جو کردار انجام دیا اسے صوبہ سرحد کبھی فراموش نہیں کر سکتا جب ملک میں انگریزی استعمار کے خلاف علماء ومشائخ میدان عمل میں آئے تو آپ بھی ان میں پیش پیش تھے جب تک کانگرس کا مقصد فقط انگریزوں کو ملک سے باہر نکالنا تھا اس وقت آپ کانگرس میں شامل رہے پورے سرحد میں انگریزوں کو چنے چبوائے مگر جب کانگرس کے عزائم متحدہ ہندوستان بنانے کے ہو گئے تو آپ نے کانگرس سے فوری طور پر علیحدگی اختیار کی اور مسلم لیگ میں شامل ہو گئے.........(اکابر تحریک پاکستان جلد اول ص ۲۰۶۔۲۰۷)

پیرزادہ محمد حسین عارف صدیقی (۱۸۵۶۔۱۹۲۸ء) مسلم لیگ نے جب منظم ہو کر پاکستان کے خواب کو شرمندۂ تعبیر کرنے کی تحریک چلائی تو پیرزادہ صاحب مسلم لیگ میں شریک ہو گئے آپ کی قابلیت خدمات اور جرات کے پیش نظر دہلی مسلم لیگ (صوبائی) کا صدر چن لیا گیا آپ نے تمام صوبہ کا دورہ کر کے لوگوں کو تحریک کا ہمنوا بنانے کے علاوہ جماعت کو مضبوط بنیادوں پر استوار بھی کیا آل انڈیا مسلم لیگ کے ایک اجلاس کے صدر مجلس استقبالیہ ہونے کا شرف بھی آپ کو حاصل ہے (اکابر تحریک پاکستان ص ۲۳۱)

مولانا محمد ذاکر آف محمدی شریف (۱۹۰۴۔۱۹۷۶ء) مسلم لیگ کا غلغلہ بلند ہوا تو اس میں شامل ہو گئے اور ڈٹ کر قائداعظم اور تحریک پاکستان کی حمایت کی اپنے سود وزیاں کی پرواہ کئے بغیر مسلم لیگ کے جھنڈے تلے شب وروز کام کیا اس دوران آپ کو جس قدر مشکلات و مصائب کا سامنا کرنا پڑا اس کا بیان یہاں ممکن نہیں مگر آفرین اس مرد قلندر کے ہر مصیبت کو خندہ پیشانی سے برداشت کرتے رہے (اکابر تحریک پاکستان جلد اول ص ۲۳۴۔ تحریک پاکستان اور علمائے کرام ص ۳۷۳)

پیر انور علی ہاشمی (۱۸۱۸۔۱۹۷۵ء) نے تحریک پاکستان میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیا مسلم لیگ کانفرنس پٹنہ میں شرکت کی اس کے علاوہ قائداعظم کی معیت میں کئی اجلاسوں اور کانفرنسوں میں شرکت کی جب قرارداد پاکستان پاس ہوئی تو اس موقع پر بھی آپ لاہور کے اس تاریخی جلسہ عام میں موجود تھے ایک مرتبہ جب قائداعظم سیالکوٹ تشریف لے جا رہے تھے تو پیر صاحب نے مرید کے ضلع شیخوپورہ میں ایک جلسہ عام کا اہتمام کیا اور ہزاروں کی تعداد میں دیہی عوام کو قائداعظم کی تقریر سے متفیض ہونے کا موقع فراہم کیا اس موقع پر صدر استقبالیہ کے حیثیت سے انہوں نے جو سپاس نامہ پیش کیا وہ اتنا جامع تھا قائداعظم اس سے متاثر ہوئے بغیر نہ رہ سکے اور انہوں نے اپنی جوابی تقریر میں ان کو خراج

تحسین پیش کیا اوران کی شخصیت اور کردار پر پورا پورا اعتماد کرتے ہوئے سیالکوٹ کے جلسہ عام میں عوام سے ان کا تعارف کرایا اوراپنی سے بھی مکمل اعتماد کا اظہار کیا (اکابر تحریک پاکستان جلد دوم ص ۵۵۵)

پیر الٰہی بخش (۱۸۸۵ء۔ ۱۹۷۵ء) ۱۹۳۱ء میں جب گول میز کانفرنس لندن میں مولانا محمد علی جوہر کا انتقال ہو گیا تو آپ نے سندھ میں ایک نئی تحریک کی بنیاد رکھی جو سندھ یونائٹڈ فرنٹ کے نام سے مشہور ہوئی ہندوؤں نے اس تحریک کی شدید مخالفت کی کیونکہ اس بنیادی مقصد سندھ کو صوبہ بمبئی سے علیحدہ کرانا تھا ہندو یہ سمجھتے تھے کہ اگر سندھ الگ ہو گیا تو ہندوؤں کی سندھ میں اکثریت ختم ہو جائے گی کیونکہ سندھ بذات خود ایک مسلم صوبہ بن جائے گا اس مخالفت کے باوجود آپ نے اپنی تحریک جاری رکھی اور ۱۹۳۷ء میں بمبئی سے الگ صوبہ سندھ بنوا کر دم لیا اور اس وقت سے مسلمانوں کے بنیادی حقوق کا بیڑا اٹھایا اوراس مسلمانوں کو ملازمتوں میں ان کے حقوق دلانے کے لیے بھرپور جدوجہد کی اس معرکہ کو سر کرنے کے بعد ۱۹۳۸ء میں مسلم لیگ سے وابستہ ہو گئے اور سندھ میں اس جماعت کو مقبول بنانے کی انتہائی جدوجہد کی گو کہ بعض نیشنلسٹ مسلمانوں نے ان کی مخالفت کی مگر انہوں نے دوسرے محب وطن مسلمان لیڈروں کے ساتھ کام کر کے مسلم لیگ کا اقتدار کیا قیام پاکستان کے بعد ۱۹۴۷ء میں سندھ کے وزیر تعلیم و مالیات بنائے گئے اس وقت آپ نے مہاجرین کی آبادکاری کے لیے بے پناہ کام کیا اور اس کے بعد ۳ مئی ۱۹۴۸ء کو وزیر اعلیٰ بنا دیئے گئے تو کراچی کے مہاجرین کی آبادکاری کے لیے پیر الٰہی بخش کالونی تعمیر کرائی اور اپنی رہائش گاہ وہیں بنوائی (روزنامہ مساوات لاہور ۱۳۔ اکتوبر ۱۹۷۵ء روزنامہ نوائے وقت لاہور ۱۲۵ اکتوبر ۱۹۷۶ مسلم لیگ کا دور حکومت از صفدر محمود مطبوعہ لاہور ۱۹۷۳ء اکابر تحریک پاکستان جلد دوم ص ۵۷۔ ۵۸)

مولانا سید امیر الدین قدوائی (۱۹۰۱ء۔ ۱۹۷۳ء) تحریک پاکستان میں علی گڑھ یونیورسٹی کی ٹیم میں شامل رہے اور علی گڑھ میں پاکستان کی سکیم تیار کی جس کو بنیاد بنا کر قائداعظم نے ۱۹۴۰ء کو قرارداد تیار کی یوپی مسلم لیگ میں کئی حیثیتوں سے کام کرتے رہے آل انڈیا مسلم لیگ کونسل کے رکن رہے۔ ۱۹۴۷ء میں پاکستان کے جھنڈے کا ڈیزائن تجویز کر کے قائداعظم کو پیش کیا جسے قائداعظم نے منظور کیا...... (اکابر تحریک پاکستان جلد دوم ص ۶۳۔ تحریک پاکستان اور علمائے کرام ص ۳۶۹ وفیات شاہیر پاکستان از پروفیسر محمد اسلم مطبوعہ اسلام آباد ۱۹۹۰ء ص ۴۳ روزنامہ نوائے وقت لاہور ۲۲۔ ۱۲۳ گست ۱۹۷۳ء، ماہنامہ نوائے شرقپور شریف ضلع شیخوپورہ، اکتوبر 2016ء ص 25)

الٰہ بخش یوسفی (۱۹۰۰ء۔ ۱۹۶۸ء) صوبہ سرحد مسلم لیگ کے پراونشل سیکرٹری رہے قائداعظم نے جو پارلیمنٹری بورڈ بنایا تھا اس کے ایک رکن اللہ بخش بھی تھے۔ ۱۹۴۳ء میں صوبہ سرحد مسلم لیگ کے کنونشن ہوا تو یوسفی صاحب اس کنونشن کے جنرل سیکرٹری تھے جب صوبہ سرحد میں سردار اورنگ زیب خان نے مسلم لیگ کی وزارت بنائی تو یوسفی صاحب پبلسٹی افیسر مقرر ہوئے یوسفی صاحب نے مسلم لیگ کی تنظیم کا کام

اس نازک وقت میں کیا جب کانگرس سے اختلاف کرنے کی کسی کو ہمت نہ تھی آپ نے اپنے اخبار سرحد کے ذریعے مسلم لیگ کی بے مثال خدمت کی۔ ۱۹۴۷ء میں جب تحریک پاکستان کے سلسلہ میں گرفتاریاں عمل میں آئیں تو وہ چالیس حضرات جن پر ڈاکٹر خان صاحب کے بنگلہ پر حملہ کرنے کا الزام عائد کیا گیا۔ان میں آپ بھی شامل تھے۔ ۳ جون ۱۹۴۷ء کے اعلان کے بعد آپ کی رہائی عمل میں آئی (اکابر تحریک پاکستان جلد دوم ص ۹۰)

قاضی حبیب الحق پیر موئی (۱۹۱۳ء) تحریک پاکستان شروع ہو چکی تھی سرخپوش اپنے صوبے میں کانگرس کو مضبوط اور واحد سیاسی جماعت بنانے کیلیے ایڑی چوٹی کا زور لگا رہے تھے ان دنوں مسلم لیگ صوبہ سرحد میں بے حیثیت تھی ان حالات میں قاضی صاحب مسلم لیگ میں شامل ہوئے (یہ واقعہ ۱۹۳۸ء کا ہے) اور پرائمری مسلم لیگ پرموئی کے سیکرٹری منتخب ہوئے ۱۳ مارچ ۱۹۴۰ء کو تحصیل صوابی مسلم لیگ کی تنظیمی کیمٹی کے ناظم اعلیٰ مقرر ہوئے اور تمام علاقے کا دورہ کر کے لاہور میں منعقد ہونے والی تاریخی قرارداد پاکستان کے اجلاس میں شرکت کے لیے لوگوں کو آمادہ کیا فاتح سرحد مجاہد ملت مولانا عبدالحامد بدایونی علیہ الرحمہ کی زیر قیادت مسلم لیگی وفد نے جب صوبہ سرحد کا دورہ کیا تو استقبالیہ کیمٹی کے اراکین میں قاضی صاحب بھی شامل تھے اس وفد کی آمد پر صوابی میں ایک عظیم الشان جلسہ ہوا جس سے قائد وفد حضرت بدایونی کے علاوہ اراکین وفد مولانا کرم علی ملیح آبادی اور نواب بہادر یار جنگ نے خطاب کیا تحریک پاکستان کے سلسلہ میں قائداعظم دو دفعہ پشاور تشریف لائے تو قاضی صاحب ممتاز مسلم لیگی رہنماوٗں کے ساتھ جلسوں کو کامیاب بنانے کے لیے کوشاں رہے علاوہ ازیں اپنے علاقے میں مسلم لیگ کے پیغام کو گھر گھر پہنچانے کے لیے دن رات کام کرتے رہے یہاں تک کہ ۱۴۔ اگست ۱۹۴۷ء کو پاکستان معرض وجود میں آ گیا اس موقع پر قاضی صاحب نے یہ اشعار کہے ؎

الحمد اللہ الذی اعطیٰ لنا الجناح　　من لیس لہ الجناح یدلہ الفلاح
شاہ غربی قائدم محمد علی جناح　　ہر زبان انس وجان حتی الدہر مذکور باد
ذکر وصفش سیکند ہر دو عالم و عاقل رقم　　ہمچین وصف جمیلش در کتب مسطور باد
قاضیا ایں گفتگور ایزدری ختم کن　　مغز تو از بادۂ حق دائما معمور باد

۱۰ ذوالحجہ ۱۳۶۳ھ مطابق ۲۶ اکتوبر ۱۹۴۴ء کو والد ماجد نے ضعف کی وجہ سے آپ کو خلافت واجازت کے علاوہ قائم مقام قاضی اور خطیب مقرر فرمایا............ (اکابر تحریک پاکستان جلد دوم ص ۱۱۳۔ ۱۱۴)

مخدوم راجن شاہ گیلانی (۷۸۔۱۸۔۱۹۳۶ء) کو قائداعظم کے خیالات سے اسقدر اتفاق تھا کہ جب انہوں نے انڈی پنڈنٹ

پارٹی قائم کی تو آپ اس کے سرگرم رکن بن گئے۔قائداعظم محمد علی جناح بھی آپ کو احترام کی نگاہ سے دیکھتے تھے اسمبلی میں آپ کی شخصیت خاص اہمیت ومقبولیت رکھتی تھی آپ کے حسن اخلاق خاندانی شرافت اور آزادانہ خیالات نے آپ کو مرکزی اسمبلی کے تمام گروہوں میں ہر دل عزیز بنا رکھا تھا آپ کے ملنے والوں میں پنڈت موتی لال نہرو اور کئی دیگر کانگرسی لیڈر بھی تھے مگر آپ قائداعظم کی شخصی صلاحیتوں سے بہت متاثر تھے اور دہلی سے ملتان واپس آکر ان کی اولوالعزمی ثابت قدمی اور اسلام دوستی کے واقعات سناتے تھے آپ قائداعظم کو مسلمانان ہند کی قیادت کی باگ ڈور سنبھالنے کی ترغیب بھی دیتے رہتے تھے (روزنامہ آفتاب ملتان ۱۸ جنوری ۱۹۷۶ روزنامہ نوائے ملتان ۲۷ جنوری ۱۹۷۵ء اکابر تحریک پاکستان جلد دوم ص ۱۱۶)

سید محمد ریاض حسن گیلانی (۱۹۱۳ء) نے ۱۹۳۱ء میں شیخوپورہ میں مسلم لیگ قائم کی اور کئی سال تک ضلعی صدر منتخب ہوتے رہے پھر شیخ کرامت مرحوم کی فرمائش پر مسلم لیگ کی ضلعی قیادت سے دستبردار ہو کر دوسرے محاذوں پر خدمات انجام دیتے رہے اس کے علاوہ آپ مختلف مرحلوں پر صدر مسلم لیگ شاہ کوٹ اور سیکرٹری تحصیل مسلم لیگ شیخوپورہ کے عہدوں پر بھی فائز رہے بعدازاں آپ کونسلر پنجاب مسلم لیگ اور کونسلر آل انڈیا مسلم لیگ بھی منتخب ہوئے تحریک پاکستان کی کشتی کو ساحل کامرانی سے ہمکنار کرنے کے لیے آپ نے اضلاع شیخوپورہ ملتان ڈیرہ غازی خاں اور مظفر گڑھ کے طویل دورے کئے اور نظریہ پاکستان سے عوام کو روشناس کرانے کے لیے بعد پورسی کی شاہ کوٹ میں مسلم لیگ کے تمام بڑے بڑے جلسوں کا انتظام وانصرام آپ کے ہی ذمے ہوتا تھا ۱۹۴۲ء میں آپ نے مسلم سٹوڈنٹس فیڈریشن کی دیہاتی پروپیگنڈا کمیٹی کے ساتھ ضلع شیخوپورہ میں عملی تعاون کیا جلسے کروائے اور کارکنان کے ساتھ دورہ کر کے مقدور بھر مدد کی۔اکابر تحریک پاکستان جلد دوم ص ۱۲۵)

میاں شہاب الدین قادری (۱۸۶۹ـ۱۹۶۵ء) جب قائداعظم نے مسلم لیگ کی زمام اقتدار سنبھالی اور برصغیر کے کونے کونے میں سواد اعظم کی اس نمائندہ جماعت کی شاخیں قائم ہو گئیں تو کلانور میں بھی اس کا دفتر قائم ہوا۔شیخ غلام فرید صاحب مقامی صدر منتخب ہوئے اس علاقہ میں یونی نسٹ پارٹی کا بہت زور تھا اور اس نے مسلم لیگ کو ناکام بنانے کی پوری پوری کوشش کی مگر مسلم لیگ کے جیالے کارکنوں نے ان کے اس خواب کو شرمندہ تعبیر نہ ہونے دیا ان کارکنوں میں میاں شہاب الدین قادری صف اول کے مجاہد تھے کلانور میں ایک آئی سی ایس افسر نے راؤ بہادر سر چوہدری چھوٹو رام ایم ایل سی لیڈر پنجاب نیشنل یونی نسٹ پارٹی کونسل کو بلایا اور ایک جلسہ عام منعقد کروا کر مسلم لیگ کے خلاف تقریر کرائی سر چھوٹو رام نے یونی نسٹ پارٹی کی تعریف میں زمین وآسمان کے قلابے ملا دیئے اس کے بعد یہاں شہاب الدین قادری اور ان کے عظیم ساتھی مسلم لیگ کی ہلالی پرچم تھامے گلی گلی کوچے کوچے اور گاؤں گاؤں نکل کھڑے ہوئے اور ہزاروں مسلمانوں کو تحریک پاکستان کا ہمنوا بنایا غرض اس علاقہ میں آپ مسلم لیگ کے عظیم سپوت تھے (اکابر تحریک پاکستان جلد دوم ص ۱۳۲ـ۱۳۳)

مخدوم شیر شاہ گیلانی (۱۹۶۰ء) کے خاندان نے ملتان میں مسلم لیگ کی بنیاد اس وقت رکھی جب کہ یہاں مسلم لیگ کا نام و نشان نہ تھا۔ ملتان کو یونی نسٹ پارٹی کانگرس اور ملس احرار کا گڑھ سمجھا جاتا تھا اور مسلم لیگ کا نام لینا نا قابل معافی جرم تھا اس تیرہ و تاریک دور میں قائداعظم کی صدا پر لبیک کہتے ہوئے پیر سید زین العابدین شاہ گیلانی مرحوم و مغفور نے مسلم لیگ کی تشکیل کی گیلانی صاحب اپنی مسلسل خدمات اور بے پناہ قربانیوں کے سبب لوگوں کے دلوں پر حکومت کرتے تھے ان کی فوج ظفر موج فدایان اسلام تربیت یافتہ تکوروں سے مسلح پانچ سو باوردی رضا کاروں کی بڑی دھوم تھی جو اپنے چیف کمانڈنگ آفیسر کی کمان میں جب شہر میں نکلتی تو ہندوؤں اور انگریزوں پر رعب و دبدبہ طاری ہو جاتا ان کی صدارت میں مسلم لیگ جلد ہی ایک ہر دل عزیز جماعت بن گئی مخدوم سید شیر شاہ کے برادر بزرگ مخدوم المخادیم حضرت پیر سید محمد صدر الدین گیلانی سجادہ نشین حضرت موسیٰ پاک شہید رحمۃ اللہ علیہ کی مسلم لیگ کو مکمل سرپرستی حاصل تھی۔ اہم کانفرنسیں ان کی صدارت میں ہوتی تھیں لاکھوں کی تعداد میں ان کے مخلص اور جانثار مرید و عقیدت مند مسلم لیگ کی تقویت کا سبب بن گئے مخدوم شیر شاہ کی تمام تر ہمدردیاں اور خدمات مسلم لیگ کے لیے وقف تھیں ان واجب الاحترام شخصیتوں کی شمولیت کی وجہ سے مخالفین کے اثر کو مسلم لیگ کا سیلاب خس و خاشاک کی طرح بہا کر لے گیا اکتوبر ۱۹۴۵ء میں مرکزی اسمبلی کے عام انتخابات ہوئے تو مسلم لیگ نے ملتان کے حلقہ سے آپ کو امیدوار نامزد کیا آپ اس نشست پر بلا مقابلہ منتخب ہوئے آپ نے اہل لاہور اور پشاور وغیرہ مقامات پر آل انڈیا مسلم لیگ کے بڑے بڑے جلوں میں شرکت کی جو حضرت قائداعظم کی صدارت میں منعقد ہوئے قائداعظم کی ہدایت پر مسلم لیگ نے ۱۶۔ اگست ۱۹۴۶ء کو راست اقدام کرنے کا فیصلہ کیا اور تمام لیگی زعماء سے اپیل کی کہ وہ اپنے سرکاری خطابات اور اعزازات اس تاریخ کو برطانوی حکومت کو لوٹا دیں چنانچہ آپ نے خان بہادر کا خطاب اور دوسرے سرکاری اعزازات واپس کر دیئے آپ نے ملتان میں تحریک پاکستان کے لیے بھرپور جدوجہد کی اور اپنے عمل پیہم سے مسلم عوام میں جذبہ آزادی کی لہر دوڑا دی جب پنجاب میں مسلم لیگ ارکان واضح اکثریت کے باوجود ملک خضر حیات خان ٹوانہ نے کانگرسی ہندوؤں اور اکالیوں سے گٹھ جوڑ کر کے پنجاب میں مخلوط یونی نسٹ پارٹی کی حکومت بنالی تو مسلم لیگ ۲ جنوری ۱۹۴۷ء میں خضر حکومت کے خلاف صوبہ بھر میں سول نافرمانی کی تحریک شروع کر دی تو آپ نے پیرانہ سالی اور کمزور طبیعت کے باوجود ملتان میں دفعہ ۱۴۴ کو توڑتے ہوئے ایک احتجاجی جلوس کی قیادت کی آپ قید ہوئے آپ ان گنی چنی شخصیتوں میں سے تھے جنہوں نے حکومت کی مشینری کو مفلوج کر کے رکھ دیا تھا آپ کی گرفتاری کی خبر نے عوام کے حوصلوں کو ابھارا مسلمانوں میں زبردست جوش و فروش پھیل گیا اور وہ ہزاروں کی تعداد میں اپنے آپ کو گرفتاری کے لیے پیش کرنے لگے اس تحریک کو جب پولیس تشدد کے ذریعہ دبایا نہ جاسکا تو ناچار خضر حیات کی حکومت مستعفی ہو گئی اور میدان مسلم لیگ کے ہاتھ رہا (تاریخ ملتان جلد دوم از مولانا مرزا احمد خاں فریدی مطبوعہ ملتان ۱۹۷۳ء ص ۲۸۷۔ اکابر تحریک پاکستان جلد دوم ۱۳۶۔۱۳۷)

مولانا صابر حسین (پ ۱۹۲۳ء) نے گوجرانوالہ میں مسلم لیگ کی باقاعدہ رکنیت اختیار کر کے تحریک پاکستان میں بھرپور حصہ لیا کانگرسیوں احراریوں اور دیگر مخالفین کے خوب لتے لیے شعلہ نوا اور جادو بیاں تقریروں سے عوام کو نظریہ پاکستان کا پرستار بنایا ۱۹۴۷ء میں سول نافرمانی کی تحریک میں خضر وزارت کے ہاتھوں شیخ القرآن حضرت علامہ عبدالغفور ہزاروی رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ گوجرانوالہ سنٹرل جیل میں ایک ماہ قید و بند کی تکالیف برداشت کیں اسی سال پنجاب لیجسلیٹو اسمبلی کے انتخابات میں مسلم لیگ امیدواروں چوہدری صلاح الدین، چوہدری ظفر اللہ، چوہدری نبی احمد وغیرہ کی کامیابی کے لیے بھرپور سعی کی ان کے حلقوں میں جا کر تقریر و تدبیر کے ذریعے عوام کو ان مسلم لیگ امیدواروں کی حمایت و نصرت پر آمادہ کیا مقدور بھر کام کیا بالآخر یہ سارے امیدوار ساحل کامیابی سے ہمکنار ہوئے (اکابر تحریک پاکستان جلد دوم ص ۱۴۳)۔

مولانا عبدالشکور شیوہ (۱۹۰۶ء ۔ ۱۹۸۳ء) ۱۹۳۰ء میں شرخپوش تحریک میں شمولیت اختیار کی مگر جب اس تحریک کے باطل نظریات اور گاندھی کی کاسہ لیسی پالیسی کی داستانیں منظرِ عام پر آئیں تو آپ نے اس کو خیر باد کہہ کر مسلم لیگ میں شمولیت اختیار کر لی اور جان و دل سے مسلم لیگ کی خدمات میں مصروف ہو گئے مسلم لیگ میں آپ نے اس قدر جانفشانی سے کام کیا کہ مسلم لیگی لیڈر آپ کی خدمات کا اعتراف کیے بغیر نہ رہ سکے اور آپ کو پرائمری مسلم لیگ شیوہ کا صدر منتخب کر لیا گیا صدر منتخب ہونے کے بعد آپ نے مسلم لیگ کا پیغام گھر گھر پہنچایا اور کانگرسی گماشتوں کے دامِ فریب کو تار تار کیا اگرچہ آپ کو صدائے حق بلند کرنے کی وجہ سے گوناگوں مصائب و آلام کا سامنا کرنا پڑا مگر آپ نے ان کو پرکاہ کے برابر وقعت نہ دی اور اپنے نصب العین سے مو برابر بھی متزلزل نہ ہوئے۔ ۱۹۴۰ء میں قرارداد پاکستان کا تاریخی اجلاس لاہور میں منعقد ہوا تو اپنے تمام رفقاء سمیت اس اجلاس میں شامل ہوئے اور ایک جانباز سپاہی کی طرح دوران اجلاس خدمات انجام دیتے رہے قرارداد پاکستان کی منظوری کے بعد دیگر علما و اہل سنت کی طرح میدان عمل میں آ گئے اور اپنے علاقے میں مسلم لیگ کے پیغام کو گلی گلی کوچہ کوچہ پہنچانے کے لیے مقدور بھر کوشش کی مرکزی رہنماؤں کے دورۂ سرحد کے دوران ان کے ساتھ ہر ممکن تعاون کیا اور اپنے مال و جان کے خطرات کو بالائے طاق رکھ کر ان کے جلسوں کو کامیاب کرایا...... ایک دفعہ قائد اعظم نے تحریک پاکستان کے لیے مالی امداد کی اپیل کی تو آپ نے اپنی خالص حلال کمائی سے چھ آنے بطور چندہ ارسال کیے اور ساتھ ہی اپنی مالی حیثیت سے اپنے قائد کو آگاہ کیا جواب میں قائد اعظم نے آپ کو شکریہ کا خط لکھا۔ (اکابر تحریک پاکستان جلد دوم ص ۱۷۹۔۱۸۰۔ تحریک پاکستان اور علمائے کرام ص ۴۰۰۔۴۰۱ تحریک پاکستان میں علماء و مشائخ کا کردار از محمد صادق قصوری)

مولانا شائستہ گل (۱۸۹۱ء ۔ ۱۹۸۱ء) نے مذہبی خدمات و مصروفیات کے ساتھ ساتھ سیاسیات میں بھرپور حصہ لیا اور تحریک خدائی خدمتگار میں شامل ہو کر خان عبدالغفار خان کے دوش بدوش آزادی کی جدوجہد میں حصہ لیا مگر جب خان موصوف نے اپنی تنظیم کو انڈین نیشنل

کانگرس میں مدغم کر دیا تو آپ نے اس سے اختلاف کرتے ہوئے علیحدگی اختیار کر لی جس وقت مسلم لیگ نے پاکستان کا مطالبہ کیا تو آپ نے دلیری اور شجاعت کے ساتھ اس مطالبہ کی حمایت کی آپ کے مشورہ کے ساتھ حضرت محمد امین الحسنات پیر صاحب مانکی شریف کی صدارت میں مشائخ اور علماء کی ایک جمعیت تشکیل دی گئی جس کا نام جمعیۃ الاصفیاء رکھا گیا اس جمعیت کے ناظم آپ ہی تھے حضرت پیر صاحب چورہ شریف کی صدارت میں اس جمعیت کا اجتماع کیا گیا جس میں فیصلہ کیا گیا کہ اگر مسلم لیگ ہمارے اصولوں سے اتفاق کرے گی تو ہم اس کے ساتھ الحاق کریں گے اور اس جماعت کا یہ مقصد ہے کہ پاکستان میں قرآن و سنت کے مطابق حکومت ہو اور شریعت عملاً نافذ ہو، قائد اعظم اور قائد ملت لیاقت علیخاں نے تحریری طور پر اس اصول کو تسلیم کر لیا اس فیصلہ کے بعد پیر صاحب مانکی شریف کے کہنے پر آپ نے تمام مشائخ کو اکٹھا کرنے کے لیے مسلسل ماہ کا دورہ کیا اور اپنی مفصل رپورٹ پیر صاحب کو پیش کی جب پاکستان بن گیا اور مسلم لیگی وزارت خان عبدالقیوم خان نے سنبھالی تو بموجب وعدہ کے آپ نے اپنی تقاریر میں شریعت کے نفاذ کا مطالبہ شروع کر دیا کوہاٹ میں مسلم لیگ کے جلسہ میں آپ شامل ہوئے اور مسلم لیگ کو اپنا وعدہ یاد دلا کر مطالبہ کیا حکومت کو آپ کی یہ بات ناگوار گزری اور واپسی پر درہ کوہاٹ کی چوٹی پر آپ کو پکڑ کر تین دن تک حوالات میں بند کیا گیا اور پھر گیارہ ماہ کے لیے خارج از پاکستان کر دیا آپ وہاں سے سیدھے صوات میں تھانہ کے مقام پر گئے اور اسی طرح وہاں وعظ و نصیحت میں مصروف ہو گئے اب آپ کو مسلم لیگ سے کلی طور پر مایوسی ہو گئی اس لیے سیاسیات سے کنارہ کش ہو گئے (اکابر تحریک پاکستان جلد دوم ص ۱۴۹۔۱۴۱۔ تحریک پاکستان اور علمائے کرام ص ۳۹۸)

مولانا محمد علم الدین فریدکوٹی (۱۸۹۳ء۔ ۱۹۷۴ء) مسلم لیگ نے تحریک آزادی میں نئی روح پیدا کی تو دل و جان سے ساتھ دیا۔ ۱۹۴۵ء میں کانگرس نے فرید کوٹ میں ایک جلسہ منعقد کیا اور مسٹر نہرو کو مدعو کیا آپ نے اس جلسہ کو ناکام بنا دیا اور اس کے مقابلے میں مسلم لیگی رہنماؤں کو فرید کوٹ بلا کر پاکستان کی حمایت میں زبردست تقریریں کیں۔ ۱۹۴۷ء میں تقسیم کے وقت جب مسلمان ہجرت کر کے پاکستان میں آنا شروع ہوئے تو آپ کو پاکستان جانے کا مشورہ دیا گیا تو آپ نے جواب میں فرمایا کہ جب تک ریاست کے سب مسلمان پاکستان نہیں چلے جاتے میں نہیں جاؤں گا پھر ۲۸ اگست ۱۹۴۷ء کو تحریک پاکستان کی زبردست حمایت کے الزام میں آپ کو گرفتار کر لیا گیا چھ ماہ جیل میں رہے عرصہ قید و بند میں جو مصائب آپ نے برداشت کئے قلم ان کو تحریک کرنے سے قاصر ہے البتہ ایک واقعہ کا ذکر کرنا بے جا نہ ہوگا کہ جیل میں چکی پیسنے اور بان بانٹنے کی شفٹ لی جاتی تھی جس کی وجہ سے ہاتھوں میں چھالے پڑ جاتے تھے اور پورے چھ ماہ حجامت بنانے کی اجازت نہیں دی گئی اور آپ کی حالت عجیب و غریب ہو گئی تھی آپ فرماتے ہیں کہ ایک روز صبح کی نماز کے بعد میں نے اللہ تعالیٰ کے حضور گڑگڑا کر دعا کی یا اللہ میں ایک کمزور اور گناہ گار انسان ہوں مجھ پر رحم فرما اور میری غلطیوں کو معاف فرما: آپ کی یہ التجا فوراً قبول ہوا ایسی روز ریاست کا حکمران راجہ

جیل کا معائنہ کرنے آیا آپ کا کیس دیکھ کر آپ کی رہائی کا حکم صادر کرکے آپ کو پاکستان بھیج دیا گیا ۲۲ فروری ۱۹۴۸ء کو آپ پاکستان پہنچ گئے (اکابر تحریک پاکستان جلد دوم ص ۱۸۳۔ ۱۸۴)

مولانا فقیر اللہ نیاز بن حضرت غلام محمد نیاز نوشاہی (۱۸۹۲ء۔ ۱۹۶۲ء) والد گرامی رسم بسم اللہ کے لیے اپنے مرشد کامل حضرت خواجہ محمد سچیار نوشاہی رحمۃ اللہ علیہ کی بارگاہ میں لے گئے مولانا فقیر اللہ نیاز نے حضرت پیر سید جماعت علیشاہ، لاثانی علی پوری رحمۃ اللہ علیہ سے بیعت کر کے اجازت خلافت حاصل کی...... تحریک پاکستان کا دور آیا تو مسلم لیگ کے پرچم تلے مولانا محمد یوسف مولانا عزیز احمد ہاشمی فقیر اعظم مولانا محمد شریف کوٹلوی اور مولانا امام الدین کوٹولی کے ساتھ مل کر گاؤں گاؤں مسلم لیگ کی کامیابی کے لیے کام کرتے رہے اور مسلمانوں میں جذبہ آزادی کی سپرٹ تیار کرنے کی کوشش کی نظریہ پاکستان کی تبلیغ واشاعت کے ساتھ ساتھ آپ مسلم لیگ نیشنل گارڈ کے کمانڈر کی حیثیت سے نوجوانوں کو تربیت دے کر فلسفہ جہاد سے آگاہ کرتے رہے اس مقدس فریضہ کی ادائیگی کی پاداش میں متعدد بار پابند سلاسل بھی ہوئے مگر آپ کے عزم واستقلال میں سرمو فرق نہ آیا (روزنامہ مساوات ۹ نومبر ۱۹۷۵ء اکابر تحریک پاکستان جلد دوم ص ۲۳۹)

مفتی سید مسعود علی قادری (۱۹۰۹۔ ۱۹۷۳ء) نے تحریک پاکستان میں بھرپور حصہ لیا ۱۹۳۴ سے ۱۹۴۱ تک مدرسہ عالیہ قادریہ بدایوں میں تدریسی فرائض انجام دیئے تھے۔ اسی نسبت سے مولانا عبدالحامد بدایونی کے رفیق کار رہے اکثر جلسوں میں مولانا موصوف کے ساتھ تقریریں فرمایا کرتے آپ کٹر مسلم لیگی تھے آپ کے بڑے صاحبزادے مولانا سید سعادت علی قادری لکھتے ہیں کہ ایک مرتبہ انہوں نے تحریک پاکستان کے واقعات بیان کرتے ہوئے مجھے بتایا کہ اس زمانہ میں مجھے ان علماء اور مسلمانوں پر حیرت ہوتی تھی جو اسلام کا دعویٰ کرتے اور اپنی کوششوں سے ہندوؤں و کانگرس کو فائدہ پہنچاتے تھے جیسا کہ اوپر ذکر کیا گیا کہ حضرت مفتی صاحب ۱۹۴۱ میں دادوں ضلع علی گڑھ تشریف لے گئے وہاں آپ درس وتدرس کی ذمہ داریاں پوری کرنے کے ساتھ ساتھ دیہاتوں میں جا کر مسلم لیگ کے لیے کام کرتے تھے اور قیام پاکستان تک آزادی حاصل کرنے کے لیے میدان عمل میں مصروف کار رہے۔ اس دوران نامعلوم کتنی رکاوٹیں ان کی راہ میں حائل ہوئیں مگر آپ کے آہنی عزائم کو متزلزل نہ کرسکیں (ماہنامہ ترجمان اہلسنت کراچی مارچ ۱۹۷۳ ص ۱۸۔ ۱۹۔ اکابر تحریک پاکستان جلد دوم ص ۲۹۳)

حضرت حکیم محمد مشتاق احمد حیدری نقشبندی مجددی الوری (۱۸۹۴۔ ۲۰۰۲ء) یہ بات بہت کم لوگوں کے علم میں ہے کہ آپ بانی پاکستان قائد اعظم محمد علی جناح کو اردو میں تقریریں لکھ کر دیا کرتے تھے کیونکہ قائد اعظم کی اردو بہت کمزور تھی وہ تقریریں قائد اعظم جلسوں میں پڑھا کرتے تھے مگر حضرت نے کبھی اس چیز کا ذکر برملا نہیں کیا (تین صدیوں کے ایک عینی شاہد اردو ترجمہ روزنامہ ڈان کراچی یکم جنوری ۲۰۰۰ء بحوالہ کتاب فیض مشتاق از حکیم سید ظہیر احمد حیدری نقشبندی مجددی مطبوعہ کراچی سن ندارد ص ۱۰۸)

مفتی اعظم آزاد کشمیر حضرت علامہ مفتی محمد عبدالحکیم (۱۹۱۳۔ ۱۹۸۴ء) ۱۹۳۶ء کی تحریک آزادی میں صف اول میں شامل تھے۔ اس سلسلہ میں آپ کو جیل میں بھی جانا پڑا ڈوگر، حکومت نے آپ کو منگلا قلعہ میں قید رکھا ۱۹۴۷ء کی تحریک میں بھی نمایاں کردار ادا کیا (گلہائے رنگ

رنگ از محمد عمر حیات الحسینی بوسن مطبوعہ لاہور ۲۰۰۴ء ص ۵۵)

حضرت مولانا محمد شفیع اوکاڑوی ثم کراچوی (۱۹۳۰ء۔ ۱۹۸۴ء) اپنے پیر و مرشد حضرت ثانی صاحب شرقپوری اور علمائے اہلسنت کے ساتھ علمی طلب کے ابتدائی زمانے میں تحریک پاکستان میں بھر پور حصہ لیا اور تقسیم ہند تک سرگرم عمل رہے (الخطیب کراچی مئی ۲۰۰۳ء ص ۳۹ گلہائے رنگارنگ ص ۵۵ ماہنامہ رضائے مصطفیٰ گوجرانوالہ مئی ۱۹۸۴ء ص ۲)

حضرت سید محمد قاسم علیشاہ بخاری (۱۸۹۴ء۔ ۱۹۸۰ء) کوٹری سندھ کے نامور مجذوب اور اہل دل بزرگ حضرت بابا صلاح الدین فرمایا کرتے تھے کہ جب قرارداد پاکستان روحانی طور پر منظور ہونے لگی تو حضرت خواجہ غریب نواز رحمۃ اللہ علیہ نے اس کی منظوری دینے اور دستخط کرنے سے انکار فرمادیا تو اس وقت حضرت سید محمد قاسم علیشاہ نے حضرت خواجہ کی خدمت میں عرض کیا کہ آپ دستخط فرمادیں میں اس کی ذمہ داری لیتا ہوں جب آپ نے ذمہ داری اٹھائی تو خواجہ ہند غریب نواز نے مسکرا کر دستخط فرمادیئے اور پاکستان وجود میں آگیا (صوفیائے نقشبند از ڈاکٹر صاحبزادہ ابوالخیر محمد زبیر۔ ماہنامہ رکن الاسلام حیدرآباد جولائی ۲۰۰۹ء ص ۲۰۔ جون ۲۰۰۱ء ص ۲۳۔ مئی ۲۰۱۴ء ص ۲۶)

مولانا محمد علی (۱۴۱۰ھ۔ ۱۹۹۱ء) نظریہ پاکستان کے فدائی اور قائداعظم کے شیدائی تھے آپ نے اپنے علاقہ میں اس وقت تحریک پاکستان کا پرچم لہرایا جب ہندو سکھ زمیندار مسلمانوں کے کلمہ حق کو برداشت کرنے کے لیے تیار نہ تھے۔ (ماہنامہ ضیائے قمر گوجرانوالہ مئی ۱۹۹۱ء ص ۳۱)

۲۵ دسمبر ۱۹۴۳ء صبح نو بجے دوسری نشست ہوئی حسب روایت اجلاس کی کاروائی قرآن حکیم کی تلاوت سے ہوئی تلاوت قرآن حکیم مولانا عبدالحامد بدایونی نے کی اس کے بعد اردو سندھی اور پنجابی نظمیں پڑھی گئیں پشاور کے مولانا خان میر نے پشتو میں ایک نظم پڑھی جو قیام پاکستان کے مطالبے کے بارے میں تھی (ماہنامہ اخبار اردو اسلام آباد مارچ ۲۰۰۵ء ص ۳۱)

۱۹۴۶ء میں بنارس سنی کانفرنس کا انعقاد کیا گیا وہ صدیوں کا جو طویل سفر تھا قافلے اس کی منزل کے قریب ہوئے اور بنارس کی سرزمین پر ۵۰۰ مشائخ اور سات ہزار علماء اور دو لاکھ عوام اہلسنت اکٹھے ہوئے انہوں نے یہ فیصلہ کرلیا کہ اب پاکستان کے حصول کے رستے میں کسی رکاوٹ کو برداشت نہیں کیا جائے گا جس کے نتیجے میں آل انڈیا سنی کانفرنس جس کے ارکان کی تعداد ایک کروڑ تھی (ماہنامہ صراط مستقیم لاہور جولائی ۲۰۱۷ء ص ۳)

گول میز کانفرنس کے بعد قائداعظم نے لندن میں مستقل سکونت اختیار کرلی پری وپوی کونسل میں پریکٹس شروع کر دی تھی ہندوستان کے مسلمانوں کی درخواست پر وہ واپس آئے اور آل انڈیا مسلم لیگ کے مستقل صدر منتخب کئے گئے اس کے بعد جگہ جگہ مسلم لیگ کی شاخیں قائم ہوئیں بدایون میں بھی مسلم لیگ کی شاخ قائم ہوئی اور ممبر سازی کا کام تیزی سے شروع ہوا کثیر تعداد میں مسلمان اس میں شامل ہوئے جگہ جگہ جلسے ہونے لگے اور جلوس نکلنے لگے اس زمانے میں بدایون ضلع کی مسلم لیگ کے شاخ کے سرگرم کارکنان حضرت مولانا شاہ عبدالحامد صاحب حضرت مولانا نظام الدین قادری ملا عبدالصمد صاحب مقتدری مولوی ابوالحسن قادری رئیس بدایوں جناب ایم آئی حسن صاحب بار ایٹ لاشیخ

نعمت اللہ قریشی مولوی شفیع احمد صاحب وکیل مولوی مصور علیخاں صاحب مولوی جلیل القدر صاحب مختار عرف پیارے میاں، حافظ ظہور احمد صاحب مختار، مولوی قاسم حسن صاحب مختار مولوی اقتدار عالم صاحب وکیل مولانا حکیم فضل الرحمن صاحب عرف حکیم پالکی حکیم اسرار احمد صاحب شیخ محب احمد رئیس شیخو پورہ مولوی منعم بخش صاحب رئیس بدایوں مولانا سید آصف علی صاحب اور حاجی رضوان احمد صاحب خاص طور پر قابل ذکر ہیں۔ مولانا شاہ عبدالحامد صاحب کی بدولت بدایوں مسلم لیگ کا عظیم مرکز بن گیا تھا اور یہاں سے صوبائی اسمبلی کے لیے دو مرتبہ مسلم لیگ کے ٹکٹ پر امیدوار کامیاب ہوئے تھے (انسائیکلو پیڈیا آف بدایوں جلد دوم از الحاج شمیم الدین مطبوعہ کراچی ۲۰۰۴ ص ۵۰۔۵۱)

اعلیٰ پور گکرالہ کے پولنگ اسٹیشن پر یہ خاص واقعہ رونما ہوا کہ محمد سلیمان اس حلقہ سے مبارک علیخاں بھٹی پٹھان کو ہرا کر ڈسٹرکٹ بورڈ میں سیٹ دبائے ہوئے تھے۔ وہاں پر مولانا شوکت علی باوجود اس کے کہ فیل پا کے مریض تھے قرآن شریف لے کر ٹوکری ڈال کر پولنگ اسٹیشن کے گیٹ پر بیٹھ گئے تھے اور جو ووٹرز زیادہ تر دیہاتی ان پڑھ اور خاص کر بھٹی پٹھان جاتے تھے ان سے کہتے تھے کہ اس قرآن کو لانگ کر جا کر ووٹ کانگرس کو دے سکتے ہو یعنی تم ووٹ اگر مسلم لیگ کو نہیں دو گے تو دائرہ اسلام سے خارج ہو جاؤ گے مولانا شوکت علی کا نام ان کی بارعب شخصیت اور شہرت پھر لہجہ اور گفتگو کرنے کا انداز ووٹر اسکے مقابلہ میں زیادہ تر دیہاتی ان پڑھ مگر پابند صوم وصلوٰۃ کیسے نہ متاثر ہوتے مولانا نے اس حلقہ پر بھی محمد سلیمان کو کیا بلکہ کانگریس کو شکست فاش دی ان پڑھ وٹروں کے حلقہ میں ووٹر خود تو نشان لگا تا نہیں تھا وہ ووٹنگ پیپر پر صرف نام ہوتا تھا لہٰذا اسکو بتانا پڑتا تھا کہ رائے کس کو دے رہا ہے پولنگ افیسر بیلٹ پیپر پر نشان لگا تا تھا اور ہر دو پولنگ ایجنٹ اپنی لسٹ میں نشان لگاتے تھے اور نتیجہ فوراً معلوم ہو جاتا تھا شہری حلقوں میں ووٹ خفیہ پڑتے تھے اور اس لیے ہم لوگ ان حلقوں کو بند ہیضہ کہتے تھے مولانا شوکت علی پر چند علما نے اعتراض کیا کہ آپ کو کلام پاک کا استعمال نہیں کرنا چاہیے تھا۔ مگر مولانا نے جواب دیا کہ آنحضرت ﷺ کی ایک حدیث مبارکہ ہے کہ جنگ ایک دھوکہ ہے جس میں تحریف کر کے انگریزوں نے مشہور محاورہ بنایا ہے کہ محبت اور جنگ میں ہر چیز اور ہر طریقہ جائز ہے اور الیکشن بھی جنگ ہے اور یہ الیکشن تو کفر و اسلام کی جنگ ہے (ایضاً ص ۶۹)

قائداعظم علی گڑھ سے بریلی کانفرس میں شرکت کے لیے تشریف لا رہے تھے آصف پور اسٹیشن پر بدایون ضلع مسلم کی طرف سے قائداعظم کا پرجوش استقبال کیا گیا۔ نیشنل گارڈ بدایوں نے قائد کو گاڈ آف آنر دیا۔ اس احقر (مولوی مشفع احمد) نے سپاسی نامہ پیش کیا۔ شہریوں نے پھولوں کی بارش کر دی۔ مسلمانوں کا ایک بے پناہ ہجوم اسٹیشن پر تھا قرب و جوار کے قصبات و دیہات سے مسلمان قائداعظمکے دیدار کے لیے ذوق درذوق آئے ہوئے تھے۔ اسی ٹرین سے جس سے قائداعظم بریلی جا رہے تھے۔ بدایوں مسلم لیگ کے کافی ممبران میرے ہمراہ روانہ ہوئے اور بریلی کے پلیٹ فارم کے جلوس اور جلسہ عام میں شرکت کی ہجوم بے پناہ تھا۔ بڑا جوش پھیلا ہوا تھا۔ دوسرے دن صبح ناشتے پر قائداعظم سے ایک ہی میز پر بدایوں کے ممبران مسلم لیگ کو شرف ملاقات حاصل ہوا۔ اس احقر کو مولوی عزیز احمد خاں، مولوی ابو طاہر اور مولوی اکرام عالم

کی عنائت سے قربت کا شرف حاصل ہوا اور مختصر گفتگو ہوئی (ایضاً ص ۷۲)

مولانا عبدالماجد تو پاکستان بننے سے پہلے ہی اللہ کو پیارے ہو چکے تھے۔ مگر اُن کے دست راست یعنی برادر خورد مولانا عبدالحامد بدایونی نے اور ان کے گھرانے کے سرپرست عبدالصمد نے بہت کام کیا۔ موخر الذکر کرنے تعلیم اسی گھرانے سے پائی تھی تحریک آزادی کے زمانے سے سرگرم رہے تھے۔ ہم نے ان کو اس زمانہ میں بھی دیکھا تھا جب مولانا محمد علی جوہر مع محترمہ بی بی اماں بدایوں آئے تھے اور بی بی اماں نے مولانا عبدالقدیر کے مکان میں قیام کیا تھا اور مولانا عبدالصمد جلسہ کے انتظام میں کام کے علاوہ خود بھی تقریریں کرتے تھے۔ خدمت کے عوض کبھی کسی چیز کے طالب نہیں ہوئے خودار تھے معلمی وغیرہ سے اپنا اور بچوں کا گزارہ کرتے تھے۔ بعدازاں پاکستان آگئے اور یہیں مرحوم ہوئے یہاں بھی فعال کردار ادا کرتے رہے مگر دولت اور جائیداد نہیں بنائی زندگی عزت میں ہی گزاری وہ ایثار اور قربانی کی مثال تھے (ایضاً ص ۷۶)

مولانا عبدالحامد تو پاکستان کی تحریک کے روح گرداں تھے قائداعظم کے معتبرین میں سے تھے جب سرحد کے عبدالغفار خان (سرحدی گاندھی) نے پاکستان کی مخالفت میں اپنی قوم والوں کو اُکسایا اور خطرہ ہونے لگا کہ صوبہ سرحد پاکستان میں شامل نہیں ہوگا۔ تو مولانا موصوف نے بذات خود سرحد جا کر نہایت پر جوش تقریریں کیں اور سرحدی اراکین سے گفتگو کر کے سرحد ریفرنڈم کامیاب کرایا۔ ان کا اثر بمبئی کی میمن برادری پر خوب تھا بڑی تعداد میں مولانا موصوف کی مرید تھی عالمِ دین بھی تھے۔ ان کو فاتحہ سرحد کا خطاب صحیح دیا گیا تھا۔ کراچی میں رہائش تھی۔ ایک جدید دارالعلوم قائم کیا۔ جو اب کالج ہو چکا ہے۔ (ایضاً ص ۷۲)

مولوی نہال الدین تو اچھے وکیل ہی نہ تھے بلکہ اچھے سیاست دان بھی تھے۔ ان کی اہلیت کے پورے ضلع کے مسلمان و نیز ہندو معترف تھے اکثر ہندو مسلم تنازعات میں بڑی ذہانت سے ثالثی کرتے تھے صوبائی اسمبلی کے ممبر تھے۔ تقسیم کے بعد بدایوں میں رہے۔ مزاج کے خوش تھے۔ قانون پر اچھا عبور تھا۔ تحریکِ پاکستان میں گاؤں گاؤں، قریہ قریہ جا کر اس کی اہمیت بتاتے تھے۔ لگرالہ علا پور وغیرہ کے کافی بڑے کاشتکاران کے معترف تھے اور تحریک میں مدد کی تھی۔ (ایضاً ص ۷۶)

مولوی اکرام عالم وکیل جہاں تک مجھے علم ہے کیسی سیاسی پارٹی کے ممبر نہیں تھے۔ بڑے قابل وکیل دیوانی قانون کے تھے۔ بدایوں کے ہندو مسلمان اور حکام ضلع کی بڑی قدر کرتے تھے تحریک پاکستان کے حامی تھے (ایضاً ص ۷۷-۷۶)

مولوی ابوالحسن (چیئرمین) تحریکِ پاکستان کے بڑے حامی و مددگار تھے۔ مسلم لیگ کے جلسہ وجلوس میں بھی اکثر شریک ہوئے۔ بڑے منظم اور بڑی صلاحیت کے حامل تھے (ایضاً ص ۷۷)

مولانا عبدالحامد بدایوں رحمۃ اللہ علیہ جو مسلم لیگ کے مرکزی لیڈر تھے وہ جامع مسجد شمس میں مسلمانان بدایوں کو مسلم لیگ کے پیغام

سے اپنی شریں تقاریر سے روشناس کراتے لوگ بڑی تعداد میں ان کی تقاریر سننے اور جوش وولولہ سے سرشار ہو کر بٹ رہے گا پاکستان ہندوستان بن کے رہے گا پاکستان کے فلک شگاف نعرے لگاتے شہری مسلم لیگ کے زعماء جناب خواجہ نظام الدین رحمت اللہ علیہ مولوی عبدالصمد مقتدری رحمت اللہ علیہ اور مولوی مشفع احمد وکیل مرحوم حکیم فضل الرحمن (پاکی) مرحوم محمد اختر غزنوی مرحوم اور دوسرے حضرات اس جدوجہد میں شہری مسلم لیگ کے پلیٹ فارم سے مسلمانان بدایوں کی قیام پاکستان کی جدوجہد میں رہنمائی کرتے تھے (ایضاً ص ۷۹)

مولانا حکیم محمد رمضان قادری (   ) نے تحریک پاکستان کے دوران قصبہ شاہ پور ضلع گورداس پور میں باوجودیکہ سکھوں اور ہندوؤں کا زور تھا پرائمری مسلم لیگ قایم کی جسکا نام مصلحتاً انجمن تنویر الاسلام رکھا نیشنل گارڈ قائم کر کے غلامان رسول ﷺ رکھا آپ جمعہ کے خطبات کے علاوہ پبلک جلسوں میں مسلم لیگ کے امیدواروں کے حق میں تقاریر کرتے رہے چنانچہ ان سرگرمیوں کی بنیاد پر سکھوں اور ہندوؤں نے آپکو فسادی کے نام سے پکارا اور آپکے قتل کے لیے پانچ ہزار روپے مقرر کیے (محمد صدیق ہزاروی) مولانا: تعارف علما اہلسنت مکتبہ قادریہ لاہور ۱۹۷۱ص ۱۰۷ ماہنامہ کنزالایمان لاہور اگست ۱۹۹۵ تحریک پاکستان نمبر ص ۱۷۳)

حضرت علامہ مفتی مظہر اللہ نقشبندی (۱۸۸۶ء۔ ۱۹۶۶ء) روزنامہ نئی روشنی (کراچی) نومبر ۱۹۶۶ء کے اداریہ نگار لکھتے ہیں کہ حضرت علامہ مفتی مظہر اللہ بظاہر ایک گوشہ نشین بزرگ تھے لیکن جن لوگوں کو ان کا تقرب حاصل تھا یا ان کی دینی خدمات مخلصانہ سے واقف تھے وہ جانتے ہیں کہ دہلی میں کانگرسی علما کے فتاویٰ شرکت کانگرس کے جواب میں استدلال شرعی سے موالات بالکفار کی نفی فرما کر تحریک مسلم لیگ احیائے پاکستان کو بڑا فروغ دیا۔ اور لاکھوں مسلمانوں کی ذہنی وفکری رہنمائی فرمائی (محمد مسعود احمد پروفیسر: حیات مظہری مدینہ پبلشنگ کمپنی کراچی ۱۹۷۴ص ۱۳۱ ماہانہ کنزالایمان لاہور اگست ۱۹۹۵ص ۱۷۷) ہفت روزہ افق کراچی ۲۴ تا ۳۰ جولائی ۱۹۷۸ص ۴)

مولانا سلیم اللہ صاحب (۱۹۹۵ء) قیام پاکستان سے کچھ عرصہ پہلے دارالعلوم حزب الاحناف لاہور کے فارغ التحصیل ایک نوجوان عالم دین نے مصری شاہ کی سفید مسجد کو اپنا مرکز بنایا اس عالم دین کو محراب ومنبر سے ہٹ کر عملی زندگی میں کام کرنے کا بڑا جوش تھا یہ مسلم لیگ کے ساتھ اُس وقت وابستہ ہو گے جب مسلم لیگ کو لیڈروں کے علاوہ نوجوانوں کی ضرورت تھی مولانا سلیم اللہ مسجد کے محراب ومنبر سے نکل کر سبز وردی زیب تن کرتے اور مسلم لیگ کا جھنڈا اُٹھائے مسلم نیشنل گارڈ کی قیادت کرتے۔۔۔۔ان دنوں مسلم لیگ کو خاکی وردیوں میں خاکسار بیلچہ اٹھائے تنگ کرتے احرار سرخ وردیوں میں کلہاڑیاں اُٹھائے ڈراتے سکھوں کے اکالی نیلے لباس میں اپنی کرپانوں اور کڑوں کو لہراتے کانگرس کے ہندو نوجوان بھی دانت مسلم لیگ پر پیستے دیکھائی دیتے ان حالات میں نیشنل گارڈ لاہور کے شمالی ونگ کے سالار مولانا سلیم اللہ اپنے سبز پوش جیش کو لے کر نکلتے تو لوگ دیکھتے رہ جاتے۔ تحریک پاکستان میں تشدد کا تو پکڑ دھکڑ شروع ہوئی۔ آنسو گیس اور لاٹھی چارج برسنے لگے۔ مولانا

سلیم اللہ ان تمام حملوں کی زد میں ہوتے۔ خضر حکومت نے تو کبھی ذکر نہیں کیا۔ مگر ان کے ساتھ کوڑے کھانے والے ساتھی بتاتے ہیں کہ مولانا سلیم اللہ پر جس قدر کوڑے برسائے گے اگر یہ پیپلز پارٹی کے ہوتے تو آج نیو گارڈن لاہور میں چار کمرشل پلاٹوں کے مالک ہوتے۔ افسوس مسلم لیگی اقتدار نے ایسے لوگوں کو کبھی نہیں نوازا (ماہنامہ جہان رضا لاہوری ۱۹۹۴ ص ٦٦) تحریک پاکستان میں علماء کا کردار از علامہ جلال الدین ڈیروی ص ۱۴۵۔۱۴۶) ماہنامہ کنز الایمان لاہور اگست ۱۹۹۵ء ص ۱۷۹)

نوائے وقت کے بانی حمید نظامی مرحوم لکھتے ہیں دروغ برگردن راوی ڈان کے خاص نام نگار نے دلچسپ واقعہ لکھا ہے کہ وزیر اعلیٰ پنجاب نے خواجہ قمر الدین سجادہ نشین سیال شریف کو خط لکھا کہ آپ مسلم لیگ کی مدد نہ کریں۔ کیونکہ اس کا لیڈر جناح شیعہ ہیں۔ پیر صاحب نے وزیر اعلیٰ کو یہ جواب دیا کہ آپ کے لیڈر سر چھوٹو رام کون سے اہلِ سنت و جماعت ہیں۔ نظامی صاحب نے مزید تبصرہ کیا کہ مسٹر جناح پر جمعیت علمائے ہند کے بعض بزرگوں کو یہ اعتراض ہے کہ وہ داڑھی نہیں رکھتے۔ لیکن انہوں نے یہ کبھی نہیں سوچا کہ ان کے شیخ الاسلام حضرت گاندھی کے چہرہ چھوڑ کر سر پر بھی کوئی بال نہیں۔ (محمد اکرم پروفیسر: حیات شیخ الاسلام مکتبہ چشتیہ قادریہ گوجرانوالہ ۱۹۸۴ء ص ۳۹)

شمس العارفین سراج حضرت پیر سید نور الحسن شاہ بخاری حضرت کیلیانوالہ شریف (1889-1952ء) دو قومی نظریہ کے زبردست حامی اور مؤید تھے یہی وجہ تھی کہ آپ کانگرس اور احراری لیڈروں کے مسموم اثرات کے ازالے کے لیے کوشاں رہے۔ چنانچہ ایک مرتبہ مشہور احراری لیڈر ملک لعل خاں سے دوران گفتگو فرمایا فرمان مولیٰ کریم ہے اِنَّمَا وَلِیُّکُمُ اللّٰہُ وَرَسُوْلُہٗ وَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْا یعنی حقیقتاً تمہارے دوست اور سرپرست اللہ تعالیٰ اس کے رسول اور ایماندار بندگان خدا ہیں ایک مسلمان کے لیے تو یہی پیشوا اور رہنما ہیں۔ ان کے فرمان تو عرض کر ہی دیئے اب ان کے سوا آپکو گاندھی اور نہرو کا فرمان واجب العمل ہوگا۔ جو سوائے جہنم کے ہمیں کسی راستے پر نہیں لیجا سکتا (منیر حسین جو کالوی سید: اشراح الصدور بتذکرہ النور ص ۱۶۴ محمد عبد الحکیم شرف قادری موانا: تذکرہ اکابر اہلسنت مطبوعہ لاہور ۲۰۰۰ء ص ۵۵۲-۵۵۲)

حضرت پیر سید نور الحسن شاہ بخاری علیہ الرحمہ کی مسلم لیگ کی حمایت کا ایک اور واقعہ ملاحظہ ہو۔ ان کا گاؤں حضرت کیلیانوالہ شریف وزیر آباد میں ہے یہاں سے مسلم لیگی امیدوار صلاح الدین صاحب تھے ان کے مقابلے پر راجہ وزیر آبادی تھے راجہ صاحب وزیر آبادی پھل اور تحائف لے کر آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور دعا کے لیے عرض کی آپ نے فرمایا اللہ کرے تو کامیاب نہ ہو کامیاب نہ ہو، کامیاب نہ ہو وہ چونکہ مسلم لیگ کا مخالف تھا۔ تین دفعہ آپ اس کی ناکامی کے لیے کہا چنانچہ وہ چوہدری صلاح الدین کے مقابلے میں تین دفعہ کھڑا ہوا ہر دفعہ ناکام ہوا آپ نے ہر دفعہ صلاح الدین کی حمایت کی (ماہنامہ ضیائے قمر گوجرانوالہ دسمبر ۱۹۹۲ء حضرت کیلیانوالہ شریف نمبر ص ۲۷ ماہنامہ کنز الایمان لاہور اگست ۱۹۹۵ء تحریک پاکستان نمبر ص ۲۰۴)

علامہ خلیل اشرف اعظمی قادری لکھتے ہیں مجھے اچھی طرح یاد ہے کہ تحریک پاکستان کے دوران یہ اعتراض کیا جاتا تھا کہ محمد علی جناح کوٹ پتلون پہنتے ہیں انگریزی بولتے ہیں۔ انگریزوں کے ساتھ اٹھتے بیٹھتے ہیں لہٰذا ان کا ساتھ نہیں دینا چاہیے جمعہ کا دن تھا۔ حضرت مولانا غلام یزدانی علیہ الرحمہ جو حضرت صدر الشریعہ علیہ الرحمہ (خلیفہ اعلیحضرت علیہ الرحمہ) کے شاگرد تھے تقریر فرمارہے تھے اور ان کا بیان یہ تھا کہ ہمیں بہرصورت قیام پاکستان کی حمایت کرنی چاہیے لوگ محمد علی جناح پر اعتراجات کرتے ہیں اگر وہ صحیح بھی ہوں تو کچھ فرق نہیں پڑتا محمد علی جناح مسلمانان ہند کے وکیل ہیں امیر المومنین نہیں ہیں انہوں نے ایک اچھے کام کا اقدام کیا ہے دنیا میں ایک اسلامی سلطنت کے قیام کی جدوجہد کر رہے ہیں جہاں لا الہ الا اللہ کا پیغام گونجے گا کسی نے دوران تقریر ہی میں پوچھ لیا کہ حضرت ہمیں اس سے کیا فائدہ ہوگا تو آپ نے برجستہ فرمایا کہ اسلام کا فائدہ ہمارا فائدہ ہے چاہے وہ کہیں بھی کسی خطہ میں کیوں نہ ہو کیا یہ کم فائدہ ہے کہ ہمارے کئی کروڑ مسلمان بھائی آزاد حکومت میں اسلام کے پرچم کے نیچے امن وسکون کا سانس لے سکیں گے اگر ہماری قربانیوں سے ہمارے مسلمان بھائیوں کو فائدہ پہنچے تو اس سے اچھی بات کیا ہو سکتی ہے۔ ہمیں ہر صورت ہر قسم کی قربانی کے لیے تیار رہنا چاہیے پھر آپ نے فرمایا کہ یہ لوگ محمد علی جناح کا ساتھ دینے پر اس لیے معترض ہیں کہ محمد علی سچے پکے باشرع مسلمان نہیں ہیں میں کہتا ہوں پھر گاندھی نہرو دلبھ بھائی پٹیل کا ساتھ کیوں دیا جارہا ہے کیا یہ سچے پکے خدا پرست مسلمان ہیں کیا انہوں نے بت پرستی سے توبہ کرلی ہے انہوں نے دھوتی چوٹی کو خیر باد کہہ دیا ہے کیا انہوں نے وید گیتا کو چھوڑ کر قرآن خوانی شروع کردی اور کسی شیخ الہند اور شیخ الحدیث کے ہاتھ پر بیعت ہوگئے ہیں قرآن کریم کے ارشاد کے مطابق شرک بت پرست بہرصورت مسلمانوں کے دشمن ہیں اور عیسائی مسلمانوں کے قریب ہیں (خلیل اشرف اعظمی مولانا: پاک وہند کی چند اسلامی تحریکیں اور علمائے حق مطبوعہ لاہور ص ۱۴۲۔ ماہنامہ ضیائے حرم لاہور اگست ۱۹۹۷ء ص ۱۸۳۔ ۱۸۴)

تحریک پاکستان کے کے دوران قائداعظم دو مرتبہ مسلمانان بریلی کی دعوت پر بریلی بھی گئے آپ کا پرجوش استقبال کیا گیا۔ ۱۷ مارچ ۱۹۳۹ء کو علی گڑھ سے واپسی پر مسلمانان بریلی کی دعوت پر مسلم لیگ کے تنظیمی دورے پر بریلی شریف تشریف لائے تو بدایوں شاہجہاں پور مراد آباد اور قرب وجوار کے ہزارہا مسلمان بریلی پہنچ گئے۔ مولانا حکیم قاری احمد پیلی بھیتی ۱۹۱۱۔ ۱۹۷۶ء) علیہ الرحمہ صدر سٹی مسلم لیگ پیلی بھیت صدہا کارکنون کے ہمراہ پرجوش استقبال کے لیے بریلی شریف تشریف لائے رات کے عظیم الشان جلسہ میں گورنمنٹ ہائی سکول بریلی کے ہیڈ ماسٹر مولوی بنے خاں رام پوری نے قائداعظم کی شان میں فارسی کی ایک نظم پڑھی جس کے چند اشعار یہ ہیں:

جناح کی آمد بریلی، رابہار اندر بہار آمد
برائے پیشوائی صد ہزار اندر ہزار آمد

☆☆☆

ہجوم عاشقاں دیدار جو درکوچہ و برزن
بہ شہر تشنہ کامان محبت جوئے بار آمد

☆☆☆

ہزاراں سال پاشد تازہ و خرم بہار ما
بریلی راہ بہار بے خزاں یادگار آمد

۱۹۴۲ء کو جب دوبارہ قائداعظم بریلی تشریف لائے تو شاندار طریقہ سے آپ کا جو استقبال ہوا وہ یادگار اور تاریخی تھا دور دور سے لوگ قائداعظم کے استقبال کے لیے بریلی امڈ آئے تھے بریلی اسٹیشن سے آٹھ دس میل تک لوگ چاند تارہ بنی ہری ہری جھنڈیاں ہاتھوں میں لیے ریلوے لائن کے دونوں جانب کھڑے تھے بریلی اسٹیشن پر اپنے قائد کو دیکھنے کے لیے لوگ دیوانہ وار ٹوٹ پڑے ہجوم اتنا زیادہ تھا کہ غیر معمولی وزن کے باعث ریلوے کا آہنی پل ٹوٹ گیا اور ریلوے اسٹیشن کا سارا نظام بگڑ گیا رات کو ایک لاکھ کے مجمع میں قائداعظم نے تقریر کرتے ہوئے بریلی کا شکریہ ادا کیا تحریک پاکستان میں علماء اہلسنت بالخصوص خلفاء امام احمد رضا اور مسلمانان بریلی کا کردار اب کسی سے پوشیدہ نہیں ہے مسلمانان ہند کی خدمات کا اعتراف کرتے ہوئے قائداعظم نے اکتوبر ۱۹۴۲ء میں فرمایا تھا کہ ہندوستانی مسلمانوں کا پاکستان بنانے میں بڑا حصہ ہے۔ ہم انہیں بھلا نہیں سکتے "مخلصا" (محمد منور۔ پروفیسر: کردار پر بہار کی پیکار کامگار مشمولہ مجلہ اوج لاہور قرارداد پاکستان گولڈن نمبر ۱۹۹۱ء ص ۴۶۶)

۲۳ مارچ ۱۹۴۰ء کو لاہور میں قرارداد مقاصد کی منظوری سے قبل جسے بعد میں قرارداد پاکستان کہا گیا خلیفہ امام احمد رضا مولانا عبدالعلیم صدیقی علیہ الرحمہ نے مسلمانوں کو مشورہ دیا کہ وہ مسلم لیگ اور مسٹر جناح سے سیاسیات کا کام لیں کیونکہ فی زمانہ علماء کرام یورپین سیاسیات اور ہندوستان کے غیر مسلموں خصوصاً ہندوؤں کی ڈپلومیٹک دسیسہ کاریوں کو سمجھنے سے قاصر ہیں موجود زمانے میں ہندوستان کے اندر آئینی جنگ ہو رہی ہے۔ اس جنگ میں وہی مسلمان کامیاب ہو سکتا ہے جو انگریزوں اور کانگریسیوں دونوں کے ہتھکنڈوں سے بخوبی واقف ہو (خواجہ رضی حیدر شاہ عبدالعلیم اور ان کی سیاسی جدوجہد مشمولہ مجلہ منارہ نور کراچی نومبر ۱۹۸۰ء ص ۲۷)

امام احمد رضا علیہ الرحمہ کے خلیفہ مفتی محمد برہان الحق جبل پوری نے اجلاس مسلم لیگ جنوری ۱۹۴۰ء بمقام جبل پور اپنے صدارتی خطبہ کے آخر میں فرمایا: "آخر میں میں دعا کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ ہمارے صدر اعظم قائد المسلمین سلطان زعما الہند مسٹر محمد علی جناح کی عمر میں ہمت میں عزم و استقلال میں صلاح و ہدایت کے ساتھ برکت و قوت عطا فرمائے اور ہمیں ان کی آواز پر لبیک کہتا ہوا ان کے لائحہ عمل کو جامہ عمل پہنانے کی

توفیق بخشے۔ (محمد برہان الحق جبلپوری مفتی: تحریک پاکستان کی ایک اہم دستاویز مطبوعہ لاہور ۱۹۸۶ء ص ۱۵)

حضرت مولانا حافظ محمد علی چشتی (۱۳۹۶ھ ۱۹۷۶ء) نے تحریک پاکستان میں خواجہ قمر الدین سیالوی علیہ الرحمہ کے ہمراہ تحریک پاکستان میں بھرپور حصہ لیا اور پاکستان مسلم لیگ کے ہر اہم اجلاس میں شریک ہوئے حضرت قائداعظم رحمۃ اللہ علیہ سے براہ راست خط و کتابت تھی جب تحریک پاکستان کے سلسلے میں خواجہ قمر الدین سیالوی نے گرفتاری پیش کی تو حکومت کو انتہائی دشواری پیش آئی آپ کی انتہائی منت سماجت کی گئی مگر آپ نہ مانے اس دوران حضرت مائی صاحبہ نے مولانا محمد علی چشتی کو پیغام بھیجا کہ تم جیل سے کسی طرح خواجہ صاحب کو نکال لاؤ اس وقت مولانا محمد علی چشتی نے حضرت مولانا حافظ سدید الدین معظم آبادی رحمۃ اللہ علیہ کے ہمراہ خواجہ صاحب کو بڑے عجیب طرح سے رضامند کر کے سیال شریف واپس لائے ۷ دسمبر ۱۹۴۸ء کو صوبائی مسلم لیگ کونسل کے ممبر منتخب ہوئے اور کونسل کو اپنے قیمتی مشوروں سے آگاہ کرتے رہے ۶۳۔۱۹۶۲ء میں مسلم لیگ سرگودھا کی تنظیمی سب کمیٹی کے ممبر رہے (فوز المقال فی خلفاء پیر سیال جلد سوم ص ۷۲۶۔۷۲۷)

حضرت میاں عبدالحمید (۱۹۷۷ء) وادی سون میں تحریک پاکستان کے دو روشن نام جن کی انتھک محنت نے لوگوں میں ایک آزاد وطن کے حصول کا جذبہ بیدار کیا اور انہیں مسلم لیگ کے پلیٹ فارم پر جمع کیا حضرت میاں عبدالحمید اور حضرت مولانا محمد علی رحمۃ اللہ علیہما یہ دونوں حضرات بارگاہ سیال شریف سے مجاز تھے اور آپس میں محبت ومودت کا انمٹ تعلق رکھتے تھے۔ ۱۹۴۶ء کے عام انتخابات میں نواب زادہ ملک محمد ممتاز ٹوانہ مسلم لیگ کا امیدوار تھا وادی سون کا علاقہ ان کے حلقہ انتخاب میں تھا۔ حضور شیخ الاسلام خواجہ قمر الدین سیالوی نے حضرت میاں عبدالحمید کو ایک خط تحریر کیا جس میں لکھا کہ ٹوانہ صاحب کی جیت اسلام کی جیت ہے اور ان کی شکست اسلام کی شکست ہے اس لیے ان سے ہر ممکن تعاون کیا جائے اپنے متعلقین کو حکم دیں کہ وہ مسلم لیگ کو ووٹ دیں حضرت میاں عبدالحمید نے شیخ کامل کے حکم کی تعمیل کی لوگوں کے سامنے مسلم لیگ اور کانگرس کے منشور کا تقابلی جائزہ پیش کیا انہیں بتایا کہ اگر تم بھرپور مذہبی ومعاشرتی زندگی گزارنا چاہتے ہو اور ہندوؤں اور انگریزوں کے پنجہ استبداد سے نجات حاصل کرنا چاہتے ہو تو اس کا ایک ہی حل ہے اپنا آزاد ملک یعنی پاکستان ٹوانہ کی حمایت میں نوشہرہ کی عیدگاہ میں ایک انتخابی جلسہ کیا جس کی صدارت خواجہ قمر الدین سیالوی نے فرمائی یہ جلسہ وادی سون میں تاریخ کا پہلا جلسہ تھا لاکھوں کی تعداد میں لوگوں نے شرکت کی حضرت میاں عبدالحمید کا لوگوں سے مؤثر رابطہ اور مخلصانہ کوششیں رنگ لائیں مجمع نے متفق الرائے ہو کر خواجہ صاحب کی آواز پر لبیک کہا اور مسلم لیگی نمائندہ کی حمایت کا وعدہ کیا یہ وعدہ زبانی نہیں تھا لوگوں نے انتخابات میں اس کا عملی ثبوت دیا وادی سون کو یہ اعزاز حاصل ہے کہ اس کے انتخابی مراکز سے مسلم لیگی امیدواروں کے لیے ۹۹ فیصد ووٹ شمار کیے گئے (فوز المقال فی خلفائے پیر سیال جلد سوم ص ۷۵۷۔۷۵۸)

حضرت مولانا ظہور احمد بگوی (۱۳۶۴ھ۔ ۱۹۴۵ء) نے ہر دور میں مسلم لیگ کو علاقے میں منظم کیا تحریک خلافت میں حکیم عبدالمجید

سیفی مرحوم آپ کے خصوصی معتمد تھے آپ نے ضلع سرگودھا کے گاؤں میں خلافت کی مجالس قائم کیں ان میں خداداد صلاحیتوں اور قابلیتوں کی اتنی کثرت تھی کہ جوان کو چھو گیا کندن ہو گیا بقول ملک محمد اقبال ایڈووکیٹ جامع مسجد بصیرہ کے مولوی ظہور احمد بگوی صاحب بڑے اثر و رسوخ کے مالک تھے اور انہوں نے بھی تحریک میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیا مگر افسوس تحریک کے جوبن پر آنے سے قبل مولانا ظہور احمد بگوی فوت ہو گئے نواب محمد حیات قریشی مرحوم ۱۹۴۵ء میں ایک خط میں تحریک پاکستان کی کامیابی کے لیے درخواست کرتے ہیں اور جلسہ سالانہ حزب الانصار پر خود نہ آسکنے کی معذرت کے علاوہ اس اجتماع میں نظریہ پاکستان کی تشریح و وضاحت اور عملی اعانت کے لیے بھی تحریک کرتے ہیں اس کے علاوہ مشہور مسلم لیگی کارکن اور مخلص رہنما مولانا ظہور احمد بگوی کو مطلع کرتے ہیں کہ انہیں ضلعی مسلم لیگ تنظیم میں نائب صدر اور متحدہ پنجاب کی صوبائی مجلس عاملہ میں رکن منتخب کر لیا ہے (فوز المقال فی خلفاء پیر سیال جلد سوم ص ۷۸۲۔ ۷۸۳)

حضرت مولانا قاری احمد حسین فیروز پوری (۱۳۷۹ھ/ ۱۹۶۰ء) نے تحریک پاکستان اور جہاد کشمیر میں بڑی سرگرمی سے حصہ لیا اور اہل اسلام کو اپنے مسحور کن بیانات سے تائید پاکستان اور مسلم لیگ کی حمایت پر آمادہ کیا (عبدالحکیم شرف قادری: تذکرہ اکابر اہلسنت ص ۴۰)

فقیہ العصر مولانا مفتی اعجاز ولی خان رضوی (۱۳۹۳ھ/ ۱۹۷۳ء) ۱۹۳۷ء ہی سے تحریک مسلم لیگ کی حمایت و اعانت فرماتے رہے۔ ۱۹۴۰ء میں جب لاہور میں قرارداد پاکستان منظور ہوئی تو آپ نے اس کی حمایت میں دارالافتاء بریلی سے فتویٰ جاری کیا ۱۹۴۵ء میں مشرقی پنجاب کا دورہ کر کے پاکستان کے لیے فضا ہموار کی (تذکرہ اکابر اہلسنت ص ۶۴)

مجاہد ملت حضرت مولانا سید حامد جلالی (۱۳۹۳ھ/ ۱۹۷۳ء) ۱۹۳۶ء میں مسلم لیگ میں شامل ہوئے اور اپنا تن من دھن تحریک پاکستان کی کامیابی کے لیے وقف کر دیا اتحاد عالم اسلامی کے زبردست داعی مجلس اتحاد عالم اسلامی کے صدر اور جمعیت علماء پاکستان کے سرپرست تھے قیام پاکستان کے بعد ماہنامہ اذان جاری کیا اور آخر میں ماہنامہ عرفان نکالا (تذکرہ اکابر اہلسنت ص ۱۲۷) تحریک پاکستان میں علماء و مشائخ کا کردار از محمد صادق قصوری مطبوعہ لاہور ۲۰۰۸ء

فخر سادات حضرت مولانا پیر سید سردار احمد شاہ گڑھی اختیار خاں (۱۳۵۱ھ/ ۱۹۳۱ء) تکمیل علوم کے بعد غوث وقت حضرت مولانا عبداللہ قدس سرہ (بھرچونڈی شریف) کے دست مبارک پر بیعت ہوئے اور تھوڑے ہی عرصہ میں خلافت سے سرفراز ہوئے آپ کی فضیلت علمی کے پیش نظر شیخ و مرشد کے صاحبزادے حضرت مولانا پیر عبدالرحمن تعلیم و تربیت کے لیے آپ کے سپرد کئے گئے حضرت پیر عبدالرحمن کی دینی و ملی خدمات اور تحریک پاکستان میں تاریخی کردار آپ ہی کے فیض تربیت کا نتیجہ تھا (تذکرہ اکابر اہلسنت ص ۱۵۷)

حضرت مولانا عبدالواحد عثمانی بدایونی (۱۳۹۵ھ/ ۱۹۷۵ء) نے کچھ دنوں ماہنامہ "المنظور" بدایوں سنبھالا پھر مولانا مظہر الدین شیر

کوٹی مالک و مدیر سہ روزہ "الامان" دہلی نے انہیں اپنے پاس بلا لیا اور الامان کی ادارت ان کے سپرد کر دی ان دنوں تحریک پاکستان بڑے زور و شور سے جاری تھی مولانا عبدالواحد نے الامان اور دیگر جرائد و اخبارات میں مضامین لکھے اور شد و مد سے نظریہ پاکستان کی حمایت کی قیام پاکستان تک دہلی میں رہے پھر وہاں سے بدایوں اور پھر کراچی آ گئے لالوکھیت میں خاموشی اور گمنامی سے وقت بسر کیا (تذکرہ اکابر اہلسنت ص ۲۷۷)

مولانا غلام الدین (۱۳۹۰ھ/۱۹۷۰ء) جمعیت علماء پاکستان کے قیام اور تحریک پاکستان میں قابل قدر خدمات انجام دیں۔ (تذکرہ اکابر اہلسنت ص ۲۹۵)

حضرت مولانا مفتی غلام معین الدین نعیمی (۱۳۹۱ھ/۱۹۷۱ء) صدر الافاضل مولانا سید نعیم الدین مراد آبادی علیہ الرحمہ کی قیادت میں تحریک پاکستان کے لیے سرگرمی سے کام کیا ایک عرصہ تک آل انڈیا سنی کانفرنس کے منصرم رہے (تذکرہ اکابر اہلسنت ص ۱۳۶۱)۔

حضرت مولانا سید فتح علیشاہ قادری (۱۳۷۷ھ/۱۹۵۸ء) ۱۹۳۵ء میں مسجد شہید گنج کی تحریک میں امیر ملت کی قیادت میں شاہی مسجد لاہور کے تاریخی اجلاس میں شریک ہوئے۔ ۱۴ کتوبر ۱۹۳۹ء کو مراد آباد میں مولانا حامد رضا خاں بریلوی کی صدارت میں موتمر کا اجلاس ہوا آپ علماء سیالکوٹ کے ساتھ اس عظیم الشان اجلاس میں شریک ہوئے قصبہ قصبہ گاؤں گاؤں نظریہ پاکستان کی تبلیغ کی اور قیام پاکستان کے بعد مہاجرین کی آبادکاری کے لیے زبردست جدوجہد فرمائی ۱۹۵۳ء میں سیالکوٹ میں تحریک ختم نبوت کو بڑی کامیابی سے چلایا غرض یہ کہ ملک و ملت کی بہتری کے لیے جو تحریک بھی اٹھی حضرت شاہ صاحب نے دل و جان سے اس کے لیے کام کیا (تذکرہ اکابر اہلسنت ص ۳۶۷۔۳۶۸)

فرید العصر مولانا فرید الدین بھوئی کیمبل پور (۱۳۹۲ھ/۱۹۷۲ء) بنیادی طور پر عالم دین صوفی اور مدرس تھے اس لیے سیاست سے زیادہ لگاؤ نہ تھا لیکن دو مواقع ایسے آئے کہ آپ سرگرم سیاست ہوئے ۱۹۴۶ء کے انتخابات کے موقع پر آپ نے مسلم لیگ کی پرزور حمایت کی اور دوسرے دوستوں کو بھی یہی تبلیغ کی جب کانگرسی ذہن کے مولوی قائداعظم پر تنقید کرتے تو فرماتے: "اس وقت کفر اور اسلام کا مقابلہ ہے قائداعظم ایک مسلمان ہے اور اسلام کا نمائندہ ہے جبکہ گاندھی کافر ہے اور کفر کا نمائندہ ہے اس لیے اس موقع پر قائداعظم کا ساتھ دینا اسلام کا ساتھ دینا ہے اور گاندھی کا ساتھ دانستہ یا نادانستہ طور پر کفر کا ساتھ دینا، دوسرا موقع ۱۹۵۳ء میں آیا جب ناموس رسالت کے تحفظ کی خاطر مرزائیوں کے خلاف تحریک ختم نبوت شروع ہوئی (تذکرہ اکابر اہلسنت ص ۳۷۷)

صدر المشائخ مولانا فضل عثمان فاروقی مجددی (۱۳۹۳ھ/۱۹۷۳ء) نے تحریک پاکستان کی جماعت میں تمام مریدوں کو خاص ہدایات جاری کیں چنانچہ آپ کی تحریک پر قبائلی اور پوبندہ افغانوں نے کشمیر کے محاذ پر بڑھ چڑھ کر حصہ لیا قیام پاکستان کے بعد افغانستان اور پاکستان کے درمیان بعض عناصر کے پیدا کردہ اختلافات کو ختم کرنے کے لیے آپ نے مسلسل جدوجہد کی اور یہ کوشش تاحیات جاری رکھی

6

(تذکرہ اکابر اہلسنت ص ۳۸۵، ہفت روزہ افق کراچی ۱۷ تا ۲۲ دسمبر ۱۹۷۹ء ص ۶)

مفسر جلیل تاج العلماء مولانا مفتی محمد عمر نعیمی (۱۳۸۵ھ/ ۱۹۶۶ء) نے آل انڈیا سنی کانفرنس کے ناظم کی حیثیت سے نمایاں خدمات انجام دیں ۱۹۴۶ء میں بنارس کے تاریخی اجلاس میں تحریک پاکستان کی پرزور تائید فرمائی۔ (تذکرہ اکابر اہلسنت ص ۴۹۶)

حضرت مولانا مشیت اللہ قادری (۱۳۷۹ھ/۱۹۵۹ء) تحریک پاکستان کے زبردست مؤید تھے (تذکرہ اکابر اہلسنت ص ۵۲۱)

حضرت مولانا مفتی محمد مظفر احمد (۱۳۹۸ھ/ ۱۹۷۱ء) ۱۹۴۷ تک دہلی میں امامت اور افتاء کے فرائض بحسن وخوبی انجام دیئے رہے مسلم لیگ میں شامل ہوکر تحریک پاکستان کے لیے گرانقدر خدمات انجام دیں۔ (تذکرہ اکابر اہلسنت ص ۵۲۳)

شیخ طریقت مولانا حافظ سید مغفور القادری (۱۳۹۰ھ/ ۱۹۷۰ء) تحریک پاکستان سے پاکستان اور پھر پاکستان کو ایک حقیقی اسلامی مملکت بنانے کی ہر تحریک میں پیش پیش رہے حضرت پیر عبدالرحمن برچونڈی شریف کی معیت میں جماعت احیاء اسلام قائم کی دوقومی نظریے کی بھرپور تائید کی اور کانگرس کا طلسم توڑ کر رکھ دیا شکار پور سندھ سے ایک اخبار الجماعۃ جاری کیا اور جلسے جگہ جگہ کر کے رائے عامہ کو مسلم لیگ کے حق میں ہموار کیا۔ ۱۹۴۶ء میں سندھ کے نمائندہ کی حیثیت سے ایک سو افراد کے ہمراہ آل انڈیا سنی کانفرنس بنارس میں شرکت کی اور کانفرنس کی خصوصی میٹنگوں میں شریک ہوئے لیکن اس کا کیا علاج کہ وہ اکابر فراموش بلکہ خود فراموش قوم کے ممتاز رہنما تھے (تذکرہ اکابر اہلسنت ص ۵۲۸۔۵۲۹) ہفت روزہ افق کراچی ۱۵ تا ۲۱ جنوری ۱۹۷۹ء ص ۱۷)

حضرت مولانا پیر سید ولایت شاہ (۱۳۹۰ھ/ ۱۹۷۱ء) بنیادی طور پر دینی مذہبی رہنما تھے لیکن ضرورت پڑنے پر اپنے شیخ طریقت حضرت پیر سید جماعت علیشاہ علیہ الرحمہ کی قیادت میں تحریک مسجد شہید گنج اور تحریک پاکستان میں بھرپور حصہ لیا اور قیام پاکستان کی راہ ہموار کرنے کے لیے جگہ جگہ دورے کئے اور عوام کو تحریک پاکستان کے مقاصد سے آگاہ کیا (محمد یونس شاہ کاظمی مولانا سید: حیات شاہ ولایت مطبوعہ مکتبہ کاظمیہ کڑیانوالہ گجرات ۱۳۹۲ھ تذکرہ اکابر اہلسنت ص ۵۶۶) ہفت روزہ افق کراچی ۲۴ تا ۳۰ جولائی ۱۹۷۸ء ص ۵)

مولانا معین الدین احمد فریدی سجادہ نشین حضرت بابا فریدی رجب پور مراد آباد فرماتے ہیں۔ مجھ سے میرے محبین استفسار فرما رہے ہیں کہ میں اپنی رائے کا اظہار کر دوں کہ موجودہ حالات (۱۹۴۶ء میں ہونے والے انتخابات جن کی بنیاد پر قیام پاکستان کا جواز بنتا تھا) کے پیش نظر ہمیں کونسی مسلم جماعت کے زیر قیادت کام کرنے کی ضرورت ہے میرے نزدیک اس وقت مسلم لیگ ہی مسلمانوں کی وہ مقتدر جماعت ہے کہ جس میں مسلمانوں کی اکثریت شامل ہے.......... (تاریخ آل انڈیا سنی کانفرنس از محمد جلال الدین قادری مطبوعہ گجرات ۱۹۹۹ء ص ۲۶۸)

مفتی اعظم آستانہ حضرت خواجہ غریب نواز مولانا ابوالاعجاز امتیاز احمد انصاری مفتی دار العلوم درگاہ معلی شریف راقم الحروف ہندو مسلم

جائزہ اتفاق اور باہمی خوشگوار تعلقات کا نہ کبھی پہلے مخالف تھا اور نہ اب مخالف ہے لیکن کانگریسی پارلیمنٹ کی ممبری کو چند وجوہ کی بناء پر جن کا انکشاف وقتاً فوقتاً ہوتا رہا ہے، ہمیشہ شک وشبہ کی نظر سے دیکھتا رہا ہے جس میں علی برادران جیسے عاقل اور تجربہ کار کانگریسی ممبران نے اپنے تجربات واقعی اور غور وتامل کامل کے بعد کانگریس کے اصل مقصد سمجھ کر اور خلاف اسلام یقین کر کے اس لیے اعلانیہ علیٰحدگی اختیار کر لی جس سے کانگریسی کی مغررت رساں اور غیر منصفانہ پالیسی طشت از بام ہوگئی بقول شخصے:

انصاف ہو کس طرح سے دل صاف نہیں ہے
دل صاف کس طرح سے انصاف نہیں ہے

اب جبکہ بتدریج مسلم آزاد پالیسی روز روشن کی طرح نمایاں ہو چکی ہے اور اس وجہ سے اس جماعت کے تجربہ کار وہوشیار ممبر روز اس سے علیٰحدہ ہو رہے ہیں اور بمقابلہ اس جماعت مسلم لیگ سواد اعظم یعنی مسلم ممبران کے لحاظ سے بہ نسبت کانگریسی مسلمانوں کے کئی حصہ زیادہ اور بڑی جماعت ہے، جو بعد غور وتامل اس نتیجہ پر پہنچی ہے کہ کانگریس اپنی ہندو اکثریت اور دولت کا رعب جما کر اور مسلمانوں کو مرعوب ومغلوب کر کے اپنا ہی غلبہ اور وقار قائم کرنا چاہتی ہے لہٰذا اسی حالت میں کانگریس کے مسلمان کو اس کی ممبری سے علیٰحدہ ہو جانا اور مسلمانوں کو اس سے علیٰحدہ رہنا ہی واجب اور باعث نجات ہے اور بمقابلہ اس کے مسلمانوں کی بڑی جماعت (مسلم لیگ) کی پیروی اور حمایت فرض اور ضروری ہے۔ (تاریخ آل انڈیا سنی کانفرنس ص ۲۷۱)

مولانا محمد عبدالمتین بہاری شیخ الفقہ مدرسہ عزیزیہ محلہ بیار بگہ مقام سوہ سرائے ضلع پٹنہ بہار سے مسلم لیگ اور کانگریس کے مختلف مؤقف کے بارے میں استفتاء ہوا کہ ان میں کون حق پر ہے اور مسلمانوں کی نمائندگی کا حق کس کو ہے؟ آپ نے جواب میں فرمایا کہ مسلم لیگ مسلمانوں کی نمائندہ جماعت ہے اور اس کی تائید مسلمانوں کے لیے لازم ہے (تاریخ آل انڈیا سنی کانفرنس ص ۲۸۵)

حضرت پیر سید اسماعیل شاہ بخاری (۱۳۸۵ھ/ ۱۹۶۶ء) نے سرور بودلہ کو الیکشن میں تعاون کا وعدہ فرمایا حضرت شیر ربانی میاں شیر محمد شرقپوری علیہ الرحمہ کے عرس کے خاتمہ پر قبلہ حضرت میاں غلام اللہ شرقپوری ثانی لاثانی علیہ الرحمہ اپنی بیٹھک کے دروازہ کے سامنے کسی وجہ سے کھڑے تھے آپ کے پاس غلام ہارون اور شیخ مقبول الٰہی (جو بابا جی کرمانوالہ کا چہیتا مرید تھا) کھڑے تھے ادھر سے نواب ممدوٹ میاں دوستانہ اور شیخ کرامت حاضر ہوئے انہوں نے عرض کی قبلہ: تحصیل زیرہ ضلع فیروز پور کی فضا مسلم لیگ کے حق میں ہموار کرنے کے لیے آپ ہمارے ہمراہ کرمانوالہ میں شاہ صاحب کے پاس چلیں قبلہ (حضرت لاثانی) نے فرمایا میں نہیں جاسکتا انہوں نے کہا غلام ہارون کو ہمارے ساتھ بھیج دیں آپ نے فرمایا نہیں البتہ میرا رقعہ لیجاؤ اس پر شیخ مقبول الٰہی اوورسیئر نے کہا شاہ صاحب نے سرور بودلہ کے ساتھ تعاون کا وعدہ کر رکھا

ہے وہ اب کیسے بدل سکتے ہیں۔اس پر قبلہ حضرت صاحب بڑے ناراضی کے عالم میں آگئے اور سختی سے فرمایا اسماعیل شاہ بودلے کو ووٹ دے تو سہی ہم اسے طریقت سے خارج کردیں گے چنانچہ آپ نے دستی نامہ شاہ صاحب کی طرف ان ہی کی معرفت بھیجا اور سید شاہ صاحب نے نواب صاحب کے حق میں بھرپور مہم چلائی اور آپ کے دونوں صاحبزادگان محمد علی شاہ صاحب موجودہ سجادہ نشین آف کرمانوالہ اور عثمان علی شاہ نے مسلم لیگ کا جھنڈا اٹھائے قریہ قریہ اور گاؤں گاؤں کا دورہ کیا(تاریخ آل انڈیا سنی کانفرنس ص ۲۹۶۔۲۹۷)

مسلمانوں کے جذبات سے کھیل کر انگریزی سامراج نے کانگریسی سازشوں کو پروان چڑھاتے بعض مشائخ کو ناکردہ گناہوں کی پاداش میں گرفتار کیا اور انہیں قید و بند کی ''سہولتیں'' بھی مہیا کیں مثلاً ۲۸ مارچ ۱۹۴۷ء کو مولانا پیر سید زین الحسنات قادری سجادہ نشین مانکی شریف پشاور کو مسلم لیگ کے صوبائی دفتر پشاور سے گرفتار کیا گیا پیر صاحب کا جرم یہ ہے کہ انہوں نے مریدین میں جنگ آزادی اور مسلم لیگ کی حمایت کی روح پھونک دی ہے۔(تاریخ آل انڈیا سنی کانفرنس ص ۳۰۱)

ڈیرہ اسماعیل خاں کی جنگی کونسل کے ڈکٹیٹر حضرت پیر صاحب زکوڑی شریف کو چوبیس ۲۴ معززین رفیقوں کے ہمراہ دفعہ ۴۰ ضابطہ تعزیرات ہند کے تحت گرفتار کر کے پشاور جیل میں ایک سال کی قید سخت سنائی گئی مطالبہ پاکستان کی حمایت اور استصواب سرحد میں مسلمانوں کو پاکستان میں شمولیت برآمدہ کرنا ان کا ''جرم'' ہے شیخ الاسلام خواجہ قمرالدین سجادہ نشین سیال شریف ضلع سرگودھا کو ۹ جنوری ۱۹۴۷ء کو مسلم لیگ کی سول نافرمانی کی تحریک میں حصہ لینے کے جرم میں گرفتار کیا گیا علاوہ ازیں مسلم لیگ کی حمایت کے جرم میں پیر صاحب گولڑا شریف مولوی ابراہیم چشتی سجادہ نشین تونسہ شریف مکھڈ شریف اور دیگر اکابر اہلسنت کو گرفتار کیا گیا اگرچہ ان حضرات کے بے شمار مریدین اور جان نثاروں کے شدید احتجاج پر انہیں رہا کرنا پڑا(تاریخ آل انڈیا سنی کانفرنس ص ۳۰۱۔۳۰۲)

مولانا ارشد القادری عالم دین مفسر اور خطیب تھے اردو عربی فارسی اور دیگر زبانوں پر عبور حاصل تھا آپ کے بڑے بھائی مولانا ابو الحسنات قادری تحریک پاکستان کے پُرجوش اور متحرک کارکن تھے آپ نے ان کے ہمراہ تحریک پاکستان میں بھرپور حصہ لیا(تفسیر سورہ فاتحہ کے مفسر کا تعارف از شاہد رشید مطبوعہ لاہور ۲۰۱۷ء آخر ٹائیٹل)

حضرت علامہ غلام محمد محدث گھوٹوی (۱۳۶۷ھ/۱۹۴۸ء) برصغیر میں جب مسلمانوں نے مسلم لیگ کے پلیٹ فارم سے نفاذ اسلام کی خاطر انگریزوں اور ہندوؤں سے آزادی حاصل کرنے کے لیے باقاعدہ جدوجہد شروع کی تو حضرت اعلیٰ گولڑوی قدس سرہ کے صاحبزادے حضرت قبلہ بابو جی اور خصوصی تربیت یافتہ حضرت محدث گھوٹوی نے بھرپور حمایت کی اور اس تگ ودو میں دن رات ایک کر دیا بالآخر اللہ تعالیٰ نے ان کو سرخرو کیا اور ۱۴ اگست ۱۹۴۷ء کو مملکت اسلامیہ پاکستان معرض وجود میں آ گیا۔(غلام نصیر الدین شبلی پروفیسر: شخصیت وافکار شیخ الاسلام

محدث گھوٹوی مطبوعہ ملتان ۲۰۱۲ء ص ۳۹)

حضرت علامہ مفتی محمد عبداللہ نعیمی شہید (۱۴۰۲ھ/ ۱۹۸۲ء) نے ۱۹۳۵ء میں ہجرت فرمائی تھی گو کہ ابھی آپ ۱۵ سال سے ۲۰ سال کی عمر میں تھے کہ پاکستان بن گیا تھا لیکن اس کے باوجود نو عمری میں مسلم لیگ کے جلسوں میں شرکت فرماتے تھے (مفتی محمد عبداللہ نعیمی شہید حیات و خدمات از صاحبزادہ فیض رسول نورانی مطبوعہ کراچی ۲۰۱۰ء ص ۱۷۵)

حضرت مولانا حاجی حکیم شاہ عبدالغنی چشتی صابری (۱۳۷۹ھ/ ۱۹۵۹ء) مسلم لیگ کے وجود میں آتے ہی فوراً اس جماعت میں شامل ہو گئے امیر ملت حضرت پیر سید جماعت علیشاہ محدث علی پوری کے ہمراہ شہر بہ شہر قریہ قریہ حصول آزادی کے لیے تبلیغ کی اور لوگوں کو مسلم لیگ سے روشناس کرایا قیام پاکستان کے وقت آپ لاہور میں تھے جبکہ اہل خانہ تا ہنوز دوسوہہ میں تھے آپ نے اپنے بچوں کو پاکستان لانے کے لیے کوئی کوشش نہیں کی بلکہ ان کو اللہ کے سپرد کر دیا بعض دوستوں نے کہا کہ اس معاملہ میں حکومت کا تعاون حاصل کیجیے فرمایا میں اپنی نیکیوں کو فروخت نہیں کرنا چاہتا آپ کے اہل و عیال بڑی پسماندگی کی حالت میں پاکستان آئے اور آپ کو تلاش کرتے کرتے مسجد مائی لاڈو میں پایا مکان کی الائمنٹ صاحبزادہ صاحب نے اپنی کوششوں سے کروائی آپ نے اس میں بھی عمل دخل نہیں دیا آپ کے خاندان کو فقط اس لیے شہید کر دیا کہ آپ نے پاکستان کی تحریک میں بھرپور حصہ لیا تھا آپ جب ان کا ذکر فرماتے تو آواز بھرا جاتی لیکن فوراً ہی لبوں پر مسکراہٹ لا کر فرماتے قربانیوں سے ہی آزادی ملا کرتی ہے (شمیم ولایت از ابو مظہر علی اصغر چشتی مطبوعہ لاہور ۱۹۹۳ء ص ۱۵۷) تذکرہ اکابر اہلسنت ص ۲۵۳ (۲۵۳

مولانا قاری احمد پیلی بھیتی (۱۹۱۱ء۔۱۹۷۶ء) نے تحریک پاکستان میں بڑی گرم جوشی سے حصہ لیا اور گرفتار ہوئے قیام پاکستان کے بعد ہجرت کر کے کراچی تشریف لائے ماہنامہ الاسلام کراچی ماہنامہ اور پیام حق کراچی کے مدیر رہے۔ (صادق علی زاہد: تذکرہ: مجاہدین ختم نبوت مطبوعہ لاہور ۲۰۰۹ء ص ۳۶)

مولانا محمد علی چشتی (۱۹۰۵۔۱۹۷۶ء) مضبوط سیاسی اور مذہبی پس منظر کے حامل تھے تحریک پاکستان تحریک کشمیر تحریک ختم نبوت میں سرگرمی سے حصہ لیا (تذکرہ مجاہدین ختم نبوت ص ۳۲۱)

مولانا احمد مختار صدیقی میرٹھی (۱۳۵۷ھ/ ۱۹۳۸ء) بانی پاکستان محمد علی جناح آپ کے نیازمندوں میں شامل تھے وہ آپ کے پاس کبھی کبھی حاضری دیتے تھے چونکہ آپ کو عربی انگریزی اور اردو اور دوسری زبانوں پر دسترس حاصل تھی اس لیے قائد اعظم محمد علی جناح کے معیار پر آپ پورے اترتے تھے (قائد اعظم کا مسلک از سید صابر حسین شاہ بخاری مطبوعہ لاہور ماہنامہ معارف رضا کراچی جون ۲۰۱۲ء ص ۴۱)

حضرت علامہ مولانا حلیم احمد اشرفی سابق مدرس دار العلوم امجدیہ کراچی (۱۴۳۰ھ/ ۲۰۰۹ء) اپنے ایک انٹرویو میں فرماتے ہیں

تحریک پاکستان میں میں نے عملاً حصہ لیا اور تحریک پاکستان کی کامیابی کی بہت کوشش کی اس سلسلے میں بہت سی تکالیف اور مصیبتیں برداشت کیں میں نے تحریک پاکستان کو ہندی مسلمانوں کے مصائب کا علاج سمجھ کر حصہ لیا اس سلسلے میں صرف ایک مصیبت کا ذکر کروں گا۔ ۱۹۴۶ء سے پہلے کی بات ہے کہ مسلمانوں پر حملے شروع ہو رہے تھے اسی دوران ہندوستان کے ایک شہر بھاگل پور سے ہم اور سکندر پور کی ایک فیملی اپنے شہر بلیا آرہے تھے اسی اثناء میں کالج کے چند لڑکے ہمارے ڈپارٹمنٹ میں گھس آئے ہمارے ساتھ چند مستورات بھی تھیں ان میں لڑکیاں بھی تھیں ان کے کان میں بالیاں نہیں تھیں عام طور پر ہمارے علاقے یو۔ پی۔ بہار اور پنجاب کی مستورات کانوں میں بالیاں اور آویز استعمال کیا کرتی تھیں لیکن بنگال کی عورت خواہ وہ مسلمان ہو یا ہندو وہ بالیاں استعمال نہیں کیا کرتی تھی ہمارے ساتھ جو لڑکیاں تھیں ان کے کان بالیوں سے خالی تھے ان لڑکوں نے لڑکیوں کی طرف اشارہ کرتے کہنا شروع کر دیا کہ یہ ہندو لڑکیاں ہیں تم لوگ انہیں اغوا کر کے لے جا رہے ہو یہ سن کر ہم مردوں کا سر چکرا گیا۔ ہم نے دل ہی دل میں حضور غوث پاک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو پکارنا شروع کر دیا وہ ڈپارٹمنٹ جس میں ہندو مسافر بھرے ہوئے تھے اگر کالج کے ان لڑکوں کی آواز پر کھڑے ہو جاتے تو ہم سب مارے جاتے اور لڑکیاں بھی غائب ہو جاتیں لیکن بقول شخصے

دشمن اگر قوی است نگہبان قوی تر است
رسیدہ بود بلائے وے بمیز گزشت

کالج کے شری لڑکے اتر گئے پھر ہم لوگوں کی جان میں جان آئی یہ سب حضرت آسی کی دستگیری تھی کیونکہ یہ فیملی جو کہ ہمارے ساتھ تھی سکندر پور کی رہنے والی تھی اور حضرت آسی کا مسکن بھی سکندر پور تھا (ماہنامہ مصارف رضا کراچی اگست ۲۰۰۹ ص ۴۸۔۴۹ سالنامہ رفیق علم کراچی ۲۰۰۵ء)

حضرت علامہ مفتی غلام جان ہزاروی (۱۸۹۶ء/۱۹۵۹ء) نے تحریک پاکستان کی مکمل حمایت فرمائی۔ قرارداد پاکستان کی پُرزور تائید کی آل انڈیا سنی کانفرنس جس میں بائیس ہزار علماء و مشائخ اور تقریباً دو لاکھ کو سنی مسلمانوں نے شرکت کی تھی اور یہ اعلان کیا گیا تھا کہ آل انڈیا سنی کانفرنس کا یہ اجلاس مطالبہ پاکستان کی پُرزور حمایت کرتا ہے اور اعلان کرتا ہے کہ علماء و مشائخ اہلسنت اسلامی حکومت کے قیام کی تحریک کو کامیاب بنانے کیلئے ہر امکانی قربانی کے واسطے تیار ہیں اور یہ اپنا فرض سمجھتے ہیں کہ ایک ایسی حکومت قائم کریں جو قرآن اور حدیث نبویہ کی روشنی میں فقہی اصول کے مطابق ہو اس یادگار سنی کانفرنس میں حضرت مفتی صاحب نے شرکت فرمائی تھی۔ (ماہنامہ معارف رضا کراچی جنوری فروری مارچ ۲۰۰۸ء سالنامہ ص ۲۳۳ نوائے وقت ملی ایڈیشن ۴ نومبر ۲۰۱۵ء)

تحریک پاکستان کے دور میں دار العلوم منظر اسلام بریلی شریف (اجراء ۱۳۲۸ھ/۱۹۰۴ء) کے منتظمین فضلاء اور متعلقین نے

۱۹۴۶ء میں سنی کانفرنس کے پلیٹ فارم سے بنارس میں تحریک پاکستان کی بیک آواز حمایت کی تھی مولانا مفتی اعجاز ولی خاں رحمۃ اللہ نے بریلی شریف کے دارالافتاء سے پاکستان کی حمایت میں فتویٰ دیا تھا اور ۱۹۴۶ء کے الیکشن میں جب کانگریس اور مسلم لیگ کا مقابلہ تھا تو اس میں حضرت مفتی اعظم ہند رحمۃ اللہ علیہ نے مسلم لیگ کے امیدوار کے حق میں ووٹ ڈالا تھا۔ مسلم لیگ کے ورکر انہیں مفتی اعظم پاکستان زندہ کے گونج دار نعروں میں خانقاہ رضویہ سے جلوس کی شکل میں لے کر گئے اور پھر اسی اعزاز اکرام کے ساتھ آپ کی خانقاہ تک لائے (معارف رضا کراچی اپریل جون ۲۰۰۴ء ص ۱۱۲) ماہنامہ ضیائے حرم لاہور اگست ۱۹۹۷ء ص ۶۹)

پروفیسر محمد اسلم لکھتے ہیں" راقم دیوبندی مکتب فکر سے تعلق رکھتا ہے اس کے باوجود عرض کرتا ہوں کہ ان مشائخ اور علماء کا عوام پر بڑا اثر تھا خود لاہور میں تحریک پاکستان کے لیے بریلوی مکتب فکر کے علماء میں سے مولانا محمد بخش مسلم اور مولانا غلام الدین اشرفی جو کام کیا وہ محتاج تعارف نہیں (مجلہ معارف رضا مطبوعہ ادارہ تحقیقات امام احمد رضا کراچی ۲۰۰۰ء ص ۴۵۔ ماہنامہ معارف رضا کراچی اپریل تا جون ۲۰۰۴ء ص ۱۴۰۔ محمد اسلم پروفیسر: تحریک پاکستان مطبوعہ ریاض برادرز اردو بازار لاہور ۱۹۹۳ء)

محدث اعظم پاکستان شیخ الحدیث حضرت علامہ سردار احمد قادری چشتی (۱۹۰۴ء۔ ۱۹۶۲ء) نے مسلمانوں کے علیحدہ وطن پاکستان کے قیام کے لیے بھرپور جدوجہد فرمائی اس مقصد کے لیے اہلسنت کی ملک گیر تنظیم آل انڈیا سنی کانفرنس کے کئی اجلاسوں میں آپ نے شرکت فرمائی...... انہی دنوں بہار کے صوفی منظور حسین القادری نے علمائے اہلسنت کی خدمت میں متحد ومتفق ہو کر حصول پاکستان کی کوششیں تیز کرنے کی اپیل کی اس اپیل میں جن علماء کو مخاطب کیا گیا ان میں حضرت شیخ الحدیث علیہ الرحمہ کا نام نامی سرفہرست ہے اس سے آپ کی تحریک پاکستان میں نمایاں حیثیت کا اظہار ہوتا ہے۔ ہندوؤں کی نظر میں مسلم لیگ سے زیادہ خطرناک سنی کانفرنس تھی اس لیے انتہا پسند ہندو تنظیموں نے سنی علماء و مشائخ کو اپنے راستے سے ہٹانے کے منصوبے بنائے سنی کانفرنس کے عظیم رہنما حضرت شیخ الحدیث علیہ الرحمہ فسادات بریلی میں انتہا پسند ہندوؤں کا نشانہ بنے مگر اللہ تعالیٰ نے آپ کی حفاظت فرمائی فسادات کی افراتفری کے باعث انہی دنوں آپ کی شہادت کی غلط خبر پورے ملک میں پھیل گئی جگہ جگہ ایصال ثواب کی محافل اور تعزیتی اجلاس منعقد ہوئے لیکن اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے حضرت شیخ الحدیث صحیح وسلامت رہے بلکہ اس نازک دور میں آپ بنفس نفیس بریلی شریف کی حفاظت کے لیے پہرہ دیتے رہے چند دنوں بعد صحیح صورت حال واضح ہونے پر شہادت کی خبر کی تردید شائع ہوئی تردید خبر کی اشاعت پر اہلسنت وجماعت میں خوشی کی لہر دوڑ گئی اکابر علماء صدر الشریعہ مولانا امجد علی اعظمی صدر الافاضل مولانا سید نعیم الدین مولانا ابوالبرکات سید، سید احمد قادری وغیرہ نے آپ سے ملاقات کر کے سکون وقرار پکڑا (محمد جلال الدین قادری مولانا: محدث اعظم ج ۲ صفحہ ۲۷۔۳۱ ماہنامہ رضائے مصطفیٰ گوجرانوالہ اگست ۲۰۰۷ء ص ۱۷۔۱۸ ماہنامہ معارف رضا کراچی اگست ۲۰۰۵ء ص

۱۶)ماہنامہ رضائے مصطفیٰ گوجرانوالہ اگست ۲۰۱۴ء ص ۱۲ تا ۱۵)

حضرت شیخ الحدیث حضرت علامہ مولانا سردار احمد قادری چشتی علیہ الرحمہ نے اگرچہ کسی سیاسی جماعت کی رکنیت اختیار نہ کی تاہم عالمانہ وقار سے تحریک آزادی میں قائدانہ حیثیت سے کام کیا اس امر کا اقرار خود مسلم لیگ کے ذمہ داران اراکین نے کیا روزنامہ سعادت کے مدیر جناب ناسخ سیفی تحریک پاکستان کے سرگرم کارکن تھے انہوں نے بار بار روزنامہ سعادت میں حضرت شیخ الحدیث کی تحریک پاکستان میں خدمات کا ذکر کیا ایک بیان ملاحظہ ہو: حضرت شیخ الحدیث علیہ الرحمہ کے ساتھ میں نے متعدد مقامات پر سفر کیا آپ کا شمار تحریک پاکستان کے ہر اول دستہ میں ہوتا ہے۔ جمعۃ الوداع ۲۷ رمضان المبارک ۱۳۶۶ھ ۱۵ اگست ۱۹۴۷ء کا خطبہ آپ نے اپنے آبائی قصبہ دیال گڑھ میں دیا اس موقع پر آپ نے قیام پاکستان پر اظہار مسرت فرماتے ہوئے اللہ کا شکر ادا کیا اور لوگوں کو نئے اسلامی ملک کے قیام پر مبارکباد دی (محمد جلال الدین قادری مولانا: محدث اعظم ج ۲ ص ۳۴۔ ماہنامہ معارف رضا کراچی اگست ۲۰۰۵ء ص ۱۷)

حضرت مولانا شاہ عبدالعلیم صدیقی میرٹھی (۱۸۹۲ء۔ ۱۹۵۴ء) کی خدمات اسقدر ہیں کہ پوری دنیا ان کے کارناموں سے مالا مال ہے اندرون اور بیرون ملک ان کی خدمات کا اگر جائزہ لیا جائے تو ایک ضخیم کتاب درکار ہوگی جس وقت ہندوستانی مسلمان اپنی جدوجہد آزادی اور قیام پاکستان کے سلسلے میں مصروف جہاد تھے اس وقت بیرونی دنیا میں تحریک پاکستان کو روشناس کرانے کے لیے ان کے پاس کوئی مسلمان نہ تھا جس کی وجہ سے ہندو اور کانگریسی مسلمان عالم اسلام میں ہندی مسلمانوں کے خلاف گٹھ جوڑ میں لگے ہوئے تھے اور پاکستان کے مطالبے کو دیوانہ کا خواب سے تعبیر کر رہے تھے ایسے میں اسلام کا یہ فرزند جلیل اور مجاہد اپنے ہم مسلک علماء و مشائخ اور دوسرے پاکستان دوست حضرات کی طرح تحریک پاکستان کے لیے دن رات کام میں مشغول تھا۔ شاہ صاحب کا شمار تحریک پاکستان کے ان عظیم مجاہدین میں ہوتا ہے جن کی خدمات کو تاریخ پاکستان میں سنہری الفاظ میں لکھا جانا چاہیے آپ کی ذات شریف پر نہ صرف پاکستان بلکہ پورا عالم اسلام نازاں ہے۔ پاکستان کے خلاف ہندوؤں اور کانگریسی مسلمانوں کی سرکوبی کے لیے آپ نے ملک گیر دورے کئے بیرون ملک جا کر دشمن کے عزائم کو خاک میں ملایا پاکستان آخر کار اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے بن کر رہا شاہ صاحب نے عرب ممالک میں جا کر وہاں کے علماء اور عوام کو تحریک پاکستان سے متعارف کرایا اور ان کی تائید و حمایت حاصل کی آپ کی انہیں خدمات کے سلسلے میں قائداعظم نے زبردست خراج تحسین پیش کرتے ہوئے پاکستان بننے کے بعد شاہ صاحب کو اسلامی ممالک میں پاکستان کا نمائندہ بنا کر بھیجا۔ شاہ صاحب نے اس مشن کو اس احسن طریقے سے انجام دیا کہ پاکستان کا وقار بیرونی ممالک میں بڑھ گیا اور جو ممالک پاکستانی مملکت سے اس وقت تک ناآشنا تھے پاکستان سے واقف ہوئے حضرت مولانا شاہ عبدالعلیم صدیقی علیہ الرحمہ نے مسلمان ملکوں کا دورہ کیا جن میں مصر، فلسطین، شام، لبنان، عراق اور اردن شامل تھے بعد میں آپ نے

پوری دنیا کا تبلیغی دورہ کیا...... (معارف رضا کراچی جنوری ۲۰۰۷ء ص ۱۸۔ ۱۸ ماہنامہ ضیائے حرم لاہور اگست ۱۹۹۷ء ہفت روزہ افق کراچی ۲۷ نومبر تا ۳ دسمبر ۱۹۷۸ء ص ۶۔ افق ۱۹ تا ۲۵ نومبر ۱۹۷۹ء ص ۶)

اہلِ سنت کے رہنما ہر دور میں اہلِ اللہ اور علماء حق رہے ہیں اور ان کی افتادِ طبع اور مزاج یہ رہا ہے کہ وہ ہر کام محض اللہ جل مجدہ اور اس کے رسول مکرم و محتشم ﷺ کی محبت اور خوشنودی میں کرتے ہیں وہ ذاتی اغراض و مقاصد اور نمود و نمائش سے ہمیشہ نفور و گریزاں رہے ہیں غالباً اسی لیے ان کا ذکر کتب تاریخ میں بہت کم دیکھتے ہیں آتا ہے اگر چہ کتب سیر میں ضرور ملتا ہے یہی کچھ حصول پاکستان قیام پاکستان اور استحکام پاکستان کی تحریکوں میں ہوا ان مقدس حضرات کی سادہ مزاجی خلوص و ہیبت و دنیاوی جاہ و جلال اور شہرت پسندی سے نفور اور بے نیازی ان کو پردہ اخفا میں لے گئی اور میدان خالی پا کر تاریخ گڑھنے والوں نے دستار فضیلت ان علماء و زعماء کے سر باندھ دی جو تمام عمر متحدہ قومیت کے نعرہ پر دھمال مچاتے رہے اور حال و قال کے ساتھ جھوم جھوم کر یہ شعر پڑھتے اور بت پرستوں کے امام مسٹر گاندھی کے چرنوں پر عقیدت کے پھول نچھاور کرتے رہے۔

عمرے که بآیات واحادیث گذشت
رفتی و نثار بت پرستے کر دی

(معاذ اللہ)

حق و انصاف اور تاریخ نویسی کے آداب (دیانتداری اور تحقیق) کا تقاضا تو یہ تھا کہ تحریک و تعمیر پاکستان کے ان محسنوں کی خدمات عالیہ کا تاریخی حقائق و شواہد کی روشنی میں جائزہ لیا جاتا تاکہ جنہوں نے ۱۸۵۷ء تا ۱۹۴۷ء کے کٹھن اور صبر آزما دور میں برسہا برس کی جدوجہد قربانیوں کے بعد تحصیل و تکمیل پاکستان کی راہ ہموار کی مگر اس کے بدلے میں کچھ نہ چاہا لیکن اس خرابی میں غیروں سے زیادہ اپنوں کا عمل دخل ہے بہت معذرت کے ساتھ ہمارے اہلِ علم و قلم اور محقق حضرات نے تاریخ نویسی سے اغماز برتا میدان صاف پا کر اغیار کے قبضہ گروپ نے عمارت سازی شروع کر دی اور جب تاریخ کے ہر موڑ پر انہوں نے بلند و بالا عمارات بنالیں تو ہم حیران و پریشان ہیں کہ یہ کیا ہو گیا؟

منزل انہیں ملی جو شریک سفر نہ تھے

تاریخ نگاری کی اس ضرورت کو شدت سے جن صاحب قلم اور صاحب درد حضرات نے محسوس کیا۔ ان میں تین نام بہت نمایاں ہیں حکیم اہلِ سنت حکیم محمد موسیٰ امرتسری: ماہر رضویات پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد اور محقق مصر اور مورخ اہلِ سنن علامہ مولانا جلال الدین قادری (ماہنامہ معارف رضا کراچی فروری تا اپریل ۲۰۰۷ ص ۲۰۰۔ ۲۰۱)

حضرت فقیہ اعظم مولانا ابوالخیر محمد نور اللہ نعیمی (۱۴۰۳ھ/ ۱۹۸۳ء) نے تدریسی انہماک کے باوجود تحریک پاکستان میں اپنے شیخ

کامل صدر الافاضل مولانا نعیم الدین مراد آبادی کی راہوں کے راہی بنے تقاریر کے ذریعے قیام پاکستان کے لیے راہ ہموار کی مخالفین پاکستان کی یورش اور نظریاتی یلغار کو دلائل و براہین سے ختم کیا اور تحریک پاکستان کو قوت بہم پہنچائی پاکستان قائم ہو گیا تو آپ کا دار العلوم مہاجرین کا کیمپ بن گیا آپ نے میزبان بن کر مہاجرین کا استقبال کیا اور انہیں قیام و طعام کی سہولتیں مہیا کیں (ماہنامہ معارف رضا کراچی جون ۲۰۰۷ء ص ۱۸)

مولانا ابو النور محمد بشیر کوٹلوی (۱۴۲۸ھ/۲۰۰۷ء) نے دیگر علمائے اہلسنت کی طرح تحریک پاکستان میں بھی بھر پور حصہ لیا آپ نے متعدد علاقوں کے دورے کئے اور مسلم رائے عامہ کو مطالبہ پاکستان کے حق میں ہموار اور منظم کیا آپ نے آل انڈیا سنی کانفرنس کے زیر انصرام اپریل ۱۹۴۶ء میں بنارس میں منعقد ہونے والی تاریخی سنی کانفرنس میں اپنے والد محترم کے ہمراہ شرکت کی اور کانفرنس کی طرف سے مطالبہ پاکستان کی حمایت میں جاری کردہ اعلامیہ کی بھر پور تائید کی اس موقع پر قائم کی جانے والی مختلف امور سے متعلقہ کمیٹیوں میں سے ایک نکاح کمیٹی کے آپ رکن بنائے گئے۔ (ماہنامہ معارف رضا کراچی اکتوبر نومبر ۲۰۰۷ء ص ۱۰۶۔۱۰۷ ضیائے حرم لاہور فروری ۲۰۰۷ء ص ۱۰۲۔ سید محمد احمد قادری مرتبہ روئداد مرکزی جمعیت العلماء پاکستان لاہور ص ۴۲۔۴۳ ماہنامہ جہان رضا لاہور مارچ ۲۰۰۷ ص ۴۰)

امیر ملت حضرت پیر سید جماعت علیشاہ محدث علی پوری نے فرمایا: جناح کو کوئی کافر کہتا ہے کوئی مرتد بناتا ہے کوئی ملعون ٹھہراتا ہے لیکن میں کہتا ہوں کہ وہ ولی اللہ ہے اب لوگ اپنی رائے سے کہتے ہیں لیکن میں قرآن و حدیث کی رو سے کہتا ہوں سنو اور غور سے سنو اللہ تعالیٰ قرآن شریف میں ارشاد فرماتا ہے: ترجمہ جو لوگ ایمان لائے اور انہوں نے نیک کام کئے اللہ تعالیٰ لوگوں کے دلوں میں ان کی محبت پیدا کر دیتا ہے (پارہ ۱۶ سورہ مریم: ۹۶) اس کے بعد آپ نے لاکھوں کے اجتماع سے سوال کیا کہ تم بتلاؤ ہے کوئی مائی کا لال جس کے ساتھ ہندوستان کے دس کروڑ مسلمان قائد اعظم ایسی والہانہ محبت رکھتے ہوں یہ تو قرآن کا فیصلہ ہے اب رہی میری عقیدت تم اس کو کافر کہو میں اس کو ولی اللہ کہتا ہوں (محمد صادق قصوری: تحریک پاکستان اور مشائخ عظام مکتبہ زاویہ لاہور ص ۵۶ تا ۸۱ ماہنامہ معارف رضا کراچی جنوری ۲۰۱۶ء ص ۳۳)

فقیہ اعظم علامہ ابو یوسف محمد شریف محدث کوٹلی (۱۲۸۰ھ/۱۳۷۰ھ) نے تحریک پاکستان کے آخری دور میں مولانا فقیر اللہ نیازی مولانا محمد یوسف سیالکوٹی، مولانا عبد العزیز ہاشمی، مولانا امام الدین قادری، مولانا نور الحسن سیالکوٹی اور سید فتح علیشاہ قادری رحمۃ اللہ علیہم اجمعین کے ہمراہ متحدہ پنجاب کے تقریباً تمام اضلاع کا دورہ کیا اور مسلمانوں کے سامنے ہندو اور انگریز دونوں سامراجی عزائم کو بے نقاب کیا اور مسلم لیگ کی پُرزور حمایت کی (مجیب احمد پروفیسر: تذکرہ فقیہ اعظم مطبوعہ ۱۹۹۴ء ص ۴۶ تا ۴۸ ماہنامہ معارف رضا کراچی جنوری ۲۰۱۶ء ص ۳۶ ماہنامہ ضیائے حرم لاہور اگست ۱۹۹۷ء ص ۵۹۔۶۰)

مولانا عبد السلام جبلپوری (۱۳۷۲ھ) نے دو قومی نظریہ کی حفاظت میں کوئی کسر نہ اٹھا رکھی یہ آپ ہی کی تربیت کا اثر تھا کہ آپ کے

ہونہار فرزند مفتی محمد برہان الحق جبل پوری نے اپنی پوری زندگی دوقومی نظریہ کی پاسبانی کرتے ہوئے گزاردی تھی بانی پاکستان آپ کی مساعی جمیلہ کو قدر کی نگاہ سے دیکھتے تھے قائداعظم نے انہیں یقین دلایا تھا کہ مملکت خداداد پاکستان میں اسلامی قوانین رائج کریں گے مفتی محمد برہان الحق جبلپوری ایک انٹرویو میں اس حقیقت کو اس طرح فرماتے ہیں۔قائداعظم ایک مرتبہ جبل پور شریف لائے دوران ملاقات میرے والد بزرگوار مولانا عبدالسلام نے اس امر (پاکستان بن جانے کے بعد یہاں نفاذ اسلام کی صراحت چاہی تو قائداعظم نے نہایت پرعزم لہجہ میں فرمایا مولانا: جداگانہ مسلم قومیت کی بنیاد پر خودمختار ریاست کے قیام کا مقصد ہی یہ ہے کہ مسلمان وہاں اسلامی قوانین رائج کریں اور قرآن وسنت کے مطابق زندگی بسر کریں قائداعظم نے مزید کہا مولانا: دعا فرمایئے کہ خداوند تعالیٰ ہمیں اس مقصد میں کامیاب فرمائے (زین الدین ڈیروی (مرتبہ) تحریک پاکستان نمبر ماہنامہ کنزالایمان لاہوراگست ۱۹۹۵ء ص ۱۸۶ معارف رضا کراچی جنوری ۲۰۱۶ ص ۴۰)

ناصر السلام علامہ سید محمد عبدالسلام باندوی نے تحریک پاکستان میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیا دوقومی نظریہ کے پرچار کے۔لیے ملک کے گوشے گوشے میں طوفانی دورے کئے شوق تبلیغ اور متحرک شخصیت کے پیش نظر آل انڈیا سنی کانفرنس کے شعبہ تبلیغ کے ناظم قرار پائے آپ کی کوششوں سے بابوتالاب، ہوڑہ کلکتہ، پارسی بگان، جرگاؤں، ہڈیا، کیونی، بلندشہر، قصبہ راٹھ، چوبیس ہرگنہ وغیرہ مختلف مقامات پر آل انڈیا سنی کانفرنس کی مقامی شاخیں قائم ہوئیں جامعہ نعیمیہ مرادآباد کے عظیم الشان جلسہ ۱۹۴۶ء میں آپ نے جو نظم پڑھی۔اس کے چند اس کا ملاحظہ ہوں۔

کس گل کی چمن آرائی ہے آل انڈیا سنی کانفرنس
کیا تازہ بہار لائی ہے آل انڈیا سنی کانفرنس

☆☆☆

گلزار و سنن شاداب ہوا الفت کا چمن آباد ہوا
ہر گل میں تری رضائی ہے آل انڈیا سنی کانفرنس

☆☆☆

کہتا ہے سلام خستہ جگر ہو جاؤ جمع سب سنت پر
پیغام شریعت لائی ہے آل انڈیا سنی کانفرنس

۲۳ مارچ ۱۹۴۷ء کو مسلم لیگ کی اپیل پر پورے برصغیر میں یوم پاکستان منایا گیا اسی سلسلہ میں پارسی بگاں (کلکتہ) میں آپ کی زیر صدارت یوم پاکستان نہایت شان وشوکت سے منایا گیا فلک شگاف نعروں کی گونج میں آپ کی تقریر ہوئی اور پاکستان کے متعلق ریزولیشن پاس

ہوا (محمد صادق قصوری، مجید اللہ قادری پروفیسر: تذکرہ خلفائے اعلیٰ حضرت مطبوعہ کراچی ۱۹۹۲ء ص ۳۱۲ ماہنامہ معارف رضا کراچی جنوری ۲۰۱۶ءص ۴۵-۴۶)

قطب مدینہ علامہ ضیاء الدین احمد قادری (۱۲۹۴ھ/۱۴۰۱ھ) کو تحریک پاکستان سے از حد محبت تھی مولانا نور احمد قادری (سفارت خانہ انڈونیشیا اسلام آباد) اپنے تاثرات میں لکھتے ہیں اس تحریک پاکستان کے آخری کٹھن مراحل کے دوقت آپ کی دعائے مستجاب نے بڑا کام کیا پاکستان کے معرض وجود میں آنے کے تقریباً نو دس ماہ جو حج ہوا اس حج پر جانے والے برصغیر کے ان لوگوں نے جن کے دل میں پاکستان کا درد تھا اور آپ سے عقیدت رکھتے تھے مکہ معظمہ سے مدینہ منورہ میں آکر جب آپ کے ہاں قیام کیا تو آپ سے عرض کیا کہ پاکستان کی تحریک آخری مراحل میں ہے مگر ہندو اور انگریز کا گٹھ جوڑ پاکستان بننے کی راہ میں حائل ہے دعا فرمائیں کہ مشکل حل ہو جائے اور پاکستان بن جائے اس لیے کہ برصغیر کے مسلمانوں کی آبرومندانہ زندگی اسی میں ہے تو آپ نے حرم شریف میں جا کر دعا فرمائی اور پھر ان تمام پاکستان کے متمنی لوگوں سے آپ نے فرمایا فکر نہ کرو ان شاء اللہ پاکستان ضرور بنے گا اور دنیا کی کوئی طاقت پاکستان کو بننے سے نہیں روک سکتی چنانچہ پھر ایسا ہی ہوا حضرت قائد اعظم محمد علی جناح کی قیادت میں تحریک پاکستان کامیابی سے ہمکنار ہوئی اور پاکستان کے دشمن خائب وخاسر ہوئے (خلیل احمد رانا: انوار قطب مدینہ مطبوعہ لاہور ص ۱۲۷ ماہنامہ معارف رضا کراچی جنوری ۲۰۱۶ ص ۴۶)

حضرت مولانا شاہ محمد حبیب اللہ قادری میرٹھی (۱۳۰۴ھ/۱۳۴۷ھ) نے فرمایا دیا تھا کہ ایک صاحب خدمت نے کہا کہ پاکستان بن جانے کی منظوری تمام اولیائے کرام نے دیدی ہے صرف حضرت بھرے صاحب (جن کا قرار مبارک دہلی شاہ جہانی مسجد کے سامنے ہے) کی منظوری باقی ہے جو چند دن میں حاصل ہو جائے گی (شاہ محمد عارف اللہ قادری مولانا: اذکار حبیب رضا مطبوعہ لاہور ۱۹۷۶ء ص ۲۴ معارف رضا کراچی جنوری ۲۰۱۶ ص ۴۶)

مولانا پروفیسر سید محمد سلیمان اشرف بہاری (۱۲۹۵ھ/۱۳۵۸ھ) سیاسی بصیرت میں لاثانی تھے ۲۴ مارچ ۱۹۲۱ء کو رضائے مصطفی بریلی کے زیر اہتمام ہندو مسلم اتحاد کے بارے مین ایک فیصلہ کن علمی مناظرہ ہوا امام احمد رضا بریلوی علیہ الرحمہ کی طرف سے مفتی امجد علی اعظمی علامہ مولانا سید محمد نعیم الدین مراد آبادی اور مفتی محمد برہان الحق جبل پوری شامل ہوئے ان سب کی قیادت مولانا پروفیسر سید محمد سلیمان اشرف بہاری نے کی آپ نے بڑی جرات وہمت کے ساتھ مسلمانوں کو مشرکین ہند کے ساتھ اختلاط واتحاد کے خطرناک نتائج سے آگاہ کیا اور دوسری طرف گاندھوی علماء جن کی قیادت ابوالکلام آزاد کر رہے تھے کو بھی عبرت ناک شکست سے ہمکنار کیا اہل سنت کی عالم گیر تنظیم آل انڈیا سنی کانفرنس کا پہلا اجلاس مراد آباد میں ۱۶ تا ۱۹ مارچ ۱۹۲۵ء کو ہوا جس میں مولانا پروفیسر سید محمد سلیمان اشرف بہاری نے نمایاں طور پر شمولیت

فرمائی آپ نے ایک وقیع کتاب "النور" کے نورانی نام سے لکھی جس میں دو قومی نظریہ پر مکمل کر بحث کی اور کانگریسی لیڈروں کے کفریہ کلمات کا رد بلیغ فرمایا اور آیات واحادیث سے ثابت کر دیا کہ "کفر ملۃ واحدۃ" ہے اس کتاب نے دارالعلوم علی گڑھ کے طلبا پر بڑا گہرا اثر ڈالا اور دو قومی نظریہ کو عام کرنے میں یہ کتاب بہت مفید ثابت ہوئی گائے کی قربانی کے موضوع پر ایک کتاب "الرشاد" لکھ کر ہندوؤں کی تحریک گاؤ کشی کو سخت دھچکا پہنچایا مولانا پروفیسر سید محمد سلیمان اشرف علیہ الرحمہ مشرکین ہند سے کس قدر متنفر تھے اس کا اندازہ اس واقعہ سے لگایئے: ایک مرتبہ علی گڑھ یونیورسٹی کی مسجد میں بعض لوگوں نے گاندھی کو تقریر کے لیے بلایا تو سید صاحب نے بعد میں خود اپنے ہاتھ سے ساری مسجد کو دھو کر صاف کیا (محمد جلال الدین احمد قادری: مولانا ابوالکلام آزاد کی تاریخی شکست مطبوعہ لاہور ۱۹۹۴۔ محمد جلال الدین احمد قادری مولانا: خطبات آل انڈیا سنی کانفرنس مطبوعہ لاہور ۱۹۷۸ء ص ۹۷ محمد صادق قصوری، مجید اللہ قادری: تذکرہ خلفائے اعلیحضرت مطبوعہ کراچی ۱۹۹۲ ص ۱۴۸ معارف رضا کراچی جنوری ۲۰۱۶ ص ۴۶۔ ۴۷)

ملک العلماء، مولانا سید محمد ظفر الدین بہاری (۱۳۰۳ھ/ ۱۳۸۲ھ) نے بھی تحریک آزادی ہند اور دیگر اسلامی تحریکات (جنہوں نے تحریک آزادی کی راہ ہموار کی) میں بھرپور حصہ لیا آل انڈیا سنی کانفرنس بنارس منعقدہ ۱۹۴۶ء میں شریک ہوئے اور کانفرنس کی طرف سے جن کمیٹیوں میں نامزد ہوئے ان میں سے نصاب تعلیم بنانے والی کمیٹی عائلی قوانین مرتب کرنے والی کمیٹی اور آئین ساز کمیٹی خاص طور پر قابل ذکر ہیں (محمد صادق قصوری مجید اللہ قادری پروفیسر: تذکرہ خلفائے اعلیحضرت مطبوعی کراچی ۱۹۹۲ء ص ۱۱۳ ماہنامہ معارف رضا کراچی جنوری ۲۰۱۶ ص ۴۷)

حضرت مولانا نثار احمد کانپوری (۱۸۸۰ء/ ۱۹۳۱ء) نامور سیاسی اور مذہبی رہنما تھے آپ نے ۱۹۰۰ء سے ملکی سیاست میں حصہ لیا شروع کیا پورے ملک میں آپ کے وعظ کی دھوم تھی ۱۹۲۰ء میں ایک دفعہ ہندو مسلم اتحاد کے حامی ہو گئے اور اپنے پیر و مرشد اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ کے عتاب کا نشانہ بنے مگر جلد ہی راہ راست پر آ گئے اور توبہ کر لی مولانا نثار احمد کو انگریز سے سخت نفرت تھی چنانچہ ۱۹۳۱ء میں آپ کو مولانا محمد علی جوہر علیہ الرحمہ کے ساتھ بغاوت کے جرم میں گرفتار کر لیا گیا اور خالق دینا ہاں کراچی میں آپ پر مقدمہ چلایا گیا اور آپ کو دو سال کی سزا سنائی گئی الغرض آپ نے پاک وہند میں اٹھنے والی ہر اس تحریک میں حصہ لیا جس نے آگے چل کر حصول پاکستان میں اہم کردار ادا کیا (محمد صادق قصوری حمید اللہ قادری پروفیسر تذکرہ خلفائے اعلیٰ حضرت مطبوعہ کراچی ۱۹۹۲ء ص ۳۵۹ ماہنامہ معارف رضا کراچی جنوری ۲۰۱۶ء ص ۴۷۔ ۴۸ ہفت روزہ افق کراچی یکم تا ۷ جنوری ۱۹۷۹ء ص ۱۱۔ افق کراچی ۱۷ تا ۳۰ جون ۱۹۸۱ء ص ۱۰)

مولانا حامد علی فاروق (۱۳۸۸ھ) سیاسی امور میں دل چسپی لیتے تھے اور متعدد بار قید و بند کی صعوبتیں برداشت کیں انگریزوں سے

غداری اور شدھی آندولن کی مخالفت کے جرم میں گرفتار ہوئے اور دو سال کے بعد رہائی نصیب ہوئی (ماہنامہ اشرفیہ مبارک پور اپریل ۱۹۹۷ء میں ۳۰ تا ۳۱ ماہنامہ معارف رضا کراچی جنوری ۲۰۱۶ ص ۴۸)

مولانا عبدالحئی پیلی بھیتی (۱۹۴۰ء) ہندو مسلم اتحاد کے سخت مخالف اور مسلم لیگ کے حامی تھے پیلی بھیت میں مسلم لیگ کی ابتدائی تنظیم اور کامیابی میں اہم کردار ادا کیا (محمد صادق قصوری، مجید اللہ قادری پروفیسر: تذکرہ خلفائے اعلیٰ حضرت مطبوعہ کراچی ۱۹۹۲ء ص ۱۸۵ء ماہنامہ معارف رضا کراچی جنوری ۲۰۱۶ ص ۴۸۔

مولانا عبدالاحد پیلی بھیتی (۱۸۸۳ء/ ۱۹۳۳ء) ہندو مسلم اتحاد کے زبردست مخالف تھے اعلیحضرت محدث بریلوی نے تحریک خلافت کے زمانے میں جب ہندو مسلم اتحاد کے خلاف آواز بلند فرمائی تو مولانا عبدالاحد نے اپنے پیر و مرشد کی اس تحریک کو پورے ہندوستان میں روشناس کرایا اور مسلمانوں کو علیحدہ تنظیم کے لیے آخری دم تک اعلیحضرت کے مسلک پر قائم رہے وہ آزادی ہند کے دلدادہ اور ہندو کے ساتھ مسلمانوں کے اشتراک کو مذہب کے سخت خلاف سمجھتے تھے انہیں تحریک خلافت علی برادران اور خلافت کے دوسرے رہنماؤں سے کوئی ذاتی اختلاف نہیں تھا البتہ ہندو کے ساتھ وہ کسی قیمت پر اتحاد پسند نہیں کرتے تھے ان کی تمام کوششیں صرف اس نکتہ سے وابستہ رہیں کہ کفر و اسلام دو متضاد نظریات ہیں جو کبھی متحد نہیں ہو سکتے (ماتا میاں قادری شاہ: سوانح حیات اعلیٰ حضرت بریلوی مطبوعہ کراچی ص ۵۷ ماہنامہ معارف رضا کراچی جنوری ۲۰۱۶ء ص ۴۸)

مولانا محمد یعقوب خاں بلاس پوری بھی دو قومی نظریہ کی پاسبانی کرتے ہوئے نظر آتے ہیں آل انڈیا سنی کانفرنس کے تائیس اجلاس ۱۶ تا ۱۹ مارچ کو مراد آباد میں نمایاں طور پر حاضر تھے احمد جلال الدین احمد قادری، مولانا: خطبات آل انڈیا سنی کانفرنس مطبوعہ لاہور ۱۹۷۸ء ص ۸۵ ماہنامہ معارف رضا کراچی جنوری ۲۰۱۶ ص ۴۸)

مولانا حکیم غلام احمد شوق فریدی سنبھلی (۱۲۸۴ھ۔ ۱۳۶۲ھ) ملت اسلامیہ پر جب بھی کٹھن وقت آیا تو آپ دیوانہ وار میدان عمل میں کود پڑے مراد آباد آل انڈیا سنی کانفرنس میں شریک ہوئے ترک موالات کے زمانہ میں ہی کانگریس کی عیاریوں اور ابلا فریبیوں کے پردے چاک کئے مضامین تقاریر اور نظموں کے ذریعے مسلمانوں کو راہ راست دکھائی (محمد صادق قصوری: امیر ملت اور ان کے خلفائے مطبوعہ لاہور ۱۹۸۳ء ص ۱۶۸ ماہنامہ معارف رضا کراچی جنوری ۲۰۱۶ء ص ۴۹)

آفتاب پنجاب مولانا قاضی عبدالغفور شاہ پوری (۱۸۷۶ء/ ۱۹۵۲ء) نے قیام پاکستان تحریک میں نمایاں طور پر شامل تھے آپ نے مسلم ریاست کی ضرورت و اہمیت اور قیام پاکستان کے مقصد سے عوام کو آگاہ کرنے کے لیے بڑی جرات سے کام لیا حضرت پیر سید طاہر حسین

ترمذی علیہ الرحمہ اور مولانا احمد خان روکھڑی بھی آپ ہی کے ایماء پر تحریک پاکستان کی حمایت میں ڈٹ گئے تھے۔آپ نے مجاہد ملت مولانا محمد عبدالستار خان نیاز کے قافلے کی سرپرستی فرمائی اعلیٰ حضرت بریلوی کے پچیسویں عرس مبارک منعقدہ ۲۳ تا ۲۵ صفر ۱۳۶۵ھ/ ۲۸ تا ۳۰ اپریل ۱۹۴۶ کو آپ نے حاضری دی اور اس موقع پر قیام پاکستان کے حق میں جو قرارداد منظور کی گئی اس کی ترتیب وتدوین کمیٹی میں آپ بھی شامل تھے۔(ماہنامہ معارف رضا کراچی جنوری ۲۰۱۶ ص ۴۹)

مولانا حسنین رضا خاں بریلوی (۱۳۱۰ھ/ ۱۴۰۱ھ) سیاست کے پیچ وتاب سے خوب واقف تھے آپ نظریاتی اعتبار سے مسلم لیگ کے حامی تھے۔مسلم لیگ کی تنظیم کے انتخاب میں آپ کو ذمہ داران نے ضلع بریلی کا جنرل سیکرٹری منتخب کیا مسلم لیگ کے شباب کے دور میں مولوی عزیز خاں نے الیکشن لڑا جس میں وہ کامیاب ہوئے تھے۔(محمد شہاب الدین رضوی، مولانا: مولانا حسنین رضا خاں بریلوی حیات اور خدمات مطبوعہ ممبئی ۱۹۹۸ء ص ۳۳ ماہنامہ معارف رضا کراچی جنوری ۲۰۱۶ء ص ۴۹)

مؤرخ پاکستان محمد صادق قصوری ''اکابر تحریک پاکستان'' میں ایک سوگیارہ ''تحریک پاکستان اور علمائے کرام'' میں چون اور تحریک پاکستان اور صوفیائے کرام'' میں اڑتالیس سنی علما ومشائخ کرام کی مساعی جمیلہ کو احاطہ تحریر میں لایا ہے(ماہنامہ معارف رضا کراچی جنوری ۲۰۶۱ء ص ۵۰)

مفتی اعظم پاکستان مفتی محمد وقار الدین قادری (۱۳۱۴ھ/ ۱۹۱۵ء۔ ۱۹۹۲ء) نے تحریک پاکستان میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیا جگہ جگہ جلسوں میں کانگریس کا رد فرماتے اور مسلم لیگ کی حمایت فرماتے مسلم لیگ کے امیدواروں کے حق میں رائے عامہ ہموار کرتے آپ نے اس ضمن میں ہندوستان کے مختلف شہروں کا دورہ کیا اور مسلمانوں کو نظریہ پاکستان سے آگاہ کر کے تحریک پاکستان کی حمایت پر آمادہ کیا (ماہنامہ ضیائے حرم لاہور دسمبر ۱۹۹۲ ص ۵۴) ماہنامہ رضائے مصطفیٰ گوجرانوالہ اکتوبر ۱۹۹۲ء ص ۴)

مولانا قاضی احسان الحق مفتی بہرائچ کی قیادت میں اہل سنت علماء کا ایک وفد کلکتہ میں محمد علی جناح سے ملا اور انہیں اپنے بھرپور تعاون کا یقین دلایا چنانچہ جناح نے صاف اور واضح لفظوں میں علماء اہلسنت کو یقین دلایا کہ پاکستان کے قیام کا مقصد خطہ پاکستان مین اسلامی نظام کا نفاذ اور قرآن وسنت کی حکمرانی ہے(دعوت حق ص ۱۱ بحوالہ ماہنامہ الحبیب شمارہ اکتوبر ۱۹۷۰ ماہنامہ ضیائے حرم لاہور اگست ۱۹۸۹ء ص ۱۲۳)

حضرت علامہ مفتی تقدس علیخاں (۱۹۰۷ء۔ ۱۹۸۸ء) نے تحریک پاکستان میں بھرپور حصہ لیا مرادآباد سنی کانفرنس میں آپ نے شرکت کی جبکہ بنارس سنی کانفرنس میں آپ برادر خورد حضرت مولانا مفتی اعجاز ولی خاں کے ہمراہ شریک ہوئے (ماہنامہ ضیائے حرم لاہور مارچ ۱۹۸۸ء ص ۵۲)

حضرت خواجہ محمد عمر بریلوی (۱۸۸۶ء/ ۱۹۶۷ء) تحریک پاکستان کے دوران الیکشن ہو رہے تھے حضرت کے علاوہ سے مسلم لیگ کے ٹکٹ پر ذاکر قریشی اور ملک خضر حیات ٹوانہ کا مقابلہ تھا آپ مسلم لیگ کا ساتھ دے رہے تھے خضر حیات نے ایک لفافہ میں چٹھی لکھ کر اور ساتھ کچھ روپے رکھ کر اپنے علاقے کے تمام علماء بھیجے تھے میرے (صوفی محمد اقبال بھیروی یعنی مضمون نگار) سامنے حضرت کی خدمت میں ایک آدمی جو حضرت کا بھی عقیدت مند تھا لفافہ لے کر پہنچا آپ نے چٹھی نکالی تو ساتھ نوٹوں کا بنڈل بھی نکل آیا آپ کی جبیں مبارک پر شکن پڑا اور نوٹ بغیر گنے دیکھے لفافے میں ڈال دیئے اور لفافے پر یہ مصرعہ لکھ کر واپس کر دیا

نذرانہ نہیں سود ہے پیران حرم کا

دوسرے دن وہی آدمی جب حضرت کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپ نے پوچھا سناؤ مہر: ملک صاحب کیا کہتے تھے اس نے عرض کیا دانتوں مین انگلی دبا کر حیران ہو کر بیٹھ گئے اور پھر کہا یہ عجیب مولوی ہیں ان کا کوئی کام بھی آج تک مجھ سے نہیں پڑا فرمایا ان کو کہہ دینا کہ انشاءاللہ آئندہ بھی نہیں پڑے گا جس خدا سے ہم آج تک کام لیتے رہے ہیں لیتے رہیں گے (سہ ماہی معین الاسلام بیربل شریف سرگودھا جنوری تا مارچ ۲۰۱۵ء ص ۵۵ ترجمان حقیقت نمبر)

حضرت مولانا نور احمد بن حضرت میاں علی محمد آف ٹھٹھہ عیسیٰ نزد ننکانہ صاحب (۱۸۹۰-۱۹۴۵ء) تحریک آزادی کے سرگرم کارکن تھے قیام پاکستان کے لیے جدوجہد میں پیش پیش رہتے اس لیے پانچ سال بعد انگریز حکومت نے آپ کو سکول کی ملازمت سے برخواست کر دیا آزادی وطن کی خاطر قید و بند کی صعوبتیں بھی برداشت کیں لیکن یہ سب کچھ آپ کے جذبوں کو سرد نہ کر سکا۔ ۱۹۴۷ء میں آزادی کا خواب تو پورا ہو گیا لیکن آپ اس سے پہلے ہی ۱۹۴۵ء میں راہی ملک بقا ہو گئے (سہ ماہی معین الاسلام بیربل شریف سرگودھا جولائی تا ستمبر ۲۰۱۵ء ص ۴۲)

مولانا سید مسعود حسن شہاب دہلوی بہاولپوری (۱۹۲۳-۱۹۹۰ء) قیام پاکستان سے قبل مسلم لیگ سے وابستہ تھے بہاولپور میں آئے تو یہاں بھی مسلم لیگ کی تشکیل اور قیام میں حصہ لیا آل پاکستان مسلم لیگ کے کونسلر اور پاکستان مسلم لیگ بہاولپور کی ورکنگ کمیٹی کے رکن منتخب ہوئے۔ (سید شریف احمد شرافت نوشاہی: شریف التواریخ جلد دو از دہم مطبوعہ ادارہ معارف نوشاہیہ ساہن پال شریف ۱۹۸۴ء ص ۳۹۴-۳۹۵

مولانا محمد اعظم نوشاہی برقندازی میروال (۱۸۶۱ء-۱۹۵۶ء) کانگریسی مولویوں کے متعلق فرماتے ہیں:

غلام تو ام ایُّها الکانگرس

چو من بیکسے را توئی دا درس

اگر در غلامیت کردم خطا

خطا در گزارو رو پیم نما

مرا از مسلمانیم سود چیست

مرا بائیدم سیم و زر بہر زیست

من از ذکر و قرآن ہمہ اندوختم

چرا درد گاندھی نیا موختم

(بے مثل بشر از مولانا محمد اعظم نوشاہی مطبوعہ ادارہ معارف نوشاہیہ اعظمیہ مرید کے ۱۹۹۵ء ص ۱۱۔ سید شریف احمد شرافت نوشاہی: شریف التواریخ جلد ~~ہفتم ص ۲۹۵)~~ سوم حصہ ہفتم مطبوعہ ساہن پال شریف ۱۹۸۴ء ص ۲۹۵)

ڈاکٹر محمد ظریف شیخوپوری (۱۸۹۹۔۱۹۷۵ء) نے ایف اے کے دوران ہی امیر ملت محدث علیپوری کے دست اقدس پر بیعت کر لی ۱۹۴۶ء میں ریٹائرمنٹ کے بعد حضرت امیر ملت کے حکم کے مطابق اپنے آپ کو تحریک پاکستان کے لیے وقف کر دیا آپ شیخوپورہ سٹی مسلم لیگ کے سرکردہ رہنماؤں میں سے تھے میڈیکل پریکٹس صرف اتنی کرتے جس سے گزر اوقات ہو جاتی باقی تمام وقت مذہبی ملی اور سیاسی کاموں میں صرف کر دیتے مریضوں کا علاج کرتے وقت انہیں مذہبی اور سیاسی تبلیغ بھی کرتے (ماہنامہ انوار الصوفیہ قصور بابت جون ۱۹۶۱ء۔ حضرت سراج الملت وران کے خلفاء از محمد صادق قصوری مطبوعہ مرکزی مجلس امیر ملت برج کلاں قصور ۱۹۹۴ء ص ۳۰)

مولانا محمد سلیمان صدیقی (۱۹۰۰ء۔۱۹۷۷ء) نے ۱۹۲۱ء میں لائل پور میں ڈسٹرکٹ خلافت کانفرنس زیر صدارت حضرت امیر ملت کی مکمل رپورٹ مرتب کر کے اپریل ۱۹۲۱ء کے ماہنامہ انوار الصوفیہ لاہور میں شائع کرائی علاوہ ازیں ۱۹۴۶ء میں آل انڈیا سنی کانفرنس بنارس منعقد ہوئی تو آپ وقائع نگار کی حیثیت سے حضرت امیر ملت کے ساتھ شریک اجلاس ہوئے آپ نے اس اجلاس کی مکمل کاروائی رسالہ انوار الصوفیہ میں شائع کرائی جس کی تلخیص بعد میں انوار الصوفیہ قصور بابت اکتوبر ۱۹۷۴ء میں بھی شائع ہوئی (حضرت امیر ملت اور ان کے خلفاء از محمد صادق قصوری سیالکوٹ ۱۹۸۳ء ص ۱۲۲۔ ۱۲۳۔ حضرت سراج الملت اور ان کے خلفاء مطبوعہ برج کلاں قصور ۱۹۹۴ء ص ۳۶۔۳۷)

حضرت مولانا محمد شریف ڈسکوی (۱۹۲۵ء۔ ۱۹۸۴ء) نے تحریک پاکستان میں اپنے پیر و مرشد حضرت امیر ملت کی زیر قیادت بھرپور حصہ لیا ۱۹۵۳ء اور ۱۹۷۴ء کی تحریک ختم نبوت میں مقام مصطفیٰ کے تحفظ کی خاطر تین ماہ قید و بند کی صعوبتوں سے نبرد آزما رہے ...... (تعارف علمائے اہلسنت از محمد صدیق ہزاروی مطبوعہ لاہور ۱۹۷۹ء روزنامہ نوائے وقت ۷ اگست ۱۹۸۴ء۔ حضرت سراج الملت اور ان

کے خلفائے از محمد صادق قصوری مطبوعہ قصور ۱۹۹۴ء ص ۴۵)

ڈاکٹر غلام حیدر چٹھہ (۱۹۰۴ء۔۱۹۷۶ء) نے ۱۹۱۲ء میں حضرت امیر ملت کے دست مبارک پر سعادت بیعت حاصل کی آپ نے تحریک پاکستان میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیا آپ سانگلہ ہل مسلم لیگ کے خزانچی تھے۔ حضرت امیر ملت کے ارشاد کے مطابق آپ نے حصول پاکستان کے لیے ہر ممکن قربانی دی اور قید و بند کے مصائب بھی برداشت کئے اس سے قبل آپ نے مسجد شہید گنج کی تحریک میں بھی بھرپور حصہ لیا تھا (ماہنامہ انوار الصوفیہ قصور بابت جون ۱۹۶۱ء روزنامہ جنگ لاہور ۲۸ مئی ۱۹۸۶۔ حضرت سراج الملت اور ان کے خلفاء ص ۴۸)

مولانا محمد عالم میر پوری (۱۸۹۶ء۔۱۹۹۰ء) جب تحریک پاکستان فیصلہ کن مراحل میں داخل ہوگئی تو حضرت امیر ملت تن من دھن کی بازی لگا کر میدان میں کود ے اور مسلم لیگ کی ڈٹ کر حمایت کی کانگریس انگریزی پونی نسٹوں کی مکروہ کوششوں کے دام فریب کو تار تار کیا حضرت کے ساتھ ان کے صاحبزادگان اور جملہ مریدین بھی کمر بستہ ہو کر اس جہاد میں ڈٹ گئے ان حالات میں مولانا محمد عالم کا اس جدوجہد سے الگ رہنا ممکن نہ تھا چنانچہ آپ کا مسلم لیگ کا علم ہاتھ میں لے کر ضلع سرگودھا میں سرگردان رہے اور پُرزور تقاریر کے ذریعے مسلمانوں کو مسلم لی کے جھنڈے تلے جمع کر کے مرشد گرامی کے ارشاد کی تعمیل کی (حضرت امیر ملت اور ان کے خلفاء از محمد صادق قصوری مطبوعہ سیالکوٹ ۱۹۸۳ء حضرت سراج الملت اور ان کے خلفاء ص ۶۳)

بابو ملک غلام نبی سمبڑیالوی (۱۸۸۲ء۔۱۹۸۳ء) نے تحریک پاکستان میں بھرپور حصہ لیا ۱۹۳۹ء میں آپ کی سرپرستی میں سمبڑیال مسلم لیگ کا قیام عمل میں آیا اور پھر آپ نے سمبڑیال مسلم لیگ کے صدر کی حیثیت سے کارہائے نمایاں سرانجام دیئے آپ کی دعوت پر مختلف مسلم لیگ لیڈر تشریف لا کر دلوں کو گرماتے رہے حضرت قائداعظم سے ان کی خط و کتابت ۳۶۔۱۹۳۵ء سے تھی جبکہ وہ صرف محمد علی جناح تھے وہ قائداعظم کو مسلمانوں کا نجات دہندہ سمجھتے تھے۔اسی دوران آپ کو کاروباری سلسلہ میں کوٹ ادو ضلع مظفر گڑھ جانا پڑا وہاں آپ کو تحصیل مسلم لیگ کوٹ ادو مظفر گڑھ کا صدر منتخب کیا گیا۔ ۱۹۴۶ء میں آپ نے وہیں سے تحریک پاکستان کے حق میں گرفتاری پیش کی (تحریک پاکستان میں سیالکوٹ کا کردار از خواجہ محمد طفیل سیالکوٹ ۱۹۸۷ء روزنامہ نوائے وقت لاہور ۱۳ اپریل ۱۹۸۳۔ ۲۳ فروری ۸۳ء۔ ۲۷ فروری ۸۳ء شیدایان امیر ملت از محمد صادق قصوری مطبوعہ قصور ۱۹۹۸ء ص ۵۷۔۵۸)

حضرت مولانا غلام رسول گوہر (۱۹۱۰ء۔۱۹۸۵ء) تحریک پاکستان کا غلغلہ بلند ہوا تو حضرت امیر ملت مسلم لیگ کا سبز پرچم تھام کر میدان عمل میں نکلے اور اُن کی آن میں مسلم لیگ کو اسلامیان برصغیر کے دلوں کی دھڑکن بنا دیا امیر ملت کے ایک ادنیٰ سپاہی کی حیثیت سے آپ نے بھی مسلم لیگ کی تائید و حمایت میں مقدور بھر کام کیا ریاست جموں و کشمیر کی تحریک آزادی میں دل کھول کر حصہ لیا (شیدایان امیر ملت از محمد

صادق قصوری مطبوعہ قصور ۱۹۹۸ء ص ۶۸)

حضرت صاحبزادہ پیر سید محمود شاہ گجراتی (۱۹۲۲ء۔۱۹۸۷ء) نے سترہ برس کی عمر میں ۱۹۳۹ء میں حضرت امیر ملت کے دست اقدس پر بیعت کی حضرت امیر ملت کے حکم پر مسلم لیگ میں شامل ہو کر ایک کارکن کی حیثیت سے کام کرتے رہے ۱۹۴۶ء کی سول نافرمانی کی تحریک میں سب سے پہلے جیش لے کر جیل گئے جب آپ ڈسٹرکٹ جیل گجرات گئے تو اس وقت آپ سے پہلے میاں ممتاز دولتانہ میاں عبدالباری سردار شوکت حیات نواب زادہ مہدی علی سابق صدر پاکستان فضل الٰہی جیل میں موجود تھے جیل میں ۱۲ ربیع الاول شریف کا دن آیا تو صاحبزادہ صاحب اور ان کے ساتھی پریشان اور بے قرار ہو گئے کہ ہم عید میلاد النبی ﷺ کے جلوس میں شرکت نہ کر سکیں گے آپ کے والد گرامی حضرت پیر سید ولایت شاہ (متوفی ۱۹۷۰ء) جلوس کی قیادت فرما رہے تھے جب وہ تیس ہزار کے قریب شمع رسالت کے پروانوں کا جلوس لے کر جیل کے قریب پہنچے تو یونہی جلوس کی آواز جیل میں پہنچی تو سیاسی کارکنوں میں ایک نیا اسلامی جوش اور ولولہ پیدا ہو گیا۔ نوجوان جیل کی کوٹھڑیوں پر چڑھ گئے اور صاحبزادہ صاحب کو اپنے کندھوں پر اٹھا لیا اور جیل کی چھتوں کو نعرہ ہائے تکبیر و رسالت سے ہلا دیا آپ نے تقریر کرنے کی خواہش ظاہر کی شمع رسالت کے پروانے جیل کی دیواروں سے لگ گئے میاں ممتاز دولتانہ نے آپ کو تقریر کرنے سے روکا کہ کہیں سزا طویل نہ ہو جائے مگر آپ نے تمام قانونی حدود و قیود کو بالائے طاق رکھتے ہوئے تقریباً آدھ گھنٹہ تقریر فرمائی۔ آپ نے کہا کہ اب وقت آ گیا ہے کہ مسلمان پاکستان حاصل کر کے رہیں گے اب یہ تحریک کہیں انہیں رک سکتی آپ کی تقریر اس قدر جامع اور مؤثر تھی کہ جیل کے اندر اور باہر ہر طرف نعرے لگ رہے تھے جیل کے سامنے انگریز ایس پی مسٹر وائل اور ہندو ڈپٹی کمشنر وزیر چند سینکڑوں ڈوگرہ اور سکھ سپاہیوں کے ساتھ کھڑے منہ دیکھتے رہ گئے شرکاء جلوس نے گولیوں اور سنگینوں کی پرواہ کیے بغیر پاکستان کا مطلب کیا لا الہ الا اللہ کے فلک شگاف نعرے لگائے شام کو آپ کی اپیل پر یہ جلوس پر امن طور پر منتشر ہو گیا۔ جیل میں تحریک پاکستان کے لیے کام کرتے رہے بائیس سال کی عمر میں آپ مسلم لیگ پنجاب کے ممبر منتخب ہوئے (تذکرہ شاہ ولدیت۔ اکابر تحریک پاکستان جلد اول شیدایان امیر ملت از محمد صادق قصوری ص ۱۱۰۔۱۱۱)

ڈاکٹر سید ظفر الحسن (۱۸۷۹ء۔۱۹۴۹ء) تیسرا بڑا کارنامہ علی گڑھ پاکستان سکیم کو ستمبر ۱۹۳۹ء میں کتابی علمی عمل شکل میں پیش کرنا تھا پاکستان کی آواز تو بلند ہو رہی تھی لیکن کوئی اس کی علمی عملی صورت اور اس کی فلسفیانہ اور منطقی بنیاد کو واضح اور معین شکل میں ابتک پیش نہیں کر سکا تھا ڈاکٹر صاحب نے سکیم مع چارٹ نقشہ جات اور مقدمہ پیش کی علی گڑھ مسلم یونیورسٹی کے تمام اساتذہ کرام اور پروفیسروں کا زبردست بیان سکیم کی تائید میں شائع ہوا تحریک پاکستان کی تاریخ میں علی گڑھ اسکیم ایک نشان اعظم کا حکم رکھتی ہے۔ اس اسکیم کی تیاری کے سلسلے میں ڈاکٹر سید ظفر الحسن اور حکیم الامت حضرت علامہ اقبال رحمہ اللہ علیہ کے مابین کچھ عرصہ خط و کتابت بھی رہی اور بعض باتوں کی وضاحت کے لیے اپنے شاگرد ڈاکٹر

برہان احمد فاروقی کو بارہا حکیم الامت کی خدمت میں بھیجا سید صاحب نے یہ اسکیم ۱۹۳۹ء میں مسلم لیگ کی مجلس عاملہ کے سامنے پیش کی اور اسی وقت سے ہی علی گڑھ سکیم کے نام مشہور ہوگئی بعد ازاں سید صاحب نے اپنے پیر و مرشد حضرت امیر ملت کے حکم پر تحریک پاکستان میں بھرپور کردار ادا کیا (روزنامہ نوائے وقت لاہور ۱۷ دسمبر ۱۹۸۰ء پروفیسر محمد عثمان کا مضمون ڈاکٹر برہان احمد فاروقی اقبال کا سیاسی کارنامہ از محمد احمد خاں مطبوعہ لاہور ۱۹۷۷ء ص ۹۳۰۔ پاکستان منزل بمنزل از سید شریف الدین پیرزادہ مطبوعہ کراچی ۱۹۶۵ء ص ۲۳۱ تا ۲۴۱۔ فدایان امیر ملت از محمد صادق قصوری مطبوعہ قصور ۱۹۸۱ء ص ۲۴۔۲۵)

حضرت پیر سید اختر حسین شاہ علیپوری (۱۹۱۱ء۔ ۱۹۸۰ء) نے آل انڈیا سنی کانفرنس بنارس اور تحریک پاکستان کی کامیابی و کامرانی کے لیے اپنے جو جدامجد حضرت امیر ملت کی زیر قیادت جو کام کیا وہ آب زر سے لکھنے کے قابل ہے ۱۹۴۶ء کے انتخابات کے دوران میں آپ نے تحصیل نارووال میں دورے کر کے اور اپنا اثر رسوخ استعمال کر کے مسلم لیگ کے امیدوار میاں ممتاز محمد خان دولتانہ کو کامیاب و کامران کرایا پھر جدامجد کے حکم پر بھلوال ضلع سرگودھا شریف سے گئے جہاں مسلم لیگ کے امیدوار فضل الٰہی پراچہ کے مقابلہ میں یونی نسٹ پارٹی کے لیڈر اور وزیر اعظم پنجاب سر خضر حیات ٹوانہ انتخاب لڑ رہے تھے۔ خضر حیات ٹوانہ نے بھلوال میں جلسہ کیا تو چھوٹے چھوٹے بچے سیاہ جھنڈیاں لے کر کھڑے ہو گئے غدار خضر حیات کے ساتھ پولیس کا جم غفیر تھا پولیس نے بچوں کو ڈرایا دھمکایا تو شاہ عالم ذیلدار حلقہ باندھ کر کھڑے ہو گئے اور ڈانٹ کر کہا خبردار: اگر تم نے ہمارے کسی بچے کو ہاتھ لگایا تو ہم تمہارے ہاتھ کاٹ دیں گے آنکھ دکھائی تو آنکھ نکال دیں گے مسلم لیگ کی حمایت و اعانت کا حکم ہمارے باپ (حضرت امیر ملت) نے دیا ہے ہم ان کے حکم سے ہرگز ہرگز سرتابی نہیں کریں گے اس پر جلسہ میں ہڑبونگ مچ گئی اور اس افراتفری میں ملک خضر ٹوانہ موٹر سائیکل میں بیٹھ کر کھسک گئے اس کامیابی و کامرانی کا تمام سہرا پیر سید اختر حسین شاہ کے سر ہے (ذکر اختر از محمد صادق قصوری مطبوعہ مرکزی مجلس امیر ملت برج کلاں قصور ۱۹۸۱ء ص ۱۵۔۱۶)

مولانا محمد بخش مسلم (پ ۱۸۸۷ء۔ م ۱۹۸۷ء) حضرت مولانا عبدالحامد بدایونی حضرت علامہ ابوالحسنات قادری علامہ عبدالغفور ہزاروی پیر صاحب مانکی شریف مولانا خادم حسین مولانا مرتضیٰ احمد خاں میکش، علامہ احمد سعید کاظمی پیر سید جماعت علیشاہ اور دیگر اکابر اہلسنت کے شانہ بشانہ مولانا محمد بخش مسلم تحریک پاکستان میں نمایاں کردار ادا کرتے ہوئے نظر آتے ہیں چنانچہ ۱۹۴۶ء کی آل انڈیا سنی کانفرنس بنارس میں آپ دیگر علماء کے ساتھ شریک تھے ۱۹۴۵ء میں جب لاہور میں قرارداد پاکستان منظور ہوئی تو مولانا محمد بخش مسلم اس وقت مسلم لیگ کے رکن کی حیثیت سے اس اجلاس میں شریک تھے ایک مرتبہ قائداعظم نے مولانا محمد بخش مسلم سے پوچھا مولانا: قرآن پاک میں کہیں صراحتاً دو قومی نظریہ کا ذکر ہے: آپ نے نہایت زیرگی سے جواب دیا: کیوں نہیں قرآن پاک میں آتا ہے ترجمہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نہ یہودی تھے نہ

عیسائی بلکہ آپ صاف ستھرے مسلمان تھے یہاں دو گروہوں کا ذکر ہے ایک غیر مسلم اور دوسرا مسلمان۔ قائداعظم نے یہ سن کر حضرت مولانا محمد بخش مسلم کی قرآن فہمی کو بہت سراہا۔ تحریک پاکستان کے دوران مولانا محمد بخش مسلم گرفتار ہو گئے آپ کے ساتھ میاں شاہ نواز اور دیگر سیاسی رہنما بھی تھے آپ ایک ماہ جیل میں رہے اور جیل میں پہلی بار جمعۃ المبارک کی نماز ادا کی گئی خواجہ عابد نظامی صاحب کے مدیر ماہنامہ ضیائے حرم کے والد ماجد حضرت خواجہ محمد حسین نظامی المعروف محرم شاہ بھی اس زمانے میں مولانا مسلم کے ساتھ جیل میں تھے وہ بیان فرماتے ہیں کہ جیل میں جمعہ کی نماز ادا کرنے پر مولانا مسلم اور سپرنٹنڈنٹ جیل میں تکرار ہو گئی سپرنٹنڈنٹ جیل کا موقف تھا کہ یہاں جیل میں اس سے پہلے کبھی بھی جمعہ کی نماز ادا نہیں کی گئی اس پر مولانا مسلم نے برجستہ جواب دیا سپرنٹنڈنٹ صاحب: مسلم بھی پہلی مرتبہ جیل میں آیا ہے اب یہاں جمعہ کی نماز ضروری ہوگی چنانچہ پہلی مرتبہ مولانا کی اقتداء میں جیل کے اندر جمعہ کی نماز ادا کی گئی قیام پاکستان کے بعد جس شخص نے ریڈیو پاکستان سے پہلی تلاوت کا شرف حاصل کیا وہ حضرت مولانا محمد بخش مسلم علیہ الرحمہ کی ذات ستودہ تھی (ماہنامہ ضیائے حرم لاہور اپریل ۱۹۸۷ء ص ۶۴۔۶۵، تحریک پاکستان میں علماء و مشائخ کا کردار از محمد صادق قصوری مطبوعہ لاہور 2008ء)

حضرت حافظ محمد عالم بیگ نقشبندی (۱۳۹۷ھ/۱۹۷۷ء) تحریک پاکستان کا آغاز ہوا تو آپ نے قائداعظم کی قیادت میں حصول پاکستان کی اس تحریک میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیا اور کسی قربانی سے دریغ نہ کیا قیام پاکستان کے بعد آپ پاکستان کے پہلے وزیراعظم خان لیاقت علیخان کے پرائیویٹ سیکرٹری مقرر ہوئے بعدازاں آپ کو مہاجرین کی آبادکاری پر متعین کیا گیا اور آپ نے یہ خدمات بطریق احسن انجام دیں پھر حضرت قبلہ حافظ محمد عالم صاحب ہر وہ وقت بھی آیا کہ آپ نے تمام ڈگریاں نذر آتش کر دیں اور بہاولپور جا کر واپڈا میں ہیلپر کی حیثیت سے ملازمت اختیار کر لی۔ (ماہنامہ ضیائے حرم لاہور مارچ ۱۹۷۵ء ص ۸۲۔۸۳)

حضرت مولانا سید منظور احمد مجبور نقشبندی مجددی مکان شریفی (۱۳۸۹ھ/۱۹۶۹ء) مسلم لیگ میں شامل ہو کر تحریک پاکستان کے لیے پوری جدوجہد سے کام کرتے رہے اس سلسلے میں نوائے وقت میں لکھے ہوئے آپ کے مضامین خاص اہمیت کے حامل ہیں۔ سید منظور احمد نے برصغیر کی تمام درگاہوں کے سجادہ نشینوں کو مراسلے ارسال کئے اور تحریک آزادی میں خود اور مریدین کو تحریک پاکستان میں حصہ لینے کے لیے جھنجھوڑا ان کی اس تحریک سے بہت سے لوگ مسلم لیگ میں شامل ہو گئے آپ نے ایک مکتوب میں آستانہ عالیہ مجددیہ سرہند شریف کے سجادہ نشین حضرت صاحبزادہ مقبول احمد علیہ الرحمہ کے نام تحریر فرمایا جس میں امت مسلمہ کے مشائخ کو بالعموم اور سجادہ نشین صاحب درگاہ سرہند شریف کو بالخصوص مسلم لیگ میں شمولیت کی دعوت دی اور حضرت مجدد الف ثانی قدس سرۃ العزیز کے ایک مکتوب کا اقتباس نقل فرمایا جس میں حضرت مجدد نے دو قومی نظریہ پیش کیا تھا حضرت کا یہ مکتوب آپ کی علمیت اور سیاسی شعور کا جیتا جاگتا ثبوت ہے سجادہ نشین نے یہ مکتوب شائع کر کے اپنے

مریدین اور سلسلہ مجددیہ سے نسبت رکھنے والوں میں بطور خاص تقسیم کروایا (ماہنامہ ضیائے حرم لاہور مارچ ۱۹۸۴ء ص ۶۸، دانیال ساجد اسیر تذکرہ صاحب عرفان ساہی وال، مکان شریف 1980ء ص 21، سہ ماہی صوت ہادی شیخو شریف اوکاڑا جنوری تا مارچ 2019ء ص 92)

حضرت علامہ عبدالحئی چشتی (۱۴۰۲ھ/ ۱۹۸۲ء) نے تحریک پاکستان میں بھرپور حصہ لیا ریاست بہاولپور میں سیاسی جماعتوں کا اجراء ممنوع تھا لیکن اس کے باوجود آپ نے پیرزادہ محمد سلیم ایڈووکیٹ ڈاکٹر محمد اشرف اور ڈاکٹر نثار کے ساتھ مل کر مسلم لیگ کی ذیلی تنظیم مسلم بورڈ کے نام سے قائم کی اور قیام پاکستان کے لیے زبردست جدوجہد کی ریاست میں سیاسی سرگرمیاں کالعدم ہونے کی وجہ سے عام لوگ سیاسی شعور سے بے بہرہ تھے جنہیں کچھ شعور تھا وہ کانگریسی تھے آپ اپنے والد ماجد کی معنوی قیادت میں سرکاری ملازمت کی پرواہ کئے بغیر پاکستان کے لیے کام کرتے رہے جامعہ عباسیہ کے مقتدر اساتذہ کانگریس کے ہمنوا تھے اس لیے ان کے ایماء پر طلبا آپ کے حامی اساتذہ (جو بوجہ غربت و کمزوری آگے نہ بڑھ سکتے تھے کے ہمراہ میدان میں سینہ سپر ہوجاتے اور مدافعت کرتے پاکستان کے حق میں نظمیں لکھتے ایک نظم میں آپ نے لکھا۔

تیرے لیے کافی ہے محمدؐ کی غلامی
او برہمن راج کی تحریک کے حامی

(ماہنامہ ضیائے حرم لاہور جون ۱۹۸۲ء ماہنامہ کنزالایمان لاہور اگست ۱۹۹۵ء ص ۱۷۳۔ ۱۷۴)

مولانا حبیب الرحمن خان شیروانیا یک اعلیٰ درجہ کے ادیب تھے ان کی ادبی عظمت کا یہ ادنیٰ ثبوت ہے کہ مولانا ابوالکلام آزاد کی کتاب غبار خاطر کے ادبی جواہر پاروں کے مخاطب "صدیق مکرم" یہی بزرگ ہیں مولانا آزاد سے اتنے قریب ہوتے باوجود دونوں کے سیاسی نظریات میں بعد المشرقین تھا مولانا شیروانی کی سیاست مسلمانوں کے سواداعظم کے رجحانات کی آئینہ دار تھی چنانچہ علی گڑھ میں قائداعظم کے مستقل میزبان مولانا ہی ہوا کرتے تھے ایک مرتبہ قائداعظم کی موجودگی میں مجھے بھی مولانا کی مہمان داری کا شرف حاصل ہوا اور میں نے اس عزت واحترام کا نظارا اپنی آنکھوں سے دیکھا جو مسلمانوں کے مسلمہ لیڈر ہونے کی حیثیت میں مولانا قائداعظم کا کرتے تھے خود قائداعظم بھی مولانا کی شخصیت اور حسن کردار کے معترف تھے (مولانا حبیب الرحمن خان شیرانی تحریر نواب مشتاق احمد خاں ماہنامہ ضیائے حرم لاہور فروری ۱۹۷۷ء ص ۶۸۔۶۹)

حضرت پیر سید علی حسین شاہ علی پوری (۱۴۰۷ھ/۱۹۸۷ء) سرہند شریف جارہے تھے کہ ۱۹۴۶ء میں انتخابات کا اعلان ہوا اعلان سنتے ہی سفر ترک فرمادیا اور مسلم لیگ کی حمایت میں قریہ قریہ دورہ شروع کردیا مسلم لیگ کی عمومی حمایت کے علاوہ شکر گڑھ اور نارووال کے

انتخابات آپ کی خصوصی توجہ کا مرکز تھے شکر گڑھ میں گوجر برادری کا زور ہے اور یونی نٹ امیدوار کا تعلق بھی اسی برادری سے تھا دوسری طرف مسلم لیگ نے مقابلے میں اسی برادری سے اپنا امیدوار نامزد کیا حضرت اقدس نے تمام مصلحتوں کو بالائے طاق رکھ کر جن واشگاف الفاظ میں اعلائے کلمۃ الحق فرمایا اور ایک ایک محاذ کو لوہے کے چنے چبوائے زمانے میں اس کی مثال نہیں ملتی نتیجہ یہ ہوا کہ مسلم لیگی امیدوار واضح اکثریت سے کامیاب ہو گیا نارووال کے حلقہ انتخاب میں مسلم لیگ کے نامزد امیدوار سابق وزیر اعلیٰ پنجاب میاں ممتاز دولتانہ تھے حضرت والد نے یہاں بھی بستی بستی جا کر اہل اسلام کی غیرت ملی کو بیدار کیا۔ آپ نے ایک ایک شخص کو اس کی ذمہ داری کا احساس دلایا علاوہ شکر گڑھ کے ایک چودھری صاحب کی شخصیت بڑی با اثر سمجھی جاتی تھی وہ ووٹر کو متاثر کرنے کے لیے بیلٹ بکس کے قریب کرسی پر بیٹھ جاتے تو حضرت اقدس نے بھی یہی کام شروع کر دیا آپ پاکستان کی حمایت میں جلسوں کا اہتمام فرمایا بڑے بڑے علمائے کو مدعو کرتے جو پاکستان کی حمایت میں زور بیان کے جوہر دکھاتے اس دور کے نامور خطیب خصوصاً مولانا بشیر احمد اختر گمھالوی اس مہم میں آپ کے زیر سایہ مسلم لیگ کی خوب وکالت کرتے رہے مذکورہ بالا دو محاذوں کے علاوہ ملک کے طول و عرض میں جہاں بھی آپ کے عقیدت مند تھے انہیں اس بات پر پابند کر دیا گیا کہ ووٹ مسلم لیگ کو دیں اور یوں اس مرد کامل نے نکل کر خانقاہوں سے ادا کر رسم شبیری پر پورا پورا عمل کر کے دکھایا (ماہنامہ انوار لاثانی علی پور سیداں شریف ستمبر ۱۹۸۷ء ص ۱۶۔۱۷)

حضرت صاحبزادہ سید فیض الحسن شاہ آف آلو مہار شریف (۱۴۰۴ھ/ ۱۹۸۴ء) کی قیام پاکستان میں مجاہدانہ کوششوں کو مسلم لیگ میں قدر کی نگاہ سے دیکھتے تھے قیام پاکستان سے قبل اگرچہ مجلس احرار کے رکن تھے مگر وہ حامیان پاکستان میں شامل تھے ان کا مؤقف تھا کہ قیام پاکستان کا مطالبہ درست ہے اور اس کے حصول کے لیے ہر مسلمان کو جدوجہد کرنی چاہیے وہ ہندوستان کے نیشنلسٹ مسلمانوں کے اس نظریے کے خلاف تھے کہ پہلے انگریز کو ہندوستان سے نکالو بعد میں پاکستان کا مطالبہ کرو صاحبزادہ فیض الحسن کا مؤقف یہ تھا کہ انگریز اور ہندوؤں کی بالادستی سے بیک وقت نجات حاصل کی جائے انہوں نے اپنے نظریے کی پُر جوش تبلیغ کی اور مخالفتوں کا ڈٹ کر مقابلہ کیا (روزنامہ امروز لاہور ۲۵ فروری ۱۹۸۴ء ضیائے حرم لاہور مئی ۱۹۸۴ء خطیب اسلام فیض الحسن شاہ نمبر ص ۱۴۷)

مولانا عبد الباری فرنگی محلی (۱۸۷۸ء۔ ۱۹۲۶ء) دسمبر ۱۹۱۸ء میں آل انڈیا مسلم لیگ کا گیارہواں سالانہ اجلاس دہلی میں زیر صدارت مولوی اے کے فضل الحق منعقد ہوا کانگریس کا اجلاس بھی اسی وقت دہلی میں لاہور تھا مسلم لیگ کے جلسے کے صدر استقبالیہ ڈاکٹر مختار احمد انصاری تھے یہ اجلاس اپنی نوعیت اور اہمیت کے لحاظ سے تاریخی اجلاس تھا۔ مسلمانوں کے عام اضطراب اور حکومت کے خلاف عام ناراضگی کا پتہ اس اجلاس کی جوشیلی کاروائی سے ملتا ہے اسی سال کلکتہ میں ''انڈین ڈیلی نیوز'' نے آنحضرت ﷺ کی ذات گرامی پر حملہ کیا تھا جس کے

خلاف احتجاجی جلسے کیے گئے ان جلسوں کو سرکاری حکام نے روکنے کی کوشش کی اور مسلمانوں پر گولیاں برسائی گئیں جس سے سینکڑوں مسلمان شہید ہو گئے مسلمان ان واقعات سے نہایت برہم تھے اس اجلاس کی خصوصیت یہ تھی کہ سب سے پہلی بار مولانا عبد الباری فرنگی محل نے کثیر التعداد علماء مثلاً مولانا آزادی سبحانی اور مولانا عبد الماجد بدایونی وغیرہم کے ساتھ اس میں شرکت فرمائی اور اپنی شعلہ بار تقریر سے سامعین کے قلب وجگر کو گرمایا اس زمانے میں کانگرس اور مسلم لیگ کے اجلاسوں میں "یونین جیک" کے جھنڈے لگائے جاتے تھے کانگریس میں ملک معظم کی وفاداری کا ریزولیشن کا ہمیشہ پاس ہوتا تھا مولانا عبد الباری جب اس اجلاس میں تقریر کرنے کھڑے ہوئے اور آپ نے جب یونین جیک کو ہال میں دیکھا تو غصہ کی شدت سے چہرہ مبارک سرخ ہو گیا اور فرمایا: اس ہال میں کسی مذہبی مسئلہ پر ایمانداری کے ساتھ ایک لفظ کہنا بھی حرام ہے جب تک انگریزی جھنڈوں کی لعنت موجود ہے: مولانا کے ان الفاظ کے ساتھ ایوانوں میں سناٹا چھا گیا اور مولوی اے کے فضل الحق نے ایک دم میز پر کھڑے ہو کر ان جھنڈوں کو اپنے ہاتھ سے اتار کر ٹکڑے ٹکڑے کر ڈالا یہ اقدام اس زمانے کی سیاست میں بڑی زبردست سزا کا مستوجب تھا اور آخر کار ڈاکٹر انصاری کا خطبہ مجلس استقبالیہ ضبط کر لیا گیا اس اجلاس میں علمائے کرام بالخصوص حضرت مولانا عبد الباری کی شرکت کی خوشی میں کرسی صدارت سے ایک تجویز پیش کی گئی جس میں علمائے کرام کی شرکت پر خوشی اور مسرت کا اظہار کیا گیا۔ (ماہنامہ ضیائے حرم لاہور مارچ ۱۹۹۱ء ص ۸۱۔ ۸۲ تحریک پاکستان میں علماء ومشائخ کا کردار از محمد صادق قصوری مطبوعہ لاہور ۲۰۰۸ء)

مولانا بشیر احمد اختر (۱۴۱۴ھ/ ۱۹۹۴ء) نے تحریک پاکستان میں جو گرانقدر خدمات انجام دیں تاریخ اس کا احاطہ کرنے سے قاصر ہے آپ نے اپنی جادو بیانی سے مسلم لیگ کے جلسوں کو کامیابی وکامرانی سے ہمکنار کرنے کے لیے جو کام کیا وہ عدیم النظیر ہے بقول مجاہد ملت مولانا عبد الستار خان نیازی اختر صاحب عطاء اللہ شاہ بخاری کا جواب تھے شعلہ بیان مقرر تھے جادو بیان خطیب تھے ان کے سامنے کسی مخالف کی خطابت کا جادو نہیں چلتا تھا وہ اسلام اور تحریک پاکستان کے لیے برہنہ تلوار تھے۔ ۳۰ اپریل ۱۹۴۴ء کو اجلاس کی آخری نشست تھی جس کی صدارت سردار عبد الرب نشتر نے کی مولانا بشیر احمد اختر نے اپنی تقریر میں بڑی گرم جوشی کے ساتھ یونی نسٹوں کے تانے بانے کے بارو بود بکھیر دیئے اور مسلمانوں کو خبردار کیا کہ کبھی انہیں جاٹ مہاسبا کے نام پر ورغلایا جاتا ہے کبھی رفاقت کمیٹی کے چکر میں بہکایا جاتا ہے ہم سب مسلمان ہیں اور مسلمانوں کی واحد نمائندہ جماعت مسلم لیگ کے پلیٹ فارم پر متحد ومتفق ہو کر ہی اپنی ملی بقا اور قومی آزادی کی جنگ کامیابی سے جاری رکھ سکتے ہیں ہم میں تفرقہ ڈالنے کے لیے آئے روز نئے بہروپ بھرے جاتے ہیں جس سے یونی نسٹ اپنے اقتدار کو طول دینا چاہتے ہیں آپ نے مسلمانوں جاٹوں سے خصوصی اپیل کی کہ چھوٹو رام اور سندر سنگھ مجیٹھہ کے جال میں نہ پھنسیں اور حضرت قائد اعظم کی رہنمائی پر مکمل اعتماد کرتے ہوئے مسلم لیگ کا بھرپور ساتھ دیا۔ اسی دوران مکان شریف ضلع گورداسپور میں سلسلہ نقشبندیہ کے عظیم بزرگ حضرت پیر سید امام علیشاہ علیہ

الرحمہ کے عرس شریف پر سجادہ نشین نے عطاء اللہ شاہ بخاری کو بلا رکھا تھا اور مولانا سید منظور احمد مکان شریفی (۱۹۶۹ء ساہیوال) نے مولانا بشیر احمد اخگر کو دونوں سٹیج آمنے سامنے لگے ہوئے تھے نصف گھنٹہ بعد بخاری کے تمام سامعین ادھر چلے آئے اور وہ اپنا سا منہ لے کر رہ گئے (ماہنامہ ضیائے حرم لاہور جولائی ۱۹۹۴ء ص ۸۴۔۸۵ تحریک پاکستان میں علماء ومشائخ کا کردار از محمد صادق قصوری مطبوعہ لاہور ۲۰۰۸ء)

حضرت سید ابو محمد امام علیشاہ المعروف پیر امام شاہ (۱۳۹۳ھ) دوقومی نظریہ کے زبردست حامی اور متحدہ جغرافیائی قومیت کے سخت مخالف تھے اس لیے آپ نے اپنے مریدوں عوام الناس اور علاقے کے امراء کو ہدایت کر تھی کہ مسلم لیگ کی حمایت کریں کیونکہ پاکستان حاصل کرنے کا بھی بہتر ذریعہ ہے بعد میں آپ مسلم لیگ ملتان کی مجلس عاملہ کے ممبر بھی رہے (ضیائے حرم اپریل ۱۹۹۴ء ص ۸۸)

ضیاء الامت حضرت پیر محمد کرم شاہ الازہری بھیروی (۱۴۱۸ھ/ ۱۹۹۸ء) مراد آباد سے واپس بھیرہ شریف لائے تو تحریک پاکستان اپنے شباب پر تھی آپ نے اپنی تعلیمی سرگرمیاں ختم کر دیں اور پوری قوت کے ساتھ تحریک پاکستان میں حصہ لیا ان تینوں نوجوانوں (برادر اصغر پیرزادہ غلام حیدر شاہ اور چچا زاد پیرزادہ محبوب الٰہی) اور ان کے خاندان نے حصول پاکستان کے لیے سردھڑ کی بازی لگا دی بھیرہ اس وقت ہندوؤں کا گڑھ تھا آپ نے مسلم لیگ کو ہر سطح پر منظم کیا مسلمانوں کے ہر طبقہ سے رابطہ کیا اور ان کو باور کرایا کہ پاکستان کا قیام مسلمانوں کے بہترین مفاد میں ہے آپ نے اپنی تقریروں سے انگریزوں ہندو بنئے اور کانگریس سے متاثر علماء کی سازشیں بے نقاب کر دیں انتخابی مہم کے دوران جب مسٹر گاندھی نے بھیرہ آکر زوردار جلسہ کیا تو گاندھی کے جلسے کا اثر زائل کرنے کے لیے مسلم لیگ کی ہائی کمان کی نظر حضور ضیاء الامت پر پڑی آپ نے گاندھی کے جلسے کے جواب میں ایک زبردست جلسہ کیا اور اس میں بھیرہ اور اس کے گردونواح سے ہزاروں مسلمانوں نے شرکت کی آپ کی پراثر تقریر سے مسلمان ووٹر کانگریس کے مکروفریب کو جان گئے اور انہوں نے مسلم لیگ کی بھرپور امداد کا فیصلہ کر لیا آپ کی مؤثر اور منظم تحریک سے علاقے کے ہندو بوکھلا اٹھے چنانچہ ان کے اثر ورسوخ کی وجہ سے انگریزوں نے آپ کے والد گرامی غازی اسلام حضرت پیر محمد شاہ رحمۃ اللہ علیہ کو پیرانہ سالی کے باوجود پابند سلاسل کر دیا مگر اس سے بھی آپ کے پائے استقلال میں لغزش نہ آئی اور آپ جدوجہد آزادی میں اور زیادہ جوش وخروش سے مصروف ہو گئے حضرت پیر محمد شاہ علیہ الرحمہ جیل سے اپنے عقیدتمندوں کو قیام پاکستان کے حق میں ووٹ دینے کی تلقین کرتے رہے انہوں نے ۱۹۴۶ء کے انتخابات سے چند ماہ پیشتر اپنے تمام ارادتمندوں کو حکم جاری کیا کہ یہ انتخابات عام انتخابات نہیں یہ برصغیر کے مسلمانوں کی بقا کی جنگ ہے اور جس نے اس موقع پر کانگریس کو ووٹ دیا اس کا ہم سے کوئی واسطہ نہ ہوگا (ضیائے حرم لاہور اپریل مئی ۱۹۹۹ء ضیاالامت نمبر ص ۹۵۔۹۶)

حضرت علامہ مفتی محمد رفیق میانوی (۱۴۲۲ھ/۲۰۰۱ء) قیام پاکستان کے وقت آپ کی عمر ۲۴ سال تھی یعنی جب تحریک پاکستان

زوروں پر تھی۔ آپ نوجوان تھے عملی وجسمانی ومالی لحاظ سے طاقتور تھے آپ نے اپنے آباؤ اجداد سے مل کر پورے علاقہ میں مسلم لیگ کی فکر کو پروان چڑھایا لوگوں کے ذہنوں میں پاکستان کی اہمیت جاگر کی اور اس طرح پاکستان کی راہ ہموار کرنے میں بھرپور کردار ادا کیا بعد میں ہر اس امیدوار کی حمایت کی جو اسلام پاکستان اور عوام کے حق میں بہتر نظر آیا آپ کی حمایت یقینی مقصود ہوتی (ماہنامہ ضیائے حرم لاہور جنوری ۲۰۰۲ء ص ۶۳)

مولانا محمد حسین پسروری (۱۳۷۰ھ/۱۹۵۱ء) زبردست دینی علم ہونے کے ساتھ ساتھ سیاسی صورت حال پر واضح نقطہ نظر بھی رکھتے تھے یہ وہ زمانہ تھا جب قیام پاکستان کی جدوجہد زوروں پر تھی مسلم لیگ مسلمانوں میں مقبول ہو رہی تھی جبکہ کانگریس کا بھی خاصا شہرہ تھا رنگ پور سیالکوٹ اور پسرور میں کانگریس کے حاشیہ برداروں اور یونی نسٹوں کا زور تھا اس دور میں آپ نے حضرت امیر ملت کے ساتھ مل کر ہر طرح مسلم لیگ کا ساتھ دیا اس زمانے میں کچھ لوگ محمد علی جناح کے بارے میں منفی یا مثبت سوچ رکھنے کے حوالے سے تذبذب کا شکار تھے اور کچھ کم پڑھے لکھے افراد کو ان کی مسلمانی پر بھی شک تھا ایسے وقت میں آپ نے لوگوں کو قائل کیا اور مثالوں سے سمجھایا کہ پاکستان مسلمان ہند کے لیے ناگزیر ہے اور محمد علی جناح ہی صرف ایسے فرد ہیں جو شاطر انگریز اور چالباز ہندو کے نرغے سے ایک ایسا خطۂ زمین حاصل کر سکتے ہیں جو مسلمانوں کے لیے آزادی سے اسلامی طور طریقوں کے مطابق زندگی گزارنے کا مقام ہوگا قائداعظم کے بارے میں فرماتے "محمد علی جناح کو حضور پاک ﷺ نے پاکستان بنانے کے لیے مامور کیا ہے۔ ان کا ہر رنگ اور ہر ڈھنگ ہمیں قبول ہے چاہے دشمن کیا کیا اعتراض کریں اس سلسلے میں آپ کو علاقہ میں کانگریس کے اثر ورسوخ کیوجہ سے خاصی مشکلات کا سامنا کرنا پڑا اور مصائب وابتلاء کے امتحان سے گزرنا پڑا مگر پائے استقلال میں لغزش نہ آئی نواں پنڈ تحصیل پسرور میں یونی نسٹ زمینداروں کے مقابلے میں آپ نے خیمے لگا کر عملی کام کر کے مسلم لیگ کی جیت کی ہموار کی اپریل ۱۹۴۴ء میں جب قائداعظم سیالکوٹ تشریف لائے تو مولانا محمد حسین پسروری کو بھی مسلم لیگ کے کارکنوں نے ہاتھوں پر اٹھا کر اسٹیج پر بٹھا دیا جب آپ کو تقریر کے لیے کہا گیا تو آپ نے فرمایا آج محمد علی جناح کا دن ہے میں صرف قائداعظم کے ارشادات سنوں گا (ضیائے حرم لاہور جون ۲۰۰۲ء ص ۹۳۔ ۹۴)

حضرت پیر محمد صدیق بھوروی (۱۴۲۹ھ/۲۰۰۸ء) نے اپنے والد محترم حضرت پیر فتح محمد بھوروی علیہ الرحمہ کے ہمراہ تحریک پاکستان میں مؤثر اور بھرپور کردار ادا فرمایا۔ تحصیل عیسیٰ خیل بھر میں مسلم لیگ کے وفود کے قیام وطعام کا انتظام وانصرام آپ کے ذمے تھے۔ ۱۹۴۵ء میں مولانا عبدالستار خان نیازی حضرت پیر فتح محمد بھوروی کی خدمت میں حاضر ہوئے اور التجا کی کہ قیام پاکستان کے لیے دعا فرمائیں اور تائید وحمایت سے بھی سرفراز فرمائیں تو آپ نے فرمایا کہ بیٹا پاکستان بن جائے گا اور تم اسمبلی میں پہنچ جاؤ گے لیکن یہ پاکستان یوں (پیپ) سے بھرا ہوگا اور اب یہی منظر ہمارے سامنے ہے (ضیائے حرم لاہور اپریل ۲۰۰۸ء ص ۷۱ ماہنامہ رضائے مصطفیٰ گوجرانوالہ فروری ۲۰۰۸ء)

حضرت مولانا محمد حسن حقانی (۱۴۲۰ھ/۲۰۰۹ء) ۱۹۴۵ء میں مسلم لیگ نیشنل گارڈ میں شامل ہو کر مسلم لیگ کی خدمت کی ۱۹۵۰ء

میں ہندوستان میں جب فسادات پھوٹ پڑے تو مہاجرین کو آگرہ سے روانہ کرنے کے لیے ایک ریلیف کمیٹی قائم کی گئی جس کے آپ سرکردہ رکن تھے (ضیائے حرم لاہور اکتوبر ۲۰۰۹ء ص ۱۹۱ ماہنامہ معارف رضا کراچی اگست ۲۰۰۹ء)

حضرت مولانا محمد امین نقشبندی قادری آف خلیل مہمند پشاور (۱۳۷۷ھ/۱۹۵۸ء) نے تحریک پاکستان بعدازاں آئین پاکستان کی اسلامی خطوط پر تدوین کے لیے بھی گرانقدر خدمات انجام دیں۔ صوبہ سرحد میں ایک نازک موڑ پر جب ممتاز علمائے دیوبند من حیث الجماعت کانگریس کی تقلید وحمایت میں مطالبہ پاکستان کی مکمل کر مخالفت کر رہے تھے آپ نے علماء ومشائخ کے سواد اعظم کا ساتھ دیتے ہوئے مسلم لیگ کی حمایت کا اعلان کیا لیکن اس سے قبل آپ نے اپنے اطمینان قلب کے لیے ۱۹۴۵ء میں قائداعظم محمد علی جناح کی پشاور آمد پر ان سے پاکستان میں قرآنی نظام حکومت کے اجراء کی یقین دہانی حاصل کی تحریک پاکستان کے بزرگ رہنما سید محمد محدث کچھوچھوی علیہ الرحمہ نے ۱۹۴۶ء میں اجمیر شریف (بھارت) میں آل انڈیا سنی کانفرنس کے موقع پر اعلان کیا گیا تھا کہ پاکستان کے معنی اسلامی قرآنی آزاد حکومت ہے ۱۹۴۶ء کے فیصلہ کن انتخابات کے دوران قائداعظم نے صوبہ سرحد کا دورہ کیا اور مطالبہ پاکستان کے حق میں رائے عامہ ہموار کرنے کے لیے سید امین الحسنات پیر آف مانکی شریف (۱۹۲۳ء۔۱۹۶۰ء) کی دعوت پر پیر مانکی شریف (تحصیل نوشہرہ) کا دورہ کیا اس موقع پر پیر صاحب نے علماء ومشائخ قبائل زعماء اور مسلم لیگی رہنماؤں کی موجودگی میں قائداعظم کی تحریری یقین دہانی حاصل کی کہ پاکستان ایک اسلامی ریاست ہوگی جس کی دستور آل انڈیا سنی کانفرنس ۱۹۴۶ء کی قراردادوں کے مطابق قرآن وسنت پر مبنی ہوگا اس تحریر کا مسودہ بردان سے تعلق رکھنے والے عالم دین مولانا شاکستہ گل علیہ الرحمہ نے تیار کیا آل انڈیا سنی کانفرنس کی منظور کردہ قراردادوں کے مطابق پاکستان کے قیام سے مراد ہندوستان میں شریعت مطہرہ اور فقہی اصولوں پر مبنی مسلمانوں کی ایک آزاد اور خودمختار اسلامی ریاست کا قیام تھا قائداعظم نے پاکستان کے بعد بھی اپنے اس عزم کو متعدد بار دہرایا (ضیائے حرم اسلام آباد مئی ۲۰۱۴ء ص ۵۶۔ تذکرہ عاشق رسول حضرت الحاج محمد امین از تحسین اللہ ادارہ نشر واشاعت جماعت ناجیہ المجاہد عمرزئی چارسدہ ۱۹۹۷ء)

حضرت علامہ غلام رسول قادری رضوی (۲۰۰۱ء) نے بابائے قوم محمد علی جناح کے پیغام کو ہندوستان کے گوشے گوشے میں پہنچانے اور مسلمانوں کے لیے ایک علیحدہ وطن کے قیام کو عملی شکل دینے کے لیے جو شاندار کردار ادا کیا وہ تاریخ کا ایک روشن باب ہے جس کی تابانی و درخشندگی قائم رہے گی (ماہنامہ کاروان قمر کراچی ستمبر ۲۰۰۵ء ص ۳۹)

محدث کبیر علامہ محمد منظور احمد فیضی (۱۴۲۷ھ/۲۰۰۶ء) نے تحریک پاکستان تحریک ختم نبوت تحریک نظام مصطفیٰ میں بھرپور کردار ادا کیا (کاروان قمر کراچی ستمبر ۲۰۰۶ء ص ۶۶ ماہنامہ افق ملتان اگست ۲۰۰۶ء ص ۱۲)

شیخ الحدیث علامہ محمد رمضان (۱۴۲۸ھ/۲۰۰۷ء) تحریک پاکستان میں مجاہدین تحریک کے قافلہ اور مجاہد ملت مولانا عبدالستار خان نیازی کے دست راست کی حیثیت سے کام کرتے رہے مجاہد ملت کا قیام آپ کی رہائش گاہ پر ہوتا اور آپ ان کے ساتھ پورے ضلع میانوالی میں پاکستان کے حق میں تقریریں کرتے انگریزی دور میں لکھنؤ میں عظمت صحابہ کے سلسلے میں شیعہ سنی فساد ہوا تو آپ علاقہ کے علماء وفقراء کی قیادت

میں ساٹھ آدمیوں کا قافلہ لے کر سینوں کے تعاون کے لیے لکھنؤ جیلوں میں پندرہ دن مقید رہے اور پھر سینوں کے مطالبہ کی منظوری پر رہائی ہوئی۔ تحریک پاکستان کے وقت آپ مسلم لیگ سے وابستہ تھے اور علاقہ بھر کی نشر و اشاعت کا نظام آپ کے سپرد تھا (محمد صدیق) ہزاروی مولانا: تعارف علمائے اہلسنت، کاروان قمر کراچی اپریل مئی ۲۰۰۷ء شیخ الحدیث نمبر ص ۶۲۔۶۳)

علامہ ڈاکٹر حافظ محمد فضل الرحمن انصاری القادری (۱۳۹۴ھ/ ۱۹۷۴ء) ۱۹۴۴ء میں بابائے قوم قائداعظم محمد علی جناح کے ارشاد پر ایجوکیشن پلاننگ کمیٹی کے رکن بنے (ماہنامہ کاروان قمر کراچی اپریل ۲۰۱۳ء ص ۱۲۵)

اپنے عہد کے مشہور مجذوب حضرت سید عبداللہ شاہ علیہ الرحمہ (جن کا مزار ٹیکسلا ہری پوری روڈ براستہ فاروقیہ نزد احاطہ بس سٹاپ کا سرہ مشرقی میں مرجع خلائق ہے) ۱۹۴۷ء سے پہلے ہی انہوں نے کہنا شروع کر دیا تھا کہ انگریز ملک چھوڑ جائیں گے (کاروان قمر کراچی اپریل ۲۰۱۳ء ص ۵۷)

خواجہ محمد امیر صبا اکبر آبادی (پ ۱۹۰۸ء) نے ۱۴ اگست ۱۹۴۷ء میں منظومات کے دو مجموعے زمزلہ پاکستان کے نام سے شائع کیے جن کا انتساب بانی پاکستان کے نام تھا قائم مقام ڈائریکٹر قائداعظم اکیڈمی ممتاز شاعر خواجہ رضی حیدر کی تحقیق کے مطابق تحریک پاکستان کے حوالے سے صبا اکبر آبادی کی کتاب زمزمہ پاکستان ادب کی پہلی کتاب ہے جس کی انتساب قائداعظم کے نام نامی سے ہوا (ماہنامہ کاروان قمر کراچی دسمبر ۲۰۱۳ء ص ۶۸)

مولانا میر غلام بھیک نیرنگ انبالوی (۱۸۷۶ء۔ ۱۹۵۲ء) انبالہ میں مسلم لیگ کا قیام آپ ہی کی وجہ سے ہوا۔ مسلم لیگ کی کامیاب کے لیے ہر طرح کی سعی کی متحدہ ہندوستان کی لجیلیو اسمبلی کے ممبر بھی منتخب ہوئے۔ ۱۹۳۸ء میں قائداعظم نے مرکزی اسمبلی میں مسلم لیگ قائم کی نیرنگ اس کے ڈپٹی لیڈر رہے جبکہ نور قائداعظم لیڈر رہتے اس طرح آپ نے قائداعظم کے قریب رہ کر کام کیا اور قائداعظم آپ کی کارگزاریوں سے بہت متاثر تھے اس زمانے میں آپ نے ایک مسودہ قانون پیش کیا جسے عرف عام میں شریعت بل کہا جاتا ہے اس بل کا مقصد یہ تھا کہ مسلمانوں میں وراثت اسلامی اصولوں کے مطابق تقسیم ہونی چاہیے تحریک پاکستان شرف ہونے پر جا بجا دورے کر کے عوام کو نظریہ پاکستان سے آگاہ کیا قیام پاکستان کے بعد پاکستان آ گئے اور مجلس دستور ساز کے قیام پر اس کے رکن بنے اسمبلی کے اندر اور باہر ملی مفادات کے لیے کوشاں رہے (ماہنامہ کنز الایمان لاہور ستمبر اکتوبر ۲۰۰۱ء ص ۴۵۔۴۶ تحریک پاکستان میں علماء و مشائخ کا کردار از محمد صادق قصوری مطبوعہ لاہور ۲۰۰۸ء)

حضرت علامہ سید محمد امیر صاحب قادری گیلانی المعروف مولوی جی (۱۴۲۵ھ/ ۲۰۰۴ء) نے آزادی وطن کی تحریک میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیا اور نمایاں کارنامے انجام دیے آستانہ عالیہ قادریہ آقا پیر جان صاحب یکہ توت پشاور کو مسلم لیگ اور تحریک پاکستان کے ہیڈ کوارٹرز کی حیثیت حاصل تھی چنانچہ قبلہ مولوی جی صاحب نے ۱۹۳۶ء میں اپنے والد ماجد حضرت سید محمد زمان شاہ قادری گیلانی رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ ریلوے اسٹیشن پر قائداعظم کا استقبال کیا اور انہوں نے ایک ہفتہ منڈی بیری یکہ توت پشاور میں گزارا آپ اپنے والد محترم کے ہمراہ ہر روز ان

سے ملتے رہے۔ یہ جناح کا پہلا دورۂ سرحد تھا تفصیلات کے لیے ملاحظہ ہو: حیات حافظ سید محمد زمان شاہ صاحب قادری گیلانی از محمد انور شاہ قادری ایم اے مطبوعہ شاہ محمد غوث اکیڈمی پشاور ۱۹۹۷ء باب سوم)

اس کے بعد جب آپ کے والد ماجد حضور آغا جان صاحب کی کوششوں سے پشاور میں مسلم لیگ کا احیاء ہوا تو آپ نے اپنے والد گرامی کی سرپرستی میں مسلم لیگ کو مقبول عام جماعت بنانے کیلئے بھرپور جدوجہد کی جلسوں جلوسوں کا اہتمام کیا متعدد جلسے آپ کی صدارت میں بھی منعقد ہوئے ایک ایسے ہی جلسے کی رپورٹنگ خفیہ پولیس کے ریکارڈ میں ان الفاظ کے ساتھ موجود ہے۔''اگست ۱۹۴۳ء کی تین چار تاریخ کی درمیانی رات کو چوک منڈی بیری یکہ توت پشاور شہر میں مسلم لیگ کا ایک جلسہ عام منعقد ہوا جس کی صدارت سید محمد امیر شاہ یکے توت پشاور نے کی اور اس میں دو ہزار افراد شریک ہوئے اس جلسہ سے خطاب کرنے والوں میں صدر جلسہ (سید محمد امیر شاہ صاحب) کے علاوہ احمد چاچا رحیم بخش غزنوی قاضی محمد عیسیٰ سید مصطفی شاہ اور (حضرت علامہ مولانا عبدالباری شامل تھے جبکہ بہادر صاحب نامی ایک شخص نے''پاکستان اسکیم'' کے حوالے سے نظم پیش کی مقررین نے مسلمانوں پرزور دیا کہ آنے والے ضمنی انتخابات میں مسلم لیگی امیدواروں کو کامیاب سے ہمکنار کریں نیز ان میں بعض نے کانگریس کی طرف سے ان پر لگائے جانے والے الزامات کے جوابات بھی دیے سید مصطفی شاہ صاحب نے ایک اشتہار کی تردید کرتے ہوئے سٹیج پر اعلان کیا کہ تمام شیعہ برادری مسلم لیگ کا ساتھ دیگی''اسی طرح ۱۹۴۵ء میں جب قاضی محمد عیسیٰ صاحب نے آرگنائزر کے طور پر سرحد مسلم لیگ کی تنظیم نو شروع کی تو آپ نے ان کا پورا پورا ساتھ دیا مسلم لیگ کی رکنیت سازی کے لیے شہر کے ہر محلہ اور ہر گلی کا دورہ کر کے لوگوں کو مسلم لیگ کے ممبر شپ فارم پر کروائے اس موقع پر پشاور شہر میں دس ہزار افراد نے مسلم لیگ کی رکنیت حاصل کی فروری ۱۹۴۷ء میں جب سرحد مسلم لیگ نے سول نافرمانی کی تحریک شروع کی اور آستانہ عالیہ آقا پیر جان صاحب یکہ توت پشاور میں خفیہ ریڈیو سٹیشن صدائے پاکستان کی نشریات کا آغاز کیا جانے لگا تو آپ نے قرآن کریم کی تلاوت کر کے اس کا افتتاح فرمایا علاوہ ازیں نافرمانی کی تحریک کے دوران مسلم لیگی کارکنوں کی رہنمائی کے لیے صدائے پاکستان کے نام سے اخبار بھی آستانہ عالیہ قادریہ یکہ توت سے جاری ہوا اور اس خفیہ اخبار کی تیاری میں بھی مولوی جی نے اس کے ایڈیٹر بت شکن کی معاونت فرماتے رہے (ماہنامہ کنزالایمان لاہور جنوری ۲۰۰۵ء ص ۲۲ تا ۲۵ حضرت سید امیر شاہ گیلانی نمبر)

حضرت علامہ سید عزیز الحق شاہ (۱۳۸۹ھ/۱۹۶۹ء) نے مسلمانان بنگلہ دیش کی سیاسی رہنمائی بھی کی آپ نے دیگر تحریکوں کے علاوہ تحریک پاکستان میں بھی بھرپور کردار ادا کیا پاکستان اور بانی پاکستان کے ساتھ آپ کو نہایت پیار تھا دیوان عزیز میں فرماتے ہیں۔

گشت پاکستان حاصل از برائے مسلماں　　　اے کہ داتو زندہ دارش تا بقائے ایں جہاں

ترجمہ: پاکستان مسلمانوں کے لیے حاصل ہوا ہے اے اللہ تو اسے اس وقت تک باقی رکھ جب یہ جہان باقی ہے۔

گشت حاصل نعمت عظمیٰ برائے مسلماں   بعد دوصد سال آزادی زبہر مسلمان

ترجمہ: مسلمانوں کو بڑی نعمت ملی ہے دوصدیوں کے بعد مسلمانوں کو آزادی ملی ہے۔

بندراسازی تو پاکستان بزودی اے خدا   بہرآں سلطان ہندخواجہ معین الدین ما

ترجمہ: اے اللہ ہمارے خواجہ معین الدین سلطان الہند کے صدقے باقی ہندوستان کو بھی جلدی پاکستان بنا۔

(ماہنامہ کنزالایمان لاہور مارچ ۲۰۰۵ء ص ۴۵-۴۶)

حضرت علامہ قاری مصلح الدین قادری رضوی (۱۴۰۳ھ/ ۱۹۸۳ء) تحریک پاکستان میں علماء و مشائخ اور صوفیائے کرام نے نمایاں کردار ادا کیا علماء و مشائخ نے محمد علی جناح کی قیادت میں برصغیر میں مسلمانوں کی سب سے بڑی سیاسی جماعت مسلم لیگ کے ہاتھ مضبوط کر کے قیام پاکستان کی راہ ہموار کی اور بالآخر ۱۴ اگست ۱۹۴۷ء کو پاکستان دنیا کی پہلی اور نظریات اسلامی مملکت کے طور پر دنیا کے نقشہ میں نمودار ہوا قبلہ قاری صاحب کا شمار بھی ایسی ہی محترم و مقدس ہستیوں میں ہوتا ہے جنھوں نے تحریک پاکستان اور اشاعت اسلام پر روحانی اور اخلاقی اقدار کے فروغ میں ان تھک جدوجہد کی۔ (کنزالایمان لاہور جولائی ۲۰۰۷ء ص ۴۶)

مخالفین پاکستان اس حقیقت کا برملا اعتراف کرتے ہیں کہ سنی اکابرین مسلم لیگ کے ہمنوا تھے ان میں سے صرف دو بیانات درج ذیل ہیں۔

1- خان عبدالغفار خان جسے سرحدی گاندھی کہا جاتا ہے اس نے کہا" حکومت اور مسلم لیگ نے سرحد کے گدی نشین پیر اور پرہیزگار سب کو کوٹھڑیوں سے نکال کر الیکشن میں جھونک دیا تھا (بحوالہ اقبال اور قائداعظم اور پاکستان از رشید محمود راجا لاہور ۱۹۸۳ء ص ۱۲۳ حکیم اہلسنت اور تحریک پاکستان از جلال الدین ڈیرہ ولی مطبوعہ دارالفیض گنج بخش لاہور ۲۰۰۰ء

2- مشہور کانگریسی مولوی دارالعلوم دیوبند کی بڑی شخصیت مخالفین پاکستان کے اول دستہ کے سالار اعظم مولوی حسین احمد مدنی کا اعتراف "خود علماء کس حال میں ہوں گے کیا آپ کی نظر سے گزرا کہ اسی پنڈال میں (مسلم لیگ) کے اجلاس کے بعد علماء کا اجلاس ہوا اور بھر چونڈی شریف کے پیر صاحب نے صدارت فرمائی مولانا جمال صاحب صاحبزادہ مولانا عبدالباری صاحب مرحوم فرنگی محلی اور مولانا عبدالحامد بدایونی اور بہت سے حضرات ان دنوں ان تمام اجلاسوں میں شریک رہے جب حالت اس درجے بدل گئی ہے کہ مسلم عوام ارباب طریقت ارباب شریعت کے سب اس سیلاب (مسلم لیگی مشن) کی نذر ہوتے رہے دین اور احکام دین سے کٹ کر برگشتہ ہوتے جا رہے ہیں تو پھر جمعیت (علماء ہند) کے مٹھی بھر افراد اپنی خستہ حالی کے ساتھ کیا کر سکیں گے۔ (نجم الدین اصلاحی ،مولوی: مکتوبات شیخ الاسلام جلد اول مکتبہ دینیہ دیوبند ص ۲۶۰۔ حکیم اہلسنت اور تحریک پاکستان از جلال الدین ڈیروی مطبوعہ دارالفیض گنج بخش لاہور ۲۰۰۰ء ص ۸۴ تخلیق پاکستان میں علمائے اہلسنت کا کردار از علامہ سید شاہ تراب الحق قادری مشمولہ ماہنامہ بقیع کراچی اگست ۲۰۰۷ء ص ۱۳۲-۱۳۲)

بانئ پاکستان قائداعظم محمد علی جناح رحمۃ اللہ علیہ بلاشبہ عالم دین نہیں تھے لیکن سنی قائدین کی نظر میں وہ مسلمانوں کی قیادت کے لیے موزوں ترین شخصیت اور قابل اعتماد رہنما تھے۔

حضرت شیخ القرآن علامہ عبدالغفور ہزاروی علیہ الرحمہ (۱۹۱۰ء۔۱۹۷۰ء) نے ۱۹۔اپریل ۱۹۳۸ء کو کلکتہ میں مسلم لیگ کے سالانہ اجلاس میں شرکت کی جس کی صدارت قائداعظم محمد علی جناح فرما رہے تھے اس عظیم الشان اجلاس میں شیخ القرآن علامہ عبدالغفور ہزاروی نے اسٹیج پر پر جوش و دل پذیر تاریخی خطاب فرمایا اور تحریک نیلی پوش کو باقاعدہ طور پر ختم کر کے جملہ اراکین کی مسلم لیگ میں شرکت کا اعلان فرمایا آپ کا یہ خطاب اتنا پُراثر تھا کہ قائداعظم محمد علی جناح داد دیے بغیر نہ رہ سکے یہ قائداعظم اور قائد اہلسنت کی پہلی ملاقات تھی پھر یہ سلسلہ رواں دواں ایک تحریک بن گیا قائداعظم اس قدر متاثر ہوئے کہ بے پناہ مصروفیات کے باوصف آپ کی درخواست کو قبول فرما کر وزیر آباد شہر میں تشریف آوری کو قبول کیا (ماہنامہ رموز پرچم انگلستان اپریل ۱۹۸۸ء ص ۲۴۔سیالکوٹ سے خیبر تک از ایم زمان کھوکھر ایڈووکیٹ گجرات ۱۹۹۷ء ص 319 تحریک پاکستان میں علماء و مشائخ کا کردار از محمد صادق قصوری مطبوعہ لاہور ۲۰۰۸ء ہفت روزہ افق کراچی ۱۹ تا ۲۵ نومبر ۱۹۷۹ء ص ۸ رضائے مصطفیٰ نومبر ۲۰۰۰ ص ۱۷۔۱۸۔فیضان شیخ القرآن حکیم اہلسنت اور تحریک پاکستان از جلال الدین ڈیروی مطبوعہ لاہور ۲۰۰۰ء ص ۸۵۔۸۶)

مولانا اللہ بخش (۱۹۵۵ء) متشدد صوفی اور راسخ العقیدہ سنی حنفی مسلمان تھے۔مسلم لیگ سے بھی وابستگی رہی (ماہنامہ جہان رضا لاہور اکتوبر نومبر ۱۹۹۸ء ص ۶۱)

حضرت علامہ مولانا پیر علی اصغر چشتی صابری (۱۴۳۱ھ/۲۰۱۰ء) ۱۹۴۵ء میں پرائمری کا امتحان پاس کیا اور اسلامیہ ہائی سکول (جالندھر) میں داخل ہوا اسی سکول سے ۱۹۴۷ء میں لوئر مڈل کا امتحان پاس کیا اس دوران سکول کے طلباء کے ساتھ پاکستان تحریک میں حصہ لیتا رہا۔صبح ہی شہر چلے جاتے شہر کے بازاروں میں چکر لگاتے نعرہ بازی کرتے دے کے رہیں گے پاکستان۔پاکستان دینا پڑے گا۔پاکستان زندہ باد قائداعظم زندہ باد ملک خضر حیات کے متعلق نازیبا نعرے لگاتے جب ملک خضر حیات ٹوانہ نے وزارت سے استعفیٰ دیا تو نعرہ تھا۔ایک نئی خبر آئی ہے۔خضر ہمارا بھائی ہے نعرہ بازی کرتے کرتے جیل کے دروازے کے سامنے جمع ہو جاتے مغرب اور کبھی عشا کا وقت ہو جاتا کچھ بڑی کلاسوں کے طلبہ گرفتاری دیتے ہم گھروں کو بھوکے پیاسے رقت سفر اختیار کرتے (ارواح اربعہ: خواجہ عبدالغنی، خواجہ غلام ربانی چشتی، قاضی عبدالنبی کوکب، حکیم محمد موسیٰ امرتسری) از علی اصغر چشتی صابری مطبوعہ لاہور ص ۲۶۔

حافظ شاہ غلام رسول القادری (۱۸۸۶ء۔۱۹۰۷ء) نے تحریک پاکستان میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیا اور اس تحریک کے سلسلہ میں سنی

کانفرنس کراچی منعقدہ ۱۲۔ ۱۳ اکتوبر ۱۹۴۶ء کی صدارت آپ ہی نے فرمائی جس میں مولانا کچھوچھوی (صدر آل انڈیا سنی کانفرنس) جیسے اکابرین نے تقریریں فرمائی تھیں ان تمام تقاریر کو مولانا غلام رسول قادری کے صاحبزادے مولانا علم الدین قادری العلمی نے قلم بند کیا تھا جو اس وقت جمعیت سنی جامعہ قادریہ کراچی کے نائب ناظم تھے یہ تمام تقاریر (ہفت روزہ) دبدبہ سکندری رام پور کی جلد نمبر ۸۴ شمارہ ۴۴۔ ۴۵ مؤرخہ ۱۱ نومبر ۱۹۴۶ء صفحہ ۳۔ ۴۔ ۵ پر شائع بھی ہوئی ہیں (پروفیسر ڈاکٹر مجید اللہ قادری ماہنامہ جہان رضا لاہور اگست ۱۹۹۴ء ص ۱۷۔ ۱۸ حاشیہ جہان رضا لاہور اپریل ۲۰۱۴ء ص ۲۸۔ ۲۹ ماہنامہ معارف رضا کراچی دسمبر ۲۰۱۳ء)

مولانا ظہور الحسن درس صدیقی (۱۹۰۵۔ ۱۹۷۲) آل انڈیا مسلم لیگ کے رکن رہے اور صوبہ سندھ میں مسلم لیگ کو مقبول بنانے میں اہم کردار ادا کیا بعد میں آل انڈیا یا سنی کانفرنس مین شمولیت اختیار کر لی اور کراچی میں بزم سینہ قائم کی اس کے زیر اہتمام ۱۱۲ اکتوبر ۱۹۴۶ء میں عیدگاہ بندر روڈ پر عظیم الشان آل انڈیا سنی کانفرنس منعقد ہوئی جس میں جنرل سیکرٹری کی حیثیت سے خطبہ بھی دیا آپ نے ایک نظم بھی پڑھی جس کے آخری دو شعر ملاحظہ ہوں۔

لب پہ ساقی کے ہے جاری نام پاکستان پاک　　اب ہے کوئی دم میں ملے گا جام پاکستان پاک
میں نے پاکستان کی وہ رٹ لگائی ہے ظہور　　لوگ کہتے ہیں مجھے بدنام پاکستان پاک

ماہنامہ جہان رضا لاہور اپریل ۲۰۱۴ء ص ۲۹ تحریک پاکستان اور علمائے کرام ہفت روزہ افق کراچی ۱۰ تا ۱۶ ستمبر ۱۹۷۸ء ص ۶، پروفیسر ڈاکٹر مجید اللہ قادری ماہنامہ جہان رضا لاہور اگست ستمبر 1994 ص 25)

حضرت سید عبدالغفور شاہ قادری رضوی (۱۹۰۰ء، ۲۰۱۸ء) تحریک پاکستان کے دوران علامہ اقبال اور قائداعظم کے جلسوں میں جاتا تھا اور قائداعظم حضرت سید جماعت علیشاہ، حضرت مولانا نعیم الدین مرادآبادی، حضرت مفتی احمد یار خاں نعیمی کی تقریریں سنتا تھا (ماہنامہ رکن الاسلام حیدرآباد اکتوبر ۲۰۱۰ء ص ۲۳ ماہنامہ جہان رضا لاہور ستمبر ۲۰۰۶ء)

آل انڈیا سنی کانفرنس دراصل ایک ادارہ تھا جس کے پیچھے علماء و مشائخ احناف کی تبلیغی و تحریکی سرگرمیاں جاری تھیں۔ اس کے اجلاس ۱۹۲۳ تا ۱۹۴۶ء پاک و ہند کے مختلف علاقوں میں منعقد ہوتے چلے آتے تھے اور اس سلسلے کی آخری کڑی مذکورہ بالا بنارس کانفرنس تھی اس ادارے کے علاوہ احناف کی قائم کردہ دیگر بہت سی دینی تبلیغی و تعلیمی تنظیمیں انجمنیں ایسی تھیں جو تحریک خلافت سے لے کر تحریک پاکستان کے آخری سالوں تک اپنے انداز میں تحریک کے مقاصد کے لیے نہایت مفید کام کرتی رہیں ان میں انجمن نعمانیہ (لاہور) انجمن خدام الصوفیہ ہند (سیالکوٹ) انجمن حزب الاحناف (لاہور) انجمن نعیمیہ (مرادآباد) جمہوریت اسلامیہ (مرادآباد) جماعت رضائے مصطفیٰ (بریلی) انجمن انصار

الاسلام (مارہرہ) اور انجمن تبلیغ الاحناف (امرتسر) اب لاہور، جیسے چند معروف اداروں کے نام بطور مثال پیش کئے جاسکتے ہیں ان کے ساتھ اور بہت سے ادارے بھی معروف کار تھے۔

حضرت قادری عبدالرزاق نقشبندی (پ ۱۹۳۳) ۱۴۲۰ھ/۱۹۹۹ء) تحریک پاکستان کے موقع پر بھی علماء ومشائخ کے ہراول دستے میں شامل رہے آپ نے اکابر علماء ومشائخ کی رفاقت میں قیام پاکستان کے لیے بھرپور جدوجہد کی جگہ جگہ جلسے جلوس اور تقاریر کر کے قیام پاکستان کے لیے راہ ہموار کی آپ نے جید علمائے کرام کے ساتھ قائداعظم سے عہد لیا تھا کہ ملک میں قرآن وسنت کی بالادستی ہوگی اس کے سوا اور کوئی نظام قبول نہیں کیا جائے گا اس عظیم مقصد کے حصول کے لیے مسلم لیگ کے پلیٹ فارم سے جلسے جلوس میں بھرپور شرکت کی اور اپنی اثرانگیز تقاریر کے ذریعے تحریک کو پروان چڑھایا آپ نے باقاعدہ قرارداد پاکستان کی توثیق کے لیے علماء ومشائخ کے ساتھ بنارس میں ہونے والی آل انڈیا سنی کانفرنس میں بھی شرکت کی (ماہنامہ عقیدت حیدرآباد جون ۲۰۰۸ء ص ۴۷۔۴۸)

حضرت پیر بادشاہ گل حسن شاہ صدیقی نقشبندی (۱۴۰۲ھ/۱۹۸۲ء) نے مسلمانوں کی علیحدہ وطن تحریک کا بہت گہرا مطالبہ کیا آپ جانتے تھے کہ مسلمان اور ہندو آپس میں کبھی ساتھ ساتھ نہیں رہ سکتے ہیں کیونکہ ہندو کی مذہبی روایات وثقافت الگ ہے اور وہ مذہبی اقدار پر اپنا اثر ورسوخ مسلمانوں پر استعمال کرتے رہتے ہیں مسلمان اور ہندو دونوں الگ الگ قومیں ہیں اور دونوں کا ایک ملک میں رہ کر اپنے مذہب پر قائم رہنا دشوار ہوسکتا ہے ہندوؤں کی جماعت کانگریس نے مسلمانوں کے ساتھ ظلم وستم شروع ہی سے روا رکھے ہوئے ہیں اور وہ مسلمانوں کو اس ملک سے نکال دینا چاہتے ہیں آخر کار آپ نے اپنے لاکھوں مریدوں کے ساتھ مسلمانوں کی تحریک میں شمولیت اختیار کی آپ نے اپنے مریدوں عقیدتمندوں کو حکم دیا کہ وہ اس تحریک میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیں اور مالی وجسمانی قربانی کے ذریعے خود کو پیش کریں آپ کے اس حکم کے بعد مریدوں نے اس تحریک میں دن رات کام کیا کانگریس نے بہت کوشش کی وہ اپنی فردقوت کے ساتھ کانگریس کا ساتھ دیں کانگریس نے آپ کو نیک مقصد سے ہٹانے کی بہت کوشش کی مگر آپ ایک نقشبندی طریقت کے عظیم مرتبت پر فائز تھے آپ میں سچائی پاکیزگی اور سادگی موجود تھی۔ آپ کسی کانگریس کے مختلف چھوٹے حربے میں نہیں آئے اور مضبوطی کے ساتھ اپنے اعلیٰ موقف پر قائم رہے آپ نے تحریک میں مسلمانوں کا ساتھ دے کر کروڑوں مسلمانوں کے دل جیت لیے جب مسلمانوں کو آزادی حاصل ہوگئی اور پاکستان بن گیا تو آپ نے اپنے لاکھوں عقیدتمندوں مقتدیوں علماء ومشائخ ہستیوں کے ساتھ غیراسلامی ملک چھوڑ کر پاک سرزمین پر آگئے (ہفت روزہ احوال کراچی ۱۰ تا ۲۳ اگست ۱۹۸۹ء ص ۴۵۔۵۶)

حضرت مولانا مظہرالدین شیرکوٹی (پ ۱۳۰۵ھ م ۱۳۵۸ھ/۱۹۳۹ء) جمعیت علمائے ہند کے فعال کارکن تھے تحریک خلافت کے

دور میں جب مولانا احمد سعید گرفتار ہوئے تو آپ کو ان کی جگہ جماعت کا سیکرٹری بنادیا گیا آپ جمعیت کی ورکنگ کمیٹی کے ممبر بھی رہے اور بہت سی خدمات انجام دیں لیکن جب جمعیت علماء ہند گاندھی کی منگوئی کی اسیر ہوکر رہ گئی اور کانگریس کی مسلم دشمن پالیسیوں کی حمایت کرنے لگی تو آپ دیگر علمائے حق مثلاً مولانا محمد علی جوہر شاہ محمد سلیمان پھلواری میر غلام بھیک نیرنگ، مولانا عبدالماجد بدایونی وغیرہم کے ساتھ جمعیت علمائے ہند سے علیحدہ ہوگئے اور ۱۹۳۸ء میں کانپور میں جمعیت علمائے ہند کانپور کی بنیاد ڈالی آپ اس جمعیت کے ناظم اعلیٰ مقرر ہوئے اور تادم زیست دامے درمے قدمے سخنے اس کی خدمت کرتے رہے۔ مگر جب دیوبندیوں کو ہندوؤں کا اسیر دیکھا اور معلوم کیا کہ جمعیت علمائے ہند کانگریس کے روپے پیسے پر پل رہی ہے اور گاندھی کی محبت میں اندھی ہوکر شعار اسلام کی دھجیاں بکھیر رہی ہے تو وہ دیوبندی نظریات سے متنفر ہونے لگے اور سواد اعظم کے عقائد وافکار ان کے قلب ونظر کو جلا بخشنے گئے علی برادران مولانا قطب الدین عبدالولی فرنگی محلی مولانا عبدالماجد بدایونی اور مولانا آزاد سبحانی وغیرہم کی صحبت بااثر نے سونے پر سہاگہ کا کام کیا اور مولانا نے دیوبندیت کو ہمیشہ کے لیے خیرباد کہا پاکستان کے مشہور مورخ پروفیسر محمد ایوب قادری راقم المعروف محمد صادق قصوری کے نام ایک خط میں لکھتے ہیں مولانا مظہر الدین مرحوم دیوبند کے فارغ التحصیل تھے شیر کوٹ ضلع بجنور ان کا وطن تھا۔ والد کا نام شیخ علی بخش تھا لیکن دیوبندیت کے مبلغ نہ تھے کٹر مسلم لیگی تھے اسی وجہ سے جان کا نذرانہ بھی پیش کردیا اپنے دونوں اخبار ون الامان اور وحدت کو مسلم لیگ کی پبلسٹی کے لیے وقف کردیا لیکن ان کی خدمات صرف یہاں تک محدود نہیں رہیں بلکہ انہوں نے ہر طرح مسلم لیگ کی خدمت کی اختصار کے پیش نظر یہاں تفصیل بیان کرنا ممکن نہیں ایک نیشنلسٹ اخبار الجمعیت نے کانگریس کے صدر جواہر لال نہرو کو اپنے دفتر میں بلایا تھا اور ایک تھیلی پیش کی تھی اس خبر نے مولانا کے دل پر ایک ڈنک کا کام کیا فرمانے لگے پنڈت جی تو عمل کے لحاظ سے مسلمانان ہند کی حیثیت کو مٹانے پر تلے ہوئے ہیں مگر کس قدر عبرت کا مقام ہے کہ ایک مسلمان اخبار انہیں دفتر میں بلا کر تھیلی پیش کرتا ہے اس واقعہ کے بعد انہوں نے فیصلہ کرلیا تھا کہ دارالحکومت ہند کے اسلامی اخبارات الامان اور وحدت آل انڈیا مسلم لیگ کے صدر جناب محمد علی جناح کو اپنے ہاں بلائیں گے اور تھیلی پیش کریں گے چنانچہ آپ نے مسلم لیگ کے دو لیڈروں کو بلا کر ایڈریس دیئے اور تھیلیاں بھی پیش کیں ایک ضیغم اسلام مولانا شوکت علی کو جبکہ وہ ارض مقدس میں رئیس الاحرار مولانا محمد علی جوہر کی تدفین سے فارغ ہوکر ہندوستان تشریف لائے تھے اور دوسرا جناب محمد علی جناح کو صدر آل انڈیا مسلم لیگ کی حیثیت سے آل انڈیا مسلم لیگ کے سالانہ اجلاس پٹنہ ۱۹۳۸ء میں مولانا مظہر الدین نے آزادی فلسطین کے لیے نعرہ مستانہ بلند کیا اس مشن کے تیسرے اجلاس میں تلاوت قرآن اور چند نظموں کے بعد قائداعظم کی صدارت میں آپ نے اپنی معرکۃ الاراء تقریر فرمائی چنانچہ یونہی نوابزدہ لیاقت علیخاں نے اعلان کیا کہ پہلا ریزولیشن فلسطین کے متعلق مولانا مظہر الدین پیش کریں گے تو تمام پنڈال نعرۂ تکبیر سے گونج اٹھا۔ آپ کی روزافزوں ملی خدمات نے کانگریس جمعیت علمائے ہند اور احرار پارٹی کی نیندیں حرام کردیں آپ کی محنت اور

کوشش سے مسلم لیگ دن بدن مقبول اور ہر دلعزیز جماعت بن رہی تھی جو مخالفین کی آنکھوں میں خار بن کر کھٹک رہی تھی اس لیے تمام کانگریسی جمعیتیں احراری اور دیگر اسلام دشمن طاقتیں آپ کے خلاف صف آراء ہوگئیں اس طرح ۱۹۳۸ء میں آپ نے فلسطین کانفرنس قاہرہ سے واپس دہلی تشریف لائے تو جامع مسجد فتح پوری دہلی کے پشتے کا معاملہ چیلنج دے رہا تھا مسجد کے پس پشت گڈوڈیہ سیٹھ کا عالی شان مکان تھا مولانا نے مسجد کمیٹی اور سیٹھ گڈوڈیہ کی حامی جمعیت علماء ہند کے خلاف اپنے اخبار الامان اور وحدت میں زبردست مضامین لکھے جس سے تمام ہندو اور جمعیت علماء ہند آپ کی جانی دشمن ہوگئی ۲۲ محرم ۱۳۵۸ھ ۱۴ مارچ ۱۹۳۹ء بروز منگل مولانا اپنے اخبار الامان اور وحدت کے دفتر میں بیٹھے کام کر رہے تھے کہ بارہ بجے کے قریب دو شخص دفتر میں آئے ایک کا نام محمد احمد اور دوسرے کا نام شفیق تھا مولانا اس وقت سخت مصروف تھے محمد شفیق نامی شخص کرسی کے پیچھے آکر کھڑا ہوا اور محمد احمد سامنے کرسی پر بیٹھ گیا مؤخر الذکر نے کہا کہ ہمیں آپ سے کچھ عرض کرنا ہے آپ کے پاس صبح سے شام تک بے شمار آدمی اپنی اپنی غرض کے لیے آتے تھے آپ نے انہیں خوش آمدید کہا اور پیچھے کھڑے ہوئے شخص کو بھی کرسی پر بیٹھنے کیلئے کہا لیکن اسی اثناء میں محمد شفیق نے خنجر سے مولانا کی گردن پر بھرپور وار کیا اور اس کے بعد دونوں بھاگ نکلے مولانا کی شہ رگ پہ خنجر لگا اور خون کو فوارہ ابلنے لگا زخم کھا کر دو چار قدم بھاگے اور چلائے کہ قاتل پکڑو لیکن برآمدے میں گر گئے دفتر کے لوگ نکل پڑے مگر مولانا کی روح قفس عنصری سے پرواز کر چکی تھی اور زبان حال سے پکار کر کہہ رہی تھی۔

تم یونہی سمجھنا کہ فنا میرے لیے ہے
پر غیب سے سامان بقا میرے لیے ہے
پیغام ملا تھا جو حسین ابن علی کو
خوش ہوں وہی پیغام قضا میرے لیے ہے

(محمد علی جوہر)

مولانا کی شہادت جمعیت علماء ہند کا ایک کارنامہ ہے جس کے ثبوت کے لیے ہم ایک خط نقل کر رہے ہیں جو جمعیت علماء ہند کے کارکنوں نے مولانا اشرف علی تھانوی کو لکھا اور انہیں ۱۵ اپریل ۱۹۳۹ء کو ملا لیجیے خط پڑھیے اور اسلام اور پاکستان کے ازلی وابدی دشمنوں کے مکروہ عزائم پر سر پیٹیے: مولوی اشرف تھانوی! یہ بات بہت تشویش اور ہمارے لیے شرم کی بات ہے کہ کانگریس جمعیت علمائے ہند احرار اور مومن کانفرنس کی تمام کوششوں کے باوجود مسلم لیگ کا فتنہ تمام ملک میں پھیلتا جا رہا ہے اور آپ نے علماء کے خلاف مسلم لیگ کے موافق فتویٰ دیا ہے

جس کا بہت اثر ہوا ہے اب ہماری پارٹی مسلم لیگ کے بددین لیڈروں کو مزا چکھانے کے لیے میدان میں آگئی ہے اس لیے آپ کو بھی یہ تاکیدی نوٹس دیا جاتا ہے کہ آپ ایک ماہ کے اندر اندر اپنا فتویٰ واپس لے لو اور حضرت امیر الہند مولانا حسین احمد مدنی کے مسلک کو قبول کرلو اور کانگریس کی حمایت کردو ورنہ یقین رکھو کہ تم کو بھی مولوی مظہر الدین الامان والے کی طرح خانقاہ میں چھرے سے ذبح کردیا جائے گا یہ قسمیہ اور ایمانا اطلاع بھیجی جاتی ہے ایک ماہ کی مدت غنیمت جاننا ایک ماہ تمہارے بیان کی انتظاری کرکے ہمارا ایک کارکن روانہ ہوجائے گا جو پستول یا چھرے سے تم کو ختم کردے گا پھر مردود جینا (قائداعظم محمد علی جناح) اور بدعتی مولوی بدایونی (مولانا عبدالحامد بدایونی) کی باری ہوگی۔ یہ چٹھی کوئی دھمکی نہیں ہے فقط کانگریس زندہ باد جمعیت العلماء زندہ باد (مولانا اشرف علی تھانوی اور تحریک آزادی از پروفیسر احمد سعید مطبوعہ راولپنڈی ۱۹۷۲ء ص ۲۸ ہفت روزہ افق کراچی ۲۳ اپریل ۱۹۸۰ء ص ۱۶۔۱۷۔۱۹۔۲۰ تحریک پاکستان میں علماء ومشائخ کا کردار از محمد صادق قصوری مطبوعہ لاہور ۲۰۰۸ء۔ نوائے وقت سنڈے ۱۸ اپریل ۲۰۱۰ ص ۲۸)

حضرت خواجہ محمد زمان صدیقی (۱۱۸۸ھ۔۱۷۷۷ء) آف درگاہ لواری شریف بدین سندھ نے تحریک پاکستان میں خوب بڑھ چڑھ کر حصہ لیا خواجہ کی جدوجہد کو بدنام کرنے کی غرض سے کانگریس اور جمعیت علمائے ہند نے افواہ پھیلا دی کہ درگاہ پر سالانہ اجتماع نہیں حج ہوتا ہے یہ سالانہ عرس مبارک ۱۷۷۴ء سے ہوتا آرہا تھا ۱۹۳۶ء میں یہ علاقہ صوبہ بمبئی سے الگ ہوکر الگ صوبہ بن گیا اور اس کے پہلے وزیر اعلیٰ خان بہادر اللہ بخش سومروان کی وزارت میں الحاج شیخ عبدالمجید سندھی مرحوم اور الحاج پیر الٰہی بخش وزیر بنے لیکن یہ وزارت کانگریس کے اثر کی تھی بلکہ یہ بھی کہا جاتا ہے کہ کانگریسی تھی اس کے خلاف سندھ مسلم لیگ نے زبردست تحریک چلائی اور پورے صوبہ میں مسلمانوں کے اندر مسلم لیگ ہی اعتماد اور نمائندگی کا حق رکھتی تھی اس تحریک کے نتیجے میں اس وزارت کا خاتمہ ہوگیا اور دوسری وزارت سر غلام حسین ہدایت اللہ مرحوم جن کا تعلق مسلم لیگ سے تھا کانگریس اور جمعیت علمائے ہند مسلمانوں کے جذبات برانگیختہ اور اتحاد کو پارہ پارہ کرنے کی خاطر ہر طریقے استعمال کررہی تھی اس کے نتیجے میں اور مسلم لیگ کی وزارت کو ہٹانے کی خاطر اجتماع لواری شریف کو نام نہاد فرضی حج کا نام دے کر بھرپور بدنام ہنادتحریک شروع کردی یہ تحریک غلام حسین ہدایت اللہ کی مسلم لیگی وزارت کے خاتمے کے لیے تھی اس میں پیش پیش کانگریس کی ذیلی جماعت کے مولوی تھے جو طریقت کے اصول کو مانتے ہی نہیں اور اس میں اس خاندان لواری کے افراد بھی ذاتی دشمنی میں شامل تھے جناب مسٹر غلام حسین ہدایت اللہ پر دباؤ ڈالا اور انہوں نے انکار کر کیا اور پیر احمد زمان صدیقی نقشبندی سجادہ نشین سے بیان لیا جو سرکاری ریکارڈ میں موجود ہے اور سرکاری پریس نوٹ کے ذریعے باقاعدہ گورنمنٹ گزٹ میں شائع ہوا (پریس ریلیز حکومت سندھ نمبر ۲۴۸۵ (N) تاریخ ۹ فروری ۱۹۳۸ء جو یہ ہے:

کچھ دنوں سے لواری کے سالانہ میلے کی بابت عوام الناس میں اشتعال دیکھنے میں آرہا ہے اور یہ کہا جاتا ہے کہ لواری کے پیر اس میلے کو حج کا درجہ

دینا چاہتے ہیں لواری کے اجتماع پر مخالفین نے اس میلے کو بند کرنے کے لیے حکومت کے مداخلت طلب کی ہے اور یہ بھی دھمکی دی ہے کہ وہ کانگریسی طریقہ سیتہ گرہ سے اس میلے کو روکیں گے پیر لواری شریف نے صاف طور پر ان باتوں سے انکار کیا ہے کہ وہ لواری کے میلے کو حج کا درجہ دینا چاہتے ہیں پیر صاحب کا اصرار ہے کہ یہ میلہ صرف مذہبی جشن ہے جس سے عید سے ایک دن قبل اور عید کے دن حلقے کے لوگ اجتماعی طور پر عبادت کرتے ہیں ان کا یہ بھی کہنا ہے کہ وہ خود تین مرتبہ حج کر کے آئے ہیں اور کسی کو حج بیت اللہ جانے سے روکنا گناہ عظیم سمجھتے ہیں پیر صاحب نے اپنے بیان میں اس سے بھی انکار کیا ہے کہ لواری میں کوئی نیا کعبہ قائم ہے جیسا کہ مخالفین لواری کے سلسلے میں پیر صاحب خواہ کچھ بھی کہیں مگر حکومت کا یہ قطعی نظریہ ہے کہ مخالفین کو اس بات کا کوئی حق نہیں کہ وہ قانون کو اپنے ہاتھ میں لیں اور لواری جشن کو جبراً بند کرادیں۔ یہ وضاحتی بیان کراچی کے اس وقت کے روزنامہ الوحید سندھی مورخہ ۲۰ جنوری ۱۹۳۹ء میں شائع ہوا اس اخبار کے ایڈیٹر جناب شیخ عبدالمجید سندھی مرحوم تھے (ہفت روزہ افق کراچی ۱۶ جولائی ۱۹۸۰ء ص ۳۱۔۳۲)

مولانا منور احمد بن مفتی محمد مظہر اللہ دہلوی (پ ۱۹۲۰) ۱۳۶۲ھ/ ۱۹۴۳ء) اس وقت پاکستان کی تحریک چل رہی تھی قائداعظم کے ایک ہم وطن ودم ساز سیٹھ احمد میمن مولانا منور احمد کے رفیق اور یار غار تھے یہ بزرگ پاکستان وجود میں آنے سے پہلے پاکستانی ہو گئے تھے ان کے مکان کے برآمدے میں سڑک کی طرف ایک عریض وطویل سائن بورڈ آویزاں تھا جس پر لکھا تھا پاکستانی کا میچ...... سیٹھ احمد میمن مولانا منور احمد کو اکثر لیجاتے اور تقریریں کراتے ایک دن میں چھ چھ سات تقریریں ہو جاتیں غالباً اسی وجہ سے مولانا کے پھیپھڑے متاثر ہوئے اور وہ عارضہ دق دل میں مبتلا ہو گئے جو جان لیوا ثابت ہوا مولانا منور احمد کے رفیقوں میں سیٹھ احمد میمن کے علاوہ ایک بزرگ تھے جن کا نام مقصود رضا خان تھا یہ دہلی مسلم لیگ کے اہم رکن تھے یہی وہ بزرگ ہیں جو تقسیم ہند کے بعد قائداعظم اور مسلم لیگ کے سارے کاغذات وریکارڈ دہلی سے کراچی لائے مگر ایسے محسن کے نام سے کوئی واقف نہیں محسن فراموشی ہمارا شعار بن گیا ہے اللہ تعالیٰ رحم فرمائے (ہفت روزہ افق کراچی ۱۶ جولائی ۱۹۸۰ء ص ۴۱)

حضرت علامہ سید محمود احمد رضوی (پ ۱۳۴۳ھ۔۱۹۲۵ء ف /۱۹۹۹ء) ابن علامہ سید ابوالبرکات رحمۃ اللہ علیہ اس خاندان سے تعلق رکھتے ہیں جس خاندان کا طرہ امتیاز رہا ہے کہ جب بھی ملی اور ملکی مسئلہ پیش آیا یہ حضرات رہنمائی میں پیش پیش رہے تحریک پاکستان میں دارالعلوم حزب الاحناف لاہور کی خدمات ناقابل فراموش ہیں جامع مسجد وزیر خاں لاہور تحریک پاکستان کا اہم ترین اسٹیج تھی اس اسٹیج سے پاکستان کی حمایت میں اٹھنے والی آواز اتنی زوردار تھی کہ اس کی گونج پورے پنجاب بلکہ اس کے اردگرد تک سنی جاتی تھی ۲۷ تا ۳۰ اپریل ۱۹۴۶ء کو بنارس کے باغ فاطماں میں منعقد ہونے والی آل انڈیا سنی کانفرنس تحریک پاکستان کے لیے سنگ میل کی حیثیت رکھتی ہے اس اجلاس میں اہل

سنت وجماعت کے علماء ومشائخ نے اجتماعی طور پر مطالبہ پاکستان کی زبردست حمایت کی اور اس عزم کا اظہار کیا کہ جب تک پاکستان نہیں بن جاتا ہم آرام سے نہیں بیٹھیں گے اس اجلاس میں مفتی اعظم پاکستان حضرت علامہ ابوالبرکات سید احمد قادری علمائے پنجاب کے وفد کے ہمراہ شریک ہوئے اس وفد میں علامہ سید محمود احمد رضوی بھی شامل تھے (ماہنامہ اخبار اہلسنت لاہور جنوری ۲۰۰۰ء ص ۴۴ ماہنامہ لانبی بعدی لاہور نومبر ۱۹۹۹ء ص ۲۔تذکرہ مجاہدین ختم نبوت از صادق علی زاہد مطبوعہ لاہور ۱۹۹۳ء ص ۳۰۲۔ماہنامہ رضائے مصطفیٰ گوجرانوالہ ۱۹۹۹ء ص ۱۰)

حضرت علامہ پیر سید جلال الدین شاہ نقشبندی بھکی شریف (پ ۱۹۱۵ء م ۱۹۸۵ء) جہاں علم ومعرفت کا بحر ذخار تھے وہاں سیاسیات اسلامیہ میں کوہ استقامت ومینار نور تھے آپ نے تحریک پاکستان میں بھرپور کردار ادا کیا علاوہ ازیں تحریک ختم نبوت تحریک نظام مصطفیٰ اور دیگر دینی وملی سیاسی تحریکون میں بھرپور حصہ لیا (ماہنامہ لانبی بعدی لاہور نومبر ۱۹۹۹ء ص ۷)

حاجی شیخ رشید احمد (م ۱۹۹۹ء) بن حاجی رحمت اللہ نے مسلمانوں کے لیے علیٰحدہ وطن کے لیے جدوجہد کی علامہ اقبال اور قائد اعظم کی فکر انگیز شخصیت کے نقش قدم پر چلتے ہوئے بھرپور کوششیں کرتے رہے ۱۹۴۰ء میں قرارداد پاکستان لاہور میں منظور ہوئی تو انہوں نے مسلم اسٹوڈنٹس فیڈریشن اور مسلم لیگ کے لیے بھرپور کام کیا شیخ رشید نے دوقومی نظریئے کے فروغ کے لیے دن رات ایک کر دیئے مسلم قومیت اور مسلم لیگ کے لیے کام کرنے کی بناء پر ۱۹۴۵ء میں پابند سلاسل بھی ہوئے اور انگریز حکومت کے ظلم کا نشانہ بنے مگر ان کے پائے استقامت میں لغزش نہ آئی پاکستان کے قیام کی جدوجہد میں مسلم رہنماوؤں کے شانہ بشانہ کام کیا (ماہنامہ لانبی بعدی لاہور جنوری ۲۰۰۰ء ص ۱۵)

مولوی فریا احمد شہید (پ ۱۹۲۳ ئم ۱۹۷۱ء) دوران تعلیم تحریک پاکستان کے سپاہی بن گئے ۱۹۴۵ء میں رمضان المبارک کی ۲۶ وین شب کو خواب میں حضرت شاہ جلال سلہٹی کی زیارت ہوئی شاہ جلال نے انہیں حکم دیا۔فرید:تم فرید احمد ہو۔ہاتھ پر ہاتھ دھرے کیوں بیٹھے ہو ایک بہت بڑا اسلامی ملک بننے والا ہے جاؤ اور جناح کے قابلے میں شامل ہو جاؤ تم پاکستان بنانے کے لیے ایک سو قدم چلو گے تو جنت تمہارے خیر مقدم کے لیے ایک لاکھ فرسخ کا فاصلہ طے کرے گی مولوی صاحب کی جب آنکھ کھلی تو ان کے ہاسٹل کے کمرے میں خوشبو پھیلی ہوئی تھی ان کے روم سیٹ کی آنکھ بھی کھلی ہوئی تھی اور شاید خوشبو نے اسے بے دار کر دیا تھا مولوی صاحب نے کلمہ شہادت پڑھ کر وضو کیا اور شکرانے کے نفل ادا کئے اسوقت صبح کے چار بج رہے تھے کہ سحری کا وقت ہو چکا تھا مولوی صاحب نے سحری کھائی اور روزے کی نیت کر کے کلکتہ کو روانہ ہو گئے ۱۹۴۶ء میں انجمن اتحاد طلبہ جامعہ ڈھاکہ کے نائب صدر منتخب ہوئے اسی سال مسلم اسٹوڈنٹس فیڈریشن کے صدر منتخب ہوئے اور تحریک پاکستان کے لیے وقف ہو گئے سلہٹ کے ریفرنڈم میں مساعی بروکار لائیں۔(ماہنامہ افق کراچی اگست ۲۰۱۰ء ص ۱۳ تحریک پاکستان میں علماء ومشائخ کا کردار از محمد صادق قصوری مطبوعہ لاہور ۲۰۰۸ء)

حضرت خواجہ محمد اکبر علی چشتی میروی (پ ۱۳۵۱ھ ۱۸۸۴ء م ۱۹۵۶ء) نے تحریک پاکستان میں اہم کردار ادا کیا ضلع میانولی میں انجمن اسلامیہ کے صدر محمد اکبر خان مرحوم خنکی خیل کی طرف سے ایک اشتہار شائع کیا گیا جس پر علاقہ کے علماء کی طرف سے یہ فتویٰ درج تھا "مسلمانوں کیلئے مسلم لیگ کی حمایت ضروری ہے" یہ فتویٰ جن علماء کی طرف سے صادر کیا گیا ان میں حضرت مولانا اکبر علی کا اسم گرامی نمایاں ہے تحریک پاکستان کا وہ یادگار جلسہ بھی آپ کی زیر صدارت آپ ہی کے قائم کردہ ادارے جامعہ اکبریہ میں منعقد ہوا جس میں مولانا عبدالستار خاں نیازی صاحب نے خطاب فرمایا اور بعد میں یہاں سے جلوس کی شکل میں گرفتاری دینے کے لیے گئے (ماہنامہ افق کراچی اپریل ۲۰۱۳ء ص ۳۲)

مولانا عبدالصمد مقتدری ابن مولانا غلام حامد بدایونی (۱۳۸۴ھ، ۱۹۶۴ء) نے اپنی مذہبی مصروفیات کے باوجود برصغیر کی ہر مسلم مفاد تحریک میں بھرپور کردار ادا کیا تحریک خلافت وشدھی تحریک اور تحریک پاکستان میں حضرت مولانا عبدالحامد بدایونی کے شانہ بشانہ حصہ لیا اور انہی سے سیاست کے رموز ونکات سیکھے جب جمیعت علماء ہند اپنے نصب العین سے ہٹ کر کانگریس کی بچہ جمورا بن گئی تو آپ نے علماء حق کے ساتھ مل کر جمیعت علماء ہند کانپور کی بنیاد ڈالی صدارت کا سہرا آپ ہی کے سر پر باندھا گیا اور آپ آخری وقت تک اس منصب پر فائز رہ کر ملک و قوم کی مقدور بھر خدمت کرتے رہے اس جمیعت کے زیر اہتمام ہر سال سیرت کانفرس بدایوں کانپور و دیگر شہروں میں منعقد ہوتیں جن میں مولانا شوکت علی مولانا حسرت موہانی مولانا مظہر الدین ایڈیٹر اخبار الامان اور مولانا عبدالقیوم کانپوری ودیگر اکابرین شرکت فرما کر کانگریس کے مکروفریب کو تار تار کر کے مسلم لیگ کے پیغام کو گھر گھر پہنچاتے الغرض آپ نے اس طرح مذہب وملت کی جو بے مثال خدمت کی وہ آب زر سے لکھنے کے قابل ہے۔ ۱۴ اگست ۱۹۴۷ء کو پاکستان معرض وجود میں آیا تو دیگر مسلم لیگی کی طرح آپ کی گرفتاری کے احکامات بھی جاری ہوئے چنانچہ ۱۲ دسمبر ۱۹۴۷ء کو بچ بچا کر بمعہ اہل خانہ کراچی تشریف لے آئے۔ان دنوں آل انڈیا مسلم لیگ کا اجلاس خالقدینا (بندر روڈ کراچی) میں ۱۳۔ ۱۴۔ ۱۵ دسمبر کو ہو رہا تھا چونکہ پاکستان بننے کے بعد یہ پہلا اجلاس تھا لہٰذا آپ بال بچوں کو بندرگاہ پر ہی چھوڑ کر سیدھے اس اہم اجلاس میں شامل ہوئے اس اجلاس میں آپ نے نمایاں طور پر حصہ لیا اس کے بعد آل انڈیا مسلم لیگ کا کونسلر منتخب کیا گیا اس کے علاوہ کراچی مسلم لیگ میں آپ کو وہی مقام نصیب ہوا جو بدایونی مسلم لیگ میں تھا (سہ ماہی بدایوں کراچی اپریل مئی جون ۲۰۰۷ء ص ۱۰۸۔۱۰۹)

حضرت مفتی عزیز احمد قادری بدایونی (پ ۱۳۱۹ھ/ ۱۹۰۱ء م ۱۴۰۹ھ/ ۱۹۸۹ء) نے قبل تقسیم ہندوستان ۱۹۴۴ء کو بدایوں سے لاہور نقل مکانی فرمائی اور لاہور ہی سے تحریک پاکستان میں بھرپور کردار ادا کیا (سہ ماہی بدایوں کراچی جولائی اگست ستمبر ۲۰۰۷ء ص ۲۸)

مولوی حاجی سلمان رضا (۲۰۰۸ء) بدایوں کے اسلامیہ کالج کے پاکستان کے لیے بڑے جذباتی تھے ۱۵ اگست ۱۹۴۷ء کو کالج کی

عمارت پر جب کانگریس کا ترنگا لگایا گیا تو ان سے برداشت نہ ہوا اور پرچڑھ کر جھنڈے کو جلا دیا اور سبز پرچم مسلم لیگ کا لگا دیا اس واقعہ پر پوری انتظامیہ برہم ہوگئی اور مولوی سلمان رضا کی تلاش میں چھاپے مارے بالآخر وہ مولانا عبدالحامد بدایونی کی خدمت میں پہنچے مولانا نے ان سے کہا کہ تم پاکستان بھاگ جاؤ مولانا نے ایک سفارشی رقعہ بمبئی کے ایک میمن کو لکھا اور اس تاجر نے سلمان رضا کو پانی کے جہاز میں سوار کرا کر پاکستان بھجوا دیا یہاں انہوں نے اپنی باقی زندگی کراچی یونیورسٹی کی خدمت میں گزاری تمام پروفیسر وائس چانسلران کا احترام کرتے تھے (سہ ماہی بدایوں کراچی جولائی اگست ستمبر ۲۰۰۷ء)

مولانا عبدالباری تسنیم بدایونی مسلم لیگ کے ایک قابل قدر رہنما ہونے کے باوجود انتہائی خاکسار اور ملنسار شخصیت تھے وہ ایک بلند پایہ مقرر تھے ان میں بڑی سیاسی سوجھ بوجھ پائی جاتی تھی اور وہ اس کو پیش کرنے کا مدلل معقول اور دلکش انداز بھی رکھتے تھے مجاہد ملت حضرت علامہ عبدالحامد بدایونی اور بعد میں کموڈور خالد جمیل جیسی بڑی شخصیات ان سے سیاسی امور میں مشاورت بھی کرتی تھیں آل انڈیا مسلم لیگ کے جوائنٹ سیکرٹری چوہدری خلیق الزماں بھی باری صاحب کی صلاحیتوں کے معترف تھے چوہدری صاحب ہی کے کہنے پر باری صاحب نے شاہ فیصل کالونی بلاک نمبر ۵ میں ایک بہت شاندار اور بڑا جلسہ کرایا تھا جس سے باری صاحب کی انتظامی صلاحیتیں ظاہر ہوتی تھیں اس میں پاکستان کی ممتاز سیاسی شخصیات قائدین اور وزرائے کرام نے شرکت کی تھی (سہ ماہی بدایوں کراچی سالنامہ ۲۰۱۴ ص ۹۴)

قاضی محمد سلیمان منصور پوری (پ ۱۸۶۷ء۔ ۱۲۸۴ھ م ۱۳۴۹ھ/ ۱۹۳۰ء) نے محمد علی جناح کی تقریر علی گڑھ یونیورسٹی کی سلور جوبلی کے موقع پر سنی سر علی امام و مظہر الحق وغیرہ نے بھی تقریریں کیں غلام الثقلین بھی شعلہ بیان مقرر تھے شام کو اپنی پارٹی سے چودہ پندرہ احباب پٹیالہ سے ان کے ہم کاب تھے پوچھا کونسی تقریر اچھی رہی سب نے اپنی اپنی رائے دی قاضی صاحب نے آخر میں فرمایا کہ محمد علی جناح کی تقریر سب سے منفرد تھی اور قوم کے مقدر کا ستارہ محمد علی جناح ہوں گے یہ واقعہ غالباً ۲۵۔ ۱۹۲۴ء کا ہے (اردو ڈائجسٹ لاہور اپریل ۱۹۹۷ء ص ۱۴۰)

پیر بخش مونس انصاری (پ ۱۹۱۵ء م ۲۰۰۸ء) قیام پاکستان کے وقت تیس برس کے جوان رعنا تھے اپنی تہذیبی و دینی فکر کے ساتھ تحریک پاکستان میں سرگرمی سے حصہ لیا اور پھر لاکھوں مسلمانوں کی طرح ۱۹۵۴ء میں ہجرت کے عمل سے گزر کر اپنے خاندان کے ساتھ کانپور سے کراچی تشریف لے آئے (دوماہی سربکف کراچی نومبر ۲۰۰۸ء ص ۱۰)

مولانا محمد امین شرقپوری (پ ۱۹۱۲ء م ۱۹۶۷ء) قیام پاکستان کے وقت ان کی عمر ۳۵ سال کے قریب تھی انہوں نے تحریک پاکستان کے پس منظر کو دیکھا اور اس کا حصہ رہے (دوماہی سربکف کراچی جنوری فروری ۲۰۰۹ء ص ۵۳)

حضرت مولانا حسرت موہانی (پ ۱۲۹۵ھ/ ۱۸۷۸ء م ۱۳۷۱ھ/ ۱۹۵۲ء) ۱۹۳۶ء میں مسلم لیگ کی تنظیم جدید سے وابستہ ہوئے

اور یو پی پارلیمنٹ کے سرگرم ممبر بنے اس زمانے میں مسلم لیگ کو عوام میں مقبول بنانے میں مولانا شوکت علی مولانا حسرت موہانی کا بہت بڑا حصہ ہے ۱۹۳۸ء میں ہندی مسلمانوں کے وفد کے ایک رکن کی حیثیت سے مولانا قاہرہ کی فلسطین کانفرنس میں شریک ہوئے ۱۹۴۵ء مسلم لیگ کے ٹکٹ پر یوپی اسمبلی اور ہندوستان کی دستور ساز اسمبلی کے رکن منتخب ہوئے تقسیم کے بعد مولانا ہندوستان ہی میں رہے (سید ضیاء الدین احمد القادری از عبد المصطفیٰ محمد عارف قادری ضیائی لاہور ۱۴۲۶ھ ص ۲۵۷ ہفت روزہ افق کراچی ۲۹ اگست تا ۹ ستمبر ۱۹۷۸ء ص ۴)

برصغیر کے اطراف واکناف میں پھیلے علمی اور روحانی سرچشموں کے وارث علماء ومشائخ اولیائے کرام انسان دوستی خلوص اہمیت دینی حمیت اور عوام سے قریبی ربط وتعلق کے باعث رائے عامہ تشکیل دینے اور عوامی مزاج متعین کرنے میں محدود اثر ورسوخ رکھنے والے سیاسی زعماء پر برتری رکھتے تھے کروڑوں مریدین ومتوسلین کے قلوب واذہان پر براہ راست حکمرانی کرنے والے بزرگان دین ہی اپنی خداداد بصیرت کے باوصف سرسید، محمد علی جوہر اور علامہ اقبال اور قائداعظم سے بھی بہت پہلے اس نتیجے پر پہنچے تھے کہ گھیرے ہوئے حالات میں مسلمانان برصغیر کی بقا وسلامتی فقط اور فقط جداگانہ مسلم قومیت پُراصرار اور مسلم اکثریتی علاقوں پر مشتمل ایک آزاد اور خود مختار اسلامی ریاست کے قیام میں مضمر ہے (ماہنامہ دختران اسلام لاہور ستمبر ۲۰۰۶ء ص ۳۹)

حضرت علامہ عبد المصطفیٰ الازہری بن صدر الشریعہ حضرت علامہ مفتی امجد علی اعظمی (پ ۱۳۳۷ھ/ ۱۹۱۸ء م ۱۴۱۰ھ/ ۱۹۸۹ء) نے تحریک پاکستان اور قیام پاکستان میں اہم کردار ادا کیا اور تاحیات تعمیر پاکستان میں کوشاں رہے (ہفت روزہ احوال کراچی ۲ تا ۸ نومبر ۱۹۸۹ء ص ۲۳)

حضرت ابومخدوم سید محمد طاہر اشرف شاہ جیلانی (پ ۱۳۰۵ھ/ ۱۸۸۷ء م ۱۳۸۱ھ/ ۱۹۶۱ء) نے قیام پاکستان کے سلسلہ میں بہت دل چسپی سے حصہ لیا آل انڈیا سنی کانفرنس کی طرف سے پاکستان کی حمایت کے اعلان کے بعد حضرت نے باقاعدہ سیاستدان کی حیثیت سے تو نہیں البتہ جب بھی مسلم لیگ کے الیکشن کا معاملہ آتا یا مسلم لیگ کی حمایت کا موقع ہوتا تو حضرت اپنے مریدان سلسلہ متعلقین مؤسلین کو برابر حمایت اور تعاون کرنے کی ہدایت فرماتے اپنی تقاریر اور خطابت میں پاکستان کی پُرزور حمایت فرماتے تھے یہاں بتانا بے جا نہ ہوگا کہ کانگریسی عالم مولوی احمد سعید دہلوی جو حضرت کے کلاس فیلو تھے ہمیشہ اس گھات میں رہتے تھے کہ کس طرح حضرت کو گرفتار کرائیں یا دکھ پہنچائیں چنانچہ قیام پاکستان کے فوراً بعد مولوی احمد سعید نے حضرت کو گرفتار کرانے کے لیے حکومت ہندوستان سے وارنٹ نکلوایا اور حکومت کو یہ باور کرایا کہ حضرت پاکستان کے ایجنٹ اور ہندوستان کے غدار ہیں جب پولیس حضرت کے گھر پہنچی تو معلوم ہوا کہ حضرت بہت پہلے عازم پاکستان ہو چکے ہیں (محمد مظاہر اشرف جیلانی سید: قطب ربانی مطبوعہ رضا اکیڈمی لاہور ۱۹۹۶ء ص ۵۰)

ہفت روزہ منادی دہلی حکیم معراج دین کا ہفت روزہ عین میگزین امرتسر ملک امام بخش ناسخ سیفی (۱۹۱۸ء۔۱۹۸۴ء) کا ہفتہ روزہ سعادت کمالیہ مجریہ ۷ ۲ اگست ۱۹۳۷ء ماہناموں میں مولانا حسرت موہانی (۱۸۷۸۔۱۹۵۱ء) کا اردوئے معلیٰ مجریہ ۱۹۰۳ء حکیم معراج دین احمد کے اسراعی لاہور حنفی جماعت اور المعین امرتسر مولانا حسنین رضا خاں (۱۸۹۳ء۔۱۹۸۱ء) کا الرضا بریلی مجریہ ۱۹۱۹ء سید محمد اشرف محدث کچھوچھوی (۱۸۹۴ء۔۱۹۶۱ء) کا اشرفی مجریہ ۱۹۲۲ء سید مسعود حسن شہاب دہلوی (۱۹۳۲ء۔۱۹۹۰ء) کا الہام دہلی مجریہ ۱۹۶۰ء شمس الاسلام بھیرہ مجریہ ۱۹۲۵ء صدر الافاضل مولانا نعیم الدین مرادآباد (۱۸۸۳۔۱۹۴۸ء) کا اسواد اعظم مرادآباد مجریہ ۱۹۲۴ء یادگار رضا بریلی مجریہ ۱۹۲۶ء پٹنہ کا مخزن السلت المعلب یہ تحفۂ حنفیہ انوار الصوفیہ لاہور مجریہ ۱۹۰۱ء معین الدین لاہور انجمن نعمانیہ لاہور دہلی کا آستانہ اور مومن اور منڈی بہاء الدین سے شائع ہونے والا ماہنامہ صوفی و دیگر نمایاں اخبارات و جرائد شامل ہیں جنہوں نے تحریک آزادیٔ ہند اور دو قومی نظریہ کے فروغ میں شاندار خدمات انجام دیں (ماہنامہ نظریہ پاکستان لاہور ستمبر ۲۰۰۷ء ص ۴۱)

الفقیہ امرتسر جنوبی ایشیاء میں مسلمانوں کا واحد رسالہ تھا جس نے اگست ۱۹۴۲ء سے اپنے سرورق پر اپنے مقام اشاعت امرتسر کے ساتھ لفظ پاکستان لکھنا شروع کر دیا تھا اس کے صفحات پر انگریزی سامراج ہندو تنظیموں اور اکالی دل کے علاوہ مسلم قوم پرست جماعتوں کا بلیغ اور مدلل ہے۔ ۲۰ مارچ ۱۹۴۲ء کی اشاعت میں ہندو مسلم اتحاد کے مضمرات بیان کرتے ہوئے لکھتا ہے ''ہندو مسلم اتحاد مسلمانوں کے لیے سم قائل ہے ابھی تو انگریزی راج ہے جب کانگریس سے نظریہ کے مطابق سوراج یعنی رام راج قائم ہو گیا تو ہندو مسلمانوں کو کان سے پکڑ کر ہندوستان سے باہر نکال دیں گے ان کی زندگی دشوار کر دینگے اردو زبان اور رسم الخط کا نام و نشان مٹا دیں گے اور تمام اسلامی حقوق غصب کر لیں گے'' (ماہنامہ نظریہ پاکستان لاہور ستمبر ۲۰۰۷ء ص ۴۱۔۴۲)

مولانا سید حبیب (پ ۱۸۹۰ء م ۱۹۵۲ء) کی سیاسی زندگی کا آغاز خلافت کمیٹی سے ہوا لیکن آپ بہت جلد اس سے الگ ہو کر جمعیت خدام الحرمین میں شامل ہو گئے جس کا پہلا اجلاس لاہور میں ہوا اس اجلاس میں پیر جماعت علیشاہ، مولانا حسرت ماہانی، سر میاں محمد شفیع، راجہ صاحب محمود آباد، شیخ صادق حسن، حکیم معراج دین احمد، مولانا بہاء الحق قاسمی اور مولانا سید حبیب نے شرکت کی تھی اس اجلاس میں جمعیت کی تشکیل و توسیع پر غور و خوض ہوا بعد ازاں مولانا سید حبیب ہندوستان کے طول و عرض میں جمعیت کے اجلاسوں میں شریک ہوئے انہوں نے مسلم مفادات سے کسی انحراف نہیں کیا جب مسجد شہید گنج کے انہدام کا واقعہ ہوا تو سید حبیب نے بڑھ چڑھ کر احتجاج کیا انہوں نے حصول آزادی کی خاطر تاریخ ساز قربانیاں دیں اور اپنی زندگی کے تیس قیمتی سال قید و بند کی صعوبتوں میں گزار دیئے ان کے کئی اخبار ضبط ہوئے لیکن انگریز دنیائے صحافت کے اس بے تاج بادشاہ کو نہ جھکا سکا ایسے جواں ہمت نڈر جری اور بے خوف مجاہد بہت کم پیدا ہوتے ہیں (ماہنامہ نظریہ پاکستان لاہور دسمبر

۲۰۰۹ء ص ۴۴)

مولانا مدار اللہ نقشبندی (پ ۱۹۱۳ء م ۱۹۹۴ء) نے ۱۹۳۵ء میں عملی طور پر مذہبی اور ملی جدوجہد کا آغاز کیا مولانا مدار اللہ اور ان کے بڑے بھائی مولانا شعیب تحریک آزادی کے دوران صوبہ سرحد کے مولوی برادران کے نام سے مشہور تھے دونوں بھائیوں کی کوششوں سے صوبہ سرحد میں آل انڈیا مسلم لیگ کا قیام عمل میں لایا گیا اس سلسلے میں ستمبر ۱۹۳۷ء میں ایبٹ آباد میں صوبہ سرحد کے جید علمائے کرام اور سیاسی زعماء کا اجلاس منعقد ہوا جس میں مولانا محمد شعیب کو آل انڈیا مسلم لیگ صوبہ سرحد کا پہلا صوبائی صدر نامزد کیا گیا۔ ۱۹۳۸ء میں مولانا محمد شعیب کو دوبارہ مسلم لیگ کا صدر بیرسٹر میاں ضیاء الدین اور خان بہادر سعد اللہ خان کو نائب صدور جبکہ بیرسٹر محمد اسماعیل غزنوی کو جنرل سیکرٹری منتخب کیا گیا مولانا محمد شعیب نے مسلم لیگ کے پلیٹ فارم سے جبکہ مولانا مدار اللہ مدار نے جمعیت العلمائے صوبہ سرحد کے پلیٹ فارم سے قیام پاکستان کے لیے شبانہ روز محنت کی مولانا مدار اور ان کے بڑے بھائی مولانا محمد شعیب نے ۲۳ مارچ ۱۹۴۰ء کو لاہور میں آل انڈیا مسلم لیگ کے سالانہ اجلاس میں شرکت کی اور اس موقع پر قائد اعظم سے شرف ملاقات بھی حاصل کیا لاہور سے واپسی کے بعد مولانا مدار اللہ نے ایک نئے عزم اور ولولے کے ساتھ کوششیں تیز کرنے اور اس مقصد کے لیے ہر قسم کی قربانی دینے کا عزم کیا گیا اس موقع پر جمعیت العلمائے صوبہ سرحد کی تشکیل نو کی گئی اور مولانا مدار اللہ مدار کو اس کا جنرل سیکرٹری منتخب کیا گیا اس اجلاس میں مولانا کی تحریک پر متفقہ طور پر ایک قرارداد منظور کی گئی جس میں پاکستان کو برصغیر کے مسلمانوں کا سیاسی اور مذہبی نصب العین قرار دیا گیا مولانا مدار اللہ مدار نے ایک خط کے ذریعے قائد اعظم کو اس اجلاس کی کارروائی سے آگاہ کیا اور انہیں حصول پاکستان کی جدوجہد میں علمائے سرحد کی طرف سے مکمل تعاون کا یقین دلایا آپ کے اس خط کے جواب میں قائد اعظم نے ۲ جون ۱۹۴۲ء کو انہیں شکریہ کا خط ارسال کیا جس میں قیام پاکستان کے لیے مولانا اور دیگر علمائے سرحد کی کوششوں کو سراپا گیا...... آپ نے ۲۴ اپریل ۱۹۴۳ء کو دہلی میں آل انڈیا مسلم لیگ کے سالانہ اجلاس میں مسلم لیگ کے مندوب کی حیثیت سے شرکت کی قائد اعظم نے مولانا کو شرف ملاقات بخشا دہلی سے واپسی کے بعد مولانا مدار نے اپنے بھائی مولانا محمد شعیب اور مولانا عبدالرؤف نوشہرہ کے ہمراہ آزاد قبائل مہمند صافی قندہاری باجوڑ اور چارمنگ کا دورہ کیا اور قبائلی کے مشہور پیر طریقت حضرت بابڑہ ملا صاحب کے فرزند اکبر اور جانشین حضرت گل صاحب کو قائد اعظم کا پیغام پہنچایا حضرت گل صاحب نے مولانا مدار اللہ مدار کو قائد اعظم کے نام ایک پیغام دیا اور فرمایا کہ مسلمانان ہند کی خود مختار اور آزاد مملکت پاکستان کے لیے ہمارا مکمل اور پرخلوص تعاون قائد اعظم کے ساتھ ہے ۲۴ نومبر ۱۹۴۵ء کو قائد اعظم مردان کے دورے پر تشریف لائے اس دورے کی کامیابی میں بھی مولانا نے نمایاں کردار ادا کیا فروری ۱۹۴۷ء میں صوبہ سرحد مین سول نافرمانی کی تحریک کا آغاز سردان سے کیا گیا پروگرام کے مطابق ۳ مارچ ۱۹۴۷ء کو مولانا نے مسلم لیگ کے ایک عظیم الشان جلوس کی قیادت کی سردان کی عدالتوں کو گھیرے میں لے کر مولانا

نے جج کو کرسی سے اتارا اور عدالت کے کام کو معطل کر کے خود کرسی عدالت پر بیٹھ گئے بعد میں پولیس کی بھاری نفری نے مولانا کو ان کے دوسرے ساتھیوں خاں غلام سرور خان مہمند اور ملک میر اکبر خان کے ہمراہ گرفتار کر کے جیل بھیج دیا قیام پاکستان کے اعلان ۳ جون ۱۹۴۷ء کے بعد آپ کو دوسرے سیاسی قیدیوں کے ہمراہ رہا کر دیا گیا ۱۴ ستمبر ۱۹۸۷ء کو خان فدا خان گورنر صوبہ سرحد نے مولانا کو تحریک پاکستان میں ناقابل فراموش کردار انجام دینے پر حکومت سرحد کی طرف سے پاکستان میڈل ۱۴ اگست ۱۹۹۴ء کو میاں منظور احمد وٹو وزیر اعلیٰ پنجاب نے تحریک پاکستان ورکرز ٹرسٹ لاہور کی جانب سے پاکستان گولڈ میڈل سے نوازا گیا۔ (ماہنامہ نظریہ پاکستان لاہور اپریل ۲۰۰۹ء ص ۳۹۔۴۰)

مولانا حسرت موہانی (۱۸۷۸۔۱۹۵۱ء) نے ہندوستان کی آزادی کو مقصد حیات قرار دیا قوم میں سیاسی شعور پیدا کرنے کے لیے رسالہ اردوئے معلی جاری کیا اس میں خلافت ہندوستان کی آزادی اور پین اسلام ازم پر مختلف مضامین شائع کیے ۱۹۰۸ء میں ایک مضمون میں مصر کے نامور رہنما مصطفیٰ کمال کے بارے میں شائع کیا اس میں مصر میں انگریزوں پر شدید تنقید کی جس پر اردوئے معلی کے خلاف مقدمہ دائر کر دیا گیا مولانا حسرت موہانی کو دو سال قید بامشقت اور پانچ سو روپے جرمانہ کی سزا سنا دی گئی جرمانہ وصول کرنے کیلیے مولانا کا نادر کتب خانہ نیلا کر دیا گیا جیل سے رہا ہونے کے بعد آپ نے سیاست میں سرگرم حصہ لینا شروع کر دیا...... حسرت موہانی ۱۹۱۴ء میں مسلم لیگ میں شامل ہوئے۔ مولانا کو پھر قید و بند کے مصائب برداشت کرنے پڑے تحریک ترک حوالات میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیا۔ ۱۹۲۰ء میں احمد آباد کانگریس کے اجلاس میں انہوں نے ہندوستان کے لیے کامل آزادی کی تجویز پیش کی مگر گاندھی اور دوسرے لیڈروں کی سیاسی مصلحتوں نے اس تجویز کو منظور نہ ہونے دیا اس واقعہ کے دس سال بعد کانگریس نے کامل آزادی کی قرارداد منظور کی مولانا حسرت موہانی نے مسلم لیگ کے سالانہ اجلاس منعقدہ احمد نگر کی صدارت کی آپ نے اپنے صدارتی خطبہ میں قربانی اور تشدد کی ضرورت پر زور دیا اس پر ان کا خطبہ ضبط کر لیا گیا اور قید کر دیئے گئے۔ مسلم لیگ کی نشاط ثانیہ کے بعد مولانا مسلم لیگ میں شامل ہوئے ۱۹۳۷ء میں مسلم لیگ میں آزادی کامل کی قرارداد مولانا نے منظور کروائی مسلم لیگ کونسل کے جلسوں میں مولانا اپنی رائے کا برملا اظہار کرتے تھے انہوں نے قائد اعظم سے بھی اختلاف کیا آزادی رائے مولانا کا خاص جوہر تھا۔ انہوں نے کانگریس کے جلسوں مسلم لیگ کے اجتماعات اور اسمبلی کے ایوان میں حق گوئی اور بے باکی کو اپنا شعار بنایا تقسیم کے بعد جب ہندوستان کے بڑے بڑے لیڈر گھبرا گئے تو اس نازک مرحلے پر مولانا کے پائے استقامت میں کوئی لغزش نہ آئی اور ہندوستان کی مجلس دستور ساز میں انہون نے مسلمانوں کے حقوق کے لیے اپنی آواز بلند کی اور کسی کی مخالفت کی پرواہ نہ کی وہ ایک سیاستدان اور سماجی رہنما ہی نہ تھے بلکہ بلند پایہ انقلابی شاعر بھی تھے۔ (ماہنامہ نظریہ پاکستان لاہور جنوری ۲۰۰۷ء ص ۱۸)

مولانا عبدالستار خان نیازی (۱۹۱۵ء۔ ۲۰۰۲ء) نے ۱۹۳۸ء میں ضلع مسلم لیگ میانوالی کی بنیاد رکھی اس کے کنوینر اور بعد میں صدر

مقرر ہوئے۔ ۱۹۳۹ء میں قائداعظم سے دہلی میں ملاقات کی اور پنجاب مسلم سٹوڈنٹس فیڈریشن کی جانب سے قائداعظم کی زیر صدارت اجلاس میں خلافت سکیم پیش کی قائداعظم اس سے بہت خوش ہوئے مارچ ۱۹۴۱ء میں پنجاب مسلم سٹوڈنٹس فیڈریشن نے قائداعظم کی زیر صدارت پاکستان کانفرنس منعقد کی اس اجلاس کی مرکزی قرارداد مولانا نیازی نے پیش کی تھی۔ ۱۹۴۲ء میں وہ صوبائی مسلم لیگ کونسل اور آل انڈیا مسلم لیگ کے رکن چنے گئے مولانا نے اسلامیہ کالج لاہور میں آٹھ سال تک تدریسی خدمات بھی انجام دیں آپ شعبۂ اسلامیات کے صدر بھی مقرر ہوئے صوبائی مسلم لیگ کے صدر کے طور پر بھی ذمہ داریاں انجام دیں ۱۹۴۴ء میں آپ نے ایک قرارداد منظور کرائی کہ پاکستان کا آئین اسلامی ہوگا۔ ۱۹۴۵ء میں مولانا نیازی نے یہاں محمد شفیع کے ساتھ مل کر پاکستان کیا اور کیسے بنے گا کے عنوان سے ایک کتاب لکھی جس میں زندگی کے ہر مسئلے پر نظریہ خلافت کے نقطۂ نظر سے روشنی ڈالی گئی جولائی ۱۹۴۶ء میں آپ نے قائداعظم کی ہدایت کے مطابق اپنے خاص شاگردوں سید محمد قاسم اور حکیم آفتاب احمد قرشی کی سرگردگی میں طلبہ کے وفود صوبے کے مختلف مقامات پر روانہ کیے اسی سال میانوالی سے مسلم لیگ کے ٹکٹ پر رکن اسمبلی منتخب ہوئے آپ خضر وزارت کے خلاف تحریک میں سرگرم رہے۔ مولانا نیازی مرکزی انجمن نعمانیہ ہند کے بھی سیکرٹری تھے اس حیثیت سے آپ نے ۴۶-۱۹۴۵ء کے سالانہ جلسوں میں پاکستان کی حمایت میں قراردادیں منظور کرائیں۔ آپ نے تحریک پاکستان میں اہم کردار ادا کیا۔ (ماہنامہ نظریہ پاکستان لاہور جنوری ۲۰۰۷ء ص ۷۰ (۲) جہان امام ربانی مجدد الف ثانی اقلیم ششم مطبوعہ کراچی ۲۰۰۰ء ص ۶۷۲۔ میاں محمد صادق قصوری کی متعدد تصانیف میں تفاصیل)

مخدوم محمد زمان طالب المولیٰ (۱۹۱۹ء۔ ۱۹۹۲ء) سندھ کے ممتاز روحانی وسیاسی رہنما ہالہ ضلع حیدرآباد (سندھ) کے ممتاز مخدوم خاندان کے فرد اور گدی نشین تھے۔ ۱۹۴۰ء میں مسلم لیگ میں شمولیت اختیار کی اور اپنے حلقہ اثر کے لوگوں کو مسلم لیگ اور تحریک پاکستان کا مکمل ساتھ دینے کی تلقین کی۔ ۱۹۴۶ء کے انتخابات میں مکمل طور پر مسلم لیگ کا ساتھ دیا اور اس کی کامیابی کے لیے انتہائی اہم کردار ادا کیا۔ (ماہنامہ نظریہ پاکستان لاہور جنوری ۲۰۰۷ء ص ۸۵)

مولوی مظہر الحق (۱۸۶۶ء۔ ۱۹۲۰ء) آل انڈیا مسلم لیگ کے قیام کے ساتھ ہی اس سے وابستہ ہوگئے۔ دسمبر ۱۹۰۶ء میں اس کے تاسیسی اجلاس ڈھاکہ میں شرکت کی اور اس کی پروویژنل کمیٹی کے ممبر رہے آل انڈیا مسلم لیگ کے دوسرے سالانہ اجلاس (دسمبر ۱۹۰۸ء امرتسر) میں شرکت کی اور سیکرٹری آف سٹیٹ کی خدمت میں اصلاحات سے متعلق ایک یادداشت کی تیاری اور اسے پیش کرنے کے لیے ایک کمیٹی تشکیل دی گئی آپ اس کمیٹی کے سیکرٹری منتخب کیے گئے اس کے بعد آل انڈیا مسلم لیگ کے دیگر اجلاسوں میں بھی شرکت کی (ایضاً ص ۸۹)

مولانا ابوالحسنات قادری بہاری (۱۸۸۰ء۔ ۱۹۷۴ء) کا تعلق صوبہ بہار سے تھا جہاں مسلمان اقلیت میں تھے صوبے کا ایک بڑا

حصہ انتہا پسند ہندوؤں سے آباد تھا جو کسی نہ کسی بہانے مسلمانوں کو بہار سے نکالنے کے لیے زبانی دھمکیوں سے لے کر قتل وغارت تک سب حربے استعمال کرتے تھے انہیں جب بھی موقع ملا انہوں نے بہار کے مسلمانوں پر ظلم کرنے سے ہاتھ نہیں روکا یہ وہ علاقہ ہے جہاں ۱۹۴۶ء کے انتخابات کے دوران اور پھر تقسیم ہند کے اعلان کے ساتھ ہی مسلمان آبادیوں کو نذر آتش کر دیا گیا مساجد پر حملے کئے گئے نماز کے اجتماعات پر بم پھینکے گئے...... مولانا ابوالحسنات قادری انہی انتہا پسندوں کے درمیان آل انڈیا مسلم لیگ اور پاکستان کے لیے کام کرتے رہے شہروں میں جلسے ہو رہے تھے جلوس نکالے جا رہے تھے مگر دیہات کے ساتھ قریبی رابطہ نہیں تھا مولانا دور دراز دیہاتوں میں جا کر حصول پاکستان کے مقاصد اور فوائد کا پرچار کرتے رہے...... سہروردی فیملی کے ساتھ تعلق نے انہیں مسلم لیگ اور تحریک پاکستان کے ساتھ قلبی رشتے میں باندھ دیا حسین شہید سہروردی کے ساتھ ملاقاتوں نے ان کے سیاسی شعور کو بھی نکھار دیا۔ بہار میں مولانا ابوالحسنات قادری آل انڈیا مسلم لیگ میں شامل رہے وہاں انہوں نے نواب صدیق علیخاں کے ساتھ مل کر ۱۹۴۶ء کے الیکشن میں بھرپور حصہ لیا انہوں نے رضا کارانہ طور پر دیہات میں جا کر مسلم لیگ قائداعظم اور پاکستان کا نام پہنچانے کے لیے اپنی خدمات پیش کیں اور یہ فرض انہوں نے احسن طریقے سے نبھایا (ماہنامہ نظریہ پاکستان لاہور مارچ ۲۰۱۰ء ص ۲۵)

مولانا محمد اعظم آف منجوال شریف (پ ۱۹۲۴ء م ۱۹۹۸ء) علوم شریعت سے سرفراز ہونے کے بعد معارف طریقت کی منازل طے کرنے کے لیے حضرت پیر سید جماعت علی شاہ کی خدمت میں حاضری دی امیر ملت نے سلوک کی تمام منازل طے کرا کر اجازت وخلافت سے نوازتے ہوئے حکم دیا کہ کشمیر کی آزادی کیلئے غلام عباس خاں کا ساتھ دیں اور قیام پاکستان کیلئے قائداعظم کی حمایت کریں تعمیل ارشاد میں تحریک آزادی تحریک نفاذ شریعت اور تحریک جمہوریت میں ہمیشہ سرگرم عمل رہے (ماہنامہ نظریہ پاکستان لاہور جون ۲۰۱۰ء)

میں قائداعظم کے پاس ملازم تھا ایک مرتبہ جمعہ کے دن میں نے محترمہ فاطمہ جناح سے کہا مجھے نماز جمعہ کے لیے چھٹی چاہیے انہوں نے اجازت دیدی اسی وقت بے بی (قائداعظم کی بیٹی) اندر آئی اور کہا کہ اسے اپنی سہیلیوں سے ملنے جانا ہے وہ کار کے ساتھ مجھے لیجانا چاہتی ہے اگرچہ بے بی کی خاطر میں اپنے پروگرام میں ایک آدھ گھنٹہ کی ترمیم کے لیے تیار تھا لیکن اسی دوران قائداعظم تشریف لے آئے انہوں نے بے بی سے سختی سے کہا فقیر محمد نماز جمعہ پڑھنے جا رہا ہے تم کار پر نہیں جا سکتیں کسی سے کہو تمہارے لیے ٹیکسی لے آئے (اردو ڈائجسٹ لاہور دسمبر ۲۰۱۱ء ماہنامہ نظریۂ پاکستان لاہور ستمبر ۲۰۱۴ء ص ۲۹)

ذاتی طور پر قائداعظم نے پارسی خاتون رتی بائی کو مشرف بہ اسلام کر کے شرعی نکاح کیا ان کی اپنی چہیتی بیٹی نے جب ایک پارسی سے شادی کی تو اس سے عمر بھر کے لیے باپ اور بیٹی کا رشتہ توڑ لیا کیونکہ اب وہ دائرہ اسلام سے خارج تھی خواتین سے تعلقات کے معاملے میں

قائداعظم سراسر مشرقی اقدار کے پابند تھے نوجوان قائداعظم کی ایک ہم عصر خوبصورت پارسی خاتون بیان کرتی ہیں مسٹر جناح بڑے نک چڑھے تھے ہمیشہ لیے دیئے رہتے تھے شام کو کلب جانے کی بجائے اپنے دفتر میں مقدموں کی فائلیں پڑھتے رہتے تھے لیڈی ویول قائداعظم کے مشرقی حسن و جمال اور اطوار کی شیدائی تھی آل انڈیا کانگریس ورکنگ کمیٹی کی رکن بلبل ہند سروجنی نائیڈو قائداعظم کے نام عشقیہ نظمیں لکھا کرتی تھی اور کوئی جواب نہ پا کر کہتی تھی ہائے ہائے کتنا مغرور ہے جس انداز کو خواتین غرور اور مرد رعونت نام دیتے تھے وہ دراصل باوقار سنجیدگی تھی جو انسان میں زہد وتقویٰ سے پیدا ہوتی ہے قائداعظم کے ذاتی خدمتگار کا بیان ہے کہ اس نے قائداعظم کو اکثر راتوں کو سجدہ ریز ہوتے دیکھا ہے قائداعظم شراب نوشی نہیں کرتے تھے اور نہ ہی مخلوط ڈانس۔ اس بارے میں ایم اے ایچ اصفہانی کی گواہی کافی ہے لندن کے اصفہانی ہاؤس میں پارٹی تھی ڈنر کے دوران قائداعظم نے وہی مشروب پیئے جن میں الکحل کی آمیزش نہیں تھی ڈنر کے بعد مخلوط ڈانس میں شریک ہونے کی بجائے وہ بلیئرڈ روم میں چلے گئے اور بلیئرڈ کھیلتے رہے ۱۹۴۰ء میں قرارداد پاکستان منظور ہونے کے بعد قائداعظم نے مغربی لباس پہننا ترک کر دیا تھا اور آخری عمر تک شیروانی شلوار ٹوپی اور گرگابی پہنتے رہے (ماہنامہ نظریۂ پاکستان لاہور ستمبر ۲۰۱۴ء ص ۳۷۔۳۸)

حضرت مولانا سید حبیب اللہ نقشبندی (۱۸۹۵۔۱۹۶۱ء) مجیٹھا (امرتسر) اور جعفر کوٹ میں تحریک آزادی کے روح رواں تھے عوام الناس کی بڑی تعداد آپ کے حلقہ ارادت اور شاگردوں میں شامل تھی ان علاقوں میں آپ نہایت معتبر اور ہر دلعزیز شخصیت سمجھے جاتے تھے چنانچہ آپ نے لوگوں کی طرف سے دیجانے والی محبت کو خوبصورت انداز میں بروئے کار لا کر لوگوں کو تحریک پاکستان سے وابستہ کر دیا ۱۹۴۶ء کے اوائل میں آپ نے مجیٹھا کی مرکزی جامع مسجد بھولے شاہ میں سترہ ۱۷ جمعے پڑھائے اور مسلمانوں کے اندر جذبہ جہاد اور ولولہ آزادی کو بیدار کیا علاوہ ازیں آپ نے اپنی دعوتی اور تبلیغی سرگرمیوں میں تحریک آزادی کو اپنا خاص موضوع بنا لیا چنانچہ آپ کی دعوت پر عوام کی بڑی تعداد تحریک پاکستان کا دست و بازو بن گئی ایک مرتبہ آپ کے مریدین کنوئیں سے پانی بھرنے گئے تو وہاں مجلس احرار کے کچھ کارکن موجود تھے جو آپ کو مسلم لیگی سمجھتے تھے احرار کارکنوں کو جب پتہ چلا کہ پانی کیلئے گھڑے آپ کے گھر سے آئے ہیں تو انہوں نے حضرت صاحب کے مریدین کے گھڑے توڑ ڈالے۔ (ماہنامہ نظریہ پاکستان لاہور اگست ۲۰۱۴ء ص ۱۵۸ء)

محترم ظہیر الحسن فاروقی ایڈووکیٹ اپنی کتاب مقصد پاکستان مطبوعہ لاہور ۱۹۸۱ء میں رقمطراز ہیں۔ ۱۹۴۶ء میں مسلم لیگ کا اجلاس بمبئی میں تھا ٹرین مُس پیر سید علی محمد راشدی کے ساتھ مولانا حسرت موہانی بھی ہم سفر تھے راشدی صاحب نے مولانا حسرت موہانی صاحب سے پوچھا کہ کیا مسلم لیگ کا مطالبہ پاکستان مان لیا جائے گا مولانا حسرت موہانی مرحوم نے جواب میں کہا کہ پاکستان تو بن جائے گا آگے کی فکر کرو پھر کہا میں نے رسول اللہ ﷺ کو خواب میں دیکھا آنحضور ﷺ نے خود اس کی بشارت دی بعد ازاں میں نے دیوان حافظ سے فال نکالی اور

اس کی تضمین میں یہ اشعار کہے۔

جب خواب میں خود آ کے وہ شاہ خوباں — جبکہ حافظ بھی مصدق یہ فال دیواں

تجھ کو حسرت یہ مبارک سند مہرونشاں — پردہ بردار کہ تا سجدہ سجدہ کند جملہ جہاں

(سید اشتیاق اظہر: سید الاحرار مطبوعہ حسرت موہانی میموریل ٹرسٹ کراچی ۱۹۸۸ء ص ۲۔ ۳۔ حسرت موہانی: شخصیت اور فن از خورشد ربانی مطبوعہ اکادمی ادبیات پاکستان اسلام آباد (۲۰۱۷ء ص ۵۶) ماہنامہ نظریہ پاکستان لاہور اگست ۲۰۱۵ء ص ۱۶۔ ۱۷، ہفت روزہ افق کراچی 29 اگست تا 9 ستمبر 1978ء ص 4، ماہنامہ نظریہ پاکستان لاہور اگست 2018ء ص 10)

حضرت سلطان محمد عبدالعزیز (۱۹۰۹ء۔ ۱۹۸۱ء) آپ معروف صوفی بزرگ سلطان العارفین حضرت سلطان باہو رحمۃ اللہ علیہ کی آٹھویں پشت ہیں جب پاکستان کی منزل قریب تھی اور تحریک پاکستان کو ایک مخلص کارکن کی اشد ضرورت تھی آپ نے اپنے مریدین کو تحریک پاکستان میں اپنا عملی کردار ادا کرنے کا حکم فرمایا اور آپ خود بھی اپنی رہائش گاہ سے جھنگ تشریف لیجاتے اور مسلم لیگ کے آفس میں جا کر تحریک پاکستان کے لیے فنڈ جمع کرواتے کیونکہ آپ اسے صرف سیاسی نہیں بلکہ روحانی ملی تحریک وجدوجہد سمجھتے تھے آپ کی ان خدمات کے اعتراف میں پاکستان وورکرز ٹرسٹ اور نظریہ پاکستان وورکرز ٹرسٹ کی جانب سے ۲۰۱۳ء میں آپ کے لیے تحریک پاکستان گولڈ میڈل کا اعلان کیا گیا جو آپ کے خانوادہ سے صاحبزادہ سلطان احمد علی صاحب نے وصول کیا۔ (ماہنامہ صراۃ العارفین لاہور اگست ۲۰۱۸ء ص ۲۰)

مولانا جمال میاں فرنگی محلی (۱۹۱۹ء) تحریک پاکستان کے نامور مجاہد جنہوں نے اوائل عمری میں ہی اپنے آپ کو لیلئ آزادی کے حصول کی خاطر وقف کر دیا کم عمری میں ہی اپنی ذہانت وفطانت کی بدولت مسلم لیگ کے صف اول کے رہنماؤں میں شامل ہو گئے آپ ایک عظیم روحانی پیشوا تھے اور شعلہ بیان مقرر بھی گھر گھر مسلم لیگ کا پیغام پہنچانے میں آپ نے بڑا اہم کردار ادا کیا حتی کہ جھنگ جیسے دور افتادہ علاقے میں مسلم لیگ کا پیغام عام کرنے کے لیے مہر غلام فرید کے ساتھ مل کر کانفرنس کی اور اس کا تنظیمی جال بچھا دیا مسلمانان ہند کی اقتصادی و سماجی مشکلات وضروریات اور نظام تعلیم اور سب سے بڑھ کر پاکستان کی اہمیت اور نظریہ پاکستان پر تقاریر کیں تحریری طور پر مواد فراہم کیا روزنامہ ہمدم کے ذریعے گرانقدر خدمات سرانجام دیں وطنیت اور ہندو ذہنیت کے خلاف آپ نے زوردار مقالے لکھے اور دوقومی نظریے کو اجاگر کیا آپ کے پیش نظر بنیادی اسلامی نظریہ تھا جو آخری دم تک کانگریسی نظریے کو مات دی جس کی عکاسی راج گوپال اچاریہ کی اس خوش فہمی پر تھی کہ تقسیم ہند کا مطالبہ اسلامی ہے جیسے گاؤ ماتا کے دو ٹکڑے کئے جائیں یعنی ہندو قطعی طور پر تقسیم ہندوستان نہیں چاہتے تھے۔ (ماہنامہ مراۃ العارفین لاہور اگست ۲۰۱۸ء ص ۲۰۔ تحریک پاکستان اور علمائے کرام از محمد صادق قصوری مطبوعہ لاہور ۱۹۹۹ء تذکرہ علمائے فرنگی محل از مولانا عنایت اللہ

فرنگی محلی مطبوعہ لکھنؤ ۱۹۳۰ء)

مولانا ڈاکٹر محمد اللہ دتہ طالب کھجاہی (۱۸۸۶ء۔ ۱۹۸۵ء) نے پیرومرشد امیر ملت محدث علی پوری کے حکم پر شدمد سے تحریک، تحریک خلافت تحریک شہید گنج اور تحریک پاکستان میں بھرپور حصہ لیا (جہان امام ربانی مجدد الف ثانی اقلیم ششم مطبوعہ کراچی ۲۰۰۰ء ص ۶۷۶ء)

مولانا محمد نور الدین النورانی (۱۲۷۶ھ۔ ۱۳۷۱ھ) نے قیام پاکستان میں حصہ لیا اپنے ارادت مندوں کو دیگر بزرگان دین کی طرح قیام پاکستان کی اہمیت سے روشناس کرایا پھر وطن عزیز آئینہ تاریخ میں جلوہ ریز ہوا تو آپ نے مہاجروں کی بہت امداد کی دریائے راوی کی سرکش لہریں اپنی نگرانی میں سینکڑوں افراد کو عبور کروائیں پاکستان میں ان کی آبادکاری کے لیے جدوجہد کرتے رہے آپ کے عقیدتمند کہتے ہیں کہ ہمارے شیخ نے زندگی کے ہر موڑ پر ہماری دستگیری فرمائی (جہان امام ربانی مجدد الف ثانی اقلیم یازدہم مطبوعہ کراچی ۲۰۰۶ء ص ۲۳۰)

مولانا محمد یار بندیالوی (۱۸۸۷ء۔ ۱۹۴۷ء) نے فتویٰ دیا کہ ایک طرف مسلم لیگ کا جھنڈا ہے اور دوسری طرف یونی نسٹ کا مسلم لیگ مسلمانوں کی جماعت ہے۔ اس سے کٹنا گویا اسلام سے کٹنا ہے مزید فرمایا مسلم لیگ کو ووٹ دینا مسجد کو ووٹ دینے کے مترادف ہے اور یونی نسٹ کو ووٹ دینا مندر کو ووٹ دینے کے مترادف ہے اس فتویٰ کے بعد آپ بہت سی مشکلات کا سامنا کرنا پڑا علاقے کے جاگیردار نے جو انگریزی کی خوشنودی چاہتے تھے آپ کو پہلے پہل منت سماجت اور بعد ازاں ڈرادھمکا کر اپنا موقف تبدیل کرنے کو کہا تو آپ نے فرمایا کہ فقیر اپنا جھونپڑا تو کسی اور جگہ بنا سکتا ہے مگر مسلم لیگ کی حمایت ترک نہیں کر سکتا مجھے اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے مقابلے میں تمہاری کوئی پرواہ نہیں جاؤ مجھ سے دور ہو جاؤ آپ نے مسلم لیگ کی بھرپور حمایت کی (مجلہ انوار رضا جوہر آباد اپریل ۲۰۰۲ء ص ۶۲ ماہنامہ رضائے مصطفیٰ گوجرانوالہ جون ۱۹۹۶ء ص ۱۱)

حضرت خواجہ پیر سائیں حافظ محمد عبدالغفور قادری (۱۹۲۷ء۔ ۱۹۸۷ء) نے تحریک پاکستان کیدوران مسلم لیگ کا بھرپور ساتھ دیا چونکہ دیہاتی علاقہ تھا اور ان پڑھ لوگ انگریزی تسلط سے مرغوب تھے ٹوانہ برادری اور دوسرے یونی نسٹ کانگریس اور احراری لوگوں نے اپنا پورا زور لگایا مگر آپ نے پورے علاقے میں لوگوں کو فرداً فرداً مسلم لیگ کی حمایت و امداد کے لیے تیار کیا بعد میں جب آپ سے کہا گیا کہ آپ اپنی خدمات رجسٹرڈ کروائیں اور حکومت پاکستان سے اس کے عوض منصب و مقام حاصل کر لیں تو آپ نے فرمایا کہ ہم نے تحریک پاکستان میں منصب و مقام کے حصول کے لیے حصہ نہیں لیا تھا بلکہ نظام مصطفیٰ کے نفاذ کے لیے اور مسلمانان برصغیر کیلئے الگ مملکت کے حصول کے لیے حصہ لیا سو ہمارا مقصد پورا ہو گیا (مجلہ انوار رضا جوہر آباد ۲۰۰۷ء ص ۸۱)

الحاج لطیف احمد چشتی (۱۹۲۲ء۔ ۱۹۹۷ء) جب قائداعظم نے پاکستان کے لیے تحریک شروع کی اس وقت جوان تھے فی الفور مسلم

لیگ میں شریک ہو گئے بہتر صلاحیت اور خدمات کے پیشِ نظر امرتسر کی ضلعی مسلم لیگ کا جوائنٹ سیکرٹری اور ورکنگ کمیٹی کا ممبر منتخب کیا ۱۹۴۳ء میں ہی آپ کی ملاقات مولانا عبدالستار خان نیازی سے ہوئی جو اس وقت بحیثیت طالب علم رہنما تحریک پاکستان میں حصہ لے رہے تھے ان کی تحریکی سرگرمیوں کی وجہ سے دو دفعہ جیل جانا پڑا ایک دفعہ امرتسر کی جیل میں پندرہ دن تک سخت اذیت میں رہے خود بیان کرتے ہیں کہ مجھے تنگ کرنے میں ایک بدمعاش پہلوان کے ساتھ بند کر دیا گیا مچھر اتنا تھا کہ کھڑے ہو کر نماز ادا کرنا دشوار پانی نہیں تھا کہ غسل کیا جا سکے لہٰذا میں بیٹھ کر چادر لپیٹ کر نماز ادا کرتا میں نے پندرہ دن کے بعد سورج دیکھا یہ میری زندگی کے اذیت ناک اور دشوار ترین دن تھے دوسری دفعہ آپ کو گورداسپور جیل لیجایا گیا وہاں تحریک پاکستان کے یہ کارکن بھی تھے میاں محمود علی قصوری ملک شوکت علی ڈاکٹر ایم ملک ملک غلام نبی (انوار رضا جوہر آباد ستمبر ۲۰۰۴ء ص ۱۵۸۔۱۵۹ ماہنامہ رضائے مصطفیٰ گوجرانوالہ جون ۱۹۹۷ ص ۱۷)

حضرت میاں غلام اللہ شرقپوری (۱۸۹۱ء۔۱۹۵۷ء) نے تحریک پاکستان میں ڈٹ کر مسلم لیگ کا ساتھ دیا شرقپور شریف کے علاقہ میں یونی نسٹوں کا زور تھا ان کے خوف کی وجہ سے مسلم لیگ کے کارکن ادھر کا رخ نہیں کرتے تھے چنانچہ شرقپور شریف میں مسلم لیگ کا سب سے پہلا جلسہ آپ نے ہی کرایا تھا آپ نے ایک شخص کو جلسہ کے لیے جگہ دینے کو کہا تو وہ یونی نسٹوں کے ڈر سے انکار کرنے لگا آپ نے اسے فرمایا کہ ڈرو نہیں زیادہ سے زیادہ یہ ہوگا کہ یونی نسٹ والے تمہیں شہید کر دیں گے اگر تمہیں شہید کر دیا گیا تو اس سے بڑھ کر تمہاری خوش بختی کیا ہوگی چنانچہ وہ جگہ دینے پر رضامند ہو گیا اور مسلم لیگ کا جلسہ نہایت تزک و احتشام سے منعقد ہوا اور یونی نسٹوں کا زور ٹوٹ گیا اس طرح مسلم لیگ کی مقبولیت عام ہو گئی۔ اس جلسہ کا تمام خرچہ بمعہ خورد و نوش آپ نے ہی برداشت کیا تھا اس کے بعد مسلم لیگ کا ہر جلسہ آپ کی زیرِ صدارت ہی ہوتا رہا اور تا قیام پاکستان ہر طرح سے مسلم لیگ کی حمایت کرتے رہے۔ ۱۹۴۶ء کے عام انتخابات میں پنجاب اسمبلی کے امیدوار چوہدری محمد حسین چٹھہ مسلم لیگ کے ٹکٹ پر الیکشن لڑ رہے تھے جبکہ یونی نسٹ پارٹی کی طرف سے خاں محمد خاں امیدوار تھے حضور میاں غلام اللہ شرقپوری علیہ الرحمہ نے چٹھہ صاحب کی ڈٹ کر حمایت فرمائی یہ حلقہ پوری تحصیل شیخوپورہ پر مشتمل تھا چنانچہ جب نتیجہ نکلا تو مسلم لیگی امیدوار ۱۱۳۶۳ ووٹ لیکر کامیاب ہو گیا جبکہ یونی نسٹ امیدوار ۳۳۹۴ ووٹ لیکر ناکام ہو گیا چوہدری محمد حسین چٹھہ کی کامیابی میں قبلہ میاں کا خاص دخل تھا (ماہنامہ ضیائے حرم لاہور اگست ۱۹۹۷ء ص ۵۳۔ ۵۴ تذکرہ اولیائے نقشبند از محمد امین شرقپوری مطبوعہ لاہور ۱۹۸۸ء اکابر تحریک پاکستان جلد اول از محمد صادق قصوری مطبوعہ گجرات ۱۹۷۶ء ماہنامہ نور اسلام شرقپور شریف اولیائے نقشبند نمبر جلد دوم بابت ماہ مارچ اپریل ۱۹۷۹ء عظیم قائد اعظم تحریک جلد اول از ولی مظہر ایڈووکیٹ مطبوعہ ملتان ۱۹۸۳ء تحریک پاکستان میں علماء و مشائخ کا کردار از محمد صادق قصوری ماہنامہ کنز الایمان لاہور اگست ۱۹۹۵ء ص ۱۷۱۔ ماہنامہ ضیائے قمر گوجرانوالہ ستمبر ۱۹۹۱ء ص ۴۳)

شیخ الاسلام قمر الملتہ والدین خواجہ الحافظ محمد قمر الدین سیالوی (۱۹۰۶ء۔۱۹۸۱) قائداعظم نے جب تحریک پاکستان کی قیادت سنبھال تو مسلمانوں کی سیاسی جنگ کی نوعیت ہی بدل گئی تھی یہ جنگ صرف انگریزوں کے خلاف نہ تھی بلکہ ہندو کے ساتھ بھی تھی جو دولت وثروت میں اثر ورسوخ میں اور تعداد میں مسلمانوں سے کہیں بڑھ کر تھے اسلام دشمن اور مسلم دشمن قوتوں کے خلاف جب جہاد شروع ہوا تو قیادت کے ہر اول دستوں میں جو لوگ شریک تھے ان میں حضرت علامہ محمد قمر الدین سیالوی کا نام نامی بھی آتا ہے اس جہاد میں مالی نقصان اور جسمانی اذیتوں کے علاوہ باہم خاندانی تعلقات کی بھی قربانی دی قرب وجوار کے اضلاع کے روسا آستانہ عالیہ سیال شریف کے نیاز مند تھے مگر ان کے دنیاوی مفادات واغراض کے سبب حکومت وقت سے بھی خوشگوار دوستانہ تعلقات تھے۔۱۹۴۶ء کے عام انتخابات جنہوں نے پاکستان بننے کا حتمی فیصلہ صادر کر دیا بڑے نازک واقع ہوئے پنجاب کے نواب زمیندار اور جاگیردار یونی نسٹ پارٹی کے طرفدار تھے اور انگریز کے وفادار ان لوگوں نے بڑی کوششیں کیں کہ آستانہ عالیہ سیال شریف کے سجادہ نشین اس میں غیر جانبدار رہیں ان لوگوں نے اپنی مستورات کو بھیجا کہ منت سماجت کریں مگر مرد درویش نے فرمایا اور دوٹوک فرمایا کہ پاکستان کی جنگ اسلام کی بقا اور عظمت کی جنگ ہے۔میں اس جنگ سے کنارہ کش نہیں رہ سکتا بلکہ اپنی ہر چیز اس راہ میں قربان کر دینا اپنا فرض سمجھتا ہوں پاکستان کے جھنڈے کو ہاتھ سے رکھ دوں یہ ناممکن ہے میں آپ لوگوں کو چھوڑ سکتا ہوں لیکن نبی کریم ﷺ کے دین کے جھنڈے کو سرنگوں ہوتا نہیں دیکھ سکتا آپ کی اس تحریک میں عملی شرکت اور مجاہدانہ کردار نے اس کو خوب توانا کیا پنجاب وسرحد جہاں آپ کے عقیدت مند تھے آپ نے دورے کئے اور آپ کے مریدان باصفا نے مردانہ وار اس آواز پر لبیک کہا اور پاکستان زندہ باد کے فلک شگاف نعرے عام لگنے لگے پاکستان کے لیے سول نافرمانی کی تحریک چلی تو اس میں بھی آپ نے جان ڈالنے کے لیے اپنا تن من دھن سب کچھ نچھاور کر دیا اور احساس سود وزیاں سے ماوراء ہو کر میدان عمل میں مردانہ وار ڈٹ گئے ملک بھر موجود آستانہ عالیہ سے وابستہ گدیاں سب کو حکم دیا کہ وہ اس جہاد مین شامل ہوں یوں ان مجاہد بہادر اور بے لوث ساتھیوں کی برکت سے قائداعظم نے اپنے دونوں شاطر وعیار حریفوں کو شکست فاش دی انگریز استعمار اور برہمن سامراج دونوں کو رخت سفر باندھنا پڑا اور اس خطہ پاک میں صدیوں کی غلام کے بعد اسلام کا سبز ہلالی پرچم لہرانے لگا صوبہ سرحد کا ریفرینڈم بھی ایک اہم معرکہ تھا جس میں اس مرد درویش نے مجاہدانہ کردار ادا کیا اور ساتھ ساتھ تونسہ شریف کے گدی نشین پیر مانکی شریف اور پیر کوڑی شریف کی کاوشیں پیش پیش تھیں آپ کی عظیم اور بے لوث خدمت سے متاثر ہو کر قائداعظم نے آپ کو ایک خط لکھا جس میں آپ کی خدمات کو خراج تحسین پیش کرتے ہوئے آپ کا شکریہ ادا کیا (ماہنامہ ضیائے حرم لاہور اگست ۱۹۹۷ء ص ۸۷ تحریک پاکستان میں علماء ومشائخ کا کردار از محمد صادق قصوری مطبوعہ ۲۰۰۸ء لاہور نوائے وقت ۷ فروری ۱۹۹۶ء)

امیر جند اللہ حضرت پیر محمد شاہ غازی (۱۸۹۰ء۔۱۹۵۷ء) نے تحریک پاکستان میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیا پنجاب میں تحریک پاکستان

اور سول نافرمانی کے دوران مسلم اکثریتی صوبہ ہونے کے باوجود ایسا دم خم نظر نہیں آرہا تھا جو ہونا چاہیے تھا پنجاب میں ان دنوں قدم جمانا سخت مشکل تھا لیکن اللہ کے بندے نور فراست اور عاقبت اندیشی کی صفات سے متصف ہوتے ہیں آپ نتائج سے بے پرواہ ہوکر قائداعظم کی نصرت وتائید کے لیے میدان عمل میں جلوہ افروز ہو گئے چونکہ آپ سیال شریف میں بیعت تھے اپنے مرشد کریم کی اقتداء میں حجروں کو چھوڑ کر رسم شبیری کی ادائیگی کے لیے مردانہ وار میدان جہاد میں آبراجمان ہوئے آپ نے تمام وسائل جملہ صلاحیتوں ہر قسم کے تعلقات اور اثر ورسوخ کو تحریک پاکستان کی کامیابی کے لیے وقف کر دیا ۱۹۴۶ء کے انتخابات میں آپ نے اپنے متوسلین مریدین اور معتقدین کو برملا فرمایا کہ یہ کفر اور اسلام کی جنگ ہے مسلم لیگ کو ووٹ اسلام کو ووٹ ہے اور جس نے ہماری بات نہ مانی اس کا ہمارے ساتھ کوئی تعلق نہیں ہے آپ نے اپنے حلقہ مریدین میں دورے فرمائے اور دن رات مسلسل تگ وتاز میں مصروف رہتے تھے اپنا آرام چین تعلقات صحت کسی چیز کی بھی پرواہ نہ کی سول نافرمانی کی تحریک میں خود کو گرفتاری تک کے لیے پیش فرمادیا پاکستان معرض وجود میں آنے پر اپنی مسجد کے مینار پر پرچم لہرانے کا حکم فرمایا مسجد میں موجود حاضرین کو سجدہ شکر ادا کرنے کا حکم فرمایا خود بھی اس گراں بہا نعمت عظمٰی ملنے پر اللہ کے حضور سجدہ ریز ہوکر کلمات شکر ادا فرمائے (ماہنامہ ضیائے حرم اگست ۱۹۹۷ء ص ۸۸ تحریک پاکستان میں علماء ومشائخ کا کردار از محمد صادق قصوری مطبوعہ ۲۰۰۸ء لاہور روزنامہ ایکسپریس سنڈے ۱۸ جنوری ۲۰۰۹ء ص ۱۵)

مولانا محمد ابراہیم چشتی لاہوری (۱۹۱۷ء۔ ۱۹۶۸ء) آپ پنجاب مسلم سٹوڈنٹس فیڈریشن کے سیکرٹری جنرل اور ناظم امور تھے صحافیانہ زندگی میں برصغیر پاک وہند میں پاکستان کے نظریہ کو قبول بنانے کے لیے شبانہ روز کوشش کی اور قیام پاکستان تک مسلم لیگ کی دل وجان سے خدمت کی غرضیکہ آپ کی شخصیت سے مسلم لیگ کو بہت تقویت ملی (ماہنامہ ضیائے حرم لاہور گست ۱۹۹۷ء ص ۹۰ تحریک پاکستان اور علمائے کرام از محمد صادق قصوری تحریک پاکستان میں علماء مشائخ کا کردار از محمد صادق قصوری)

حضرت میاں علی محمد خاں صاحب ہوشیار پوری (۱۸۸۱ء۔ ۱۹۷۵ء) خاموشی سے کام کرنے کے عادی تھے تحریک پاکستان میں اپنے نمائندوں کے ذریعے اپنے مریدین کو تحریک پاکستان کی مکمل حمایت کے احکام بھیجتے رہے حتیٰ کہ علماء ومشائخ کے اصرار پر آپ نے علی الاعلان بیان دیا جو نوائے وقت میں طبع ہوا تھا آپ کی حمایت سے مسلم لیگی نمائندے ۱۹۴۶ء کے انتخابات میں کامیاب ہوئے۔ (ماہنامہ ضیائے حرم لاہور اگست ۱۹۹۷ء۔ ص ۹۱ تحریک پاکستان میں علماء ومشائخ کا کردار از محمد صادق قصوری مطبوعہ لاہور ۲۰۰۸ء)

مولانا غلام قادر اشرفی (۱۹۰۶ء۔ ۱۹۷۹ء) نے ۱۹۳۶ء میں مسلم لیگ کی تحریک کے لیے کام شروع کیا۔ ۱۹۴۵ء میں لالہ موسیٰ کے مسلم لیگیوں کی طرف سے قائداعظم کو مسلم لیگ کے لیے تھیلی پیش کی یہیں مولانا کے اصرار پر قائداعظم نے اپنے ایک خطاب میں فرمایا تھا یہ

سامنے انڈیا کا نقشہ ہے میں اس پر پاکستان ابھرتا ہوا دیکھ رہا ہوں منزل بالکل قریب ہے۔ آپ نے ۱۹۴۶ء کی بنارس کانفرنس میں بھی شرکت فرمائی تھی۔ (ماہنامہ ضیائے حرم لاہور اگست ۱۹۹۷ء ص ۹۱ تحریک پاکستان اور علمائے کرام از محمد صادق قصوری تحریک پاکستان میں علماء و مشائخ کا کردار از محمد صادق قصوری مطبوعہ لاہور ۲۰۰۸ء ہفت روزہ افق کراچی ۱۲ اگست تا ۱۹ ستمبر ۱۹۷۹ء ص ۷)

حضرت پیر سید خورشید الحسن شاہ نوشاہی (۱۹۰۶ء۔۱۹۱۸ء) علماء و مشائخ اہلسنت مسلم لیگ کے ساتھ ہم آواز ہو کر ایسے پاکستان کے لیے کوشاں تھے۔ جس کی بنیاد لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پہ ہو اور قرآن جس کا آئین ہو۔ دیگر مشائخ عظام کی طرح پیر سید خورشید الحسن شاہ نوشاہی علیہ الرحمہ نے بھی تحریک پاکستان میں بھر پور حصہ لیا اور اپنے مریدین اور عقیدتمندوں کو قیام پاکستان کے لیے بھر پور جدوجہد کرنے کی تلقین فرمائی چنانچہ ''سرزمین نارووال کے مؤلف ضیاء اللہ تحلہ لکھتے ہیں'' آپ مسلم لیگ کے سرگرم رکن تھے تحریک پاکستان میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیا اور اپنے مریدین کو بھی مسلم لیگ میں شامل ہونے کا حکم فرمایا (سہ ماہی شمس المشائخ نارووال اکتوبر نومبر دسمبر ۲۰۰۵ء ص ۲۳)

حضرت خواجہ حافظ گل محمد قادری (۱۳۷۳ھ/ ۱۹۵۴ء) اور آپ کے مرشدی کامل حضرت سید سردار علیشاہ بخاری قادری (۱۳۸۷ھ) نے دوقومی نظریہ کے فروغ کیلیے بڑا کام کیا اگر چہ دور دراز دیہاتوں میں رہنے کے باعث آپ کا عظیم کردار تاریخ کا حصہ نہ بن سکا لیکن آپ نے اپنے مریدین اور عقیدتمندوں کے دلوں میں پاکستان اور مسلم لیگ سے محبت کی ایسی شمع روشن فرمائی کہ آپ ہر مرید اور عقیدت مند تحریک پاکستان کا مجاہدین گیا آپ نے اپنے مشائخ کی مجاہدانہ للکار کی صدائے بازگشت بن کر فرنگی سامراج کے خلاف کلمہ حق بلند کیا اور اپنے عقیدتمندوں کو تلقین فرمائی کہ وہ پاکستان کے قیام کے لیے عملی جدوجہد کریں پاکستان حاصل کرنے کی لگن کا یہ حال تھا کہ آپ کے فرزند اکبر حضور قبلہ منگانوی (حضرت خواجہ پیر محمد کرم حسین حنفی القادری آف منگانی شریف (ف ۱۴۱۱ھ) جوان دنوں ابھی نوعمر تھے بڑے جوش و خروش کے ساتھ اپنے ساتھیوں کے ساتھ یہ بیت پڑھا کرتے تھے

نکل فرنگی ہن محمد علی جناح آیا
دیکھ سی دنیا پاکستان بنا آیا

حضرت خواجہ اپنے دور کے پرتاثیر مقرر تھے بڑے بڑے اجتماعات میں آپ کے خطابات انتہائی انفرادیت کے حامل ہوتے ان دنوں آپ کے خطابات کا موضوع دوقومی نظریہ اور پاکستان کا حصول ہوتا حضرت خواجہ کے مواعظ کا نہ صرف پیر بھائیوں اور مریدین پر اثر پڑا بلکہ جو بھی سنتا تحریک پاکستان کا سپاہی بن جاتا میرے (مصنف) پیرزادہ محمد امداد حسین صاحب کے ایک انٹرویو کے حوالے سے جناب خالد اظہر صاحب چیف ایڈیٹر پاکستان پریس ایجنسی (پی۔پی۔اے) اپنی مشہور کتاب ''برطانیہ کے علماء اہلسنت اور مشائخ'' کے صفحہ نمبر ۱۸۷ پر

حضرت خواجہ کا تعارف کچھ ان الفاظ میں لکھتے ہیں "انہوں نے اسلام کے لیے بہت خدمات انجام دیں وہ تحریک پاکستان کے مجاہد تھے اور قادریہ سلسلہ طریقت کے روحانی پیشوا بھی تھے" (حافظ الکرم از پیر ابوالحسن محمد طاہر حسین قادری مطبوعہ قادریہ آرگنائزیشن منگانی شریف جھنگ ص ۹۳)

پیر صبغتہ اللہ شاہ (۱۹۰۹ء۔ ۱۹۴۳ء) نے بچپن ہی انگریزوں کے خلاف جہاد شروع کر دیا تھا اس لیے انہوں نے موقع پاکر ۱۹۳۰ء میں گرفتار کر لیا اور نام نہاد مقدمہ چلانے کا اعلان کر دیا...... ۱۹۴۰ء میں پیر صاحب پگارو کی نظر بندی کی وجہ حر مجاہدوں اور انگریزوں کے درمیان جنگ شروع ہو گئی جو کافی عرصے جارے رہی ۱۳ سال مسلسل گرفتار رکھنے کے بعد آپ کو ۲۰ مارچ ۱۹۴۳ء کو فجر کے وقت پھانسی دیدی گئی آپ کا تعلق سندھ کے مشہور خاندان قادریہ راشدیہ سے تھا اور آپ کے خاندا کے کئی خلفا نے قیام پاکستان کے لیے کوششیں کیں (تذکرہ پیران پارگاہ از جسم چودھری حیدر آباد انڈس پرنٹرز ۱۹۷۵ء ص ۱۷۵۔ ۱۸۸۔ قیام پاکستان میں علماء ومشائخ قادریہ کی خدمات از پروفیسر ڈاکٹر ناصر الدین صدیقی قادری مطبوعہ کراچی ص ۵۶۔

حضرت سید عشرت علی شاہ گیلانی (۱۳۸۴ھ/ ۱۹۶۴ء) سلسلہ عالیہ قادریہ کے پیر و مرشد کی حیثیت سے علاقے کے لوگوں کو راہ حق کی تلقین کیا کرتے تھے اس کے علاوہ بزرگارن لاہور کے ساتھ ملک کر آپ نے تحریک پاکستان میں بھی حصہ لیا۔ (قیام پاکستان میں علماء ومشائخ قادریہ کی خدمات از پروفیسر ڈاکٹر ناصر الدین صدیقی قادری مطبوعہ کراچی ص ۸۷۔

پیر محمد امین الحسنات آف مانکی شریف (۱۹۲۲ء۔ ۱۹۶۰ء) نے ۱۴ اکتوبر ۱۹۴۵ء کو مانکی شریف میں علماء ومشائخ کی کانفرنس طلب کی جس میں سینکڑوں جید علماء کرام اور مشائخ عظام نے شرکت کی اس عظیم الشان اجتماع میں جمعیت الاصفیاء کی تشکیل عمل میں لائی گئی پیر صاحب کو مجبور کر کے اس کا صدر بنایا گیا آپ نے اعلان کیا کہ انتخابات میں مسلم لیگ کے امیدواروں کی حمایت کی جائیگی ۱۹۴۵ء میں قائداعظم نے صوبہ سرحد کا دوسرا دورہ کیا اس سے پہلے جب ۱۹۳۶ء میں پہلا دورہ کیا تھا تو بہت کم لوگ ساتھ تھے اس مرتبہ ۱۹ نومبر ۱۹۴۵ء کو قائداعظم جب پشاور پہنچے تو ایک شاندار اور تاریخی جلوس نکالا گیا جس سے کانگریسوں اور سرخپوشوں کے اوسان خطا ہو گئے۔ ۲۱۔ ۲۲ نومبر ۱۹۴۵ء کو شاہی باغ پشاور میں دو روزہ مسلم لیگ کانفرنس منعقد ہوئی حاضری تقریباً ایک لاکھ کے قریب تھی اس موقعہ پر پیر صاحب مانکی شریف کی مسلم لیگ میں شمولیت کا اعلان عام کیا گیا تو لوگوں کا جوش وخروش دیدنی تھا جلسہ گاہ ہی میں بے شمار لوگوں نے مسلم لیگ میں شمولیت کا اعلان کیا بعد ازاں پیر صاحب کی دعوت پر قائداعظم پشاور تشریف لائے تو اطراف واکناف سے آئے ہوئے مشائخ عظام کے ہجوم نجوم نے پُرجوش استقبال کیا پیر صاحب نے قائداعظم کے گلے میں پھولوں کے ہار ڈالے اور پھر دونوں بڑی گرمجوشی کے ساتھ بغل گیر ہوئے اس کے بعد پیر صاحب قائداعظم اور مسلم لیگ لیڈروں کو ایک شاندار ہال میں لے گئے جہاں علمائے کرام اور مشائخ عظام تشریف فرما تھے۔ اس جلسہ کی صدارت کے لیے حضرت

امیر ملت سے درخواست کی گئی تھی مگر آپ ناسازیٔ طبع کے باعث تشریف نہ لاسکے اور نمائندگی کے لیے اپنے فرزند اکبر سراج الملت حضرت پیر سید محمد حسین شاہ (۱۹۶۱ء) کو قائد اعظم کے لیے سونے کا ایک تمغہ تین سو روپے کی ایک تھیلی اور کئی دوسرے تحائف دیکر بھیجا جلسہ کی صدارت انہیں سونپ دی گئی جب قائد اعظم جلسہ گاہ میں آئے تو صاحبزادہ صاحب نے آگے بڑھ کر سونے کا تمغہ (جس پر کلمہ طیبہ کندہ تھا) قائد اعظم کو پیش کیا اور کہا میرے والد ماجد (حضرت امیر ملت) نے یہ تحفہ آپ کے لیے بھیجا ہے۔ یہ سن کر قائد اعظم بہت خوش ہوئے کرسی سے اٹھ کر کھڑے ہو گئے اور سینہ تان کر کہا تو پھر میں کامیاب ہوں آپ تمغہ میرے سینے پر آویزاں کیجئے۔ مسلم لیگی کارکن ملک شاہ محمد نے آگے بڑھ کر حضرت سراج الملت کے ہاتھ سے تمغہ لے کر قائد اعظم کی شیروانی کی بائیں طرف سینے پر ٹانک دیا پیر صاحب کے ارشاد پر جملہ مشائخ کرام کی طرف سے میاں عبدالکریم نے قائد اعظم کی خدمت میں سپاسنامہ پیش کیا جس میں ان کی خدمات ملی کو سراہا گیا اور انہیں یقین دلایا گیا کہ مشائخ عظام حصول پاکستان کی جدوجہد میں کوئی کسر اٹھا نہیں رکھیں گے اور کسی بھی قربانی سے دریغ نہیں کریں گے سپاسنامہ میں یہ سوال کیا گیا کہ پاکستان کا آئین کیا ہوگا: سپاسنامہ کے بعد قائد اعظم نے کھڑے ہو کر اردو میں تقریر کرتے ہوئے فرمایا: علمائے کرام پیران عظام ومشائخ حضرات: آپ کا بہت بہت شکریہ کہ آپ نے بڑی گرم جوشی سے میرا استقبال کیا حصول پاکستان کے لیے ہر قسم کے تعاون کا یقین دلایا آپ کے جذبات کا انتہائی احترام کرتا ہوں آپ نے پوچھا کہ پاکستان کا آئین کیا ہوگا مجھے اس سوال پر بہت افسوس ہوا کہ دریافت فرما رہے ہیں کہ پاکستان میں کون سا قانون ہوگا میں بتادینا چاہتا ہوں کہ مسلمان کا ایک خدا ایک رسول اور ایک قرآن ہے یہی قرآن مسلمانوں کا قانون ہے جو آج سے تیرہ سو سال پہلے حضرت محمد ﷺ کی وساطت سے ملا ہے یہی قرآن ہمارا قانون ہے اور بس...... صوبہ سرحد کے ریفرنڈم کے موقع پر حضرت قائد اعظم محمد علی جناح نے ایک ''ریفرنڈم کمیٹی'' قائم کی تھی جس کے سربراہ قائد اعظم محمد علی جناح خود تھے اور پیر صاحب مانکی شریف اہم ممبر اور یہ پیر صاحب کی مساعی جمیلہ ہی تھیں کہ ۲۵ جولائی ۱۹۴۷ء کو حکومت ہند نے ریفرنڈم کے نتائج کا اعلان کیا تو معلوم ہوا کہ پاکستان کے حق میں ۲۸۹۲۴۴ ووٹ پڑے جبکہ ہندوستان کے حق میں صرف ۲۸۷۴ ووٹ۔ یہ ایک ناقابل تردید حقیقت ہے کہ اگر پیر صاحب مسلم لیگ کی سرپرستی نہ فرماتے تو صوبہ سرحد کے ریفرنڈم کا نتیجہ کچھ اور ہوتا قیام پاکستان کے بعد وزارت کی پیش کش کی گئی تو کمال بے نیازی سے فرمایا کہ ''درویشوں کو وزارت سے کوئی سروکار نہیں (تحریک پاکستان اور مشائخ عظام از محمد صادق قصوری مطبوعہ لاہور ۱۹۹۷ء ص ۱۰۹ تا ۱۱۳۔ ۱۱۸۔ ۱۸۹۔ پیر صاحب مانکی شریف اور ان کی سیاسی جدوجہد از سید وقار علیشاہ اسلام آباد ۱۹۹۰ء تصوف اولیائے مانکی شریف اور تحریک پاکستان از ڈاکٹر عبدالرشید کراچی ۱۹۹۱ء غازی پیراز حاجی میر احمد خاں صوفی پی سرحد ۱۹۸۷ء اکابرین تحریک پاکستان از محمد علی چراغ لاہور ۱۹۹۰ء ہفت روزہ افق کراچی ۱۸ تا ۲۳ جولائی ۱۹۷۸ء ص ۵)

حضرت پیر عبداللطیف زکوڑی شریف (۱۹۱۴ء۔۱۹۷۸ء) ۱۹۳۵ء میں ڈیرہ اسماعیل خاں مسلم لیگ کی بنیاد رکھی گئی۔ پیر صاحب بھی اپنے ساتھیوں سمیت مسلم لیگ میں عملی طور پر شریک ہو گئے۔ ۱۹۴۰ء میں جلسہ قرارداد پاکستان کے موقع پر نوجوان پیر صاحب نے ڈیرہ اسماعیل خاں کی نمائندگی کی اور پھر تحریک پاکستان کو ہر دل کی دھڑکن بنانے کے لیے صوبہ سرحد کے کونے کونے میں دورے کر کے مسلم لیگ کی شاخیں قائم کیں اور جلسے کئے .... سرحد میں ڈاکٹر خان صاحب کی کانگریسی وزارت نے مسلمانان سرحد کا قافیہ تنگ کر دیا ان پر بے پناہ مظالم توڑے گئے جلوسوں پر پابندی عائد کر دی عوام کے بپھرے ہوئے ہجوموں پر آنسو گیس پھینکی گئی لاٹھی چارج کیا گیا مسلم لیگ کے اہم لیڈروں کو گرفتار کر لیا گیا۔ گرفتار شدگان کی اکثریت ڈیرہ اسماعیل خاں میں پابہ زنجیر کر دی گئی جن میں پیر صاحب مانکی شریف شامل تھے جیل میں تمام سیاسی قیدی پانچوں وقت نماز با جماعت ادا کرتے جن کی امامت کے فرائض قبلہ پیر صاحب زکوڑی شریف ادا فرماتے عصر کی نماز کے بعد تقریریں ہوتیں۔ ۳ جون ۱۹۴۷ء کو وائسرے پلان کا اعلان ہوا جس کے تحت تقسیم ملک کا فیصلہ کیا گیا صوبہ سرحد میں استصواب رائے کا مرحلہ آیا تو ملک بھر کے سیاسی قیدیوں کو رہا کر دینے کا اعلان ہوا اس طرح پیر صاحب اور ان کے ہزاروں ساتھی جیلوں سے باہر آئے ریفرنڈم کے دن پولنگ اسٹیشنوں پر پاکستان کے حق میں ووٹ ڈالنے والوں کی لمبی لمبی قطاریں لگی ہوئی تھیں لیکن کانگرس کے پنڈالوں پر ہو کا عالم طاری تھا جب پولنگ کا نتیجہ نکلا تو پاکستان کے حق میں ۲۸ لاکھ ۹ ہزار اور ہندوستان کے حق میں صرف ۸۴۴ ووٹ پڑے .... (تحریک پاکستان اور مشائخ عظام از محمد صادق قصوری مطبوعہ لاہور ۱۹۹۷ء ص ۲۰۱۔۲۰۵۔۲۰۶۔۲۰۸ تاریخ سرحد از پروفیسر محمد شفیع صابر پشاور ۱۹۸۶ء ماہنامہ ترجمان اہلسنت کراچی ۱۹۷۸ء ماہنامہ فیضان فیصل آباد مارچ ۱۹۷۸ء تذکرہ پیران زکوڑی شریف از بشیر احمد نقشبندی ۱۹۸۲ء قائداعظم اور سرحد از عزیز جاوید لاہور ۱۹۷۸ء)

پیر عبدالرحمن بھر چونڈوی (۱۸۹۲ء۔۱۹۶۰ء) نے مسلم لیگ کی بھرپور اعانت کی اور قائداعظم کا عملی ساتھ دیا کانگرس سے سخت متنفر تھے ایک واقعہ کا ذکر بے جا نہ ہوگا کہ سکھر میں ایک دفعہ کانگریس کا جلسہ ہوا سندھ میں ابھی تک مسلم لیگ کا تعارف نہیں ہوا تھا آپ کو جلسے میں مدعو کیا گیا دوپہر کو خصوصی میٹنگ میں شرکت فرمائی وہاں مولانا عطاء اللہ شاہ بخاری (ف ۱۹۶۱ء) وسط مجلس میں بول رہے تھے مولوی حبیب الرحمن لدھیانوی (ف ۱۹۵۶ء) کعبے کی طرف پاؤں دراز کئے گئے تھے آپ جونہی دیکھا تو فرمایا مولانا اس سمت مسلمانوں کا کعبہ ہے اس طرف پاؤں دراز کرنا نہ صرف منع ہے بلکہ شقاوت اور محرومی کا باعث ہے۔ مولوی صاحب کھسیانے ہو کر اٹھے اور کہا آپ جیسے تنگ نظر صوفیوں اور پیروں نے دین کو تنگ کر دیا ہے۔ آپ جلدی اٹھ آئے اور فرمایا یہ لوگ جب خدا کے گھر کی بے ادبی سے نہیں رکتے تو حضور سید عالم ﷺ کی بے ادبی سے کب چوکتے ہوں گے اس کے بعد زندگی بھر کانگریس کے جلسے میں شریک نہ ہوئے ایک دفعہ آپ کے خلیفہ خاص سید محمد مغفور

القادری (۱۹۷۰ء) نے اکبرالہ آبادی کا یہ شعر سنایا تو خوش ہوئے۔

کانگرس کے مولوی کی کیا پوچھتے ہو کیا ہے　　　گاندھی کی پالیسی کا عربی میں ترجمہ ہے

سندھ میں کانگرس کا زور توڑنے اور مسلمانوں کی تنظیم کے لیے آپ نے سندھ کے دردمند اصحاب کی میٹنگ بلا کر جماعت احیاء الاسلام کی بنیاد رکھی دستور کو مستقل قومی حیثیت دے کر اسلامی ریاست کے حصول پر ساری مساعی کا دارومدار رکھا گیا جماعت کا اخبار الجماعۃ کے نام سے مولوی صدرالدین شاہ کی زیرارادت شکارپور سندھ سے جاری کیا جس میں نہایت حکیمانہ انداز میں مضامین لکھ کر رائے عامہ کو اندرونی طور پر مسلم لیگ کے حق میں ہموار کرنا شروع کردیا جماعتی سطح پر کانفرنس کے انعقاد اور وفود کے ذریعے نشرواشاعت کا اہتمام کیا بعدازاں آپ نے سندھ کے پیروں اور سجادہ نشینوں کو اکٹھا کر کے حیدرآباد سندھ میں میٹنگ بلائی تا کہ مسلم لیگ کی حمایت کی جاسکے ۱۹۳۸ء تک صوبہ سندھ میں کانگرس کا زور تھا۔ ۱۹۴۳ء میں آل انڈیا مسلم لیگ کا سالانہ اجلاس کراچی میں منعقد ہوا جس میں بہت سے اکابرین ملت شریک ہوئے جماعت احیاء الاسلام کے صدر کی حیثیت سے آپ کو بھی مدعو کیا گیا اس موقع پر آپ نے اعلان فرمایا کہ مسلم لیگ برصغیر میں مسلمانوں کی واحد نمائندہ جماعت ہے لہٰذا ہم اپنی تمام قوت وطاقت اور جماعت الاحیاء اسلام کے ٹکٹ پر منتخب رہنے والے پانچ ممبران بھی مسلم لیگ میں شامل ہوتے ہیں یہ اعلان آپ نے قائداعظم کی اس یقین دہانی اور گفت وشنید کے بعد کیا تھا کہ ہمارا پاکستان ایک صحیح اسلامی ریاست ہوگا جہاں صرف کتاب و سنت کی حکمرانی ہوگی اپریل ۱۹۴۶ء کو ہونے والی آل انڈیا سنی کانفرنس میں آپ ایک سو افراد کا وفد لے کر سندھ کی نمائندگی فرمائی علاوہ ازیں طوفانی دورے کر کے سندھ میں سنی کانفرنس کے اغراض ومقاصد پر روشنی ڈالی اور مسلم لیگ کی کامیابی کے لیے سرگرمی سے کام کیا تحریک پاکستان کی جدوجہد میں آپ کے صاحبزادے پیر عبدالرحیم شہید (۱۹۷۱ء) اور آپ کے خلیفہ خاص پیر سید مغفور القادری نے بھی آپ کے شانہ بشانہ خدمات انجام دیں (تحریک پاکستان اور مشائخ عظام ص ۱۲۹ تا ۱۳۳۔ ۱۳۴۔ اکابر تحریک پاکستان جلد اول از محمد صادق قصوری طبع اول گجرات ۱۹۷۶ء طبع دوم لاہور ۱۹۷۹ء عبادالرحمن از سید مغفور القادری لاہور ۱۹۶۹ء اولیائے بہاولپور از سید مسعود حسن شہاب دہلوی بہاولپور ۱۹۷۶ء تذکرہ اولیائے سندھ از مولانا محمد اقبال حسین نعیمی کراچی ۱۹۸۷ء)

مولانا عبدالعلی خاں اخوندزادہ (۱۸۷۲۔ ۱۹۴۴ء) نے تحریک پاکستان میں بھرپور حصہ لیا بلوچستان میں مسلم لیگ کا قیام ۱۹۳۹ء میں ہوا قاضی محمد عیسیٰ (۱۹۱۳۔ ۱۹۷۶ء) نے حضرت قائداعظم (۱۸۷۶ء۔ ۱۹۴۸ء) کے ارشاد پر مسلم لیگ بلوچستان کی باگ دوڑ سنبھالی تو مولانا عبدالعلی نے سب سے پہلے فارم رکنیت پر کیا چنانچہ قاضی محمد عیسیٰ کا بیان ہے کہ میرے ہاتھوں پہلا شخص جس نے بلوچستان میں مسلم لیگ کی ممبری قبول کی وہ مرحوم اخوندزادہ عبدالعلی خاں تھے علاوہ ازیں جدوجہد میں جو دورہ جون ۱۹۳۹ء کو کوئٹہ میں پہلی مسلم لیگ کانفرنس منعقد ہوئی تو

اخوندزادہ نے اس کی کامیابی وکامرانی کیلئے بھرپور کام کیا اپریل ۱۹۴۰ء میں قاضی محمد عیسیٰ صدر بلوچستان مسلم لیگ کی دعوت پر مجاہد تحریک پاکستان مولانا عبدالحامد بدایونی (۱۸۹۸ء۔۱۹۷۰ء) نے بلوچستان کا دورہ کیا تاکہ مسلم لیگ کے کام کو آگے بڑھایا جاسکے۔ ۱۹ اپریل کو جب مولانا بدایونی کوئٹہ پہنچے تو بلوچستان کے مشہور مسلم لیگی لیڈروں اور کارکنوں نے ریلوے اسٹیشن پر شاندار استقبال کیا اخوندزادہ بھی پیش پیش تھے ۲۶ جون ۱۹۴۳ء کو حضرت قائداعظم نے کوئٹہ کا دورہ فرمایا تو اخوندزادہ نے کوئٹہ ریلوے اسٹیشن پر زبردست استقبال کیا ہزاروں لوگوں نے فلک شگاف نعرے لگائے سب سے پہلے اخوندزادہ نے بڑھ کر قائداعظم کو خوش آمدید کہا اور چند اشعار بھی پیش کئے افسوس کہ وہ اشعار دستیاب نہ ہو سکے ان کے ایک شعر کا مفہوم کچھ یوں ہے: "میرے وطن کا ہر کانٹا میرے لیے پھول کی طرح نرم ونازک ہے لیکن اس کا ہر پھول وطن دشمنوں کے لیے خارزار کی مانند ہے" اس کے بعد جب قائداعظم کا شاہانہ جلوس جلسہ گاہ کی طرف روانہ ہوا تو اخوندزادہ صاحب قائداعظم کی موٹر کے ساتھ ساتھ پیدل جلسہ گاہ پہنچے پر جب قائد تاریخ ساز اجتماع سے انگریزی میں خطاب فرمارہے تھے تو اخوندزادہ رونے لگے ان کے ساتھ سردار محمد عثمان خان جوگیزئی نے حیرت زدہ ہوکر پوچھا آپ انگریزی تو سمجھتے نہیں روتے کیوں ہیں جواب ملا اس شخص کی آواز سے اس کے دل کا درد عیاں ہے اور اس نے مجھے مضطرب کردیا ہے۔ مسلم لیگ سے آپ کی محبت آپ کے اس ارشاد سے ظاہر ہے: مسلم لیگ اتفاق واتحاد کی علامت ہے اور اس لحاظ سے یہ جماعت ہمارا دین اور ہمارا ایمان ہے (تحریک پاکستان اور علمائے کرام از محمد صادق قصوری مطبوعہ لاہور ۱۹۹۹ء ص ۱۲۸ تا ۱۳۱۔ جدوجہد آزادی میں بلوچستان کا کردار از ڈاکٹر محمد انعام الحق کوثر مطبوعہ لاہور ۱۹۹۱ء مجلہ اوج گورنمنٹ کالج شاہدرہ لاہور جلد اول ۹۲۔۱۹۹۳ء نعت نمبر ص ۱۸۴)

نواب بہادر جنگ (۱۹۰۵ء۔۱۹۴۴ء) نے تحریک پاکستان میں عدیم النظیر کردار ادا کیا مسلم لیگ کی تبلیغ وترویج اور اس کو مستحکم بنانے کے لیے شب وروز کام کیا آپ کی خدمات جلیلہ سے متاثر ہوکر قائداعظم آپ پر جان چھڑکتے تھے اور آپ بھی قائداعظم کے تدبر وفکر کی وجہ سے ان کے گرویدہ تھے قائداعظم سے اس طرح ملتے تھے جیسے ایک معمولی رضاکار اپنے سپہ سالار سے ملے اور یہ حقیقت ہے کہ قائداعظم کا اتنا پرخلوص قابل اعتماد اور جانباز سپاہی کوئی اور نہ تھا وہ قائداعظم محمد علی جناح جن کی زبان اپنے ساتھیوں اور ملت کے خادموں کی تعریف میں کبھی نہیں کھلتی تھی۔ بہادر یار جنگ کی تعریف وتحسین میں یوں درخشاں ہوتی ہے۔ اعلیٰ حضور نظام کی رعایا کی حیثیت سے اگرچہ نواب بہادر جنگ کا کوئی دستوری تعلق مسلم لیگ سے نہیں لیکن بڑے بڑے نازک مواقع پر نواب صاحب میرے لیے معین اور رہبر ثابت ہوئے ہیں نواب صاحب نے مسلمانان حیدرآباد کی تنظیم میں اپنی جس قابلیت کا ثبوت دیا ہے وہ ہم سب کیلئے باعث فخر ومسرت ہے خدا انہیں عمر دراز عطا فرمائے آمین: یہ اظہار حقیقت تو ان کی حیات میں ہوا جب رحلت فرماگئے تو قائداعظم وفور غم سے بے خود ہوگئے جب سنبھلے تو صرف اتنا فرمایا: وہ ایک

مسلمان تھے قلب وروح کی مسلمانی کے ساتھ: نواب صاحب کو بھی قائداعظم کی ذات سے ایسی ہی عقیدت ومحبت تھی ۱۹۴۳ء میں جب قائداعظم پر جب قاتلانہ حملہ ہوا تو رات کے بارہ بجے نواب صاحب کو یہ منحوس خبر ملی یہ خبر سنتے ہی دل ودماغ پر رنج وغم اور ساتھ ہی شکر وامتنان کی متضاد کیفیات چھا گئیں آنکھوں سے آنسو رواں ہوئے دیکھتے ہی دیکھتے سسکیاں بندھ گئیں جب گھنٹہ بھر برس کر مطلع کچھ چھٹ گیا تو پاس بیٹھے ہوئے اپنے ایک نہایت ہی مخلص کارکن حبیب محمد خاں سے فرمانے لگے: خاں صاحب: آپ کیا جانیں قائداعظم کو ہمیں معلوم ہے کہ وہ کیا ہیں۔ اگر آج خدانخواستہ کچھ ہو جاتا تو ملت اسلامیہ ہند کی کشتی کو سنبھالنے والا تھا بھی کوئی اور: اس کے بعد پھر رونے لگے رات اسی طرح کٹی صبح ہوئی تو پہلی ٹرین سے بمبئی چل پڑے یہ تھا قائداعظم سے محبت کا عالم اکثر دفعہ آپ نے اپنے ملنے جلنے والوں کے سامنے اس امر کا اظہار کیا کہ: اگر میری دعا مقبول ہوتی تو میں التجا کرتا کہ اے اللہ: ''تو میری عمر گھٹا کر قائداعظم کو عمر طویل عطا فرما۔'' مسلم لیگ کے پلیٹ فارم سے نواب صاحب نے (۱۹۳۸ء تا ۱۹۴۴ء) گرانقدر خدمات انجام دیں وہ آل انڈیا اسٹیٹس مسلم لیگ کے صدر اور آل انڈیا مسلم لیگ کے مرکزی قائدین میں سے تھے انہوں نے قائداعظم محمد علی جناح کے بڑے بڑے کام انجام دیئے سرحد میں سرحدی گاندھی کا سحر توڑا جنوب میں راس کماری تک مسلم لیگ کا ڈنکا بجایا۔ (تحریک پاکستان اور علمائے کرام از محمد صادق قصوری مطبوعہ لاہور ۱۹۹۹ء ص ۱۱۷۔۱۱۸۔۱۱۹۔ حیات بہادر جنگ از مولانا غلام محمد کراچی ۱۹۷۴ء نواب بہادر جنگ از سید احمد اللہ نصرت نوشاہی لاہور ۱۹۷۱ء)

مولانا عنایت اللہ فرنگی محلی (۱۸۸۸ء۔۱۹۴۱ء) نے گونا گوں علمی مشاغل کے باوجود مختلف سیاسی تحریکوں میں بھرپور حصہ لیا۔ جون ۱۹۳۶ء میں قائداعظم نے لاہور میں آل انڈیا مسلم لیگ پارلیمنٹری بورڈ کا پہلا اجلاس طلب کیا پہلا جلسہ ۸ جون ۱۹۳۸ء کو میاں عبدالعزیز بیرسٹر (۱۸۷۲ء۔۱۹۷۱ء) کے مکان پر ہوا اور باقی جلسے نیڈوز ہوٹل میں ہوئے یہ جلسہ بہت اہم تھا کیونکہ اس میں مسلمانان ہند سے متعلق کئی فوری اور اہم معاملات زیر غور تھے جن میں نئے آئین کے تحت شروع جولائی ۱۹۳۶ء میں ہونے والے انتخابات کا مسئلہ بھی تھا اس اجلاس میں سب سے بڑا جتھا یو پی سے آیا جس میں مولانا شوکت علی خاں نواب، محمد اسماعیل خاں نوابزادہ، لیاقت علیخاں راجہ صاحب، محمود آباد امیر احمد خاں، چوہدری خلیق الزمان راجہ صاحب سلیم پور سید احمد علیخاں اور مولانا عنایت اللہ فرنگی محلی نے شرکت کی ۱۹۳۷ء میں یو پی اسمبلی کے انتخابات کے سلسلہ میں مسلم لیگ کے نمائندوں کی حمایت کے لیے مولانا شوکت علی اور مولانا جمال میاں فرنگی محلی کے ساتھ پورے صوبہ کا دورہ کیا نتیجتاً مسلم لیگ کامیابی سے ہمکنار ہوئی اور کانگریس کی امیدیں خاک میں مل گئیں جون ۱۹۳۷ء میں جھانسی سے مسلم لیگ نے ضمنی الیکشن لڑا مولانا عنایت اللہ نے مولانا شوکت علی، مولانا عبدالحامد بدایونی مولانا کرم علی ملیح آبادی اور مولانا جمال میاں فرنگی محلی کے ساتھ ڈٹ کر جھانسی میں جمعیت علماء ہند کا مقابلہ کیا۔ جمعیت علماء ہند نے اپنی پوری طاقت صرف کر دی مگر کامیابی مسلم لیگ کا ہی مقدر بنی۔ ۱۹۳۷ء ہی میں جب کانگرس اور جمعیت

علماء ہند نے مسلم لیگ کی کامیابی سے بوکھلا کر اپنی مذموم پروپیگنڈہ مہم زور و شور سے جاری کی تو مولانا عنایت اللہ مولانا جمال میاں اور دیگر حضرات شہروں قصبوں اور دیہاتوں میں جا جا کر مسلم لیگ کا پیغام پہنچایا جس سے بہت اچھے نتائج برآمد ہوئے اور کانگرسی اور جمعیتی مکر و فریب کا جال تار تار ہو گیا آل انڈیا مسلم لیگ کے اجلاس لکھنؤ ۱۹۳۷ء کے موقع پر صوبہ یوپی کی نئی تنظیم کے صدر نواب محمد اسماعیل خان منتخب ہوئے اور انہوں نے اکیس ارکان پر مشتمل ورکنگ کمیٹی بنائی جس میں مولانا عبدالحامد بدایونی مولانا کرم علی ملیح آبادی، مولانا جمال میاں فرنگی محلی کے علاوہ مولانا عنایت اللہ فرنگی محلی بھی شامل تھے۔ ۱۹۳۷ ہی میں ممالک متحدہ آگرہ و اودھ میں امروہہ و بلند شہر پر کانگرس اور مسلم لیگ کا مقابلہ ہوا۔ مولانا حسین احمد مدنی دیوبندی (۱۸۷۹ء۔ ۱۹۵۷ء) اور پنڈت جواہر لال نہرو (۱۸۸۹ء۔ ۱۹۶۴ء) نے مسلم لیگ کے خلاف بڑا مذموم پروپیگنڈا کیا اس سلسلے میں بلند شہر میں مسلم لیگ کا عظیم الشان جلسہ ہوا جس سے مولانا عنایت اللہ فرنگی محلی نے ولولہ انگیز خطاب فرمایا اس کے بعد مولانا جمال میاں مولانا شوکت علی اور چوہدری خلیق الزماں کے ساتھ بھرپور جدوجہد کر کے مسلم لیگ کو کامیاب و کامران کیا اکتوبر ۱۹۳۷ء کے آل انڈیا مسلم لیگ کے اجلاس لکھنؤ میں کانگرس کی اقتصادی پالیسی پر سخت تنقید کی گئی کیونکہ اس کی ضرب خصوصاً مسلم زمینداروں پر پڑتی تھی حالانکہ بنگال میں جہاں ۹۵ فیصد کاشتکار مسلمان تھے کانگرسی ہندو بنگال میں زمینداروں کی جن میں کثیر تعداد ہندوؤں کی تھی پشت پناہی کرتے تھے مگر یوپی میں جہاں ۹۵ فیصد آبادی ہندو کاشتکاروں کی تھی وہ زمینداروں کو ختم کرانا چاہتے تھے کیونکہ زمینداروں میں مسلمانوں کی نسبتاً کافی نمائندگی تھی کانگرسی اپنی اس پالیسی کے جواز میں مزارعین اور کاشت کاروں سے ہمدردی ظاہر کرتے تھے۔ مسلم لیگ کے اجلاس کے ایک دن بعد علمائے کرام کا ایک جلسہ طلب کیا گیا جس میں ان علماء سے کہا گیا کہ وہ مزارعین اور کاشتکارون کے حقوق کے متعلق شرعی نقطہ نظر سے کوئی معقول حل پیش کریں تاکہ مسلم لیگ اسے اپنے اقتصادی پروگرام قرار دے لے جو کانگرس کا جواب ہوگا۔ اس اجلاس میں دوسرے علمائے کرام کے علاوہ مولانا عنایت اللہ فرنگی محلی بھی شامل تھے۔ ۱۹۳۸ء میں آل انڈیا مسلم لیگ کے پٹنہ سیشن میں دیگر علمائے کرام کے علاوہ مولانا عنایت اللہ نے بھی شرکت کی اور حضرت قائداعظم سے بعض مسائل پر گفتگو کی ۱۹۳۹ء میں قائداعظم نے جیکب آباد کا دورہ کیا میر جعفر خاں جمالی (۱۹۰۱ء۔ ۱۹۶۷ء) نے شاندار استقبال کیا عیدگاہ جیکب آباد میں قائداعظم نے خطاب کیا جس سے سندھ میں مسلم لیگ کی دھاک بیٹھ گئی اس دورے میں سر عبداللہ ہارون محمد ہاشم گزدر راجہ خان آف محمود آباد کے علاوہ مولانا عنایت اللہ بھی قائد کے ہمراہ تھے۔ مارچ ۱۹۴۰ء میں آپ نے قرارداد پاکستان لاہور والے اجلاس میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیا۔ مولانا عبدالحامد بدایونی، مولانا جمال میاں و دیگر ساتھیوں کے ساتھ مل کر اجلاس کی رونق کو دوبالا کیا اور پھر قرارداد پاکستان کی نشر و اشاعت کو حرز جاں بنا لیا (تحریک پاکستان اور علمائے کرام از محمد صادق قصوری مطبوعہ لاہور ۱۹۹۹ء ص ۱۱۰ تا ۱۱۲۔ تذکرہ علمائے فرنگی محلی از مولانا عنایت اللہ فرنگی محلی مطبوعہ لکھنؤ ۱۹۳۰ء شاہ راہ پاکستان از چوہدری خلیق الزمان مطبوعہ کراچی

۱۹۲۷ء چمنستان از مولانا ظفر علیخاں مطبوعہ لاہور یادرفتگان از سید سلیمان ندوی مطبوعہ کراچی۔۱۹۹۱ تحریک پاکستان میں علماء ومشائخ کا کردار از محمد صادق قصوری مطبوعہ لاہور ۲۰۰۸ء)

مولانا عبدالرؤف داناپوری (۱۸۵۶ء۔۱۹۴۸ء) ۱۹۲۹ء میں جمعیت علماء ہند نے نہرو رپورٹ کے مسئلے پر کانگرس کی حمایت کی تو مولانا عبدالرؤف پر اس جماعت کی اسلام دشمنی اور ہندو نوازی پوری طرح عیاں ہوگئی ملی وجود کو خطرے میں دیکھ کر آپ نے بھی دیگر اکابرین اہلسنت کے ساتھ جمعیت علماء ہند کو خیر باد کہہ دیا جمعیت علماء ہند سے مستعفی ہونے کے بعد مولانا عبدالرؤف نے مسلم لیگ میں شمولیت اختیار کرلی اور پھر بعد ازاں جمعیت علمائے اسلام کی رکنیت بھی اختیار کرلی اور اس طرح وہ بنگال کی اسلامی سیاست پر بہت اثر انداز ہوگئے۔انہوں نے جمعیت علماء ہند کے مؤقف کی خوب تردید کی اور رائے عامہ کو مسلم لیگ کیلئے ہموار کیا جولائی ۱۹۴۷ء میں کلکتہ ہوڑا ضلع مسلم لیگ کے صدر چنے گئے اور تازیست (فروری ۱۹۴۸ء تک) اس عہدہ پر فائز رہے۔نومبر ۱۹۴۵ء میں کلکتہ میں ایک عظیم الشان علماء کانفرنس ہوئی جس میں مولانا آزاد سبحانی (۱۸۸۲ء۔۱۹۵۷ء) اور دوسرے مقتدر علماء نے ایک قرارداد کے ذریعے مسلم ووٹروں سے اپیل کی کہ مسلم لیگ کے نمائندے کے سوا کسی دوسرے نمائندے کو ووٹ دینا۔اتحاد ملت، مفاد ملت اور وقار اسلام کے خلاف ہے کیونکہ پاکستان کے سوال کا یہ فیصلہ بڑی حد تک ان انتخابات کے نتائج پر مبنی ہے اس قرارداد کو منظور کرانے میں مولانا عبدالرؤف پیش پیش تھے۔دسمبر ۱۹۴۵ء کے انتخابات میں بنگال میں مرکزی اسمبلی کی کل چھ مسلم نشستیں تھی جو سب کی سب مسلم لیگ نے حاصل کرلیں۔فروری ۱۹۴۶ء میں بنگال اسمبلی کی ۱۱۹ مسلم نشستوں میں سے ۱۱۲ نشستیں مسلم لیگ نے جیت کر ۹۴ فیصد کامیابی حاصل کر کے کانگرس کو ورطہ حیرت میں ڈال دیا ان انتخابات میں مولانا عبدالرؤف نے مسلم لیگی امیدواروں کی حمایت میں تن من دھن کی بازی لگادی ان کی یہ سرفروشانہ اور مخلصانہ خدمت کبھی بھی فراموش نہیں کی جائے گی (تحریک پاکستان اور علمائے کرام از محمد صادق قصوری مطبوعہ لاہور ۱۹۹۹ء ص ۱۳۸ تا ۱۴۰۔یادرفتگان از سید سلیمان ندوی مطبوعہ کراچی ۱۹۵۵ء سیاسی مکتوبات رئیس الاحرار از ڈاکٹر ابوسلمان شاہجہانپوری مطبوعہ کراچی ۱۹۷۸ء تاریخ ہندو پاک از مولانا قاری احمد پیلی بھیتی مطبوعہ کراچی ۱۹۷۴ء تحریک پاکستان اور نیشنلسٹ علماء از چوہدری حبیب احمد مطبوعہ لاہور ۱۹۶۶ء تحریک پاکستان میں صوبہ سرحد کا حصہ از پروفیسر شفیع صابر مطبوعہ پشاور ۱۹۹۰ء عظیم قائداعظم تحریک جلد اول از ولی مظہر ایڈووکیٹ ملتان ۱۹۸۳ء)

مولانا محمد شفیع داؤدی (۱۸۷۹ء۔۱۹۴۹ء) نے مسلم لیگ میں شامل ہوکر مسلمانوں کے مفادات کے حصول کی جنگ میں تن من دھن کی بازی لگادی اور پھر تازیست اسی نصب العین پر اپنی تمام تر توانائیاں صرف کردیں۔۱۹۳۰ء میں مسلم لیگ کی حمایت میں جمعیت علماء ہند کو خوب تنقید کا نشانہ بنایا۔۲۵۔۲۶ نومبر ۱۹۳۳ء کو دہلی میں آل انڈیا مسلم لیگ کا جلسہ زیر صدارت خان بہادر حافظ ہدایت حسین بیرسٹرایٹ لاء

آف کانپور (۱۸۸۱ء۔۱۹۳۶ء) ہوا جس میں صوبوں اور ریاستوں سے تین سال کیلئے مسلم لیگ کے نائب صدور چنے گئے۔صوبہ بہار کی طرف سے مولانا داؤدی کو تین سال (۱۹۳۳ء تا ۱۹۳۶ء) کیلئے آل انڈیا مسلم لیگ کا نائب صدر چنا گیا۔اس اجلاس میں مولانا داؤدی نے جمعیت علما وہند پر بوجہ حمایت آل انڈیا نیشنل کانگرس کڑی تنقید کی اور ایک قرارداد پیش کی جس میں کیونل ایوارڈ کے مخالفین کی مذمت کی گئی............ ۲۱ اکتوبر ۱۹۳۵ء کو بدایون میں آل انڈیا مسلم پولیٹیکل کانفرنس انعقاد پذیر ہوئی جس کی صدارت کا شرف مولانا محمد شفیع داؤدی کو حاصل ہوا۔ ۱۹۳۷ء کے انتخابات میں بھرپور دلچسپی اور اور طوفانی دورے کرنے کی وجہ سے مولانا داؤدی کی صحت بہت متاثر ہوئی اور وہ عمل سیاست سے کنارہ کش ہو گئے مگر ان کی تمام تر ہمدردیاں بدستور مسلم لیگ کے ساتھ وابستہ رہیں۔۴۶۔۱۹۴۵ء کے انتخابات میں انہوں نے مسلم لیگی امیدواروں کی کامیابی کے لیے مقدور بھر مساعی کیں۔(تحریک پاکستان اور علمائے کرام ص ۱۷۳۔۱۷۶۔متعدد حوالے)

مولانا سید عبدالرؤف شاہ براری (۱۸۷۸ء۔ ۱۹۵۴ء) ۱۸ اکتوبر ۱۹۳۸ء کی رات ۹ بجے اجلاس عام شروع ہوا جس میں ہزاروں لوگوں نے شرکت کی اجلاس کی صدارت قائداعظم نے کی تلاوت کے بعد قومی نظمیں پیش ہوئیں اور پھر مختلف رہنماؤں نے تقاریر کیں کانفرنس کی دوسری نشست ۱۹ اکتوبر کو ۹ بجے رات شروع ہوئی جس میں پندرہ ہزار کے قریب لوگوں نے شرکت کی اس نشست سے خطاب کرتے ہوئے سید عبدالرؤف شاہ نے سی پی کی نمائندگی کرتے ہوئے کہا: بدقسمتی سے ہمارے علاقہ اور سی پی کے مسلمان مل کر بھی مشکل سے ساڑھے چار فیصد بنتے ہیں اس لیے ہم ہر قسم کی مصیبت کا مقابلہ کر رہے ہیں ودیا مندر کی اسکیم اگر کسی اور صوبے میں رواج نہ پا سکی تو یہ لعنت ہمارے اوپر ڈالی گئی اس کیلئے دو لاکھ روپیہ پبلک فنڈ سے منظور کئے گئے جن میں سے مسلمانوں کو اس حصہ میں سے صرف پچاس روپیہ ملتے ہیں۔سی پی کے ہندو وزیر اعلیٰ نے مسلمانوں کی سخت مخالفت کے باوجود کہا کہ یہ اسکیم اور اس کا نام ۹۹ فیصد آبادی کیلئے باعث کشش اور روحانی سکون ہے اس وجہ سے تعلیم اب مرہٹی اور ہندی میں ہوگی۔ہندی اور مرہٹی اب صوبہ کی زبان ہوگی ودعدد ہندو مسلم فسادات ہوئے ایک میں مسلمان زیادہ ملزم تھے تو ان کو بھاری سزائیں دی گئیں اور دوسرے میں ہندو زیادہ تھے تو تعلقات خوشگوار بنانے کے بہانے سارے مقدمے واپس لے لیے گئے.......... ہمارے دکھوں کی داستان طویل ہے اگر مسلم اکثریت کے علاقے میں ہماری صفوں میں اتحاد ہوگا تو ہندو اکثریت والے صوبوں پر کچھ اثر ہوگا آپ کے متفق ہونے سے ہمیں مظالم سے نجات مل جائے گی''اس موقع پر ایک قرارداد میں کانگرس کی سرحد بنگال پنجاب اور سندھ میں مسلم دشمنی ہندی زبان کو قومی زبان قرار دینے اردو زبان کی حوصلہ شکنی اور تحریر و تقریر پر پابندی کی مذمت کی گئی آل انڈیا مسلم لیگ سے سفارش کی گئی کہ وہ ہندوستان میں ایک ایسے آئین کے نفاذ کے بارے میں از سرِ نو غور کرے جو کہ مسلمانوں کی عزت جائز حقوق کا علمبردار ہو اور مسلمانوں کو خودمختاری فراہم کر سکے کانفرنس کی طرف سے اعلان کیا گیا کہ کوئی قانون ایسا نہ بنایا جائے جو مسلمانوں کے حقوق کی خلاف ورزی

کرتا ہوا اور آل انڈیا مسلم لیگ کے لیے قابل قبول نہ ہو............سی پی و برار میں چونکہ ہندوؤں کی غالب اکثریت تھی بدیں وجہ وہ ہر وقت مسلمانوں کی دل آزاری کیلئے کمر بستہ رہتے تھے چنانچہ ۱۷ مارچ ۱۹۳۹ء کو چاند بسوا ضلع خاندیس (برار) کی مسجد میں نماز عصر کے وقت متعصب ہندو جگدیو راؤ پٹیل اپنے ساتھی غنڈوں سمیت آکر گستاخانہ گیت گانے لگا مسلمان نمازی مشتعل ہو کر باہر نکلے تصادم ہوا اور جگدیو راؤ پٹیل زخم کاری کی تاب نہ لا کر جہنم رسید ہوا۔ یہ خبر ہر طرف پھیل گئی سی پی کانگرسی حکومت نے ۱۵۷ مسلمانوں کو گرفتار کر کے رسیوں سے باندھ کر بھوکا پیاسا تنگ تاریک حوالات میں بند کر دیا مسلمانوں نے کانگرسی لیڈر ابوالکلام آزاد (۱۸۸۸ء۔۱۹۵۸ء) سے انصاف کے لیے کہا مگر خاموشی کے سوا کوئی جواب نہ ملا۔ برار کے چند مقتدر مسلم لیگی و دیگر مسلم رہنماؤں کا ایک وفد انگریز آئی جی پولیس مسٹر ایم این ٹیلر سے ملا جس کے نتیجے میں ۱۱۴ مسلمانوں کو رہا کر دیا گیا جبکہ باقی ۴۳ کا سیشن جج ناگپور مسٹر ایم این کلارک کی عدالت میں چالان کر دیا گیا۔ صوبہ مسلم لیگ نے اپنے صدر سید عبدالرؤف شاہ کی قیادت میں ڈٹ کر مقدمہ کی پیروی کی مگر شومئ قسمت کہ انگریز سیشن جج نے بھی ہندو نوازی کا ثبوت دیتے ہوئے ۲۴ فروری ۱۹۴۵ء کو فیصلہ سناتے ہوئے چھ مسلمانوں کو پھانسی ۲۴ کو جس دوم ایک کو قید بامشقت عدالت اور دو سو روپیہ جرمانہ کی سزائیں سنائیں ۱۲ کو بری کر دیا اس فیصلے نے مسلمانوں کی آنکھیں کھول دیں اور ان کا برطانوی انصاف سے اعتماد اٹھ گیا۔ صوبہ مسلم لیگ سی پی و برار نے انگریز سیشن جج کی ناانصافی ہندو پروری ،، مسلم دشمنی کے خلاف ہائی کورٹ میں اپیل کرنے کے لیے چاند و بسوا ریلیف کمیٹی بنائی جس کے سربراہ مولانا مفتی عبدالباقی محمد برہان الحق جبل پوری نائب صدر صوبہ مسلم لیگ تھے سید عبدالرؤف شاہ صدر صوبہ مسلم لیگ جن کا مقصد حیات قوم کی خدمت کرنا اور اس پر مرمٹنا تھا اپنی اعلیٰ شخصیت ،، صوبائی مسلم لیگ کی صدارت کو نظر انداز کر کے مصیبت زدہ اور بے گناہ مسلمانوں کو تختۂ دار سے صحیح وسالم اتارنے کیلئے کمیٹی کے معمولی رکن بن کر میدان میں آگئے اور اپنے شب و روز کے آرام سکون کو خیر باد کہہ کر اپریل ۱۹۴۵ء میں ناگپور ہائی کورٹ میں اپیل دائر کر دی۔ ۲ مئی ۱۹۴۰ء کو عدالت عالیہ نے تمام ملزمان کو باعزت طور پر بری کر دیا۔ اس مقدمہ میں سید عبدالرؤف شاہ اور مفتی محمد برہان الحق کے علاوہ معروف مسلم لیگی نواب صدیق علیخاں آف ناگپور (۱۸۹۹ء۔ ۱۹۷۴ء) نے قابل تحسین کام کیا۔ فروری ۱۹۴۶ء کے الیکشن میں سی پی اسمبلی کے کل چودہ مسلم حلقے تھے جن میں مسلم لیگ نے ۳ بلا مقابلہ اور ۱۰ بمقابلہ کل ۱۳ نشستیں جیت لیں ایک پر آزاد امیدوار کامیاب ہو گیا مسلم لیگ کے حق میں فیصلہ ۹۳ فیصد رہا شکست خوردہ جماعتوں میں کانگرس خاکسار مومن مجلس اور احرار شامل تھیں سید عبدالرؤف شاہ حلقہ نمبر ۱۱ ایوت محل سے بلا مقابلہ کامیاب ہو گئے اتنی بڑی کامیابی شاہ صاحب کے خلوص لگن اور محنت شاقہ کا نتیجہ تھی............(تحریک پاکستان اور علمائے کرام ص ۲۱۴۔۲۱۵۔۲۱۶۔۲۱۷۔۲۲۱ متعدد حوالے)

مولانا قطب میاں فرنگی محلی (۱۸۹۶ء۔ ۱۹۵۴ء) مسلم لیگ حقیقی معنوں میں تحریک آزادی کی علمبردار بنی تو قطب میاں نے بھی

دوسرے علمائے حق کی طرح اس میں شمولیت اختیار کر لی اور بجان و دل ساتھ دے کر اسے اوج کمال تک پہنچا جب قطب میاں اور ان کے مخلص ساتھیوں نے منظم طریقے سے مسلم لیگ کی مکمل تائید وحمایت کر کے کانگرس جمعیت علماء ہند اور مجلس احرار جیسی مسلم دشمنی جماتوں کی کمر توڑ دی تو دشمنوں کے گھروں میں صف ماتم بچھ گئی۔ ۱۷ نومبر ۱۹۳۷ء کو آپ نے ایک زبردست بیان جاری کیا۔ جس سے کانگرسی حلقوں میں کھلبلی مچ گئی ...... مسلم لیگ کے ترجمان اخبار دہلی نے جب مخالفین کے چھکے چھڑا دیئے تو ٹاٹا اور برلا کی تجوریوں سے پلنے والے کانگرسی مولوی بوکھلا اٹھے اور انہوں نے ۱۹۳۹ء میں الامان مالک اور معروف مسلم لیگ رہنما مولانا مظہر الدین شیر کوٹی کو دن دہاڑے ان کے دفتر میں قتل کرا دیا قطب میاں نے مولانا مظہر الدین شہید کے مقدمہ قتل کی پیروی اپنی جان جوکھوں میں ڈال کر کی اور کانگرسی مولویوں کی سازشوں کو بے نقاب کیا نتیجتاً ایک قاتل کو سزائے موت ہوئی اور دوسرے کو کالے پانی کی سزا ملی مولانا مظہر الدین شیر کوٹی کے قتل کے بعد مسلم لیگ نے ایک نئی کروٹ لی اور جلد ہی اسلامیان ہند کے دلوں کی دھڑکن بن گئی کیونکہ کانگرسی ریزہ خواروں کے ارادے مسلمانوں پر عیاں ہو گئے تھے اور وہ اپنی مسلم دشمنی پالیسیوں کی وجہ سے مردود ازلی ٹھہر چکے تھے۔ قطب میاں نے مسلم لیگ کو اپنا اوڑھنا بچھونا بنا لیا تھا اور شب و روز کی کاوشوں سے اسے استحکام بخشا حضرت قائداعظم کے ساتھ دورے کر کے شہر شہر قریہ قریہ مسلمانوں کو خواب غفلت سے بیدار کیا.......... قطب میاں آل انڈیا مسلم لیگ کے اجلاسوں میں بھرپور دلچسپی سے شرکت کرتے بڑی دل جمعی اور جوش وخروش کے ساتھ ایزولیشن پیش کرتے اور دوسروں کے ریزولیشنوں کی بڑھ چڑھ تائید وحمایت کرتے تھے (تحریک پاکستان اور علمائے کرام ص ۲۳۰ تا ۲۳۳)۔

مولانا سید محمد ناصر جلالی (۱۳۸۵ھ - ۱۹۶۵ء) کانگرسی اور تحریک خلافت کی تحریکوں کے بانیوں میں سے تھے اور ان کے روح رواں رہے ان تحریکوں میں سرگرم حصہ لیتے ہوئے دیہاتوں اور شہروں میں انقلابی سپرٹ پیدا کی مولانا محمد علی جوہر کے شیدائی تھے اور ان کے ساتھ ہی کانگرس کو خیر باد کہہ کر مسلم لیگ میں شامل ہو گئے سیاسی تحریکوں میں بہت سی زحمتیں اٹھائیں ماریں کھائیں مگر جس بات کو حق سمجھا وہ ڈنکے کی چوٹ کہی کسی سے خوفزدہ نہیں ہوئے دہلی کے ممتاز لوگوں میں شمار ہوتا ہے۔ (تحریک پاکستان اور علمائے کرام ص ۲۸۷ تذکرہ اکابر اہلسنت از مولانا عبدالحکیم شرف قادری مطبوعہ لاہور ۱۹۷۶ء میرے زمانے کی دہلی از ملا واحدی مطبوعہ کراچی طبع دوم علامہ اقبال اور ان کی پہلی بیوی از سید حامد جلالی مطبوعہ کراچی ۱۹۹۶ء)

مولانا عبدالکریم آف کوئٹہ (۱۹۰۶ء - ۱۹۶۹ء) جون ۱۹۳۸ء میں نواب اسد اللہ خاں رئیسانی کی قائداعظم سے ملاقات ہوئی قائد نے نواب صاحب سے خواہش ظاہر کی کہ بلوچستان میں مسلم لیگ کو قائم کیا جائے۔ اس سلسلے میں نواب صاحب نے مولانا عبدالکریم کا نام پیش کیا چنانچہ آپ نے مسلم لیگ کی بنیاد رکھنے میں نہایت سرگرمی محنت اور مجاہدانہ لگن سے حصہ لیا جولائی ۱۹۳۹ء میں قائداعظم کے کہنے کے بعد دیگر ے تین

تار موصول ہونے پر آپ کوئٹہ مستقل طور پر شفٹ ہو گئے اور قاضی محمد عیسیٰ کے ساتھ مل کر مسلم لیگ تعمیر وترقی میں مصروف عمل ہو گئے۔ بلوچستان مسلم لیگ نے ۲۹ ستمبر ۱۹۳۹ء کو ہفتہ وار اخبار ''الاسلام'' کے نام سے آپ کی ارادت میں کوئٹہ سے جاری کیا اس کا ماٹو تھا۔

خدا و مصطفی ﷺ کا نام لے اور کام کرتا جا

مبارک ہے یہ خدمت ، خدمت اسلام کرتا جا

مولانا عبدالکریم تنہا ایک مدیر کی حیثیت نہیں رکھتے تھے الاسلام کے اکثر اداریے اور مضامین وہ بلوچستان کے طول وعرض کے دوروں کے دوران لکھا کرتے تھے۔ مولانا عبدالواحد عثانی بدایونی (۱۹۷۵ء) نواب بہادر جنگ اور دیگر مسلم لیگی زعماء جب بھی اس خطے کے دورے پر آئے تو مولانا ان کے ساتھ رہے بلکہ ہر مقام اور ہر خطے میں ان کی تقاریر نے عوام کو متاثر کیا انداز تقریر منفرد دلکش اور متاثر کن تھا مولانا عبدالکریم نے اپنے علمی تبحر اور محنت سے الاسلام کو ایک معیاری اور ہر دل عزیز اخبار بنایا حصول پاکستان کی جدوجہد میں الاسلام نے بہت کارآمد مفید اور نتیجہ خیز کام کیا آپ کا تعلیمی تجربہ اور سیاسی سوجھ بوجھ اسے چار چاند لگاتی رہی اس میں آل انڈیا مسلم لیگ اور مقامی صوبائی خبریں ہوا کرتی تھیں کانگرس اور نظریہ پاکستان کی مخالف دیگر جماعتوں کے اعتراضات کے مدلل جواب تعلیمی اور معلوماتی مضامین بھی چھپا کرتے تھے قاضی محمد عیسیٰ نے الاسلام کو جاری رکھنے کے لیے سرمایہ مہیا کیا اور اس اخبار کو کانگرس انجمن وطن اور نیشنل پارٹی کے ترجمان ''استقلال'' (جو قائداعظم اور مطالبۂ پاکستان کے خلاف شدومد سے لکھتا مقام کے مقابلے میں زیادہ مقبول بنایا اگر یہ کہہ دیا جائے کہ اسی اخبار کی وجہ سے بلوچوں میں تحریک پاکستان کا شعور ابھرا تو بے جانہ ہوگا جون ۱۹۴۳ء میں قائداعظم پہلی بار بلوچستان تشریف لائے ۲۶ جون کو جیکب آباد کے ریلوے اسٹیشن پر میر جعفر خاں جمالی (۱۹۰۱ء۔ ۱۹۶۷ء) سردار محمد عثان خان جوگیزئی کے ساتھ مولانا عبدالکریم بھی پُر جوش استقبال میں شریک تھے۔ اس کے بعد جب قائداعظم کوئٹہ پہنچے تو اسٹیشن سے جلسہ گاہ تک شاندار جلوس نکالا گیا قائد کی کار کے پیچھے پیچھے مولانا عبدالکریم بھی جلسہ گاہ پہنچے اور اپنے قائد سے محبت وعقیدت کا اظہار کرتے رہے دورہ کے اختتام پر آپ نے الاسلام میں قائداعظم سے والہانہ عقیدت کے عنوان سے جو اداریہ لکھا وہ خاصے کی چیز ہے.........تحریک پاکستان اور علمائے کرام ص ۲۹۶۔ ۲۹۷)

مولانا غلام دین اشرفی (۱۹۱۰ء۔ ۱۹۷۰ء) نے تحریک پاکستان اور تحریک کشمیر میں بھرپور حصہ لیا تحریک پاکستان میں ان کی خدمات جلیلہ کا احاطہ کرنا اگر ناممکن نہیں تو مشکل ضرور ہے انہوں نے اپنی جادو اثر تقاریر سے جس انداز سے اہلیان لاہور کو خصوصاً اور پنجاب کے لوگوں کو عموماً تحریک پاکستان کے اغراض ومقاصد سے روشناس کرایا وہ انہیں کا حصہ ہے اس سلسلہ میں دیو بندی مکتب فکر کے مورخ اور مصنف محمد اسلم (۱۹۳۲ء۔ ۱۹۹۸ء) سابق صدر شعبہ تاریخ پنجاب یونیورسٹی لاہور اپنی کتاب تحریک پاکستان کے صفحہ ۳۴۶ پر آل انڈیا سنی کانفرنس کا ذکر

کرتے ہوئے رقمطراز ہیں: دیوبندی حلقوں سے اس کانفرنس کی کاروئی پر یہ اعتراض کیا جاتا ہے کہ اس کانفرنس میں شرکاء کا سیاسی وزن کتنا تھا اوران کی ملکی سیاست میں کیا حیثیت تھی راقم آثم دیوبندی مکتبۂ فکر سے تعلق رکھتا ہے اس کے باوجود عرض کرتا ہوں کہ ان مشائخ اور علماء کا عوام پر بڑا اثر تھا خود لاہور میں تحریک پاکستان کیلئے بریلوی مکتبۂ کے علماء میں سے مولانا محمد بخش مسلم اور مولانا غلام الدین اشرفی نے جو کام کیا وہ محتاج تعارف نہیں ہے۔ موخر الذکر کی تقریریں راقم آثم نے سنی ہیں جس انداز سے وہ گاندھی اور نہرو کو لتاڑتے تھے اور جس بری طرح سے گاندھی اور نہرو کا جوٹھا میٹھا کھانے والے کانگریسی مویوں کے ستے لیتے تھے یہ ان ہی کا حصہ ہے۔ ۴۶-۱۹۴۵ء کے انتخابات میں مولانا غلام دین نے مسلم لیگی امیدواروں کے حلقوں کے طوفانی دورے کر کے مسلم لیگ کو ہر دل کی دھڑکن بنا دیا۔ لاہور میں مسلم لیگیوں کی کامیابی میں ان کا اچھا خاصا عمل دخل ہے۔ ۱۹۴۷ء میں سر خضرت حیات خان ٹوانہ (۱۹۰۰ء - ۱۹۷۵ء) وزیر اعلیٰ پنجاب کے خلاف تحریک سول نافرمانی میں مولانا کی تقریروں نے ایک آگ لگا دی اور مسلم لیگیوں نے جیلیں بھر دیں۔ (تحریک پاکستان اور علمائے کرام ص ۳۳۸-۳۳۹۔ تحریک پاکستان از پروفیسر محمد اسلم مطبوعہ لاہور ۱۹۹۵ء خفتگان خاک گجرات از ڈاکٹر محمد منیر سلیچ مطبوعہ گجرات ۱۹۹۶ء تذکرہ علمائے پنجاب جلد دوم از اختر راہی مطبوعہ لاہور ۱۹۸۰ء تذکرہ علماء اہلسنت لاہور از علامہ اقبال احمد فاروقی مطبوعہ لاہور ۱۹۷۵ء ماہنامہ رضائے مصطفی گوجرانوالہ بابت نومبر ۱۹۷۰ء ص ۴)

مولانا حکیم محمد انور بابری (۱۹۲۲ء - ۱۹۷۷ء) دور طالب علمی میں مجاہد ملت مجدد سیاست مولانا محمد عبدالستار خان نیازی کے ساتھیوں میں شامل ہو گئے اور تحریک پاکستان میں گراں قدر خدمات سرانجام دیں جیسا کہ مجاہد ملت اپنے ایک خط بنام جسٹس (ر) ذکی الدین پال محررہ ۲ مارچ ۱۹۹۷ء میں رقمطراز ہیں: حکیم محمد انور بابری صاحب کے ساتھ میرا رابطہ ۱۹۳۶ء میں ہوا جب وہ اسلامیہ کالج لاہور میں ایف اے کے طالب علم تھے اسی سال حضرت علامہ اقبال کے مشورہ اور رہنمائی سے ہم نے دی پنجاب مسلم سٹوڈنٹس فیڈریشن قائم کی ابتدائی دور میں شیخ انوار الحق مرحوم سابق چیف جسٹس سپریم کورٹ آف پاکستان میاں محمد شفیع صاحب (م ش) عبدالمجید نظامی صاحب ۳۷-۱۹۳۶ء میں یکے بعد دیگرے مسلم سٹوڈنٹس فیڈریشن کے صدر رہے۔ ۱۹۳۸ء مجھے صدر منتخب کیا گیا حکیم محمد انور بابری صاحب فیڈریشن کے سرگرم کارکن اور آفس سیکرٹری رہے۔ ۱۹۴۱ء میں اسلامیہ کالج گراؤنڈ میں دی پنجاب مسلم سٹوڈنٹس فیڈریشن نے پاکستان کانفرنس منعقد کی تو بابری صاحب نے اس کانفرنس کو کامیاب بنانے میں تاریخی کردار ادا کیا۔ ۱۹۳۹ء میں ہم نے فیڈریشن کی جانب سے خلافت پاکستان اسکیم کی ۱۹۴۰ء میں جب آل انڈیا مسلم لیگ نے لاہور ریزولیشن پاس کیا تو اسی دوران ۲۳ مارچ ۱۹۴۰ء کو ہم نے راجہ محمود آباد امیر احمد خان صدر آل انڈیا مسلم سٹوڈنٹس فیڈریشن کی زیر صدارت حبیبہ ہال اسلامیہ کالج لاہور میں خلافت پاکستان کانفرنس منعقد کی سردار اورنگ زیب خان اور چوہدری خلیق الزمان

صاحبان نے اس کانفرنس میں خطاب کیا حکیم محمد انور بابری صاحب اس کانفرنس کے پروپیگنڈ سیکرٹری تھے۔ ۱۹۴۱ء میں فیڈریشن کے زیر اہتمام پاکستان کانفرنس میں قائداعظم کی صدارت میں آل پاکستان اورل پروپیگنڈہ کمیٹی قائم ہوئی جس کا سیکرٹری مجھے مقرر کیا گیا حکیم محمد انور بابری صاحب اس کمیٹی کے رکن تھے۔ ۱۹۴۲ء میں حکیم صاحب پنجاب مسلم لیگ کونسل کے ممبر منتخب ہوئے اور دیہات میں مسلم لیگ کی تنظیم میں میرے ساتھ کام کرتے رہے۔ ۱۹۴۱ء میں برٹش گورنمنٹ نے سر سکندر حیات خاں وزیر اعظم پنجاب مولوی سرائے کے فضل الحق وزیر اعظم بنگال سر سعد اللہ وزیر اعظم آسام سر سلطان احمد خاں اور بیگم جہاں آراء شاہ نواز (جو آل انڈیا مسلم لیگ ورکنگ کمیٹی کے ممبر تھے) کو قائداعظم کی رضامندی کے بغیر نیشنل ڈیفنس کونسل کا ممبر بنالیا حالانکہ قائداعظم نے جنگی سرگرمیوں میں تعاون سے انکار کر دیا تھا بلکہ مطالبۂ پاکستان منظور کرنے کی حکومت پر شرط عائد کر دی پنجاب اور بنگال میں اس کے خلاف ایجی ٹیشن شروع ہوا پنجاب میں پاکستان رورل پروپیگنڈہ کمیٹی نے اس احتجاجی ایجی ٹیشن میں بڑھ چڑھ کر کام کیا ہم نے لاہور اور فیصل آباد میں نیشنل ڈیفنس کونسل میں شامل ارکان کے خلاف ایجی ٹیشن کیا اور ان کے خلاف تادیبی کاروائی کا مطالبہ کیا اس ایجی ٹیشن میں حکیم محمد انور بابری نے سرگرم حصہ لیا اور کانفرنسوں میں شریک رہے۔ ۱۹۴۶ء میں خضر وزارت کے خلاف سول نافرمانی کی تحریک میں نواب افتخار حسین ممدوٹ صدر پنجاب مسلم لیگ کی گرفتاری کے بعد شیخ صادق حسن نائب صدر نے تحریک کی قیادت کی ان کی گرفتاری کے بعد میاں عبدالباری صاحب ڈکٹیٹر صدر مقرر کیا گیا میری گرفتاری کے بعد مولوی محمد انور بابری صاحب بھی اس تحریک میں گرفتار ہوئے القصہ حکیم محمد انور بابری نے بحیثیت ممبر ورکنگ کمیٹی پاکستان اورل پروپیگنڈہ کمیٹی بحیثیت ممبر پنجاب مسلم لیگ کونسل بحیثیت آفس سیکرٹری دی پنجاب مسلم لیگ خلافت پاکستان گروپ نمایاں خدمات سرانجام دیں۔ (تحریک پاکستان اور علمائے کرام ص ۳۷۸ تا ۳۸۰۔ وے صورتیں الٰہی از ڈاکٹر عبدالسلام خورشید مطبوعہ لاہور ۱۹۷۶ء مجالست جلد اول از محمد صادق قصوری مطبوعہ لاہور ۱۹۹۶ء ہفت روزہ الہام بہاول پور مجاہد ملت ایڈیشن بابت ۲۸ مئی ۱۹۸۷ء تاریخ رفتگان جلد دوم از صابر براری مطبوعہ کراچی ۱۹۹۸ء)

مولانا مطیع الرضا خاں قادری (۱۹۲۷ء۔ ۱۹۷۹ء) نے تحریک پاکستان میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیا ۱۱ دسمبر ۱۹۴۵ء کو پاکستان کلب چندوسی کے جنرل سیکرٹری منتخب کئے گئے تھوڑے ہی عرصہ میں آپ کی زبردست جدوجہد سے چندوسی میں عین کانگریسی مرکز چوک حسینی بازار میں مسلم لیگ کا دفتر قائم ہو گیا۔ اس بات نے کانگرس کے اعلیٰ حلقوں تک ہل چل مچادی اور مسلمانوں کو مسلم لیگ میں شامل ہونے سے باز رکھنے کے لیے کوششیں تیز تر کر دی گئیں ہندوؤں نے دارالعلوم دیوبند کے پرنسپل مولانا حسین احمد مدنی کو خصوصی طور پر مدعو کیا اور ایک بہت بڑے جلسے کی انعقاد کی بھرپور کوشش کی گئی لیکن مولانا مطیع الرضا خاں اور ان کے مخلص اور بے لوث ساتھیوں کی شبانہ روز کی مساعی رنگ لائیں اور جلسہ گاہ میں ہندوؤں کو ان کی توقعات کے بالکل برعکس حالات دیکھنے پڑے اس واقعہ سے کانگریسوں کی ہمت پست ہوگئی اور لوگوں میں مسلم لیگ آواز خوب

کھل کر سامنے آئی تحریک پاکستان ان ایام میں آپ نے اپنے دیگر رفقاء کے ساتھ انتہائی جدوجہد سے کام لیا۔ ایک ایک دن میں کئی کئی جلسوں سے خطاب کیا اور مختلف جگہوں پر پیام آزادی عام کیا۔ اسی دوران چند ہندو لیڈروں نے آپ سے سوال کیا کہ آپ جو پاکستان کیلئے اس قدر تگ و دو کر رہے ہیں لیکن کیا کبھی سوچا کہ پاکستان اس علاقہ (یوپی) میں بنے گا یا صرف مسلم اکثریت کے علاقوں میں آپ نے جواب دیا پاکستان کا حدود اربعہ تیار کرنا ہمارا کام نہیں ہمارا ایک لیڈر قائد اعظم ہے جس کی قیادت نے کلکتہ سے خیبر تک کے تمام مسلمانوں کو ایک پلیٹ فارم پر لا کر اکٹھا کیا ہے وہ جہاں پاکستان بنائے گا وہ ہمارا پاکستان بنے گا ہم تو ہندوستان کے اندر ایک ایسی سرزمین چاہتے ہیں جہاں مسلمان اسلامی اصولوں کے مطابق طرز زندگی اختیار کر سکیں (تحریک پاکستان اور علمائے کرام ص ۳۸۸۔ ۳۸۹۔ افکار راولپنڈی ڈائریکٹری ۱۹۶۲ء از سید غلام مصطفی شاہ خالد گیلانی۔ وفیات مشاہیر پاکستان از پروفیسر محمد اسلم مطبوعہ اسلام آباد ۱۹۹۰ء تذکرہ علمائے پنجاب جلد دوم از اختر راہی مطبوعہ لاہور ۱۹۸۰ء)

مولانا عبدالقدیر نعمانی (۱۹۱۱ء۔ ۱۹۸۶ء) کالج کی تعلیم کے دوران حمید نظامی (۱۹۱۵ء۔ ۱۹۶۲ء) میاں محمد شفیع (م ش) (۱۹۱۴ء۔ ۱۹۹۳ء) حکیم محمد انور بابری (۱۹۲۲ء۔ ۱۹۷۷ء۔) مولانا محمد ابراہیم علی چشتی (۱۹۱۷ء۔ ۱۹۶۸ء) اور مجاہد ملت مولانا عبدالستار خان نیازی سے شناسائی ہوئی جو ایسی ارادت و محبت میں تبدیلی ہوگئی کہ تا زیست ایک دوسرے کے جانثار رہے مولانا نیازی کے ساتھ مل کر دی پنجاب مسلم سٹوڈنٹس فیڈریشن کی بنیاد رکھی اور بھرپور سرگرمی سے اسے پروان چڑھایا روزنامہ نوائے وقت لاہور پاکستان ٹائمز لاہور اور دیگر جرائد میں کام کرتے تحریک پاکستان کو جلا بخشی تحریک خلافت پاکستان گروپ میں جن میں پانچ اشخاص نے سب سے پہلے شرکت کی ان میں آپ بھی شامل تھے دوسرے لوگوں کے ساتھ مل کر وعدہ کیا کہ وہ خلافت پاکستان کے قیام کے لیے اپنے آپ کو وقف کرتے ہیں اور جب تک اپنا مقصد حاصل نہیں کر لیں گے رشتۂ ازدواج سے منسلک نہیں ہوں گے چنانچہ آپ نے حلف کی پاسداری کی تجرد میں زندگی گزاری اپنے قلم کے تمام ذرائع تحریک پاکستان کے لیے وقف رکھے ساری عمر عسرت میں گزاری لیکن اپنے قلم کا سودا نہ کیا آپ تحریک پاکستان کے سرگرم رکن اور پنجاب کی سیاست کے چشم دید گواہ تھے۔ (تحریک پاکستان اور علمائے کرام ص ۴۱۵۔ ۴۱۶۔ مجاہد ملت جلد اول از محمد صادق قصوری وضیات مشاہیر پاکستان از پروفیسر محمد اسلم مطبوعہ اسلام آباد ۱۹۹۰ء خفتگان خاک گجرت انشا از ڈاکٹر محمد منیر سلیچ مطبوعہ گجرات ۱۹۹۶ء وے صورتیں الٰہی از ڈاکٹر عبدالسلام خورشید مطبوعہ لاہور ۱۹۷۶ء)

حضرت علامہ احمد کاظمی (۱۹۱۳ء۔ ۱۹۸۶ء) نے تحریک پاکستان میں گرانقدر خدمات انجام دیں۔ ۱۹۳۵ء میں مسلم لیگ میں شمولیت اختیار کی اور پھر مسلم لیگ کے سٹیج سے قیام پاکستان کے لیے جلسے کرتے رہے ملتان ڈویژن میں مسلم لیگ کو فعال بنانے کے لیے طوفانی

دورے کئے برکت علی اسلامیہ ہال بیرون موچی دروازہ لاہور میں ہونے والے مسلم لیگ کے جلسوں کو رونق بخشی اور اپنی جادو بیانی سے اہلیان لاہور کو شیدا بنا دیا۔ ۱۹۴۶ء میں قرارداد پاکستان کی توثیق کے لیے بنارس کی آل انڈیا سنی کانفرنس میں شرکت کی جس زمانہ میں کانگرس اور احراری علماء سر دھڑ کی بازی لگا کر پاکستان کی مخالفت کر رہے تھے اس وقت آپ امیر ملت حضرت پیر سید جماعت علیشاہ محدث علیپوری کی زیرِ قیادت الگ قومیت اور آزاد پاکستان کے لیے سعئ مسلسل اور جہد پیہم کر رہے تھے کانگرسی اور احراری مقررین کے لچر اعتراضات کے جواب دینے میں آپ کا کوئی ثانی نہیں تھا۔ ۱۹۴۸ء میں آپ نے جمعیت علماء پاکستان کی بنیاد رکھنے کیلئے ملتان میں علماء اہلسنت کا کنونشن بلایا جس میں مولانا ابوالحسنات سید محمد احمد قادری (۱۸۹۶ء۔۱۹۶۱ء) کو صدر اور آپ کو ناظم اعلیٰ منتخب کیا گیا.......... (تحریک پاکستان اور علمائے کرام ص ۴۲۰۔ مقالات سعیدی از مولانا غلام رسول سعیدی مطبوعہ لاہور ۱۹۸۲ء تعارف علماء اہلسنت از مولانا محمد صدیق ہزاروی مطبوعہ لاہور ۱۹۷۹ء تلخ وشیریں یادیں از شیخ ریاض پرویز مطبوعہ ملتان ۱۹۷۷ء تاریخ ملتان جلد دوم از مولانا نور احمد خان فریدی مطبوعہ ملتان ۱۹۷۳ء آئینہ ملتان از منشی عبدالرحمان مطبوعہ ملتان ۱۹۷۲ء اکابر تحریک پاکستان جلد اول از محمد صادق قصوری مطبوعہ گجرات ۱۹۷۶ء ماہنامہ قطب مدینہ کراچی فروری ۲۰۰۲ء نوائے وقت ۱۹ فروری ۱۹۹۶ء ص ۷)

علامہ مفتی جلال الدین قادری (۱۴۲۹ھ ۲۰۰۸ء) نے انکشاف کیا تھا کہ آل انڈیا سنی کانفرنس میں شامل ہو کر قیام پاکستان کو شش کرنے والے ایک دو نہیں ۲۲ ہزار علماء ومشائخ کا ریکارڈ مرکزی دفتر مراد آباد میں موجود تھا لیکن قیام پاکستان کے بعد حالات کے باعث یہ ریکارڈ تلف ہو گیا (تاریخ آل انڈیا سنی کانفرنس از جلال الدین قادری مطبوعہ ماہنامہ معارف رضا کراچی دسمبر ۲۰۱۵ء ص ۲۰)

حضرت مولانا ابوالحسنات سید محمد احمد قادری لاہوری (۱۸۶۶ء۔۱۹۶۱ء) نے تحریک پاکستان میں شاندار خدمات انجام دیں۔ ۱۹۳۶ء میں مسلم لیگ کی حمایت کا اعلان فرمایا اور اس کے پروگرام کو عوام تک پہنچانے کیلئے شب و روز مصروف رہتے علمائے پنجاب میں سب سے پہلے آپ ہی نے مسلم لیگ کی حمایت کا اعلان کیا۔ ۱۹۴۰ء میں جب منٹو پارک (اقبال پارک) لاہور میں قرارداد پاکستان منظور ہوئی تو آپ اس جلسہ کے سرگرم کارکنوں میں سے تھے۔ ۱۹۴۵ء میں حج کیلئے تشریف لے گئے تو علماء کے عظیم اجتماع میں تحریک پاکستان پر روشنی ڈالی اور علماء کو اپنا ہمنوا بنایا۔ بعد میں قائداعظم کے ملاقات کر کے نظریہ پاکستان کی حمایت میں قلمی محاذ سنبھالا روزنامہ احسان لاہور میں نظریہ پاکستان کی حمایت میں ایک طویل مضمون پانچ قسطوں میں شائع کرایا قائداعظم امیر ملت علی پوری اور پیر صاحب مانکی شریف کے ساتھ مل کر ملک گیر دورے کر کے عوام کو نظریہ پاکستان سے روشناس کیا اور عوام میں تحریر و تقریر سے پاکستان کی حمایت جذبہ پیدا کیا۔ ۵ اگست ۱۹۴۵ء کے روزنامہ احسان لاہور میں مسلم لیگ کے حامی علماء کی تنظیم کی ضرورت کے عنوان سے آپ کا ایک بیان چھپا جس سے مسلم لیگ کو زبردست تقویت ملی بیان

کچھ یوں تھا: میں عنقریب تنظیم علماء ومشائخ کی صوبائی کانفرنس کرنا چاہتا ہوں اور مجھے امید ہے کہ مسلم نما ہنود پرور دشمنانِ ملت کی بدخواہی ودین فروشی جو ظاہر ہو چکی ہے وہ بیش از بیش واضح ہو جائے گی اور برادران اسلام کی خدمت میں خاص طور پر گزارش ہے کہ ہر صوبے کے علماء ومشائخ کی خدمت تک میرا یہ مضمون پہنچائیں اور انہیں تنظیم کے لیے آمادہ کریں میں صوبہ پنجاب کے علماء ومشائخ کی خدمت میں علیٰحدہ علیٰحدہ عریضہ بھیجنے والا ہوں وہ یکجہتی کے ساتھ تیار ہو کر مسلم حقوق کی نگرانی میں سرگرم عمل ہو جائیں۔ تاکہ پاکستان کی پوری حمایت ہو اور آئندہ انتخاب جو آنے والا ہے اس میں علماء ومشائخ کے ارادے کے خلاف ووٹ نہ دیا جائے ۱۴ تا ۱۶ ستمبر ۱۹۴۵ء بروز جمعہ ہفتہ اتوار دارالعلوم مرکزی انجمن حزب الاحناف لاہور کے سالانہ اجلاس کے موقع پر ہندوستان وپنجاب کے اکابر علماء اہلسنت کا اجتماع ہوا اجلاس کی صدارت حضرت امیر ملت محدث علی پوری قدس سرہ نے فرمائی اس موقع پر صوبائی سنی کانفرنس کا قیام عمل میں لایا گیا جس کا صدر مولانا ابوالحسنات کو چنا گیا اور فیصلہ کیا گیا کہ کانگرس احرار خاکسار اور یونی نسٹ ہرگز ہرگز مسلمانوں کی نمائندہ جماعتیں نہیں ہیں کانگرس شرکین ومرتدین کی جماعت ہے اسلام اور مسلمانوں کی بدترین دشمن ہے اس سے یہ ہرگز توقع نہیں کہ یہ مسلمانوں کے حقوق کی نمائندگی کر سکے لہٰذا مسلمانوں کو اپنا قیمتی ووٹ کانگرس کو دینا حرام ہے اور احرار خاکسار اور یونی نسٹ وغیرہ نہرو کے زرخرید ہیں انہیں مسلمانوں کی نمائندگی کا کوئی حق نہیں ہے اس اجلاس کے بعد مولانا ابوالحسنات نے مسلم لیگ کا پیغام قریہ قریہ پہنچانے کے لیے بے شمار دورے کئے اور جلسوں کے ذریعے مسلم لیگ کے پیغام کو ہر دل کی دھڑکن بنا دیا۔ ۹، ۱۰، ۱۱ جنوری ۱۹۴۶ء کو جمعیت علماء اسلام پنجاب کی طرف سے اسلامیہ کالج لاہور کی گراؤنڈ میں معروف مسلم لیگی رہنما چوہدری عبدالکریم (ف ۱۹۸۱ء) نے ایک علماء ومشائخ کانفرنس بلائی جس کی صدارت حضرت امیر ملت نے فرمائی۔

اس کانفرنس میں گورنر کے نافذ کردہ قانون کہ مذہب اور اللہ کے نام پر ووٹ مانگنا حرام ہے کی خلاف ورزی کا فیصلہ کیا گیا چوہدری عبدالکریم (قلعہ گوجر سنگھ لاہور میں عبدالکریم روڈ انہیں کے نام سے موسوم ہے) مائیک پر آئے اور عوام سے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ اسلام کے نام پر مسلم لیگ کو ووٹ دیں اگر آپ نے مسلم لیگ کو ووٹ نہ دیا تو حضور اکرم ﷺ بھی ناراض ہوں گے اور اللہ کا غضب بھی نازل ہوگا۔ ......اپریل ۱۹۴۶ء میں آل انڈیا سنی کانفرنس بنارس میں بڑی سرگرمی سے حصہ لیا بحیثیت صدر پنجاب سنی کانفرنس اپنی ذمہ داریوں کو کما حقہ پورا کیا سول نافرمانی تحریک چلی تو آپ نے بڑھ چڑھ کر حصہ لیا قید وبند کی صعوبتوں سے نبرد آزما ہوئے۔ ۹ مارچ ۱۹۴۹ء کو پہلی دستور ساز اسمبلی میں جو قرارداد مقاصد پیش کی گئی اس میں آپ کی مساعی کا بڑا دخل ہے آپ نے عوام وخواص کے دلوں پر یہ بات نقش کر دی کہ ہم نے پاکستان کا مطالبہ اسلام اور صرف اسلام کے نام پر کیا ہے لہٰذا پاکستان کا دستور بھی اسلامی بنیاد پر مرتب ہونا چاہیے (تحریک پاکستان اور علمائے کرام ص ۲۷۳ تا ۲۷۶۔ تذکرہ علمائے اہلسنت وجماعت لاہور از علامہ اقبال احمد فاروقی مطبوعہ لاہور ۱۹۷۵ء شمیم ولایت از ابو مظہر چشتی مطبوعہ لاہور

۱۹۹۳ء ماہنامہ قطب مدینہ کراچی فروری ۲۰۰۲ء ماہنامہ ترجمان سپاہ مصطفیٰ مظفر گڑھ اگست ستمبر ۱۹۹۷ء امیر ملت اور تحریک پاکستان از محمد صادق قصوری مطبوعہ لاہور ۱۹۹۴ء رضائے مصطفیٰ گوجرانوالہ ۲۲ نومبر ۱۹۶۶ء ص ۵ نوائے وقت ۱۶۔ ۱۲۔ ۶۵ء رضائے مصطفیٰ گوجرانوالہ نومبر ۱۹۶۹ء ص ۵ روزنامہ کوہستان لاہور روزنامہ امروز ۵ نومبر ۱۹۶۷ء)

مولانا حکیم معراج الدین احمد امرتسری (۱۸۸۶ء۔ ۱۹۴۸ء) ۲۳ مارچ ۱۹۴۰ء کو قرارداد پاکستان منظور ہوئی تو حکیم صاحب نے الفقیہہ کے صفحات تحریک پاکستان کو کامیابی سے ہمکنار کرنے کے لیے وقف کر دیئے آل انڈیا مسلم لیگ اور آل انڈیا سنی کانفرنس کی خبریں نمایاں طور پر شائع کر کے تحریک پاکستان کے حق میں اداریے لکھ کر تحریک کو تقویت بخشی حضرت امیر ملت علیپوری کے اس مرید نے قیام پاکستان کے سلسلہ میں جو بے مثال خدمات انجام دیں۔ الفقیہہ کی فائلیں آج بھی ان کی گواہی دے رہی ہیں سواد اعظم اہلسنت کے اس ترجمان نے ۱۹۴۲ء کے اوائل سے امرتسر کے ساتھ ساتھ لفظ پاکستان کا اضافہ کر دیا تھا۔ ۴۶۔ ۱۹۴۵ء کے تاریخ ساز الیکشن میں حکیم صاحب نے الفقیہہ کے ذریعے جو کردار ادا کیا۔ وہ آپ زر سے لکھنے کے قابل ہے۔ جنوری ۱۹۴۷ء میں جب خضر حیات ٹوانہ (۱۹۰۰ء۔ ۱۹۷۵ء) نے مسلم لیگ کے سامنے گھٹنے ٹیک کر استعفیٰ دے دیا تو اس معرکہ میں الفقیہہ کی خدمات بھی شامل تھیں...... امرتسر میں لاکھوں کی جائیداد چھوڑ کر آنے والے اس مرد جلیل کو پاکستان میں سر چھپانے کے لیے جگہ نہ مل سکی اگر ملی تو صرف قبر کے لیے دو گز زمین۔ ۱۴ اگست ۱۹۹۶ء کو تحریک پاکستان ورکرز ٹرسٹ لاہور نے ان کی خدمات کا اعتراض کرتے ہوئے تحریک پاکستان گولڈ میڈل دیا جو ان کے صاحبزادے فیاض الدین احمد نے وصول کیا۔ (تحریک پاکستان میں علماء ومشائخ کا کردار از محمد صادق قصوری مطبوعہ تحریک پاکستان ورکرز ٹرسٹ لاہور ۲۰۰۸ء ص ۱۵۳ تا ۱۵۵۔ پاکستان و ہند میں مسلم صحافت کی مختصر ترین تاریخ از ڈاکٹر مسکین علی حجازی مطبوعہ لاہور ۱۹۸۹ء خفتگان خاک لاہور از پروفیسر محمد اسلم لاہور ۱۹۹۳ء)

مولانا نور الحسن سیالکوٹی (۱۸۶۰ء۔ ۱۹۵۵ء) نے ۱۹۳۷ء میں پیرومرشد کے حکم پر تحریک پاکستان کے لیے وقف ہو گئے اور مسلم لیگ کی حمایت میں تقریریں شروع کیں آپ نے کانگرس اور احراری علماء کو ہر میدان سے بھگایا اور نظریہ پاکستان کی دل وجان سے تبلیغ و اشاعت کر کے عوام کو تحریک پاکستان کا ہمنوا بنایا۔ ۱۹۴۰ء میں لاہور میں قرارداد پاکستان پاس ہوئی تو اس کی حمایت میں علمائے سیالکوٹ سے فتویٰ جاری کروایا اور مسلمانوں پر پاکستان کی حقیقت واضح کرنے کے لیے پنجاب کے اکثر اضلاع کا دورہ کیا۔ ۴۶۔ ۱۹۴۵ء کے انتخابات میں مسلم لیگ امیدواروں کی کامیابی کے لیے دن رات ایک کر دیا ضلع سیالکوٹ میں مسلم لیگ کی کامیابی میں آپ کی کوششوں کا بہت عمل دخل ہے۔ اس کے بعد بھی جدوجہد جاری رکھی یہاں تک کہ آزادی کی صبح طلوع ہوگئی۔ یاد رہے کہ ان سب تحریکوں میں حصہ لینے کی پاداش میں آپ کو کئی بار

داخل زنداں بھی ہونا پڑا (تحریک پاکستان میں علماء ومشائخ کا کردار از محمد صادق قصوری مطبوعہ لاہور ۲۰۰۸ء ص ۲۲۹۔۲۳۰۔ تاریخ سیالکوٹ از رشید نیاز مطبوعہ سیالکوٹ طبع اول ۱۹۵۸ء طبع دوم ۱۹۹۸ء عظیم قائداعظم تحریک جلد اول از ولی مظہر ایڈووکیٹ مطبوعہ ملتان ۱۹۸۳ء)

مفتی محمد صاحب داد خاں (۱۸۹۸ء۔۱۹۶۵ء) ۱۹۳۹ء میں مسلم لیگ میں شامل ہو کر کانگرسی حکومت کے خلاف مسجد منزل گاہ سکھر کی آزادی کی تحریک میں حصہ لیا سندھ میں مسلم لیگ کو منظم کرنے کے لیے فعال جدوجہد کی ۴۶،۱۹۴۵ء کے انتخابات میں مسلم لیگی امیدواروں کی کامیابی کے لیے بھرپور دورے کئے (تحریک پاکستان میں علماء ومشائخ کا کردار از محمد صادق قصوری مطبوعہ لاہور ۲۰۰۸ء ص ۲۷۳۔ انسا ئیکلو پیڈیا تحریک پاکستان از اسد سلیم شیخ مطبوعہ لاہور ۱۹۹۹ء تذکرہ اکابر اہلسنت از عبدالحکیم شرف قادری مطبوعہ لاہور ۱۹۷۶ء)

علامہ محمد یعقوب خاں سیالکوٹی (۱۹۲۳ء۔۱۹۹۷ء) پیرومرشد حضرت امیر ملت کے والد وشیدا تھے انہی کے حکم پر تحریک پاکستان میں فعال کردار ادا کیا۔ ۱۹۳۷ء میں سٹی مسلم لیگ سیالکوٹ کی بنیاد رکھی گئی تو آغاز غلام حیدر خاں پہلے صدر چنے گئے علامہ صاحب ایک نوجوان سرگرم کارکن کی حیثیت سے مسلم لیگ کے افق پر نمودار ہوئے اور پھر اپنی خداداد صلاحیتوں کی بدولت سیالکوٹ مسلم لیگ میں ایسے چھائے کہ ان کے بغیر کوئی جلسہ کامیاب نہیں سمجھا جاتا تھا۔ دارالعلوم شہابیہ سیالکوٹ سے مولانا محمد علی کاندھلوی کی زیر قیادت قوم پرست مسلمانوں کی ترجمانی کیلئے ایڑی چوٹی کا زور لگایا جاتا تھا اور مسلم لیگ اور نظریہ پاکستان کے خلاف مذموم پروپیگنڈا کیا جاتا تھا۔ مسلم لیگ کی طرف سے علامہ محمد یعقوب خاں ایسے دلائل وبراہین سے مسلم لیگی موقف کی وضاحت فرماتے کہ مخالفین کے کئے کرائے پر پانی پھر جاتا وہ پھر از سرِ نو مسلم لیگ پر حملہ آور ہوتے مگر ادھر سے سخت جواب ملنے پر خاسرونامراد ہو جاتے ۴۶۔۱۹۴۵ء کے انتخابات مسلمانوں کی قسمت کا فیصلہ تھے حضرت امیر ملت ان کی اولاد امجاد اور مریدین نے طوفانی دورے کر کے مخالفین پاکستان کے مکروہ مزموم عزائم کو ناکام بنا دیا انہی دنوں حضرت امیر ملت کو سیالکوٹ شہر میں تشریف لا کر خطاب فرمانے کی دعوت دی گئی۔ آپ شدید علالت اور کبرسنی کے باوجود تشریف لائے نقاہت کے باعث کسی جلسہ میں تقریر کرنے کی سکت نہ تھی آپ نے پکا گڑھا (سیالکوٹ کی ایک آبادی) میں قیام فرمایا آپ کے مریدین اور ہزاروں شہری روزانہ حاضری دیتے تو آپ چارپائی پر ہی حاضرین کو خطاب فرماتے اور تلقین کرتے کہ وقت کا تقاضا ہے کہ مسلم لیگی امیدواروں کی بھرپور اعانت کی جائے آپ کی ہدایت نے ایک ولولہ پیدا کیا اور سیالکوٹ کے شہری والہانہ انداز میں انتخابی مہم کو کامیاب بنانے کے لیے سرگرم عمل ہو گئے اس موقع پر علامہ محمد یعقوب خاں بھی اپنی خطابت کے جوہر دکھاتے یوں حضرت امیر ملت کے اس مرید خاص کی مساعی جمیلہ سے لوگوں نے مسلم لیگی امیدواروں کا بھرپور ساتھ دیا جب الیکشن کا نتیجہ سامنے آیا تو مخالفین خس وخاشاک کی طرح بہہ گئے .... ۴ جولائی ۱۹۴۷ء کو صوبہ سرحد میں ریفرنڈم ہونا قرار پایا تو سرحدی گاندھی عبدالغفار خاں کی سازشوں کو ناکام بنانے کے لیے متحدہ ہندوستان سے مسلم لیگی رہنما اور کارکن اس مہم میں شامل ہونے

کے لیے سرحد پہنچ گئے۔ حضرت امیر ملت پیرانہ سال اور علالت طبع کی وجہ سے خود تشریف نہ لے جاسکے انہوں نے اپنے صاحبزادوں، مریدوں اور رادتمندوں کو اس جہاد میں حصہ لینے کیلئے بھیجا سیالکوٹ سے علامہ محمد یعقوب خاں کی زیر قیادت ایک وفد آپ کے حکم پر تشکیل دیا گیا اس وفد نے حویلیاں مانسرہ اور نواحی علاقہ میں پاکستان کی حمایت حاصل کرنے کیلئے بھرپور تگ و دو کی (تحریک پاکستان میں علماء مشائخ کا کردار از محمد صادق قصوری مطبوعہ لاہور ۲۰۰۸ء ص ۴۱۹ تا ۴۲۱۔ تاریخ سیالکوٹ از رشید نیاز مطبوعہ سیالکوٹ طبع دوم ۱۹۹۸ء تحریک پاکستان میں سیالکوٹ کا کردار از خواجہ محمد طفیل مطبوعہ سیالکوٹ ۱۹۸۷ء جہان امیر ملت از محمد صادق قصوری مطبوعہ ۲۰۰۱ء ماہنامہ رضائے مصطفیٰ گوجرانوالہ اکتوبر ۱۹۹۷ء سیاسی اتار چڑھاؤ از منیر احمد مطبوعہ لاہور ۱۹۸۵ء)

مولانا محمد عبداللہ قصوری (۱۹۲۰ء۔۱۹۹۹ء) ۱۹۴۰ء کے اجلاس لاہور کے بعد جب مسلم لیگ نے قیام پاکستان کیلئے سر دھڑ کی بازی لگادی شہر شہر قریہ قریہ گاؤں گاؤں میں مسلم لیگ کا نعرہ "مسلم لیگ میں آنا عام کرنے کی مہم تیز کر دی تو مولانا محمد عبداللہ قادری نے بھی اپنے اکابر کی پیروی میں اپنے علاقہ میں مسلم لیگ کے اس روح پرور نعرے کو کوچہ کوچہ اور گھر گھر پہچانے کے لیے کمر ہمت باندھی دن کو دارالعلوم میں طلباء کو درس و تدریس سے آراستہ کرتے اور رات کو مسلم لیگ کے پیغام کو ہر مسلمان کے دل میں دھڑکن بناتے تھے۔ ۲۷ تا ۳۰ اپریل ۱۹۴۶ء کو بنارس (حال بھارت) میں حضرت امیر ملت کی زیر صدارت آل انڈیا سنی کانفرنس کا تاریخ ساز اجتماع ہوا تو شیخ الحدیث مولانا محمد عبداللہ قادری بھی ایک بہت بڑے قافلہ کی قیادت فرماتے ہوئے اس فقید المثال اجتماع میں شریک ہوئے اور پھر واپس تشریف لا کر کانفرنس کی غرض وغایت اور مقاصد کے حصول کیلئے تن من دھن کی بازی لگادی۔ ۱۹۴۶ء کے انتخابات میں آپ نے مسلم لیگ کی تائید وحمایت میں مقدور بھر کام کیا۔ اپنے علاقہ میں مسلم لیگ کے جلسوں اور اجلاسوں میں شرکت کر کے تحریک پاکستان کو ایک ولولہ تازہ بخشا۔ اس الیکشن میں آپ کے حلقہ میں پنجاب اسمبلی کیلئے مسلم لیگ کے امیدوار میاں افتخار الدین آف باغبانپورہ لاہور (۱۹۰۷ء۔ ۱۹۶۲ء) تھے جبکہ یونی نسٹ پارٹی نے خان صاحب چوہدری اللہ دتہ آف کیسر گڑھ نزد قصور (ف ۱۹۴۹ء) کو ٹکٹ دیا تھا آپ نے دن رات ایک کر کے قصبہ کے ایک ایک گھر جا کر کنویسنگ کی اور علاقہ بھر میں دورے کر کے مسلم لیگ کے امیدوار کے حق میں فضا ہموار کی چنانچہ الیکشن کے روز قصبہ شر سنگھ میں مسلم لیگ کے کیمپ میں عوام وخوا ص کا اژدھام اور ہجوم تجوم تھا جبکہ یونی نسٹ امیدوار کے کیمپ میں ہو کا عالم طاری تھا شام کو جب نتیجہ نکلا تو قصبہ کے تمام ووٹ مسلم لیگی امیدوار کو ملے اور یونی نسٹ امیدوار کے مقدر میں صرف ایک ووٹ ٹھہرا مجموعی طور پر مسلم لیگ امیدوار کو ۶۹۲۹ ووٹ ملے یونی نسٹ امیدوار ۲۱۱۸ ووٹ لے کر خاسر و نامراد اور ناکام و نا شاد ہوا جبکہ کانگرسی امیدوار عبدالغفور ۲۸۳ ووٹ لے کر ضمانت سے ہاتھ دھو بیٹھا القصہ مسلم لیگی امیدوار کی کامیابی کامرانی میں حضرت شیخ الحدیث مولانا محمد عبداللہ قادری کی مساعی جمیلہ کارفرما تھیں جبکہ دوسرے علماء و مشائخ نے بھی اس حلقہ میں اپنا

اثر ورسوخ استعمال کیا یوں ۱۴ اگست ۱۹۷۷ کو ہمیں سورج سے بھی روشن منزل پیارے پاکستان کی صورت میں مل گئی۔ (تحریک پاکستان میں علماء مشائخ کا کردار از محمد صادق قصوری مطبوعہ لاہور ۲۰۰۸ء ص ۴۲۳۔ ۴۲۴ تاریخ مشائخ قادریہ رضویہ برکاتیہ از محمد صادق قصوری مطبوعہ لاہور ۲۰۰۴ء تذکرہ علمائے اہلسنت لاہور از علامہ اقبال احمد فاروقی مطبوعہ لاہور ۱۹۷۵ء سیدی ابوالبرکات از علامہ سید محمود احمد رضوی مطبوعہ لاہور ۱۹۷۹ء ماہنامہ رضائے مصطفیٰ گوجرانوالہ مارچ ۱۹۹۹ء ماہنامہ جہان رضا لاہور مارچ ۱۹۹۹ء ماہنامہ العلماء لاہور مارچ ۱۹۹۹ء ماہنامہ نور الحبیب بصیر پور اوکاڑا مارچ ۱۹۹۹ء)

سید محمد عباس کرمانی شیر گڑھی (۱۹۱۶ء۔ ۲۰۰۰ء) نے تحریک پاکستان میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیا مسلم لیگ کے پلیٹ فارم سے آزادی وطن کے مساعی رہے اور مسلم لیگ کے سالانہ اجلاس دہلی ۱۹۴۳ء میں شریک ہو کر نواب بہادر یار جنگ (۱۹۰۵ء۔ ۱۹۴۴ء) سے متعارف ہوئے۔ دسمبر ۱۹۴۵ء کے مرکزی اسمبلی کے انتخابات میں مسلم لیگ کی مقبولیت سے بوکھلا کر انگریز حکومت نے ایک قانون جاری کیا جس کی رو سے مذہب اور اللہ تعالیٰ کے نام پر ووٹ مانگنا جرم قرار دے دیا گیا اور اس جرم کی سزتین سال قید اور جرمانے مقرر کی گئی اس پر لاہور کے ایک جیالے مسلم لیگی چوہدری عبدالکریم نے ۹۔ ۱۰۔ ۱۱ جنوری ۱۹۴۶ء کو اسلامیہ کالج لاہور کی گراؤنڈ میں جمعیت علماء اسلام پنجاب کی کانفرنس بلائی جس کی صدارت امیر ملت نے فرمائی کانفرنس میں گورنر کے نافذ کردہ قانون کی خلاف ورزی کا فیصلہ کیا گیا۔ چوہدری عبدالکریم نے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ اسلام کے نام پر مسلم لیگ کو ووٹ دیں اگر آپ نے مسلم لیگ کو ووٹ نہ دیا تو حضور اکرم ﷺ ناراض ہوں گے اور اللہ کا غضب بھی نازل ہوگا اس کانفرنس میں دیگر علماء ومشائخ کے علاوہ پیر محمد عباس شاہ کرمانی نے بھی شرکت کی جبکہ عوام کی بھاری تعداد نے شریک ہو کر کانفرنس کو کامیاب بنایا فروری ۱۹۴۶ء کے صوبائی انتخابات میں پیر سید محمد عباس کرمانی نے مسلم لیگی امیدواروں کی کامیاب کیلئے بھرپور دورے کئے اور اپنی تمام تر مساعی بروکار لائے اس سلسلہ میں شیر گڑھ میں آپ کی زیر صدارت مسلم لیگ کا ایک عظیم الشان جلسہ انعقاد پذیر ہوا جس سے راجہ غضنفر علیخاں (۱۸۹۵ء۔ ۱۹۶۳ء) میاں ممتاز محمد خاں دولتانہ (۱۹۱۶ء۔ ۱۹۹۵ء) اور سردار شوکت حیات خاں (۱۹۱۲ء۔ ۱۹۹۸ء) نے خطاب کیا اس جلسہ کے بعد اس علاقہ میں مسلم لیگ کی دھاک بیٹھ گئی الیکشن کا بازار گرم ہوا تو حلقہ ۶۳ دیپال پورے مسلم لیگ کے امیدوار پنجاب اسمبلی سید عاشق حسین کرمانی (ف ۱۹۵۷ء) ۶۸۸۲ ووٹ لیکر کامیاب ہو گئے جبکہ یونی نسٹ امیدوار خان بہادر نور احمد ۳۱۸۰ ووٹ لیکر شکست سے دو چار ہوئے (تحریک پاکستان میں علماء ومشائخ کا کردار از محمد صادق قصوری مطبوعہ لاہور ۲۰۰۸ء ص ۶۹۷۔ ۶۹۸۔ حضرت امیر ملت اور تحریک پاکستان از محمد صادق قصوری مطبوعہ لاہور ۱۹۹۴ء وفیات مشاہیر پاکستان از پروفیسر محمد اسلم مطبوعہ اسلام آباد ۱۹۹۰ء عظیم قائد اعظم تحریک جلد اول از ولی مظہر ایڈووکیٹ مطبوعہ ملتان ۱۹۸۳۔ مقامات داؤدی از عبدالباقی بن جان محمد (اردو ترجمہ از ڈاکٹر خواجہ حمید

یزدانی مطبوعہ رینالہ خورد ضلع اوکاڑا ۱۹۹۱ء روزنامہ نوائے وقت لاہور ۱۹ دسمبر ۲۰۰۰ء)

امام المحدثین سید ابو محمد دیدار علیشاہ الوری (۱۲۷۳ھ۔ ۱۳۵۴ھ) دوقومی نظریہ کی حمایت میں آپ کا کردار نہایت روشن اور نمایاں ہے آپ نے دوقومی نظریہ کی حمایت میں ایک جامع فتویٰ مرتب فرما کر شائع کیا جس سے کانگرس نواز علماء بڑے چراغ پا ہوئے اور پورے ہندوستان میں کھلبلی مچ گئی ہندو اور کانگریسی علماء نے شدید مخالفت کی مگر آپ نے سینہ سپر ہو کر ان کا مقابلہ کیا مولانا محمد علی جوہر اور مولانا شوکت نے دوقومی نظریہ کی تائید میں آپ کے ٹھوس دلائل سنے تو انہوں نے سر تسلیم خم کر دیا اور لاہور کی تاریخی جامع مسجد وزیر خان میں منعقد عظیم الشان جلسہ میں اپنی غلطی کا اعتراف کر کے دوقومی نظریہ کی مکمل تائید کا اعلان کیا ایک دفعہ مسجد وزیر خان میں کانگریسی اور احراری علماء نے ایک بہت بڑے سیاسی جلسے کا اہتمام کیا آپ خطیب مسجد ہونے کی حیثیت سے مدعو تھے آپ نے اسی اسٹیج پر اس شدومد سے کانگریسی اور احرار کے سیاسی خیالات پر تنقید کی کہ حاضرین جھوم اٹھے اور کانگریسی علماء وہ خیالات اپنے ساتھ ہی لیکر چلے گئے جو لاہور والوں تک پہنچانے کے لیے آئے تھے (محمود احمد رضوی، سید، مولانا: سیدی ابوالبرکات مطبوعہ لاہور ۱۹۷۹ء اقبال احمد فاروقی، پیرزادہ: تذکرہ علماء اہلسنت لاہور مطبوعہ لاہور ۱۹۷۵ء ماہنامہ معارف رضا کراچی جنوری ۲۰۱۶ئ ص ۳۵۔ ماہنامہ ضیائے حرم لاہور اگست ۱۹۹۷ء)

حجۃ الاسلام علامہ محمد حامد رضا خان قادری بریلوی (۱۲۹۲ھ۔ ۱۳۶۲ھ) دوقومی نظریہ کی پاسبانی میں آپ کا کردار کسی سے پوشیدہ نہیں ہے۔ مارچ ۱۹۲۵ء میں مسلمانوں کی مذہبی علمی اور سیاسی ترقی کیلئے مقتدر علماء حق نے آل انڈیا سنی کانفرنس کی بنیاد رکھی کانفرنس کے بانی اراکین میں شہزادہ اعلیٰ حضرت حجۃ الاسلام کا اسم گرامی سرفہرست ہے کانفرنس کے پہلے تاسیسی اجلاس میں بحیثیت صدر مجلس استقبالیہ جو خطبہ ارشاد فرمایا وہ مسلمانوں کی سیاسی، سماجی، مذہبی، معاشی، معاشرتی، عمرانی ترقی کے واضح اور ملکی لائحہ عمل پر مبنی ہے۔ وقت گزرنے کے باوجود آج بھی وہ خطبہ واضح نشان راہ ہے اسی خطبے میں آپ نے ہندو مسلم اتحاد کی بجائے مسلمانوں کے آپس میں اتحاد و اتفاق کی ضرورت پر زور دیتے ہوئے فرمایا: بے شک دو گھوڑوں کو ایک گاڑی میں جوڑ کر زیادہ وزن کھینچا جا سکتا ہے لیکن بکری اور بھیڑیے کو ایک جگہ جمع کر کے کوئی فائدہ نہیں اٹھایا جا سکتا مسلمانوں کو ہندوؤں سے دور رہنے کی تلقین کرتے ہوئے فرمایا: یہ سمجھتے رہنا چاہیے کہ یہ دشمن موقع کی تاک میں ہے اور موقع مل جائے تو وہ ہمارے ساتھ کمی کرنے والا نہیں ہم اپنے آپ کو اس موقع سے بچاتے رہیں اب نہ ہو کہ پچھلے زمانہ کی طرح دشمنوں پر اعتماد کیا جائے اپنی باگ ان کے ہاتھ میں دیدی جائے اپنی کشتی کا ناخدا ان کو مان کر اپنے آپ کو اپنے ہاتھوں موت کے منہ میں ڈالا جائے آنکھیں بند کر کے ان کی تقلید کرنے لگیں جس راہ میں وہ ہمیں لے چلیں ہم وہ راہ چل کھڑے ہوں ماضی قریب کی سیاسی جماعتوں اور کمیٹیوں کے اغوا مسلمان ان غلطیوں کا شکار ہو چکے ہیں جن کے نتائج آج یہ رونما ہو رہے ہیں کہ ہندوؤں نے مسلمانوں کے استحصال پر کمر باندھ لی ہے کہیں مرتد کرنے کی کوششیں ہیں کہیں تیغ

وتفنگ سے حملے ہیں کہیں قانونی شکنجوں میں کسا جاتا ہے یہ سب اسی ہندو پرستی کا صدقہ ہے جو پچھلے چار پانچ سال مسلمان کر چکے ہیں۔(محمد جلال الدین احمد قادری، مولانا: خطبات آل انڈیا سنی کانفرنس مطبوعہ لاہور ۱۹۷۸ء۔ص ۱۵۶۔۱۷۲)

صدر الشریعہ علامہ مفتی محمد امجد علی اعظمی قادری (۱۲۹۶ھ۔۱۳۳۷ھ) دوقومی نظریہ کے عظیم مبلغ اور رہنما تھے۔۱۹۲۱ء کو بریلی میں جمعیۃ العلماء ہند کا اجلاس منعقد ہوا۔جس میں مشہور کانگریسی راہنما ابوالکلام آزاد کے علاوہ دوسرے لیڈر بھی شریک ہوئے جمعیت کے لیڈر اس جوش وخروش آئے تھے کہ گویا ہندو مسلم اتحاد کے مخالف علماء اہلسنت کو لاجواب کر دینگے صدر الشریعہ نے جماعت رضائے مصطفیٰ بریلی کے شعبہ علمیہ کے صدر کی حیثیت سے اراکین جمعیت کے ہندوؤں سے اتحادو داد کے بارے میں ستر سوالات (اتمام حجت) مرتب کر کے قائدین جمعیت کو بھجوایا بار باراصرار اور مطالبہ کے باوجود انہوں نے کوئی جواب نہ دیا اور راہ فرار اختیار کی۔۲۸۔۳۰ جنوری ۱۹۴۶ء کو بریلی شریف میں تحریک پاکستان کی راہ ہموار کرتے ہوئے صدر اشریعہ نے فرمایا: ہماری تمام سنی کانفرسیں جو ملک کے گوشہ گوشہ میں ہر ہر صوبہ میں قائم ہیں کانگریس کے مقابلہ میں پوری جدوجہد کر رہی ہیں چنانچہ پچھلے الیکشن میں ان کانفرنسوں کی کوششیں کامیاب ہوئیں اور کانگریس کو شکست ہوئی کانفرنس کی کوشش بہت مفید ثابت ہوئیں اس وقت (عرس کے موقع پر) ہم پھر یہی اعلان کرتے ہیں کہ مسلمان کانگریس کو کانگریس کے کھڑے ہوئے امیدوار کو کانگریس کی حامی جماعت جمعیت علماء دیوبند پارٹی مولوی حسین احمد کے زیر اثر طوفان برپا کر رہی ہے اس کے علاوہ احرار وخاکسار یونی نسٹ وغیرہ جن سے کانگریس کو مدد پہنچ رہی ہے یا جو کانگریس کی ہواخواہی میں ایڑی چوٹی کا زور لگا رہے ہیں مسلمان ہرگز ان کی فریب کاری میں نہ آئیں (محمد جلال الدین احمد قادری مولانا: مولانا ابوالکلام آزاد کی تاریخی شکست مطبوعہ لاہور ۱۹۹۶ء محمد جلال الدین قادری مولانا: خطبات آل انڈیا سنی کانفرنس مطبوعہ لاہور ۱۹۷۸ء ص ۳۲۰۔۱۰۹ء معارف رضا کراچی جنوری ۲۰۱۱ء ص ۷۳۔ ماہنامہ ضیائے حرم لاہور اگست ۱۹۹۷ء ص ۶۲)

صدر الافاضل علامہ سید محمد نعیم الدین مرادآبادی (۱۸۸۳ء۔۱۹۴۸ء) کی تحریک پاکستان میں خدمات اظہر من الشمس ہیں آپ طبقہ علماء میں غالباً پہلے عالم ہیں۔جنہوں نے حکیم الامت علامہ اقبال کی تقسیم ہند کی تجویز کی پُرزور تائید کی۔۱۹۴۶ء کی معروف سنی کانفرنس بنارس کے آپ روح رواں تھے اس موقع پر آپ نے یہ اعلان کیا تھا اگر آل انڈیا مسلم لیگ پاکستان کے مطالبے سے دستبردار بھی ہو جائے تو آل انڈیا کانفرنس اس مطالبے سے دست کش نہیں ہوگی آپ کی بھرپور کوششوں سے کانفرنس میں یہ قرارداد بھی متفقہ طور پر منظور کر لی گئی۔آل انڈیا کانفرنس کا یہ اجلاس مطالبہ پاکستان کی پُرزور حمایت کرتا ہے اور اعلان کرتا ہے کہ علماء ومشائخ اہلسنت اسلامی حکومت کے قیام کی تحریک کو کامیاب بنانے کے لیے ہر امکان قربانی کے واسطے تیار ہیں اور یہ اپنا فرض سمجھتے ہیں کہ ایک ایسی حکومت قائم کریں جو قرآن کریم اور حدیث نبوی کی روشنی میں

فقہی اصول کے مطابق ہو مسلم لیگ کی حمایت میں آپ کا درج ذیل تاریخی اعلان بھی نا قابل فراموش ہے۔ مسلمانوں کو اپنے قیمتی ووٹ کانگریس کو دینا حرام ہے اور احرار خاک یونی نسٹ وغیرہ کو بھی مسلمان اکثریت سے کٹ کر گاندھی نہرو کے زرخرید غلام ہیں انہیں مسلمانوں کی نمائندگی کا کوئی حق نہیں ہے مسلمانوں کے ووٹ حاصل کرنے کا حق صرف اسی سنی صحیح العقیدہ مسلمانوں کو ہے جو کونسلوں میں جا کر مسلمانوں کے جائز حقوق کی نگہداشت کریں اور احکام شریعت کے مطابق جدوجہد کریں تحریک پاکستان کا آغاز ہوتے ہی آپ نے نظریہ پاکستان سے روشناس کرنے کے لیے آل انڈیا سنی کانفرنس کے پلیٹ فارم سے غیر منقسم برصغیر کے ہر شہر و قریہ میں علماء اہلسنت کی جماعت کے ساتھ دورے شروع کر دیئے صوبہ جات مدارس و گجرات کاٹھیاوار جونا گڑھ راجپوتانہ دہلی یوپی پنجاب بہار غیر منقسم بنگال میں کلکتہ ہگلی چوبیس پرگنہ اور ڈھاکہ کرنافلی چاٹگام سلہٹ پڑہ وغیرہ میں بغیر سکون وقفہ کے دورے شروع فرمائے اور سنی کانفرنس کی تنظیم واحیاء کے سلسلہ میں آپ نے دن رات ایک کر دیا۔ قیام پاکستان کے بعد مارچ ۱۹۴۸ء میں صدر الافاضل سید محمد محدث کچھوچھوی مفتی محمد عمر نعیمی اور مفتی غلام معین الدین نعیمی دہلی سے بذریعہ طیارہ پاکستان تشریف لائے یہاں اسلامی دستور کے نفاذ کے لیے قائداعظم اور نواب زادہ لیاقت علیخان اور دوسرے مقتدر افراد سے گفتگو فرمائی انہی دنوں آپ کی طبیعت خراب ہوگئی جس کی وجہ سے آپ کو فوراً مراد آباد جانا پڑا اور ان صاحبان سے وعدہ فرمایا کہ دستور اسلامی مرتب کر کے بھیج دوں گا ہندوستان پہنچنے کے بعد کچھ طبیعت سنبھلی تو آپ نے دستور اسلامی کی تدوین و ترتیب شروع کر دی۔ دستور کی تیاری کیلئے مختلف اسلامی ممالک کے دساتیر و قوانین کے مسودے جمع کئے اسلامی دستور کے لیے چند ہی (گیارہ) دفعات لکھی تھیں کہ آپ کی صحت دوبارہ خراب ہوگئی اور آپ اس جہان فانی سے عالم بقاء کی طرف تشریف لے گئے (ماہنامہ ضیائے حرم لاہور اگست ۱۹۹۷ء ص ۶۴ تا ۶۶ ماہنامہ معارف رضا کراچی جنوری ۲۰۱۶ء ص ۳۷ تا ۳۹ تحریک پاکستان میں علماء ومشائخ کر کردار از محمد صادق قصوری تحریک پاکستان اور علمائے کرام از محمد صادق قصوری حیات صدر الافاضل از مولانا حکیم غلام معین الدین نعیمی تذکرہ علمائے اہلسنت از شاہ محمود احمد قادری مطبوعہ کانپور مولانا سید محمد نعیم الدین مرادآبادی از پروفیسر اشتیاق طالب مطبوعہ رضا اکیڈمی لاہور امیر ملت اور آل انڈیا سنی کانفرنس از محمد صادق قصوری مطبوعہ لاہور ۱۹۹۱ء ماہنامہ جہان رضا لاہور جنوری ۱۹۹۸ء ماہنامہ ترجمان اہلسنت کراچی اگست ۱۹۷۱ء تحریک آزادی ہند اور سواد اعظم از پروفیسر محمد مسعود احمد مطبوعہ لاہور ۱۹۷۹ء ماہنامہ قطب مدینہ کراچی فروری ۲۰۰۲ء ماہنامہ ترجمان سیاہ مصطفی مظفر گڑھ اگست ستمبر ۱۹۹۷ء)

علامہ ابوالبرکات سید احمد قادری (۱۳۱۶ھ۔۱۳۹۸ھ) نے تحریک پاکستان میں مجاہدانہ کردار ادا کیا ہے۔ تحریک پاکستان کی تائید حمایت کرتے ہوئے آپ نے نہ صرف دو قومی نظریہ اور قرارداد پاکستان کو تقویت پہنچائی بلکہ مطالبہ پاکستان کی تائید کے لیے نہایت سرگرمی سے حصہ لیا کانگریس علماء کی تردید اور نظریہ پاکستان کی تائید مزید کیلئے اپنے دار العلوم حزب الاحناف کو سالانہ جلسوں کے لیے وقف کر دیا تھا۔

۱۹۴۶ء میں آل انڈیا سنی کانفرنس بنارس میں سرگرمی سے حصہ لیا اور پاکستان کی حمایت میں آل انڈیا سنی کانفرنس کے تاریخی فتوے پر دستخط ثبت فرمائے مطالبہ پاکستان ہی کے سلسلہ میں اسلامی حکومت کا خاکہ مرتب کرنے کے لیے جن اکابر علماء کو نامزد کیا گیا ان میں بھی علامہ ابوالبرکات سید احمد قادری علیہ الرحمہ نمایاں طور پر موجود تھے (محمود احمد رضوی سید، مولانا: سید ابوالبرکات مطبوعہ لاہور ۱۹۷۹ء محمد جلال الدین احمد قادری، مولانا: خطبات آل انڈیا سنی کانفرنس مطبوعہ لاہور ۱۹۷۸ء ماہنامہ معارف رضا کراچی جنوری ۲۰۱۶ء ص ۴۵۔ ماہنامہ ضیائے حرم لاہور اگست ۱۹۹۷ء ص ۶۷۔ ماہنامہ قطب مدینہ کراچی فروری ۲۰۰۲ء ترجمان سپاہ مصطفیٰ مظفر گڑھ ملتان اگست ستمبر ۱۹۹۷ء)

محدث اعظم ہند علامہ سید محمد محدث کچھوچھوی (۱۳۱۱ھ۔۱۳۸۱ھ) نے دیگر مشائخ اہل سنت کے شابہ بشانہ عوام کو مسلم لیگ کے منشور سے آگاہ کر کے نظریہ پاکستان کا ہمنوا بنایا آپ اعلیٰ حضرت محدث بریلوی علیہ الرحمہ کی قائم کردہ جماعت رضائے مصطفیٰ بریلی کے تاحیات صدر رہے بنارس سنی کانفرس ۱۹۴۶ء کے موقع پر آئندہ کے لیے بالاتفاق صدر عمومی مقرر ہوئے اور اسی کانفرنس کے استقبالیہ کے صدر بھی آپ ہی تھے اس سے آپ کی سیاسی بصیرت کا اندازہ لگایا جاسکتا ہے بنارس کی آل انڈیا سنی کانفرنس اور اجمیر کی سنی کانفرنس میں آپ کے خطبات تحریک پاکستان کی حمایت وتائید کے زندہ ثبوت ہیں ان خطبات کو شہرت عام حاصل ہے .... (ماہنامہ معارف رضا کراچی جنوری ۲۰۱۶ء ص ۴۳ ماہنامہ ضیائے حرم لاہور اگست ۱۹۹۷ء ص ۷۲۔ ۷۳۔ اکابر تحریک پاکستان جلد اول از محمد صادق قصوری مطبوعہ گجرات ۱۹۷۶ء خطبات آل انڈیا سنی کانفرنس از محمد جلال الدین قادری گجرات ۱۹۷۸ء محدث اعظم کچھوچھوی اور تحریک پاکستان از محمد اعظم نورانی مطبوعہ لاہور ۱۹۸۸ء تاریخ آل انڈیا سنی کانفرنس از جلال الدین قادری کھاریاں ۱۹۹۹ء نوائے وقت ۳۱ دسمبر ۲۰۰۴ء)

مفتی اعظم ہند علامہ محمد مصطفیٰ رضا خان نوری بریلوی (۱۳۱۰ھ۔ ۱۴۰۲ھ) نے آل انڈیا سنی کانفرنس کے ہر اجلاس میں باقاعدگی سے شرکت فرمائی ۱۹۴۶ء میں آل انڈیا سنی کانفرنس بنارس میں علماء و مشائخ کی جو کمیٹی دستور مرتب کرنے کیلئے منتخب کی گئی آپ کو اس میں سرفہرست رکھا گیا نیز مرکزی دارالافتاء کے سرپرست بھی تجویز کئے گئے تحریک پاکستان کی حمایت میں آل انڈیا سنی کانفرنس کے مشاہیر علماء و مشائخ کا متفقہ فیصلہ اخبار دبدبہ سکندری رامپور میں شائع ہوا جس میں مفتی اعظم ہند کا سرفہرست ہے اس تاریخی فیصلہ کا متن ملاحظہ فرمائیے: آل انڈیا سنی کانفرنس مسلم لیگ کے اس طریقہ عمل کی تائید کر سکتی ہے جو شریعت مطہرہ کے خلاف نہ ہو جیسے کہ الیکشن کے معاملہ میں کانگرس کو ناکام کرنے کی کوشش اس میں مسلم لیگ جس سنی مسلمان کو بھی اٹھائے سنی کانفرنس کے راکین و ممبران اس کی تائید کر سکتے ہیں ووٹ دے سکتے ہیں۔ دوسروں کو اس کا ووٹ دینے کی ترغیب دے سکتے ہیں۔ مسئلہ پاکستان یعنی ہندوستان کے کسی حصہ میں آئین شریعت کے مطابق فقہی اصول پر حکومت قائم کرنا سنی کانفرنس کے نزدیک محمود مستحسن ہے مفتی اعظم ہند نے وائسرائے ہند کے نام ایک ٹیلی گرام میں بھی اس بات پر زور دیا کہ

صرف مسلم لیگ ہی ہندوستان کے مسلمانوں کی نمائندہ جماعت ہے مسلم لیگ کے موقف کی حمایت میں مفتی اعظم ہند کے تار کی خبر اور دیگر علمائے بریلی کا بیان ہفتہ روزہ الفقیہہ امرتسر میں بھی منظر عام پر آیا تھا۔ مشہور نقاد و صحافی شوکت صدیقی نے یوں اعتراف کیا: مولانا مصطفیٰ خاں نے ہمیشہ تحریک پاکستان کی کھل کر حمایت کی (ماہنامہ معارف رضا کراچی جنوری ۲۰۱۶ء ص ۴۰۔۴۱ ماہنامہ ضیائے حرم لاہور اگست ۱۹۹۷ء ص ۶۸۔۶۹۔ محمد صادق قصوری، مجید اللہ قادری پروفیسر: تذکرہ خلفائے اعلیٰ حضرت مطبوعہ کراچی ۱۹۹۲ء محمد جلال الدین قادری، مولانا خطبات آل انڈیا سنی کانفرنس مطبوعہ لاہور ۱۹۷۸ء محمد عبدالحکیم شرف قادری، مولانا اندھیرے سے اجالے تک مطبوعہ لاہور ۱۹۸۵ء ہفت روزہ الفتح کراچی ۲۱ مئی ۱۹۷۶ء ماہنامہ رضائے مصطفیٰ گوجرانوالہ دسمبر ۱۹۸۱ء ص ۱۸)

مولانا احمد رضا خان بریلوی (۱۸۵۶۔۱۹۲۱ء) نے عالم اسلام کی دینی و معاشرتی اصلاح کے علاوہ میدان سیاست میں بھی بیش بہا خدمات انجام دی ہیں۔ آپ نے انفس الفکر اعلام الاعلام تدبیر فلاح ونجات واصطلاح، دوام العیش، المحجہ الموتمنہ فی آیۃ الممتحنہ، الطاری الداری کے علاوہ فتاویٰ رضویہ کی کئی جلدوں میں خصوصا جلد نمبر ۶ میں بڑی تفصیل کے ساتھ اسلامی سیاسیات کے متعدد پہلوؤں کو اجاگر کیا ہے اور اپنے دینی سیاسی نظریات پیش کئے ہیں آپ نے اپنے فتوؤں کے ذریعے ہندو مسلم اتحاد تحریک خلافت تحریک ترک حوالات اور تحریک ذبیحہ گاؤ کے طلسم کو پاش پاش کرتے ہوئے دو قومی نظریہ کا بھرپور پرچار کیا جسے بعد میں دوسرے مسلمان قائدین نے اپنایا معروف سیاستدان اور دانشور مولانا کوثر نیازی تحریر کرتے ہیں کہ: مولانا احمد رضا خاں گاندھی کے بچھائے ہوئے اس دام ہمرنگ زمین کو خوب دیکھ رہے تھے انہوں نے متحدہ قومیت کے خلاف اس وقت آواز اٹھائی جب قائد اعظم اور علامہ اقبال اس کی زلف گرہ کے اسیر تھے دیکھا جائے تو دو قومی نظریات کے عقیدے میں امام احمد رضا خاں مقتداء ہیں اور یہ دونوں حضرات مقتدی ہیں۔ پاکستان کی تحریک کو کبھی فروغ حاصل نہ ہوتا اگر امام احمد رضا خان سالوں پہلے مسلمانوں کو ہندوؤں کی چالوں سے خبردار نہ کرتے ۲۔ یہاں یہ نکتہ وضاحت طلب ہے کہ دسمبر ۱۹۳۱ء میں علامہ اقبال نے باقاعدہ سیاسی پلیٹ فارم سے دوقومی نظریہ پیش کیا اور اس بنا پر ایک الگ اسلامی ریاست کے قیام کا مطالبہ کیا گویا برصغیر میں یہ پہلی آواز تھی جس میں تقسیم ہند کی تجویز پیش کی گئی بلکہ پاکستان کی بانی جماعت مسلم لیگ ۱۹۲۲ء تک ناقابل اعتماد تھی ۳۔ اس سے قبل بہت پہلے علمائے اہلسنت نے نہ صرف دو قومی نظریہ پیش کیا بلکہ تقسیم ہند کی بھی تجویز پیش کی چنانچہ ۱۹۲۰ء میں امام احمد خان بریلوی قدس سرہ نے شدید علالت اور مرض الموت میں مبتلا ہونے کے باوجود ایک فاضلانہ رسالہ تصنیف فرمایا جس میں قرآن وحدیث کے دلائل قاہرہ سے ثابت کیا کہ مسلمان ایک الگ قوم ہیں ان کا کسی غیر مسلم سے اتحاد ناممکن ہے ان کی تہذیب معاشرتی معیشت اور تاریخ باقی اقوام سے الگ ہے۔ فاضل بریلوی کی اس تالیف نے ابتداء میں دو قومی نظریہ کو روشناس کرایا اور تاریخی حقائق کے اعتبار سے یہ بات پایۂ ثبوت کو پہنچ چکی ہے کہ علامہ اقبال اور دیگر مسلم اکابرین نے دوقومی نظریہ

کے بارے میں اس تالیف سے راہ نمائی حاصل کی ہے اس سال ۱۹۲۰ء میں اہلِ سنت وجماعت کے ایک مقتدر عالم جو امام احمد رضا خان علیہ الرحمہ کے مخالفین میں سے تھے محمد عبدالقدیر بدایوانی نے مسٹر گاندھی کے نام ایک کھلا خط تحریر کیا یہ ایک مفصل اور بسوط مضمون تھا جو اخبار ''ذوالقرنین'' (بدایوں بھارت) میں مارچ واپریل ۱۹۳۰ء میں قسط وار شائع ہوا۔۴

سابق وائس چانسلر جامعہ کراچی ڈاکٹر اشتیاق حسین قریشی فرماتے ہیں۔تحریک ترک حوالات کے بعد بریلوی مکتب فکر کی قیادت مولانا نعیم الدین مرادآبادی (امام احمد رضا خان کے تلمیذ وخلیفہ) کے ہاتھوں میں آگئی انہوں نے اپنی جماعت کے کام کو وسیع تر کردیا اور ان کی ہر شاخ پاکستان کے قیام کی جدوجہد میں معروف ہوگئی ۵۔

مشہور مورخ جناب عشرت رحمانی تحریر کرتے ہیں کہ! یہاں اختصار وایجاد کے ساتھ یہ ذکر کرنا ہے کہ ملک کے اکثر علمائے کرام نے قرآن وحدیث کی روشنی میں دوقومی نظریہ کو کس طرح مسلمانوں کے لیے لازمی قرار دیا اور نظریہ پاکستان کی صرف لفظی نہیں بلکہ اس تحریک میں عمل شرکت وحمایت فرمائی۔اس سلسلہ میں سب سے پہلے مولانا احمد رضا خان رحمۃ اللہ علیہ کا اسم گرامی ہے۔۶

اس میں کوئی شبہ نہیں ہے کہ انیسویں صدی کے ادوار اور بیسویں صدی کی ابتداء میں مسلمانوں کی ملی سیاسی مسائل کا مذہبی حل پیش کیا گیا تھا۔آپ نے واقعہ مسجد کانپور میثاق لکھنو علی گڑھ اور اسلامیہ کالج لاہور اور متحدہ قومیت کے حامیوں کی یلغار اور تحریک خلافت اور تحریک ترک موالات کے موقع پر ہر برصغیر کے مسلمانوں کی رہبری ورہنمائی فرمائی۔تحریک ترک حوالات وتحریک خلافت ایسی تحریکیں تھیں جس سے مسلمانوں نے پایا کم کھویا زیادہ ہے یہ تحریک بڑی نیک اور پاکیزہ مقاصد لے کر اٹھی تھی لیکن ناعاقبت اندیش مسلمان لیڈروں اور علماء نے اس تحریک کو برصغیر کے مکارترین لیڈر گاندھی کی جھولی میں ڈال دیا۔جس سے یہ تحریک اپنے مقاصد سے بہت دور چل گئی اور تحریک کے ذمہ داران مسلمان افراد سے ایسے ایسے ایمان سوز افعال واقوال سرزد ہوئے کہ ان کے ذکر سے اب بھی اتنے سال گزرنے کے باوجود رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں۔تحریک عدم تعاون وخلافت کے لیڈروں میں صرف مولانا عبدالباری فرنگی محل کی ذات گرامی ہی ایسی ہستی تھی جو ماہر اسلامیات اور مذہبی رہنما کے طور پر مسلمہ حیثیت رکھتی تھی۔دوسرے رہنماؤں مثلاً مولانا شوکت علی، مولانا محمد علی جوہر اور ظفر الملک وغیرہ کا شمار نہ تو عالموں میں نہ تھا اور نہ ہی وہ اسلامی فقہ پر عبور رکھتے تھے۔۷

چنانچہ مولانا عبدالباری فرنگی محلی کے غیر محتاط خلاف اسلام کچھ کلمات مولانا احمد رضا خان علیہ الرحمہ کی نظر سے گزرے تو آپ کو بیحد افسوس ہوا خط کتابت کے ذریعے معاملات درست کرنا چاہیے لیکن مولانا فرنگی محلی پر گاندھی کی عقیدت اس قدر طاری تھی کہ یہ کاوش ناکام ہوئی تو پھر آپ نے مجبور ہو کر ''الطاری الداری طفوات عبدالباری'' مولانا عبدالباری کے رد میں تصنیف فرمائی اور سخت لہجہ میں مولانا عبدالباری کو

حضور اکرم ﷺ کا پیغام سنایا اور بدلائل قاہرہ ان پر واضح کیا کہ آپ جس راہ پر چل رہے ہیں وہ کوئے یار نہیں بلکہ وادی کفار کی طرف جاتی ہے اور الکفر ملۃ واحدہ کے تحت ہندو، سکھ، یہودی، عیسائی کی کوئی تمیز نہیں ہے ہمیشہ سے ایک ہیں اور اسلام کے خلاف ایک ہی رہیں گے ۸۔

آپ نے مولانا عبدالباری کو غیرت دلائی اور ثابت کیا کہ مولانا آپ اپنے اسلاف کے علی الرغم غلط راہ پر آ گئے ہیں اور مسلمان قوم کی تباہی کا ایک روحانی پیشوا ہونے کے آپ پر پڑے گا اس تالیف کے مطالعے سے مولانا عبدالباری کے سینے میں دینی حمیت کی جو چنگاری دبی ہوئی تھی وہ بھڑک اٹھی اور آپ صراط مستقیم پر گامزن ہو کر اپنا توبہ نامہ روزنامہ ہمدم میں شائع کروا دیا ۹۔

ایک دفعہ تحریک کے دوران مولانا محمد علی جوہر، مولانا شوکت علی، مولانا احمد رضا خان کی خدمت میں حاضر ہوئے اور تعاون کی درخواست کی آپ نے بغیر کسی رعایت کے واضح الفاظ میں فرمایا مولانا: میری اور آپ کی سیاست میں فرق ہے آپ ہندو مسلم اتحاد کے حامی ہیں۔ میں مخالف ہوں اور ساتھ اس امر کا بھی برملا اعلان کر دیا۔ مولانا: میں مکمل آزادی کا مخالف نہیں۔ ہندو مسلم اتحاد کا مخالف ہوں ۱۴۔

۱۹۲۰ء میں جب مولانا بریلوی نے ہندو مسلم اتحاد کے خلاف فتویٰ دیا تو اس سال ہی اہل سنت و جماعت کے ایک ممتاز عالم مولانا عبدالقدیر بدایوانی نے جو فاضل بریلوی کے مخالفین میں سے تھے اور آپ کے مداح اور ممدوح بھی ان کی منقبت میں چراغ انس ۱۸۹۷ء کے عنوان سے مولانا احمد رضا خاں علیہ الرحمہ نے ایک قصیدہ فارسی زبان میں لکھا تھا جو پہلی بار تحفہ حنیفہ (پٹنہ) میں شائع ہوا ۱۵۔

انہوں نے تقسیم ہند کی تجویز پیش کی اس کے متعلق ثقہ اور ممدوح پروفیسر ڈاکٹر اشتیاق حسین قریشی سابق وزیر تعلیم و وائس چانسلر کراچی یونیورسٹی تحریر کرتے ہیں۔

ترجمہ: مارچ اور اپریل ۱۹۲۰ء میں بدایوں کے ایک اخبار ذوالقرنین نے ایک صاحب عبدالقدیر بدایونی کا گاندھی کے نام ایک کھلا خط شائع کیا تھا جس میں برصغیر کی تقسیم کی تجویز کی گئی تھی۔ اس میں انہوں نے مسلم اضلاع کی فہرست تک دی تھی جو مشرقی پاکستان کی موجودہ سرحدوں سے کچھ زیادہ نہ تھی ۱۶۔

روزنامہ اخبار لاہور نے آپ کے بارے میں تعزیتی نوٹ لکھا جس کا عنوان تھا: آہ! مولانا احمد رضا خان۔ تعزیتی نوٹ میں آپ کی خدمت کو خوب سراہا گیا آپ کے سیاسی مؤقف کے بارے میں لکھا: ترک موالات کے متعلق مرحوم کی رائے یہ تھی کہ جب مسلمانوں میں ترک حوالات کا حکم صاف ہے تو اس میں استثناء کی ضرورت نہیں۔ وہ یہ کہ جب اسلام میں یہود و نصاریٰ اور مشرکین کے یکساں ترک حوالات کا حکم ہے تو جس طرح انگریزوں اور ان کی حکومت سے ترک حوالات کیا جاتا ہے ویسے ہی ہندوؤں سے بھی جو مشرکین شمار کیے جاتے ہیں ترک حوالات ہونی چاہیے یہ منطق نہایت کمزور ہے کہ انگریزوں سے تو ترک حوالات ہو اور ہندوؤں سے محض سیاسی اتحاد کے لیے حوالات روا رکھی جائے

۱۹۔

غیر جانب دار مؤرخ جناب محمد علی چراغ نے بھی دو قومی نظر کے سلسلہ میں مولانا احمد رضا خان محدث بریلوی کی خدمات کو سراہا ہے وہ لکھتے ہیں کہ: مولانا احمد رضا خان بریلوی علیہ الرحمہ روز اول سے دو قومی نظریہ کے علمبردار تھے اور آخر تک اس کے لیے کوشاں رہے وہ ہندو کی سیاسی چالوں سے بخوبی باخبر تھے۔ اس لیے سیاست ملی کے ہر اہم موڑ پر انہوں نے مسلمانوں کو خبردار کیا ہندو کے چھپے ارادوں اور ہندو مسلم اتحاد کے خطرناک نتائج سے آگاہ کیا۔ ۲۰۔

صحافت کے عظیم مجاہد مجید نظامی ایڈیٹر انچیف روزنامہ نوائے وقت اپنے پیغام میں فرماتے ہیں: مولانا احمد رضا خان علیہ الرحمہ نے مسلمانوں کی علمی نظریاتی اور سیاسی حالت سنوارے کے لیے عمر بھر کام کیا اور ایسے وقت میں برصغیر کے مسلمانوں کی راہ نمائی فرمائی جب وہ غلامی کی زندگی بسر کر رہے تھے ۲۱۔

ممتاز دانشور اور قلم کار پروفیسر محمد طفیل سالک کا منصفانہ فیصلہ پڑھیے کہ: اگر علامہ اقبال پاکستان کے نظریاتی باپ اور قائد اعظم پاکستان کے سیاسی باپ ہیں تو مولانا شاہ احمد رضا خان رحمۃ اللہ علیہ پاکستان کے روحانی باپ ہیں کہ ان کے عظیم رفقاء کے تعاون کے بغیر پاکستان کی عظیم ترین اسلامی سلطنت عالم وجود میں نہ آتی ۲۲۔

۱۸۹۷ء میں پٹنہ بہار میں ایک عظیم الشان سنی کانفرنس منعقد ہوئی جس میں تقریباً تین سو جید علماء ومشائخ نے فاضل بریلوی کی قیادت پر بھرپور اعتماد کیا۔ اس تاریخی کانفرنس میں فاضل بریلویؒ نے نہ صرف دو قومی نظریہ کی وضاحت کی بلکہ گاندھوی علماء کی بھی خوب خبر لی چنانچہ فرماتے ہیں: تم نے دیکھا یہ حال ہے ان لیڈر بننے والوں کے جذبات کی کہ کیسے شریعت بدلتے چلتے پاؤں کے نیچے کچلتے اور خیر خواہ اسلام بن کر مسلمانوں کو چھلتے ہیں موالات مشرکین ایک معاہدہ مشرکین، دو استطاعت مشرکین تین، مسجد میں آعلاء مشرکین چار۔ ان سب میں پہلا مبالغہ یقیناً قطعاً لیڈروں نے خنزیر کو دُنبے کی کھال پہنا کر حلال کیا ہے ۲۶۔

محمد عبدالحکیم قاضی ایم اے لکھتے ہیں کہ: میرے والد بزرگوار قاضی محمد حسین نے مولانا احمد رضا خان بریلوی سے فتویٰ منگوایا اور کئی کاپیاں چھپوا کر تقسیم کیا اس فتویٰ میں درج تھا کہ مسلمانوں کے لیے کانگریس میں شامل ہونا حرام ہے وطن کی آزادی کے لیے مسلمان ہندوؤں میں مدغم ہونے کی بجائے اپنی علیحدہ تنظیم کریں اس اشتہار کا عنوان تھا۔ مسلمانو! کانگریس سے بچو ۲۸۔

(۲۔ کوثر نیازی، مولانا (۱۹۹۱ء): امام احمد رضا یک ہمہ جہت شخصیت کراچی ادارہ تحقیقات احمد رضا انٹرنیشنل ۲۶۔ ۳۵۔ ۳۔ مسعود احمد، پروفیسر ڈاکٹر: تحریک آزادی ہند اسواد اعظم کراچی ۱۹۷۹ء ص ۴۷۔ ۴۔ مسعود احمد، پروفیسر، ڈاکٹر: تصور پاکستان ایک تحقیقی جائزہ ادارہ

مظہر الاسلام لاہور ۱۹۹۹ء۔ ۵۔ جندراں سلیم اللہ: تحریک پاکستان میں امام احمد رضا خان کا کردار۔ معارف رضا کراچی جنوری ۲۰۰۲ ص ۱۹۔ ۶۔ جعفری رئیس احمد، اوراق گم گشتہ مطبوعہ لاہور ۱۹۸۶ء ۷۔ نور محمد قادری سید: اعلیٰ حضرت کی ملی خدمات ادارہ تحقیقات امام احمد رضا خان انٹرنیشنل کراچی ۲۰۱۱ء۔ ۹۔ ظفر الدین۔ مولانا بہاری: حیات اعلیٰ حضرت جلد اول کراچی۔ ۱۴۔ پاشا بیگم، اعلیٰ حضرت کی مذہبی اور سیاسی خدمات ماہنامہ عرفات لاہور اپریل ۱۹۷۰ء۔ ۱۵۔ تحفہ حنیفہ پٹنہ رمضان المبارک وشوال المکرم ۱۳۰۸ھ۔ ۱۶۔ ۱۹۔ احمد رضا خان بریلوی)

اعلیٰ حضرت: المحجۃ المؤتمنہ بشمول رسائل رضویہ مرتبہ علامہ عبدالحکیم اختر شاہجہانپوری مطبوعہ لاہور ۱۹۷۱ء ص ۱۲۱۶۔ ۲۰۔ ایضاً ص ۱۹۲۔ ۲۱۔ سید صابر حسین شاہ بخاری دو قومی نظریہ کی پاسبانی اور امام احمد رضا تحریک پاکستان نمبر ادارہ تحقیقات امام احمد رضا کراچی ۲۰۱۶ء ۲۲۰۔ ایضاً ۳۶۔ سید عالم قادر سنی کانفرنس مطبوعہ کراچی ۱۹۷۸ء ص ص ۱۸۔ ۲۸۔ محمد عبدالحکیم قاضی ایم اے: تحریک پاکستان اور اس کے عوامل مطبوعہ لاہور ۱۹۸۸ء ص ۷ ۱۳۔ ماہنامہ معارف رضا کراچی نومبر ۲۰۱۷ء ص ۴۲۔ ۴۳۔ ۴۴۔ ۴۵۔ ۴۶۔ ۴۷)

مولانا سید ہدایت رسول قادری لکھنوی (۱۸۶۰۔ ۱۹۱۵ء) نے اعلیٰ حضرت محدث بریلوی علیہ الرحمہ کی طرح سرزمین ہند پر فرنگیوں کے تسلط کو کبھی تسلیم نہیں کیا آپ انگریزوں کے کالے قوانین کی منسوخی کے لیے برابر جدوجہد کرتے رہے آپ کا ایک ہی مطالبہ تھا کہ انگریزوں نے سازش کے ذریعے تخت دہلی پر قبضہ کیا ہندا ہندوستان کا اقتدار مسلمانوں کے حوالے کر کے انہیں سرزمین ہند سے نکل جانا چاہیے جدوجہد آزادی کی ان کوششوں میں آپ بار بار پابند سلاسل ہوئے اور قید و بند کی اذیتیں برداشت کیں لیکن آپ کے پائے اثبات کو ذرا لغزش نہ آئی (ماہنامہ معارف رضا کراچی جنوری ۲۰۱۶ ص ۴۷ ۔ ۴۸) محمد صادق قصوری۔ مجید اللہ قادری، پروفیسر: تذکرہ خلفائے اعلیٰ حضرت مطبوعہ کراچی ۱۹۹۲ ص ۳۵۹)

زیارت ریذیڈنسی میں قائداعظم کے آخری ایام کے دوران قائداعظم کے ذاتی خدمتگار سے جب ان ایام کا احوال پوچھا گیا تو اس نے بہت سی باتوں کا ذکر کیا اس کے بقول قائداعظم باقاعدگی سے نماز ادا کرتے تھے آخری نماز جو انہوں نے ادا کی اس کا حال خدمت گار کی زبانی سنیئے ظہر کی نماز کی ادائیگی کے بعد انہوں نے کہا کہ عصر کے وقت ہوتے ہی مجھے بیدار کر دینا میں نے کہا جی اچھا لیکن آنکھ کھلنے پر انہوں نے استفسار کیا کہ کیا ابھی عصر کا وقت نہیں ہوا میں نے کہا ہو چکا ہے لیکن آپ ابھی آرام کر لیں میں تھوڑی دیر بعد آپ کو جگا دوں گا کیونکہ نقاہت بہت زیادہ تھی انہوں نے فرمایا کہ نہیں اول وقت میں نماز کی ادائیگی پسندیدہ ہے بس تکیہ میری کمر کے نیچے کر دو تو میں نماز پڑھ لوں وضو کے یہ ان کی زندگی کی آخری نماز تھی جس کے بعد وہ اللہ تعالیٰ سے جا ملے (ماہنامہ نظریہ پاکستان لاہور دسمبر ۲۰۱۳ء)

کوئی شک نہیں کیا جا سکتا کہ علماء ومشائخ نے ہی مسلم لیگ کے موقف کو عام وخاص میں مؤثر ومضبوط انداز میں پیش کیا اور ہندوستان

کے گوشے گوشے میں پہنچایا اور درحقیقت سنی علماء و مشائخ ہی مسلم لیگ کے اصل معاونین ہیں۔ وطن عزیز کے ایک گوشہ نشین علم دوست اور خاموش فکری مجاہد جناب محمد صادق قصوری کی کتاب تحریک پاکستان اور علمائے کرام پڑھ کر اندازہ ہوتا ہے کہ خاک نشینوں نے فکری اور سیاسی ظلمتوں کے کتنے پردے چاک کئے اور دینی علماء نے کتنے انگریزی زعماء کو پچھاڑا۔

حکیم الامت مولانا الحاج مفتی احمد یار خان بدایونی نعیمی (۱۹۰۶ء۔۱۹۷۱ء) 1946ء میں جب مرکزی انتخابات ہوئے تو ہر طرف مسلم لیگ اور پاکستان کا نعرہ بلند علاقہ روہیل کھنڈ خاص طور پر بریلی میں صرف مسلم لیگ کا شہرہ تھا بدایوں کے علماء عمائدین میں مولانا عبدالحامد بدایونی خواجہ نظام الدین مولانا عبدالصمد مقتدری اور مولانا احمد یار خان نعیمی نے بڑا کام کیا اور عوام کو مسلم لیگ میں شمولیت کے لیے دور دراز علاقوں کا دورہ کیا قصبہ اوجھیانی مفتی احمد یار خان کے آبائی گاؤں میں مسلمانوں کے تقریباً ۱۷ ووٹ تھے جن میں سے پندرہ ووٹ مسلم لیگ کو ملے آخری ووٹ مفتی احمد یار خان نعیمی کا تھا علاقہ کے مسلمان اور عوام بہت خوش تھے کہ مفتی صاحب صرف ووٹ ڈالنے کے لیے گجرات پنجاب سے سفر کر کے اوجھیانی پہنچے تھے تاکہ اپنے ووٹ سے مسلم لیگ کے امیدوار کو کامیاب کر سکیں۔ مفتی صاحب اگرچہ درس و تدریس میں زیادہ وقت صرف کرتے تھے تاہم مختلف مواقع پر ملی اور سیاسی تحریکوں میں بھی خدمات انجام دیتے رہے تھے بالخصوص تحریک پاکستان کے سلسلہ میں صدر الافاضل مولانا شاہ نعیم الدین مرادآبادی نے قرارداد پاکستان کیلئے جو کوششیں کیں مفتی صاحب اس میں برابر شریک رہے ۱۹۴۶ء میں نظریہ پاکستان کی تائید کے لیے بنارس میں آل انڈیا سنی کانفرنس منعقد ہوئی تو آپ پنجاب کے علماء و مشائخ کے تعلیمی وفد میں شامل تھے۔ (تذکرہ اکابر اہلسنت از علامہ عبدالحکیم شرف قادری مطبوعہ لاہور سیرت سالک از قاضی محمد عبدالنبی کوکب مطبوعہ لاہور۔ تحریک پاکستان میں مولانا سید محمد نعیم الدین مرادآبادی اور ان کے مشاہیر خلفاء کا حصہ از پروفیسر ڈاکٹر جلال الدین احمد نوری ناشر حماد احمد جاوید فاروقی پبلشرز دربار مارکیٹ لاہور ص ۱۹۸ ماہنامہ کنزالایمان لاہور۔ اگست ۱۹۹۵ء ص ۲۱۱۔ ۲۱۲، ماہنامہ ترجمان اہلسنت کراچی نومبر دسمبر 1975ء ص 75)

حضرت مولانا شاہ محمد اجمل سنبھلی علیہ الرحمہ (۱۳۲۲ھ۔ ۱۳۸۳ھ) نے اپنے استاد حضرت صدر الافاضل کی معیت میں تحریک پاکستان کیلئے نمایاں کردار ادا کیا آل انڈیا سنی کانفرنس کے اجلاس میں آپ نے سنبھل مرادآباد کے مسلمانوں کی نمائندگی کی تھی اور سیاسی امور کی کمیٹی میں آپ کو بھی شامل کیا گیا تھا۔ (ایضاً ص ۲۰۷۔۲۰۸)

حضرت مولانا شاہ سید محمد مختار اشرف الجیلانی کچھوچھوی (۱۳۳۲ھ) سیاسی اعتبار سے آپ اپنے استاد حضرت صدر الافاضل اور اپنے خاندان کے دیگر بزرگوں کے ہمراہ تحریک پاکستان میں پیش پیش رہے سلسلہ اشرفیہ کے وابستہ افراد جو یوپی بہار بنگال آسام وغیرہ میں پھیلے ہوئے تھے آپ کی خصوصی ہدایت پر حصہ لیتے اور تحریک پاکستان کو کامیاب بنانے میں پیش پیش رہے۔ (ماہنامہ الاشرف کراچی ۲۰۰۶ء ایضاً

ص ۲۲۱۔۲۲۲)

حضرت مولانا شاہ عبدالرشید خاں فتح پوری اپنے استاد حضرت صدر الافاضل کے ساتھ تحریک پاکستان میں شامل رہے تھے لیکن پاکستان نہیں آسکے۔(ایضاً ص ۲۲۹)۔

مولانا ابونعیم محمد صالح نعیمی لاڑکانہ (۱۹۲۰ء) تحریک پاکستان کے وقت مراد آباد میں درجہ حدیث کے طالب علم تھے جب اہل سنت و جماعت نے بنارس میں سنی کانفرنس منعقد کر کے مطالبہ پاکستان کیا تو آپ بھی اس کانفرنس میں شریک ہوئے (ایضاً ص ۲۳۸۔تعارف علمأ اہلسنت)۔

مولانا جمیل احمد نعیمی (پ ۱۳۵۵ھ ۱۹۳۶ء) تحریک پاکستان کے وقت اگر چہ کمسن تھے لیکن پھر بھی مسلم لیگ کے جلسے جلوس وغیرہ میں شریک ہونا پاکستان کے حق میں نعرے لگانا اور لیگی اخبارات کا مطالعہ کرنا آپ کا مشغلہ رہا تھا۔(ایضاً ص ۱۷۸۔۱۷۹)۔

حضرت شیخ احمد دین معروف بہ حاجی صاحب (۱۸۷۲۔۱۹۶۲ء) نے برصغیر میں اسلام اور مسلمانوں کے مفاد کی تحاریک میں بھرپور حصہ لیا حضرت شیخ احمد دین نے ہنود و یہود اور عیسائیوں کے پیدا کردہ قادیانی فتنے کی سرکوبی کیلئے تحریک ختم نبوت میں بھی بھرپور حصہ لیا۔ آپ فرمایا کرتے تھے کہ اس ارض خاکی پر قتل و غارت گری کے ہر مظاہرہ کے پس منظر میں یہودیوں کی مکر وفریب کاری ہوتی ہے اقوام عالم پر بالادستی حاصل کرنے کے بخار میں مبتلا یہ قوم فتنہ پرور اور امن دشمن ہے مسلم دشمنی اس میں کوٹ کوٹ کر بھری ہے اس کا خاتمہ پیار سے نہیں تلوار سے ہوگا حضرت شیخ احمد دین نے تحریک پاکستان کو کامیابی سے ہمکنار کرنے کیلئے عقیدتمندان گنج بخش اپنے احباب اور مریدین کے حلقوں میں تحریک پاکستان کی حمایت میں کھلے عام پیغامات بھیجے ان دنوں کے اخبار نوائے وقت میں خانوادہ حضرت شیخ ہندی کے تعاون اور حمایت کے بیانات اس بات کے شاہد ہیں۔قیام پاکستان کے بعد خانوادہ حضرت شیخ ہندی (حضرت سید علی بن عثمان ہجویری المعروف داتا گنج بخش قدس سرہ العزیز کے سجادہ نشین) کے بزرگوں جوانوں کا مہاجرین کیلئے درگا،شریف پر قیام وطعام کا بندوبست اور والٹن کے سرکاری مہاجر کیمپ میں کھانا اور دیگر ضروریات زندگی پہنچانے کی کاوشیں کسی سے ڈھکی چھپی نہیں......آپ کی خدمات کے اعتراف میں اردو جامع انسائیکلو پیڈ کی جلد سوم ص ۲۰۴ میں آپ کا جامع تعارف درج کیا گیا ہے (تذکرہ خانوادہ حضرت شیخ ہندی سجادہ نشینان ومتولیان حضرت داتا گنج بخش از صاحبزادہ میاں محمد صدیق سجادہ نشین حضرت داتا گنج بخش A۲۷-داتا دربار مارکیٹ شیخ ہندی روڈ لاہور ۲۰۱۲ء ص ۷۱۔۷۲)

حضرت شیخ محمد امین علیہ الرحمہ (۱۹۰۱ء۔۱۹۶۵ء) ۲۳ مارچ ۱۹۴۰ء کو لاہور میں قرارداد پاکستان منظور ہوئی اور ایک آزاد مملکت اسلامیہ پاکستان بنانے کا فیصلہ کیا گیا اولاد شیخ ہندی کے ہر فرد میں آزاد اسلامی مملکت بنانے کا جوش وخروش پیدا ہوا محمد امین نے بھی اس میں کردار

ادا کیا۔ آپ پڑھے لکھے تھے آپ نے اولاد شیخ ہندی کے دیگر فرزندان اور دوسرے احباب کے ساتھ مل کر تحریک پاکستان میں بھرپور کام کیا آپ نے لوگوں کو تحریک پاکستان سے متعلق باخبر رکھنے کے لیے ایک خاص جگہ منتخب کی جہاں آپ تحریک پاکستان میں سرگرم مسلمانوں کو ٹریننگ دیا کرتے تھے اس مقام پر مسلمانوں کو حرب وضرب کے طریقوں دوسری اہم باتوں سے آگاہ کیا کرتے تھے تاکہ انگریزی اور ہندو اس بات کو تسلیم کریں کہ یہاں اکثریت مسلمانوں کی ہے۔ آپ یہ کام نہایت رازداری سے انجام دیتے تھے اس کے علاقہ مسلم لیگ کے ذمہ داران تحریک پاکستان کے کارکنوں کو خفیہ طریقے سے رپورٹنگ بھی کرتے رہتے تھے آپ نے ان سالوں میں اپنا بیشتر وقت قیام پاکستان کے قیام اور اس کی حمایت میں گزارا جب آپ کے ان کاموں کی آگاہی انگریز حکومت کو ہوئی تو ان وجوہات کی بناء پر محمد امین کو اشتہاری قرار دے دیا گیا جب پتا چلا کہ اگلے روز تلاشی کے نام پر دربار عالیہ حضرت داتا گنج بخش کے گردنواح اور اولاد شیخ ہندی کے گھروں پر پولیس کے چھاپے پڑنے والے ہیں اور ساتھ ہی یہ خبر بھی ملی کہ اگر کسی کے گھر سے چھوٹا سا ہتھیار بھی نکلا تو وہ سب کو گرفتار کر کے لے جائیں گے اس پر حرب وضرب کا سارا سامان ایک خاص جگہ کھود کر اس میں محفوظ کر دیا اور پر دیوار تعمیر کر دی یہ کام انتہائی رازداری سے رات بھر میں کر دیا گیا میاں امین اور حکومت کو مطلوب دیگر فرزندان حضرت شیخ ہندی محفوظ مقام پر روپوش ہو گئے اور انگریز حکومت کا آپریشن ناکام ہو گیا میاں امین کو جب انگریز نے مفرور قرار دے کر گولی کا حکم دیا تو میاں امین حجاز مقدس (سعودی عرب) چلے گئے وہاں آپ چار سال تک قیام پذیر رہے وہاں آپ نے ۴ حج اور ۹ عمرے بھی ادا کیے جب واپس آئے تو وطن عزیز پاکستان کی آزاد سرزمین کو دیکھ کر بہت خوش ہوئے اور فرمایا کہ یہ پاکستان بہت جدوجہد کے بعد حاصل ہو ہے۔ لہٰذا اب ہم لوگ اس میں ہمیشہ آزاد ہیں اور آزاد رہیں گے۔ انشاء اللہ (ایضاً ص ۷۶، ۷۷)

علمائے اہلسنت بلا استثناء کانگریس کے مخالف تھے اب موڑ انتہائی سخت آ گیا تھا اس سلسلہ میں یہ بھی ذہن نشین رکھنا ضروری ہے کہ گورنمنٹ کے ریکارڈ میں مسلمانوں کی غالب اکثریت اہل سنت وجماعت کی تھی اگر سارے علماء اہلسنت ومشائخ متحدہ طور پر اپنی پوری قوت سے مسلم لیگ کی مخالفت کرتے تو مسلم لیگ دم توڑ دیتی اس کا فائدہ کانگریس کو پہنچتا جس کا نتیجہ یہ نکلتا کہ آج جن صوبوں پر پاکستان اور بنگلہ دیش قائم ہے۔ سب کانگریس کے حدود میں ہر میدان میں بری طرح دھکیل دیئے گئے ہیں۔ ان صوبوں میں بھی دھکیل دیئے جاتے اس خطرناک پوزیشن کو سامنے رکھ کر بہت سے علمائے اہلسنت ومشائخ نے کھل کر مسلم لیگ کا ساتھ دیا جس میں آل انڈیا سنی کانفرنس کے عہدیدار پیش پیش لیے (ڈاکٹر غلام یحییٰ انجم شعبہ اسلامیات ہمدرد یونیورسٹی دہلی ماہنامہ جہان رضا لاہور اکتوبر نومبر ۲۰۰۰ء حکیم محمد موسیٰ امرتسری نمبر ص ۱۴۹ تحریک پاکستان میں علماء کرام کا کردار از علامہ جلال الدین ڈیروی مطبوعہ مکتبہ نبویہ گنج بخش روڈ لاہور ۲۰۱۸ء ص ۱۴۶۔

حافظ محمد مظہر الدین (۱۹۱۴ء۔۱۹۸۱ء) ۱۹۴۵ء۔۴۷ء کے دوران مسلم لیگ مدارس کے صدر رہے انہوں نے تحریک پاکستان میں

دن رات کام کیا (ماہنامہ جہان رضا لاہور مارچ ۲۰۰۱ء ص ۵ تحریک پاکستان میں علماء کا کردار ص ۱۴۷۔ تذکرہ مشائخ ارائیاں از احمد بدر اخلاق مطبوعہ لاہور ۱۹۹۰ء ص ۸۵

مولانا محمد عبدالستار خان نیازی کے علاوہ ان سے بھی زیادہ شعلہ بیان ایک عالم دین مقرر جو امرتسر سے آتے تھے وہ مولوی بشیر احمد اختر تھے اس طرح راولپنڈی کے سید مصطفی شاہ گیلانی بھی بہت اچھی تقریریں کیا کرتے تھے۔ ایک آدمی اور تھا جسے لاہور والوں نے بھلا دیا تھا میں اکثر لوگوں سے پوچھتا کہ وہ کہاں ہیں وہ تھے پروفیسر عنایت اللہ امرتسری یہ صاحب ان سے بہت بہتر مقرر تھے۔ یہ لوگ پورے ملک کے دورے کر کے اپنی شعلہ بیان سے کانگریس اور احراری مقرروں کے مقابلے میں مسلم لیگ کی راہ ہموار کرتے تھے یہ مقرر احراری مقرروں کی شعلہ نوائی کو خاک میں ملا دیتے تھے تحریک پاکستان کے دور میں زور خطابت کا رنگ ملکی سیاست پر غالب تھا اس دور کی ضرورت بھی تھی احراری مقروں ں کے مقابلے میں ہمارے مسلم لیگی مقرر انگریزی دان بھی تھے (ایضاً ۱۴۸۔ ماہنامہ جہان رضا لاہور مئی ۱۹۹۳ء ص ۲۰)

مولانا محمد بخش مسلم مرحوم تحریک پاکستان کے زبردست ترجمان تھے وہ ایک عرصہ تک مسلم لیگی لیڈروں کو بے دین کہنے والے سید عطاء اللہ شاہ بخاری اور دوسرے احراری لیڈروں سے ملتے جلتے رہے وہ فرماتے ہیں کہ میں نے پورا ہفتہ سید عطاء اللہ شاہ بخاری کے ساتھ گزارا مگر اس پورے ہفتے میں انہوں نے ایک نماز بھی نہ پڑھی مگر احراریوں نے ان کا لقب امیر شریعت رکھا تھا (ایضاً ص ۱۵۰ ماہنامہ جہان رضا لاہور جون ۱۹۹۹ء ص ۸)

مخالفین تحریک پاکستان کو تسلیم کرتے ہیں کہ سنی بریلوی حضرات مسلم لیگ کے حامی تھے: بعض بریلوی حضرات نے مسلم لیگ کی حمایت کی (ولفریڈ کینٹویل سمتھ) ایضاً ص ۱۵۸۔ ماہنامہ کنزالایمان لاہور اگست ۱۹۹۵ء ص ۱۸۰)

WELFRED CANTWELL SMITH: MODERN ISLAM SHAK MUHAMMAD ASHRF LAHORE 1969 PAGE 363

وائسرائے لارڈ ویول اپنی ۱۳ جون ۱۹۴۴ء کی ڈائری میں پنجاب کے وزیر اعظم خضر حیات سے ملاقات کا ذکر کرتے ہوئے لکھتا ہے: اسے دو باتوں پر بہت تشویش ہے ایک مسٹر جناح کی پرائیویٹ آرمی (نیشنل گارڈ) اور دوسرے مولوی جن کے متعلق اس کا کہنا ہے کہ مسٹر جناح انہیں تبلیغ اور فرقہ ورانہ جذبات ابھارنے کے لیے باہر سے لا رہا ہے (ایضاً ص ۱۸۵۔ :PENDEREL MOON

AVELL THE VICERYS JOURNAL کنزالایمان لاہور اگست ۱۹۹۵

OXFORD UNIVERSTY PRESS KARACHI 1974 PAGE 74

علامہ ضیاء الدین صدیقی سابق وائس چانسلر پنجاب یونیورسٹی مسجد شاہ چراغ ہائی کورٹ کے خطیب نے نظریہ پاکستان کی ترجمانی میں کام کیا(ایضاً ص ۱۴۷۔اقبال احمد فاروقی پیرزادہ: تذکرہ علماء اہلسنت وجماعت لاہور مکتبہ نبویہ، لاہور ۱۹۷۵ء)

بنارس سنی کانفرنس منعقدہ ۲۷۔۲۸۔۲۹۔۳۰ اپریل ۱۹۴۶ء کی عظیم الشان کامیابی کا مکمل سہرا بحیثیت ناظم اعلیٰ صدر الافاضل علیہ الرحمہ کے ہی سر رہا امنڈتے ہوئے سیلاب کی طرح جب مسلم لیگ کے حامی عوام اس اجلاس میں شریک ہونے لگے تو ہندو اور مسلم لیگ کے دشمن مسلمان اس اجلاس کو ناکام کرنے کے ہزاروں جتن کرنے لگے اڑچنیں اور دشواریاں پیدا کرنے کی تدبیریں کرنے لگے تقریباً تین لاکھ کا مجمع تھا ۲۰۔۲۲ ہزار علماء ومشائخ تھے اتنی بڑی تعداد کے خورد ونوش کا انتظام کیسے ہوا یہ مولانا اول شاہ کی زبانی سماعت کیجیے۔جب ہندوؤں نے راشن دینے سے انکار کر دیا تو صدر الافاضل جیپ میں بیٹھ کر مختلف دیہاتوں میں گئے اور انہوں نے کانفرنس کیلئے غلہ جمع کیا اس موقع پر بنارس کے مسلمان سیٹھوں نے بے حد تعاون کیا اور یہ انہی کے بے دریغ تعاون کا نتیجہ تھا کہ مندوبین کیلئے پُرتکلف کھانے کا بہترین انتظام کیا گیا اور تمام مسلمانوں کو ہر وقت کھانا ملتا رہا۔(ایضاً ص ۱۶۱)

مولانا عبدالعزیز چشتی نے تحریک پاکستان میں اپنی طالب علمی کے واقعات بیان کرتے ہوئے بتایا: دیوبندی اور اہلحدیث کانگریسی مولوی صاحبان کو سبھاس چندر بوس کی تصویر کی صدارت میں اسی گوجرانوالہ میں تقاریر کرتے ہوئے دیکھا بوس کی قد آدم تصویر پر ہار پڑے ہوئے تھے اور وہ تصویر صدر جلسہ کی جگہ ہوتی تھی۔اہلحدیث مکتبہ فکر کے متحدہ ہندوستان کے صف اول کے عالم اور گوجرانوالہ کی ممتاز شخصیت مولوی محمد اسماعیل صدر جمعیت اہل حدیث تاحیات ہندو کانگریس میں شریک رہے سبھاس چندر بوس کی تصویر کی زیر صدارت تقاریر کرتے رہے(ایضاً ص ۱۶۸ ماہنامہ ترجمان سواد اعظم لاہور اگست ۱۹۷۹ء نظریہ پاکستان نمبر ص ۴۴) سواد

حضرت مخدوم پیر چراغ علی شاہ ہاشمی ۱۸۹۸۔۱۹۸۲ء) کا دینی اور روحانی رابطہ حضور غوث اعظم رضی اللہ عنہ کے بعد ہندوستان کے تمام سنی اکابرین بالخصوص امام احمد رضا خاں فاضل بریلوی علیہ الرحمہ سے وابستہ تھا اس لیے وہ سیاسی طور پر انہیں کے دوقومی نظریہ پر یقین رکھتے تھے ۱۹۳۰ء سے مسلم لیگ کانگریس کے خلاف دوقومی نظریہ کا علم لے کر گامزن ہو چکی تھی بدقسمتی سے ہندوستان کے طول وعرض میں پائے جانے والے کانگریسی افکار کے زیر اثر علماء مسلم لیگ کی بجائے گاندھی سے یارانہ گانٹھے ہوئے تھے اور تحریک پاکستان کے خلاف پوراز ور صرف کیا جا رہا تھا۔ان دنوں حضرت شاہ صاحب جلال آباد میں خطابت کے فرائض سرانجام دے رہے تھے اور جلال آباد میں اسی مکتبہ فکر کا ایک بہت بڑا عربی کا مدرسہ بھی موجود تھا نیز کانگریسی مکتبہ فکر کو ایک شعلہ بیان مقرر مولوی امیر الدین کی حمایت حاصل تھی مولوی امیر الدین کی تقریریں ان دنوں اس علاقے میں گونج رہی تھیں۔ایسے عالم میں شاہ صاحب جیسے سادہ متقی شریف الطبع عالم دین کا میدان میں آنا عجوبہ سمجھا جاتا تھا۔حضرت شاہ

صاحب مرحوم نے ایسے عالم میں مسلم لیگ کے نظریہ سیاست کو جلال آباد کی جمع مسجد میں پورے ہاشمی ولولے اور حسینی طنطنے سے پیش کیا جلال آباد نواب افتخار حسین ممدوٹ کی ریاست تھی۔ان دنوں مسلم لیگ کے تمام عہدوں پر جاگیردار اپنے خونی پنجے گاڑے ہوئے تھے لیکن شاہ صاحب کی مقبولیت کی وجہ سے آپ کو جلال آباد مسلم لیگ کا سیکرٹری جنرل منتخب کیا گیا آپ نے اپنے فرائض منصبی کو کمال خوبی سے نبھایا برہمنی سامراج اور اس کے شرعی گماشتوں سے مرد مومن کی طرح لڑتے رہے تا آنکہ پاکستان معرض وجود میں آ گیا۔(ایضاً ص ۱۷۴۔ماہنامہ انوار الفرید ساہی وال ضروری مارچ ۱۹۹۱ء ص ۴۰) ماہنامہ کنز الایمان لاہور اگست ۱۹۹۵ء ص ۱۶۹)

قائد اعظم کا کوئی ایسا بیان نظر سے نہیں گزرا جس سے ان کا شیعہ ہونا ثابت ہوتا ہو۔(محمد یوسف حضوری حافظ آباد) ایضاً ص ۱۸۹ ماہنامہ۔جہان رضا لاہور ستمبر ۲۰۰۲ء شخصیات نمبر ص ۳۳)

مولانا شاہ احمد نورانی صدیقی میرٹھی (۱۹۲۶ء۔۲۰۰۳ء) نے ایک انٹرویو میں فرمایا کہ ملک کے سیاسی قائدین میں قائد اعظم ان کی سب سے پسندیدہ شخصیت رہے ہیں اور انہوں نے اوائل زندگی میں ایک ادنیٰ مسلم لیگی کارکن کی حیثیت سے کام کیا اور ۱۹۴۶ء کے عام انتخابات میں جب پاکستان کے پہلے وزیر اعظم خان لیاقت علیخان میرٹھ ڈویژن میں ضلع مظفر نگر کے حلقہ نیابت سے مرکزی اسمبلی کے امیدوار تھے تو انہوں نے دوسرے نوجوانوں کے ساتھ مل کر ان کی انتخابی مہم میں حصہ لیا تھا مولانا نے سلسلہ کلام کو جاری رکھتے ہوئے مزید کہا کہ یہ وقت میری نوجوانی کا تھا اور میری عمر مشکل سے بیس برس ہوگی مگر اس کے باوجود مجھے اچھی طرح یاد ہے کہ میں ایک نوجوان کارکن کی طرح مسلم لیگ کی اس انتخابی مہم میں گاؤں گاؤں اور قریہ قریہ پھرتا تھا۔(مجلہ انوار رضا جوہر آباد جنوری ۲۰۰۴ء انوار رضا جوہر آباد قائد اہلسنت نمبر ۲۰۱۵ء عہد رواں کی ایک عبقری شخصیت از مولانا محمد امین نورانی مطبوعہ کراچی ۲۰۰۴ء ص ۷۲۔۷۳۔افکار نورانی از صاحبزادہ فیض الرسول رضا مطبوعہ لاہور ص ۲۲۸، ماہنامہ کنز الایمان لاہور اگست ۱۹۹۵ء ص ۲۰۶ انوار رضا جوہر آباد ۲۰۱۲ کا پہلا دوسرا شمار کردار نورانی زندہ ہے۔تحریک تحفظ ختم نبوت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ تا علامہ شاہ احمد نورانی صدیقی از محمد احمد ترازی مطبوعہ کراچی ۲۰۰۹ء ماہنامہ کاروان قمر کراچی نومبر دسمبر ۲۰۰۴ء ہفت روزہ افق کراچی ۴ تا ۱۰ جون ۱۹۷۹ء ص ۶ ماہنامہ کنز الایمان لاہور فروری مارچ ۲۰۰۴ء ماہنامہ جہان رضا لاہور جنوری ۲۰۰۴ء)

حضرت شیخ الاسلام خواجہ محمد قمر الدین سیالوی رحمۃ اللہ علیہ کو باز رکھنے کے لیے کہا گیا کہ ایک عظیم روحانی گدی کے پیشوا ہیں جبکہ مسٹر جناح کلین شیو جنٹلمین ہیں پھر آپ ان کی قیادت میں کام کیوں کرتے ہیں آپ نے جواب میں ارشاد فرمایا پاکستان صرف قائد اعظم کا ہی نہیں بلکہ ہم سب کی امیدوں کا محور ہے قائد اعظم ہمارے موقف کی ترجمانی بہتر انداز سے کر رہے ہیں۔اس لیے ہم ان کی کامیابی کے لیے کوشاں ہیں

پاکستان کسی ایک شخص کا نام نہیں بلکہ یہ کروڑوں فرزاندان توحید کے دلوں کی آواز ہے (ماہنامہ کنزالایمان، لاہور اگست ۱۹۹۵ء ص ۱۸۹ ہفت روزہ استقلال لاہور ۱۰ فروری ۱۹۹۱ء ص ۱۵)

سید غلام میراں شاہ جمال دین والی نے مسلمانان ہند کی تحریک پاکستان کو کامیابی بنانے میں نمایاں خدمات سرانجام دیں (محمد حمید بھٹی مجلہ اوج لاہور ۹۱۔ ۱۹۹۰ء قرارداد پاکستان گولڈن جوبلی نمبر ص ۴۲۲)

مولانا کوثر نیازی مرحوم رقمطراز ہیں: تحریک پاکستان کے مقررین میں مولانا عبدالحامد بدایونی مولانا جمال میاں فرنگی محلی علاؤالدین صدیقی اور مولانا محمد بخش مسلم کے نام بھی نظر انداز نہیں کیے جاسکتے قائداعظم کے پیغام کو عام کرتے کے لیے ان حضرات نے ملک کے طول و عرض میں تقریریں کی ہیں۔ (ماہنامہ کنزالایمان لاہور اگست ۱۹۹۵ء روزنامہ جنگ کراچی ۱۰ مارچ ۱۹۸۳ء) حکیم اہلسنت اور مرکزی مجلس رضا لاہور کے بانی محترم حکیم محمد موسیٰ امرتسری صاحب نے ایک انٹرویو میں فرمایا: اس وقت انگریز اور ہندو ہمارے مدمقابل تھے۔ مسلمانوں کے سامنے آزادی اور اسلام کی سربلندی کا نصب العین تھا جب میرے والد صاحب کا کتب خانہ اور دواخانہ سکھوں نے جلا دیا ہمارا کتب خانہ امرتسر کا سب سے بڑا کتب خانہ تھا اس میں ۲۵ ہزار کتابیں تھیں تو اس وقت لوگ والد صاحب سے اظہار افسوس کرنے آئے تو والد صاحب کے الفاظ تھے کہ جب پاکستان بن جائے گا تو ہم سمجھیں گے کہ ہماری یہ قربانی ہوگئی (ماہنامہ کنزالایمان لاہور اگست ۱۹۹۵ء ص ۲۰۱۔ ماہنامہ جہان رضا لاہور مئی ۱۹۹۳ء ص ۲۱ تحریک پاکستان میں علماء کا کردار از علامہ جلال الدین ڈیروی مطبوعہ لاہور ص ۲۲۵)

علامہ سید احمد ابوالبرکات قادری فرماتے ہیں: علماء اہلسنت کے جلسوں کو درہم برہم کرنے کی سازشیں کی جاتی تھیں ایک دفعہ میں جامع مسجد آگرہ کے ایک گوشہ میں دوقومی نظریہ کی حمایت میں تقریر کررہا تھا مسجد کے دوسرے حصے میں کانگریسی مولویوں کا جلسہ تھا انہوں نے ہمارے جلسے کے قریب بنے ہوئے شہد کی مکھیوں کے چھتے کو چھیڑ دیا تاکہ ہمارے جلسے میں افراتفری پھیلے شہد کی مکھیاں بھنبھنا کر ہمارے جلسہ پر حملہ آور ہونا ہی چاہتی تھیں کہ میں نے اعلان کیا کہ سب مسلمان حسبی اللہ ونعم الوکیل کا ورد شروع کردیں چنانچہ جب اس وظیفہ کا ورد کیا گیا تو اللہ کی شان سے شہد کی مکھیاں کانگریس کے جلسے پر ٹوٹ پڑیں اوران کا جلسہ درہم برہم ہوگیا (تحریک پاکستان میں علماء کا کردار از علامہ جلال الدین ڈیروی مطبوعہ لاہور ۲۰۱۸ء ص ۲۰۵۔ ۲۰۶ ماہنامہ جہان رضا لاہور اپریل ۱۹۹۵ء ص ۲۱)

۱۹۲۰ء میں مولانا عبدالقدیر بدایونی نے گاندھی کے نام ایک کھلے خط میں تقسیم ہند کی تجویز پیش کی علامہ اقبال جس نے مسلم لیگ کے پلیٹ فارم سے دوقومی نظریہ کے مسئلہ کو خوب آگے بڑھایا شوالہ اور ''سارے جہاں سے اچھا ہندوستان ہمارا'' نظم لکھنے والے شاعر نے جب ۱۹۳۰ء میں الہ آباد میں منعقدہ مسلم لیگ کانفرنس میں دوقومی نظریہ کے متعلق گفتگو کی تو لوگ متحد ہوکر ایک دوسرے کا منہ تکتے تھے اس طرح

۱۹۱۷ء میں عبدالجبار خیری اور پروفیسر عبدالستار خیری نے اسٹاک ہوم میں ۱۹۲۳ء میں ڈیرہ اسماعیل خان کے سردار محمد گل خان نے ۱۹۲۴ء میں ہندومہاسبھا کے رہنما لالہ لاجپت رائے نے اور ۱۹۲۵ء میں مولانا محمد علی جوہر نے تقسیم ہند کی تجویز پیش کی (ایضاً میں ۲۱۴۔ جمیل احمد رضوی سید: فہرست ذخیرہ کتب حکیم محمد موسیٰ امرتسری جلد اول مغربی پاکستان اردو اکیڈمی لاہور ۱۹۹۶ء ص ۶۷۲۔

حکیم محمد موسیٰ امرتسری (۱۹۲۷ء۔۱۹۹۹ء) تحریر فرماتے ہیں جناب محمد مقتدیٰ خان شیروانی مرحوم (علی گڑھ) نے پیش نظر رسالہ (ہندومسلم اتحاد پر کھلا خط گاندھی کے نام) جناب عزیز الدین بلگرامی کے صاحبزادے مقیم کوئٹہ (پاکستان کی معرفت احقر کو بھجوایا اور خود لکھا کہ اس رسالہ کے حقیقی مصنف جناب عزیز الدین بلگرامی (علی گڑھ) ہیں لیکن سرکاری ملازمت کے باعث انہوں نے اپنے بھائی محمد عبدالقدیر کے نام سے طبع کرایا تھا (مفہوماً) شیروانی مرحوم اور بلگرامی صاحب دونوں تحریک خلافت اور گاندھی کے سخت مخالف تھے اور ایک شہر کے باسی بھی لہٰذا ان کی معلومات بالکل صحیح ہیں۔'' تحریک پاکستان پر کام کرنے والے حضرات کو اس تاریخی دستاویز کو سامنے رکھنا چاہیے نیز اس طرف توجہ کرنا چاہیے کہ فاضل مؤلف کا جو نقشہ ۱۹۲۰ء میں پیش کیا تھا۔ ۱۹۴۷ء میں تقریباً وہی نقشہ پاکستان کی صورت میں منصۂ شہود پر جلوہ گر ہوا (ایضاً ۲۱۵۔ ماہنامہ فیضان فیصل آباد جون جولائی ۱۹۷۸ء ص ۳۳۔ ماہنامہ نظریہ پاکستان لاہور اگست ۲۰۱۸ء ص ۱۴ تا ۱۶)۔

ہزاری باغ (بہار) کی جمعیت علماء اسلام کے رکن جناب منظور حسین قادری نے ۱۹۴۵ء میں علماء اہلسنت کے نام دردمندانہ اپیل کی کہ وہ تحریک پاکستان میں متحد ہو کر سرگرم عمل ہوں اس اپیل میں جن علماء کرام کے ناموں کی صراحت ہے ان میں صدرالافاضل کے بعد تیسرے نمبر پہ حضرت صدرالشریعہ کا نام نامی بھی شامل فہرست ہے۔ اس اپیل کے آخر کے الفاظ یہ ہیں: مذکورہ بالا علماء) ودیگر مقتدر علماء جلد تر ہماری استدعا برعنان توجہ مبذول فرما کر آل انڈیا مسلم لیگ کی مطلوبہ اسکیم پاکستان کے حصول کی سعی زیر اقتدار علماء دین فرمائیں فقط (ایضاً ص ۲۲۵۔ اقبال احمد فاروقی، پیرزادہ: تذکرہ علماء اہلسنت وجماعت لاہور مکتبہ نبویہ لاہور ۱۹۷۵ء ص ۳۲۳)

مولانا ابراہیم علی چشتی تحریک پاکستان کے ابتدائی دنوں میں مولانا محمد علی چشتی کے بیٹے مولانا محمد ابراہیم علی چشتی نے آزادی وطن میں عمل حصہ لینے کے ساتھ خلافت پاکستان کا نظریہ پیش کیا پاکستان کی جدوجہد کے دوران صوبہ سرحد میں اگرچہ مسلمانوں کی واضح اکثریت تھی مگر کانگریس کا غلبہ تھا اس صوبہ میں خان عبدالغفار خان سرحدی گاندھی پاکستان کی مخالفت کر رہے تھے اس وقت ان کے بڑے بھائی ڈاکٹر خان صاحب سرحد کے وزیر اعلیٰ تھے خان عبدالغفار خاں نے خدائی خدمت گار کے نام پر ایک سرخ پوش فوج تیار کر لی تھی جو تحریک پاکستان کی مخالفت میں پیش پیش تھی ان دنوں قبائلی علاقوں اور افغانستان کے مشرقی پہاڑی علاقوں میں ایک جنگجو لیڈر پیر آف اپی کا بڑا چرچا تھا پیر آف اپی کئی سالوں سے انگریزوں کے خلاف جہاد میں مصروف تھا اور انگریز پیر آف اپی کے مجاہدوں کے ہاتھوں قتل ہوئے مگر پیر آف اپی نے اس علاقہ

میں انگریزوں کی فوجوں کو آگے نہ بڑھنے دیا آزادی کی تحریک چلی اب انگریزوں کو تو اس علاقے سے دل چسپی نہ تھی مگر خان عبدالغفار خان نے پیرآف اپی کو اپنا ہم نوا بنالیا تحریک پاکستان کے خلاف بیان دلوانے شروع کردیئے یہ بات مسلم لیگ کے بے بڑی تشویش ناک تھی ان حالات میں پیرآف اپی کے مقابلہ میں ایک جنگجو روحانی پیشوا بابا بلند کوہائی اسی قبیلہ میں نمودار ہوئے جو تحریک پاکستان کے حق میں اور مسلم لیگ کی حمایت میں بیان جاری کرتے تھے یہ بیانات سول اینڈ ملٹری گزٹ لاہور میں چھپنے لگے سول اینڈل ملٹری گزٹ کے نامہ نگار میاں محمد شفیع (م۔ش۔ مرحوم) قبائلی علاقے کی پہاڑیوں میں چلے جاتے اور بابا بلند کوہائی سے انٹرویو لے کر چھاپتے تصویریں چھپتیں مقالات چھپتے اور تحریک پاکستان کے حق میں تفصیلی مضامین بھی لکھے جاتے سول اینڈ ملٹری گزٹ کی اس مہم سے قبائل اور صوبہ سرحد میں تحریک پاکستان کے حق میں زمین خاصی ہموار ہوگئی اور پیرآف اپی نے بھی سرحدی گاندھی خان عبدالغفار خان کا ساتھ چھوڑ دیا حمید نظامی مرحوم کا نوائے وقت جو ابھی نیا نیا نکلا تھا مگر حمید نظامی میاں محمد شفیع (م۔ش) کو بابا بلند کوہائی کے بیانات چھاپنے پر ہدیہ تحسین پیش کرتے۔ ۱۹۶۸ء میں ایک مشہور صحافی ڈاکٹر عبدالسلام خورشید نے یہ انکشاف کیا کہ بابا بلند کوہائی قبائلی علاقہ میں کوئی بابا نہیں تھا در اصل محمد ابراہیم علی چشتی مرحوم تھے جو پیسہ اخبار سٹریٹ لاہور میں اپنے گھر بیٹھ کر بابا بلند کوہائی بن کر بیان دیتے اور مقالات سپرد قلم کرتے جے م۔ش۔ مرحوم سول اینڈ ملٹری گزٹ میں چھپوا دیا کرتے تھے (ایضا ص ۲۲۵ تا ۲۲۷۔ ماہنامہ جہان رضا لاہور جون ۱۹۹۴ء ص ۶۴)

مولانا عبدالحق بندیالوی نے تحریک پاکستان میں اپنے والد ماجد (حضرت مولانا یار محمد بندیالوی) کے ساتھ مل کر جو کردار ادا کیا وہ ناقابل فراموش ہے قیام پاکستان سے قبل جب مسلم لیگ کی ہم زوروں پر تھی تو اس وقت آپ نے مسلم لیگ کی حمایت میں اپنے تن من دھن کی بازی لگادی علاقہ کے بااثر امیندار تمام کے تمام یونی نسٹ تھے وہ آپ پر اور آپ کے والد پر ہر طرح کا دباؤ ڈال رہے تھے یہ دونوں مردان حق اپنے مشن پر ڈٹے رہے جب امراء کا دباؤ بہت بڑھ گیا اور انہوں نے کہنا شروع کردیا کہ آپ نے ہمارا ساتھ نہ دیا تو ہم آپ کو شہر چھوڑنے پر مجبور کردیں گے تو اس وقت آپ نے ان سے فرمایا کہ فقیر اپنا جھونپڑا کسی اور جگہ بنائے گا مگر مسلم لیگ کی حمایت ہرگز ترک نہیں کرے گا۔

حالانکہ اس وقت دیوبندی مکتبہ فکر کے مقامی مولوی اپنے یونی نسٹ ملک خضر حیات ٹوانہ کے ساتھ قائداعظم اور مسلم لیگ کے خلاف دھواں دھار تقریریں جھاڑ رہے تھے۔ دور دراز سے لوگ آپ سے یہ فتویٰ پوچھنے کیلئے آتے کہ ہمیں کس جماعت کو ووٹ دینا چاہیے تو آپ انہیں مسلم لیگ کی حمایت کی تلقین کرتے ایک دفعہ آپ نے بیانگ دہل یہ اعلان فرمایا کہ تمام مسلمان متحد ہو جائیں اور مسلم لیگ کو ووٹ دینا مسجد کی بنیاد ہے اور خضر حیات کو ووٹ دینا مندر میں جانے کے مترادف ہے۔ آپ نے جب یہ اعلان فرمایا تو علاقہ کے امراء کو یہ بات اچھی نہیں لگی مگر آپ نے کس قسم کی کوئی پروانہ کی اور اپنے مشن کو جاری رکھا ایک دفعہ گولیوال کا ایک آدمی یہ فتویٰ لینے آیا کہ ہمیں کس جماعت کو ووٹ دے دینا

چاہیے تو آپ نے استاد العلماء (حضرت مولانا یار محمد بندیالوی) کے ارشاد کے بعد اسے قرآن پاک یہ آیتیں لکھ کر دیں۔

ترجمہ: ''اے ایمان والو! یہودیوں اور نصرانیوں کو دوست نہ بناؤ۔''

اور دوسری آیت

ترجمہ: ''اے ایمان والو! اپنے اور میرے دشمنوں کو دوست نہ بناؤ ملک خضر حیات ہندوؤں کے ساتھ ملا ہوا ہے اور یہودیوں اور نصرانیوں کو اپنا دوست بنائے ہوئے ہے اس لیے مسلمانوں کو چاہیے کہ وہ اس یونی نسٹ کو چھوڑ دیں اور مسلم لیگ کے ساتھ ہو جائیں۔ اس فتوی کا لکھنا تھا کہ مخالفین آگ بگولہ ہو گئے ملک غلام محمد بندیال علاقہ کا بڑا با اثر شخص تھا وہ بھی ملک خضر حیات کا حامی تھا اس نے آپ کو بلا کر کہا کہ مولوی صاحب یہ فتوی آپ نے لکھا ہے آپ نے فرمایا ہاں میں نے لکھا ہے اور اپنے والد کے حکم سے لکھا ہے۔ اس نے پھر یہی پوچھا آپ نے پھر یہی جواب دیا کہ ہاں میں نے لکھا ہے اور میں اب بھی کہتا ہوں کہ خضر یہودیوں کے ساتھ ملا ہوا ہے لہٰذا مسلمانوں کو چاہیے کہ وہ اسے چھوڑ دیں اور مسلم لیگ کے ساتھ ہو جائیں آپ کا یہ بے باکانہ جواب سن کر ملک صاحب نے کہا کہ مولوی صاحب دوسرے مولوی (دیوبندی، وہابی) تو ملک خضر حیات کے حق میں اور قائد اعظم اور مسلم لیگ کے خلاف تقریریں کر رہے ہیں اور آپ ہماری ٹانگیں کاٹ رہے ہیں خضر نے آپ کے بڑے بھائی کو میو ہسپتال لاہور میں داخلہ دلوایا تھا آپ نے فرمایا یہ سب کچھ ٹھیک ہے۔ اگر دنیاداری کا معاملہ ہوتا تو ہم ضرور آپ کی امداد کرتے لیکن یہ مذہبی معاملہ ہے ہم دین نہیں چھوڑ سکتے پھر فرمایا ملک صاحب۔ آپ ہمارا کیا کر سکتے ہیں صرف اتنا ہی کہو گے کہ شہر چھوڑ کر چلے جاؤ خدا کی قسم یہ شہر چھوڑنا گوارا ہے لیکن کملی والے آقا تاجدار مدینہ ﷺ کے تعلق کو نہیں چھوڑیں گے (ماہنامہ کنز الایمان لاہور اگست ۱۹۹۵ء ص ۱۷۷۔۱۷۸ ماہنامہ ترجمان سواد اعظم لاہور اگست ۱۹۷۹ء نظریہ پاکستان نمبر ص ۳۹۔۴۰)

دنیائے تدریس کے تاجدار اور کشور علم و حکمت کے مسلم امام حضرت علامہ مولانا عطا محمد چشتی گولڑوی بندیالوی (۱۹۱۶۔۱۹۹۹ء) ۱۹۴۶ء میں حضرت پیر محمد کرم شاہ ازہری کے والد ماجد حضرت پیر محمد شاہ بھیروی رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ علاقے کا دورہ کیا اور پاکستان کا پیغام عوام و خواص تک پہنچایا آپ پورے خلوص کے ساتھ اسلامی سیاست پر یقین رکھتے تھے وہ نہ صرف دل سے پاکستان میں نظام مصطفی کے نفاذ کے حامی تھے بلکہ وہ اس امر کے داعی تھے کہ ایسے شخص کو سربراہ مملکت منتخب کیا جائے جو امام المسلمین کی اسلامی شرائط کا جامع ہو۔ استاذ العلماء مولانا عطا محمد بندیالوی نے ایک انٹرویو میں بتایا ہمارے علاقہ میں فضل حق پراچہ جہانیاں شاہ قلندر حسین ممتاز ٹوانہ یونی نسٹ کے خضر حیات ٹوانہ گروپ کے مقابلے میں الیکشن لڑ رہے تھے ان دنوں امیر ملت محدث علی پوری کے اس فتوی کا بڑا چرچا تھا کہ جس میں انہوں نے فرمایا تھا کہ جو مسلم لیگ کو ووٹ نہ دے اس کو مسلمانوں کے قبرستان میں دفن نہ کیا جائے علماء نے بھی اس فتوی کی توثیق کر دی تھی۔ بندیال قبیلہ لینڈ لارڈ اور

خضر حیات کا حامی تھا مگر ہمارے استاد علامہ یار محمد بندیالوی نے بندیاں میں رہ کر مسلم لیگ کی حمایت کی......... بندیالیوں کی ہزار لجاجت کے باوجود وہ مسلم لیگ کے ساتھ رہے (استاذ العلماء از ملک محمد محبوب الرسول قادری مطبوعہ بزم انوار رضا جوہر آباد خوشاب ۱۹۹۹ء ص ۲۸۔ ماہنامہ کنز الایمان لاہور اگست ۱۹۹۵ء ۲۰۵۔ ماہنامہ ندائے اہلسنت لاہور فروری ۱۹۹۰ء ص ۶ ماہنامہ کاروان قمر کراچی جنوری فروری ۲۰۰۲ء استاذ العلماء بمز ص ۵۵، ۵۶۔ ملک المدرسین مولانا عطا محمد چشتی از مولانا احمد رضا سیالوی مطبوعہ رضا اکیڈمی لاہور ص ۵۵)

فرزندان انجمن نعمانیہ لاہور نے آزادی وطن اور تحریک پاکستان میں بڑا اہم کردار ادا کیا۔ آج ان فرزندان نعمانیہ کی فہرست پر نگاہ ڈالی جائے تو ہمیں تحریک پاکستان میں حصہ لینے والے اکثر علماء کرام اور سیاستدان نظر آتے ہیں جو اس درس گاہ کے دستر خوان تعلیم و تربیت سے فیض یاب ہو کر نکلے تھے امیر ملت پیر حافظ جماعت علیشاہ علی پوری پیر آف زکوڑی شریف پیر آف مانکی شریف علامہ اقبال امام احمد رضا بریلوی نے اس انجمن نعمانیہ کو ایسے تربیت یافتہ علماء کرام مہیا کیے جن میں ان کے جلیل القدر رفقاء مولانا وصی احمد سورتی مولانا ظفر الدین رضوی بہاری مولانا سید دیدار علیشاہ الوری کے نام انجمن نعمانیہ کی تاریخ میں درخشاں نظر آتے ہیں حضرت پیر مہر علیشاہ اگرچہ نعمانی کے تلامذہ کی صف میں نہیں آتے مگر وہ جب لاہور آئے تو اپنا اکثر وقت ان عزیز اساتذہ میں گزارتے جو نعمانیہ میں دینی علوم کی تدریس میں مصروف تھے پیر آف بھرچونڈی شریف میں انجمن نعمانیہ کے تربیت یافتہ تھے۔ (تحریک پاکستان میں علماء کا کردار ص ۲۲۱۔ ۲۲۲۔ اقبال احمد فاروقی پیرزادہ۔ تذکرہ علماء اہلسنت و جماعت لاہور مکتبہ نبویہ لاہور۔ ۱۹۷۵ء ص ۳۷۷)

جناب علی محمد ہمدرد نے اپنی طالب علمی کے دور میں مسلم لیگ کے ایک جلسہ کا حال بتاتے ہوئے لکھا ہے: مسلم لیگ کا ایک انتخابی جلسہ ہمارے گاؤں میں ہوا ہمارے گاؤں سے شمال کی طرف آدھ میل کے فاصلہ پر پیر سید حسن محمود شاہ کا مزار پُرانوار ہے۔ جلسہ گاہ کی جگہ ان کے مزار کے ساتھ ہی منتخب کی گئی سب سے پہلے ایک لمبے پتلے گورے رنگ کے لڑکے نے جس کے سر پر پھندنے والی ترکی ٹوپی تھی تلاوت قرآن مجید کی اس کے بعد اسی لڑکے نے میاں محمد بخش کی سیف الملوک میں سے رسول کریم ﷺ کی تعریف میں پنجابی کا شعر پڑھا (روزنامہ جنگ جمعہ میگزین راولپنڈی ۸ تا ۱۴ جون ۱۹۸۴ء ص ۹ ماہنامہ کنز الایمان لاہور اگست ۱۹۹۵ء ص ۱۷۹)

جناب ابوالاحسن محمد محبوب الٰہی رضوی تحریر فرماتے ہیں: ۱۹۴۶ء میں (مسلم لیگی امیدوار) ملک برکت علی کے مقابلے پر مختلف پارٹیوں کے لوگ الیکشن میں کھڑے ہوئے جن میں احراری امیدوار کی پشت پر ہندو کانگریسی بھی تھے اور بظاہر مقابلہ بڑا سخت معلوم ہو رہا تھا کیونکہ ہندو مالی طور پر بھی احراری امیدوار کی مدد کرنے کے لیے مستعد تھے راقم الحروف ملک صاحب کی طرف سے پولنگ ایجنٹ تھا میرے والد صاحب میاں امیر الدین جو مقامی طور پر مسلمانوں کے قائد تھے انہوں نے مذکورہ حالات کے پیش نظر ملک صاحب کو لکھا کہ کچھ مقررین کا

انتظام کر کے جلد از جلد چونیاں بھیجیں تاکہ صورت حال کا مقابلہ کیا جا سکے اور خصوصاً مولانا محمد بخش مسلم کے بارے میں بھی زور دیا کیونکہ پیشتر ازیں مقامی لوگ ان سے متاثر تھے ملک صاحب نے اس تجویز کو پسند کیا اور مولانا محمد بخش مسلم علامہ علاؤالدین صدیقی مولانا بشیر احمد اخگر کو چونیاں بھیجنے کا انتظام کیا باہمی مشورہ کے بعد میاں صاحب مرحوم نے حکم دیا کہ اب جلسہ عشاء کی نماز کے بعد چوک دالگراں (جسے چوک بلورام) بھی کہا جاتا تھا وہاں منعقد کیا جائے گا کیونکہ اس جانب ہندوؤں اور احراریوں کا زیادہ اثر ہے اعلان ہونے کی دیر تھی کہ وہاں جلسہ کا انتظام شروع ہو گیا اور لوگ جوق در جوق وہاں جمع ہونا شروع ہو گئے جلسہ کے لیے میاں صاحب نے حکیم خورشید احمد مرحوم کو صدر مقرر کیا اور رات گئے تک جلسہ میں دھواں دھار تقاریر ہوتی رہیں اور لوگوں نے ہاتھ اٹھا کر مسلم لیگ کو ووٹ دینے کا وعدہ کیا ۲ فروری ۱۹۴۶ء پولنگ ہوئی اور ملک صاحب کامیاب ہو گئے۔ ۳ فروری کو ملک صاحب نے دستی چھٹی بھیج کر معاونین کا شکریہ ادا کیا اور مبارکباد دیتے ہوئے میاں امام الدین صاحب کو لکھا کہ آپ کے مخالف اصراری امیدوار کی ضمانت ضبط ہو گئی (ماہنامہ کنزالایمان اگست ۱۹۹۵ء ص ۲۰۵۔ ہفت روزہ الہام بہاولپور ۱۴ جون ۱۹۸۷ء ص ۵)

سنی کانفرنس پھپوند ۸ ربیع الاول ۱۳۶۵ھ سے خطاب کرتے ہوئے مولانا سید شاہ مصباح الحسن نے فرمایا: عصر حاضر میں مسلمانان ہند کی سیاسیات نے ۱۹۴۲ء سے جو نئی کروٹ بدلی ہے اور مسئلہ پاکستان یعنی حکومت اسلامیہ کا جو جذبہ عوام وخواص میں پیدا ہو رہا ہے اسے ہمارے طبقہ علمائے اہلسنت نے یہی نہیں کہ دور بیٹھ کر صرف مطالعہ ہی کیا بلکہ ہماری جماعت کے محترم علماء مجاہدانہ حیثیت سے از اول تا آخر اس جذبہ کے محرک وموید بنے ہوئے ہیں اور کانگریس جیسی ہندو جماعت کے مقابلہ پر دس سال کے طویل زمانہ سے بے پناہ خدمات انجام دے کر کانگریس کی ہر تحریک کو مردہ کر چکے ہیں۔ اپنی جماعت کے افراد کی خودستائی مقصود نہیں بلکہ یہ ناقابل انکار حقیقت ہے کہ صرف ہمارے طبقہ کے علماء مشائخین ہیں۔ جن کی مسلسل خدمت وسعی سے مسلم لیگ اپنے مقاصد میں کامیاب نظر آ رہی ہے۔ وہ کونسا وقت ہے جس پر ہمارے افراد نے انتہائی قربانیاں نہیں فرمائیں۔ مرکزی اسمبلی کے حلقہ انتخاب میں وہ کون سا رقبہ تھا جہاں ہمارے افراد نے کارہائے نمایاں انجام نہیں دیے اور صوبہ جاتی انتخابی مہم میں بھی الحمد للہ صف اول میں موجود ہیں اور کانگریس کو حلقہ جات انتخابات میں شکست دینے کے لیے آل انڈیا کانفرنس سے تعلق رکھنے والا ہر بزرگ اپنی بیش قیمت خدمات انجام دے رہا ہے پس ان حالات وخدمات سے ظاہر وعیاں ہے کہ سنی کانفرنس پاکستان اور مسئلہ انتخاب میں الحمد للہ اپنا کام کر رہی ہے اور اس کی اعانت قدر شناس نگاہوں میں وزنی ہے۔ (ماہنامہ کنزالایمان لاہور ۳ ر اگست۔ ۱۹۹۵ء ص ۲۱۱۔ محمد جلال الدین قادری: خطبات آل انڈیا سنی کانفرنس مکتبہ رضویہ گجرات ۱۹۷۸ء ص ۲۴۹۔ ۲۵۰)

مولانا محمد اسماعیل میرٹھی، امام شاہ احمد نورانی صدیقی میرٹھی فرماتے ہیں ہم خیال پاکستان سے قبل میرٹھ شہر میں رہائش پذیر تھے جو

یو پی میں واقع ہے یہ ہندوستان کا ایک اہم صوبہ تھا اگر چہ اس صوبے میں مسلمانوں کی کافی تعداد تھی لیکن پھر بھی وہ اقلیت میں تھے اعداد وشمار کے مطابق صوبے میں مسلمانوں کی آبادی پورے صوبے کی آبادی کا ۳۰ فیصد تھی لیکن مسلمان بااثر تھے تعلیم کا تناسب بھی ہندوستان کے دوسرے صوبوں میں رہنے والے مسلمانوں سے کچھ بہتر تھا اس لیے قدرتی بات تھی کہ صوبے میں مسلمانوں کے حقوق کی بات زیادہ منظم طریقہ سے کی جاتی ان کی ترقی کے لیے جدوجہد ہوتی اور انگریز سامراج کے ساتھ ساتھ ہندو ساہوکاروں کے ظلم وستم کے خلاف مؤثر آواز اٹھائی جاتی میرے دادا بھی اردو کے بہت بڑے ادیب وشاعر تھے۔ وہ سیاسی میدان میں مسلمانوں کے لیے الگ وطن کے قیام کو ضروری خیال کرتے تھے۔ ان کا اسم گرامی تھا مولانا محمد اسماعیل میرٹھی ان کی بے شمار نظمیں قیام پاکستان سے قبل ہی اردو نصابی کتابوں میں شامل تھیں (افکار نورانی از صاحبزادہ فیض الرسول رضا نورانی مکتبہ اہلسنت جامعہ نظامیہ رضویہ لاہور ص ۲۲۸ سہ ماہی انوار رضا جوہر آباد قائد اعظم اہلسنت نمبر ۲۰۱۵ء ص ۱۱۲)

حضرت شاہ نعمت اللہ فرماتے ہیں:

نصرانیاں کہ باشد ہندوستان سپارند　　　تخم بدی بکار انداز فسق وجاودانہ
تقسیم ہند گردد در دو حصص ہویدا　　　آشوب ورنج پیدا از مکر از بہانہ

یعنی انگریز ہندوستان کی حکمرانی چھوڑ دیں گے لیکن اپنی برائیوں کا بیج بو جائیں گے ہندوستان دو حصوں میں تقسیم ہو جائے گا لیکن مکر و بہانہ کے باعث دونوں حصوں میں کشیدگی پیدا ہو جائے گی (شاہ نعمت اللہ ولی: پیشین گوئیاں مطبوعہ لاہور ۱۹۹۱ ص ۵۔۶)

ہندوستان کے عظیم بزرگ جو حضرت مہاجر مکی (حضرت حاجی امداد اللہ مہاجر مکی مراد نہیں) کے نام سے جانے جاتے ہیں ان سے متعلقہ کتابوں میں یہ واقعہ درج ہے کہ ۱۸۵۷ء میں جب ہندوستان میں پہلی جنگ آزادی لڑی گئی جسے فرنگی نے غدر کا نام دیا تھا تو جناب حضرت مہاجر مکی نے ایک علاقے پر قبضہ کر کے وہاں اسلامی حکومت قائم کر لی یہ اسلامی حکومت کچھ عرصہ کام کرتی رہی پھر انگریزوں نے اپنا بکھرا ہوا شیرازہ از سر نو جمع کیا۔ انگلستان سے اسلحہ کی کھیپ اور نفری منگوائی اور پھر سے کھویا ہوا وقار قائم کرنے کی کوشش شروع کر دیں انہوں نے حضرت مہاجر کی اسلامی ریاست کا محاصرہ کر لیا گولہ باری کی اور اس پر تسلط جمالیا۔ حضرت مہاجر مکی کو گرفتار کر لیا گیا حضرت مہاجر مکی علیہ الرحمہ کا مسلمانان ہند میں بڑا اثر ورسوخ تھا یہاں تک کہ غیر مسلم بھی ان کا احترام کرتے تھے۔ انگریز ڈرتا تھا کہ حضرت کی گرفتاری پر حالات خراب نہ ہو جائیں ساتھ ہی وہ اپنا وقار قائم کرنے کے لیے ضروری سمجھتا تھا کہ ان کی تذلیل کرے لہٰذا انگریز نے حضرت کے ہاتھ باندھ دیے اور برسر عام ان کا جلوس نکالا ایک لحیم شحیم سیاہ فام مجذوب نے جلوس کا راستہ روک لیا وہ حضرت سے مخاطب ہو کر بولا دیکھ یہ نہ سمجھیو کہ تیری یہ کوشش ناکام ہو گئی ہے جو بیج تو نے بویا ہے نوے سال بعد اس میں سے کونپل پھوٹے گی۔ نوے سال بعد قیام پاکستان عمل میں آیا۔ حضرت حاجی مہاجر مکی کے

آخری مرید جناب حاجی عبدالغفور کے جن کا حال ہی میں اسلام آباد میں انتقال ہوا ہے میں چند بار ملا ہوں انہوں نے اس واقعہ کی تصدیق کی۔ ۱۸۵۷ء کی جنگ میں انہوں نے حصہ لیا تھا از دنوں وہ جوان تھے۔(الحاج ظہور الحسن قادری۔مبشرات پاکستان مطبوعہ لاہور ۱۹۹۶ء ص ۸۶ قائداعظم بارگاہ رسالت مآب میں از سید صابر حسین شاہ بخاری قادری مطبوعہ لاہور ۱۹۹۹ء ص ۲۴۔۲۵)

حضرت پیر سید مہر علی شاہ گولڑوی علیہ الرحمہ نے فرمایا: عنقریب اس ملک میں مسلمان ہوں گے اور مشرق کی طرف ہاتھ اٹھا کر فرمایا کہ اس طرف کے مسلمانوں کو مصیبت پیش آئے گی چنانچہ ۱۹۴۷ء میں تقسیم ہندوستان پر ایسا ہی وقوع میں آیا (فیض احمد فیض مولانا: مہر منیر مطبوعہ لاہور ۱۹۷۶ء ص ۵۷۹ قائداعظم بارگاہ رسالت مآب میں از سید صابر حسین شاہ بخاری مطبوعہ لاہور ۱۹۹۹ء ص ۲۸

پیرزادہ محمد انور عزیز چشتی (۱۹۱۴ء۔۱۹۹۸ء) رقمطراز ہیں ۱۹۳۶ء میں میرے پیر و مرشد امیر ملت حضرت پیر سید جماعت علی شاہ نے میرے والد کو مشورہ دیا اور ان سے اجازت طلب کی کہ وہ میری زندگی مسلم لیگ کے لیے مسٹر محمد علی جناح کے ایک سپاہی کی حیثیت سے وقف کرنا چاہتے ہیں میرے والد صاحب (جو خود بھی تحریک پاکستان کے ہیرو تھے) نے میرے پیر و مرشد کے مشورہ کو قبول کر لیا اپریل ۱۹۳۶ء کی گرمیوں کی ایک گرم دوپہر کو جب آل انڈیا مسلم لیگ کی ورکنگ کمیٹی کا اجلاس لاہور کے موچی دروازہ کے برکت علی محمڈن ہال میں منعقد ہو رہا تھا۔میں نے میٹنگ کے وقفے کے دوران مسٹر محمد علی جناح کو اپنے پیر و مرشد اور اپنے والد صاحب کے خطوط پیش کیے جس میں ان دونوں عظیم ہستیوں نے میرے لیے یہ تحریر کیا تھا کہ ہمارا یہ بیٹا بہت اچھا مقرر ہے ہم نے اس کی زندگی مسلم لیگ کے لیے وقف کر دی ہے۔اسے اپنے سپاہیوں میں شامل فرمالیں مسٹر محمد علی جناح نے بہت خوشی کا اظہار کیا اور مولانا شوکت علی مرحوم سے مخاطب ہو کر فرمایا کہ یہ نوجوان ضلع منٹگمری (اب ساہیوال) میں ہمارا مجاہد اول ہے اس طرح میں نے بطور طالب علم اور قلم کار کی حیثیت سے تحریک پاکستان میں حصہ لیا بعد میں سٹی مسلم لیگ پاک پتن شریف کا ۱۹۳۶ء سے ۱۹۴۰ء تک بطور صدر عہدیدار رہا (ماہنامہ کنزالایمان لاہور اگست ۱۹۹۵ء ص ۱۸۵۔مجلہ اوج لاہور ۹۱۔۱۹۹۰ء قرارداد پاکستان گولڈن جوبلی بمر ص ۴۱۵ کاروان تحریک پاکستان از محمد صادق قصوری مطبوعہ لاہور ۲۰۰۵ء ص ۲۳۹۔۲۴۰)

ایک دفعہ مولانا حکیم سلطان محمد صاحب (پ ۱۸۸۱) اپنے چند ساتھیوں کے ہمراہ حضرت سلطان العارفین رحمۃ اللہ علیہ کے مزار پر انوار پر حاضری دینے کی غرض سے گئے درگارہ شریف تک پہنچنے کے لیے شورشہر سے دربار حضرت سلطان باہو قدس سرہ تک ٹانگے پر سفر کرنا پڑا ہندو بنیئے مسلمانوں کو شودر سے بھی بدتر سمجھتے تھے اتفاق ایسا ہوا کہ جس ٹانگہ پر مولانا سلطان محمد اور ان کے ساتھی سفر کر رہے تھے اس میں ایک ہندو سیٹھ بھی سوار تھا راستہ خراب تھا ٹانگے کو جھٹکے لگ رہے تھے جن کی وجہ سے مولانا صاحب کے ایک ساتھی کا جسم اس ہندو سیٹھ کے ساتھ ٹچ ہو گیا ہندو سیٹھ نے نفرت بھرے انداز میں کہا: نظر نہیں آتا میرے کپڑے پلید کر رہے ہو۔مولانا سلطان محمد صاحب کی غیر ملی سے ضبط نہ ہو سکا انہوں نے فوراً اپنی پستول نکالی اور اس ہندو سیٹھ کو واصل جہنم کر دیا۔(ماہنامہ کنزالایمان لاہور اگست ۱۹۹۵ء ص ۹۱ ماہنامہ ضیائے حرم لاہور

اپریل ۱۹۸۵ء ص ۵۶)

مسلم لیگ کی کامیابی کے لیے فاضل جلیل مولانا محمد سعید شبلی حامدی (۱۸۹۶ء۔ ۱۹۸۲ء) ساہیوال نے بارہ صفحات پر مشتمل خطبہ عید الاضحیٰ صدر مسلم لیگ کی درخواست پر تالیف کیا جو بیس ہزار کی تعداد میں شائع ہوا اور پنجاب کی عیدگاہوں میں خطباء حضرات نے بیان کیا اس خطبہ میں آپ نے آیات واحادیث سے ثابت کیا تھا کہ کفار سے تعلقات وموالات حرام ہے اور علامات قیامت میں سے ہے چنانچہ کانگریسوں کی طرف سے اعلان کیا گیا کہ انگریزوں کے چلے جانے کے بعد اس شخص پر علماء کی ہتک عزت کا دعویٰ کیا جائے گا کانگرسی اس منصوبے میں ناکام رہے البتہ سکھوں نے آپ پر قاتلانہ حمہ کیا جس سے آپ کا صاحبزادہ بعمر ۲۵ سال بری طرح زخمی ہو گیا (ماہنامہ کنزالایمان لاہور اگست ۱۹۹۵ء ص ۱۵۵ محمد صدیق ہزاروی مولانا: تعارف علماء اہلسنت مکتبہ قادریہ لاہور ۱۹۷۹ء ص ۳۹۰)

آل انڈیا سنی کانفرنس کے ۱۹۴۰ء کے اجلاس میں جو حضرت مولانا محمد نعیم الدین مرادآبادی کے شیخ طریقت شاہ ابواحمد محمد علی حسین الاشرفی الجیلانی سجادہ نشین کچھوچھ شریف کی زیر صدارت بمقام بہرال (ضلع مالدہ بنگال) منعقد ہوا یہ قرارداد منظور ہوئی ''موجودہ حالات میں مسلمانوں کو کانگریس کی تحریکات سے علیحدہ رہنا ضروری ہے مذہب کا یہی حکم ہے اور اقتصادی مصالح کا بھی یہی تقاضا ہے (ماہنامہ کنزالایمان لاہور اگست ۱۹۹۵ء ص ۱۶۲۔ ۱۶۳ محمد مسعود احمد پروفیسر: تحریک آزادی ہند اور اسواد اعظم رضا پبلیکیشنز لاہور ۱۹۷۹ء ص ۷۳)

تحریک پاکستان کے دوران قائداعظم نے مختلف رہنماؤں اور کارکنوں کو بے شمار خطوط لکھے جن میں اکثر شائع ہو چکے ہیں لیکن افسوس کہ سنی علماء ومشائخ اور قائداعظم کے درمیانی جو خط وکتابت ہوئی تھی وہ ابھی تک غیر مطبوعہ ہے بعض شائع بھی ہوئے ہیں تو اخبارات ورسائل کی زینت بنے ہیں جو عام طور پر ایک خاص مدت گزرنے کے بعد ضائع ہو جاتے ہیں اور یا کہیں محفوظ بھی ہو جائیں تو کسی کے پاس انہیں کھنگالنے کا وقت نہیں ہوتا ضرورت اس بات کی ہے کہ ان خطوط کو خاص ترتیب کے ساتھ جدید انداز میں کتابی شکل میں شائع کیا جائے تاکہ ناواقف حضرات کو علم ہو سکے کہ تحریک پاکستان کے دوران سنی علماء ومشائخ کو قائد کا کس قدر قرب حاصل تھا اور قائد ان کی خدمت کو قدر کی نگاہ سے دیکھتے تھے۔ (ماہنامہ کنزالایمان لاہور اگست ۱۹۹۵ء ص ۱۸۸)

اس وقت میں لاہور میں تھا جب مسجد شہید گنج کا قبضہ ہوا تھا بھائی گیٹ کے اندر ایک چھوٹی سی مسجد تھی وہاں مولانا اصغر علی روحی (۱۸۶۷ء، ۱۹۵۴ء) امام تھے۔ آپ نے نام تو سنا ہوگا وہ اسلامیہ کالج لاہور کے پروفیسر تھے آنکھوں میں تیزاب پڑنے کی وجہ سے نابینا ہو گئے تھے جب مسجد شہید گنج کا فیصلہ انگریز نے سکھوں کے حق میں کیا تو لاہور میں بہت ہنگامہ ہوا تھا محلے کا ایک سفید ریش آدمی مسجد میں آیا تو مولانا روحی سے کرخت آواز میں کہنے لگا جنوب سے شمال تک مشرق سے مغرب تک کوئی مسلمان ایسا نہیں تھا جس نے مسجد شہید گنج کے لیے دعا نہ کی ہو لیکن کسی مسلمان کی دعا قبول نہ ہوئی تو مولانا روحی فرمانے لگے مایوس نہ ہوں اس مسجد کی وجہ سے ہندوستان میں ایک مسلم ریاست قائم ہو گی اس وقت پاکستان کا کسی کو خواب وخیال بھی نہ تھا مگر آج اس کی تعبیر کو کئی سال گزر چکے ہیں (حافظ محمد حبیب اللہ قریشی الہاشمی پھگواڑی تحصیل کوہ مری

ماہنامہ جہان رضا لاہور۔ اگست ۲۰۰۶ ص ۳۱۔ ۳۲ تحریک پاکستان میں علماء کا کردار از علامہ جلال الدین ڈیروی مطبوعہ مکتبہ نبویہ ۲۰۱۸ء۔ ص ۲۲۹)

قیام پاکستان سے کچھ عرصہ قبل (مولوی حسین احمد) مدنی سلہٹ پہنچے جن بزرگوں کے یہاں قیام تھا ایک رات تہجد کے وقت مدنی نے ان سے کہا کہ آج عالم بالا میں ہند کی تقسیم کا فیصلہ ہو کر پاکستان کے وجود میں آنے کا بھی فیصلہ ہو گیا ہے یہ سن کر ان بزرگوں نے کہا کہ جب یہی سب کچھ ہے تو اب پاکستان کے خلاف مہم میں حصہ لینے کا کیا فائدہ: اس پر مدنی نے کہا کہ یہ فیصلہ تقدیر کا ہے جبکہ ہم اپنی تدبیر (مخالفت میں) مسلسل لگے رہیں گے (ریاض الرحمن خان ڈاکٹر: میر کارواں ادارہ تحقیقات افکار و تحریکات ملی کراچی ۱۹۸۸ء ص ۶۵۔ تحریک پاکستان میں علماء کا کردار ص ۲۳۲)

پاکستان کے سابق وفاقی سیکرٹری اطلاعات قدرت اللہ شہاب جب انگلستان میں سرکاری دورے پر تھے تو انہیں انڈیا آفس لائبریری جانے کا بھی اتفاق ہوا وہاں انہوں نے ایک کتاب اولیاء ہند دیکھی جن میں حضرت بری امام شاہ لطیف رحمۃ اللہ علیہ کی دارالحکومت اسلام آباد کے متعلق یہ پیش گوئی درج تھی کہ ''ایک وقت آئے گا جب ہمارے قریب ایک بہت بڑا شہر آباد ہوگا جو اسلام کا مرکز اور اسلام کا قلعہ ہو گا دارالحکومت اسلام آباد کے بارے میں ایک برگزیدہ بندۂ خدا کی بات خدا کی ذات نے پوری کر دکھائی (مبشرات پاکستان از ظہور الحسن قادری مطبوعہ لاہور ۱۹۹۶ء ص ۸۷ تحریک پاکستان میں علماء کا کردار ص ۲۳۷۔ صابر حسین بخاری سید قائداعظم بارگاہ رسالت مآب میں بزم رضویہ لاہور ۲۰۰۰ ص ۲۸ ماہنامہ رضائے مصطفیٰ گوجرانوالہ مئی ۱۹۸۳ء ص ۳۲)

یوں بھی ہوتا تھا کہ بعض سجادہ نشین مشترکہ طور پر اشتہارات کے ذریعے سے اپنے مریدوں کو ہدایت دیتے تھے کہ وہ مسلم لیگ کو ووٹ دیں ہندوستان کے علماء و مشائخ نے مسلم لیگ کی تحریک سے اپنی وابستگی کا اظہار کرتے ہوئے ۱۹۴۶ء میں ایک مشترکہ اشتہار شائع کیا جس میں اپنے عقیدتمندوں اور متوسلین کے لیے فتویٰ جاری کیا کہ پاکستان کی جنگ کفر اور اسلام کا مقابلہ ہے اور اس میں ہر شخص کے لیے واجب ہے کہ وہ مسلم لیگ کو ووٹ دے اس اشتہار پر پیر زکوڑی پیر مانکی سجادہ نشینان اجمیر کلیر سرہند گولڑہ اور سجادہ نشین درگاہ نظام الدین کے دستخط تھے مسلم لیگ کے اہم انتخابی لٹریچر اور علماء و مشائخ کے اس قسم کے اعلانات کو گاؤں گاؤں پھیلانے کی ذمہ داری ابوسعید انور مولانا عبدالستار خان نیازی ظہیر نیاز بیگی، مولوی غلام رسول جنڈیالوی، غلام نبی، مرزا عبدالحمید ایم اے اور بعض دوسرے کارکنوں کے سپرد تھی (پروفیسر وارث میر تحریک پاکستان میں علماء کا کردار ص ۲۴۲)

۴۶۔ ۱۹۴۵ء کی قومی اور صوبائی اسمبلیوں کی کنویسنگ کے لیے جب قائداعظم نے طالب علموں سے اپیل کی تو علی گڑھ یونیورسٹی کے

اساتذہ اور طالب علموں نے الیکشن مہم کے لیے مسلم لیگ کو مالی امداد بھی فراہم کی اور افرادی قوت بھی طلبہ چھوٹے چھوٹے جتھوں میں ملک بھر کے الیکشن کے تیس حلقوں میں بٹ گئے اور اپنی جیب سے تمام اخراجات برداشت کر کے مسلم لیگ کے امیدواروں کو سو فیصد کامیاب کرایا ان دنوں ہمارے حلقہ پر دارالعلوم دیوبند جامعہ علیہ دہلی ندوۃ العلماء لکھنؤ اور تبلیغی جماعت کے کارکن کام کر رہے تھے ان کے کیمپوں میں دارالعلوم دیوبند سے پکی پکائی حلوے اور پلاؤ کی دیگیں گاڑیوں پر پہنچادی جاتی تھیں مگر مسلم لیگ کے کارکنوں کو چنے اور مونگ پھلی کھا کر کام کرنا پڑتا تھا۔

یکم نومبر ۱۹۴۵ء کو جناب مولانا نعیم الدین مراد آبادی جناب سید محمد محدث کچھوچھوی رحمۃ اللہ علیہم نواب زادہ لیاقت علیخان مرحوم کے ہمراہ تشریف لائے تو انہوں نے مسلم لیگی کارکنوں سے خطاب کرتے ہوئے فرمایا کہ پاکستان کی منزل قریب ہے ہمت باندھو حضرت مراد آبادی نے فرمایا کہ دیوبند کو کانگریس اور برلہ سیٹھ کی دوستی پر ناز ہے اور ہمیں اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی مدد پر بھروسا ہے ہم اپنے نیک مقصد میں کامیاب ہوں گے انہی دنوں افواہ عام تھی کہ برلہ سیٹھ اور کانگریس کے فنڈ سے پچھتر لاکھ روپیہ دارالعلوم دیوبند کو دیا گیا۔ جو ووٹروں کو ہزاروں روپے دے کر مسلمانوں کے ضمیر خرید رہے ہیں ساٹھ ساٹھ ہزار روپے فی ووٹ تک پیش کیا گیا زمیندار اور نوائے وقت کے اخبارات کو بھی بھاری رقم کی پیش کش کی گئی لیکن انہوں نے اس طرف دیکھا تک نہیں دارالعلوم نعیمیہ مراد آباد کو تیرہ لاکھ کی پیش کش کی گئی دارالعلوم مظہر العلوم بریلی کو پندرہ لاکھ روپے کی پیش کش کی گئی ان سب اداروں نے ہندو کی اس پیش کش کو ٹھکرا دیا (تحریک پاکستان میں علماء کا کردار ص ۲۴۶۔ ۲۴۷)

جب تبادلہ آبادی ہو رہا تھا تو ہندوستان سے آنے والے مہاجرین کی آبادکاری اور خدمت حضرت داتا گنج بخش رحمۃ الہ علیہ کے عقیدت مند فقیہ اعظم مفتی محمد نور اللہ نعیمی نے اپنا فرض بنالیا بے شمار لٹے پٹے قافلوں کو مناسب جگہوں پر پہنچانے میں مدد کی لوٹ مار کرنے والے مسلمانوں کو خوف خدا دلائے اور غیر مسلموں کے متروکہ اموال کو مہاجرین مسلمانوں کا حق بناتے اس وقت بہت سے لامکانوں نے ہندوؤں کی متروکہ جائیدادوں سے مکانات اور کوٹھیاں اڑالیں مگر آپ نے وہی وضع قلندر برقرار رکھی اسی سلسلہ کا ایک دل چسپ واقعہ یہ بھی ہے کہ اس وقت صدر پاکستان جنرل ضیاء الحق کی وفاقی مجلس شوریٰ کے رکن اور جمعیت اہل حدیث کے مرکزی صدر جناب معین الدین لکھوی اور ان کا تقریباً تیس افراد پر مشتمل قافلہ جب ہندوستان سے بصیر پور پہنچا تو مفلوک الحال اور خستگی کے عالم میں تھا اور قافلہ کے تمام افراد غیر مقلد وہابی عقیدے سے تعلق رکھتے تھے آپ نے ان کو اپنے دارالعلوم میں تقریباً ایک مہینہ اپنا مہمان رکھا اس طرح مولانا لکھوی اور ان کے شرفاء اس متصلب العقیدہ حنفی رضوی عالم کی مہمان نوازی سے مستفیض بھی ہوتے رہے اور نماز بھی ان کے پیچھے پڑھنے کے علاوہ غوثیہ فریدیہ لنگر سے بھی مستفیض ہوتے رہے (تحریک پاکستان میں علماء کا کردار از علامہ جلال الدین ڈیروی مکتبہ نبویہ لاہور ۲۰۱۸ء ص ۲۵۴)

مولانا حسرت موہانی کو ایک شہر میں مسلم لیگ کا جلسہ کرنے اور صدارت کرنے کے لیے ۱۰۰ روپے دیئے گئے تو انہوں نے اس میں

سے ۶۰ روپے بچا لیے اور مسلم لیگ کو واپس کر دیئے جب پوچھا گیا کہ یہ آپ کے پاس کیسے بچ گئے تو کہا آپ نے مجھے ہوٹل میں رہنے کے لیے اور کھانے پینے کے لیے دیئے تھے تو میں ہوٹل کی بجائے مسجد میں سو گیا اور ہوٹل میں کھانے کی بجائے عوام کے ساتھ عام ہوٹل میں کھا پی لیا اس لیے ۶۰ روپے بچ گئے اس کو مسلم لیگ فنڈ میں ڈال دیں اور کسی کام میں آجائیں گے (ماہنامہ معارف رضا کراچی فروری ۲۰۱۶ء ص ۵)

آل انڈیا مسلم لیگ کو اتنی بڑی عوامی سپورٹ اگر ملی ہے تو صرف اور صرف آل انڈیا سنی کانفرنس کے اکابرین کی مسلسل ۲۵ سال کی جدو جہد کی بدولت ملی جنہوں نے گلی گلی جا کر جلسے منعقد کئے یہاں تک کہ تمام میلاد النبی ﷺ کے جلسوں میں تمام عرسوں کے موقع پر تمام مدارس اس کے سالانہ جلسوں میں آل انڈیا سنی کانفرنس کے علماء و مشائخ نے عوام اہل سنت کو آزادی پاکستان کی خاطر مسلم لیگ کو ووٹ دینے کی اپیلیں کیں جن کو عوام الناس نے قبول کیا اور مسلم لیگ کو ووٹ دے کر آزادی پاکستان میں اہم کردار ادا کیا اس میں کوئی شک نہیں کہ مسلم لیگ کے اندر بھی بہت سارے رہنما ایسے تھے جو نبی کریم ﷺ سے انتہائی محبت رکھتے تھے یہاں تک کہ مسلم لیگ کے کارکن اپنے اپنے علاقوں میں میلاد النبی ﷺ کے جلسے منعقد کرواتے تھے اس سلسلے میں نواب سلیم اللہ خان آف ڈھاکہ تو بہت بڑھ چڑھ کر حصہ لیتے تھے وہ ڈھاکہ کے قصبوں اور محلوں میں محافل میلاد کی تقریبات منعقد کرواتے تھے اور جیب خاص سے مالی اعانت بھی کرتے تھے بلکہ ان محافل میں خود بھی نعتیں پڑھتے تھے مولانا محمد علی جوہر جو مولانا عبدالباری فرنگی محلی کے مرید خاص تھے اکثر میلاد کی محافل میں جلوہ افروز ہوتے مولانا محمد علی جوہر کا یہ شعر منقبت تو اکثر مسلمانوں کی زبانوں پر رہتا ہے۔

قتل حسین اصل میں مرگ یزید ہے
اسلام زندہ ہوتا ہے ہر کربلا کے بعد

مگر آپ بہترین نعت گو شاعر بھی تھے چند اشعار ملاحظہ ہوں

تم یوں ہی سمجھنا کہ فنا میرے لیے ہے
پر غیب سے سامانِ بقا میرے لیے ہے
کیوں ایسے نبی پر نہ فدا ہوں کہ جو فرمائے
اچھے تو سبھی کے ہیں برا میرے لیے ہے
اے شافع محمد ﷺ جو کرے تو نہ شفاعت
پھر کون وہاں تیرے سوا میرے لیے

اسی طرح مولانا حسرت موہانی جو حقیقتاً ایک درویش صفت بزرگ تھے اور بہت اللہ کے ساتھ مسلم لیگ کے پلیٹ فارم سے

اخلد حسن

قائداعظم کی سربراہی میں مسلمانوں کے لیے آزادی کی کوشش کرتے رہے اور قلم سے حضور ﷺ سے اظہار محبت بھی کرتے رہے:

خیال غیر کو دل سے مٹا دو یا رسول اللہ ﷺ
فرد کو اپنا دیوانہ بنا دو یا رسول اللہ ﷺ
تجلی طور پہ جس نور کی دیکھی تھی موسیٰ نے
ہمیں بھی اک جھلک دکھا دو یا رسول اللہ ﷺ
تمنا ہے محبت کی بقائے غوث اعظم کی
اسے بغداد کا رستہ دکھا دو یا رسول اللہ

الغرض تمام ہی مسلم لیگی رہنماؤں کی روح میں محبت رسول رچی بسی تھی (تاریخ آل انڈیا مسلم لیگ سرسید سے قائداعظم تک از آزاد بن حیدر مطبوعہ تحریک پاکستان فاؤنڈیشن ۲۰۱۳ء ص ۲۱ ماہنامہ معارف رضا کراچی فروری 2016ء ص ۵۔۶)

سرفراز حسین مرزا تحریک پاکستان کے دوران شائع ہونے والے ہندو اخبارات کے بیانات کے حوالہ سے لکھتے ہیں: مسلم لیگ مولویوں اور پیروں کی مدد سے کامیاب ہوئی ہے مولویوں اور پیروں نے "اسلام خطرہ میں ہے" کا نعرہ لگایا اور ووٹروں کو غضب الٰہی سے ڈرا کر مسلم لیگ کی کامیابی کے لیے میدان صاف کر دیا (سرفراز حسین مرزا (۱۹۸۷ء) تحریک پاکستان نوائے وقت کے اداریوں کی روشنی میں (۱۹۸۷ء) مطبوعہ پاکستان اسٹڈی سینٹر پنجاب یونیورسٹی لاہور ص ۴۹۱۔ ماہنامہ معارف رضا کراچی فروری ۲۰۰۲ء ص ۱۹

حضرت استاذ العلماء مفتی اعظم مولانا محمد سردار احمد شیخ الحدیث بریلی شریف مولانا محمد یوسف سیالکوٹی مولانا غلام جیلانی ہزاروی اور دیگر علماء کی موجودگی میں حضرت پیر سید محمد حسین شاہ زیب آستانہ غوثیہ سکھو چک ضلع گورداسپور کا حضرت صوفی پیر سید محمد غوث شاہ رحمۃ اللہ علیہ کے عرس مبارک کے موقع پر اعلان فرمایا:

میں آج سے مسلم لیگ میں شامل ہوتا ہوں اور تمام مسلمانوں کو مسلم لیگ میں شامل ہو جانا چاہیے کیونکہ مسلمانان ہند کی واحد نمائندہ جماعت مسلم لیگ ہی ہے جس کے متعلق حضرت امیر ملت قبلہ عالم مولانا الحاج حافظ پیر سید جماعت علیشاہ علی پور شریف اور باقی سجادہ نشینان ہند بھی اعلان فرما چکے ہیں کہ ہندوستان میں اگر کوئی مسلمانوں کی سیاسی جماعت ہے تو وہ واحد مسلم لیگ ہی ہے لہٰذا اب مسلمانوں کو مسلم لیگ کے جھنڈے تلے جمع ہونے کے سوا کوئی راہ تجویز نہیں کرنی چاہیے تمام مسلمانوں نے شملہ کانفرنس جو تجاویز کانگریس نے پیش کی تھیں سن لیا ہے کہ وہ تمام تر مسلمانوں کی نیست و نابود کرنے کی تھیں اور جنہیں ہمارے محبوب قائداعظم نے بڑی اچھی طرح جانچ کر مسلمانوں کو قعر مذلت سے بچایا اب میں تمام غیور مسلمانوں کو بالعموم اور ارادت مندان دربار غوثیہ کی خدمت میں بالخصوص اپیل کرتا ہوں کہ مسلم لیگ کے جھنڈے تلے جمع ہو جا

کیونکہ نئے انتخابات میں مسلمانوں کی زندگی اور موت کا سوال پیدا ہو چکا ہے (ہفت روزہ سعادت فیصل آباد جلد ۸ نمبر ۲۸ مجریہ ۱۸ اکتوبر ۱۹۴۵ء ص ا۔ تاریخ آل انڈیا سنی کانفرنس از مولانا جلال الدین قادری مطبوعہ محلہ لطیف شاہ غازی کھاریاں گجرات ۱۹۹۹ء ص ص ۲۷۵)

مولانا سید محمد عبدالسبحو د قادری ناظم سنی کانفرنس صوبہ سی۔ پی و برار کا صوبہ سی۔ پی و برار کی سنی کانفرنسوں کے نام پیغام: گرامی قدر حضرات صدر و ناظم صاحبان عزت نشان قصباتی شہری و ضلع سنی کانفرنس ہائے صوبہ سی۔ پی و برار، السلام علیکم ورحمۃ اللہ و برکات اس حقیقت سے آپ حضرات اچھی طرح واقف ہیں کہ آپ کی پاکیزہ مذہبی تحریک یعنی آل انڈیا سنی کانفرنس اب سارے ملک میں عالمگیر شان کے ساتھ مقبولیت حاصل کر چکی ہے اور یہ کہنا غلط نہ ہوگا کہ وہ ہندوستان کے نو کروڑ اہل سنت صحیح العقیدہ مسلمانوں کی مذہبی واحد نمائندہ جماعت ہے کیونکہ ہمالہ سے راس کماری تک اور آسام سے سرحد تک بائیس ہزار اسے زائدہ علماء دین مشائخ اور سجادہ نشین حضرت آل انڈیا سنی کانفرنس کے سبز گنبد والے نورانی پرچم کے نیچے جمع ہو کر اس مبارک جماعت کے رکن بن چکے ہیں اور ملک کے سارے برادران اہلسنت رضا کارانہ طور پر کثیر تعداد میں شریک ہو چکے ہیں اور اس کی صوبائی و ضلع وار شہری و قصباتی ہزاروں کمیٹیاں قائم ہو چکی ہیں جو اپنے اپنے مقام پر برابر ہر سنی مسلمان کو سنی کانفرنس کا رکن بنا رہی ہیں اور مرکزی دفتر کے احکام پر سرگرمی سے عمل پیرا ہیں۔ ایسی صورت میں ضروری ہے کہ ہم اور آپ بھی عملی میدان میں ملک کی کسی کانفرنس ے جدوجہد میں پیچھے نہ رہیں بلکہ جذبات دینی و مذہبی سے سرشار ہو کر اپنی زندگی کی قیمتی گھڑیاں تبلیغ اسلام اور احیائے سنت حضور علیہ السلام میں صرف کریں اور اس دور لا مذہبیت والحاد و ہریت میں جبکہ مذہب فروشی و ملت کشی کا بازار گرم ہے اپنے دین اور سچے مذہب کی نہایت بے جگری و مستعدی سے خدمات انجام دیں مغربی تہذیب و ملحدانہ تعلیم کے قصر کو اپنے جوش عمل سے ڈھا کر اسلامی تہذیب اور شریعت مطہرہ کی تعلیم کا باعظمت ایوان تعمیر کریں نوجوان فرزندان اسلام کو بالوں کی آرائش نسوانی نزاکتوں سے ہٹا کر اسلامی سپہ گری سے آراستہ کر کے میدان شجاعت کا شہسوار بنائیں اور مسلم خواتین سے جہالت دور کریں ان کو عریانیت اور بے حجابی و بے حیائی سے روکیں انہیں مغربی تعلیم و تہذیب اور بازاری زینت و فیشن پرستی کی لعنت سے بچا کر اسلامی مذہبی تعلیم و تہذیب کا دل دادہ بنائیں اور اسلام کی مقدس بیبیوں عفت و عصمت مآب خواتین اسلام کے نقش قدم پر چلائیں مساجد میں نماز باجماعت کا باقاعدہ انتظام اور آسان طریقہ پر قرآن عظیم و ابتدائی مذہبی تعلیم کا ہر بالغ ہر نابالغ مرد و عورت کے لیے مدارس روزینہ و شبینہ کا اہتمام کریں ورزش نبوث کے اکھاڑے قائم کریں ان میں غلیل بازی تیراندازی کی مشق کا ضرور انتظام فرمائیں اور ساتھ ہی ساتھ اپنے صوبائی دفتر اور مرکزی دفتر آل انڈیا سنی کانفرنس مراد آباد کو برابر اپنے مقامی حالات سے باخبر کرتے رہیں اور وہاں سے آنے والے احکام کی نہایت مستعدی کے ساتھ تعمیل کریں۔ (ہفت روزہ دبدبہ سکندری رامپور مجریہ ۲۶ اگست ۱۹۴۶ء ص ۳ تاریخ آل انڈیا سنی کانفرنس ص ۲۸۷۔ ۲۸۸)

الحاج ملک محمد زرین (۱۳۸۲ھ) تحصیل نوشہرہ میں موضع بانڈہ ملاحاں کے رہنے والے تھے خدائی خدمتگار تحریک کے پیش رو تھے پھر تحریک پاکستان میں انتہائی گرم جوشی سے حصہ لیا اور مسلم لیگ کے ساتھ افغان جرگہ کا الحاق آپ کا ہی مرہون منت تھا (تذکرہ حضرت آغا سکندر شاہ قادری چشتی از احمد بدر اخلاق مطبوعہ ۳۳۳۳ شاد باغ لاہور ۱۹۹۲ء ص ۹۳)

قائداعظم ابھی بہت چھوٹے تھے ان کے والدین کھارادر کراچی میں مقیم تھے قریب ہی ایک مسجد سے جب صبح کی اذان ہوتی تو یہ اپنی اماں سے پوچھتے کہ یہ صبح صبح میرا نام لیا جاتا ہے اس کی کیا وجہ ہے؟ تو ان کی اماں جواب دیتیں کہ بیٹے یہ اذان ہے اس میں اشھدان لاالٰہ الا اللہ اشھدان محمد رسول اللہ ﷺ کہا جاتا ہے جب وہ کم عمری میں لندن گئے اور لنکزان کے دروازے پر حضرت محمد ﷺ دنیا کے عظیم فقیہہ کی حیثیت سے نام لکھا ہوا دیکھا تو اپنے گائیڈ کو فرمانے لگے کہ میں لنکزان ہی میں داخلہ لوں گا جوانی میں انہوں نے تھامس کارلائی کی کتاب ہینڈرڈ گریٹ مین پڑھی جس میں حضرت محمد ﷺ کی حیات و خدمات کے بارے میں سب سے پہلے صفحات میں ذکر کیا تھا وہ کتاب اکثر ان کے مطالعہ میں رہتی بمبئی میں ان کے گھر کے قریب ہی ایک مسجد تھی جس میں اذان سنائی دیتی تو قائداعظم وہیں نماز پڑھنے کے لیے جاتے۔ ۱۹۳۷ء میں قائداعظم کی زندگی کا ایک اور روشن اور تابند پہلو جو نہ صرف ان کی اسلامی فکر کی عکاسی کرتا ہے بلکہ سرور کائنات محبوب خدا حضرت محمد ﷺ کی ذات و صفات سے بے پناہ محبت اور شیفتگی کا جیتا جاگتا ثبوت ہے وہ میلادالنبی کی بابرکت تقریب ہے جس میں نہ صرف آپ نے شرکت فرمائی بلکہ ایک روح ایمان افروز اور فکر انگیزی خطاب بھی فرمایا اس خطاب میں آپ نے نہ صرف ملت اسلامیہ پر خواب غفلت سے بیدار ہونے پر زور دیا بلکہ آقائے نامدار حضرت محمد ﷺ کے اسوۂ حسنہ پر کاربند اور عمل پیرا ہونے کی تلقین کی تفصیل کے لیے پروفیسر شریف الجاہد کی کتاب ملاحظہ ہو (ماہنامہ معارف رضا کراچی مارچ ۲۰۱۶ء ص ۲۸۔۲۹)

قائداعظم (۱۸۷۶۔۱۹۴۸ء) نے ۲۵ اکتوبر ۱۹۴۷ء کو پاکستان میں پہلی عیدالاضحیٰ ادا کرنی تھی نماز کے لیے مولوی مسافر خانہ کے نزدیک مسجد قصاباں کا انتخاب ہوا نماز کی امامت مشہور عالم دین مولانا ظہور الحسن درس نے کرانی تھی قائداعظم کو نماز کے وقت سے آگاہ کر دیا قائداعظم کچھ لیٹ ہو گئے مولانا ظہور الحسن درس کو کچھ انتظار کرنے کے لیے کہا گیا انہوں نے کہا میں نے نماز اللہ کے لئے ادا کرنی ہے قائداعظم کیلئے نہیں چنانچہ صفیں درست کر دی گئیں تو قائداعظم تشریف لے آئے قائداعظم کو اگلی صفوں میں جانے کے لیے کہا گیا تو انہوں نے فرمایا میں پچھلی صفوں میں ہی نماز پڑھوں گا پھر انہوں نے انہی کھڑے نمازیوں کے ساتھ نماز ادا کی جنہیں اندازہ ہی نہیں تھا کہ ان کے برابر سربراہ ریاست نماز ادا کر رہا ہے نماز کے بعد قائد سب نمازیوں سے گلے ملے اور مولانا ظہور الحسن درس کی جرأت ایمانی کی تعریف کی اور فرمایا کہ علماء کو انہیں صفات کا حامل ہونا چاہیے۔ (نوائے وقت سنڈے میگزین ۲۳ دسمبر ۲۰۱۸ء ص ۱۳۔ اس موقع کی تصویر کے لیے ملاحظہ ہو اخبار جہاں

کراچی ۱۰ تا ۱۶ اگست ۱۹۹۲ء ص ۱۴)

حضرت مولانا علامہ محمد شریف رضوی بھکروی (۱۹۳۴ء۔ ۲۰۱۴ء) فرماتے ہیں ہندوستان میں بعض نام نہاد علماء نے کانگریس کی حمایت کی اور گاندھی کی دھوتی سے چپکے رہے اور مسلمانوں کے مقاصد کو نقصان پہنچاتے رہے تفرقہ بازی کرتے ہوئے پاکستان کے خلاف زہر اگلتے رہے انگریزوں کے ہاتھ مضبوط کرتے رہے ان نام ونہاد مفتیوں نے فتویٰ دیا تھا کہ مسلم لیگ والوں کی لڑکی سے نکاح ناجائز ہے اور انہی علماء سُوء نے یہ بھی کہا تھا کہ ہندو اور مسلمان ایک قوم ہیں مگر قائداعظم نے ان کے دعوے کو غلط قرار دیا اور بتایا کہ مسلمان ایک علیٰحدہ قوم ہیں اور ہندو ایک علیٰحدہ قوم ہیں ہندو کی تہذیب اور ہے مسلمان کی اور ہندو کا تمدن اور ہے اور مسلمان کا اور ان کا مذہب اور ہے اور مسلمان کا اور مگر جب پاکستان بن گیا تو اپنا پرانا لبادہ اتار کر مسلمانوں کی صف میں شامل ہو گئے اور طرح طرح سے مسلمانوں کے خلاف زہر اگلتے رہے کبھی وہابیت کا پرچار کر کے عظیم اکثریت کو دائرہ اسلام سے خارج کرتے رہے اور کبھی کسی دوسرے روپ میں آئے یہاں تک کہ سوشلزم کے فتنہ نے جب سر اٹھایا تو یہی علماء سوء سوشلزم کا لبادہ اوڑھ کر غریبوں اور مفلسوں کے ہمدرد بنا کر پھر ایک مرتبہ اپنے پرانے طریقہ سے مسلمانوں کو تباہی اور بربادی کے گڑھے میں گرانے لگے یہ وہی لوگ ہیں۔ جن کو پاکستان اور نظریہ پاکستان دونوں سے چڑ تھی مگر خدا بھلا کرے ہمارے علماء ومشائخ کا کہ انہوں نے سحر باطل کو توڑ کر رکھ دیا (ماہنامہ معارف رضا کراچی نومبر ۲۰۱۴ء ص ۵۰)

قائداعظم جب الندن سے واپس آ گئے تو نہرو نعرہ لگایا کہ ہندوستان میں صرف دو طاقتیں ہیں ایک ہندو اور دوسرے انگریز...... قائداعظم نے شہادت کی انگلی لہراتے ہوئے کہا کہ جواہر نہرو غلط کہتا ہے ہندوستان میں دو نہیں ایک تیسری طاقت بھی بستی ہے جس کا نام مسلمان اور مسلم لیگ ہے قائداعظم کا یہ فرمانا تھا کہ کانگریس کی صفوں میں کھلبلی مچ گئی اور انہوں نے قائداعظم کی کردار کشی شروع کر دی اور ہمارے ہی مسلمان جن کے ماتھوں پر بڑے بڑے محراب لگے تھے اور چہروں پر لمبی لمبی داڑھیاں تھیں وہ ہندو کے آلہ کار بن گئے اور یہ ریکارڈ کی بات ہے اور ماہنامہ کنزالایمان کے تحریک پاکستان نمبر میں یہ سب موجود ہے اس میں حوالے دے کر یہ ثابت کیا گیا ہے کہ ان علمائے کرام اور مجلس احرار کے لوگوں نے کس طرح ہندو کانگریس سے پیسے لیے اور آپس میں بانٹنے اور پاکستان کی مخالفت کی اور مخالفت ہی نہیں کی بلکہ قائداعظم کو کافر اعظم کہا اور وہ شخص جس نے یہ کہا اس کا نام مظہر علی مظہر ہے اس زمانے میں لوگ اسے ادھر علی ادھر بھی کہتے تھے وہ آج لاہور کے ایک قبرستان میں برائے نام دفن ہے اس کی قبر کا نام ونشان بھی نہیں ہے اور جس کو وہ کافر اعظم کہتا تھا اس کے مزار کی طرف تو ذرا دیکھیں جہاں صبح وشام قرآن خوانی ہوتی ہے اور اس کی مغفرت کیلئے دعائیں ہوتی ہیں سرور کائنات حضرت محمد ﷺ نے فرمایا جو شخص ایک غلام آزاد کرے اسے آپ ﷺ نے جنت کی بشارت دی میں اپنے بزرگوں اور دوستوں سے پوچھتا ہوں کہ جس شخص نے کروڑوں غلاموں کو آزادی دلائی اس کے قدموں میں کتنی

جنتیں قدرت نے رکھی ہوں گی (ماہنامہ کنز الایمان لاہور ستمبر ۱۹۹۶ء ص ۲۰-۲۱ ماہنامہ کنز الایمان لاہور جنوری ۲۰۰۱ء ص ۱۴۲)

قائداعظم کی عظمت کا اندازہ ایک چھوٹے سے واقعہ سے لگائیں ایک میٹنگ ہو رہی تھی نہرو پٹیل اور ماؤنٹ بیٹن بیٹھے ہیں تو قائداعظم کی عینک مذاکرات کے دوران زمین پر گر پڑتی ہے اب ہندو لیڈر سردار بلدیو سنگھ وغیرہ آپس میں سرگوشاں کر رہے ہیں کہ مسلمانوں کا یہ لیڈر جھکتا نہیں ہے آج دیکھتے ہیں عینک اٹھانے کے لیے جھکتا ہے کہ نہیں قائداعظم ان کی سرگوشیاں بھانپ گئے اور بڑے باوقار انداز سے جیب سے دوسرا چشمہ نکال کر لگا لیا اور ہندو لیڈروں کی قائداعظم کو جھکتا دیکھنے کی حسرت دل میں رہ گئی (خواجہ افتخار احمد پاکستان گولڈ میڈلسٹ، ماہنامہ کنز الایمان لاہور ستمبر ۱۹۹۶ء ص ۲۲ ماہنامہ کنز الایمان لاہور جنوری ۲۰۰۱ء ص ۱۴۲)

حکیم اہلسنت حکیم محمد موسی امرتسری (۱۹۲۷-۱۹۹۹ء) نے عنوان شباب میں دینا کی سب سے بڑی اسلامی مملکت کو بنتے دیکھا یہ نوجوان تحریک پاکستان میں پیش پیش رہا اور پھر زندگی بھر پاکستان کے ساتھ عشق کرتا رہا حکیم صاحب نے تحریک پاکستان کے زمانہ میں نوجوانان امرتسر کے ساتھ مل کر تحریک کو کامیاب بنانے میں مثالی کردار ادا کیا۔ حکیم اہلسنت فرماتے ہیں جب تحریک پاکستان چل رہی تھی اس وقت امرتسر میں اکثر و بیشتر جلسے ہوا کرتے تھے میں نے ان جلسوں میں اکثر بطور سامع کے شرکت کی مسلم لیگ کے جلسے شیخ صادق حسن صاحب کے زیر انتظام ہوا کرتے تھے جس میں اکثر مولانا عبدالستار خاں نیازی راجہ غضنفر علی وغیرہ بطور مقرر تشریف لاتے تھے۔ مجھے اچھی طرح یاد ہے کہ مولانا نیازی کا عالم شباب تھا ان کا چہرہ بجلی کے قمقموں سے زیادہ سرخ اور چمکدار ہوا کرتا تھا ان سے بھی شعلہ بیان مقرر جو امرتسر آئے تھے مولوی بشیر احمد خکر تھے اس طرح راولپنڈی کے سید مصطفی شاہ گیلانی بھی بہت اچھی تقریر کیا کرتے تھے ایک آدمی اور تھا جسے لاہور والوں نے مار دیا میں اکثر لوگوں سے پوچھتا ہوں بتاؤ وہ کہاں ہیں وہ تھے پروفیسر عنایت اللہ یہ صاحب ان سے بہتر مقرر تھے یہ لوگ پورے ملک کے دورے کر کے اپنی شعلہ بیانی سے کانگریس اور احراری مقرروں کے مقابلے میں مسلم لیگ کی راہ ہموار کرتے کرتے تھے ان پڑھے لکھے مقرروں کے علاوہ ایک ان پڑھ مقرر جو اس زمانہ میں بہت مشہور ہوئے لاہور مزنگ کے استاد عشق لہر تھے استاد عشق لہر اپنی پنجابی شاعری کو اپنے مخصوص انداز میں جب پڑھتے تھے تو مجمع میں آگ لگا دیا کرتے تھے مگر پاکستان بننے کے بعد ان محنتوں کی ان قومی ہیروں کی پذیرائی کا حال دیکھتا ہوں تو مجھے افسوس ہوتا ہے حکومت تحریک پاکستان کے کارکنوں اور رہنماؤں کو ہر سال ایوارڈ سے نوازتی ہے ان میں اکثر محسنوں کو نظر انداز کیا گیا (تلخیص تاریخی انٹرویو حکیم محمد موسی امرتسری ماہنامہ ساحل کراچی مارچ ۱۹۹۳ء ماہنامہ جہان رضا لاہور اکتوبر نومبر ۲۰۰۰ء ص ۲۱۸، ۲۱۹ حکیم اہلسنت اور تحریک پاکستان از جلال الدین ڈیروی مطبوعہ دار الفیض گنج بخش لاہور ۲۰۰۰ء ص ۴۳-۴۷ ماہنامہ کنز الایمان لاہور جنوری ۲۰۰۱ء ص ۷۳ حکیم محمد موسی امرتسری ایک ادارہ ایک تحریک از سید محمد عبداللہ قادری مطبوعہ داتا گنج بخش اکیڈمی لاہور ۱۹۹۱ء ص ۲۱ تحریک پاکستان میں علماء کا کردار از

علامہ جلال الدین ڈیروی مطبوعہ مکتبہ نبویہ لاہور ۲۰۱۰ء ص ۱۴۸ ماہنامہ کنز الایمان لاہور اگست ۱۹۹۵ء ص ۱۶۷ـ۱۶۹)

سفیر رضا حضرت علامہ پیرزادہ اقبال احمد فاروقی (۱۹۲۸ـ ۲۰۱۳ء) نے مسلم لیگ کے جلسے دیکھے اگرچہ مسلم لیگی رہنما اشتعال انگیز تقریریں نہیں کرتے تھے مگر خضر حیات ٹوانہ کی حکومت انہیں تحریک پاکستان پر لوگوں کو یکجا کرنے سے روکتی تھی کبھی کبھی وہ لاٹھی چارج بھی کرا دیتی اور دفعہ ۱۴۴ کی آڑ میں رضا کاروں کو جیل لیجاتی ان جلسوں میں میاں ممتاز محمد خان دولتانہ نواب ذوالفقار علی ممدوت سردار عبدالرب نشتر خان عبدالقیوم خان۔ خان لیاقت علیخان خواجہ ناظم الدین مولانا محمد بخش مسلم نواب زادہ رشید علیخان کے علاوہ بنگال اور یوپی کے مقتدر مسلم لیگ لیڈر تقریریں کرتے اور لوگوں کو پاکستان کے مطالبہ کی اہمیت پر زور دیتے (تحریک پاکستان میں علماء کا کردار از علامہ جلال الدین ڈیروی مطبوعہ لاہور ۲۰۱۰ء ص ۱۴۴ـ ۱۴۵)

حکیم مولوی سلطان محمد (۱۸۷۲ـ ۱۹۵۲ء) کے ایک نہایت قریبی ساتھی ڈاکٹر ظہور الٰہی (ساکن یکی کالونی گھوڑے شاہ لاہور) نے ایک دلچسپ واقعہ سنایا کہ ایک روز خان عبدالغفار خان (سرحدی گاندھی) آپ سے ملنے کیلئے آئے مولوی صاحب نے ان سے کہا: خان صاحب! ایک مسلمان ہو کر ہندوؤں سے کیوں اتحاد کرتے ہیں جبکہ وہ مسلمانوں کے ازلی دشمن ہیں: غفار خان نے جواب دیا: مسلمان بھی بچھوؤں سے کم نہیں جس سے ملو وہی ڈنک مارتا ہے۔ مولوی صاحب نے فرمایا خان صاحب: یہ بات نہیں۔ آپ کو جو چیز ہندوؤں کے قریب لے گئی ہے وہ ان کی دولت کی چمک ہے خان صاحب نے جواب دیا: تحریکیں چلانے اور سیاسی کام کرنے کے لیے روپے کی ضرورت ہے۔ مولوی صاحب نے کہا: آپ روپے کی فکر نہ کریں مسلمانوں کا ساتھ دیں آپکے روپے پیسے کی ضرورت میں پوری کروں گا۔ یہ کہہ کر آپ خان کو ایک کمرے میں لے گئے جو نوٹوں کے بنڈلوں سے بھرا پڑا تھا (نوائے وقت سنڈے میگزین ۱۵اپریل ۲۰۰۷ء ص ۲۳)

حضرت علامہ مہر محمد ہمدم (۱۹۱۶ء ۱۹۸۲ء) تقسیم ملک سے قبل اہلسنت آل انڈیا سنی کانفرنس کے پلیٹ فارم پر سیاسی سرگرمیوں میں حصہ لیتے تھے آل انڈیا سنی کانفرنس نے ۱۸۹۵ء میں امام اہلسنت اعلیحضرت فاضل بریلوی کی صدارت میں پٹنہ کی سنی کانفرنس میں دوقومی نظریہ کی قرارداد منظور کی جبکہ ۱۹۰۶ء میں مسلم لیگ پیدا ہوئی اور ۱۹۲۰ء تک مسلم لیگ بھی متحدہ قومیت کی علمبردار رہی مگر اہلسنت کے اکابر عمائد نے ہمیشہ دوقومی نظریہ کی نہ صرف تبلیغ کی بلکہ اپنی سعیٔ مسلسل اور جہد پیہم سے پاکستان کی تعمیر وتشکیل میں قائدانہ کردار ادا کیا مولانا ہمدم رحمۃ اللہ علیہ بھی اس قافلۂ عشق ومستی اور قبیلۂ سوز وسرور کے فرد فرید رکن رکین تھے انہوں نے کبھی بھی متحدہ قومیت کی حمایت نہ کی بلکہ دوقومی نظریہ کے پرچار میں ۱۹۳۸ء یعنی اپنے سن فراغت سے لے کر ۱۹۴۷ء تک مسلسل مسلم لیگ کی حمایت کی اگرچہ مصائب مشکلات نے گھیرا ڈالا مگر مولانا اپنے اکابر کے فیصلے پر عمل کرنے میں کبھی کاہلی کا شکار نہ ہوئے (پندرہ روزہ المصطفیٰ گوجرانوالہ ۷ تا ۲۱ جولائی ۲۲ جولائی تا ۶ اگست ۱۹۸۶ء ص ۵)

یہ بات پورے وثوق سے کہی جاسکتی ہے کہ اہلسنت کے علماء اور مدارس میں سے کسی ایک نے بھی نہ تو دو قومی نظریے کی مخالفت کی اور نہ ہی علیٰحدہ وطن کی ضرورت کا انکار کیا اور نہ ہی کسی ایک عالم دین نے مسلم لیگ سے اس مسئلہ پر اختلاف کیا طلباء کی داستان بہت طویل ہے مگر دینی مدارس کے باوصف کالجز اور یونیورسٹیز میں بھی اہلسنت کا ایک محاذ کام کر رہا تھا جس میں مولانا محرم علی چشتی مرحوم کی قیادت میں مولوی ابراہیم چشتی مولانا عبدالستار خان نیازی مولانا شاہ احمد نورانی میاں محمد شفیع المعروف م۔ش جناب حمید نظامی جناب ظہور عالم شہید چوہدری حبیب احمد مولانا بشیر احمد اخگر وغیرہ نے اپنے محاذ پر مولانا محمد بخش مسلم مولانا آزاد سبحانی کی ہدایات پر ایک الگ کام کیا اور مسلم سٹوڈنٹس فیڈریشن کے نام سے کانگریس کی دھجیاں آرائیں (پندرہ روزہ المصطفیٰ گوجرانوالہ ۶ تا ۲۱ مارچ ۲۲ تا ۱۴ اپریل ۱۹۸۶ء ص ۴)

شیخ القرآن مولانا غلام علی اوکاڑوی (۱۹۲۰۔۲۰۰۰ء) ایک انٹرویو میں فرماتے ہیں میری سیاست وہی ہے جو اکابر اہلسنت کی ہے یعنی دین کے تابع سیاست...... ۱۹۴۶ء سے قبل میں نے سیاسی شعور کے لیے مطالعہ تو کیا مگر عملی سیاست میں حصہ نہ لیا بنارس کی سنی کانفرنس جن دنوں ہوئی میں اس زمانہ میں تحصیل پھالیہ ضلع گجرات کے ایک دیہاتی علاقہ گوڑی میں تھا بنارس اس بناء پر نہیں جاسکا سنی کانفرنس بنارس میں اس لیے منعقد کی گئی کہ بنارس پورے ہندوستان کے درمیان میں ہے ہندوؤں کا مرکز ہے اسلام کا پیغام وہیں چاہیے تھا دوسری وجہ مالی بھی ہے کہ وہاں کے مسلمان تاجروں کی بڑی تعداد انصاری برادری سے تھی اور وہ سب کے سب حضرت محدث کچھوچھوی کے مرید تھے چونکہ حضرت محدث صاحب اس میں پیش پیش تھے اس لیے یہ کانفرنس وہاں منعقد ہوئی اس کے بعد یہ ہوا کہ کانفرنس نے قائداعظم اور مسلم لیگ کی حمایت کر دی اس کا پیغام ہمارے علاقہ میں بھی پہنچا اس وقت گجرات کے اس علاقہ میں ایک بڑے روحانی پیشوا حضرت پیر سید فضل شاہ سجادہ نشین جلال پور شریف موجود تھے وہ حضرت پیر سید برکات احمد شاہ کے والد ماجد تھے بڑے نیک پرہیزگار اور قومی سوچ اور درد سے بھرے ہوئے تھے انہوں نے اس علاقہ میں ایک تنظیم حزب اللہ کے نام سے بنائی ہوئی تھی کہا جاتا تھا کہ اس کے کارکنوں کی تعداد دو لاکھ ہے وہ اپنے کارکنوں کو پریڈ وغیرہ بھی کرواتے تھے مگر بعد میں پریڈ پر تو حکومت نے پابندی لگا دی تھی لیکن حضرت پیر سید فضل شاہ نے سنی کانفرنس کی قراردادوں کو عوام میں مقبول بنانے کے لیے بڑی جدوجہد کی میں بھی ان کے ساتھ شامل ہو گیا اور کانفرنس کا پیغام گلی گلی پہنچایا دیوبندی علماء چونکہ تحریک پاکستان کی مخالفت کر رہے تھے اس لیے ہر جلسہ میں میرا موضوع ان کی تردید ہی ہوتا تھا۔ ہم نے تو مسلمانوں کے علیٰحدہ وطن کے لیے ہندوؤں کی غلامی سے نفرت کی بناء مسلم لیگ کا ساتھ دیا تھا حضرت پیر سید فضل شاہ رحمۃ اللہ علیہ فرمایا کرتے تھے کہ چونکہ سنی کانفرنس بنارس نے مسلم لیگ کی حمایت کر دی ہے ہمارے اکابر نے اس کو تسلیم کر لیا ہے اس لیے اگر مسلم لیگ کسی غلط آدمی کو بھی ٹکٹ دے دے تو اس کی حمایت کیجائے گی بلکہ پیر صاحب تو یہ بھی فرماتے کہ اگر مسلم لیگ کسی کیکر کے درخت پر بھی ٹکٹ باندھ دے تو ہم اس کو ووٹ دیں گے پیر صاحب نے بڑا جہاد کیا تھا ہم لوگ گھوڑوں پر سفر

کرتے تھے کاریں واریں تو اس وقت تھی نہیں دن میں کئی کئی جلسے کرتے تھے مجھے چونکہ صدر الافاضل کے فیض سے سیاسی سوجھ بوجھ بھی کچھ آگئی تھی پیر صاحب سیاسی معاملات میں مجھ سے مشورہ بھی کرتے تھے (پندرہ روزہ نوائے اہلسنت لاہور ۱۶ تا ۲۹ فروری ۱۹۹۲ء ص ۵۔۶۔)

مولانا قاری احمد حسن روہتگی فیروز پوری (پ ۱۹۱۴ء م) برصغیر کے سب سے بڑے خطیب اور تحریک آزادی کے بہت عظیم المرتبت رہنما تھے اللہ تعالیٰ نے لحن داؤدی عطا فرمائی تھی اور خطابت کی دنیا میں عطاء اللہ شاہ بخاری قاری صاحب کے پاسنگ میں بھی نہ تھے مگر بخاری صاحب کی شہرت صرف سیاست کی وجہ سے ہے جبکہ حضرت قاری صاحب عمومی طور پر تبلیغ دین میں مصروف رہے مگر اس کے باوجود تحریک آزادی اور تحریک پاکستان میں ان کا کردار بے مثال ہے حضرت قاری صاحب پاکستان بننے سے قبل فیروز پور میں خطابت فرماتے تھے بعد میں گجرات کی عیدگاہ کو خطابت سے شرف فرمایا (پندرہ روزہ ندائے اہلسنت لاہور ۱۶ تا ۳۰ جولائی ۱۹۹۰ء ص ۹ پندرہ روزہ افق کراچی ۱۰ تا ۱۶ دسمبر ۱۹۷۹ء ص ۴۔)

حضرت مولانا مفتی بشیر حسین قادری نوشاہی (۱۹۰۷۔۱۹۷۸ء) تحریک پاکستان کے سلسلے میں قائد اعظم اور حضرت امیر ملت محدث علی پوری اور حضرت شیخ القرآن مولانا عبدالغفور صاحب ہزاروی و دیگر علمائے اہل سنت کے شانہ بشانہ کام کیا اور کانگریسی دیوبندی مولویوں کی تقریروں کا منہ توڑ جواب دیا۔تحریک ختم نبوت میں بھی آپ کا کردار مثالی رہا کئی مرتبہ گرفتاری کے باوجود آپ ہمیشہ ثابت قدم رہے۔جب کہ اس وقت کے نام نہاد علماء دولتانہ حکومت کو معافی نامے لکھ کر دے رہے تھے۔حضرت شیخ الحدیث مفتی صاحب کو بھی کہا گیا کہ آپ بھی دیوبندی کانگریسی مولویوں کی طرح معافی نامہ لکھ دیں۔مگر آپ جلال میں آگئے اور فرمایا کہ:

وہ اور ہوں گے جو شکر ملا کر پیتے ہیں
ارے ہم تو بوتل ہلا کر پیتے ہیں
اور یہ وہ نشہ نہیں جو ترشی اتار دے

آپ نے کہا بشیر حسین کی ایک جان تو کیا ایسی ہزاروں جانیں بھی ہوں تو سرکار کے قدموں پر قربان ہیں۔کیونکہ میرے امام اعلیٰ حضرت عظیم البرکت مولانا، احمد رضا خان بریلوی نے فرمایا کہ یا رسول اللہ:

کروں تیرے نام پر جان فدا نہ بس اک دو جہان فدا
دوجہاں سے بھی نہ جی بھرا کیا کروں کروڑوں جہاں نہیں

جس پر جیل حکام نے کہا مفتی صاحب معافی نامہ لکھ کر نہیں دے رہے۔لہٰذا ان پر تشدد کیا جائے خود بیان فرماتے ہیں کہ برف کی سل پر لٹا کر تشدد کیا گیا۔مگر آپ ثابت قدم رہے۔جس پولیس افسر نے آپ پر تشدد کیا تھا وہ کچھ دنوں بعد خود اذیت ناک موت مرا۔(ہفت روزہ افق کراچی، ۵ تا ۱۱ مارچ ۱۹۷۹ء، ص ۱۴)

ندائے اہلسنت

آل انڈیا کانفرنس کا ترجمان ہفت روزہ ہمدرد دہلی سے شائع ہوتا تھا یہ رسالہ ۱۹۲۱ء میں دہلی سے جاری ہوا۔ نہایت بے خوفی سے پاکستان کی حمایت میں خبریں، مضامین اور نظمیں شائع کیں۔ ایک اخبار دبدبہ سکندری نے ۵ نومبر ۱۹۴۵ء کے شمارے میں سرورق پر ترانہ پاکستان کے نام سے نظم شائع کی اس کے ساتھ یہ نوٹ لگایا۔ امید ہی نہیں بلکہ واثق امید ہے کہ مسلم اخبارات کے معزز ایڈیٹر صاحبان اس قومی ترانے کو اپنے لوکل جرائد میں شائع فرما کر ملک کے گوشہ گوشہ میں پہنچانے کی سعی کریں گے۔ ترانہ پاکستان کے چند اشعار ملاحظہ ہوں۔

سرتا بقدم قربانی ہم لوگ ہیں پاکستانی
ہم لوگ ہیں پاکستانی ہم لوگ ہیں پاکستانی
لہرائیں پرچم اپنا دکھلائیں حقیقت اپنی
اب دل میں یہی ٹھانی ہم لوگ ہیں پاکستانی
ابتک جو ہیں خالی اس سے میش دامن بھر لیں
کرتے ہیں اگر افشانی ہم لوگ ہیں پاکستان

(ہفت روزہ افق کراچی، ۲۰ تا ۲۶۔ اگست، ۱۹۷۹ء، ص ۱۱)

حضرت قبلہ صاحبزادہ پیر سید محمد باقر علی شاہ سجادہ نشین آستانہ عالیہ حضرت کیلیانوالہ شریف (۱۹۳۰ء۔ ۲۰۱۴ء)۔ نمائندہ افق کے سوال کے جواب میں فرماتے ہیں: قیام پاکستان کا مطالبہ دینی و مذہبی خطوط پر استوار تھا۔ پاکستان کا تصور ایک ایسی مملکت کا تصور تھا جہاں خدا اور رسول ﷺ کی بادشاہی ہوگی۔ قرآن وسنت کی حکمرانی ہوگی اس لیے آستانہ عالیہ سے وابستہ افراد نے تحریک پاکستان کی پرزور حمایت کی اور قبلہ حضرت میاں صاحب نے اپنے متعلقین کو حکم دیا کہ وہ مسلم لیگ کی حمایت کریں۔ ایک دفعہ ایک صاحب نے مسلم لیگ کی مخالفت شروع کی تو آپ نے اسے ڈانٹا اور کہا کہ ہمارا تعلق صرف اور صرف مسلم لیگ سے ہے اور آئندہ اسے ایسی جرات نہ ہوئی۔ ایک دفعہ چند سرکاری ملازمین آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے کچھ دیر آپ کے ساتھ رہنے کے بعد جب وہ باہر آئے تو کہنے لگے قبلہ حضرت صاحب نے اعلان کر دیا ہے کہ میرے متعلقین جس کی چاہیں حمایت کریں ان پر میری طرف سے کوئی پابندی نہیں۔ جب آپ کو امر کی اطلاع ملی تو سخت غضب ناک ہوئے اور ہر آ کران کی موجودگی میں اعلان کیا کہ ہماری جماعت مسلم لیگ ہے جو مسلم لیگ کو ووٹ نہیں دے گا اس کا میرے ساتھ کوئی تعلق نہیں۔ (ہفت روزہ افق کراچی، ۲۰ تا ۲۹ ستمبر، ۱۹۷۹ء ص ۱۹)

حضرت علامہ مولانا عنائت اللہ رضوی آف سانگلہ ہل (۱۹۱۹ء۔ ۱۹۸۱ء) عملی سیاست سے ہمیشہ کنارہ کش رہے لیکن تحریک پاکستان سے آپ کی دلچسپی اور محبت کا اندازہ اس بات سے لگایا جاسکتا ہے کہ اپریل ۱۹۴۶ء کی آل انڈیا کانفرنس منعقدہ بنارس (بھارت) کے شرکاء میں حضرت بھی شامل تھے۔ تحریک پاکستان میں سرگرم حصہ لیا اور مخالفین پاکستان کانگریس علماء کا ردبلیغ فرمایا: ہفت روزہ افق کراچی، ۲۰ مئی ۱۹۸۱ء

ص ۴۴ ماہنامہ رضائے مصطفی گوجرانوالہ، مئی ۱۹۸۱ء (روزنامہ نوائے وقت لاہور ۸ مئی ۱۹۸۱ء روزنامہ مشرق ۱۶ مئی ۱۹۸۱ء)

حضرت مولانا غلام حبیب صدیقی چشتی گولڑوی (۱۹۱۶ء۔ ۱۹۴۰) جب پاکستان بنا تو مہاجرین کی آبادکاری میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیا۔ اہل ثروت اور نوجوانوں کی مدد سے مہاجرین بھائیوں کے رہنے اور کھانے پینے کا انتظام کیا۔ آپ کے پاس بہت سے اہلِ علم نے قیام کیا آپ نے ان کی مالی اور روحانی پیشوائی کی علامہ نے سب کچھ محض اسلامی جذبہ اور انسانی ہمدردی کے طور پر کیا تھا۔ (ہفت روزہ افق کراچی، ۱۷ تا ۳۰ جون، ۱۹۸۱ء، ص ۱۲)

حضرت خواجہ غلام محی الدین غزنوی (۱۹۲۰ء۔ ۱۹۷۵ء) نے تحریک پاکستان اور آزادی کشمیر میں جو کردار ادا ہے وہ روز روشن کی طرح عیاں ہے۔ ۱۹۵۳ء اور ۱۹۷۴ء کی تحریک ختم نبوت میں قادیان گروہ کے خلاف سینہ سپر رہے اور ان کو غیر مسلم اقلیت قرار دلانے کے سلسلے میں عظیم کردار ادا کیا۔ (ہفت روزہ افق کراچی، ۱۷ تا ۳۰ جون، ۱۹۷۹ء، ص ۱۲)

پنجاب مسلم سٹوڈنٹس فیڈریشن کے ایک وفد نے قائداعظم کی خدمت میں حاضر ہونے کے لیے درخواست کی بانی پاکستان نے طلبہ کو اگلے دن شرف ملاقات بخشا یہ وفد ڈاکٹر ضیاء لاسلام میاں بدیع الزمان شیخ خورشید مرحوم سابق وزیر قانون حکومت پاکستان اور راقم الحروف (شباب مفتی) پر مشتمل تھا سلام عرض کرنے کے بعد قائداعظم کے اشارہ پر جب وفد کے ارکان بیٹھ گئے تو گفتگو کا آغاز اس طرح ہوا کہ آپ کی قیادت میں اور آپ کی شبانہ روز مساعی سے اسلامی مملکت معرض وجود میں آئی ہے اور بعض مسلمان آپ سے اس قدر عقیدت وارادت رکھتے ہیں آپ کو مسیح موعود سمجھتے ہیں۔ یہ بات سن کر قائداعظم چونک اٹھے اور اپنے مخصوص و منفرد و بارعب انداز میں فرمانے لگے۔ نہیں نہیں ایسامت کہیے براہ کرم ایسے خیالات کی ہر روز تردید کیجیے۔ میں تو ایک معمولی گنہگار مسلمان ہوں یہ صرف اللہ تعالیٰ کا خاص فضل واحسان ہے کہ اس نے مجھے مسلمانوں کی خدمت کی توفیق بخشی اور ہماری مساعی کو کامیابی سے سرفراز فرمایا ہے۔ میں کوئی پیر یا عالم نہیں ہوں یہ صرف اللہ تعالیٰ کا احسان ہے کہ اس نے لوگوں کے دلوں میں میرے لیے اس قدر عقیدت اور ارادت پیدا کر دی ہے کہ کوئی بڑا پیر یا عالم میرے خلاف بات کرے تو اس کے مرید اور عقیدت مند اسے خانقاہ یا مسجد سے نکال دیں بہرحال یہ سب کچھ اللہ تعالیٰ کا احسان ہے کہ اس نے مجھے مسلمانوں کی خدمت اور نجات کے لیے منتخب فرمایا: (ہفت روزہ فیملی لاہور، ۲۲ تا ۲۸ دسمبر، ۱۹۹۴ء، ص ۷)

جماعت اسلامی کے ایک قلم کار سید نظر زیدی جو پچھلے دنوں ہندوستان کی سیر کر کے آئے ہیں۔ ''مولانا آزاد کا مزار'' کے عنوان سے رقم طراز ہیں۔ مولانا ابوالکلام آزاد کا انتقال ہوا تو بھارتی حکومت نے ان کا مزار اسی میدان میں جامع مسجد کے متصل بنوایا۔ سفید سنگِ مرمر کی لوح اس کے چاروں طرف گھاس کا ہموار میدان اور پھر سیاح رنگ کا نیچا سا بنگلہ اس وقت یہ مزار بڑا ہی خوش منظر تھا۔ ۱۹۴۰ء میں میں دلی گیا تو

مزار کے سرہانے بالکل قریب کھڑے ہوکر فاتحہ پڑھی تھی آج بھی۔۔۔۔میں نے اندر جا کر فاتحہ پڑھنے کا ارادہ کیا لیکن تلاش بسیار کے باوجود داخلے کے لیے راستہ نظر نہ آیا پوچھنے پر ایک صاحب نے اردو بازار کی طرف والی دیوار میں بنا ہوا دروازہ دکھایا لیکن اس پر قفل پڑا ہوا تھا میں نے دریافت کیا یہ دروازہ کسی وقت کھلتا بھی ہے۔انہوں نے جواب دیا بالکل نہیں مزار کے احاطے میں داخلہ اس لیے ممنوع قرار دے دیا گیا ہے کہ جامع مسجد اور مزار کے اس پاس پڑے ہوئے بہاری مہاجر اسے بیت الخلاء کے طور پر استعمال کرنے لگے تھے۔یہ سن کر بہت صدمہ ہوا مجبوراً دیوار کے باہر کھڑا ہو کر ہی فاتحہ پڑھی اور افسردہ ہو کر وہاں سے آگے بڑھ گیا(اردو ڈائجسٹ لاہور جنوری ۱۹۸۲ء ماہنامہ رضائے مصطفیٰ گوجرانوالہ، مارچ ۱۹۸۲ء،ص ۱۹) پروفیسر وارث میر نوائے وقت ۲۵۔اکتوبر، ۱۹۸۲ء)

۱۹۴۴ء میں سری نگر کشمیر میں حضرت امیر ملت نے قائداعظم سے ملاقات فرمائی قائد کشمیر چوہدری غلام عباس جو امیر ملت کے مرید صادق تھے قائداعظم کو ساتھ لے کر آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے آپ نے قائداعظم کی پر تکلف اور کامیابی کے نشان کے طور پر اپنے دست مبارک سے قائداعظم کو سبز جھنڈا عطا فرمایا۔چنانچہ حضرت کی پیش گوئی پر کامل یقین کرتے ہوئے قائداعظم نے لاہور کے ایک عظیم الشان اجتماع میں کہا تھا میرا ایمان ہے کہ پاکستان ضرور بنے گا۔کیونکہ امیر ملت مجھ سے فرما چکے ہیں کہ پاکستان ضرور بنے گا اور مجھے یقین واثق ہے کہ اللہ تعالیٰ آپ کی زبان مبارک کو ضرور سچا کرے گا۔(روز نامہ امروز لاہور ۲۲ ستمبر ۱۹۸۰ء بتصرف ماہنامہ رضائے مصطفیٰ گوجرانوالہ ستمبر ۱۹۸۲ء، ص ۱۷)

پروفیسر وارث میر لکھتے ہیں کانگریس کے اشاروں پر چلنے والے علماء کی عزت کانگریس کے ہندو رہنماؤں کے نزدیک کیا تھی اس کی ایک واضح اور عبرت ناک مثال وہ خط ہے جو پنڈت جواہر لال نہرو نے داردھا کیمپ سے جھانسی الیکشن کے موقع پر ۵ جولائی ۱۹۳۷ء کو رفیع الدین قدوائی کے نام لکھا۔''جہاں تک کام کرنے والوں کا تعلق ہے ایک اچھی تعداد باہر سے پہنچا دی گئی ہے ابوالکلام آزاد حسین احمد مدنی اور بشیر احمد کو اطلاعات پہنچا دی گئی ہیں۔انہوں نے احمد سعید کو بھی تار دے دیا تھا۔ان لوگوں کو اخراجات سفر ملنا چاہیں ہم کچھ مالی امداد کرنے کی کوشش کریں گے۔مجھے یقین ہے سات سو روپیہ پہلے اس الیکشن میں دیا جا چکا ہے''۔ہندو کانگریس کا مذہب کے نام پہلے تماشا لگاتے تھے جبکہ پنڈت نہرو اپنے خط میں کسی عالم دین کے نام سے پہلے مولوی یا بعد میں صاحب تک لگانے کے روادار نہ ہوئے۔(روز نامہ نوائے وقت لاہور ۱۷ تا ۲۵ اکتوبر، ۱۹۸۲ء رضائے مصطفیٰ گوجرانوالہ دسمبر ۱۹۸۲ء ص ۳)

محمد علی کی پیدائش کے بعد ماں کی بڑی خواہش تھی کہ وہ اپنے پہلے بچے کو اپنے آباؤ اجداد کے علاقہ کاٹھیاواڑ میں جسن پیر کی درگاہ پر حاضری دیں اور بچے کی خیر و برکت کی دعائیں مانگیں اور وہیں عقیقہ کی رسم بھی ادا کریں حسن پیر کاٹھیاواڑ کے جانے مانے بزرگ تھے جہاں

عقیدت کے سبب ہندوستان بھر سے لوگ جاتے تھے اور اسی منت کے تحت ماں باپ اپنے بیٹے کو لے کر درگاہ پہنچے روایت کے مطابق بچے کا سر مونڈ دیا گیا اور عقیقہ کی رسم بھی ادا کر دی گئی ماں اور باپ دونوں نے اللہ تعالیٰ سے دعا کی کہ وہ ان کے بچے محمد علی کو محمد اور علی کے نام کی برکتیں عطا فرمائے۔(روزنامہ جنگ لاہور ۲۵ دسمبر ۱۹۸۴ء رضائے مصطفیٰ گوجرانوالہ جنوری ۱۹۸۵ ص ۱۸۔

مولانا صابر حسین (۱۹۸۴) کا شمار ملک کے ممتاز مذہبی رہنماؤں میں ہوتا تھا تحریک پاکستان میں ان کا کردار نا قابل فراموش ہے آپ حزب الاحناف لاہور کے فارغ التحصیل تھے اور علامہ ابوالبرکات سید احمد شاہ صاحب کے نامور شاگردوں میں شمار ہوتے تھے (ماہنامہ رضائے مصطفیٰ گوجرانوالہ ستمبر ۱۹۸۴ء ص ۲۴)

مولانا پیر محمد ایوب شاہ چوراہی (۱۹۸۴) بزرگان چورہ شریف کے سلسلہ نسب میں پیدا ہوئے اور دیگر سعادتوں کے علاوہ مدینہ منورہ میں مدفون ہو کر وہاں مشہور ہونے کی متعدد بشارتوں کے بھی مستحق بنے۔ ویسے بھی آپ بہت بااخلاق درویش اور صاحب درد خطیب تھے اور تحریک پاکستان میں بھی آپ نے پرجوش نمایاں کردار ادا کیا تھا۔(ماہنامہ رضائے مصطفیٰ گوجرانوالہ ستمبر ۱۹۸۶ ص ۲۴)

علامہ محمد علاؤالدین نقشبندی جماعتی (۲۰۰۱ء) حضرت امیر ملت محدث علی پوری کے مرید وخلیفہ تھے امام احمد رضا بریلوی سے بڑی عقیدت ومحبت رکھتے تھے ۱۹۴۶ء میں بنارس میں ہونے والی عظیم الشان سنی کانفرنس میں شرکت فرمائی (ماہنامہ رضائے مصطفیٰ گوجرانوالہ ستمبر ۲۰۰۱ء ص ۳۲)

ادارہ ہم سخن کی جانب سے منعقد عشائیہ کے اختتام پر ڈاکٹر اسرار نے چیف ایڈیٹر نوائے وقت سے مخاطب ہو کر کہا نظامی صاحب میں مولانا حسین احمد مدنی کا پیروکار نہیں ہوں اس پر مجید نظامی نے کہا آپ منبر رسول پر کھڑے ہو کر مولانا مدنی کی تعریف کیا کرتے تھے صرف اس وجہ سے میں نے آپ کی جامع مسجد میں نماز پڑھنی چھوڑ دی۔ مجید نظامی کے ان کلمات پر ڈاکٹر اسرار احمد دم بخود رہ گئے اور خالی خالی نظروں سے مجید نظامی کی طرف دیکھتے رہے (نوائے وقت لاہور ۱۰ دسمبر ۲۰۰۲ء ماہنامہ رضائے مصطفیٰ گوجرانوالہ جنوری ۲۰۰۳ء ص ۲۷)

دارالعلوم دیو بند کے مہتمم مولانا مرغوب الرحمن نے قائد اعظم محمد علی جناح کے خلاف ہرزہ سرائی کرتے ہوئے کہا ہے کہ ان کی نظر میں وہ مسلمان ہی نہیں تھے۔ انتہائی قابل اعتراض ریمارکس مولانا مرغوب الرحمن نے ۲۵۔ اگست ۲۰۰۵ء کو بھارتی ایجنسی یو این آئی سے گفتگو کرتے ہوئے دیے اردو روزنامہ انقلاب ممبئی نے اس بیان کو ۲۶۔ اگست کو شائع کیا ہے مولانا مرغوب الرحمن نے محمد علی جناح کے سیکولر ہونے سے متعلق ایک سوال کے جواب میں کہا کہ ہماری نظر میں وہ مسلمان بھی نہیں تھے وہ نہ تو نماز پڑھتے تھے اور نہ ہی روزہ رکھتے تھے وہ شراب پیتے تھے اور انہوں نے ہندوستان کو تقسیم کرایا جبکہ دارالعلوم دیو بند نے ہمیشہ ملک کی تقسیم کی مخالفت کی (روزنامہ خبریں ۲۷۔ اگست بحوالہ روزنامہ

انقلاب بمبئی ۲۶۔ اگست ۲۰۰۵ء، ماہنامہ رضائے مصطفیٰ گوجرانوالہ ستمبر ۲۰۰۵ء ص ۲۲)

استاد العلماء مناظر اسلام علامہ مولانا مفتی محمد منظور احمد فیضی (۱۹۳۹ء۔ ۲۰۰۴ء) تحریک پاکستان میں بھی سرگرم رہے تحریک ختم نبوت نظام مصطفیٰ میں نہ صرف حصہ لیا بلکہ خطاب لاجواب میں عوام الناس کو پس منظر سے آگاہ کیا غزالی دوراں رازئی دوراں علامہ سید احمد سعید شاہ صاحب کاظمی فرماتے تھے کہ قیامت کے روز اگر اللہ تعالیٰ نے مجھ سے پوچھا کہ دنیا سے میرے لیے کیا لائے ہو تو میں مولانا محمد منظور احمد فیضی کو پیش کردوں گا۔ (ماہنامہ رضائے مصطفیٰ گوجرانوالہ، اگست ۲۰۰۶ء ص ۲۰)

اسلام آباد میں وزیر اعظم سید یوسف رضا گیلانی نے انکشاف کرتے ہوئے کہا کہ قائد اعظم محمد علی جناح کے جد امجد لوہانہ راجپوت اور غیر مسلم تھے جنہوں نے ہمارے جد امجد کے ہاتھوں اسلام قبول کیا مورخین نے لکھا ہے کہ یہ ایک الہامی فیصلہ تھا کیونکہ غوث اعظم کی اولاد کو اس خطے میں آنا تھا اور قائد اعظم کے جد امجد کو مسلم کرنا تھا اور قائد اعظم نے اس دنیا کی سب سے بڑی اسلامی ریاست قائم کرنا تھی (روزنامہ جنگ وغیرہ ۱۹۔ اکتوبر ۲۰۰۸ء، رضائے مصطفیٰ گوجرانوالہ نومبر ۲۰۰۸ء ص ۱)

حضرت علامہ الٰہی بخش قادری ضیائی (۱۹۳۳ء۔ ۲۰۱۰ء) کی سکول کی تعلیم کے دوران ہی پاکستان معرض وجود میں آیا لاہور میں پاکستان کے حصول کے لیے جو اجلاس منعقد ہوئے الٰہی بخش ان میں بڑے شوق و جذبہ کے ساتھ شامل ہوئے اسی دوران آپ نے صورت اعظم کچھوچھہ شریف اور امیر ملت پیر سید جماعت علی شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ جیسے اکابر بزرگوں کی بھی زیارت کی (رضائے مطلقی مئی ۲۰۱۰ء ص ۱۴)

شیخ الحدیث علامہ محمد عبد الرشید رضوی جھنگوی (۱۹۲۹ء۔ ۲۰۱۱ء) مرکز اہل سنت آستانہ اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ سے بعنوان آل انڈیا سنی کانفرنس کے مشاہیر علماء و مشائخ کا متفقہ فیصلہ شائع ہوا تھا جس میں مطالبہ پاکستان کی پرزور اور پرجوش تائید و حمایت کی گئی تھی اور یہ متفقہ فیصلہ مولانا شاہ محمد یعقوب ضیاء القادری پروپیگنڈہ سیکرٹری ڈسٹرکٹ سنی کانفرنس ضلع بدایون یوپی نے ایک بڑے پوسٹر کی صورت میں شائع کیا تھا اس کی ۱۳ ویں لائن ۳۹ نمبر پر مولانا علامہ عبد الرشید صاحب صدر مدرسہ نقشبندی علی پور سیداں کا نام بھی موجود تھا جس میں حضرت مفتی اعظم علامہ مصطفیٰ رضا خاں بریلوی، حضرت صدر الافاضل مولانا نعیم الدین مراد آبادی، حضرت صدر الشریعت علامہ مفتی محمد امجد علی کاظمی، محدث اعظم علامہ سردار احمد قدس سرہ جیسے اکابرین اور پچاس علمائے مشائخ کے تحریک و قیام پاکستان کے حق میں مولانا عبد الرشید رضوی علیہ الرحمہ بھی تائید و تصدیق اور دستخط فرمائے تھے (ماہنامہ رضائے مصطفیٰ گوجرانوالہ، اگست، ۲۰۱۱ء، ص ۱۴)

مولانا الحاج محمد حفیظ نیازی مدیر ماہنامہ رضائے مصطفیٰ گوجرانوالہ فرماتے ہیں۔ ۱۹۴۶ء میں محبوب عالم اسلامیہ ہائی سکول گوجرانوالہ

میں ساتویں جماعت کا طالب علم تھا۔اس وقت میری عمر ۱۲ سال کی تھی لڑکپن زمانہ تھا ملک میں انگریزوں کی حکمرانی تھی اور سیاسی طور پر حکومت کے خلاف تحریک آزادی ابھر رہی تھی ہم اپنی کلاس میں پڑھ رہے تھے کہ سکول کے باہر شور ہوا اور ہمیں چھٹی دے دی گئی اور کہا گیا کہ جلوس میں شامل ہو جاؤ جلوس نعرے لگا رہا تھا۔انقلاب زندہ باز۔ہندو مسلم سکھ عیسائی آپس میں ہیں بھائی بھائی جلوس کو چوک اڈا گوندلانوالہ جانا تھا اور وہاں لیڈروں نے تقریریں کرنا تھیں۔ مجھے اس لڑکپن کی عمر میں بھی یہ بات پسند نہ آئی کہ ہم اور ہندو سکھ وغیرہ بھائی بھائی کیسے ہو سکتے ہیں۔لہٰذا جب ہم اڈا گوندلانوالہ پہنچے تو میں جلسہ سنے بغیر گھر آ گیا ہے جلسہ کانگریس پارٹی کے زیر انتظام تھا۔ایسے ہی جلسہ ہائے آزادی اور بھی منعقد ہوتے جن میں میں نے شمولیت نہ کی پھر ہم آٹھویں کلاس میں چلے گئے یہ ۱۹۴۷ء کا زمانہ تھا تحریک آزادی کا رخ تبدیل ہو چکا تھا اور اب ہم پورے جوش وخروش سے نعرے لگا رہے تھے۔لے کے رہیں گے پاکستان بن کے رہے گا پاکستان ہمارے ان جلوسوں میں کوئی غیر مسلم شامل نہ ہوتا تھا مگر جلوسوں کی شان وشوکت دیدنی ہوتی تھی ہمیں یہ بھی فخر ہوتا تھا کہ ہماری سیاسی جماعت کا نام قائد اعظم لیگ اور ہمارا نصب العین تھا حصول پاکستان اور یہ کہ ہمارے اکابر علماء ومشائخ اور لیڈر پورے زور وشور سے کوشش کر رہے تھے تاہم بعض غیر ذمہ دار مسلمان کہلانے والے خاکسار،احرار وغیرہ کانگریس کے تابع تھے اور انکے لیڈر کہہ رہے تھے کہ کسی ماں نے ایسا بچہ جنم نہیں دیا جو پاکستان کی پ بھی بنا سکے مگر ان دشمنان پاکستان کے دعوے خاک میں ملتے چلے گئے اور ۲۷ رمضان المبارک بمطابق ۱۴۔اگست ۱۹۴۷ء کو ملک پاکستان معرض وجود میں آ گیا۔اس وقت خال خال لوگوں کے پاس ریڈیو ہوتے تھے ہماری رہائش کی شرقی جانب رہنے والے عزیزوں نے اوپر والی چھت پر اونچی آواز سے ریڈیو لگایا ہوا تھا۔جس نے پہلی مرتبہ رات ۱۲ بجے کہا یہ ریڈیو پاکستان ہے جبکہ اس سے پیشتر کہا جاتا تھا کہ یہ آل انڈیا ریڈیو ہے۔ریڈیو پاکستان کا لفظ سن کر اتنی مسرت وحیرت اور خوشی ہوئی جو احاطہ تحریر میں نہیں آ سکتی۔(ماہنامہ رضائے مصطفیٰ گوجرانوالہ اگست ۲۰۱۱ء ص ۱۵)

مولانا مفتی ابوداؤد محمد صادق قادری رضوی (۱۹۲۹۔۲۰۱۵ء) تحریک پاکستان کے موضوع پر نظریہ پاکستان سے گہری دلچسپی و وابستگی رکھتے تھے مسلم لیگ کے جلسوں اور جلوسوں میں شمولیت کرتے رہے جن دنوں قیام پاکستان کی تحریک چل رہی تھی جامعہ نقشبندیہ علی پور سیداں شریف میں زیر تعلیم تھے اور آپ نے حضرت امیر ملت کی زیر سرپرستی قیام پاکستان کی تحریک میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیا۔آپ نے اپریل ۱۹۴۴ء میں تالاب مولا بخش سیالکوٹ میں مسلم لیگ کے زیر اہتمام جلسہ میں شرکت بھی کی جس میں قائد اعظم نے اکابر علماء اہل سنت کی موجودگی میں خطاب کیا۔(سیدی ضیاء الدین احمد القادری از عبد المصطفیٰ محمد عارف قادری ضیائی مطبوعہ لاہور ۱۴۲۶ھ ص ۳۰۷، ماہنامہ رضائے مصطفیٰ گوجرانوالہ اگست ۲۰۱۳ء ص ۱۷، ماہنامہ رضائے مصطفیٰ گوجرانوالہ اگست 2022ء ص 15)

حضرت مولانا غلام جہانیاں (۱۹۰۸)۔۱۹۷۷ء) قیام پاکستان کے لیے بہت زیادہ خدمات ہیں پاک سنی تنظیم بھی آپ نے قائم کی

(مزارات اولیائے ڈیرہ غازی خان از احمد بدر اخلاق مطبوعہ لاہور ۱۹۹۵ء ص ۴۰

علامہ میاں اخلاق احمد ایم اے قادری نوشاہی (۱۹۱۴ء۔۱۹۸۷ء) زمانہ طالب علمی میں مجاہد ملت خان عبدالستار خان نیازی، خواجہ میر اشرف مرحوم، ڈاکٹر عبدالسلام خورشید آپ کے کلاس فیلو رہے۔ آپ مسلم سٹوڈنٹس فیڈریشن کے رکن تھے جس کا واضح مطلب یہ ہے کہ آپ نے تحریک پاکستان میں بھر پور حصہ لیا میاں صاحب قائد اعظم اور علامہ اقبال کو آخری دم تک مسلمانوں کے محسن اعظم تصور کرتے رہے۔ (تذکرہ مشائخ ارائیاں از احمد بدر اخلاق بی ایس سی۔ مطبوعہ ۳۳۳ شادباغ لاہور ۱۹۹۰ء ص ۱۲۳۔ ۱۲۴۔ حضرت ایشاں اور ان کا قرب و جوار از احمد بدر اخلاق مطبوعہ لاہور ۱۹۹۷ء ص ۳۵۔

ڈاکٹر سر ضیاء الدین (۱۸۷۳ء۔۱۹۴۷ء) کی زندگی نے ایک جدید پہلو بدلا یعنی وہ مرکزی اسمبلی کے انتخابات میں شریک ہو کر کامیاب ہوئے اور اسمبلی پہنچ کر قائد اعظم کی زیر قیادت انڈی پنڈنٹ پارٹی میں شرکت کر لی فروری ۱۹۳۸ء میں حضرت قائد اعظم رحمۃ اللہ علیہ علی گڑھ تشریف لائے تو یونیورسٹی کی طرف سے استقبال کی عظیم الشان تیاری کی گئی تمام اسٹیشن طلباء اور اسٹاف سے بھرا ہوا تھا جس وقت قائد اعظم کار میں سوار ہوئے تو کالج اسکاؤٹ جلو میں تھا استقبال کا پرجوش نظارہ دیکھنے والوں کی نظر میں ہمیشہ قائم رہے گا اس موقع پر ڈاکٹر صاحب نے قائد اعظم کے اعزاز میں ذکاء منزل میں اعلیٰ پیمانے پر دعوت کا انتظام کیا جس میں کثیر التعداد راہنما موجود تھے مسلم یونیورسٹی میں آرائش و زیبائش کی گئی تھی یونین کی عمارت اور اسٹریچی ہال پر مسلم لیگ کا سبز ہلالی پرچم لہرایا گیا۔ قائد اعظم نے تین دن قیام کیا اور یہ تین دن بڑی مصروفیات کے گزرے مختلف الخیال طلبہ کی جماعتوں سے ملاقاتیں کیں اور یونین میں معرکۃ الارا تقریر کی۔ ۱۹۴۱ء میں بعض کانگریسی لوگوں نے یونیورسٹی میں اپنے مخصوص نظریات کا پرچار کرنے کی مذموم کوشش کی تو ڈاکٹر صاحب نے صاف طور پر اعلان کر دیا کہ یونیورسٹی ایک اسلامی ادارہ ہے جس کا شعار اسلامی ماحول اور اسلامی تعلیمات کو ملحوظ رکھنا ہے جو اسلامی عقائد و اعمال کی مخالفت اور بیخ کنی کرنے میں ان کے لیے دوسری یونیورسٹیاں کھلی ہیں۔ مسلم یونیورسٹی میں اسلام کے سوا کسی اور عقیدے یا مذاہب کی تبلیغ کی کوئی گنجائش نہیں خیالات کی آزادی یقیناً ہر شخص کو حاصل ہے لیکن کسی شخص یا جماعت کو اس امر کی اجازت نہیں دی جا سکتی کہ اس کے ایجنٹ مسلم یونیورسٹی میں ملت اسلام کے خلاف کوئی پروپیگنڈہ کریں۔ پھر ۱۹۴۲ء میں ایک ایسے ہی اجتماع میں اور زیادہ صاف طور پر وضاحت کی کہ یونیورسٹی دراصل ایک علمی ادارہ ہے لیکن اس کی زندگی میں مسلم رائے عامہ کے رجحان کا عکس نظر آنا ضروری ہے میں خود مرکزی اسمبلی میں مسلم لیگ پارٹی کا رکن ہوں اور مجھے یقین ہے کہ مسلم لیگ ہی وہ جماعت ہے جو کماحقہ مسلم قوم کے مفاد اور حقوق کی حفاظت کر سکتی ہے اس کے بعد یونیورسٹی میں اس ذہنیت ہی کا خاتمہ ہو گیا۔ پاکستان کی محبت آپ کی رگ رگ میں سمائی ہوئی تھی ایک مرتبہ وائسرائے نے پرائیوٹ ملاقات میں اس مسئلہ پر گفتگو کی تو آپ نے ڈٹ کر

پاکستان کی حمایت کی اور اس کے بعد ہی یونیورسٹی میگزین (انگریزی) کا پاکستان نمبر شائع کروایا جولائی ۱۹۴۶ء میں جب بمبئی میں مسلم لیگ کا اجلاس ہوا اور خطابات کی واپسی طے ہوگئی تو آپ نے بلا تامل خطابات مثلاً سی آئی ای نائٹ ہڈ وغیرہ واپس کر دیے (کاروان تحریک پاکستان محمد صادق قصوری مطبوعہ تحریک پاکستان ورکرز ٹرسٹ ایوان کارکنان تحریک پاکستان لاہور ۲۰۰۵ء ص ۴۴ تا ۴۷ ماہنامہ چنائے حرم لاہور دسمبر ۱۹۲۴ء اقبال کے دینی و سیاسی افکار از سید نور محمد قادری مطبوعہ گجرات ۱۹۸۲ء، اکابرین تحریک پاکستان از محمد علی چراغ مطبوعہ لاہور ۱۹۹۰ء نوائے وقت سنڈے ۲۴ جولائی ۱۹۹۲ء ص ۱۹۔۲۰)

مولوی سراج الدین پال (۱۸۹۳ء۔۱۹۷۶ء) ۳۷۔۱۹۳۶ء میں جب قائد اعظم نے مسلم لیگ کو از سر نو منظم کرنے کا بیڑا اٹھایا اور مسلمانان برصغیر کے سیاسی حقوق اور مطالبات کے لیے ہندوستان کی سیاسی زندگی میں نئے طرز فکر کو جنم دیا تو مولوی صاحب ان کا تمام خاندان مسلم لیگ سے وابستہ ہو گیا اور مولوی صاحب امرتسر مسلم لیگ کے سینئر نائب صدر چن لیے گئے اور ۱۹۴۰ء ۱۹۴۷ء تک اس عہدے پر فائز رہے جبکہ شیخ صادق حسن (۱۸۷۸ء۔۱۹۵۹ء) اس کے صدر تھے ۱۹۳۶ء کے انتخاب میں مسلم لیگی امیدواروں کی حمایت میں بڑی سرگرمی سے کام کیا۔ خضر وزرات کے خلاف تحریک سول نافرمانی میں اپنے چھوٹے بھائی ظہور الدین پال کے ہمراہ گرفتار ہوئے اور کئی روز تک جیل میں رہے۔ اس سے قبل آپ کے بڑے صاحبزادے ذکی الدین پال گرفتار ہو کر جیل جا چکے تھے۔ مولوی صاحب نے مسلم لیگ کے لیے اپنا تن من دھن بلکہ سب کچھ وقف کر دیا کانگرسیوں احراریوں اور دیگر اسلام دشمن جماعتوں کا ڈٹ کر مقابلہ کیا اور ۱۴۔اگست ۱۹۴۷ء کی صبح تک اپنے اس مشن پر قائم رہے (کاروان تحریک پاکستان از محمد صادق قصوری مطبوعہ لاہور ۲۰۰۵ء ص ۱۶۱۔۱۶۳)

سید انور علی ایڈووکیٹ سپریم کورٹ آف پاکستان نے لکھا اسی حقیقت کے پیش نظر کہ نظریہ پاکستان کا مکمل خاکہ ۱۹۳۵ء میں جناب محمد عبد القدیر بدایونی نے پیش کیا یہ کہا جا سکتا ہے کہ مصور پاکستان علامہ اقبال نہیں بلکہ موصوف تھے علامہ اقبال نے پانچ برس بعد ۱۹۳۵ء میں آپ ہی سے روشنی حاصل کر کے سیاسی پلیٹ فارم سے یہ تصور پیش کیا اس حقیقت کا اعتراف ہر انصاف پسند کو کرنا چاہیے (تقدیم تحریک آزادی ہند اور اسواد اعظم ص ۳۶ تخلیق پاکستان میں علماء اہل سنت کا کردار از حضرت علامہ سید شاہ تراب الحق قادری مطبوعہ جمعیت اشاعت اہل سنت پاکستان کراچی ۲۰۰۷ء ص ۱۷)

آل انڈیا سنی کانفرنس کی بنیاد اوائل ۱۹۲۵ء میں رکھی گئی اس کا پہلا اجلاس شعبان المعظم ۱۳۴۳ھ مارچ ۱۹۲۵ء کو مراد آباد میں ہوا اگر چہ سنی کانفرنس کی ابتدا ۱۸۹۷ء کو بمقام پٹنہ بہار میں ہوئی جہاں مخدوم امین احمد کی صدارت میں یہ کانفرنس منعقد ہوئی جس کے روح رواں امام اہل سنت امام احمد رضا محدث بریلوی اور علامہ عبد القیوم تھے۔ جس میں محدث بریلوی نے دو قومی نظریہ پیش کیا دوسری سنی کانفرنس ۱۱ جمادی الاخریٰ ۱۳۳۹ھ ۲۰ فروری ۱۹۲۱ء کو بمقام مسجد بی بی جی بریلی شریف منعقد ہوئی اور اسی سال امام اور رضا کا وصال ہوا پھر ۱۹۲۵ء میں آل انڈیا سنی

کانفرنس کی بنیاد رکھی گئی جس کے تحت ملک کے طول و عرض میں دو قومی نظریہ کی حمایت اور الگ وطن کے حصول کے لیے عوام کو بیدار کرنے اور ان کو بدعقیدگی اور بدعملی سے روکنے کے تسلسل کے ساتھ کانفرنسیں منعقد ہوئیں ان میں سے چند درج ذیل ہیں۔ صفر المعظم ۱۳۴۴ھ کو ضلع مظفر پور (بہار) میں ۱۴ صفر ۱۹۴۷ء ۳۔ اگست ۱۹۲۸ء کو مراد آباد میں۔ ۲۰ تا ۲۲ ربیع الثانی ۱۳۴۹ء ۲۰ تا ۲۲ مئی ۱۹۳۰ء کو بہرال ضلع مالدہ بنگال میں۔ شعبان المعظم ۱۳۴۰ھ۔ دسمبر ۱۹۳۰ء میں بنارس میں۔ ۱۳۵۴ھ۔ ۱۹۳۵ء میں بدایون میں اور ۱۹۔ ۲۰ شعبان المعظم ۱۳۵۸ھ۔ ۳۔ ۴۔ اکتوبر ۱۹۳۹ء مراد آباد میں آل انڈیا کانفرنس کے اجلاس منعقد ہوئے پھر ۱۳۴۷ھ۔ ۱۹۴۵ء میں آل انڈیا سنی کانفرنس کی نشاۃ ثانیہ ہوئی اور صدارت کے لیے امام احمد رضا کے خلف اصغر مفتی اعظم ہند مصطفی رضا خاں کا نام پیش ہوا جسے بااتفاق رائے منظور کر لیا گیا۔ ۳۔ ۴۔ ۵ اور ۶ شعبان المعظم ۱۳۶۴ھ ۱۴۔ ۱۵۔ ۱۶۔ ۱۷ جولائی ۱۹۴۵ء کو مراد آباد میں جمعہ تا اتوار ۶ تا ۸ شوال ۱۳۶۴ھ/ ۱۴ تا ۱۶ ۱۹۴۵ء کو دہلی میں۔ ذوالقعدہ ۱۳۶۴ھ اکتوبر ۱۹۴۵ء کو مین پوری میں۔ جمعہ، ہفتہ کے روز ۲۵، ۲۶، ذوالقعدہ ۱۳۶۴ھ اکتوبر ۲، ۳ نومبر ۱۹۴۵ء کو ضلع گجرات میں۔ اکتوبر ۱۹۴۵ء کو بدایون میں۔ ۳۱۔ اکتوبر ۱۹۴۵ء کو مراد آباد میں۔ ۶، نومبر ۱۹۴۵ء کو صوبہ دہلی میں۔ ۱۹، ذوالحجہ ۱۳۶۴ھ/ ۲۰ نومبر ۱۹۴۵ء کو مبارک پور ضلع اعظم گڑھ میں۔ ۱۱۔ اکتوبر ۱۹۴۵ء کو پیلی کوٹھی بنارس میں نومبر ۱۹۴۵ء کو مدن پورہ (مقامی) میں۔ ۲ نومبر ۱۹۴۵ء کو امرتسر میں ۲۱ نومبر ۱۹۴۵ء کو کالپی ضلع جالون میں۔ ۲۱ تا ۲۵ نومبر ۱۹۴۵ء کو احاطہ خانقاہ رشید مین پوری میں۔ ۲۳ نومبر ۱۹۴۵ء کو فتح پور کی مسجد ضلع بھاگل پورہ میں۔ ۲۰ نومبر ۱۹۴۵ء کو سلطان پور ضلع بھاگل پور میں۔ ۲۰ دسمبر ۱۹۴۵ء کو جھانسی میں۔ یکم محرم الحرام ۱۳۶۵ھ/ ۷ دسمبر ۱۹۴۵ء کو قصبہ جین پور ضلع اعظم گڑھ میں۔ ۵ محرم ۱۳۶۵ھ/ ۱۱ دسمبر ۱۹۴۵ء کو ہائیکا بلڈنگ بمبئی میں۔ ۳ دسمبر ۱۹۴۵ء کو قصبہ چراگاؤں ضلع جھانسی میں۔ ۲۲۔ دسمبر ۱۹۴۵ء کو قصبہ سونا ناتھ بھنجن میں ۱۲ محرم الحرام ۱۳۶۵ھ/ ۲۸۔ دسمبر ۱۹۴۵ء کو چتوڑ گڑھ پواڑہ میں محرم الحرام ۱۳۶۵ھ میں امباباڑی کالاچوکی بمبئی میں، ۲۸ دسمبر ۱۹۴۵ء کو کچی مسجد چاندور بازار ضلع امراؤتی میں، ۵، ۶، جنوری ۱۹۴۶ء کو انکس ضلع ہگلی پنگالی میں، ۲ صفر المظفر ۱۳۶۵ھ/ جنوری ۱۹۴۶ء کو بدایون شہر کے مضافات میں، ۱۲۔ جنوری ۱۹۴۶ء کو دلیا ھی روڈ جبل پور (سی پی) میں، ۸۔ جنوری ۱۹۴۶ء کو ضلع گجرات چناب میں، جنوری ۱۹۴۶ء کو قصبہ منوہر ضلع کوٹہ (ریاست راجپوتانہ) میں، ۵۔ جنوری ۱۹۴۶ء کو ضلع دردہا کی میں، ۲۲۔ جنوری ۱۹۴۶ء کو جامعہ عربیہ ناگپور صوبہ سی پی و برار میں، ۱۷۔ جنوری ۱۹۴۶ء کو ہسرام میں، ۱۷۔ فروری ۱۹۴۶ء کو دائرہ شاہ محمد اللہ آباد میں، ۸ فروری ۱۹۴۶ء کو ایڈاپلی (ٹرانکور) میں، ۱۱۔ فروری ۱۹۴۶ء کو چنبڑ تحصیل ٹنڈو الہیار (سندھ) میں، ۱۵، ۱۶، ۱۷، فروری ۱۹۴۶ء کو شہرا روائی میں، ۱۷، صفر المظفر ۱۳۶۵ھ/ ۲۱، جنوری ۱۹۴۶ء کو قصبہ پھپھوند ضلع اٹاوہ میں، ۱۱ تا ۱۴ فروری ۱۹۴۶ء کو دائرہ ملا محمدی شاہ محلہ کوہن ٹولہ الٰہ آباد میں، ۲۱ ربیع النور ۱۳۶۵ھ/ ۲۳، فروری ۱۹۴۶ء کو قصبہ ایریاں ضلع فتح پورہ سور میں، ۲۶، فروری ۱۹۴۶ء کو جامع مسجد فیضنہ دھمتری ضلع ناگپور (سی پی) میں، ۲۶، فروری ۱۹۴۶ء میں موضوع لال کرتی ضلع الٰہ آباد میں، ۱۹، فروری ۱۹۴۶ء کو جالون میں فروری ۱۹۴۶ء میں پالی میں، ۲۶، فروری ۱۹۴۶ء کو قصبہ کلپاڑہ ضلع اجمیر پور میں، اسی ماہ میں قصبہ پنواڑی ضلع اجمیر میں، ۲۰ فروری ۱۹۴۶ء کو مہگاواں ضلع بھاگل پور میں، ۶، مارچ ۱۹۴۶ء کو ضلع باندا میں، ۱۱۔ فروری ۱۹۴۶ء کو پھپھونڈ میں، ۲۰ فروری ۱۹۴۶ء کو قصبہ مودہا میں، ۱۱ ربیع

الاخر ۱۳۶۵ھ/ ۱۵ مارچ ۱۹۴۶ء کو اٹارہہ میں، ۱۱ ربیع الاول ۱۳۶۵ھ/ ۱۵ مارچ ۱۹۴۶ء کو خانقاہ سربیلہ میں، مارچ ۱۹۴۶ء میں فتح پور سوا (ضلع بدایون) میں ۲۱، ۲۲ مارچ ۱۹۴۶ء کو خانقاہ سجادہ نشین گڑھ ضلع بریلی میں، ۲۵ مارچ ۱۹۴۶ء کو یوپی کے مرکزی مقام الٰہ آباد شہر میں، ۱۱۔اپریل ۱۹۴۶ء کو سہسرام صوبہ بہار میں ۴۔اپریل ۱۹۴۶ء کو جامعہ مسجد گوٹی گاؤں (سی پی) میں، ۴۔اپریل ۱۹۴۶ء کو کواہڑ ضلع سیالکوٹ میں، ۱۴ جمادی الاولیٰ ۱۳۶۵ھ/ ۱۶۔اپریل ۱۹۴۶ء کو قصبہ ادری ضلع اعظم گڑھ میں، ۱۱ جون ۱۹۴۶ء کو برہان پور (سی پی) میں، ۱۵ جون ۱۹۴۶ء مالی گاؤں میں، ۲۰ تا ۲۲ رجب ۱۳۶۵ھ/ ۲۱ تا ۲۳ جون ۱۹۴۶ء کو ضلع بدایون میں، ۳ مئی ۱۹۴۶ء کو بادشاہی مسجد لاہور میں، ۴ مئی ۱۹۴۶ء کو اسلامیہ کالج لاہور میں، ۲۰ مئی ۱۹۴۶ء کو پھپھوند ضلع اٹاوہ میں، ۱۶۔اپریل ۱۹۴۶ء نئی بستی آگرہ میں ۱۹۔اپریل ۱۹۴۶ء کو کچھوچھا شریف ضلع فیض آباد میں، ۲۰۔اپریل ۱۹۴۶ء کو کچھوچھا شریف میں، (دوسرا جلسہ) ۲۲۔اپریل ۱۹۴۶ء کو گنج بازار ضلع بہرائچ میں ۲۲۔اپریل ۱۹۴۶ء کو درگاہ بابا قاسم چنار میں، ۱۰۔اپریل ۱۹۴۶ء کو بیٹھک خانہ روڈ سی بگاں کلکتہ میں، ۱۶۔اپریل ۱۹۴۶ء کو راجہ بازار کلکتہ میں ۱۷ اپریل ۱۹۴۶ء کو ہوڑہ میں ۲۲۔اپریل ۱۹۴۶ء کو پارسی بگاں کلکتہ میں ۲۱۔اپریل ۱۹۴۶ء کو انکس ضلع ہگلی میں ۱۷، ۱۸ جمادی الاولیٰ ۱۳۶۵ھ ۱۹، ۲۰۔اپریل ۱۹۴۶ء کو بنارس میں چار بڑے اجتماعات ہوئے جس کی تیاری ایک عرصے سے جاری تھی جس میں پانچ سو مشائخ عظام سات ہزار علماء کرام اور دو لاکھ سے زیادہ عوام نے شرکت کی اس کانفرنس میں قیام پاکستان کی پرزور حمایت کی گئی اور علماء ومشائخ سے عہد لیا گیا کہ وہ اپنے اپنے حلقہ اثر میں پاکستان کے قیام کے لیے ہر ممکن کوشش کریں گے۔ (حقائق نامہ دارالعلوم دیوبند، ص ۳۶ تحقیق ڈاکٹر کوکب نورانی اوکاڑوی) ۳ مئی ۱۹۴۶ء کو ریاست دادوں ضلع العظم گڑھ میں، ۷ رجب ۱۹۴۵ھ۔ ۷ جون ۱۹۴۶ء کو کانپور میں ۱۹، ۲۰، ۲۱ جون ۱۹۴۶ء کو ریاست ریوا میں ۲، ۳، ۴ جولائی ۱۹۴۶ء کو جامعہ نعیمیہ مرادآباد میں ۵، ۶، ۷ جولائی ۱۹۴۶ء کو بدیں اجمل العلوم، سنبھل مرادآباد میں ۸، ۹، ۱۰۔ جولائی ۱۹۴۶ء کو جامع مسجد چندوسی ضلع مرادآباد میں جولائی ۱۹۴۶ء میں بلند شہر اوائل مئی ۱۹۴۶ء میں مبارک پور ضلع اعظم گڑھ میں مئی ۱۹۴۶ء میں ضلع پاندا کے موضع ہڈیا اور موضع کپونی میں اگست ۱۹۴۶ء میں ضلع بدایون کے سات محلوں میں، ۱۴۔ اگست ۱۹۴۶ء کو جامع مسجد شمی بدایون میں ۲۳۔ اگست ۱۳۵۶ھ کو مسجد مذکور میں ۲۶۔ اگست ۱۹۴۶ء۔ ۲۸۔ رمضان ۱۳۶۵ھ۔ قصبہ مراٹھ میں ۱۱۔ شوال ۱۳۶۵ھ۔ ۸۔ ستمبر ۱۹۴۶ء مین پوری میں ۲۹۔ ستمبر کو اجمیر شریف میں ۱۲، ۱۳، ۱۳۔ اکتوبر ۱۹۴۶ء کو عیدگاہ بندر روڈ کراچی میں (علامہ شاہ عبدالعلیم صدیقی کی زیر صدارت بزم سید سندھ کے زیر اہتمام منعقد ہوئی جس میں مجاہد ملت مولانا الحامد بدایونی، مولانا ظہور الحسن درس، مولانا غلام رسول قادری، پیر طریقت محمد قاسم مشوری، پیر محمد ہاشم جان سرہندی اور پیر غلام مجدد سرہندی ٹمیاری والے وغیرہم شریک ہوئے (سنی کانفرنس کا تسلسل ص ۳۸) ۸، ۹، ۱۰، ذوالقعدہ ۱۳۷۵ھ۔ ۴، ۵، ۶۔ اکتوبر ۱۹۴۶ء کو مسجد وزیر خان لاہور میں، ۱۱، ۱۲، ۱۳۔ اکتوبر ۱۹۴۶ء کو جامع مسجد محمد جان امرتسر میں مارچ ۱۹۴۶ء میں مدرسہ عربیہ اسلامیہ انوار العلوم ملتان میں ۱۶ فروری ۱۹۴۶ء کو بزم پاکستان کے زیر اہتمام ریاست رام پور میں ۱۰۔ فروری ۱۹۴۶ء کو جالون میں یکم ربیع الثانی ۱۳۶۶ھ۔ ۲۳ فروری ۱۹۴۶ء کو کھرسیاں گنج ریاست سرائے گڑھ میں ۱۵ فروری ۱۹۴۶ء کو نخاس کہنہ الٰہ آباد میں ۔ ۱۱ ربیع الاخر ۱۳۶۶ھ۔ ۵ مارچ ۱۹۴۶ء کو رنالہ آلہٰ آباد میں ۱۸ مارچ ۱۹۴۶ء کو احمد گنج الٰہ آباد میں ۲۰ مارچ ۱۹۴۶ء جامع مسجد رائے گڑھ میں ۱۶ تا

۱۸۔اپریل ۱۹۴۶ء جامع عربیہ ناگپور میں ۲۰، ۲۱۔اپریل ۱۹۴۶ء ڈین نگر پور ضلع مراد آباد میں ۱۵ تا ۱۷ اجمادی الاول ۱۳۶۶ھ۔ ۸ تا ۱۰۔اپریل ۱۹۴۶ء کو سر بیلہ تھانہ سمری بختیار پور ضلع مونگیر صوبہ بہار میں ۱۷ تا ۱۹ جون ۱۹۴۶ء کو جامعہ نعیمیہ مراد آباد میں ۲۹ تا ۳۱ مارچ ۱۹۴۶ء کو پھاٹک جشن خان دہلی میں ۳۱ دسمبر ۱۹۴۵ء ۲ جنوری ۱۹۴۶ء میرٹھ میں ۲۶۔اکتوبر ۱۹۴۵ء کو مبارک پور اعظم گڑھ میں ۱۵ ربیع ال آخر ۱۳۶۵ھ۔۱۹ مارچ ۱۹۴۶ء میرٹھ میں ۲۶۔اکتوبر ۱۹۴۵ء کو مبارک پور اعظم گڑھ میں ۱۵ ربیع ل آخر ۱۳۶۵ھ۔۱۹ ماچ ۱۹۴۶ء میرٹھ میں ۲۶۔اکتوبر ۱۹۴۵ء کو مبارک پور اعظم گڑھ میں ۱۵ ربیع ال آخر ۱۳۶۵ھ۔۱۹ مارچ ۱۹۴۶ء کو صوبہ اسلامیہ گھوڑ روڈ ضلع مانگیر میں ۷ مئی ۱۹۴۷ء کو ضلع اعظم گڑھ میں ان اجتماعات اور اجلاسوں کے ذریعے مشائخ و علماء اہل سنت نے دوقومی نظریہ کی اشاعت کی اور تحریک پاکستان میں اور قیام پاکستان کی منزل کو قریب تر لانے میں مسلم لیگ اور محمد علی جناح کا بھرپور ساتھ دیا اور آزادی وطن کے لیے اہل سنت کے مشائخ اور علماء نے اپنی تمام تر توانائیاں صرف کیں اور کسی بھی قربانی سے دریغ نہیں کیا اس جدوجہد میں خود بھی شامل رہا اور اپنے تمام مریدین معتقدین اور متعلقین کو قیام پاکستان کی جدوجہد میں مسلم لیگ کا ساتھ دیتے ہوئے سختی سے پابند کیا اور یہ ایک ناقابل تردید حقیقت ہے کہ جسے تسلیم کئے بغیر چارہ نہیں ہے۔خود بانی پاکستان نے اقرار کیا۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔(تخلیق پاکستان میں عطاء اہل سنت کا کردار از علامہ سید شاہ تراب الحق قادری مطبوعہ کراچی ۲۰۰۷ء، ص ۸۲ تا ۸۶)۔

جب یہ تحریک علماء اہل سنت کی بہت عروج پر چلی حتیٰ کہ تمام علماء دیوبند کو یہی یقین ہو چلا تھا کہ پاکستان بن جائے گا انہوں نے یہ کیا کہ اپنے دو تین مولوی مسلم لیگ میں چور دروازے سے بھیج دیے جدوجہد آزادی اور تحریک پاکستان کے ممتاز رکن محمد علی جناح کے معتمد ساتھی اور عالمی شہریت یافتہ مورخ ڈاکٹر اشتیاق حسین قریشی (۱۹۰۳۔۱۹۸۱ء) نے دیوبند علماء کے بارے میں کہا کہ دو چار علماء کے علاوہ دیوبندیوں کا باقی ماندہ حصہ تو ہندوؤں میں مدغم ہو چکا تھا (دوقومی نظریہ کے حامی علماء اور ڈاکٹر اشتیاق حسین قریشی ص ۲۰ تخلیق پاکستان علماء اہل سنت کا کردار ص ۹۳)

مولوی شبیر احمد عثمانی چور دروازہ سے مسلم لیگ میں آئے اس کے علاوہ مولوی ظفر احمد انصاری انہوں نے یہ طے کر لیا کہ اگر پاکستان بن گیا تو ہماری واہ واہ بھی ہو جائے گی کہ علماء دیوبند بھی تحریک آزادی میں شامل ہیں اور اگر پاکستان نہیں بنا تو ہم تو ہیں ہی ہندوستانی (ایضاً)۔

حضرت مولانا پیر محمد اعظم شاہ چشتی (۲۰۰۴ء) نے تحریک پاکستان میں اہم کردار ادا کیا وہ پاکستان مسلم لیگ ضلع کیمبل پور (اٹک) کے صدر رہے انہوں نے صوبہ سرحد کے ریفرنڈم اور سول نافرمانی تحریک میں پیر آف زکوڑی شریف، پیر آف مانکی شریف، جلال بابا اور سردار بہادر خان جیسے حریت پسندوں کے ساتھ مل کر کردار ادا کیا اور قربانیاں دیں (ماہنامہ سوئے حجاز لاہور دسمبر ۲۰۰۴ء ص ۲۴)

حضرت پیر بہاؤ الدین ہاشمی سہروردی (۲۰۰۵ء) نے بی اے کرنے کے بعد تحریک پاکستان میں بھرپور کردار ادا کیا تحریک کے زمانے میں گاؤں گاؤں جا کر رائے عامہ ہموار کرنا اور جلسوں سے خطاب ان کا معمول تھا وہ قائداعظم اور علامہ اقبال کی مجالس میں بیٹھنے والے اور ان کے تربیت یافتہ عظیم انسان تھے۔وہ ۱۹۴۰ء کی قرارداد مقاصد کے ایک اہم رکن تھے طویل عرصہ مرید کے ٹاؤن کمیٹی کے چیئرمین رہے وہ

عملاً ایک سماجی شخصیت تھے (ماہنامہ سوئے حجاز لاہور جون ۲۰۰۵ء ص ۱۰۹)۔

صوفی محمد شفیع انور سیالوی (۱۹۲۲ء۔۲۰۰۵ء) نے تقریباً ۱۹۶۴ء میں خواجہ محمد قمرالدین سیالوی قدس سرہ کے دست مبارک پر سیال شریف میں بیعت، کا شرف حاصل کیا وہ خطاطی کی دنیا میں خوب معروف ہوئے وہ تحریک پاکستان کے بے لوث کارکن تھے۔ (ماہنامہ سوئے حجاز لاہور اکتوبر ۲۰۰۵ء ص ۲۷)۔

حضرت علامہ مفتی فیض احمد فیض گولڑوی (۱۹۲۱ء۔۲۰۰۵ء) دوران انٹرویو فرمایا میں لیڈر تو نہ تھا البتہ اپنے طالب علم ساتھیوں کو جو نئے نئے فارغ ہوئے تھے کو ملایا اور ان کے ساتھ مل کر پاکستان کے حق میں رائے عامہ ہموار کرتا رہا مساجد میں خطبات کے دوران مسلم لیگ کی حمایت کے لیے ذہن سازی کرتا دینی جلسوں میں تقریروں کے دوران اہم موقف خوب بیان کرتے تھے۔ (ماہنامہ سوئے حجاز لاہور مارچ ۲۰۰۴ء ص ۲۰)۔

حضرت پیر سید گل حسین شاہ کاظمی (۲۰۰۶ء) برصغیر میں علم الاعداد اور علم جفر کے عظیم استاد حضرت خواجہ محمد قمرالدین سیالوی، حضرت خواجہ غلام فخرالدین سیالوی ۔کے استاد تحریک پاکستان کے کارکن تھے۔ (ماہنامہ سوئے حجاز لاہور مئی ۲۰۰۶ء ص ۶۴)۔

تحریک نظام مصطفیٰ کے بے لوث کارکن ملک محمد یٰسین نورانی نے ایک یادگار واقعہ سنایا کہ قیام پاکستان کے بعد ہجرت کے وقت میرے والد محمد سلیمان نے آتے ہوئے ریزیال سنگھ سے چھ سو روپیہ قرض لیا تھا اور اسے پاکستان ہجرت کا نہیں بتایا تھا۔ ہجرت کر کے ادھر آ گئے میرے والد نے وفات سے قبل میرے بھائی محمد کو کہا کہ ۶۰۰ روپیہ اس ریزیال سنگھ کو پہنچانے ہیں میرے بھائی نے وعدہ کیا کہ پہنچا دیں گے۔ مگر وہ نہیں پہنچا سکے اور میرے بھائی نے مرتے وقت مجھے وصیت کی کہ اب وہ ۶۰۰ روپیہ تم نے پہنچانا ہے۔ اب میرے اوپر یہ ذمہ داری آ گئی۔۔۔۔۔۔ میں ۶۰۰ روپیہ دینے انڈیا گھر گیا وہاں پر مقیم اپنے چند رشتہ داروں کو ساتھ لیا اور ہم اس سکھ کے گھر گئے اس کو میں نے کہا کہ ایسا ہے۔۔۔۔ کہ میں اپنے والد کے چھ سو روپیہ لوٹانے آیا ہوں۔۔۔۔۔۔ اس نے کہا کہ اس پر تو سود بڑا چڑھ گیا میں نے کہا کہ ہم مسلمان ہیں نہ سود لیتے ہیں نہ دیتے ہیں میں تم سے اپنی دکان ٹرک اور زمینوں کا حساب بھی نہیں مانگتا اس نے مجھے بتایا اور باہر چلا گیا کچھ دیر بعد واپس لوٹا اور مجھے کہا کہ آؤ وہ مجھے ایک جگہ لے گیا جہاں اس وقت تک دو اڑھائی سو افراد جمع ہو چکے تھے اس نے کہا اب لاؤ مجھے دو چھ سو روپیہ میں نے چھ نوٹ نکال کر دیے۔۔۔ اس نے لے کر اور لوگوں کو مخاطب کر کے وہ نوٹ فضا میں لہرائے اور کہا کہ یہ ہیں پاکستان کے مسلمان جو احساس ذمہ داری سے لبریز ہیں جو ۵ سال کے بعد ایک لڑکا اپنے مقروض باپ کا چھ سو روپیہ واپس کرنے آیا ہے اس واقعہ سے وہاں پر موجود مسلمانوں کے سر فخر سے بلند ہو گئے اور بڑا فائدہ ہوا۔۔۔ (ماہنامہ سوئے حجاز لاہور جون ۲۰۰۷ء ص ۴۴ تا ۴۵)۔

پروفیسر محمد مظفر مرزا (۲۰۱۲ء) رقم طراز ہیں یہ بات شاید کم لوگوں کے علم میں ہے کہ حضرت قائداعظم رحمۃ اللہ علیہ رات دیر میں نواب بہادر یار جنگ (مرحوم) سے قرآن، شریعت، فقہ اور حدیث کا علم حاصل کرتے تھے قرآن حکیم کا انگریزی ترجمہ ہمہ وقت اپنی جیب میں رکھتے تھے اسلام اور قرآن کا خاص مطالعہ فرمایا تھا اسلامی تاریخ پر گہری نظر تھی دنیاوی علوم ان کے زیر مطالعہ رہتے تھے دن ۱۶ گھنٹے کام کرنا مسلم

لیگ کا کام بھی کرنا ضروری تھا اخبارات کا مطالعہ بھی ضروری ہوتا تھا (سوئے حجاز لاہور دسمبر ۲۰۱۲ء ص ۶۲)۔

جسٹس ذکی الدین پال (۱۹۲۰ء۔ ۲۰۰۰ء) لکھتے ہیں ۱۹۴۰ء میں قرارداد پاکستان منظور ہوئی اور ۱۹۴۱ء میں فیڈریشن نے سپیشل سیشن منعقد کرنے کا فیصلہ کیا ہم نے قائد عظم سے رابطہ کیا مسلم لیگی قیادت کا خیال تھا کہ قائداعظم ان بچوں کی دعوت پر کہاں آئیں گے۔ لیکن قائدعظم نے دوسرے تیسرے خط ہی میں یہ لکھ دیا تھا کہ میں ضرور آؤں گا اور طالب علموں کا مہمان بنوں گا کئی مسلمہ لیگی لیڈر ہم سے ملے کہ قائداعظم کو ان کے ہاں ٹھہرایا جائے نواب ممدوٹ مرحوم اور راجہ غضنفر علی مرحوم نے انہیں لکھا کہ ہمارے ہاں ٹھہریں لیکن قائداعظم نے جواب دیا میرا پروگرام طالب علموں کی مرضی پر منحصر ہے وہ جہاں ٹھہرائیں گے وہیں ٹھہروں گا۔ ایک مجلس استقبالیہ قائم کی گئی۔۔۔۔۔۔ ایم اے میر مرحوم اور خواجہ اشرف صاحب نے چندہ اکٹھا کرنے میں بے حد سرگرمی دکھائی ریواز ہوسٹل کے طالب علموں نے فیصلہ کیا تھا کہ جتنے طالب علم باہر سے آئیں گے وہ ہمارے مہمان ہوں گے اور ان کے تمام اخراجات ہمارے ذمے ہوں گے۔ مہمانوں کی کثرت کا اندازہ اس سے لگایا جاسکتا ہے کہ یوپی تک طلبہ شریک ہوئے قائداعظم تشریف لائے ریلوے اسٹیشن میں اس قدر ہجوم تھا کہ انہیں ڈبے سے نکلنا مشکل ہو رہا تھا خواجہ اشرف صاحب انہیں لینے کے لیے آگے بڑھے اور جھک کر ہاتھوں کو بوسہ دیا قائداعظم کا چہرہ یک لخت متغیر ہو گیا انہوں نے نہایت شفقت سے کہا ایسا مت کیجیے میرے سامنے مت جھکیے صرف خدا کے سامنے جھکیے۔ ہم نے انہیں فلیٹیز میں ٹھہرایا انہوں نے چار پانچ دن قیام کیا اس دوران ہمیں قائداعظم کو قریب سے دیکھنے کا موقع ملا میں ان کی مسحور کن شخصیت سے بے حد متاثر ہوا وہ بڑے راست باز تھے کسی بات کو چھپا کر نہیں رکھتے تھے اپنے مقصد کو صاف صاف بیان کرتے تھے خلوص اور اپنے مقصد سے لگن کا جذبہ ان میں کوٹ کوٹ کر بھرا ہوا تھا۔۔۔۔۔۔ جانے سے پہلے قائداعظم نے ہمیں بلایا کہ آپ آجائیں ہم فلیٹیز پہنچے اور سب سے پہلے منیجر کے پاس گئے۔ تاکہ بل ادا کر سکیں لیکن منیجر نے یہ کہہ کر حیرت میں ڈال دیا قائداعظم نے بل ادا کر دیا ہے ہم ان کی خدمت میں پہنچے اور ڈرتے ڈرتے عرض کیا کہ آپ نے، یہ کیا کیا انہوں نے جو جواب دیا وہ مجھے ابھی کل کی طرح یاد ہے۔ میں ایسا سیاستدان نہیں ہوں جو اپنی جیب سے خرچ نہ کرے مسلمان قوم کی مدد کرے۔ (ماہنامہ سوئے حجاز لاہور فروری ۲۰۱۵ء ص ۴۷ تا ۷۶ ہفت روزہ زندگی لاہور ۹۔ ۱۰۔ اگست ۱۹۷۱ء ماہنامہ نظریہ پاکستان لاہور اپریل ۲۰۱۸ء ص ۱۷ تا ۱۸)۔

حضرت پیر میاں عبدالخالق قادری سجادہ نشین بھرچونڈی شریف سندھ فرماتے ہیں قیام پاکستان کے لیے ہمارے اجداد نے جو کام کیا ٹھوس بنیادوں پر کیا ہے۔ وہ زمینی حقائق ہیں قیام پاکستان کی تحریک میں قائداعظم محمد علی جناح کے ساتھ ہمارے بزرگ تھے ان کے باہمی طور پر ذاتی مراسم تھے اور سارے برصغیر کی تمام خانقاہوں سے ان کے رابطے مربوط تھے بھرچونڈی شریف، مانکی شریف، زکوڑی شریف، علی پور شریف اور دیگر تمام خانقاہ نشیں ان کے فقراء وسالکین مریدین اور ارادت مند ان سب ساتھ تھے ان درویشوں نے قائداعظم کو افرادقوت بھی دی اور اس مشن کی مالی اعانت بھی کی چومکھی لڑائی بڑی انگریزی سامراج وتسلط سے جنگ ہندو بنیئے کی مکارانہ سازشوں سے جنگ سکھوں کے مظالم سے ٹکر لی اور پھر نظام اسلام کی تجربہ گاہ پاکستان جاکے دم لیا پاکستان اللہ تعالیٰ کی نعمت ہے جو ان بزرگوں کی محنت خلوص اور مسلسل کوششوں کی برکت سے نصیب ہوئی (ماہنامہ سوئے حجاز لاہور مارچ ۲۰۱۷ء ص ۴۳)

جمعیت علماء اسلام کے سربراہ مولانا مفتی محمود نے کہا تھا الحمدللہ: ہم پاکستان بنانے کے گناہ میں شامل نہیں تھے تو مجاہد ملت حضرت علامہ مولانا محمد عبدالستار خان نیازی نے شدید غصے میں اپنا ڈنگوراسنبھالتے ہوئے اپنے مخصوص لہجے میں مفتی محمود کو مخاطب کیا کہ جو پاکستان بنانے کے گناہ میں شامل نہیں تھا اس کی پاکستان میں کوئی بھی جگہ نہیں وہ سرحد پار چلا جائے جی ہاں مولانا نیازی نے سرحدی گاندھی غفار خان کی عیادت کرنے سے یہ کہتے ہوئے انکار کر دیا تھا کہ پاکستان کا دشمن مرتا ہے تو مرنے دو میں اس کی شکل نہیں دیکھنا چاہتا (ماہنامہ سوئے حجاز لاہور مئی ۲۰۱۷ء ص ۸۱)

حضرت پیر سید حافظ منور حسین شاہ جماعتی سجادہ نشین آستانہ عالیہ علی پور سیداں شریف ایک انٹرویو میں فرماتے ہیں۔ حضرت قائداعظم ۱۹۳۶ء میں برطانیہ سے کراچی آئے اس سے قبل علامہ اقبال اور نواب زادہ لیاقت علی خان نے کئی مرتبہ انہیں کہا مگر وہ مطمئن نہ ہوئے دراصل حضور اکرم ﷺ کے حکم پر قائداعظم نے یوکے کی سکونت ترک کر کے برصغیر کا رخ کیا قائداعظم نے کراچی آتے ہی فرمایا کہ مجھے ایسی شخصیت سے ملایا جائے جس پر تمام مسلمان متفق ہو سکیں تو مسلم کانفرنس والے غلام عباس اور نواب بہادر یار جنگ چونکہ حضرت امیر ملت کے مریدین تھے انہوں نے قائداعظم کا حضرت امیر ملت سے رابطہ کرایا لاہور میں حضرت امیر ملت کے ایک مرید کے پاس ان کی پہلی ملاقات ہوئی قائداعظم نے امیر ملت سے اس مفصل ملاقات میں سارا پروگرام پیش کیا اور کہا کہ آپ میرا ساتھ دیں۔ اس پر حضرت امیر ملت نے فرمایا جو کام آپ کرنے جارہے ہیں دراصل وہ کام میرا تھا میں اس کو اپنا فرض منصبی سمجھتا ہوں آپ فکر نہ کریں میں پوری قوم کو متحد کر دوں گا باہر نکالوں گا اور ہم آپ کے شانہ بشانہ بھرپور ساتھ دیں گے اس زمانے میں حضرت امیر ملت نے قائداعظم کو پاکستان کے لیے مختلف مدات میں چھ لاکھ روپے عطیہ پیش کیا (ماہنامہ سوئے حجاز لاہور، اگست ۲۰۱۷ء ص ۵۸)۔

کیمبل پور کے ایک مسلم لیگی کارکن کے ایک خط سے چند فقرے ملاحظہ ہوں یہ خط اس کارکن نے جون ۱۹۳۹ء کو لاہور میں اپنی جماعت کے ایک عہدیدار کو لکھا تھا اور اس میں لیگ سے متعلق سکندر حیات کے رویے کی شکایات کی تھیں۔ اسی طرح ہمارے ضلع کی بعض مقتدر ہستیاں جن کا وجود مسلم لیگ اور قوم کے لیے سکندروں سے کہیں زیادہ مفید ہو سکتا ہے۔ مسلم لیگ سے محض اس لیے تنفر اور پرے ہٹے ہوئے ہیں کیونکہ سکندری گورنمنٹ کے مظالم کی وجہ سے اس کے مخالف ہیں آپ کو غالباً معلوم کہ پیر لعل بادشاہ صاحب سجادہ نشین دربار غوثیہ مکھڈ ا ہمارے ضلع کی اتنی بڑی ہستی ہیں کہ ڈھائی تین لاکھ ان کے اپنے مرید ہیں اور باقی تمام ضلع ان کے مداحوں اور ثناخوانوں سے بھرا ہوا ہے سکندر صاحب نے مع ملکان شمس آباد وغیرہ یعنی دونوں پارٹیوں نے اپنی متحدہ طاقت سے پیر صاحب کا مقابلہ کیا دو ہزار کل ووٹ حاصل کئے اور چھ ہزار کی گنتی سے شکست کھائی چونکہ پیر صاحب سکندر حیات کے مخالف ہیں گو دل سے وہ مسلم لیگ کے سخت حامی ہیں لیکن اس کی مخالفت کی وجہ سے وہ مسلم لیگ میں شامل نہیں ہو سکتے۔۔۔۔۔ پیر صاحب مکھڈ پرسوں لاہور تشریف لے گئے ہیں ان کے بنگلے کا نمبر ۴۔ ریس کورس روڈ ہے ان سے ضرور ملیں اور ان کو شامل کرنے کی کوشش کریں۔ اگر پیر صاحب شامل ہو گئے تو ان کے دھائی تین لاکھ مریدوں کے علاوہ دس دن کے اندر اندر پورا سب ڈویژن مسلم لیگی ہو سکتا ہے۔ ان سے رابطہ کریں سخت تاکید ہے۔ (خاکسار: سٹی مسلم لیگ کیمبل پور منقول از ہماری جدوجہد ۱۹۳۹ء ص

۳۴ تا ۳۵)۔ ماہنامہ سوئے حجاز لاہور نومبر ۲۰۱۸ء ص ۶۸ تا ۶۹)۔

مشائخ طریقت اور علمائے دین کے اخلاص اور صدق نیت کا اندازہ اس سے ہوسکتا ہے کہ ان میں سے جن بزرگوں نے تحریک کے بھرپور ایام میں انتھک کام کیا ان میں جو حضرات پاکستان بن جانے کے بعد زندہ رہے وہ منظر عام سے پیچھے ہٹتے چلے گئے اور اپنی خدمات کا کوئی صلہ حاصل کرنے کے خواہش مند نہ ہوئے اس ضمن میں پیر جماعت علی شاہ علی پوری، مولانا عبدالغفور ہزاروی اور پیرزادہ احمد گل پیر صاحب مانکی شریف کے نمونے واضح ہیں پیر صاحب علی پوری پاکستان کے بعد پانچ برس اور مولانا ہزاروی تیئس برس تک زندہ رہے لیکن صلہ گیری کی کوئی روایت ان کے بارے میں منقول نہیں اور پیر صاحب مانکی مرحوم کو تو نواب زادہ لیاقت علی خان نے دوبار وزارت کی پیش کش کی مگر پیر صاحب نے ہر دوبار انکار کیا اس سلسلے میں یہاں مرحوم لیاقت علی خاں کا وہ خط نقل کرنا مناسب ہوگا جو انہوں نے پیر صاحب موصوف کے مکتوب کے جواب میں لکھا جس میں پیر صاحب نے یہ شکایت کی تھی کہ ان کی وزارت کے بارے میں افواہیں اڑائی جارہی ہیں۔

کراچی

۹ فروری ۱۹۴۸ء

مخدومی ومکرمی پیر صاحب

السلام علیکم! آپ کا عنایت نامہ موصول ہوا اس میں آپ نے ذکر کیا ہے کہ فرنٹیئر کے صوبہ میں اس چیز کا پروپیگنڈہ کیا جارہا ہے کہ میرے فرنٹیئر کے قیام کے دوران آپ نے وزیر بننے کی خواہش ظاہر کی یہ پروپیگنڈہ بالکل بے بنیاد ہے اور ان لوگوں کی طرف سے کیا جارہا ہے جو پاکستان کے دوست نہیں سمجھے جاسکتے۔ آپ کو معلوم ہے کہ جب وزارت بنائی جارہی تھی تو آپ سے درخواست کی گئی تھی کہ آپ اس میں شریک ہوں اور وزارت کے عہدے کو قبول کریں آپ نے اس وقت اپنی معذوری کا اظہار کیا تھا اسی مرتبہ جب میں آپ سے فرنٹیئر میں ملا تو میں نے پھر اسی امر کا آپ سے ذکر کیا تھا مگر آپ نے حسب سابق اپنی معذوری کا اظہار کیا ان حالات میں کسی شخص کا اس قسم کا غلط اور بے بنیاد پروپیگنڈہ کرنا سخت قابل افسوس ہے آپ کو اس کا خیال نہیں کرنا چاہیے۔ آپ جانتے ہیں کہ دنیا میں ہر قسم کے لوگ ہوتے ہیں ان میں بعض ایسے بھی ہیں جو اپنے ذاتی مقاصد کے لیے ہر طرح کا پروپیگنڈہ کرنے میں کبھی گریز نہیں کرتے۔ آپ قوم کی اور اسلام کی خدمت بغیر کسی لالچ کر رہے ہیں اور ہر شخص آپ کی دیانت داری اور حقیقی خدمت سے واقف ہے آپ جیسے مخلص کام کرنے والے قوم کے لیے باعث فخر ہیں۔

امید ہے آپ بخیر وعافیت ہوں گے

بخدمت جناب پیر صاحب مانکی شریف ضلع پشاور

مخلص لیاقت علی خاں

(منقول اخبار جہاں کراچی ۱۴ جولائی ۱۹۷۱ء ص ۱۱ ماہنامہ سوئے حجاز لاہور نومبر ۲۰۱۸ء ص ۴۶۔۶۷)

رانا قطب الدین (۱۹۷۷ء) تحریک پاکستان کے جوشیلے متحرک اور فعال کارکن تھے اور اس تحریک میں انہیں کئی مرتبہ اپنی ہڈیاں

بھی تڑوانی پڑھیں۔انہوں نے ۱۱۷ برس عمر پائی تھی (ماہنامہ سوئے حجاز لاہور نومبر ۲۰۱۰ء ص ۹۵)

قائد اعظم ماؤنٹ بیٹن کے ہمراہ سٹیج پر رونق افروز ہو گئے صحیفہ انقلاب کی تلاوت سے تقریب آزادی کا باقاعدہ آغاز کیا گیا بابائے قوم چونکہ صدر محفل تھے لہذا آپ سے پہلے ماؤنٹ بیٹن کو اظہار خیال کی دعوت دی گئی لارڈ ماؤنٹ بیٹن پینٹ شرٹ میں ملبوس سپیکر کی طرف بڑھے اور سب سے پہلے مسلمانان ہند کو حصول پاکستان پر مبارک باد پیش کی قائد اعظم اپنے گال پر ہاتھ لگائے بڑے انہماک سے تقریر سن رہے تھے لارڈ ماؤنٹ بیٹن نے اپنے خیالات کا اظہار کرتے ہوئے یونہی یہ کہا کہ مجھے امید ہے کہ اقلیتیوں کے سلسلہ میں پاکستان اکبر بادشاہ کی تقلید کرے گا تو قائد اعظم نے فوراً ہی انہیں ٹوک دیا اٹھ کر سپیکر کی طرف بڑھے عوام حیران ہو کر قائد کے اس فعل کو دیکھ رہے تھے قائد اعظم اسپیکر کے سامنے کھڑے ہوئے اور کہا مسٹر بیٹن ہمیں اکبر کی تقلید کی کیا ضرورت ہے۔ہم اپنے رسول پاک ﷺ کے نقش قدم پر چلیں گے جنہوں نے تیرہ سو برس پہلے صرف الفاظ ہی سے نہیں بلکہ عملاً عیسائیوں اور یہودیوں سے انتہادرجہ کی رواداری کا سلوک کیا اور ان کے عقیدے اور دین کا احترام کیا (ماہنامہ سوئے حجاز لاہور دسمبر ۲۰۱۸ء ص ۵۱ تا ۵۲)۔

۱۹۴۰ء میں قرارداد پاکستان کے موقع پر سرحد سے جو اٹھارہ (۱۸) رکنی وفد مسلم لیگ کے اس تاریخی اجلاس میں شریک ہوا اس کے ایک رکن خان بخت جمال خان تھے جو بعد میں ۱۹۴۱ء سے ۱۹۴۵ء تک سرحد مسلم لیگ کے صدر بھی رہے۔بخت جمال خان مسلم لیگ کے بہت مخلص اور پر جوش کارکن تھے انہوں نے قرارداد پاکستان کی پرزور تائید کی اس تاریخی اجلاس کے بعد جب انہیں قائد اعظم سے چند باتیں کرنے کا موقع ملا تو بابائے قوم اور بخت جمال خان کے مابین یہ مکالمہ ہوا بخت جمال: کیا مسلمانوں کی الگ مملکت بن جانے کی صورت میں یہاں قرآنی نظام نافذ ہوگا؟

قائد اعظم: یقیناً اس میں کیا شک؟

بخت جمال: (اپنا ہاتھ قائد اعظم کے ہاتھ میں دیتے ہوئے) یہ آپ کے ہاتھ پر بیعت ہے میں اسلامی مملکت کے قیام کی خاطر ہر قسم کی قربانی دوں گا (ماہنامہ سوئے حجاز لاہور دسمبر ۲۰۱۸ء ص ۵۳)

حضرت صاحبزادہ پیر سید عبداللہ المعروف سید بادشاہ (۱۸۸۱ء۔۱۹۷۱ء) نے تحریک پاکستان میں بڑا مجاہدانہ کردار ادا کیا اور پاکستان مسلم لیگ کی بھرپور حمایت کی (نوائے وقت لاہور ملی ایڈیشن ۲ مارچ ۲۰۱۸ء)

حضرت پیر سید طاہر حسین شاہ (۱۹۰۱۔۲۰۰۴ء) نے ساری زندگی اسلام اور پاکستان کی خدمت میں گزار دی حضرت پیر سید جماعت علی شاہ محدث علی پوری کی قیادت میں سنی کانفرنس بنارس میں شریک ہوئے وہ قائد اعظم اور اقبال کی رفاقت میں رہے۔انہیں تحریک پاکستان میں سرگرمی کے ساتھ کام کرنے کا شرف حاصل رہا تحریک ختم نبوت تحریک نظام مصطفیٰ میں بھرپور حصہ لیا گرفتاریاں بھی پیش کیں اور قربانیاں بھی دیں (مجلہ انوار رضا جوہر آباد ۲۰۰۴ء ص ۵۸ تا ۱۸۹۔۱۹۰ ماہنامہ سوئے حجاز لاہور ستمبر ۲۰۰۴ء ص ۷۷)

حضرت علامہ مفتی خواجہ محمد اکبر چشتی میروی (۱۸۸۴۔۱۹۵۶ء) تحریک پاکستان میں آپ کا کردار نمایاں حیثیت کا حامل ہے آپ

نے جلسے جلوسوں میں حصہ لیا اور تحریک پاکستان کی حمایت میں اپنی طرف سے اشتہارات بھی شائع کرائے جو ریکارڈ میں محفوظ ہیں (نوائے وقت لاہور ملی ایڈیشن ۱۶ فروری 2018ء 25 جنوری ۲۰۱۹ء، ماہنامہ دلیل راہ لاہور اپریل 2013ء ص 41)

حضرت مولانا محمد احمد الدین مکھڈی (۱۸۸۹ـ۱۹۶۹ء) نے تحریک پاکستان میں بھرپور کردار ادا کیا۔ مولوی غلام محی الدین کے بقول جب محمد علی جناح گورنر جنرل بنے تو آپ کو اپنی کابینہ میں شمولیت کے لیے پیش کش کی لیکن آپ نے اسے پسند نہ فرمایا۔ (سہ ماہی قندیل سلیمان مکھڈ شریف اٹک جنوری تا مارچ ۲۰۱۴ء ص ۶۴۔ قندیل سلیماں لکھڈ شریف جولائی تا ستمبر ۲۰۱۴ء ص ۷۳۔ قندیل سلیماں اپریل تا جون 2017ء ص 46)

حضرت پیر سید محمود شاہ محدث ہزاروی (۱۸۷۲ـ ۱۹۹۲ء) نے تحریک پاکستان میں بھرپور قومی اور ملی خدمات پیش کیں آپ نے قائداعظم کے ساتھ حصول پاکستان کے لیے بھرپور کام کیا امیر ملت محدث علی پوری کی خصوصی ہدایات پر پورے صوبہ کا دورہ کیا جس میں آپ پیر صاحب مانکی شریف کے ہمراہ تھے تقسیم ہند کے وقت صوبہ سرحد (خیبر پختونخوا) کے ساتھ الحاق کے ریفرنڈم میں آپ نے صوبہ کی عوام علماء مشائخ کو متحد کیا (نوائے وقت ملی ایڈیشن ۲۲ نومبر ۲۰۱۷ء) نوائے وقت ملی ایڈیشن ۲۱ دسمبر ۲۰۱۲ء)۔

قائداعظم پاکستان کے پہلے گورنر جنرل کی حیثیت سے اپریل ۱۹۴۸ء کو صوبہ سرحد تشریف لے گئے عبدالرشید گورنر ہاؤس کا بٹلر تھا اس کا کہنا ہے رات کا کھانا کھانے کے بعد قائداعظم اپنے کمرے میں سونے کے لیے چلے گئے۔ عبدالرشید کا کہنا ہے میرا کمرہ ان کے ہیڈ روم کے ساتھ تھا اور میں ان کی خدمت پر مامور تھا قائداعظم نے دن بھر کی مصروفیات کے باوجود آرام نہیں فرمایا اور فائل ورک کرتے رہے اس دوران انہوں نے دو تین مرتبہ گھنٹی بجا کر پانی اور چائے طلب کی وہ بدستور انگیٹھی پر رکھے قرآن مجید پر اپنا ماتھا ٹیک کر رونے لگتے ان کا چہرہ اشکبار ہو جاتا پھر قرآن پاک کی کسی آیت کی بار بار تلاوت شروع کر دیتے۔

بھٹو دور کے اٹارنی جنرل آف پاکستان یحییٰ بختیار ایک روز قائداعظم کی رہائش گاہ پر گئے اس وقت قائداعظم حدیث رسول پڑھ رہے تھے کتاب کا نام الحدیث تھا یحییٰ بختیار نے قائداعظم کی ایسے زاویے سے تصویر لینا چاہی کہ کتاب کے ٹائیٹل کا فوکس آسکے قائداعظم نے تصویر بنانے پر کتاب ایک طرف رکھ دی اور یحییٰ بختیار سے کہا میں ایک مقدس کو اس قسم کی پبلسٹی کا موضوع نہیں بنانا چاہتا (واقعات قائداعظم از حماد الٰہی نوائے وقت سنڈے ۱۰ ستمبر ۲۰۱۷ ص ۱۰)۔

حضرت پیر ابوالفضل ظہور احمد قادری (۱۹۳۰ء) نے ۹ برس کی عمر میں عالم رؤیا میں دیکھا کہ ہندالولی خواجہ معین الدین چشتی تشریف فرما ہیں اور آپ کے گرد اولیائے ہند کا اجتماع ہے اس دوران ایک دبلا پتلا نوجوان جس کے ہاتھ میں ایک فائل ہے اور اس نے وہ فائل خواجہ معین الدین چشتی کی خدمت میں پیش کی کہ اس پر دستخط فرما دیں۔ خواجہ صاحب کو تامل ہوا اور فرمایا کہ یہ تقسیم ہند کا حکم نامہ ہے لیکن آپ نے خواجہ صاحب کی خدمت میں عرض کیا کہ اسلام اور مسلمانوں کے مفاد اور بقا کے لیے ضروری ہے ملک ہند آپ کی ولایت ہے۔ اس لیے دستخط آپ ہی کے ہوں گے خواجہ صاحب نے آپ کے اصرار پر دستخط فرما دیے اور اس وقت آپ نے بیانگ دہل کہنا شروع کر دیا تھا کہ پاکستان بن گیا اور

۱۹۴۷ء میں ملک تقسیم ہوگیا اس سے یہ معلوم ہوا کہ آپ پیدائشی ولی تھے۔(نوائے وقت ملی ایڈیشن ۲۱ جولائی ۲۰۱۷ء نوائے وقت ۱۹ جولائی ۲۰۱۳ء)

دینی لگاؤ میں قائداعظم کی رغبت کا یہ عالم تھا رمضان کا مہینہ تھا گاندھی سے مذاکرات ہو رہے تھے ایک شام قائداعظم نے اعلان کیا کل مذاکرات نہیں ہوں گے۔ مذاکرات جن عروج پر تھے اس میں التواغیر متوقع تھا صحافی سوال پر سوال کرنے لگے۔قائداعظم نے کہا کل ۲۱ رمضان ہے اس لیے مذاکرات نہیں ہوں گے۔ایک ہندو نامہ نگار نے پوچھا ۲۱ رمضان میں کیا خاص بات ہے۔ جو مذاکرات کو موخر کر دیا گیا ہے قائداعظم نے فرمایا اگر تمہیں ۲۱ رمضان کی خصوصیات کا علم نہیں تو اخبار نویسی چھوڑ دو تم ایسے بے خبر کو اخبار نویسی کرنے کا کوئی حق نہیں (نوائے وقت لاہور ۱۱ ستمبر ۲۰۱۵ء)

بیرسٹر عبدالعزیز بمبئی آئے ان کا قیام نظام پیلس میں تھا وہ بیمار تھے انہوں نے ۲۱ رمضان کی شام کو قائداعظم کو افطاری بھجوائی۔ قائداعظم نے اسے قبول کیا روزہ افطار کرنے کے بعد بیرسٹر عبدالعزیز کے پاس گئے ان کی عیادت کی اور افطاری کا شکریہ ادا کیا (ایضا)

نواب زادہ نصراللہ خان لکھتے ہیں قیام پاکستان کے بعد ۱۹۴۸ء میں لاہور کے ایک جلسہ عام میں انہوں نے (عطاء اللہ شاہ بخاری) خطاب کرتے ہوئے کہا ایک رائے مسٹر جناح کی تھی ایک رائے ہماری مسٹر جناح کی رائے جیت گئی اور میری رائے ہار گئی قوم نے جناح کے حق میں فیصلہ دے دیا ہے اب پاکستان بن گیا ہے۔(نوائے وقت لاہور ۲۱۔اگست ۲۰۱۵ء)۔

ضلع روہتک کے دیہی حلقے کے انتخابی نتائج کے مطابق مسلم لیگی امیدوار راؤ محمد خورشید خان کو ۵ ہزار ایک سو پچاس چودھری شافع خان علی خاں کو ۱۹۹۱ اور آزاد امیدار، چودھری بشیر احمد کو صرف دو ووٹ ملے تھے اس انتخاب میں سر فیروز خان نون صوفی عبدالحمید رکن پنجاب اسمبلی طلبائے علی گڑھ طلبائے اینگلو عربیک کالج دہلی پنجاب مسلم سٹوڈنٹس فیڈریشن کوٹ عبدالخالق ضلع ہوشیار پور کے سجادہ نشین صاحبزادہ عبدالخالق اور امیر ملت پیر جماعت علی شاہ محدث علی پوری نے روہتک اور دیہات کا دورہ کیا اور راؤ محمد خورشید کی مہم چلائی۔۔۔۔۔۔۔۔ جانسی سے دہلی جانے والی شارع پر قصبہ مہم شریف بھی واقع ہے یہاں کے صدیقی خانوادہ کے اثرات قصبہ گوڑیانی وملحقہ مواضعات پر بھی تھے جنہوں نے تحریک پاکستان میں مسلم لیگ کی حمایت کی تو مریدین اور معتقدین نے کھل کر مسلم لیگ کا ساتھ دیا۔(نوائے وقت سنڈے ۱۹۔اگست ۲۰۱۵ء ص ۶)

حضرت پیر سید علی حسین شاہ نقش لاثانی (۱۹۱۷۔۱۹۸۷ء) کی سجادہ نشینی کو ابھی چار پانچ ماہ کا عرصہ ہی گزرا ہوگا کہ ۲۳ مارچ ۱۹۴۰ء کو قرارداد لاہور منظور ہوئی یعنی قوم نے شریعت کے نفاذ کے لیے پاکستان بنانے کا فیصلہ کر لیا۔ ۱۹۴۶ء میں بنارس سنی کانفرنس میں سنی علماء و مشائخ اسے بیک آواز مطالبہ پاکستان کی بھرپور حمایت کا اعلان کیا اسی سال انتخابات ہوئے مسلم لیگ کی حمایت میں بستی بستی اور گاؤں گاؤں دورہ شروع کر دیا مسلم لیگ کی عمومی حمایت کے علاوہ شکر گڑھ اور نارووال کے انتخاب حضرت صاحب کی خصوصی توجہ کا مرکز رہے نارووال کے حلقہ انتخاب میں مسلم لیگ کے نامزد امیدوار سابق وزیر اعلیٰ پنجاب میاں ممتاز دولتانہ تھے آپ نے یہاں بھی بستی بستی میں جا کر اہل اسلام کی

غیرت دلی کو بیدار کیا لیکن اس کے باوجود آپ عملی سیاست سے بالکل دور رہے۔ (نوائے وقت لاہور ملی ایڈیشن ۳۰۔ اکتوبر ۲۷ء ۲۰۱۵ جولائی)۔

حضرت سید غلام دستگیر گیلانی (۱۹۳۳ء۔ ۲۰۱۲ء) نے عبادت الٰہی کے لیے آپ نے ۱۹۹۲ء میں پاک و ہند کے مختلف علاقوں کا سفر کیا اور اپنی زندگی وقف کر دی یہ وہی دور تھا جب تحریک پاکستان بام عروج پر تھی اور پاکستان کے حصول کا مطالبہ زور پکڑتا جا رہا تھا آپ ظاہری و باطنی عبادت کے علاوہ تحریک پاکستان کے لیے بھی اپنے حلقہ احباب و مریدین کے ذریعے بھرپور جدوجہد جہد میں مصروف رہے (روز نامہ نوائے وقت ملی ایڈیشن ۲۶ دسمبر ۲۰۱۴ء)

حضرت حافظ محمد عمر بریلوی (۱۸۸۶ء۔ ۱۹۶۷ء) تحریک پاکستان میں دوسرے مشائخ عظام کے ساتھ آپ نے بھی اپنا اپنا پورا اثر رسوخ استعمال کیا اور ۱۹۴۰ء کے انتخابات میں مسلم لیگ کو کامیاب کرانے میں اہم کردار ادا کیا قیام پاکستان کے بعد ایک موقع پر میاں ممتاز دولتانہ نے آپ کو ضلع ساہیوال میں دو تین مربع زمین لنگر کے لیے الاٹ کرنے کی پیشکش کی تو آپ نے ارشاد فرمایا میاں صاحب! میں ایک درویش آدمی ہوں مجھے اس کی ضرورت نہیں۔ اس علاقہ میں کئی فقیر ہوں گے یہ زمین انہیں الاٹ کر دیں۔ (نوائے وقت ۲۱ مارچ ۲۰۱۴ء)

حضرت پیر سید علی اکبر شاہ (۱۹۶۵ء) نے منازل سلوک اپنے جد امجد حضرت پیر سید جماعت علی شاہ الثانی علیہ الرحمہ کے زیر سایہ طے کیں اور خلافت بھی حاصل کی تحریک پاکستان اور تحریک ختم نبوت میں بھی بھرپور حصہ لیا۔ (نوائے وقت ۱۳ جون ۲۰۱۴)

تحریک پاکستان کے سرگرم کارکن سراج احمد نے (پیدائش ۱۹۳۳ء) ان دنوں کی یادیں تازہ کرتے ہوئے کہا کہ انڈیا میں جب تحریک پاکستان موومنٹ زوروں پر تھی مجھے قائداعظم سے ملنے کا موقع بھی ملا تھا مجھے یاد ہے اس موقع پر ہم میں سے کسی نے قائد سے پوچھا تھا پاکستان بن رہا ہے وہاں اسلامی قانون ہوگا؟ قائداعظم نے اس کو قریب بلایا اور پوچھا آپ کون ہیں؟ ہاؤ آر یو! وہ صاحب بولے مسلم آپ نے کہا کہ آپ مسلمان ہیں آپ اللہ اور اس کے رسول اور قرآن کو مانتے ہیں اس کو فالو کریں وہی آپ کا قانون ہے اسلام تو دنیا میں پہلے سے ہی آچکا ہے پاکستان اس لیے بن رہا ہے کہ مسلمان سے ہندوستان میں ناانصافی ہو رہی ہے میں ان کے حقوق کے لیے کام کر رہا ہوں۔ (نوائے وقت سنڈے ۱۶ فروری ۲۰۱۴ ص ۱۴۰ نوائے وقت سنڈے ۲۸۔ اپریل ۲۰۱۳ء)

خاکسار تحریک پاکستان کا ایک ادنیٰ کارکن رہا ہے ۱۹۴۵ء میں عملی طور پر جب تحریک شروع ہوئی خاکسار اس وقت ایک طالب علم تھا عوام کو معلوم ہونا چاہیے کہ طلباء کا تحریک پاکستان سے بڑا گہرا تعلق تھا۔ قائداعظم فرمایا کرتے تھے علماء میری دائیں اور طلباء میرے بائیں بازو ہیں۔ بائیں آنکھ ہیں (جب پاکستان بن رہا تھا تو ایم کے انور بغدادی مطبوعہ لاہور۔ نوائے وقت سنڈے میگزین ۵ جنوری ۲۰۱۳ء ص ۱۸)

۲۲ مارچ ۱۹۴۰ء کو جب قرارداد پاکستان پیش کی گئی تو آل انڈیا مسلم لیگ کے اجلاس میں پاکستان کی نمائندگی سید زین العابدین گیلانی، سید علمبردار حسین گیلانی، سید علی حسین گردیزی اور خواجہ عبدالکریم قاسم نے کی انہیں قرارداد پر دستخط کرنے کا اعزاز بھی حاصل ہے۔ ان کے علاوہ سید فیض عالم شاہ، منشی جان محمد، چوہدری نصر اللہ، صوفی عبدالقیوم، چودھری اکرام مختار شاہ گردیزی، سیف الدین شاہ، سید شوکت حسین

شاہ، سید بہاؤ الدین گیلانی، سید رضا شاہ میاں ممتاز دولتانہ، خان خان بہادر شیخ مہدی، غلام دستگیر شاہ، سید گل شاہ، عظیم خان چودھری عطاء اللہ، چودھری ظفر اللہ، سید علی شاہ گردیزی، سعید احمد شاہ، غلام نبی شاہ اور دیگر اکابرین بھی مسلم لیگ کے اجلاسوں میں شریک ہو کر قیام پاکستان کی تحریک میں اپنا کردار ادا کرتے رہے۔ (نوائے وقت سنڈے ۱۴۔ اگست، ۲۰۱۱ء ص ۸ نوائے وقت سنڈے ۱۲۔ اگست ۲۰۱۲ء ص ۱۱)

حضرت خیر الدین نے تحریک پاکستان میں بھرپور حصہ لیا تھا (نوائے وقت ملی ایڈیشن ۲۲ جولائی ۲۰۱۱ء)

محدث کبیر حضرت غلام پیر علامہ رسول قادری (۱۹۱۶ء۔۲۰۰۱ء) بریلی شریف میں قیام کے دوران ہندوستان میں الگ اسلامی مملکت کے قیام کی تحریک جاری تھی اس مرحلہ پر بانی پاکستان قائداعظم محمد علی جناح کی اپیل پر محدث کبیر نے ہندوستان کے شہر شہر، قصبہ قصبہ، گاؤں گاؤں جا کر اسلام دشمنوں کی سازشیں بے نقاب کیں اور تحریک پاکستان میں نئی روح پھونک دی۔ بریلی شریف سے آپ اپنے پیرو مرشد مفتی اعظم ہند کے حکم پر لاہور تشریف لے آئے۔ (نوائے وقت ملی ایڈیشن ۱۵ جولائی ۲۰۱۱ء۔ ۲۹ جون ۲۰۱۲ء)۔

حضرت علامہ ابوالمظفر مفتی غلام جان قادری (۱۹۵۹ء) پاکستان بننے سے قبل آپ کے مرید غازی تاج الدین نے جو کہ گلاب سنگھ پریس اردو بازار میں ملازم تھا ایک سکھ ملازم کو آپ حضرت محمد ﷺ کی شان میں ہرزہ سرائی کرنے پر ساڈھیوال لاہور میں خنجر کے پے در پے وار کر کے جان سے مار دیا۔ آپ کے مریدوں نے تحریک پاکستان میں آپ کی قیادت میں بھرپور حصہ لیا اس دوران آپ ہندو بلوائیوں کے خلاف رات بھر ہاتھ میں بلم لے کر بنفس نفیس پہرہ دیتے رہے۔ (نوائے وقت ملی ایڈیشن ۴ نومبر ۲۰۱۵ء)

تحریک پاکستان کے کارکن صفدر علی خان بٹالوی کہتے ہیں میرا آبائی گاؤں بٹالہ ضلع گورداسپور تھا۔ وہاں کے سید سلیم حسین قادری (سید شمیم الدین قادری سابق چیف جسٹس لاہور ہائی کورٹ کے بھائی) اور چودھری محمد صدیق میرے ہم جماعت تھے (چودھری محمد صدیق بعد ازاں وکیل بنے شیخوپورہ میں رہائش پذیر ہوئے اور اب انتقال کر چکے ہیں)۔ ہم تینوں نے ایک گروپ تشکیل دیا اور اپنے ضلع میں مسلم لیگ کا پیغام پہنچانے پر کمر بستہ ہو گئے فتح گڑھ چوریاں نام کا خاصہ بڑا قصبہ تھا۔ ہمارا پہلا پڑاؤ ہی بنا وہاں پہنچنے کے بعد مقامی لوگوں سے رابطہ کیا اسی اثنا میں مقامی سرکاری ذیلدار کو پتہ چلا تو اس نے ہمیں طلب کر کے سنگین نتائج کی دھمکیاں دے کر گاؤں سے نکل جانے کو کہا۔ نتیجتاً ہم بھوکے پیاسے تھکے مارے مایوسی کے عالم میں وہاں سے چل پڑے ابھی تھوڑی ہی دور گئے ہوں گے کہ ایک اجنبی سے آمنا سامنا ہو گیا وہ ہمیں ادھر ادھر سے نظر بچا کر اپنے گھر لے گیا۔ اس کی پرنم آنکھیں بتا رہی تھیں کہ اسے ہمارے ساتھ روا رکھے گئے سلوک کا بہت دکھ تھا۔ پھر کہنے لگا گھبراؤ نہیں یہ لوگ سرکاری مشینری کا حصہ اور قوم کے غدار ہیں۔ گاؤں کے لوگ ایسے لوگوں سے نفرت کرتے ہیں۔ مگر ان کے ظلم اور زیادتی سے خوفزدہ رہتے ہیں۔ اصل حقیقت یہ ہے کہ عام لوگوں تک مسلم لیگ کا پیغام دیا اور وہ دل و جان سے مسلم لیگ سے محبت کرتے ہیں۔ خاطر جمع رکھیں انشاءاللہ پاکستان بن کر رہے گا اس نے اپنی استعداد کے مطابق کھانا کھلایا اور ہزاروں دعاؤں کے ساتھ رخصت کیا وہ نیک دل انسان ایک پرائمری سکول ٹیچر تھا مگر حسن اخلاق کا مرقع تھا اس کی اعلیٰ ظرفی نے ہمیں بہت متاثر کیا۔۔۔۔ (نوائے وقت سنڈے ۱۸ مارچ ۲۰۱۲ء ص ۱۱)

حضرت پیر سید محمود علی شاہ بخاری (۱۹۳۴ء۔ ۱۹۸۳ء) نے جدوجہد آزادی میں مقامی سطح پر بڑھ چڑھ کر حصہ لیا آل انڈیا مسلم لیگ کو

پاک پتن میں ۱۹۴۵-۴۶ء کے الیکشن میں کامیاب کروانے کی بھرپور کوشش کی اور آل انڈیا مسلم لیگ کا پیغام اور دو قومی نظریہ جگہ جگہ جا کر خود اجاگر کیا پاک پتن میں حضرت چن پیر سرکار کے ساتھ آل انڈیا مسلم لیگ کے امیدواروں کے لیے ان تھک کوشش کی تقسیم کے اعلان کے ساتھ ہی پورے برصغیر میں ہندو مسلم فسادات شروع ہو گئے۔ لیکن مقامی سطح پر مسلمانوں اور ہندوؤں کو ان شعلوں کی آگ سے بچانے کے لیے آپ کی کوششوں سے پاک پتن میں ایک امن و امان کمیٹی تشکیل دی گئی جس میں مسلمانوں کی طرف سے حضرت سید محمود علی شاہ بخاری اور ہندوؤں کی طرف سے لالہ بشش ناتھ کو کمیٹی کا ممبر چنا گیا جبکہ اس کمیٹی کا سربراہ SDM تھا اس امن و امان کمیٹی کے فعال کردار کی وجہ سے پاک پتن شریف ہندو مسلم فسادات سے محفوظ رہا اگر کہیں خدشہ ہوتا تو آپ جناب اس موقع پر پہنچ جاتے اور فسادات کو برپا ہونے سے ہر ممکن حد تک روکتے۔ قیام پاکستان کے بعد حضرت سید محمود علی شاہ بخاری اور آپ کے بھائی پیر سید منظور علی شاہ بخاری نے مہاجرین کی آبادکاری خوراک اور دوسری ضروریات زندگی فراہم کروانے میں اہم کردار ادا کیا۔ (نوائے وقت ملی ایڈیشن یکم مارچ ۲۰۱۳ء)

حضرت سید محمد فضل شاہ انگریز کے روندے اور ہندو کے ڈسے ہوئے مسلمانوں کو آزادی کے لیے منظم کرتے رہے تحریک پاکستان کو منطقی انجام تک پہنچانے کے لیے آپ کو خون کے دریا کو پار کرنا پڑا آخری مرحلے میں جب ہندو اور سکھ بلوائیوں نے مسلمانوں کے گھروں اور قافلوں پر مسلح حملے شروع کر دیئے اور ہر طرف قتل و غارت گری اور لوٹ مار کا بازار گرم کر دیا۔ اس دوران مسلمان اپنی جان و مال اور عزت و آبرو بچانے کے لیے کوئی سہارا پاتے تھے تو یہ سید محمد فضل شاہ جیسے مردان حق تھے۔ (نوائے وقت ملی ایڈیشن ۷ دسمبر ۲۰۱۲ء نوائے وقت ملی ایڈیشن ۱۱ مارچ ۲۰۱۶ء)

حضرت پیر نظیر احمد المعروف سرکار موہڑوی (۱۹۶۰ء) کی شیرازہ بندی اور اغیار کی غلامی سے آزادی کے لیے کہیں یاغستان کے قبائل کو مجتمع کرتے نظر آتے ہیں۔ ۱۹۴۰ء میں آپ نے دہلی میں قائداعظم سے ملاقات فرمائی اور اپنی مومنانہ فراست سے مملکت خداداد پاکستان کے قیام کی پیش گوئی فرمائی۔ (نوائے وقت ۷ جون ۲۰۱۳ء)

روزنامہ نوائے وقت کے ایڈیٹر جناب مجید نظامی (۱۹۲۸-۲۰۱۴ء) کہتے ہیں قیام پاکستان اور تحریک پاکستان کے دنوں کو یاد کر کے آج بھی ہمارا ولولہ تازہ ہو جاتا ہے ان دنوں جب میں اسلامیہ کالج ریلوے روڈ لاہور میں ایف اے کا طالب تھا تحریک پاکستان اپنے عروج پر تھی۔ ۱۹۴۶ء کے عام انتخابات میں پاکستان کی بنیاد رکھ دی گئی تھی اس وقت اسلامیہ کالج تحریک پاکستان کے لیے طلبہ کی بھرپور سرگرمیوں کا مرکز تھا کالج کے پرنسپل جناب عمر حیات طلباء کے قائد بھی تھے اور ہم سے زیادہ سرگرم بھی ایک موقع پر انہوں نے کالج میں کلاسیں ختم کر کے طلبہ سے لاہور اور قریبی دیہات میں جا کر قیام پاکستان کے لیے کام کرنے کو کہا۔ اس وقت یونی نسٹ پارٹی کی حکومت تھی۔ سکندر حیات کے اچانک وفات پانے کے بعد خضر حیات پنجاب کے وزیراعظم بن چکے تھے۔ ان کے خلاف بھی لاہور میں تحریک چل رہی تھی طلباء اس سلسلہ میں روزانہ جلوس نکالتے چونکہ حمید نظامی صاحب پنجاب مسلم سٹوڈنٹس فیڈریشن کے بانی صدر تھے اسی وجہ سے ہمارے اپنے گھر واقع ۸ بیڈن روڈ پر جہاں نوائے وقت کا دفتر بھی تھا ایم ایس ایف کے اجلاس ہوتے۔ بیڈن روڈ ہندوؤں کا گڑھ تھا جہاں صرف ایک دو گھر مسلمانوں کے ہوتے تھے قابل

ذکر بات یہ ہے کہ تحریک پاکستان کے دنوں میں اس علاقہ میں صرف ۸ بیڈن روڈ پر مسلم لیگ کا پرچم لہراتا تھا ان دنوں مسلم لیگ پنجاب کے دفتر میں ریاض پراچہ صاحب کے ساتھ کام کرنے کا موقع بھی ملا جو بعدازاں فارن سروس میں چلے گئے۔ ہم سب طلبہ سارا دن مختلف جلسوں اور جلوسوں میں شرکت کرنا اپنا فرض منصبی سمجھتے تھے۔ دوسری جانب قائداعظم بھی نوجوانوں کو اپنا وین گارڈ یعنی حفاظتی دستہ سمجھتے تھے۔ انہیں دیکھتے ہی نوجوانوں میں جوش وجذبہ مزید بڑھ جاتا تھا ہمارے کئی ساتھیوں کے والدین یونی نسٹ تھے کسی کے والد غیر مسلم لیگ اور کسی کے احراری تھے۔ لیکن یہ سب نوجوان طالب علم تحریک پاکستان کے سپاہی تھے۔ اس مقصد کے لیے سب نے دن رات ایک کر رکھا تھا۔ اگر وہ نوجوان وین گارڈ نہ ہوتے تو پاکستان کا قیام مشکل ہوتا ان کا کردار ایسے ہی تھا جیسے علی گڑھ سے طلبہ اور اسلامیہ کالج پشاور کے طلبہ نے اس تحریک کے لیے سر انجام دیا تھا۔ یہی سپرٹ اور جذبہ تمام نوجوانوں میں تھا چنانچہ لاہور اور پنجاب بھر میں بھی ایم ایس ایف ہی کی وجہ سے کامیابی نصیب ہوئی۔ اسلامیہ کالج کے طلبا نے تحریک پاکستان کے لیے صوبے بھر میں کام کیا اور قائداعظم کے لیے الیکشن جیتا لیکن اس کے باوجود مسلم لیگ وزارت نہ بنا سکی کیونکہ مولانا ابوالکلام آزاد لاہور تشریف لے آئے جو اس وقت کانگریس کے راشٹر پتی تھے وہ فلیٹیز میں ٹھہرے ہوئے تھے وہیں سازش کا تانا بانا بنا گیا اور یونی نسٹ پارٹی کے چند ممبران کو کانگریس نے ساتھ ملا کر یونی نسٹ وزارت بنوالی اس دور کا ایک اہم ترین واقع اسلامیہ کالج کے طالب علم محمد مالک کی شہادت کا ہے اس روز ہم DAV کالج (موجودہ ایم اے او کالج کے باہر مظاہرہ کر رہے تھے۔ کالج کی چھت سے ہندو اور سکھ طلبہ کی جانب سے ہم پر خشت باری ہو رہی تھی کہ محمد مالک شہید جو میرے کلاس فیلو بھی تھے انہیں اس دوران ایک اینٹ آ کر لگی اور وہ موقع پر شہید ہو گئے چونکہ میں ان کے ساتھ ہی کھڑا تھا میں نے انہیں سنبھالنے کی کوشش کی اس سے میرے کپڑے خون آلود ہو گئے میں نے وہ قمیض قیام پاکستان کے بعد بھی سال محفوظ رکھی۔ ۱۹۵۴ء میں جب میں لندن گیا تو مجھے وہ قمیض یہیں چھوڑنا پڑی اور ۱۹۶۲ء میں جب میں واپس آیا تو مجھے میرا اثاثہ نہیں ملا۔ (نوائے وقت لاہور سنڈے یکم ستمبر ۲۰۱۳ ص ۶ حضرت قائداعظم کو حضرت محمد ﷺ سے بڑی محبت وانسیت تھی اگست ۱۸۹۷ء کو انجمن اسلام سکول بمبئی میں عید میلاد النبی کے پرمسرت موقع پر تقریب منعقد ہوئی تو اس میں جہاں برصغیر کے معروف مسلم مشاہیر نواب محسن الملک منیر نواز جنگ سید مہدی علی شاہ جیسے سرکردہ مسلم زعماء تشریف فرما تھے وہاں اکیس سالہ محمد علی بھی آقا نامدار حضرت محمد ﷺ کی محفل میں فیض حاصل کر رہے تھے آپ کے ماموں آغا خان کے ایک سینئر وزیر اور ہم مسلک تھے محمد علی کے بارے میں مشہور تھا کہ وہ اس ملک میں دلچسپی نہیں رکھتے تھے۔ جس کی وجہ سے آپ کی ان سے ناراضگی تھی۔ (نوائے وقت سنڈے ۲۵ دسمبر ۲۰۱۱ء ص ۱۴)

حضرت قائداعظم پہلی مرتبہ مسلم ہند کے وکیل یا نمائندے کے طور پر ۲۷ دسمبر ۱۹۰۶ء کو منظر عام پر آئے جب آپ نے ایک تاریخ ساز بل وقف علی الاولاد کانگریس کے پلیٹ فارم سے قانون سازی کے لیے پیش کیا آپ نے اس قدر دلائل اور جامع تقریر کی جس کے باعث متفقہ طور پر کانگریس نے بل کے حق میں قرارداد منظور کر لی یاد رہے ۱۸۷۳ء میں مسلمانوں کو اس حق سے محروم کر دیا تھا قائداعظم اس قانون کو بحال کرا کے مسلمانوں کے ہیرو بن کر ابھرے (ایضاً)۔

۲۷ ستمبر ۱۹۲۰ء کو آل انڈیا مسلم لیگ کے خصوصی اجلاس قائداعظم کی زیر صدارت ہوا آپ نے مسئلہ خلافت پر اظہار خیال کرتے ہوئے فرمایا سب سے پہلے رولٹ ایکٹ نافذ کیا جس سے پنجاب میں خون کی ندیاں بہہ گئیں بعد میں سلطنت کی اور خلافت کو پارہ پارہ کر دیا حکومت نے پہلے ہماری آزادی پر حملہ کیا بعد میں ہمارے ایمان کو پامال کیا خلافت ہمارے لیے زندگی موت کا مسئلہ ہے توہین رسالت کے مجرم کو لاہور کے ایک جانباز غازی علم الدین شہید نے کیفر کردار تک پہنچایا تو اس مرد حق کی وکالت کے لیے قائداعظم نے جولائی ۱۹۲۹ء میں بمبئی سے لاہور آ کر عدالت میں پیروی کی ۱۹۳۴ء میں ختم نبوت کا مسئلہ شدت اختیار کر گیا تو لاہور کے ایک نیک سیرت بزرگ سید سرور شاہ گیلانی نے عید میلادالنبی پر تقریب کا اہتمام کیا اس موقع پر آپ کی بصیرت افروز تقریر بعنوان رحمت اللعالمین آج بھی تاریخ کا حصہ ہے۔ ۲۱۔ اکتوبر ۱۹۳۹ء آل انڈیا مسلم لیگ کونسل کے اجلاس سے ایمان افروز خطاب ملاحظہ فرمائیے۔ اب میری زندگی کی واحد تمنا یہ ہے کہ میں مسلمانوں کو آزاد اور سربلند دیکھوں میں چاہتا ہوں جب مروں تو یہ یقین اور اطمینان لے کر مروں کہ میرا ضمیر میرا خدا گواہی دے رہا ہو کہ جناح نے اس سے خیانت اور غداری نہیں کی اور مسلمانوں کی آزادی تنظیم اور مدافعت میں اپنا فرض ادا کر دیا۔ ۱۱۔ اگست ۱۹۴۱ء راک پنڈ کے شاہی مہمان خانے میں طلبہ نوجوانوں سے تبادلہ خیال کے درمیان فرمایا میں مولوی ہوں نہ ہی دینیات میں مہارت کا دعویٰ ہے البتہ قرآن اور مسلم قوانین کے مطالبہ کی کوشش ضرور کی ہے۔ اس عظیم کتاب میں اسلامی زندگی کے متعلق ہدایات کے بارے میں زندگی کا روحانی پہلو معاشرت سیاست غرض انسانی زندگی کا کوئی اب شعبہ نہیں ہے جو قرآن کریم کی تعلیمات کے اختیار سے باہر ہو۔ (ایضا)۔

حضرت پیر سید منظور علی شاہ بدر الحسینی (۱۹۳۴ء۔ ۲۰۱۰ء) نے تحریک پاکستان میں آل انڈیا مسلم لیگ کے پلیٹ فارم سے بڑھ چڑھ کر حصہ لیا آل انڈیا مسلم لیگ پاکپتن کے سٹوڈنٹ صدر اور قیام پاکستان کے بعد مہاجرین کی آبادکاری اور ابتدائی کیمپوں میں مہاجرین کی مہمان نوازی اور قیام وطعام میں پیش پیش رہے۔ رضا کار سکاؤٹس بن کر مہاجرین کے کیمپوں کی رات کو حفاظت کا کام بھی سرانجام دیتے۔۔۔ (نوائے وقت ملی ایڈیشن ۲۳ دسمبر ۲۰۱۱ء نوائے وقت ملی ایڈیشن ۱۵۔ اپریل ۲۰۱۱ء)۔

حضرت خواجہ حکیم محمد شفیع الدین نقشبندی (۱۳۱۱ھ ۱۳۹۹ھ) نے تحریک پاکستان کے حوالے سے گراں قدر خدمات سرانجام دیں۔ صدر جنرل ایوب خان نے آپ کی خدمات کو دیکھتے ہوئے علماء ومشائخ کانفرنس میں آپ کو دعوت خاص بھیجی لیکن آپ نے اس کا کوئی خاطر خواہ جواب نہ دیا۔ بعد میں مزید تاکید کی گئی تو آپ نے دیوان حافظ سے ایک شعر پڑھا جس کا ترجمہ اس طرح ہے ارے فقیر اپنی کلی (جھونپڑی) کی طرف دیکھ تو محلات کی طرف کیا دیکھتا ہے۔ کہیں ایسا نہ ہو کہ تو اپنی کلی سے بھی جاتا رہے۔ (نوائے وقت ملی ایڈیشن ۲ دسمبر ۲۰۱۱)۔

حضرت مولانا محمد علی چشتی نظام اپنے علاقے کی عزیز ترین شخصیت اور تحریک پاکستان کے سرگرم کارکن تھے۔ (نوائے وقت ملی ایڈیشن ۳۰ ستمبر ۲۰۱۱ء)

آخر کار گاندھی پنڈت نہرو اور سردار پٹیل کے ساتھ ساتھ صدر کانگریس مولانا ابوالکلام آزاد مولانا حسین احمد مدنی مولانا حفظ الرحمن سیوہاروی، مولانا احمد سعید جیسے کٹر قوم پرست مسلمانوں کی قیام پاکستان کے خلاف جدوجہد کے باوجود برطانوی حکومت کے گورنر جنرل اور

کانگریس کے والہ وشید ماؤنٹ بیٹن نے مطالبہ پاکستان منظور کرلیا۔ لیکن ساتھ ہی باچہ خان کا صوبہ سرحد میں ریفرنڈم کا مطالبہ بھی تسلیم کرنا پڑا۔ اس دور میں خان عبدالقیوم خان پیر صاحب مانکی شریف، پیر زکوڑی شریف، خان محمد ابراہیم خان جھگڑا، خان ثمین خان، خان جواں سال ارباب، نور محمد ارباب، سکندر خان، ارباب عبدالغفور خان مرحومین نے تحریک سول نافرمانی شروع کردی مسلم لیگ زعماء اور کارکنوں نے پاکستان کے حق میں زبردست تحریک چلائی خواتین نے بھی جلوس نکالے یہاں تک کہ خواتین نے ریل کی پٹڑی پر دھرنے دینا شروع کردیے۔ ریفرنڈم کا مسئلہ پیچیدہ اور نازک تھا تاہم اس میں جن شخصیات نے اہم کردار ادا کیا ان میں سب سے کم عمر راہنما اور کارکن ارباب محمد نور خان کا کردار اس لیے بہت اہم تھا کہ ٹرانسپورٹ کے انتظامات جو ریفرنڈم جیتنے کے لیے بنیادی حیثیت رکھتے تھے۔ یہ فریضہ ایثار وقربانی ارباب نور محمد خان مرحوم نے انجام دیا۔ انہوں نے نہ صرف اپنی جیب سے ۲۴ ہزار روپے ٹرانسپورٹ مہیا کرنے کے لیے خرچ کئے بلکہ اپنے قبیلہ کے ووٹ بھی بھگتائے موجودہ دور میں جبکہ کروڑوں روپے کی باتیں ہوتی ہیں اس زمانے کے ۲۴ ہزار روپے بھی ۲۴ لاکھ یا اس سے بھی زیادہ سے کم رقم نہیں تھی۔ یہ وہ دور تھا جب سونا ۲۵۔ ۲۰ روپے تولہ، گندم دو روپے من اور گھی خالص ۵ روپے پر تھا۔ (نوائے وقت سنڈے ۲۳۔ جنوری ۲۰۱۱ء ص ۷)۔

ممتاز مفتی لکھتے ہیں اگلے روز ہم کار میں سالار روالا جا رہے تھے میرا دوست اور ایک بہت بڑا ادبی اسلامی شاعر عبدالعزیز خالد ہم تینوں (میرا دوست محمد یوسف) گپیں مارتے ہوئے سالار روالا پہنچ گئے وہاں صوفی صاحب (صوفی برکت علی لدھیانوی (۱۹۱۱ء۔ ۱۹۹۷ء) کو دیکھا تو میں حیران ہوا ایک نحیف ونزاد منحنی آدمی جس میں ایک من جان ٹھونس رکھی تھی ٹک کر بیٹھنا مشکل ہو رہا تھا۔ معلوم ہوتا تھا اس کے اندر خون کی جگہ پارہ بھرا ہوا ہے اتنی بے چینی سے ٹرانسمٹ کر رہے تھے کہ گرد وپیش سے بھبھا کے اٹھ رہے تھے جمعہ کی نماز پڑھانے کے بعد صوفی صاحب نے فرمایا۔ لوگو جان لو کہ ایک ایسا وقت آنے والا ہے جب یو این او کوئی قدم اٹھانے سے پہلے پاکستان سے پوچھے گا کیا میں یہ قدم اٹھا لوں اس وقت ہم تو رخصت ہو چکے ہوں گے۔ اگر ایسا نہ ہوا تو آکر ہماری قبر پر تھوکنا میں تو ششدر رہ گیا یا اللہ: اتنا بڑا دعویٰ ایک بزرگ کی زبان سے یا اللہ یہ پاکستان کیا شے ہے کیوں لوگ اس کی عظمت کی باتیں کرتے ہیں۔ (الکھ نگری خودنوشت سوانح حیات ممتاز مفتی۔ ہفتہ روزہ فیملی لاہور ۱۰ تا ۱۴۔ اگست ۲۰۱۴ ص ۸)۔

نامور مؤرخ عاشق حسین بٹالوی نے اپنی کتاب میں قائد واقبال کی اس ملاقات کے حوالے سے احوال بیان کرتے ہوئے بڑا دلچسپ نقشہ کھینچا تھا کہ مسٹر جناح نے اعلیٰ درجے کی ولایتی دکان کا سلا ہوا بیش قیمت سوٹ پہن رکھا تھا۔۔۔ ادھر ڈاکٹر صاحب کی درویشی اور بے نیازی کا یہ عالم تھا کہ جسم پر سوائے بنیان اور دھوتی کے اور کوئی چیز نہ تھی جب گفتگو شروع ہوئی تو ڈاکٹر صاحب نے امداد کا پورا وعدہ کیا اور یہ بھی فرمایا کہ اگر آپ اودھ کے تعلقہ داروں یا بمبئی کے کروڑ پتی سیٹھوں کی قسم کے لوگ پنجاب میں تلاش کریں گے تو یہ جنس میرے پاس نہیں میں صرف عوام کی مدد کا وعدہ کر سکتا ہوں یہ بات سن کر مسٹر جناح کرسی سے دو انچ اوپر اٹھے اور بڑے جوش سے کہنے لگے کہ مجھے صرف عوام کی مدد درکار ہے۔ ۸۔ مئی ۱۹۲۳ء کو علامہ اقبال کا مرتب کردہ ایک ایک تاریخ ساز بیان ایسوسی ایٹڈ پریس کی معرفت اخبارات کی زینت بنا جس میں واضح کیا گیا کہ حالات بلاشبہ مخالف ہیں اور واقعات حوصلہ افزا نہیں۔ لیکن گھبرانے کی کوئی ضرورت نہیں پنجاب میں ابھی ایسے بے غرض مخلص

بے ریا دور اندیش اور ایثار پیشہ لوگ موجود ہیں۔ جو جناح کا جھنڈا اٹھانے کو تیار ہیں۔ ۱۲۔مئی ۱۹۳۶ء کو لاہور میں منعقدہ ایک جلسے میں حکیم الامت کو پراونشل مسلم لیگ کا صدر منتخب کرلیا گیا جس کے بعد ۱۹۔اکتوبر ۱۹۳۶ء کو حضرت قائداعظم علامہ اقبال کی دعوت پر لاہور تشریف لائے انہوں نے اس بار لاہور میں دو ہفتے قیام فرمایا اور مسلم لیگ کو فعال بنا کر ایک جلسہ عام کے ذریعے انتخابی مہم کا افتتاح کیا الیکشن سے قبل سرسکندر حیات کی طرف سے پنجاب اسمبلی میں دو ارکان کو بلا مقابلہ منتخب کروانے کے لیے ملک برکت علی کو الیکشن سے دستبردار کروانے کی شرط رکھی گئی یہ معاملہ حکیم الامت علامہ اقبال کے روبرو پیش ہوا تو انہوں نے بلا کسی توقف کے اسے مسترد کردیا کہ ملک برکت علی سے بے وفائی نہیں کی جاسکتی ہماری تحریک کا سب سے بڑا مقصد عوام میں سیاسی شعور اور بیداری پیدا کرنا ہے صرف دو آدمیوں کی بھیک مانگنا نہ صرف اصل تحریک کو پس پشت ڈالنا ہے بلکہ مقصد سے انحراف کے مترادف ہے بعد میں مسلم لیگ کے جو امیدوار کامیاب ہوئے ان میں ایک ملک برکت علی اور دوسرے راجہ غضنفر علی خان تھے راجہ صاحب بعد میں مسلم لیگ چھوڑ کر یونی نسٹ پارٹی میں شامل ہو گئے ملک برکت علی اسمبلی میں مسلم لیگ کی نمائندگی کرتے رہے تاریخ کی یہ ناقابل فراموش درخشاں حقیقت ہے کہ جب حضرت علامہ اقبال اور حضرت قائداعظم دوقومی نظریہ کی بنیاد پر اسلامیان ہند کے لیے آزاد وطن کے حصول کی جدوجہد کررہے تھے تو آل انڈیا کانگریس کے ہمنوا نیشنلسٹ علماء سمیت اسی نوعیت کا ذہن رکھنے والی بعض مسلم سیاسی جماعتیں بھی دوقومی نظریہ کی بنیاد پر تحریک پاکستان کی مخالفت میں بڑھ چڑھ کر بیان بازی میں مصروف تھیں اس حوالے سے علامہ اقبال کی زندگی کے آخری ایام میں کانگریس کے زیر اثر علما مسلسل دوقومی نظریہ کی تجویز سے مخالفت پر اترے ہوئے تھے ایسے لوگوں میں دارالعلوم دیوبند کے مولانا حسین احمد مدنی بھی تھے سچی بات تو یہ ہے کہ تاریخ اس حقیقت کو اپنے دامن میں سمیٹے ہے کہ دوقومی نظریہ پر اقبال کے کلام نے ہندوستان میں امت مسلمہ کے افراد کے دل میں اسلام کے نام پر بننے والے ملک کی خاطر قربانیاں دینے کے جذبے کو جلا بخشی۔ (نوائے وقت ۹۔نومبر ۲۰۲۴ء)

میاں محمد ابراہیم طاہر کہتے ہیں عمائدین مسلم لیگ کی انتہائی خواہش تھی کہ جب قائداعظم سٹوڈنٹس فیڈریشن کے جلسہ کو رونق بخشنے کے لیے جالندھر شہر میں تشریف فرما ہوں تو مسلمانان ریاست کو بھی شرف باریابی سے نوازیں۔ چنانچہ اراکین مسلم لیگ کے وفد نے وزیراعظم عبدالعزیز فلک پیا کی وساطت سے مہاراجہ کپورتھلہ کی خدمت میں حاضر ہوکر اپنی خواہش کا اظہار کیا مہاراجہ نے وفد کی مذکورہ خواہش کی درخور التفات فرماتے ہوئے کہا کہ دنیا کی ایک عظیم سیاسی شخصیت کا ہماری ریاست میں قدم رکھنا میرے لیے اور میری رعایا کے لیے انتہائی خوش قسمتی کی بات ہے۔ اس طرح جب نومبر ۱۹۴۲ء کو جالندھر کے مذکورہ اجلاس کی صدارت کے لیے تشریف لائے تو جالندھر کے اجلاس کی صدارت کے علاوہ دیگر مصروفیات سے فارغ ہوکر حسب پروگرام بذریعہ کار براستہ سڑک کپورتھلہ تشریف فرما ہوئے مہاراجہ نے اپنے درباری افراد کے ساتھ آپ کا خیر مقدم کیا ڈیڑھ گھنٹہ باہم گفتگو رہی راجہ موصوف کی دعوت پر رات کا ڈنر آپ نے راجہ اور دیگر مہمانوں کے ہمراہ کھایا اور پھر ان سب کا شکریہ ادا کرنے کے بعد آپ واپس اپنی رائش گاہ تشریف لے آئے دوسرے دن جمعہ کے روز آپ نے جامع مسجد میں ریاستی مسلمانوں کے ہمراہ جمعہ کی نماز ادا کی اس روز مسجد میں نمازیوں کا ہجوم دیدنی تھا سات ہزار افراد نے قائداعظم کے ہمراہ نماز جمعہ ادا کی یہ ایک بہت بڑا

تاریخی اجتماع تھا۔۔۔۔۔(روزنامہ نوائے وقت ۱۳۔اگست ۲۰۱۰)۔

قائد اعظم کفایت شعاری کے اصول کی سختی کے ساتھ پابندی کرتے تھے اگر کوٹھی میں بلا ضرورت بتیاں جل رہی ہوتیں آپ انہیں بجھوا دیتے اور بعض اوقات خود اٹھ کر بجھا دیتے اگر کسی کے ہاں مہمان ہوتے اور آپ کی خاطر ضرورت سے زیادہ بتیاں جل رہی ہوتیں تو ان کی روشنی گل کرا دیتے یہی حال پریذیڈنسی ہاؤس میں رہا جہاں آپ بحیثیت گورنر جنرل رہائش پذیر تھے۔کابینہ کا اجلاس تھا اے ڈی سی نے پوچھا سر: اجلاس میں کافی پیش کی جائے یا چائے! قائد اعظم نے چونک کر سر اٹھایا اور سخت لہجے میں فرمایا یہ لوگ گھر سے چائے پی کر نہیں آئیں گے؟ اے ڈی سی گھبرا گیا لیکن آپ نے بات جاری رکھی جس وزیر نے چائے کافی پینی ہے وہ گھر سے پی کر آئے یا پھر واپس گھر جا کر پیئے قوم کا پیسہ قوم کے لیے ہے وزیروں کے لیے نہیں۔اس حکم کے بعد قائد اعظم کی زندگی میں جتنے اجلاس ہوئے اس میں سادے پانی کے سوا کچھ سرو نہ کیا گیا۔گورنر جنرل ہاؤس کے لیے ساڑھے اڑتیس روپے کا سامان خریدا گیا۔آپ نے حساب منگوالیا کچھ چیزیں محترمہ فاطمہ جناح نے منگوائی تھیں حکم دیا کہ یہ پیسے ان کے اکاؤنٹ سے کاٹے جائیں۔دو تین چیزیں قائد اعظم کے ذاتی استعمال کے لیے تھیں فرمایا یہ پیسے میرے اکاؤنٹ سے لے لیے جائیں باقی چیزیں گورنر جنرل ہاؤس کے لیے تھیں فرمایا ٹھیک ہے یہ رقم سرکاری خزانے سے ادا کر دی جائے۔لیکن آئندہ احتیاط کی جائے زیارت میں بہت سردی پڑ رہی تھی آپ کے ذاتی معالج کرنل الٰہی بخش نے نئے موزے پیش کئے دیکھے تو بہت پسند فرمائے قیمت پوچھی بتایا دو روپے گھبرا کر بولے کرنل یہ تو بہت مہنگے ہیں۔عرض کیا سر یہ تو آپ کے اکاؤنٹ سے خریدے گئے ہیں فرمایا میرا اکاؤنٹ بھی قوم کی امانت ہے۔ایک غریب ملک کے سربراہ کو اتنا عیاش نہیں ہونا چاہیے موزے پہنے اور کرنل الٰہی بخش کو دیے کہ واپس کر دیئے جائیں۔(سلطان محمد نجیب الرحمن سروری قادری کے مضمون مرد مومن سے مقتبس نوائے وقت ۱۲۔ستمبر ۲۰۱۰ء ص ۲۱)۔

حافظ معراج دین (۲۰۰۸ء) لاہور کا پہلا مسلمان تھا جس نے نہ صرف لاہور میں بلکہ پنجاب میں جذبے اور جوش سے عید میلاد النبی کا جلوس نکالنے کی روایت ڈالی مارچ ۱۹۴۰ء میں منٹو پارک موجودہ اقبال پارک میں منعقد ہونے والے مسلم لیگ کے جلسے میں استقبالیہ کا کارکن تھا موچی دروازے میں اس کا گھر دور سے آنے والے مسلم لیگی کارکنوں کے رہنے کا مقام تھا مولانا محمد علی جوہر اور مولانا شوکت علی موچی دروازے میں ان کے گھر دو بار آئے ایک بار مولانا محمد علی جوہر اپنی بیگم کے ساتھ لاہور تشریف لائے اور لاہور میں میزبانی کا شرف انہیں بخشا ان سے ملنے کے لیے مولانا ظفر علی خاں اور علامہ اقبال موچی دروازے سے ان کے گھر آیا کرتے تھے۔ایک دن مسلمانان ہند کے یہ معزز لیڈر گفتگو میں مصروف تھے کہ نماز کا وقت ہو گیا حافظ معراج دین نے لوٹا پکڑا اور مولانا کو وضو کرانا چاہا تو وہ چمک کر بولے اوئے پنجابی ڈھگے تو میرا ثواب چھیننا چاہتا ہے یہ کہہ کر انہوں نے ان کے ہاتھ سے لوٹا چھین لیا نماز سے فارغ ہوئے تو حافظ صاحب نے از راہ عقیدت جوتی پکڑ کر انہیں پہنانے کی کوشش کی مگر اتنی دیر میں مولانا نے علامہ اقبال کی جوتی پکڑ لی علامہ اقبال نے مولانا کے ہاتھوں سے اپنی جوتی چھیننے کی کوشش کی بولے مولانا محمد علی جوہر صاحب کیوں مجھے شرمندہ کرتے ہیں مولانا بولے ڈاکٹر صاحب آپ ہمارے استاد ہیں یہ میرے لیے بڑا اعزاز ہو گا اگر میں اپنے ہاتھوں سے آپ کو جوتا پہناؤں بات آئی گئی ہو گئی کھانے سے فارغ ہو کر دستر خوان پر بیٹھے بیٹھے ڈاکٹر محمد اقبال نے مولانا محمد علی جوہر

سے پوچھا آپ نے مجھے استاد کیوں کہا جبکہ آپ مسلمانوں کے مقبول و معروف لیڈر ہیں مولانا نے کہا آپ نے لکھا ہے:

مسلم ہیں ہم وطن ہیں سارا جہاں ہمارا　　　　چین و عرب ہمارا ہندوستان ہمارا

آپ کے اس شعر نے ہم دونوں بھائیوں کو گرویدہ بنالیا ہے ڈاکٹر صاحب ہماری خواہش ہے کہ آپ مسلمانوں کی کسی تحریک کے سلسلے میں جیل جائیں تا کہ دنیا کو پتہ چل جائے کہ ڈاکٹر اقبال صرف گفتار کا غازی نہیں بلکہ کردار کا بھی غازی ہے ان دنوں ڈاکٹر محمد اقبال کی اس نظم کا بڑا چرچا تھا۔ اقبال بڑا اپدیشک ہے۔

گفتار کا غازی تو بن گیا کردار کا غازی بن نہ سکا　　　　من باتوں میں دل موہ لیتا ہے

۱۹۴۰ء کے شروع میں سردار سکندر حیات نے علامہ مشرقی کی خاکسار تحریک پر پابندی لگا دی اس پابندی کے بعد خاکسار لاہور میں جمع ہونے لگے حافظ صاحب کی ہمدریاں خاکساروں کے ساتھ تھیں۔ حافظ صاحب ایک جذباتی نوجوان تھے آپ نے اپنی حویلی دار العزیز کے دروازے خاکساروں کے لیے کھول دیے۔ مارچ کے وسط میں آپ کو نواب ممڈوٹ کے والد شاہ نواز محمد ممڈوٹ نے ایک مہر بند لفافہ دے کر قائداعظم کے پاس دلی بھیجا جس میں خاکساروں کی سرگرمیوں کے بارے میں اور سردار سکندر حیات کے سخت رویے کا تفصیل سے ذکر تھا آپ دلی میں لیاقت علی خاں کی کوٹھی پہ پہنچے انہوں نے قائداعظم سے ملوایا ان کی موجودگی میں قائداعظم نے مہر بند لفافہ کھولا اور پڑھا آپ اس دوران قائداعظم کے چہرے پر اس خط سے پیدا ہونے والے تاثرات کا ردعمل دیکھتے رہے۔ خط پڑھ لینے کے بعد انہوں نے کہا علامہ مشرقی ہندوستان کے لیے مسلمانوں کے لیے ایک عظیم الشان عمارت بنا رہے ہیں۔ لیکن وہ خود ہی اس عمارت کو ملبے کا ڈھیر بنا رہے ہیں۔ آپ ۱۹۔ مارچ ۱۹۴۰ء کو فرنٹیئر میں سے لاہور پہنچے حویلی کے صحن میں داخل ہوئے تو وہ خالی تھی خاکساروں کے بستر خالی تھے چائے کی پیالیاں دھری تھیں؟ آپ نے اپنی بوڑھی والدہ سے پوچھا تو انہوں نے بتایا بس بگل بجا اور وہ سب چلے گئے۔ ۱۹۔ مارچ ۱۹۴۰ء نے قائداعظم کے دلی میں کہے ہوئے الفاظ سچ ثابت کر دیئے جب علامہ مشرقی نے خاکسار تحریک توڑ کر اسلام لیگ کی بنیاد رکھی اور مسلمانوں کی ایک عسکری تنظیم سیاست کی دلدل میں پھنس گئی کہ برصغیر کے مسلمانوں کو اتنا نقصان ہوا جس کی بعد میں تلافی نہ ہو سکی۔ (نوائے وقت لاہور سنڈے ۲۵۔ مئی ۲۰۰۸ء ص ۸۔۹)

میاں عبدالباری (۱۸۹۵۔ ۱۹۶۸ء) جب پاکستان کے حصول کی عہد آفریں جدوجہد کا آغاز ہوا تو ۱۹۴۲ء میں آپ جمعیت العلمائے ہند سے الگ ہو کر مسلم لیگ میں شامل ہو گئے انہوں نے اسلامیان برصغیر کو انگریزی کی غلامی سے نجات دلانے اور اپنی مسلم لیگ کے سبز ہلالی پرچم تلے متحد کرنے کی تگ و دو میں ناقابل فراموش خدمات سرانجام دیں وہ فیصل آباد مسلم لیگ کے صدر منتخب ہو گئے انہوں نے پنجاب میں خضر وزارت کے خلاف سول نافرمانی کے دوران جنوری، فروری ۱۹۴۷ء کے دوران بڑھ چڑھ کر حصہ لیا پھر ۱۹۴۷ء ہی میں صوبہ سرحد میں استصواب رائے کے دوران بڑا کام کیا قیام پاکستان کے بعد انہوں نے مہاجرین کی دیکھ بھال اور آبادکاری کے لیے بیش بہا خدمات سرانجام دیں اور اس سلسلے میں دن رات بے لوث کام کیا۔ (نوائے وقت ۲۳۔ نومبر ۲۰۰۸ء ص ۷)

حضرت علامہ محمد بشیر برکاتی عملی سیاست سے انہیں کچھ سروکار نہ رہا لیکن اہم ملی معاملات پر ہمیشہ واضح اور دوٹوک رائے کا اظہار فرمایا۔

بلکہ عملاً اس میں حصہ بھی لیا چنانچہ تحریک پاکستان میں دوسرے سنی علمائے کرام کی طرح پوری طرح سرگرم رہے آل انڈیا سنی کانفرنس بنارس منعقدہ ۱۹۴۶ء میں شریک علمائے لاہور میں آپ بھی شامل تھے۔(روزنامہ جنگ اقراء ایڈیشن ۱۴۔نومبر ۲۰۰۸ء)

حضرت علامہ مولانا الحاج محمد بشیر احمد چشتی گولڑوی حافظ آبادی (۱۹۱۱۔۱۹۷۴ء) نے تحریک پاکستان میں بھرپور حصہ لیا قیام پاکستان کے بعد جب فسادات شروع ہوئے تو آپ پر قاتلانہ حملہ کیا گیا اور مسجد کو آگ لگادی گئی لیکن آپ بفضل خدا محفوظ رہے جبکہ آپ کا قیمتی کتب خانہ مکمل طور پر جل کر راکھ ہوگیا جس کا آپ عمر بھر افسوس کرتے رہے۔قیام پاکستان کے بعد محمد علی جناح کی وفات کے بعد خان لیاقت علی خاں کو پاکستان کا صدر منتخب کیا گیا تو اس وقت حافظ آباد میں خان لیاقت علی خاں کی آمد پر متفقہ طور پر جلسہ عام کا صدر آپ کو بنایا گیا یہ ایک بہت بڑا اعزاز تھا لیاقت علی خاں کی تقریر سے پہلے آپ نے اپنی ایک تازہ نظم پیش کی جس کا پہلا مصرعہ کچھ یوں تھا:

خدا کے فضل سے آئے لیاقت

جلسہ ختم ہونے پر خان صاحب نے تحسین فرمائی اور ایک طرف کرکے نقد رقم اور زمین کی فرمائش کی آپ نے نہایت احسن انداز میں ٹال دیا۔(تذکرہ مجاہدین ختم نبوت از صادق علی زاہد مطبوعہ لاہور ۲۰۰۹ء ص ۶۔۱۔سوانح حیات علامہ الحاج الحافظ بشیر احمد از صاحبزدہ پیر عزیز احمد ص ۲۰)۔

مولانا محمد علی جوہر (۱۸۷۸۔۱۹۳۱ء) دسمبر ۱۹۰۶ء میں مسلم لیگ کی تشکیل کے وقت آپ موجود تھے نواب وقار الملک (۱۸۳۹۔۱۹۱۷ء) کے کہنے پر آپ نے اس اولین اجلاس کی کاروائی بھی مرتب کی تھی جو بعد میں آل انڈیا مسلم لیگ کے تعارف کے طور پر ایک پمفلٹ کی صورت میں شائع ہوئی آپ لیگی اور کانگریسی دونوں حلقوں میں مقبول تھے مئی ۱۹۱۵ء میں جنگ عظیم چھڑ جانے کی وجہ سے آپ کو نظر بند کر دیا گیا۔۱۹۱۷ء میں جب آپ قید فرنگ میں تھے آپ کو آل انڈیا مسلم لیگ کا صدر منتخب کیا گیا اور اس کے سالانہ اجلاس میں کرسی صدارت پر آپ کی تصویر رکھ دی گئی اس قومی اعزاز نے آپ کو ملک کا سب سے بڑا لیڈر بنا دیا۔مگر آپ کی نگاہ میں ان دنیوی اعزازت کی کوئی اہمیت نہ تھی کیونکہ آپ کی محبت آپ کی عداوت آپ کا جینا سب کچھ اللہ تعالیٰ کے لیے تھا۔اپنے ذاتی مفاد یا وجاہت و وقار کے لیے نہ تھا اس لیے اس قومی اعزاز پر آپ نے فرمایا کہ میں اس عزت افزائی کے لیے ملت کا شکر گزار ہوں مگر میری نظر میں اس کی اتنی زیادہ وقعت نہیں خود فرماتے ہیں۔

یہ صدر نشینی ہو مبارک تمہیں جوہر
لیکن صلۂ روز جزا اور ہی کچھ ہے

۱۲۔جنوری ۱۹۱۰ء کو کلکتہ سے کامریڈ اخبار جاری کیا۔۱۹۱۳ء میں اس کے ساتھ ہمدرد کے نام سے ایک اردو روزنامہ بھی لے آئے یہ دور عالمی سیاسی بحران کا دور تھا برصغیر کے اندر اور باہر مسلمانوں پر خاص ابتلاء کا دور تھا عالم اسلام میں انگریزوں کے استعماری عزائم تباہی مچا رہے تھے ترکی کے حصے بخرے کرنے کے لیے اٹلی اور یونان کو ابھارا جا رہا تھا ملک کے اندر تقسیم بنگال کی تنسیخ کی تحریک مسلمانوں کے خلاف ہندوؤں

کا محاذ انگریز حکومت کا کانپور کی مسجد کے ایک حصے کو شہید کرنا علی گڑھ یونیورسٹی کے قیام کا مسئلہ غرض کہ اتنے مسائل تھے کہ برصغیر کی سیاست ایک اہم موڑ پر مڑتی نظر آ رہی تھی اس اہم دور میں کامریڈ اور ہمدرد کے مضامین تنقیدی نوٹ اور حقائق کے انکشافات نے برصغیر کے لوگوں کو بیدار کرنے میں بہت اہم کردار ادا کیا کامریڈ کی زبان اتنی پیاری تھی کہ انگریز اس کو پڑھ کر چٹخارہ لیتے تھے آپ صحافت کے ساتھ ساتھ قومی مسائل میں بھی قوم کی قیادت کرتے تھے تقسیم بنگال کی تنسیخ پر ان کا ردعمل بہت شدید تھا ۱۹۱۲ء کے اجلاس مسلم لیگ میں اس کا انہوں نے بھرپور اظہار کیا مسجد کانپور کے مسئلہ پر ایک وفد لے کر انگلستان گئے اور مذہبی امور میں حکومت کی مداخت کے خلاف شدید احتجاج کیا وہیں محمد علی جناح کو مسلم لیگ کا رکن بنایا واپس لوٹے تو جنگ چھڑ گئی انگریزوں نے ترکی کے حامی مسلمانوں کو لیڈر شپ سے محروم کرنے کے لیے علی برادران کو جیل بھیج دیا اور پونے پانچ سال جیل میں رہے دسمبر ۱۹۱۹ء میں رہائی کے بعد کانگریس اور مسلم لیگ کے اجلاسوں میں شرکت کے لیے سیدھے امرتسر پہنچے یہ وہ زمانہ تھا جب جلیانوالہ باغ کا روح فرسا اور المناک واقعہ رونما ہو چکا تھا اور ہندوستان کی فضا آزادی کے نعروں سے معمور تھی امرتسر کے ریلوے اسٹیشن پر آزادی کے ہزاروں پرستاروں نے ان کا فقید المثال استقبال کیا۔ کانگریس کے اجلاس میں پنڈت موتی لعل نہرو (۱۸۶۱۔۱۹۴۲ء) نے علی برادران کو خراج تحسین پیش کیا وہاں سے مسلم لیگ کے اجلاس میں تشریف لے گئے جہاں حکیم الامت علامہ اقبال (۱۸۷۷۔۱۹۳۸ء اور نواب شاہنواز ممڈوٹ (۱۸۷۳۔۱۹۷۳) نے انہیں خوش آمدید کہا اور اس اجتماع میں حکیم الامت نے یوں منظوم خراج عقیدیت پیش کیا۔

ہے اسیری اعتبار افزا جو ہو فطرت بلند — قطرۂ نیساں ہے زندانِ صدف سے ارجمند
مشک از خر کیا ہے اک لہو کی بوند ہے — مشک بن جاتی ہے ہو کر نافۂ آہو میں بند
ہر کسی کی تربیت کرتی نہیں قدرت مگر — کم ہیں وہ طائر کہ ہیں دام و قفس سے بہرہ مند
شہپر زاغ و زغن در بند قید و صید نیست — ایں سعادت قسمت شہباز و شاہیں کردہ اند

تحریک خلافت کا دور آیا تو علی برادران رہا ہو چکے تھے اب خلافت کو آپ جیسے نڈر قائد کی حمایت حاصل ہو گئی آپ خلافت کا وفد لے کر انگلستان گئے مگر ناکامی ہوئی قوم کو تحریک کے لیے تیار کیا گیا اور کئی سال تک تحریک نے برصغیر کے نظم وضبط کو درہم برہم کئے رکھا اور انگریزوں کے اقتدار کی جڑیں کھوکھلی کر دی ۱۱۔ جولائی ۱۹۲۱ء کو آپ نے کراچی خلافت کانفرنس کی صدارت کی آپ کے خطبہ صدارت کو باغیانہ قرار دے کر آپ کو گرفتار کر لیا گیا اور آپ پر یہ جرم عائد کیا گیا کہ آپ نے مسلم سپاہیوں میں سرکار انگریز کے خلاف بد دلی اور ناراضی پھیلائی ہے اس ریزرویشن کی تائید کرنے والے پیر غلام مجدد سرہندی (۱۸۸۴۔۱۹۵۸ء)

مولانا شوکت علی (۱۸۷۲۔۱۹۶۳ء) مولانا نثار احمد کانپوری (۱۸۸۵۔۱۹۲۴) ڈاکٹر سیف الدین کچلو (۱۸۸۴۔۱۹۶۳ء) وغیرہ

بھی گرفتار کر لیے گئے خالق دینا ہال کراچی میں کیس چلا ۲۶ ۔نومبر ۱۹۲۱ء کو آپ نے ایک طویل بیان دیا اور عدالت کو للکارتے ہوئے کہا ایک ہندوستانی ایک انسان اور ایک مسلمان کی حیثیت میں برطانوی حکومت کا ساتھ دینا اور اس کی غلامی پر رضا مند ہونا ضمیر کی موت اور ایمان کی جان کنی ہے اس مقدمہ میں آپ کو دو سال قید ہوئی دوران جیل اپنی صاحبزادی آمنہ کی شدید علالت کی اطلاع ملی تو آپ نے اسے خط لکھا جس سے آپ کی ایمانی کیفیت کا اندازہ کرنا کچھ دشوار نہیں۔

تیری صحت ہمیں مطلوب ہے لیکن اس کو
نہیں منظور تو پھر ہم کو بھی منظور نہیں

چنانچہ بیٹی نے عجیب کشمکش میں جانِ جان آفریں کے سپرد کر دی۔آپ کو انگریزوں سے حد درجہ نفرت تھی آپ نے ارادہ کیا ہوا تھا کہ انگریزوں کو ملک سے نکال کر دم لیں گے ایک دفعہ بمبئی کے محلہ مدن پورہ میں تقریر کرتے ہوئے فرمایا گلیڈ ن سٹون ترکوں کو یورپ سے بوریا بستر سمیت نکال دینے کا حامی تھا لیکن ہم انہیں نکالتے وقت ان سے بوریا بستر یہاں رکھوالیں گے کیونکہ یہ ہمارا مال ہے اس طرح ایک دفعہ فرمایا ہم بھی کوئی مسلمان ہیں جو حکومت سے ڈر رہے ہیں اس سے ڈر رہے ہیں اس سے ڈر رہے ہیں مسلمان کے لیے مخلوق بھی کوئی چیز ڈرنے اور خوف کھانے کی ہے مسلمان کو تو صرف ایک اور اکیلے خالق ذوالجلال سے ڈرنا چاہیے نہ کہ اس کی مخلوق سے اور مخلوق بھی کون،اس کی باغی اس کی نافرمان اس کی اطاعت سے خارج پہلی نظر بندی کے اختتام پر رہا کرتے وقت انگریز گورنمنٹ نے آپ کو اس امر کے ایک عہد نامہ پر دستخط کرنے کو کہا کہ آپ آئندہ غیر آئینی اور متشددانہ طریقوں سے اجتناب کریں گے تو آپ نے اس عہد نامہ میں ان الفاظ کا بھی اضافہ کر دیا کہ سب سے پہلے مجھ پر اللہ کی اطاعت فرض ہے۔اور بادشاہ وقت سے میری وفاداری اس شرط سے مشروط ہوگی کہ اگر دنیاوی قوانین خدائی احکام سے ٹکرائیں گے تو اس صورت میں میں صرف احکام الٰہی کی اطاعت کروں گا حکومت نے یہ عہد نہ صرف مسترد کر دیا بلکہ دونوں بھائیوں کو حکومت کے احکام پر خدا کے احکام کو ترجیح دینے کی پاداش میں دو سال کے لیے پھر جیل بھیج دیا۔آپ کو دارالعلوم فرنگی محل لکھنو سے سند فراغت ملی ہوئی تھی اور قیام الدین والملت حضرت مولانا محمد عبدالباری فرنگی محل (۱۸۷۸۔۱۹۲۶ء) کے دست حق پر بیعت تھے پیر و مرشد کے دل وجان سے شیدائی تھے عشق رسول ﷺ آپ کا اوڑھنا بچھونا تھا اتباع رسول ﷺ میں ہر وقت کوشاں رہتے تھے آپ نے خلافت کمیٹی کی ممبری کی شرط ہی نماز باجماعت تجویز کی تھی کہ آئندہ اس کے وہی مسلمان ممبر بن سکیں گے جو نماز باجماعت کے پابند ہوں گے ہر وقت درود پاک آپ کی زبان مبارک سے جاری رہتا۔۔(تحریک پاکستان میں علماء و مشائخ کا کردار از محمد صادق قصوری مطبوعہ لاہور ۲۰۰۸ء ص ۶۱ تا ۶۵)۔

مولانا شوکت علی (۱۸۷۲۔۱۹۳۸ء) ۱۹۲۰ء میں جب مولانا محمد علی جوہر وفد خلافت کے ساتھ لندن گئے ہوئے تھے مسلم لیگ کو

نسل کا ایک اجلاس الہ آباد میں سرسید رضا علی (۱۸۸۰۔۱۹۴۹ء) کے مکان پر ہوا پنڈت جواہر لعل نہرو کا بیان ہے کہ اجلاس کا جو نقشہ گاندھی (۱۸۶۹۔۱۹۴۸ء) نے پیش کیا اس کو سن کر سب گھبرائے ہوئے تھے لیکن مولانا شوکت علی موجود تھے تا کہ قدم نہ اکھڑنے دیں انہوں نے ترک موالات کی قرارداد پاس کرادی تحریک میں دونوں بھائی ساتھ ساتھ رہے دونوں اکٹھے قید ہوئے اکٹھے رہا ہوئے آخر میں کانگرس کے طرز عمل سے دونوں بھائی مایوس ہو گئے آپ نے جس خلوص کے ساتھ مسلم لیگ کی خدمت کی اسے ہر دل عزیز اور مقبول بنایا اسے عوامی جماعت کے درجے تک پہنچایا اس کے قائد اعظم (۱۸۷۶۔۱۹۴۸ء) بھی معترف تھے قائد اعظم ہمیشہ نازک مواقع پر ان کے تعاون اور رفاقت کے جویا ہوئے ۱۹۳۴ء میں مرکزی لیجلیسو کونسل کے انتخابات کا مرحلہ آیا تو آپ نے بعض ناگزیر وجوہات کی بنا پر الیکشن لڑنے سے معذوری ظاہر کی لیکن قائد اعظم کے کہنے پر سر تسلیم ختم کر دیا اور یو پی کے شہری حلقہ (بریلی وغیرہ) سے بھاری اکثریت سے کامیابی حاصل کی پھر کونسل کے اندر اور باہر مسلم لیگ کی ڈھال اور کانگریس کے لیے برہنہ تلوار بنے رہے کونسل میں فوجی بھرتی کے قانون کے مسئلہ پر بحث کے دوران صوبہ سرحد کے خان عبدالقیوم خان (۱۹۰۱۔۱۹۸۱ء) (جو اس وقت کانگریسی تھے) کی جیسے درگت بنائی وہ ان کی ظرافت بذلہ سنجی اور خوش طبعی کی عمدہ مثال ہے۔

۱۹۳۵ء میں انڈیا ایکٹ کے ماتحت جب صوبائی مجالس قانون ساز کا انتخاب ہوا تو جھانسی کے الیکشن کا کانگریسی اور لیگ نے معیار بنا لیا تھا جواہر لعل نہرو نے بار بار اعلان کیا کہ ہم مسلم لیگ کو شکست دے کر رہیں گے قائد اعظم نے یہ مہم آپ کے سپرد کی آپ بمبئی سے سیدھے جھانسی روانہ ہو گئے کانگریسی امیدوار رفیع احمد قدوائی (۱۸۹۴۔۱۹۵۴ء) کی سرگردی میں جمعیت علماء ہند مسلم مجلس نیشلسٹ پارٹی کے اکابر اور کارکنوں کا قافلہ تھا کانگریس کے پاس دولت کی کمی نہیں تھی مسلم لیگ اب ابھرنا شروع ہوئی تھی اور قائد اعظم عام چندے کے خلاف تھے لہذا لیگ کے ذرائع اور وسائل حد درجہ محدود تھے مگر آپ کی جواں ہمتی اور اولعزمی نے یہ مرحلہ آسانی سے طے کر لیا گو ان کی جان پر بن گئی گرمی کا موسم تھا وہ بھی بندیل کھنڈ کی گرمی جہاں آفتاب سوا نیزے پر آ جاتا ہے ووٹروں کو منظم اور متحد کرنے کے لیے دور دراز کے دیہاتوں اور قصبوں کا دورہ بھی ضروری تھا سواری کہیں یکہ تانگہ کہیں بیل گاڑی جو مل جائے چلچلاتی ہوئی دھوپ میں ایک روز کئی میل کا سفر بیل گاڑی پر کرنا پڑا آپ لحیم وشحیم بھی اور ذیابیطس کے مریض بھی تھے۔ سفر ختم ہوا تو خون کا پیشاب کئی مرتبہ آیا لیکن ان کے عزم وہمت میں کوئی فرق نہیں آیا وہی زندہ دلی وہی بذلہ سنجی وہی حاضر جوابی وہی جوش وخروش لوگوں نے اصرار کیا آج آرام کر لیجئے جلسہ کل سہی لیکن آپ کہاں ماننے والے تھے اسی حالت میں جلسہ گاہ تک پہنچے اور ایک زوردار تقریر کی کانگرس یہاں عرصے سے کام کر رہی تھی اور بہت پرامید تھی لیکن آپ نے پانسہ پلٹ دیا یہ معرکے کا انتخاب تھا اس میں مسلم لیگ کو فتح مبین حاصل ہوئی اور کانگریس کو شکست فاش جولائی ۱۹۳۸ء میں ہزارہ (صوبہ سرحد کی دو نشستوں پر مسلم

لیگ اور کانگریس میں کانٹے دار مقابلہ ہوا یہ مہم بھی آپ کے سپرد تھی آپ کے ساتھ مولانا سید الحامد بدایونی (۱۸۹۸۔۱۹۷۰ء) اور مولانا جمال میاں فرنگی محل نے مختلف مقامات پر جلسے کر کے رائے عامہ کو ہموار کرنے میں اہم کردار ادا کیا۔ ایبٹ آباد میں مسلم لیگ کے ایک تاریخ ساز جلسے سے خطاب کرتے ہوئے آپ نے فرمایا اس صوبہ پر میرا بھی حق ہے کیونکہ یہ پٹھانوں کا صوبہ ہے اور میں بھی پٹھان ہوں میں پٹھان بھائیوں پر واضح کرنا چاہتا ہوں کہ پہلے بھی میں کانگریس میں تھا ہم دونوں بھائیوں نے کانگریس کو کامیاب بنانے کے لیے ہر ممکن جدو جہد کی ہم نے گاندھی جی کو عوام سے روشناس کرایا لیکن جب ہم نے دیکھا کہ گاندھی اور ہندو لیڈروں کی نگاہیں صرف ہندو مفاد پر لگی ہوئی ہیں تو ہم نے کانگرس کو چھوڑ دیا کانگرس کو ان دونوں نشستوں پر شکست فاش ہوئی اور مسلم لیگ کے امیدواران راجہ منوچہر اور عبدالرشید ساحل کامرانی سے ہمکنار ہوئے مولانا شوکت علی کو مولانا عبدالباری فرنگی محل سے بہت عقیدت تھی وہ اپنی اسلامی شعار سے محبت کو انہی کے فیض کا نتیجہ سمجھتے تھے ان کی عقیدت ان خطوط سے عیاں ہے جو انہوں نے قید کے زمانے میں مولانا عبدالباری کو تحریر کئے ان کے لیے وہ ہمیشہ حضور اور قبلہ و کعبہ کے الفاظ استعمال کیا کرتے تھے انجمن خدام کعبہ کے قیام پر انہوں نے خادم کعبہ کا بیج سینے پر سجایا تو دم آخر وہ ان کی پہچان رہا انگریزی سوٹ کی جگہ کھدر کے لباس نے لے لی اپنے نام کے ساتھ ہمیشہ خادم کعبہ کے الفاظ استعمال کرتے مغربی سوچ اور وضع قطع سے ان کی اسلام کی طرف کایا پلٹ لکھنو کے فرنگی محل کی بدولت ہوئی ۱۹۳۶ء میں قائداعظم نے مسلم لیگ کی تنظیم نو کا آغاز کیا مولانا شوکت علی کو جب اس بات کا اطمینان ہو گیا کہ محمد علی جناح مسلمانوں کے حقوق کی جنگ کو کامیابی سے لڑ سکتے ہیں تو انہوں نے فوراً مسلم لیگ میں شمولیت اختیار کر لی اور اپنی شخصیت کو پس پشت ڈالتے ہوئے قائداعظم کی قیادت کو قبول کر لیا حالانکہ قائداعظم نے تحریک خلافت کی مخالفت کی تھی خلافت کمیٹی کے ارکان نے اس پر مولانا سے شدید احتجاج کیا کہ وہ جناح کی سربراہی کو کیوں قبول کر رہے ہیں جبکہ انہوں نے تحریک کی مخالفت کی تو مولانا نے فرمایا کہ اب جناح اس کی تلافی بھی کریں گے اور تم مجھے اپنا لیڈر مانتے ہو تو میرے لیڈر کو اپنا لیڈر مانو افسوس اس بات کا کہ وہ قائداعظم کا ساتھ نہ دے سکے اور تحریک آزادی شروع ہونے سے قبل ہی اللہ کو پیارے ہو گئے۔ (تحریک پاکستان میں علماء و مشائخ کا کردار محمد صادق قصوری مطبوعہ لاہور ۲۰۰۸ء ص ۷۶ تا ۷۸ نوائے وقت سنڈے میگزین ۱۱۔ جنوری ۲۰۰۹ء ص ۱۵)۔

حضرت شمس الملت پیر سید نور حسین شاہ علی پوری (۱۸۹۹ء، ۱۹۷۸ء) نے حضرت امیر ملت کے دست اقدس پر بیعت کر کے خلافت حاصل کی تھی اور حضرت امیر ملت پیر سید جماعت علی شاہ محدث علی پوری کے ساتھ تمام دینی ملی اور رفاعی تحریکوں میں بھرپور حصہ لیا فتنہ ارتداد تحریک خلافت تحریک شہید گنج تحریک پاکستان اور دیگر تمام تحریکوں میں آپ سرگرمی سے مستعد عمل رہے اور اپنی جیب خاص سے زرِ کثیر خرچ کر کے طویل دورے کئے ضرورت مندوں اور سائلوں کی مالی اعانت آپ کا محبوب مشغلہ تھا۔ (ہفت روزہ افق کراچی ۳۰ جولائی تا ۵۔ اگست

۱۹۷۸ء ص ۴)

کپتان الحاج محمد لطیف (۱۹۹۲ء ۱۸۹۴ء) پر پیر و مرشد کی تربیت کا اثر تھا کہ جب ڈیرہ دون میں چیف انسٹرکٹر تھے کہ ایک ریاست کے راجہ نے ان کی خدمت میں دو موٹر کاریں اس غرض سے بھیجیں کہ اس کے عزیز کو آئی اے میں کمیشن دلانے کے لیے مدد کی جائے لیکن اس درویش صفت انسان پایہ حقارت سے اس تحفہ کو ٹھکرا دیا کپتان کی فوجی خدمات محض کفالت کے لیے تھی کہ بے شمار مخالفتوں کے باوجود انہوں نے ۱۹۴۶ء کے انتخابات میں مسلم لیگ کے لیے کام کیا اور چودہ اگست ۱۹۴۷ء کو تاریخی دن ہڈالی میں پاکستان کا علم لہرانے والوں میں سب سے آگے تھے انگریزی دور میں فوج سے وابستگی پر وہ نہ خوش تھے جیسے انہوں نے اپنی ایک مختصر مگر جامع تصنیف زخمی دل میں رقم کیا ہے حیرت کے عنوان کے تحت وہ لکھتے ہیں کافر کی حکومت میں نہ دین سلامت رہتا ہے نہ دنیا نہ حیاء رہتی ہے نہ غیرت، دنیا میں اللہ تعالیٰ کا سب سے بڑا عذاب کافر کی حکومت مسلمانوں پر ہے۔(نوائے وقت ۱۹۔مئی ۱۹۹۲ء)

الحاج حکیم منظور احمد ہمدانی (۱۹۱۲ء۔۱۹۸۸ء) نے قرارداد پاکستان اور تحریک پاکستان میں بھرپور حصہ لیا اور آل انڈیا مسلم لیگ لدھانیہ میں الیکشن کے سلسلہ میں جب سردار شوکت حیات نے جلسے کیے تو آپ ان کے ہمراہ تھے آپ نے تمام ہندوستان میں قائداعظم کے ساتھ سفر کیا اور متعدد جلسوں میں نظمیں اور نعتیں پڑھیں اور مسلمانوں کے دلوں میں جوش وجذبہ پیدا کیا آپ نے اپنی نظموں اور نعتوں کے ذریعے لدھیانہ میں مسلم لیگ کو فعال بنانے میں اہم کردار ادا کیا وہاں کے احرار لیڈر مولانا حبیب الرحمن کے ساتھ ساری زندگی ان کی چپقلش رہی جب قرارداد پاکستان اقبال پارک (منٹو پارک) لاہور میں منظور ہوئی تو اس وقت آپ وہاں موجود تھے اور لدھیانہ سے ایک بہت بڑے جلوس کے ساتھ لاہور تشریف لائے تھے۔(نوائے وقت لاہور ۱۶۔اگست ۱۹۹۲ء)

ڈاکٹر محمد رحیم بخش خاں بنگش (۱۹۶۰ء) کو لاہور میں طویل عرصے تک رہنے کی وجہ سے ان کے دل میں خواہش پیدا ہو چکی تھی کہ ہندوستان کو انگریزوں کی غلامی سے نجات ملنی چاہیے صوبہ سرحد میں سیاسی طور پر کانگریس کا اثر ورسوخ تھا جس سے سب سے زیادہ عبدالغفار خاں متاثر تھے اس وجہ سے ان کی خاں صاحب سے دوستی کا گہرا رشتہ قائم ہو گیا خان صاحب ان کو کانپور میں کانگریس کے سالانہ جلسے میں شرکت کے لیے ساتھ لے گئے جب جلسہ گاہ میں داخل ہونے لگے تو دروازے پر کھڑی ایک نوجوان ہندو لڑکی تھالی میں سندور لے کر کھڑی تھی جو جلسہ گاہ میں داخل ہونے والے ہر کانگریسی کے ماتھے پر سندور سے لکیر کھینچ رہی تھی انہوں نے خان صاحب سے پوچھا یہ کیا سندور سے ماتھے پر لکیر کھینچنے کا رواج تو ہندوانی رسم ہے عبدالغفار خاں نے کہا خاموش رہو یہ سیاست ہے اس پر انہوں نے اسی لمحہ ہندسیاست کو خیر باد کہا اور ہنگو واپس چلے آئے جب صوبہ سرحد میں تحریک خلافت نے زور پکڑا تو انگریز کی ملازمت چھوڑ کر تحریک خلافت کے کام کرنے لگے جب یہ تحریک دم توڑ گئی تو

مسلم لیگ میں شمولیت کر لی ۱۹۴۰ء میں لاہور میں ہونے والے مسلم لیگ کے سالانہ جلسے میں ہندوستان کی تقسیم کا مطالبہ ہوا تو انہوں نے صوبے کے دوسرے مسلم لیگی لیڈروں اور ورکروں کے ساتھ اس جلسے میں شرکت کی صوبہ سرحد میں کانگریس اتنی مضبوط تھی کہ مسلم لیگ اور قائداعظم سے محبت کا اظہار کرنا ناقابل معافی جرم تھا کانگریس کے دور حکومت میں کانگریس نے ہنگو میں ایک جلسے کا اہتمام کیا جس میں عبدالغفار خان نے دوران تقریر مسلم لیگ اور قائداعظم پر طنز کے تیر برسانے شروع کر دیے تو بنگش صاحب طنز برداشت نہ کر سکے اور بھرے جلسے میں اپنی جگہ سے اٹھے اور غفار خان سے کہا میں آپ سے ایک سوال کرتا ہوں مگر غفار خان نے سوال کرنے کی مہلت ہی نہ دی غصے سے لال پیلے ہو گئے اور چیخ کر کہنے لگے اے ہنگو کے لوگو تم اس ڈاکٹر رحیم کو قتل نہیں کر سکتے جس میں اب اتنی جرات پیدا ہو گئی ہے کہ وہ بڑے جلسے میں مجھ سے سوال کرنے کی جرات کر رہا ہے۔ مگر انہوں نے ہنگو میں مسلم لیگ کے لیے جتنا کام کیا تھا اس کی وجہ سے قائداعظم اور پاکستان کے شیدائیوں کی ہنگو میں اتنی تعداد ہو گئی تھی کہ اہل ہنگو غفار خان کی للکار پر ان کو قتل کرنا تو کجا جلسے میں شریک اہل ہنگو نے غفار خان کے خلاف اور قائداعظم زندہ باد کے نعرے لگانے شروع کر دیے اس دوران میں چند پٹھان نوجوانوں نے ہنگو میں سبزی کی دکانوں سے گندے ٹماٹر جمع کئے اور جلسے میں آ کر غفار خان پر گندے ٹماٹروں کی بارش شروع کر دی ہنگو میں کانگریس کے جلسے کو ناکام بنانے والوں میں جان محمد خاں، خاں محمد خاں، جاندار خاں اور خداداد خاں شامل تھے ان دنوں ہنگو میں مسلم لیگ نیشنل گارڈ کے سالار ملک رضا خان تھے رضا خان نے جوش و خروش کی تمام حدیں پھلانگ دیں اور غفار خان کا جلسہ الٹا کر رکھ دیا اس جلسے کی ناکامی کے بعد قائداعظم اور پاکستان کے پروانوں میں ضلع کوہاٹ میں مسلم لیگ کی پوزیشن کافی مضبوط ہو سکتی۔ ضلع کوہاٹ کے مسلم لیگی لیڈروں نے خان عبدالقیوم پیر آف مانکی شریف فدا محمد خاں اور دوسرے مسلم لیگی لیڈروں کے ساتھ مل کر ریفرنڈم کی جنگ جیت لی۔ اس سلسلہ میں ہندو صوبہ سرحد میں آتے تو پٹھانوں نے مہمان نوازی کی روایات کے خلاف صرف پاکستان کی خاطر ہر جگہ ہندو کا استقبال مخالفانہ نعروں اور پتھروں سے کیا۔ بہر حال غفار خاں نے جب ڈاکٹر محمد رحیم کو دھمکانے کی کوشش کی تو انہوں نے غفار خاں کو ترکی بہ ترکی جواب دیتے ہوئے کہا غفار خاں کان کھول کر سن لو جس دن محمد رحیم ہنگو میں قتل ہو گا تو اسی روز دو جنازے آئیں گے ایک میرا ہو گا اور دوسرا جنازہ غفار خاں کا ہو گا۔

یہ بات قائداعظم تک پہنچی تو وہ ان کی جرات اور دلیری سے خاصے متاثر ہوئے بعد ازاں بہار میں ہندو مسلم فسادات پھوٹ پڑے قائداعظم نے انہیں ٹیلی گرام دیا کہ سرحد سے نیشنل گارڈ کے رضا کار لے کر پہنچو انہوں نے سو پٹھان نوجوانوں کا انتخاب کیا جنہوں نے اپنے خرچ پر نیشنل گارڈ کی وردیاں تیار کیں اور یہ گروپ بہار پہنچا ساڑھے چھ چھ فٹ کے یہ تندرست و توانا جب پٹنہ پہنچے تو بہار میں ان کی آمد پر صوبے کی کانگریسی حکومت پریشان ہو گئی کانگریسی لیڈروں نے فیصلہ کیا کہ ان کا مقابلہ کرنے کے لیے پشتو بولنے والا کانگریسی لیڈر ہی پشاور سے

بلایا جائے جس پر غفار خاں پہنچ گئے۔ جب ڈاکٹر رحیم کی غفار خاں سے ملاقات ہوئی تو غفار خاں نے کہا ڈاکٹر رحیم یہاں بھی پہنچ گئے ہو ہمارا پیچھا چھوڑ و ڈاکٹر نے کہا مجھے قائداعظم کا حکم ملا اور میں نیشنل گارڈ کے رضا کار لے کر آ گیا ہوں آپ اپنے آقاؤں کے بلانے پر یہاں آئے ہو جس جگہ ان دونوں کی ملاقات ہوئی وہ گھر بار چھوڑ کر آنے والے مسلمانوں کا کیمپ تھا وہاں ایک سترہ سالہ نوجوان مسلمان لڑکی بھی موجود تھی جس کی گود میں چھ ماہ کا بچہ تھا انہوں نے اس لڑکی کو بلایا اور اسے کہا میری بیٹی چالیس لاکھ پٹھانوں کے رہنما ہیں یہ اپنے ہندو آقاؤں کے کہنے پر ہندوؤں کے ظلم وستم کا نشانہ بننے والے مسلمانوں کا حال پوچھنے بہار آئے ہیں اس بچی نے بڑے جذباتی لہجے میں غفار خاں سے کہا میرے خاوند ، ماں، والد، بھائیوں کو ہندو درندوں نے قتل کر دیا ہے جاؤ اور اپنے ہندو آقاؤں سے کہہ دو میرے پاس کل سرمایہ یہ بچہ ہے اگر ہندوؤں کا کلیجہ میرے خاندان کے لوگوں کو شہید کر کے ٹھنڈا نہیں ہوا تو اس بچے کو بھی شہید کر دیں۔ یہ کہہ کر اس بیٹی نے اپنا بچہ غفار خاں کی گود میں پھینک دیا ڈاکٹر رحیم کہتے ہیں کہ وہ لمحہ اور اس بچی کا لہجہ اتنا جذباتی تھا کہ موقع پر موجود نیشنل گارڈ کے رضا کاروں کی آنکھوں میں آنسو آ گئے۔ غفار خاں اس بچی کو کچھ کہے بغیر وہاں سے چلے گئے۔ (نوائے وقت سنڈے میگزین ۱۰۔ جنوری ۱۹۹۷ء ص ۷)

قائداعظم کے فکری وعملی بلوغ کی ایک وجہ آپ کے خاندان کا اسلامی تشخص اور اسلام سے وابستگی تھی چنانچہ پرائمری تعلیم مکمل کرنے کے بعد آپ کے والدین نے آپ کو مدرسۃ السلام سندھ (کراچی) میں داخل کرایا آپ چار سال تک زیر تعلیم رہے یاد رہے کہ اس مدرسہ کی ایک خصوصیت یہ ہے پنجگانہ نمازوں کے علاوہ یہاں نماز تہجد کی ادائیگی بھی لازمی ہے۔ ۱۸۷۷ سے ۱۸۹۲ء تک کا سارا دورانیہ ان کی اور ان کے خاندان کی دین اسلام سے دلی تعلق کا غماز ہے۔ (نوائے وقت لاہور ۲۶۔ دسمبر ۱۹۹۴ء ص ۱۱)

محمد اعظم چشتی (۱۹۲۱۔ ۱۹۹۳ء) نے تحریک پاکستان میں علمائے کرام مشائخ عظام اور مسلم لیگی لیڈروں کے ہمراہ ملک بھر کے دورے کئے اور اپنی خوبصورت اور پراثر آواز سے شہر شہر قریہ قریہ مسلمانان ہند کے دل نغمات نعت سے معمور کئے موچی دروازہ لاہور کے بیرونی باغ میں روزانہ جلسوں کا اہتمام ہوتا ہر روز جلسے کا آغاز تلاوت کلام پاک سے ہوتا اور اس سے بعد اعظم چشتی لاکھوں کے مجمع کو نعت رسول سے تڑپا دیتے اور لوگوں کے جذبہ ایمانی کو تازہ سے تازہ کر دیتے دسمبر ۱۹۴۶ء میں قائداعظم کی زیر صدارت عیدگاہ کراچی میں ایک عظیم الشان جلسہ منعقد ہوا جس میں لاکھوں مسلمانوں نے شرکت کی وہاں اعظم چشتی نے حضرت قائداعظم کی موجودگی میں اپنی خوبصورت اور ولولہ انگیز نظم پڑھی کہ فضا تحسینی نعروں سے گونج اٹھی یوں حضرت اعظم چشتی نے قیام پاکستان میں بھرپور کردار ادا کیا۔ (نوائے وقت لاہور ۲۱۔ اکتوبر ۱۹۹۶ء ادبی ایڈیشن) نوائے وقت ۱۸۔ نومبر ۲۰۰۹ء)

ہندو کی اصل ذہنیت ۱۹۳۷ء میں آشکار ہو گئی تھی کہ اس دور میں انگریز حکمرانوں کی جانب سے صرف محدود صورت صوبہ جاتی خود مختاری ملنے پر ہندوؤں نے مسلم اقلیت والے علاقوں بہار، اڑیسہ، جہاں کانگریسی صوبائی حکومتیں قائم ہوئیں ظلم سفاکی اور بربریت کا وہ نمونہ پیش کیا کہ چنگیزیت بھی تڑپ اٹھی مسلم لیگ کی جانب سے قائم کئے گئے کمشن کی رانی رپورٹ اس ظلم سفاکی کی زندہ دستاویزات جس پر حضرت

قائد اعظم نے فرمایا کہ ابھی انگریز موجود ہے اور بااختیار گورنروں کی موجودگی میں کانگریس حکومتوں کا اپنی اقلیتی رعایا کے ساتھ یہ حسن سلوک ہندو ذہنیت کا جیتا جاگتا ثبوت ہے کہ وہ حکمران بن کر اپنی اقلیتوں کے ساتھ کیا سلوک روا رکھے گا۔ مسلم لیگ کی تحریک قیام پاکستان کو سب سے زیادہ نقصان نیشنلسٹ مسلمانوں اور کانگریسی علماء کے ہاتھوں اٹھانا پڑا دیگر سیاسی و دینی جماعتیں جن میں خاکسار مجلس احرار جمعیت علمائے ہندو دیگر کانگریسی لیڈر مسلمان شامل تھے خاکسار ایک بے پناہ عسکری تنظیم تھی حضرت قائد اعظم اس تنظیم کے تعاون کے لیے مخلصانہ کوششیں کرتے رہے لیکن یہ تنظیم معاونت کی بجائے قائد اعظم کو قتل کرنے کے درپے رہی اور قاتلانہ حملہ کر کے شدید زخمی بھی کیا گیا لیکن قائد اعظم کی وسعت ظرف ملاحظہ فرمائیں کہ وہ ۲۳ مارچ ۱۹۴۰ء کو زخمی ہونے والے خاکساروں کی عیادت کے لیے ہسپتال پہنچے مجلس احرار صحیح معنوں میں عوامی جماعت تھی اور اس کے کارکن بے لوث بے پناہ قربانیاں دینے والے لوگ مڈل کلاس سے تعلق رکھتے تھے اور ان کی تاریخ جنگ آزادی میں بے مثل قربانیاں دینے سے بھری پڑی ہے لیکن یہ جماعت بھی کانگریس کے زیر اثر مسلمانوں کے اجتماعی مفاد کے لیے معاونت کی بجائے مخالفت کی وجہ سے عوامی نظروں سے گر گئی اگر احرار خاکسار نیشنلسٹ مسلمانوں اور علماء کرام کا تعاون قائد اعظم کو حاصل ہوتا تو جہاں جغرافیائی سرحدوں کی صورت کچھ اور ہوتی وہاں اس ملک کی نظریاتی سرحدیں بھی محفوظ ہوتیں ۲۵۔ دسمبر ۱۹۴۵ء کو حضرت قائد اعظم کی ۶۴ ویں سالگرہ کے موقع پر اچھوتوں کے راہنما بہادر ایم سی راجہ نے بڑا فکر انگیز پیغام بھیجا انہوں نے کہا دنیا کے تمام مذاہب کا عقیدہ ہے کہ وقتاً فوقتاً اور بالخصوص نازک موقع پر خدا اپنے مقاصد کی تکمیل کے لیے لائق اور صالح بندے دنیا میں بھیجا کرتا ہے میرا عقیدہ ہے کہ اس نے جناح کو اس دور میں اس مقصد کے لیے منتخب کیا کہ وہ ہندوستان کے لوگوں کو گمراہ ہونے سے بچائیں۔ کانگرس اور مسٹر گاندھی کے زیر اثر گمراہی کی راہ پر گامزن ہیں۔ (مفتی محمد طفیل گوندی ایڈووکیٹ کی تحریر سے اقتباس روزنامہ جرات ۱۴۔ اگست ۱۹۹۶ء)۔

حضرت سید محمد عبداللہ دیوان حضوری (۱۰۷۲ھ) کے آستانے کے سجادہ نشین صاحبزادہ سلطان محمود شاہ اور پیر رحمت شاہ نے مسلم لیگ کو اپنے خون جگر سے سینچا جس پر قائد اعظم کے دست راست راجہ غضنفر علی خان نے پنجاب کے پیران طریقت کو صاحبزادہ صاحب کے نقش قدم پر چلنے کی اپیل کی تھی (روزنامہ جنگ راولپنڈی یکم ستمبر ۱۹۸۰ء ص ۶)

حضرت خواجہ عالم المعروف پیر صاحب قلعے والے (۱۸۹۶۔۱۹۵۸ء) نے سیاست میں تمام عمر حصہ نہ لیا البتہ قیام پاکستان اور استحکام پاکستان کے لیے آپ نے بہت جدوجہد کی (روزنامہ مشرق لاہور بدھ ۲۳۔ ستمبر ۱۹۸۱ء)

حضرت سید منظور الحسن شاہ (۱۳۱۴ھ۔۱۳۸۶ھ) مسلمانوں کے قومی تشخص کے زبردست حامی تھے یہی وجہ کہ جب تحریک پاکستان شروع ہوئی تو آپ نے اس کی پرزور تائید کی اور اپنے متوسلین معتقدین اور مریدین کو تحریک پاکستان سے منسلک ہونے اور مطالبہ قیام پاکستان کی زبردست حمایت کرنے کی تلقین کی خود بھارت سے پاکستان میں ہجرت کر کے اس کا عملی نمونہ پیش کیا۔ (روزنامہ امروز لاہور بدھ ۱۶۔ ستمبر ۱۹۸۱ء)

وزیر آباد کا مرد درویش علی گڑھ یونیورسٹی سے بی اے ایل ایل بی کی سند حاصل کرنے کے بعد جب وہ وزیر آباد لوٹا تو اس عزم کے

ساتھ کہ مسلم لیگ کا پیغام عام کرے گا اس نے مسلم لیگ اور قائداعظم کے ساتھ ایسا پیمان وفا باندھا کہ پھر زندگی بھر پیچھے مڑ کر نہیں دیکھا گھر گھر محلہ محلہ اور گاؤں گاؤں مسلم لیگ کی بنیاد رکھی اور اس کی ترویج واشاعت کے لیے اپنی زندگی وقف کر دی تھی اور روح کا رشتہ برقرار رکھنے کے لیے وکالت کا پیشہ اختیار کیا مگر اصل زندگی کا ہدف مسلم لیگ رہی مسلم لیگ کے پیغام کو عام کرنے کے لیے بے شمار جلسے کئے اور اس وقت کے نمایاں لیگی قائدین کو دعوت شمولیت دی سیاست زمانہ نے کئی کروٹیں بدلیں مگر اس کا اوڑھنا بچھونا لیگ رہی شائد بہت سے لوگوں کے لیے یہ بات عجوبہ ہو مگر تاریخ کے اوراق میں یہ ثبت ہے کہ وزیر آباد جیسے ایک چھوٹے سے قصبہ کو قائداعظم اور محترمہ فاطمہ جناح کی میزبانی کا وہ شرف حاصل ہوا جو بڑے بڑے شہروں کے علاوہ کسی کو نہ ہو سکا۔ ۱۹۴۰ء یا ۱۹۴۱ء میں قائداعظم کشمیر تشریف لے گئے تو اس مردِ درویش اس وقت وزیر آباد مسلم لیگ کا سیکرٹری تھا راجہ عزیز اللہ خان (صدر) اور ٹکا امتیاز اللہ خان نائب صدر سے مشورہ کیا کہ قائداعظم سری نگر سے بذریعہ کار براستہ روالپنڈی آرہے ہیں کیوں نہ انہیں وزیر آباد چند منٹ کے لیے رکنے کی درخواست کی جائے اگر چہ اس خواہش کے پورا ہونے کے امکانات بہت کم تھے مگر حسب فیصلہ سری نگر کی ٹیلی گرام اس درخواست کے ساتھ بھیجی گئی کہ آپ راولپنڈی سے لاہور جاتے ہوئے وزیر آباد جو راستے میں آتا ہے کچھ دیر کے لیے قیام فرمائیں جواب آیا کہ میرا پروگرام راولپنڈی کے چوٹی کے ایڈووکیٹ جان صاحب (جو بعد میں جسٹس بنے) طے کر رہے ہیں پھر کیا تھا پنڈی پہنچ کر جان صاحب کی منت سماجت کی گئی جذبہ صادق رنگ لایا اور طے ہوا کہ قائداعظم آدھے گھنٹے کے لیے رکیں گے ہر طرف خوشی کی لہر دوڑ گئی اور انتظامات کرنے سب لگ گئے غرض جب قائداعظم تشریف لائے تو سارا شہر ان کے استقبال اور زیارت کے لیے امڈ پڑا ان کے ساتھ محترمہ فاطمہ جناح بھی تھیں ان دونوں عہد ساز شخصیتوں نے قیام کیا جہاں شہر کے سرکردہ اصحاب اور عوام کے لیے نشستوں کا انتظام کیا گیا تھا چائے پیسٹری اور دیگر لوازمات لاہور سے منگوائے گئے۔ محترمہ کی نشست کا انتظام ٹکہ امتیاز اللہ خان کے گھر کیا گیا تھا۔ جہاں شہر کی بہت سی خواتین مدعو تھیں اور محترمہ کی زیارت سے بہت خوش ہوئیں قائداعظم نے آدھ گھنٹہ کی بجائے تقریباً دو گھنٹے قیام فرمایا صرف ایک پیالی چائے پی اور کسی چیز کو ہاتھ نہ لگایا بعد ازاں جلسے سے خطاب کیا۔ (نوائے وقت لاہور ۲۰ مارچ ۱۹۹۴ء)

ان دنوں کچھ مسلمان کانگریس کے ہمنوا بھی تھے اور مجلس احرار اسلام جس کی قیادت ایک متوسط طبقے کے ہاتھ میں تھی مگر بدقسمتی سے غیر مسلموں کی سیاست اور سازش کو نہ سمجھ سکی اور مسلم لیگ اور قائداعظم کی مخالفت میں ڈٹ گئی مگر مسلم لیگ اور قائدعظم کی ولولہ انگیز قیادت کے سامنے ان کی کوئی پیش نہ جا سکی یہ افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ ہندو ذات پات کے اسیر تھے اور مسلمانوں کو شودر سے بھی کم تر سمجھتے تھے ان کے ساتھ تو ان حضرات کا اتحاد ہو سکتا تھا مگر ایک شخص جو مسلمانوں کے قومی تشخص کو بچانے کے لیے سرگرداں تھا اور اس نے اپنا سب کچھ داؤ پر لگا دیا تھا اور جو انگریز کا بھی اتنا ہی مخالف تھا جتنا کہ برٹش امپیریلزم کا کے ساتھ اتحاد کرنے کی توفیق نہ ہوئی اور وہ اس نیک مقصد کے لیے ان کا ساتھ نہ دے سکے جس کے حصول کے لیے بعد میں ساری ملت اسلامیہ نے قائداعظم کی قیادت میں تحریک چلائی۔ (نوائے وقت لاہور ۲۶۔ مارچ ۱۹۹۵)۔

بابائے کشمیر سردار محمد عالم خان (۱۹۹۰ء) آل جموں وکشمیر کانفرنس کے بانی قائد کشمیر چودھری غلام عباس کے قریبی ساتھی تھے سردار

محمد ابراہیم، چودھری حمید، سردار خان محمد شیخ، منظر مسعود، سردار عبدالقوم خان، افضل بیگ، شیخ عبداللہ، سردار فتح محمد کریلوی کے ساتھیوں میں ان کا شمار ہوتا تھا چودھری غلام عباس جب ۱۹۴۷ء میں قیام پاکستان کے وقت پاکستان تشریف لائے تو لاہور میں انہوں نے سردار محمد عالم کی رہائش گاہ کو اپنی رہائش گاہ بنالیا تھا جب بھی وہ لاہور تشریف لاتے وہ اپنا قیام سردار محمد عالم کے گھر کرتے تھے۔ بلکہ دہلی مسلم ہوٹل انارکلی لاہور تحریک پاکستان کا گڑھ ہے۔ یہاں قائداعظم محمد علی جناح اور دیگر مسلم لیگی لیڈر اور کشمیری لیڈر بھی سردار محمد عالم خان کے پاس دہلی ہوٹل میں ٹھہرا کرتے تھے اور لاہور قرارداد پاکستان ۲۳ مارچ ۱۹۴۰ء کے اجلاس میں شرکت کی۔ بلکہ مسلم لیگ کے فیصلے کے مطابق کھانے کا بندوبست بھی سردار محمد عالم نے کیا تھا۔ (نوائے وقت لاہور ۲۶۔مئی ۱۹۹۱ء ص ۱۱)

ایف سی کالج لاہور کے طالب علم پروفیسر محمد خورشید عاصم اپنی یادیں قلم بند کرتے ہوئے رقم طراز ہیں علامہ عنائت اللہ مشرقی (۱۸۸۸ء۔ ۱۹۶۳ء) کا بیٹا فرسٹ ایئر میں داخل ہوا وہ ہمارے سامنے کے ہال یعنی دینی ہال میں رہتا تھا ایک دن پتہ چلا کہ علامہ مشرقی بیٹے سے ملنے آئے ہیں اور وارڈن نے انہیں طلباء سے خطاب کرنے کو کہا ہے ہم بھی کامن روم میں ان کی تقریر سننے پہنچ گئے۔ انہوں نے تقریر میں کوئی سیاسی بات نہ کی بلکہ آٹوگراف لینے کو موضوع بحث بنایا اور کہا کہ اس عادت سے انسان میں احساس کمتری پیدا ہوتا ہے کہ وہ دوسروں کو اپنے سے افضل گردانتا ہے یہ بات اس کی صلاحیتوں کو کمزور کر دیتی ہے وغیرہ وغیرہ تقریر کے بعد وہ باہر آ کر کار میں بیٹھے تو ہندوؤں کی معروف تکنیک کے مطابق کہ ہر غیر لیگی مسلمان کو استعمال کیا جائے ایک لڑکے نے سوال کر دیا کہ پاکستان کے متعلق آپ کا کیا خیال ہے علامہ مشرقی چونکہ پاکستان کے خلاف تھے اس لیے جونہی انہوں نے بات شروع کی ہم نے پاکستان زندہ باد کے نعرے لگانے شروع کر دیئے علامہ مشرقی تو جلدی سے بات ادھوری چھوڑ کر کار میں بیٹھ گئے مگر ان کی کار کے گرد ہندو لڑکوں نے حلقہ بنالیا اور جے ہند کے نعرے لگانے لگے لے کے رہیں گے پاکستان۔۔۔ بن کے رہے گا پاکستان۔۔۔ پاکستان زندہ باد کے نعرے ہم بلند کر رہے تھے اور ہندو جے ہند کے نعرے بلند کرتے رہے۔ چند پروفیسروں نے آ کر کار کا راستہ صاف کیا اور علامہ مشرقی کے چلے جانے کے بعد ہم اپنے ہوسٹل میں آ گئے۔۔۔ جس روز علامہ مشرقی نے اسلامیہ کالج کی گراؤنڈ میں قائداعظم کی تقریر کے دوران چند خاکساروں کی ہمراہی میں سٹیج پر آنے کی حماقت کی اور قائداعظم کے جانے کے بعد مائیک پر قبضہ کی کوشش کی اس روز بھی ہم دونوں دوست کریسنٹ ہوٹل کے اس کمرے سے سب کچھ دیکھ رہے تھے جس میں ایف اے کے دوران ۲ سال رہا کرتا تھا۔ جلسے کے بعد ہم ایف سی کالج آ گئے اس لیے ہمیں علامہ مشرقی کی دھمکی کی خبر بہت دیر سے پہنچی نسیم نے آ کر دھمکی کی خبر دی تو فیصلہ ہوا کہ ممڈوٹ ولا پہنچا جائے وہاں پنجاب مسلم سٹوڈنٹس فیڈریشن کے عہدیدار اور بہت سے دوسرے طالب علم پہلے ہی پہنچ چکے تھے۔ بائیں باغ کے ایک حصہ میں ہماری پہرہ دینے کی ڈیوٹی لگی خاکسار چونکہ دو دفعہ پہلے بھی قائداعظم پر حملہ کر چکے تھے اس لئے ہم اس بارے میں لاپروائی نہ کرنا چاہتے تھے رات بھر ہم اپنے پہرے پر چوکنے رہے۔ (نوائے وقت سنڈے ۱۷۔مئی ۱۹۹۱ء ص ۱۹)۔

مخدوم اہلسنت پیر سید محمد معصوم شاہ گیلانی نوری (۱۳۱۸ھ ۱۳۸۸ھ) اگست ۱۹۴۷ء سے قبل جن علماء و مشائخ نے تحریک پاکستان میں بھرپور حصہ لیا اور اس کو جدید زبان میں ایک سیاسی تحریک کی بجائے ایک قومی وملی تحریک تصور کیا اس درخشاں تحریک میں آپ نے اپنے

ارادت مندوں کو دوسرے مشائخ کی طرح ہدایت فرمائی کہ آپ قائد اعظم محمد علی جناح کی قیادت میں سب ہلالی پرچم تلے جمع ہو جائیں اور قیام پاکستان کی علمبردار جماعت مسلم لیگ کی ہر طرح سے مدد کریں۔ چنانچہ اس ہدایت پر آپ کے مریدوں اور عقیدت مندوں نے دل کھول کر چندے دیئے اور رائے عامہ کو مطالبہ پاکستان کے حق میں ہموار کیا قیام پاکستان کے بعد مہاجرین کی آبادکاری کے لیے بھی آپ نے بہت کام کیا۔ (نوائے وقت لاہور ۴۔ جون ۱۹۹۱ء ص ۱۱)

شاعر طریقت وجیہہ السیماء عرفانی (۱۹۲۰۔۱۹۹۱ء) ۱۹۴۱ء میں یکا یک صحافت کی جانب توجہ کی روزنامہ احسان سے آغاز کیا دو تین سال بعد ایک پیر طریقت نے تبلیغ اور اشغال روحانی کی جانب مائل کیا اور سال بھر تک چلہ کشی کی کیفیت طاری رہی ۱۹۴۳ء میں پھر انقلاب سے تعلق ہوا پھر زمیندار سے ہوتے ہوئے کراچی تشریف لے گئے اور تحریک پاکستان کا ہر جوش حامی روزنامہ جاری کیا تین سال بعد لاہور واپسی ہوئی اور نوائے وقت میں شرکت کر لی۔ (روزنامہ نوائے وقت لاہور ۱۷۔ جون ۱۹۹۱ء ص ۱۱)

کانگریس نے تین ممبران پر مشتمل ایک سہ رکنی کمیٹی تشکیل دی اس کمیٹی کے وزراء کے سلسلے میں مکمل اور حتمی اختیارات حاصل تھے مولانا ابوالکلام آزاد کے سپرد صوبہ پنجاب سرحد یوپی اور بنگال تھے ڈاکٹر راجندر پرشاد کو آسام اور اڑیسہ کے صوبے دیئے گئے ڈاکٹر ولبھ بھائی پٹیل کو بمبئی سی پی سندھ اور مدراس کے صوبے سونپے گئے مولانا ابوالکلام آزاد کانگریس کے شیدائی اور نہایت مخلص کارکن تھے یہی سبب تھا کانگریس نے انہیں مسلم اکثریت کے صوبوں پر تعینات کیا اور مولانا صاحب کی زیرک آنکھوں نے یہ دیکھ لیا تھا کہ کانگریس نے کس طرح مسلم اکثریت کے صوبوں کو پامال کیا ہے۔ کیا کچھ مظالم ڈھائے مگر جماعتی وابستگی کا تقاضا تھا کہ مولانا تائید کانگریس ہی کی کرتے رہے کانگریس کی وزارتیں قائم ہوئیں اور مسلم لیگ صوبوں کی مجالس قانون میں حزب اختلاف کی حیثیت سے بیٹھی اسی دوران میں پنڈت نہرو نے مدارس میں تقریر کی جس میں کہا کہ ہندوستان میں صرف دو پارٹیاں ہیں ایک کانگریس دوسری گورنمنٹ برطانیہ یہ مسلمانوں کے وجود سے انکار تھا اور مسلم کے وجود سے انکار اس پر قائد اعظم نے کہا نہیں تیسری پارٹی مسلمان ہیں اور مسلم لیگ یوپی میں پانچ ضمنی انتخابات ہونے والے تھے قائد اعظم نے اعلان کیا کہ اگر کانگریس کو یہ دعویٰ ہے کہ مسلمان اس کے ساتھ ہیں تو مسلم لیگ کے مقابلے میں یہ انتخابات لڑے اور جیت کر دکھائے یہ انتخابات ہوئے ایک طرف کانگریس تھی دوسری طرف مسلم لیگ پانچوں نشستوں پر مسلم لیگ کے امیدوار کامیاب ہوئے سہارنپور بلند شہر اور مراد آباد وہ مقامات تھے جن میں جمیعت العلمائے ہند کا بڑا اثر تھا۔ جمیعت العلماء نے اپنی تمام قوت صرف کر دی اور کچھ نہ کر سکی اس سے ابوالکلام آزاد کے اس باطل دعوے کی حقیقت کھل گئی کہ یوپی میں مسلم لیگ کو جمیعت العلماء کی تائید سے کامیابیاں حاصل ہوئی تھیں۔ (پاکستان ناگزیر تھا از سید حسن ریاض صفحہ ۱۸۹۔ ۱۹۰۔ روزنامہ نوائے وقت ۱۶۔ جولائی ۱۹۹۱ء ص ۱۱)

۱۹۴۲ء میں پنجاب مسلم سٹوڈنٹس نے اپنا سالانہ اجلاس جالندھر میں منعقد کیا قائد اعظم نے اس اجلاس کی صدارت کی حمید نظامی مرحوم نے اپنے خطبہ استقبالیہ میں پر مغز اور مدلل تقریر کی آپ نے ایک طرف یونی نسٹ پارٹی پر زبردست تنقید اور دوسری طرف آپ نے مسلم لیگ میں بیٹھے ہوئے نوجوانوں اور جاگیرداروں کی بے عملی اور بے حسی کی نشاندہی کی اور مسلم لیگ کو صحیح معنوں میں ایک عوامی جماعت بنانے پر

زور دیا قائداعظم نے جہاں اپنے خطاب میں حمید نظامی کو زبردست خراج تحسین پیش کیا وہاں انہوں نے حاضرین خصوصاً مسلم طلبہ کو تلقین کی کہ وہ نوائے وقت کی اشاعت کو بڑھانے اور اس کو مسلم عوام میں مقبول کرنے کے لیے جدوجہد کریں کیونکہ نوائے وقت مسلم لیگ کی صحیح ترجمانی کرتا ہے۔(راقم بریگیڈیئر ریٹائرڈ ظفر اقبال چودھری) اس زمانے میں خالصہ کالج گوجرانوالہ کا طالب علم تھا اس کے علاوہ ڈسٹرکٹ مسلم سٹوڈنٹس فیڈریشن کا جنرل سیکریٹری اور صوبائی کونسل کا بھی ممبر تھا چنانچہ میں نے اپنی جیب سے ۲۰ پرچے خرید کر لوگوں میں مفت بانٹنے شروع کر دیئے کالج کے ریڈنگ روم میں غیر مسلموں کے تمام اخبار مثلاً ٹربیون سول ملٹری گزٹ ملاپ پر بھارت اور ویر بھارت وغیرہ مہیا کئے جاتے تھے مگر نوائے وقت وہاں نظر نہ آتا تھا میں نے وہاں نوائے وقت رکھنا شروع کر دیا جس پر غیر مسلم طلبہ نے ایک ہنگامہ کھڑا کر دیا مجھے کالج کے پرنسپل باوا ہر کشن سنگھ نے طلب کر کے سرزنش کی مگر میں نے ان سے کہا کہ کالج میں مسلم طلبہ بھی تعلیم حاصل کرتے ہیں لہٰذا اگر انتظامیہ خود مسلمانوں کا اخبار مہیا نہیں کر سکتی تو ریڈنگ روم میں میرے مفت پرچہ رکھنے پر کسی کو اعتراض نہیں ہونا چاہیے باوا ہر کشن سنگھ منصف مزاج اور نیک دل انسان تھے انہوں نے مجھ سے اتفاق کیا اور مجھے ریڈنگ روم میں نوائے وقت رکھنے کی اجازت دے دی۔(نوائے وقت لاہور ۲۶۔جنوری ۱۹۹۱ء ادارتی صفحہ)

ملک شاد محمد خان جب سرحد میں مسلم لیگ (جو ابتدائی ۱۹۱۲ء) میں وجود میں آئی تھی، فعال ہو گئی تو اس کے سرگرم اور پرخلوص کارکن بنے اور آخر تک مسلم لیگی رہے اپنی سیاسی زندگی کے دوران ملک شاد محمد خان کو بہت سے سیاسی رہنماؤں کو قریب سے دیکھنے کا موقع ملا قائداعظم جب پشاور پہنچے تو کسی سبب سے سیڑھی وقت پر جہاز تک نہ پہنچ سکی قائداعظم دروازے میں محوِ انتظار تھے اور یہ انتظار ضعیف العمر اور بیمار قائد پر بہت شاق تھا ملک شاد اس زمانے میں وجیہ و جسیم جوان تھے کہتے ہیں کہ میں آگے بڑھا اور بازو پھیلا کر قائداعظم سے درخواست کی کہ میری گود میں آجائیں جو قائد نے قبول فرمائی چند سیر ہی تو ان کا وزن تھا ملک شاد رقت آمیز لہجے میں کہتے ہیں اس شخص کا وزن جس نے دو دیو پیکر دشمنوں (انگریز اور برہمنی استعمار) کے سر غرور کو جھکا دیا تھا ایک افسر نے اس منظر کی تصویر بنائی تھی اور اس کی کاپی انہیں بھجوائی تھی قائداعظم کے کس قدر شیدائی تھے یہ بھی ملک شاد کی زبانی سن لیجیے فرماتے ہیں حضرت سید امین الحسنات پیر صاحب مانکی شریف نے اپنے ہاں قائد کو مدعو کیا تھا یہ ایک بہت بڑی دعوت تھی اور پٹھانوں کی روایتی دعوت تھی جسے قائداعظم نے پیر صاحب مانکی شریف کے طفیل عوام الناس افغانان سرحد سے ملنے کے لیے قبول کیا تھا قائداعظم جب نوشہرہ چھاؤنی پہنچے جس کے جنوب میں پہاڑیوں میں مانکی شریف واقع ہے تو پیر صاحب کے مریدین و معتقدین نے ہوائی فائر کر کے استقبال کیا جو مانکی شریف تک جا بجا ہوتا رہا دربار کے وسیع و عریض میدان میں سرحد کے قریباً تمام مشائخ موجود تھے ان بزرگوں کے احترام میں قائداعظم نے تقریر کرنے سے انکار کر دیا البتہ کچھ سوال جواب ضرور ہوئے۔ جن میں قائد اردو بولتے رہے ملک صاحب کہتے ہیں کہ صوفیائے کرام نے قائد سے یہ سوال بھی دریافت کیا کہ ملک کا آئین کیا ہوگا جس پر بابائے قوم کسی قدر جوش میں آ گئے اور جذبات سے مسحور آواز میں بولے کہ ایسا سوال مجھ کو آپ سے کرنا چاہیے تھا مگر اب آپ نے پوچھ ہی لیا ہے تو بتا دیتا ہوں کہ ہمارا آئین چودہ سو سال سے پہلے بنا ہوا ہے۔ انہوں نے یعنی قائداعظم نے زور دے کر کہا کہ ہمارا آئین قرآن ہے اور پاکستان میں اس کی بالادستی ہوگی ملک شاد

مرحوم نے کہا کہ آج کل جو لوگ قائداعظم سے اسلام کے علاوہ کوئی اور قسم کا دستور منسوب کرتے ہیں وہ قائداعظم پر بہتان کے علاوہ کچھ نہیں۔(نوائے وقت سنڈے ۱۰۔فروری ۱۹۸۹ص ۶۔۷)

حضرت سید بدر محی الدین قادری فاضلی (۱۹۸۹ء) دینی اور روحانی علوم کے ساتھ جدید علوم میں بھی اعلیٰ مقام پر فائز تھے۔اسلامیہ کالج لاہور میں اس زمانے میں داخلہ لیا تھا جب شمالی ہند کے مسلمانوں میں جدید تعلیم محدود تھی بلکہ انگریزی پڑھنے بولنے اور سمجھنے والے تو انگلیوں پر گنے جاسکتے تھے۔اپنے عملی پس منظر اور اعلیٰ پایہ کی معاملہ فہمی کے باعث آپ نے بٹالہ شریف میں اعزازی مجسٹریٹ بھی خدمات انجام دیں اور بہت سے بے کس اور بے بس لوگوں کی دادرسی کا سبب بنے۔

۱۹۳۷ء کے عام انتخابات میں آپ نے بٹالہ شریف سے غیر منقسم پنجاب اسمبلی کے رکن منتخب جبکہ پاکستان بننے کے بعد کے انتخابات میں آپ کے فرزند اکبر حضرت سید الطاف محی الدین قادری فاضل بھی پنجاب اور مغربی پاکستان اسمبلی کے ممبر رہے۔لیکن اس دوران سیاست کچھ اور ہی چیز بن گئی جس کے باعث آپ یعنی حضرت سید الطاف محی الدین حضرت قبلہ کے فرمانے پر سیاست سے کنارہ کش ہو گئے حضرت سید الطاف محی الدین نے بھی دینی علوم کی تحصیل کی اور جدید علوم میں بھی پنجاب یونیورسٹی سے ایم اے فلاسفی بھی کیا۔آپ کے صاحبزادے یعنی حضرت سید بدر محی الدین کے نبیرہ اکبر حضرت سید راغب محی الدین قادری فاضل نے بھی دینی علوم کے علاوہ پنجاب یونیورسٹی سے ایم اے کی ڈگری حاصل کی تحریک پاکستان کے دوران اس خاندان عالی کے اثر ورسوخ نے آل انڈیا مسلم لیگ کے لیے بہت کام کیا۔

حضرت سید بدر محی الدین نے اپنے قبلہ گاہی سجادہ نشین ہشتم کی رہنمائی میں اپنے تمام تر وسائل اور توانائیاں حصول پاکستان کے لیے وقف کردی تھیں اور یہ وہ زمانہ تھا جب دوسرے علماء اور مشائخ ابھی پوری طرح کھل کر سامنے نہیں آتے تھے چنانچہ ہجرت ۱۹۴۷ء کے بعد بٹالہ شریف میں اپنی جائیداد کے عوض پاکستان میں انہیں بہت کچھ مل سکتا تھا مگر اس خاندان نے یہاں بھی ایثار سے کام لیا تنگی ترشی سے گزر بسر کر کے دربار کی از سر نو تنظیم کی جو اپنے والد بزرگوار کی علالت کے باعث حضرت سید بدر محی الدین ہی کے طفیل تکمیل تک پہنچی۔۔۔۔(نوائے وقت لاہور ملی ایڈیشن ۲۳۔نومبر ۱۹۸۹ء)

بریگیڈیئر ریٹائرڈ ظفر الاسلام رقم طراز ہیں جب قائداعظم نے اسلامیہ کالج گراؤنڈ میں مسلم لیگ کے جلسے سے خطاب کیا تھا خطاب کے دوران علامہ مشرقی اپنے چند خاکساروں کے ساتھ اپنی مخصوص وردی میں آدھمکے ریواز ہوسٹل کے بغل میں مسجد کے اندر نماز عصر کے وقت سے پہلے ہی اذان دی قائداعظم نے گھڑی دیکھی اور فرمایا کہ ابھی نماز کا وقت تو نہیں ہوا مگر اذان کے دوران خاموش رہے۔قائداعظم کی تقریر کے اختتام کے ساتھ ہی خاکسار سٹیج پر آگئے اور قائداعظم سے خطاب کرنے کی اجازت مانگی قائداعظم نے فرمایا کہ وہ تو مہمان کی حیثیت رکھتے ہیں انہیں منتظمین سے رجوع کرنا چاہیے۔قائداعظم تقریر ختم کر چکے تھے لہٰذا رخصت ہو گئے خاکساروں نے سٹیج پر قبضہ کرنا چاہا اتنا مجمع اکٹھا کرنا ان کے بس میں کب تھا۔اس موقع سے فائدہ اٹھانا چاہا سٹیج پر تعینات طلباء میں میں بھی تھا لڑکوں نے لاؤڈ سپیکر کے تار کاٹ دیئے پول کھینچ کر قناتیں گرادیں بہر حال مسلم لیگ اور مسلم سٹوڈنٹس فیڈریشن کے زعماء بمشکل خاکساروں کو گھیر گھار کر حبیبیہ ہال میں لے گئے بعد میں پولیس کی

حفاظت میں انہیں کالج کی حد سے رخصت کر دیا خاکسار جاتے جاتے دھمکی دے گئے کہ ہم تمہیں اور تمہارے قائد کو دیکھ لیں گے قائداعظم نواب ممڈوٹ کی کوٹھی میں رہائش پذیر تھے خاکساروں کی دھمکی کے پیش نظر فیڈریشن نے فیصلہ کیا کہ رات کو کوٹھی پر طلباء کا پہرہ رکھا جائے ایک پارٹی تیار کی گئی جو شام ہی کو کوٹھی پر پہنچ گئی اور نہایت منظم طریقے سے رات بھر پہرے کا انتظام رہا جناب قاسم رضوی نے پاس ورڈ اور اس کا استعمال پہرہ دینے والوں کو ازبر کروایا اس پہرہ دینے والے گروہ میں راقم الحروف بھی شامل تھا اور یہ چھوٹی سی خدمت اور صبح قائداعظم کا شکریہ ادا کرنا زندگی کا ایک بہت بڑا واقعہ سمجھتا ہوں۔(نوائے وقت سنڈے ۲۔ستمبر ۱۹۸۸ء ص ۷۔نوائے وقت سنڈے ۱۱۔اکتوبر ۲۰۰۹ء ص ۱۳)

حضرت سید محمود شاہ (۱۹۹۱ء) آف شلبانڈی شریف سوات ضلع بنیر کے والد ماجد بڑے خدا رسیدہ بزرگ تھے انہیں خواب میں حضور نبی کریم ﷺ کی زیارت ہوئی سرکار نے فرمایا محمود شاہ کو اجمیر شریف بھیج دو آپ ان دنوں بچپن کی سرحد عبور کر کے جوانی میں قدم رکھ چکے تھے اپنے بھائی کے ساتھ اجمیر شریف روانہ ہو گئے یہاں وقت کے دو جید علماء مولانا محمد عبداللہ اور مولانا معین الدین (معینی) سے ظاہری علوم حاصل کئے مگر اصل کام جس کے لیے سرکار نے آپ کو اجمیر شریف بھیجا تھا وہ روحانیت کی تعلیم تھی۔۔۔۔بابا جی تیرہ سال اجمیر شریف میں رہنے کے بعد بمبئی تشریف لے گئے یہاں قائداعظم محمد علی جناح سے بھی آپ کی ملاقات ہوئی آپ نے انہیں کچھ نصیحتیں فرمائیں پھر قیام پاکستان سے چند سال قبل آپ واپس اپنے گاؤں آ گئے اور یہاں آ کر ذکر سلطانی کی تعلیم و تلقین میں مصروف ہو گئے۔(روزنامہ جنگ لاہور ۲۔مارچ ۱۹۹۱ء مولانا کوثر نیازی کے کالم مشاہدات و تاثرات سے اقتباس)

تحریک پاکستان کے صف اول کے مجاہد حسین کہتے ہیں یہ عیدالضحیٰ سے دو روز پہلے کی بات ہے اس وقت قائداعظم نہیں صرف محمد علی جناح تھے میں نے کہا جناح صاحب کیا ہی اچھا ہو اگر آپ عید کی نماز اس مرتبہ عیدگاہ میں تمام مسلمانوں کے ساتھ ادا کریں اس طرح آپ کا بہت اچھا تاثر قائم ہو گا میری بات سن کر قائداعظم نے کچھ دیر کے لیے خاموشی اختیار کی پھر اچانک فرمایا نو مسٹر حسین لوگ جانتے ہیں کہ میں نماز باجماعت نہیں پڑھتا اب میں ریاکاری کے لیے محض ان کے ساتھ نماز کیوں ادا کروں میں خود کو گاندھی نہیں بنانا چاہتا آپ کی اس نو پر سینکڑوں یس قربان کہ آپ کسی حالت میں ریاکار نہیں بن سکتے تھے میں نے سوچا کہ ایک اور ڈانٹ بھی کھا لوں اور کہا جناح صاحب: ایک خواب میں نے دیکھا تھا آپ فرمائیں تو سناؤں مسکرا کر بولے کہ ہاں سناؤ میں نے اپنا ایک خواب بیان کیا جس میں قائداعظم میرے ہاں تشریف لاتے ہیں اور مجھ سے وضو کے لیے پانی کا تقاضا کرتے ہیں میرے لیے یہ اچھنبے کی بات تھی میں نے کہا میں خواب میں حیران ہو رہا تھا کہ جناح اور نماز میں نے خود وضو کے لیے پانی رکھا اور کہا کہ آپ خود وضو کر کے یہاں جائے نماز پر نماز ادا کر لیں جب آپ غسل خانہ کی طرف جا رہے تھے تو میری آنکھ کھل گئی قائداعظم مسکرائے پھر سنجیدگی اختیار کر لی (روزنامہ نوائے وقت سنڈے ۲۹۔مارچ ۱۹۹۱ء ص ۲)

ملک غلام علی اعوان (۱۹۶۱۔۱۹۷۸ء) کا تعلق سلسلہ قادریہ سے تھا آپ نے کچھ حصہ خاکسار تحریک سے وابستہ رہ کر تحریک حصول پاکستان اور مسلم لیگ کے لیے دل و جان سے کام کیا اور پاکستان بننے کے بعد مکمل طور پر سیاست سے کنارہ کش ہو گئے۔(نوائے وقت سنڈے ۳۰۔جنوری ۱۹۹۲ء ص ۱۱)

الحاج چودھری غلام رسول چیمہ (۱۹۸۷ء) کے سینہ میں ملک و ملت کا درد پنہاں تھا اور تحریک پاکستان سے آپ کو دلی رغبت تھی جس زمانے میں مسلم لیگ کی سعی سے ہر طرف تحریک پاکستان کی بات چل رہی تھی اس وقت ڈاکٹر صاحب کے والدین انہیں ۵۰۰۰ روپے دے کر بھیجا کہ فلاں جگہ زمین بک رہی ہے وہ خرید لیں ڈاکٹر صاحب گھر سے زمین خریدنے کے ارادے سے نکلے آگے جا کر مسلم لیگ والوں کی پاکستان بنانے کے لیے چندہ کی اپیل سنی تو وہ ۵۰۰۰ روپے بطور چندہ دے کر خود خالی ہاتھ گھر لوٹ آئے پاکستان بننے سے قبل انجمن اسلامیہ فیصل آباد کا قیام عمل میں آیا تو ڈاکٹر چیمہ صاحب نے انجمن اسلامیہ کی رکنیت اختیار کر لی (نوائے وقت سنڈے ۲۲۔ مارچ ۱۹۹۱ء ص ۱۸)

میاں ضیاء الحق (۱۹۹۱ء) نے ۱۹۳۷ء میں مسلم لیگ میں شمولیت اختیار کی ۱۹۴۳ء میں شاندار اور بے لوث خدمات کے پیش نظر مسلم لیگ کے صدر بنا دیئے گئے قیام پاکستان تک آپ نے جس لگن اور جانفشانی سے اسلامیان ہند کی خدمت کی اسے اہل شہر استحسان کی نظر سے دیکھتے تھے قیام پاکستان کی جدوجہد کے سلسلہ میں مئی ۱۹۴۴ء اور اگست ۱۹۴۵ء گوجرانوالہ میں مسلم لیگ کے دو بڑے جلسے منعقد ہوئے جن سے قائداعظم نے خطاب فرمایا ان دونوں جلسوں کی صدارت کا اعزاز میاں ضیاء الحق کو حاصل ہے۔ ۲۷۔ جنوری ۱۹۴۷ء سول نافرمانی کی تحریک میں ان کو جیل بھیج دیا گیا بالآخر آپ کی قربانیاں رنگ لائیں اور ۱۴۔ اگست ۱۹۴۷ء کو شیرانوالہ باغ میں منعقدہ تقریب بسلسلہ پرچم کشائی میں میاں ضیاء الحق کو یہ تاریخی اعزاز حاصل ہوا کہ وہ سبز ہلالی پرچم کو پہلی بار گوجرانوالہ کی فضا میں بلند کریں۔ (نوائے وقت سنڈے ۲۲۔ مارچ ۱۹۹۱ء ص ۱۸)

کوئٹہ میں دو ادبی بزمیں تھیں بزم ادب کا جھکاؤ انجمن وطن اور اخبار استقلال کی طرف تھا جبکہ بزم اقبال اسم با مسمی تھی مسلم لیگ کے مسلم لیگ الاسلام میں بزم اقبال کے شاعروں کے اعلانات اور کاروائی چھپتی اخبار استقلال کوئٹہ میں چھپنے والی نظموں کا جواب دیا جاتا تھا قاضی محمد عیسیٰ کی بے نفسی ملی خدمات اور قیادت کے پیش نظر عارف سیمابی سیالکوٹی نے ان کے متعلق ایک نظم لکھی جس کا پہلا مصرع تھا:

قاضی عیسیٰ خاں فخر نوجوانان وطن

عارف سیمابی سیالکوٹی نے اپنی آنکھوں دیکھے حالات میں لکھا ہے کہ انجمن وطن کے عبدالصمد اچکزئی بھی غافل نہ بیٹھے تھے بلکہ مسلم لیگ کو شکست دینے کے لیے بڑی حکمت عملی اور دانائی سے سیاسی جنگ میں مصروف تھے مگر خوبرو قاضی عیسیٰ کی شخصیت بڑی لچکدار اور پرکشش تھی وہ بڑی نیچی سطح پر آ کر مسلم عوام میں گھل مل گئے تھے وہ عوام کے دکھ درد میں شریک ہوتے میں نے انہیں دو تین جنازوں میں میت کو کندھا دیتے دیکھا تھا مزید برآں وہ اسلامیہ سکول کوئٹہ کے منیجر اور مرکزی جامع مسجد کوئٹہ کے مجلس منتظمہ کے رکن بھی تھے بڑے فعال اور متحرک آدمی تھے انجمن وطن نے میکوہن پارک میں بڑے ٹھاٹھ کے کئی جلسے کرائے جن میں صاحبزادہ فیض الحسن، مولانا احسان اللہ شجاع آبادی، مولانا عطاء اللہ شاہ بخاری اور عبدالغفار خاں جیسی ہندوستان گیر شہرت کے مالک حضرات نے اپنی آتش نوائی جادو بیانی اور اعجاز خطابت کے جوہر دکھائے اور عوام کو انجمن وطن کا ہم خیال بنانے کی ہر ممکن جدوجہد کی کسی نے خلافت الٰہیہ کا نغمہ چھیڑا کسی نے اسلامی اتحاد اور رواداری کا راگ الاپا کسی نے اخوت اور بھائی چارے کی اہمیت پر زور دیا کسی نے متحدہ قومیت کا گیت سنایا لیکن ناکامی انجمن وطن کا مقدر بن چکی تھی بقول میر تقی میر:

الٹی ہو گئیں سب تدبیریں کچھ نہ دوا نے کام کیا

ایک جلسہ میں چوٹی کے مقررین تشریف لائے تو مسلم لیگی نوجوان نے جلسہ گاہ جانے والی ہر سڑک پر پکٹنگ کی ہر جانے والے شخص سے درخواست کرتے کہ وہ انجمن کے جلسے کی رونق بڑھانے کا باعث نہ بنیں انہیں مسلم لیگ اور کانگریس کے اغراض و مقاصد بتاتے اونچ نیچ سمجھاتے اس طرح بعض چوکوں پر چھوٹے کارنر جلسے کا سماں بندھ جاتا کبھی کبھار کسی من چلے کے اعتراضات کا جواب بھی دینا پڑتا مجموعی طور پر یہ طریقہ بڑا کامیاب رہا۔ (ڈاکٹر انعام الحق کوثر کے سلسلہ وار مضمون تحریک پاکستان بلوچستان میں قسط نمبر ۴ سے اقتباس روزنامہ مشرق لاہور ۲۶۔ اگست ۱۹۸۳ء ص ۶)

صاحبزادہ سید محمود الحسن شاہ آف عبداللہ پور نور پارک فیصل آباد فرماتے ہیں ایک بار میں سری نگر کشمیر جا رہا تھا مجھے ایبٹ آباد کچھ دنوں کے لیے رکنا پڑا گاندھی رائے بہادر کھنہ لال کی کوٹھی پر ٹھہرا ہوا تھا ایبٹ آباد ان دنوں گاندھی کی وجہ سے عیار سیاست کا مرکز بنا ہوا تھا ان دنوں عبدالغفار خان کو گاندھی سے محبت کی وجہ سے سرحدی گاندھی کے نام سے پکارا جاتا تھا اور وہ اصل گاندھی کے ساتھ تھے میں نے دوسرے دن ارادہ کر لیا کہ میں گاندھی کو ملوں گا اس مقصد کے لیے میں رائے بہادر کھنہ لال کی کوٹھی پر پہنچا ڈاکٹر خان وزیر اعظم سرحد تھے۔ یقین کیجیے میں نے اس مسخ شدہ پٹھان کو دیکھ کر خیال کیا کہ یہ شخص کھنہ لال کے خاندان کا کوئی فرد ہے میری سرحد کے وزیر اعظم سے ملاقات ہوئی میں نے گاندھی سے ملنے کا وقت مانگا اتنے میں مرزا عبدالرب ریٹائرڈ سیشن جج ڈیرہ اسماعیل خان بھی آ گئے دونوں کے نام اندر بھیج دیئے گئے اور پھر ملاقات کی اجازت مل گئی میں اندر داخل ہوا تو ہندوستان کا ہندو حسن گاندھی کے قدموں میں دیکھا حسین گریجوایٹ وزیروں کی جوان لڑکیاں گاندھی کے سر کی مالش کر رہی تھیں۔ ہم نے قائداعظم کی صحیح سیاست کے حوالے بات کی ہماری بات سن کر گاندھی نے کہا کہ قائداعظم میری بات نہیں مانتے اس وقت گاندھی گھبرائے ہوئے نظر آئے اتنے میں گاندھی کی عبادت کا وقت ہو گیا دو چوکیاں میدان میں رکھ دی گئیں جن پر گاندھی بیٹھ گئے سات حسین لڑکیاں ہاتھوں میں ستار لیے ہوئے بیٹھ گئیں اور پھر پُرفریب عبادت شروع ہوئی سات لڑکیاں گانے لگیں۔ خاردار جنگلے کے باہر سے آواز آئی سرحدی گاندھی تو آپ مل گیا ایک مسلمان شخص پر غیر مسلموں کا یہ طنز سن کر میری عجیب حالت تھی اسلامیہ کالج لاہور میں قائداعظم کی صدارت میں آل انڈیا مسلم لیگ سٹوڈنٹ فیڈریشن کا جلسہ ہوا مجھے بھی دعوت نامہ موصول ہوا دو دن قائداعظم کی صحبت میں ممڈوٹ ولا لاہور میں رہنے کا اتفاق ہوا دوسرے دن قائداعظم شاپنگ کے بعد ممڈوٹ ولا کی گراؤنڈ میں دھوپ میں تشریف فرما ہوئے ان دنوں یعنی ابتدائی دور میں میں نے بھی مسلم لیگ کا پرچم لہرانے کی مقدور بھر جدوجہد شروع کر رکھی تھی نواب ممڈوٹ نے میرا تعارف کراتے ہوئے کہا کہ شاہ صاحب کو ہندو کانگریسی مسلمان نہیں خرید سکے۔ قائداعظم کی آنکھوں میں نور تھا فرمانے لگے میں ایسے مردِ حق اور مومنانہ صفات کے مالک مذہبی رہنما سے مل کر دل سے خوش ہوا ہوں اور میرے لیے دعا کی وقت گزرتا رہا میرے ساتھی وزیر بن گئے عہدے حاصل کر لیے ہم نے صرف اور صرف اللہ پر بھروسہ کیا اور شاکر و صابر رہے۔ (نوائے وقت سنڈے ۱۵۔ اپریل ۱۹۸۸ء ص ۲)

حضرت علامہ سید محمود احمد رضوی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں قائداعظم کی اپنی تصریحات اور وہ علماء مشائخ اہل سنت جنہوں نے تحریک

پاکستان کے سلسلے میں قائداعظم سے تعاون کیا اور پاکستان کے سیاسی نظام کے سلسلے میں گفتگو کی جیسے حضرت خواجہ قمرالدین سیالوی، مولانا سید نعیم الدین مراد آبادی، مولانا عبدالحامد بدایونی، حضرت سید جماعت علی شاہ محدث علی پوری، حضرت محدث اعظم اور ایسے ہی بہت سے بزرگ ۱۹۴۶ء میں آل انڈیا سنی کانفرنس میں شریک ہوئے تھے انہوں نے ہی بتایا کہ قائداعظم پاکستان کو ایک اسلامی ریاست بنانا چاہتے ہیں ایسی مملکت جن میں مسلمان دین اسلام کی تعلیمات کے مطابق اپنی زندگی بسر کرسکیں اور آل انڈیا سنی کانفرنس میں راقم الحروف بھی شریک ہوا جس میں قرارداد پاکستان کی علماء مشائخ اہل سنت نے قرارداد پاکستان کی تائید وتوثیق کی تھی اور واضح طور پر یہ اعلان کیا تھا کہ پاکستان کی سیاست معاشرتی اور اس کا سارا نظام دین اسلام کی تعلیمات کے مطابق ہوگا جس سے یہ بات کھل کر سامنے آجاتی ہے کہ قائداعظم پاکستان میں اس سیاسی نظام کو جاری کرنے کا ارادہ رکھتے تھے جس کی نشاندہی اسلام کرتا ہے۔(نوائے وقت سنڈے میگزین ۲۵۔دسمبر ۱۹۸۶ء ص ۵ نوٹ اسی صفحہ پر ایک یادگار تصویر جس کی کیپشن قائداعظم دورہ سرحد کے موقع پر پیر زکوڑی شریف سے مصروف گفتگو ہیں۔

مولانا موہانی نے بمبئی اجلاس میں جولائی ۱۹۴۶ء میں کہا کہ مسلم لیگ کو چاہیے کہ وہ آزاد خود مختار پاکستان کے مطالبے کی طرف رجوع کرے اور مناسب کاروائیاں کرے یہ نظم بھی پڑھی انہیں قیام پاکستان کی خواب میں بشارت بھی ہوئی تھی:

پھر ساعتیں تمام ہوئیں انتظار کی
تقریب پھر قربت ہوئی وصل یار کی

نوائے وقت سنڈے ۲۷۔ستمبر ۲۰۰۹ء ص ۲۲)

حضرت صوفی محمد حسین قیس چشتی (۱۸۷۴۔۱۹۵۲ء) تقسیم ملک سے قبل آپ رسول کریم ﷺ کی سیرت پر ایک ضخیم کتاب تحریر فرمارہے تھے مگر افسوس اس قیامت صغرا میں وہ کتاب اور دیگر قلمی کتب لائبریری جن کی تعداد دو ہزار کے قریب تھی ضائع ہوگئیں کیونکہ ہندوؤں نے آپ کے گھر کو آگ لگادی آپ اور آپ کے بیوی بچے گھر کے پچھلے حصے کی کھڑکی سے نکلے اور جانیں بچا کر بھاگے اور قافلے کے ساتھ پاکستان پہنچے۔(نوائے وقت لاہور۔۱۷۔جولائی ۲۰۰۹ء)

رمیض احمد ملک کہتے ہیں میری اسلامیہ کالج میں طالب علمی کے دوران قائداعظم دو دفعہ اسلامیہ کالج آئے قائداعظم کو طلباء سے بہت پیار تھا خاص کر اسلامیہ کالج کے طالب علموں سے جنہوں نے پاکستان بننے میں بہت اہم کردار ادا کیا ایک دفعہ وہ ہمارے کالج کی تقسیم انعامات کی تقریب پر آئے اس وقت کالج کے پرنسپل عبدالغنی صاحب تھے ایف ایس سی میں کیمسٹری کے مضمون پر میرا بھی ایک انعام تھا یہ انعام میں نے قائداعظم کے دست مبارک سے وصول کیا اس طرح مجھے قائداعظم سے ہاتھ ملانے کا فخر اور شرف حاصل ہے اس موقع پر قائداعظم نے مختصر سی تقریر کی اسلامیہ کالج کے طلباء کی سیاسی سرگرمیوں کو سراہا دوسری مرتبہ جب قائداعظم آئے تو ان کے لیے ایک بہت بڑے عظیم الشان جلسے کا اہتمام کیا گیا تھا۔۔۔

ایک دن مولانا آزاد صاحب لاہور آئے ہوئے تھے اور میاں افتخار الدین کی کوٹھی پر قیام پذیر تھے ان دنوں میں اسلامیہ کالج کا

طالب علم تھا مجھے اور دوساتھیوں کو مولانا صاحب سے ملنے کا شرف پیدا ہوا ملنے کا مقصد مولانا صاحب سے کانگریس (جو کہ اب ہندو جماعت نظر آتی تھی) سے وابستگی کے بارے میں پوچھنا تھا ہم نے مولانا سے ملنے کا پیغام دیا ہمیں بتایا گیا کہ مولانا مسلمان طلباء سے ملنے سے گریز کرتے ہیں کیونکہ علی گڑھ کے طلباء نے مولانا صاحب کو علی گڑھ کے ریلوے اسٹیشن پر جوتوں کا ہار پہنایا تھا لیکن ہم انتظار میں بیٹھے رہے اور پروگرام یہ بنایا کہ جب مولانا صاحب باہر جانے کے لیے کوٹھی سے باہر آئیں گے تو ہم بھاگ کر ان کے سامنے ہو جائیں گے چنانچہ مولانا صاحب ہمارے دو تین گھنٹے کے انتظار کے بعد جب نکلے تو ہم حسب پروگرام بھاگ کر ان کے سامنے آ گئے اپنا تعارف کراتے ہوئے ہم نے بتایا کہ ہم اسلامیہ کالج لاہور کے طالب علم ہیں اور ان سے ایک سوال پوچھنا چاہتے ہیں مولانا صاحب نے کہا کہ آپ کیا پوچھنا چاہتے ہیں۔ ہم نے کہا کہ ہم آپ سے صرف یہ پوچھنا چاہتے ہیں کہ آپ اتنے بڑے مسلم عالم دین ہو کر کانگریس کے ساتھ کیوں وابستہ ہیں۔ ہندو زعماء نے ہمیں قہر آلود نظروں سے دیکھا مولانا سوچ میں پڑ گئے اور پھر کہنے لگے کہ انہوں نے کل دہلی دروازے سے کے باہر میدان میں تقریر کرنی ہے وہ اپنی تقریر میں اس سوال کا جواب دیں گے چنانچہ دوسرے دن ہم ان کی تقریر سننے شام کے وقت دہلی دروازے گئے مولانا صاحب نے زیادہ وقت اس بات کی وضاحت کرنے پر صرف کیا کہ پاکستان کا منصوبہ اقتصادی طور پر قابل عمل نہیں ہے انہوں نے تو یہاں تک کہا کہ اگر پاکستان بن گیا تو زیادہ دیر نہیں چل سکے گا لیکن ایک بات پتے کی کہی انہوں نے کہا کہ ایک بہت بڑی تعداد مسلمانوں کی کانگریسی ہندوستان (بھارت) میں رہ جائے گی ان کی دیکھ بھال کے لیے کچھ مسلمان لیڈروں کا ہندوستان میں ٹھہرنا ضروری ہے ایک دن ہمیں اسلامیہ کالج کے طلباء کو پتہ چلا کہ پنڈت جواہر لال نہرو لاہور آ رہے ہیں اور وہ ڈی اے وی (دیانند۔ آریا۔ ویدک) کالج جو کہ اس وقت ایک ہندو کالج تھا اور اب اسلامیہ کالج سول لائنز میں شام کے وقت تقریر کریں گے چنانچہ چند دوستوں نے ان کی تقریر سننے کا پروگرام بنایا اور ہم ڈی اے وی کالج پہنچ گئے پنڈت جی کی تقریر ہی پھس پھسی تھی انہوں نے پنڈال پر چل پھر کر تقریر کی ہاتھ پیچھے باندھے ہوئے تھے تقریر کا انداز نہیں تھا اب معلوم ہوتا تھا جیسے چلتے پھرتے گفتگو کر رہے ہیں تقریر میں انہوں نے کانگریسیوں کی مہمل مثال دہرائی کہ دو بھائیوں کی ایک مشترکہ گائے ہے ایک بھائی نے گائے کو تقسیم کرنے کی تجویز پیش کی کہ گائے کو کاٹ کر اس کے دو حصے کر دیئے جائیں اس طرح دونوں بھائی دودھ سے محروم ہو جائیں گے یہ بہت بھونڈی مثال تھی اس کا جواب قائداعظم نے اپنی ایک تقریر میں دیا کہ صحیح مثال دو بھائیوں کے ایک بڑے مشترکہ مکان کی ہے دونوں بھائیوں کا مختلف المزاج ہونے کی وجہ سے اکٹھا رہنا مشکل ہے اس لیے انہوں نے مکان تقسیم کرنے کا فیصلہ کر لیا اسی طرح ہمارا مطالبہ ہندوستان کو تقسیم کرنے کا بالکل ٹھیک ہے۔ (نوائے وقت سنڈے ۱۶۔ اگست ۲۰۰۹ ص ۲)

۳۰۔ اگست ۱۹۴۵ء کو کراچی سے قائداعظم کا بیان شائع ہوا جس میں آپ نے کہا کہ ہمارے سامنے فوری توجہ کے محتاج امور بہت سے ہیں جن میں سے نئے انتخاب اور ان انتخابات میں مسلم لیگ کی نمائندہ حیثیت کو ثابت کرنا ہے اور انتخابات کے نتائج سے پاکستان کی تائید کرنا ہمیں کوشش کرنا چاہیے کہ ہم ان انتخابات میں بہترین امیدوار کھڑے کریں جو مختلف قانون ساز مجالس میں اپنی عزت اور ذہانت کے مطابق ہماری قوم کی فلاح و بہبود کے لیے کام کر سکیں اور مسلم لیگ کے وقار اور عزت کو بلند کریں اور قائم رکھیں اس وقت قوم کو چاندی کی گولیوں

کی ضرورت ہے جسے ہم انتخابات میں اپنے دشمنوں کے خلاف استعمال کر سکیں۔ چنانچہ قائداعظم کی اس اپیل پر ۱۹۔اکتوبر ۱۹۴۵ء کو ایک نامعلوم شخص نے قائداعظم کے پاس چاندی کی دوا ینٹیں جن کا وزن ساڑھے پانچ ہزار تولہ یعنی ڈیڑھ دومن کے قریب تھا بھیجیں انہیں مسلم لیگ الیکشن فنڈ میں شامل کر لیا گیا۔ ۱۹۔اکتوبر ۱۹۴۵ء کو کوئٹہ میں تقریر کرتے ہوئے قائداعظم نے کہا کہ اگر حکومت برطانیہ نے اپنے اثر ورسوخ کا ناجائز استعمال نہ کیا تو ہم کانگریس کے مقابلہ میں بھاری اکثریت سے کامیاب ہوں گے کانگریس روپے اور پریس کے بل بوتے پر مسلمانوں میں پھوٹ ڈالنے کی ناپاک کوشش کر رہی ہے لیکن ہمارا خدا ہمارے ساتھ ہے اور ہم انشاء اللہ اس جنگ میں کامیاب ہوں گے۔ کس قدر قابل اعتماد پیشگوئی تھی صوبائی انتخابات سے حالات نے پلٹا کھایا۔۔۔۔(نوائے وقت سنڈے ۱۶۔اگست ۲۰۰۹ء ص ۲۶)

بیسویں صدی کے اوائل میں لاہور میں جو گھرانے اپنی دینداری کی وجہ سے مشہور تھے ان میں میاں غلام قادر کا گھرانہ بھی شامل تھا وہ جمعیت علمائے پاکستان کے بانی وسرپرست تھے اور مساجد کی تعمیر وانتظامات میں بھی خصوصی دلچسپی لیتے تھے فلاحی خدمات کے علاوہ دینی محافل بھی ذوق شوق سے منعقد کراتے تھے۔ میاں غلام قادر نے قائداعظم کی لازوال قیادت میں نہ صرف تحریک پاکستان میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیا بلکہ علمائے کرام کی بہت بڑی تعداد کو دوقومی نظریہ کی مکمل حمایت پر آمادہ کرنے میں ان کا موثر کردار رہا ہے ریلوے میں بہترین خدمات کے باعث انہیں (انگریز سرکار نے خان بہادر کا خطاب دیا تھا لیکن جب قائداعظم نے مسلمانوں سے خطابات واپس کرنے کی اپیل کی تو انہوں نے بلاتاخیر خطاب واپس کر دیا اور کبھی اپنے نام کے ساتھ خان بہادر کا لقب استعمال نہیں کیا۔(نوائے وقت ۸۔جولائی ۲۰۰۰ء)۔

میاں شجاع الرحمن قادری (۱۹۲۸۔۲۰۰۰ء) بن غلام قادر کو مسلم لیگ کی محبت اگرچہ ورثے میں ملی تھی تاہم وہ ۱۹۴۳ء میں باضابطہ طور پر مسلم لیگ کے ممبر بنے اور زمانہ طالب علمی میں ایم ایس ایف کے مقامی رکن کی حیثیت سے تحریک پاکستان میں خدمات سرانجام دیتے رہے۔(ایضاً)

مولانا مرتضیٰ احمد خان میکش (۱۹۰۴۔۱۹۵۹ء) تحریک پاکستان کے ایک نمایاں لیڈر تھے آپ دوقومی نظریہ کے قائل تھے اور مسلمانوں کی جداگانہ قومیت کے نظریہ کے حامل تھے اور اپنے قلم سے نظریہ کی آبیاری کرتے رہے برصغیر پاک وہند میں مسلمانوں کے جداگانہ مملکت کا تصور پیش کرنے والوں میں آپ کا نام بھی ہے برصغیر پاک وہند میں مسلمانوں کے لیے جداگانہ مملکت کے قیام کی تجویز کو ہندوؤں نے کبھی بھی پسندیدگی کی نگاہ سے نہیں دیکھا اور ہمیشہ اس کے خلاف اپنے بغض وعناد کا اظہار کیا روزنامہ پرتاب نے ۱۴۔دسمبر ۱۹۲۸ء کو اپنے مقابلہ اختتامیہ میں مہاشیہ کرشن نے لکھا ہے کہ ہندوستان ہندوؤں کی سرزمین ہے اور اس پر ہندوؤں کے سوا کسی اور قوم کا کوئی حق نہیں مسلمانوں کو اگر یہاں رہنا ہے تو ہندو اکثریت کا فرمانبردار اور دست نگر بن کر رہنا ہوگا مولانا مرتضیٰ اور خاں میکش نے اس کے جواب میں مسلم ہندی کے لیے وطن کی ضرورت پرتاپ کی وساطت سے ہندو ذہنیت کی نقاب کشائی کے عنوان سے روزنامہ انقلاب کی ۹۔دسمبر ۱۹۶۸ء کی اشاعت میں تحریر کیا کہ آقائے کرشن سے استدعا کرتا ہوں کہ وہ میری تجویز از سرنو غور کریں مسلمان جو بدقسمتی سے اس خطہ اراضی پر آباد ہو سکے ہیں یہاں کے باشندے سمجھیں ہندوؤں کے وسائل وذرائع میں انہیں برابر کا شریک تصور فرمائیں اور اس وراثت کی منصفانہ تقسیم کے لیے جو بہتر تجویز ہو پیش کر

دیں۔۱۹۴۲ء میں بنارس کی آل انڈیا سنی کانفرنس میں مولانا ابوالحسنات آپ کو خصوصی طور پر ساتھ لے گئے تھے آپ نے وہاں متعدد قرار دادیں پیش کیں جو متفقہ طور پر منظور ہوئیں قیام پاکستان کے بعد جب جمعیت علمائے پاکستان کی تشکیل ہوئی تو آپ اس کے قانونی مشیر مقرر ہوئے۔۔۔۔۔اسلام اور پاکستان کے لیے دل میں بڑا درد تھا آخری چند سال بڑی حسرت اور تکلیف میں گزرے مگر چونکہ انتہائی خوددار غیور اور درویش قسم کے آدمی تھے اس لیے کبھی کسی کے سامنے ہاتھ نہیں پھیلایا۔(نوائے وقت ۱۶۔اپریل ۱۹۹۶ء ص ۷ ماہنامہ ضیائے حرم لاہور مئی ۱۹۹۷ء تحریک پاکستان میں علماء ومشائخ کا کردار از محمد صادق قصوری مطبوعہ لاہور ۲۰۰۸ء)۔

مولانا محمد گلشیر خان شہید (۱۹۴۳۰ء) نے دوسری عالمی جنگ کا بگل بجتے ۳۔ستمبر ۱۹۳۹ء کو خوشاب میں جلسہ کرکے انگریزی فوج میں بھرتی کے خلاف فتوی دیا مولانا کی تقریروں نے اثر دکھایا تو کئی نوجوان میدان میں ان کے ہم سفر بن کر اتر چکے تھے۔عیسی خیل صوفی اللہ داد خان مرحوم روکڑی کے مولانا غلام محمد ہاشمی مرحوم اور خادم علی خادم موسی خیل کے صوفی عبدالرحیم بھکر کے میر قلم خان مواز کے پیر محمد شاہ بھٹی کے غلام محمد کا مرید غلام رسول کالاباغ کے نور محمد پراچہ ڈاکٹر غلام حیدر بلوچ اور خان زمان خان گاؤں گاؤں جا کر جاگیردارانہ جبر کے خلاف غربت و افلاس کے خلاف چنگاری پیدا کرنے اور پسے ہوئے عوام کو جگانے کے لیے دن رات مصروف تھے جیل سے رہائی کے بعد ملک دوست محمد واں بھچراں بھی اس میں شامل ہو گئے۔حالات اس قدر دگرگوں تھے کہ مولانا عبدالستار نیازی پر ملک امیر محمد کالاباغ نے غنڈہ ایکٹ لاگو کر کے میانوالی کی ضلعی حدود سے نکال باہر کیا میانوالی کا کوئی فرد اس کالے قانون کے خلاف آواز بلند کرنے کے لیے تیار نہیں تھا مگر وہ ملک دوست محمد تھے جو عدالت میں پیش ہوئے اور مولانا کی شرافت علم اور لیڈر شپ کے حق میں بیان دیا ملک صاحب ۱۹۹۶ء کو داغ مفارقت دے گئے۔ (نوائے وقت ۱۶۔جولائی ۱۹۹۶ء ص ۷)۔

حضرت سائیں حاجی بابا خوشی محمد تلونڈی آرائیاں ضلع ہوشیار پور میں پیدا ہوئے جب مڈل کا امتحان پاس کر لیا تو والد ماجد کے حکم پر دینی علوم کی طرف توجہ دی اور اپنے والد ماجد کی نگرانی میں تصوف وسلوک کی منازل طے کیں۔۔۔۔تحریک پاکستان میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیا پاکستان بننے کے بعد آپ لاہور آئے۔۔۔۔۔(نوائے وقت لاہور ۲۳ جولائی ۱۹۹۴ء ص ۷)۔

حضرت کبیر علی شاہ سجادہ نشین دربار عالیہ چورہ شریف اپنے انٹرویو میں فرماتے ہیں قائد اعظم نے میرے پردادا خواجہ احمد نبی شاہ گیلانی سے تعاون حاصل کرنے کے لیے ملاقات کی پھر اکابرین نے اس تحریک کے ساتھ گہری وابستگی اختیار کی اس تحریک کے ساتھ ۲۷ خانقاہیں منسلک تھیں میرے پردادا حضرت خواجہ احمد نبی شاہ گیلانی علیہ الرحمہ نے یہ اعلان کر دیا کہ جو تحریک پاکستان کا رکن نہیں بنے گا وہ ہمارا مرید نہیں لہٰذا بنارس میں منعقدہ کانفرنس میں برصغیر بھر سے مشائخ جمع ہوئے اور قائد اعظم اور مسلم لیگ کی حمایت کا اعلان کیا تمام خانقاہوں کے افراد نے اعلان کر دیا کہ جو مسلم لیگ میں نہیں ہمارا مرید نہیں اس طرح بنارس کانفرنس میں تحریک پاکستان زور وشور سے مشہور ہوئی اس وقت چورہ شریف میں موجود میرے پردادا حضرت خواجہ احمد نبی شاہ گیلانی علیہ الرحمہ نے اعلان کر دیا کہ مجھے بارگاہ رسالت ﷺ سے اپنے پیر خانے کی وساطت سے یہ بشارت دی گئی ہے کہ پاکستان بن کے رہے گا۔انہوں نے ایک بار پھر زوردار الفاظ میں کہا کہ مجھے اشارہ مل گیا ہے۔

اب اگر خدانخواستہ قائداعظم پاکستان کے دعوے سے دستبردار بھی ہو جائیں لیکن ہم پاکستان بنا کر چھوڑیں گے تحریک پاکستان میں بے شمار بزرگان دین اور علمائے کرام کا مرکزی کردار ہے جس طرح دیگر شعبہ جات کے ذمہ دار افراد نے تحریک میں کام کیا اسی طرح بزرگان دین نے روحانی طور پر اس تحریک کے لیے جدوجہد کی ایک بار ایسا ہوا کہ ایک خاندان مقبوضہ کشمیر سے ہجرت کر کے اٹک آ گیا لیکن مستقبل بے سروسامانی کی حالت تھی میرے والد گرامی نے دیکھا تو فوراً ان کی مستقل رہائش اور روزگار کا بندوبست کیا بلکہ اس کے بعد پنڈی میں مکمل طور پر مہاجر کیمپ بنایا تاکہ آنے والے لوگوں کی بھرپور مالی معاونت کی جائے وہ کہتے تھے کہ مہاجروں کی محبت خدمت اور عمل وفضل یہ اللہ کا محبوب فعل ہے۔ (نوائے وقت سنڈے ۲۴۔ستمبر ۲۰۰۶ءص ۲۷)۔

علامہ اقبال نے اوائل ۱۹۳۰ء میں ایک مسلم دانشور کو بتلایا تھا کہ مسلمانوں کے لیے ایک الگ وطن کے قیام کا خیال مجھے حضرت داتا گنج بخش کے مزار پر عبادت کے دوران آیا تھا اس دانشور کے مطابق علامہ پر یہ خیال اس مشہور صدارتی خطبہ سے پہلے القادر ہوا تھا جو انہوں نے ۲۹ دسمبر ۱۹۳۰ء کو الٰہ آباد میں آل انڈیا مسلم لیگ کے سالانہ اجلاس میں دیا تھا اس خطبہ میں انہوں نے پہلی مرتبہ ایک آزاد مسلم ریاست کے قیام کا خاکہ پیش کیا تھا انہوں نے درحقیقت تخلیق پاکستان کی پیشگوئی اپنی ایک مشہور پرجوش نظم طلوع اسلام میں ۲۱۔۱۹۲۰ء میں ہی کر دی تھی۔

عطا مومن کو پھر درگاہ حق سے ہونے والا ہے
شکوہ ترکمانی ذہن ہندی نطق اعرابی

یہ کون مسلمان تھے جنہیں قدرت ایک عظیم ریاست کی نشانیاں عطا کرنے والی تھی۔ وہ برصغیر کے مسلمانوں کے علاوہ اور کون ہو سکتے تھے علامہ اقبال کی روحانی بصیرت پر یہ بھی عیاں ہو چکا تھا کہ مسلم عوام کے اس منتشر ہجوم کی قیادت کے لیے ایک عظیم راہ نما کا ظہور ہوگا انہوں نے ۱۹۲۷ء میں اپنی ایک فارسی نظم میں نوجوانان اسلام کو خطاب کرتے ہوئے کہا تھا

می رسد مردے کہ زنجیر غلاماں بشکند
دیدہ ام از روزن دیوار زندانِ

(وہ مرد راہنما آ رہا ہے جو غلاموں کی زنجیر توڑ ڈالے گا مجھے تمہارے زندان کی دیوار میں درزوں سے یہ نظر آ رہا ہے) اسی ولولہ انگیز شاعرانہ کلام یعنی زبور عجم کی ایک اور نظم میں وہ اپنی چشم تصور سے ایک عظیم راہنما اور ایک عظیم ریاست کے جنم لینے کی پیشگوئی کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

خضر وقت از خلوت دشتِ حجاز آید بروں
کارواں زیں وادئی دور و دراز آید بروں
من بسیمائے غلاماں کسر سلطان دیدہ ام
شعلہ محمود از خاک نیاز آید بروں

(حجاز کے صحرائے سے ایک عظیم راہنما نمودار ہوگا جو کارواں کو گہری وادئی سے باہر نکالے گا مجھے غلاموں کی پیشانیوں پر شاہی جلوہ نظر آرہا ہے۔ جو خاک نیاز سے شعلہ محمود بن کے نکلے گا جس راہنما کا علامہ اقبال نے تصور پیش کیا اور پھر نشان دہی بھی کر دی وہ محمد علی جناح تھے یہ صرف حالات کا ہی تقاضا نہ تھا بلکہ اس میں علامہ اقبال کی روحانی بصیرت بھی شامل تھی کہ انہوں نے جناح سے مسلمانوں کی قیادت کلی طور پر سنبھالنے پر اصرار کیا۔ مسلم انڈیا امید رکھتا ہے کہ اس نازک موڑ پر آپ کی طبعی ذہانت موجود مشکل صورت حال کا کوئی نہ کوئی حل ضرور ڈھونڈ نکالے گی۔ ایک دوسرے خط میں علامہ اقبال نے لکھا آپ وہ واحد مسلمان ہیں جس پر ہماری مسلم آبادی یہ حق رکھتی ہے کہ وہ اس طوفان سے بحفاظ گزر جانے کے لیے آپ کی راہنمائی پر انحصار کرے جو شمال مغربی ہندوستان پر نازل ہونے والا ہے۔ اس بات میں ایک روحانی پہلو کی جھلک ہے کہ قائداعظم (عظیم راہنما) کا خطاب آپ کے نام محمد علی جناح کا صرف لاحقہ ہی نہیں بلکہ ہم معنی بن گیا تھا کہا جاتا ہے کہ یہ لقب سب سے پہلے ایک مذہبی شخصیت مولانا احمد سعید نے جامع مسجد مراد آباد انڈیا میں ۷۔ دسمبر ۱۹۳۰ء کو اپنی تقریر میں استعمال کیا احمد سعید کے الفاظ تھے۔ آج مسلمانوں میں سیاست کو سمجھنے والا ان (محمد علی جناح) سے بہتر کوئی شخص نہیں لہٰذا مسلمانوں کے قائداعظم کہلانے کے وہ بجا طور پر مستحق ہیں۔ یہ خطاب ہندوستاں کے مسلمانوں میں فوراً مقبول ہو گیا عجیب بات ہے کہ اس کے کچھ ہی دیر بعد اس مذہبی سیاسی پارٹی یعنی جمعیت العلماء ہند نے جس کے سیکرٹری مولانا احمد سعید تھے اپنے آپ کو ہندو کانگریس کے ہمرکاب کر لیا لیکن یہ خطاب محمد علی جناح کے حصہ میں ہمیشہ کے لیے آ گیا۔ تقدیر نے اپنا کام کروالیا۔'' اس خطاب کو پاکستان کی دستور ساز اسمبلی نے دستوری تحفظ فراہم کر دیا ۱۲۔ اگست ۱۹۴۷ء کو اسمبلی نے قرارداد منظور کی کہ محمد علی جناح کو تمام قراردادوں اور دستاویزات میں قائداعظم کے لقب کے ساتھ خطاب کیا جائے'' جدید تاریخ میں ایسی کوئی دوسری مثال نہیں ملتی کہ کسی راہنما کو اس کے اصل نام سے بھی زیادہ اس کے تعظیمی لقب سے شناخت حاصل ہو۔ قائداعظم محمد علی جناح کی شخصیت میں بلند مرتبہ روحانیت شامل تھی لیکن ان کے کردار کے روحانی پہلو کو ایک بدخواہ ملک دشمن ٹولی نے پوشیدہ طریقوں سے سوچ سمجھے پلان کے مطابق دنیا کی نظروں سے اوجھل رکھا لیکن ایک مہک دار پھولوں سے لدے پھندے درخت کی خوشبو کو کس طرح کوئی قید کر سکتا ہے۔

قائداعظم کی تقاریر بیانات اقدامات اور خیالات ان کی روحانیت اور یقین محکم کے آئینہ دار تھے قیام پاکستان کے سیاسی اور معاشی پہلوؤں کے

بارے میں ان کے خیالات اسلامی تعلیمات سے ماخوذ تھے اس کی چند مثالیں ذیل میں پیش کی جاتی ہیں۔ ہمارا دین ہماری ثقافت اور اسلامی نظریات ہمارے آزادی حاصل کرنے کا جذبہ محرکہ ہیں۔ ہم مشیت ایزدی کے شکر گزار ہیں جن نے ہمیں ان باطل قوتوں کے ساتھ نبرد آزما ہونے کا حوصلہ اور ایقان عطا کیا اگر ہم اپنی راہنمائی اور اپنا جذبہ قرآن مجید سے حاصل کریں تو میں یہ پھر کہتا ہوں کہ آخری فتح ہماری ہوگی۔ اب آپ سب سے مجھے صرف یہی درکار ہے کہ آپ میں سے ہر کوئی جس تک میرا یہ پیغام پہنچے وہ اپنے آپ سے یہ عہد کرے کہ وہ پاکستان کو اسلام کا قلعہ بنانے کے لیے ضرورت پڑنے پر اپنا سب کچھ قربان کرنے کے لیے تیار رہے ہم نے پاکستان کو ایک عظیم قوم بنانا ہے جس کا مقصود اندرونی امن اور بیرونی امن قائم کرنا ہے۔ آپ موت سے کبھی نہ ڈریں ہمارا دین ہمیں یہ درس دیتا ہے کہ موت کے لیے ہم ہر وقت تیار رہیں ہمیں اسلام اور پاکستان کی عزت کا پاس کرتے ہوئے بہادری سے اس کا سامنا کرنا چاہیے ایک مسلمان کے لیے اس سے بڑی نجات نہیں ہوسکتی کہ حق کی راہ میں جان قربان کر کے شہید ہو۔ یاد رکھیئے کہ ہم ایک ایسی ریاست بنا رہے ہیں جو ساری اسلامی دنیا کی تقدیر میں اپنا بھرپور کردار ادا کرے گی لہٰذا ہمیں ایک وسیع تر نقطہ نظر درکار ہوگا ایک ایسا وسیع تناظر جو صوبائی حدود تنگ نظر قوم پرستی اور نسل پرستی سے ماوراء ہو۔۔۔۔ملک حبیب اللہ نے جو قائداعظم کے ایک پرستار ہونے کے ساتھ ساتھ اعلیٰ پایہ کے محقق بھی تھے اس اپنی کتاب قائداعظم کی شخصیت کا روحانی پہلو۔ میں قائداعظم کی روحانیت کے بارے میں نشر واقعات وحالات کو یکجا کر دیا ہے اس نادر دستاویز نے لوگوں کی آگاہی کے لیے کہ ان کا بے مثل سیاسی راہنما اس قابل محترم صفت کا مالک بھی تھا ایک نہایت ضروری خلاء کو پر کیا ہے۔ (نوائے وقت سنڈے ۱۲۔نومبر ۲۰۰۶ء ص ۱۹)

خواجہ ابوالخیر پیر محمد عبداللہ جان صاحب سجادہ نشین دربار عالیہ مرشد آباد شریف پشاور نے فرمایا کہ قائداعظم محمد علی جناح پیر آف مانکی شریف کی بارگاہ میں حاضر ہوئے ہو کر بولے پاکستان کا مطلب الا الہ الا اللہ ہوگا پیر آف مانکی شریف نے فرمایا کہ مجھے لکھ کر دو آج بھی قائداعظم محمد علی جناح کے ہاتھ کی لکھی ہوئی وہ تحریر پیر آف مانکی شریف کے آستانے میں موجود ہے۔ (روزنامہ جنگ راولپنڈی ۱۰۔فروری ۲۰۱۴ء)

جناب عنائت اللہ شاہ دین (۱۹۴۹۴ء) مشرقی پنجاب میں مسلمانوں کا قتل عام عروج پر تھا بھٹنڈا کے ایک قریبی قصبے کے تقریباً گیارہ ہزار مسلمان کو متعصب اور تنگ نظر ہندوؤں اور سکھوں نے گھیر رکھا تھا گھرے ہوئے نیم مسلح مسلمانوں نے اپنی یہ خبر کسی نہ کسی طرح سابق اسلامی ریاست بہاولپور کے ایک سرحدی شہر بہاولنگر کے مسلمانوں تک پہنچا دی شہر کے ہر طبقہ کے قومی درد رکھنے والے لوگ اکٹھے ہو گئے اور ایک میٹنگ میں فیصلہ ہوا کہ یہ خبر لاہور میں پنجاب کے وزیر اعلیٰ نواب ممدوٹ تک پہنچائی جائے تا کہ گھرے ہوئے گیارہ ہزار مسلمانوں کی جانیں بچانے کا اہتمام کریں ان دنوں بہاولنگر تا لاہور ذرائع آمد ورفت انتہائی دشوار گزار تھے گھوڑے یا اونٹ کی سواری واحد ذریعہ تھی اور پھر اس طویل راستے پر ہندوؤں اور سکھوں کی کئی آبادیاں ایسی تھیں جہاں سے مسلمانوں کے قتل عام کی خبریں آرہی تھیں ان حالات میں بہاول نگر کے

مقتدر شہریوں کی مجلس میں کسی کڑیل جوان نے لاہور جانے کی حامی نہ بھری تو ایک ضعیف شخص جو دمہ کا مریض بھی تھا نے کھڑے ہو کر اعلان کیا کہ وہ اپنے گیارہ ہزار مسلمان بھائیوں کی گردنیں بچانے کے لیے اپنی جان کی بازی لگا رہے ہیں اور فوری طور پر لاہور جا رہے ہیں اگر کوئی مجاہد نوجوان میرا ساتھ دینے کے لیے آگے بڑھے تو یہ میری حوصلہ افزائی بھی ہوگی میں اس کا تمام خرچہ بھی برداشت کروں گا لیکن افسوس کہ اس وقت اس مجمع میں مکمل خاموشی چھائی رہی کسی ایک شخص نے آگے بڑھنے کی ہمت نہ کی چنانچہ عنائت اللہ شاہ دین مرحوم اکیلے اونٹ پر سوار ہو گئے اور تقریباً سات سو تین میل کے سفر پر روانہ ہو گئے وہ دو دن اور دو راتوں کے سفر کے بعد لاہور پہنچ گئے اور نواب ممڈوٹ کو ساری حقیقت بتانے میں کامیاب ہو گئے راستے میں جہاں اور جن جگہ شر پسند ہندو سکھوں کا کوئی بڑا قصبہ آتا اللہ تعالیٰ نے اپنے دین کا تحفظ کرنے والے اس مجاہد کی غائبانہ مدد فرمائی اس بندے کو تحفظ دینے کے لیے کبھی بارش اور کبھی آندھی بھیج دی اور یہ بوڑھا دمہ کا مریض بارش اور آندھی میں لگاتار تکلیف دہ سفر جاری رکھا اس مریض بوڑھے کی عظیم جدوجہد کے نتیجہ میں گیارہ ہزار مسلمانوں کی جانیں بچ گئیں اس وقت کے وزیر اعلیٰ جناب نواب ممڈوٹ اگر بھنگی شرابی اور جیالے پن کے مریض ہوتے تو اس مجاہد کی محنت رائیگاں جاتی لیکن ایسا نہیں بلکہ جذبہ حب الوطنی سے سرشار ممڈوٹ نے ان مسلمانوں کو لانے کے لیے مسلمان فوج کا ایک چاک و چو بند دستہ فوری طور پر بھجوا دیا ان ہزاروں مسلمانوں کو بچانے والے پر اللہ تعالیٰ اپنی لاکھوں کروڑوں رحمتیں نازل فرمائے۔(روزنامہ اخبار لاہور ۲۵۔اگست ۱۹۹۶ء اداراتی صفحہ)

ملک امام بخش ناسخ کمالوی المعروف ناسخ سیفی (۱۹۱۸۔۱۹۸۴ء) نے کم عمری میں صحافت کی وادی میں قدم رکھا معاشرتی اور اصلاحی ہفتہ وار اخبار سعادت جاری کیا اس کا پہلا شمارہ ۲۷۔اگست ۱۹۳۷ء کو کمالیہ سے شائع ہوا ناسخ سیفی صاحب کے مسلم لیگی ذہن اور مزاج کی بنیاد پر یہ اخبار اس علاقے میں مسلم لیگ کا داعی اور ترجمان رہا ۱۹۴۲ء میں قائداعظم لائل پور کے تاریخی دورے پر تشریف لائے تو یہ اس علاقے کا واحد مسلمان اردو اخبار تھا لائل پور میں قائداعظم کی آمد کے حوالے سے ناسخ سیفی صاحب نے سعات کا مسلم لیگ نمبر شائع کیا ناسخ سیفی صاحب نے اہلاً و سہلاً مرحبا کے تحت اداراتی کالم میں قائداعظم اور ان کے رفقاء کا خیر مقدم کرتے ہوئے لکھا کہ سرزمین لائل پور کی خوش قسمتی ہے کہ اس کو قائداعظم محمد علی جناح اور مسلم لیگ کے دیگر اکابر کی قدم بوسی کا شرف حاصل ہو رہا ہے ان میں سے ہر ایک ملت اسلامیہ کا پر خلوص خادم ہے اور اس لیے ہماری انتہائی عزت و تکریم کا مستحق ہے پرونشل لیگ کے محترم صدر اور صوبے کے عمائدین اور وزرائے مکرم کی تشریف آوری اس بے پناہ حب عقیدت وارادت بندی کا مظہر ہے جو مسلمانوں کو ہر کہ دمہ کو قائداعظم کی ذات بابرکات سے ہے اطراف و اکناف ہند سے اسلامی شرکت کو از سرِ نو قائم کرنے کا ولولہ رکھنے والے جاں نثاروں کی آمد صاف ظاہر کر رہی ہے کہ مسلمانوں کی تنظیم کسی اعلیٰ نہج پر قائم ہو چکی ہے اور ان کی صحیح نمائندہ جماعت کون سی ہے اور جماعتی سرگرمیوں کا صحیح مرکز کونسا ہے ضلع لائل پور (فیصل آباد) کا باشندہ ہونے کی حیثیت سے ہم پرونشل لیگ کو

اس جلسے کے انعقاد پر مبارک باد عرض کرتے ہیں اور اپنے محترم مہمانوں کو نہایت پرخلوص خوش آمدید کہتے ہیں۔ پنجاب پراونشل مسلم لیگ کانفرنس کے موقع پر تاج سیفی صاحب کمالیہ سے رضا کاروں کی ایک فوج لے کر لائل پور آئے اور بڑی مستعدی اور جاں فشانی سے اجلاس کی کامیابی کے لیے بساط بھر خدمات انجام دیں ان کے جوش عمل اور تنظیم کار سے متاثر ہو کر میاں عبدالباری، نواب غضنفر علی خان اور نواب ممڈوٹ نے انہیں مستقلاً لائل پور چلے آنے کی دعوت دی چنانچہ ۱۹۴۳ء میں وہ اپنے اخبار سعات کو کمالیہ سے لائل پور لے آئے۔(رونامہ جنگ راولپنڈی ۷۔جولائی ۲۰۰۰ء)

استاد شاعر سید انوار ظہوری اپنے انٹرویو میں فرماتے ہیں تحریک پاکستان کا تعلق میری زندگی میں ولادت کی اذان سے متصل ہے چونکہ گھر سے ہفت روزہ بھی شائع ہوتے تھے روزنامے بھی نکلتے تھے اور ماہنامہ بھی شائع ہوتا تھا۔بڑے بہنوئی حکیم انصاری دکن کے نہایت نامور صحافی تھے منجھلے بھائی سید معین الحق روزنامہ آغاز کے مدیر ہونے کے علاوہ اتحادالمسلمین سے وابستہ تھے اور علامہ سید عبدالقدوس ہاشمی مجلس عمل اور صدر اتحادالمسلمین مولانا مظہر علی کامل سے منسلک تھے سید نورالحق نور مجلس ہفت روزہ الاعظم اور ہفت روزہ چار مینار (مزاحیہ) کے مدیر تھے ہمیشہ بمبئی میں مسلم لیگی پلیٹ فارم تک جا پہنچی تھیں میرا پاکستان آنا بھی دراصل قائداعظم پر کہی جانے والی ایک نظم کا نتیجہ ہے ہمیشہ کراچی آ کر مادر ملت کے ساتھ قیام فرماتیں چنوں بھائی مادر ملت کے سیکریٹری تھے میرے بھانجی داماد پروفیسر سید احمد قادری بھی مادر ملت کی خدمت میں تھے سید حسین الحق مرحوم ان کے خصوصی حاضر باشوں میں تھے میری نظم کو انگریزی میں ترجمہ کروا کر مادر ملت نے فیصلہ سنا دیا کہ یہ ذہن ہندوستان میں رہنے کے لیے پیدا نہیں ہوا ہمشیرہ کو دکن بھجوا کر مجھے بلوالیا میں واحد شخصیت ہوں جس کی نوعمری میں مادر ملت نے پذیرائی کی مجھے ان کی شکل میں اللہ تعالیٰ نے ماتا کی نعمتیں لوٹا دیں پھر میں نے قائداعظم پر نظمیں کہنی شروع کیں جو بیاض قائد کے نام سے لاہور کے ایک اعلیٰ کاتب کے ہاں کاغذوں میں ادھر ادھر چھپی ہوئی ہیں۔(نوائے وقت ادب ۱۰۔ستمبر ۱۹۹۹ء)

مولانا ابوالاعلیٰ عطا محمد چشتی المعروف حاجی لق لق (۱۸۹۳۔۱۹۶۱ء) بقول غلام حسین اسدی ایک روز حاجی صاحب انہیں اپنے ہمراہ لے کر جاوید منزل گئے جہاں وہ علامہ اقبال سے ملاقات چاہتے تھے وہ انہیں باہر بٹھا کر علامہ اقبال کے کمرے میں گئے اور لگ بھگ ڈیڑھ گھنٹہ تک ان سے گفتگو کی تھی یہ ذکر ۱۹۳۷ء کا ہے ان دنوں حاجی صاحب روزنامہ زمیندار سے منسلک تھے۔اس ملاقات کے بعد ان کے کالم مزید شدید ہو گئے اور پھر انہوں نے مسلمانوں کے لیے علیحدہ مملکت کے حصول کے حوالے سے انگریزوں اور ہندوؤں پر طنز و مزاح کے بہت گہرے نشتر چلائے حفیظ جالندھری انہیں گلاب کا پھول کہا کرتے تھے ظفر علی خاں نے باقاعدہ یہ شعر کہہ دیا تھا:

رونق کون ومکان ہادی برحق سے ہے

بزم صحافت حاجی لق لق سے ہے

(نوائے وقت ۳۔اکتوبر ۱۹۹۵ء)

حکیم محمد رفیع (1907-1940ء) اپنے والد بزرگوار خطاط الملک حکیم امام الدین رحمۃ اللہ علیہ سے تلمیذ ہوئے اور روحانی فیض بھی حاصل کیا حکیم صاحب تحریک پاکستان کے ایک سرگرم کارکن تھے اور حضرت علامہ اقبال رحمۃ اللہ علیہ کی معیت میں آل انڈیا مسلم لیگ کے ایک ادنی سپاہی کے طور پر پیش ہوئے حضرت قائد اعظم رحمۃ اللہ علیہ سے بھی متعدد بار ملاقات کا شرف تحریک پاکستان کے اس گمنام سپاہی کو حاصل ہے جس خاندان سے مرحوم کا تعلق ہے اس خاندان کا تحریک پاکستان سے گہرا تعلق رہا ہے اس کا ثبوت مرحوم کے بھائی محمد مالک شہید کی شہادت ہے یہ مارچ ۱۹۴۶ء کا واقعہ ہے کہ تحریک زوروں پر تھی اور محمد مالک شہید اسلامیہ کالج ریلوے روڈ لاہور میں سال دوم کے طالب علم تھے وطن کی آزادی کا جذبہ دل میں لیے یہ نوجوان اپنے کالج کی تنظیم کا روح رواں تھا اور مسلم سٹوڈنٹس فیڈریشن کا ایک سرگرم کارکن تھا اور اکثر اوقات اس سلسلے میں اپنے بھائی (کزن) منشی محمد رفیع سے رہنمائی حاصل کرتے رہتے تھے۔ جس کی وجہ سے وطن کی آزادی کی تڑپ ان کے دل میں اور تیز ہو جاتی اور وہ ایک نئے جذبے اور جوش سے سرشار ہو جاتے اسی جوش و ولولے سے اس نوجوان کو شہادت کے رتبے پر فائز کیا اور اسے تحریک پاکستان کا شہید اول ہونے کا اعزاز حاصل ہوا۔ (نوائے وقت لاہور ۵۔نومبر ۱۹۹۴ء ص ۱۱)

محسن ملت ڈاکٹر ضیاء الدین آف علی گڑھ کی ملی خدمات کا مزید تذکرہ ملاحظہ ہو جن دنوں تحریک خلافت زوروں پر تھی اور علی برادران اس کے سرخیل تھے تو مسلمانوں اور ہندوؤں کے اتحاد کے پیش نظر ان برادر نے ہندوؤں کے ساتھ یہ طے کیا کہ مسلم یونیورسٹی علی گڑھ کی بجائے ہندوؤں اور مسلمانوں کی ایک ہی درس گاہ ہو اس کا اس کا نام جامعہ ملیہ رکھا جائے یعنی ملت ہندیہ مسلمان طلباء نے اپنے ہوسٹلوں کے باہر انگریزی لباس جلا دیئے انگریزی کتابیں بھی جلا دیں اور یہ طے پایا کہ مسلم یونیورسٹی کی لائبریری جس میں سرسید، سید محمود سرراس مسعود ڈاکٹر ضیاء الدین اور دیگر بزرگوں کی پیش کردہ ہر شعبہ زندگی کی کتابیں تھیں جو ہندوستان کی عظیم ترین یونیورسٹی لائبریری شمار ہوتی تھی ایسی کتابیں تھیں جو ہندوستان کی عظیم ترین یونیورسٹی لائبریری شمار ہوتی تھی اس لائبریری کو اور یونیورسٹی کے ہر شعبہ میں لائبریری کی کتابوں کو جلا دیا جائے اور مسلم یونیورسٹی کو بھی آگ لگا دی جائے علی برادران نے طلباء کو اتنا بھڑکایا کہ وہ یونیورسٹی اور ان نوادرات کو جلانے کے درپے ہو گئے ڈاکٹر ضیاء الدین اس جلسے میں جا پہنچے تو بپھرے ہوئے طلباء نے انہیں انگریز کا پٹھو اور طرح طرح کی گالیاں دے کر انہیں گھیر لیا ڈاکٹر صاحب نے با آواز بلند کہا مجھے شوق سے مارو علی گڑھ یونیورسٹی مسلم یونیورسٹی اور ہندو بنارس یونیورسٹی کو ایک ساتھ جلاؤ وہ اس طرح کہ علی برادران میں سے ایک بنارس چلا جائے اور دوسرا یہیں رہ جائے ٹیلی فون پر ایک دوسرے سے رابطہ رکھیں اور بیک وقت دونوں کو آگ لگا کر جلا ڈالیں اور پھر جامعہ ملیہ کی بنیاد رکھیں کچھ لیت و

لال کے بعد یہ طے پایا کہ شوکت علی صاحب جو بڑے بھائی تھے بنارس تشریف لے جائیں اور ملت ہندیہ کے بڑے بھائی نہرو کی بنارس ہندو یونیورسٹی کی کاروائی خود کریں یہ فیصلہ کانگریس کے لیڈروں کو بھی پہنچایا گیا جنہوں نے منہ بسور کر اسے منظور کرنے کے علاوہ کوئی اور چارہ نہ سمجھا چنانچہ وقت مقررہ پر جب مولانا شوکت علی صاحب بنارس پہنچے تو وہاں کے ہندو وائس چانسلر اساتذہ اور طالب علموں نے انہیں بنارس ہندو یونیورسٹی کے اندر گھسنے ہی نہ دیا انہوں نے فوری طور پر مولانا محمد علی جوہر کو علی گڑھ فون پر مطلع کیا اور اس طرح ڈاکٹر ضیاء الدین کی حکمت عملی سے یہ معاملہ رفع ہوا پہلی گول میز کانفرنس میں ہندوؤں کی اپنی حرکات کے سبب مولانا محمد علی وفات پا گئے اور بیت المقدس میں دفن ہوئے اور مولانا شوکت علی آخری ایام میں مسلم لیگ میں شامل ہوئے اور قائداعظم کے سپاہی بن کر مسلم لیگ میں حضرت علامہ اقبال کے دوش بدوش کام کرنے کا اعادہ کیا اور دونوں حضرات علامہ اقبال اور مولانا شوکت علی ایک ہی سال میں رحلت فرما گئے جامعہ ملیہ پہلے علی گڑھ میں ایک سال تک قائم رہی بعد میں دہلی منتقل کر دی گئی تحریک پاکستان کے دوران ڈاکٹر ضیاء الدین نے تحریک و مسلم لیگ دونوں کا بھر پور ساتھ دیا انہوں نے قائداعظم کی قیادت پر مکمل اعتماد اور ان سے مکمل تعاون کیا اپنے پیرو وائس چانسلر جناب اے بی اے حلیم کو علی گڑھ مسلمان سیٹ سے مسلم لیگ کے ٹکٹ پر کھڑا کیا اور کامیاب کروایا بہار میں مسلمانوں کے قتل عام بنگال میں الیکشن سندھ پنجاب میں الیکشن میں علی گڑھ کے طلباء کے وفود بھیجے اور خود دورے کر کے تحریک پاکستان کی کامیابی کو پایہ تکمیل تک پہنچایا جن طلباء نے تحریک پاکستان میں کام کیا ان کو اگلی جماعتوں میں پاس کر کے ترقی دی اس طرح بی اے بی ایس سی، ایم اے، ایم ایس سی، ایل پی حکمت اور انجینئرنگ کے طلباء کو پاس کر کے ڈگریاں دیں یہ طلباء تکمیل پاکستان کے بعد قومی زندگی میں معاون ثابت ہوئے۔ ۱۹۴۷ء کے دوران جب پاکستان کی منزل قریب تر ہوتی گئی تو جامعہ ملیہ اور کانگریسی ذہن رکھنے والے کچھ طلباء نے یونین کی الیکشن کا بہانہ کر کے ان کے خلاف تحریک شروع کر دی ڈاکٹر صاحب نے علی گڑھ کی وائس چانسلر کی کرسی سے استعفیٰ دے دیا ان کے حامی طلباء نے مخالف طلبہ کو پکڑ کر خوب مارا پیٹا اور ڈاکٹر صاحب کے خلاف مہم چلانے پر انہیں سر عام معافی مانگنے کو کہا یہ طلباء مشکیں کسے ہوئے یونین ہال میں ان کے سامنے پیش کئے گئے یہ زمانہ ۱۹۴۷ کا ہے محسن ملت حضرت ڈاکٹر ضیاء الدین کے الفاظ جو ان کے آخری خطاب کے ہیں آج بھی میرے کانوں میں گونجتے ہیں۔عزیز طالب علمو! تم نے ان شرپسندوں کی ٹھکائی کر کے میرے پاؤں پر لا ڈالا ہے میں تم سے یہی توقع رکھتا ہوں تم ہی نے تو تحریک پاکستان میں سرحد اور سلہٹ کے ریفرنڈم میں کام کیا ہے۔ میری ساری زندگی تم جیسے بے وقوف پیدا کرنے میں گزری ہے تمہارے قائد کی محنت اور تمہاری لگن نے پاکستان کی منزل قریب تر کر دی ہے نئے وائسرے اور حکومت برطانیہ کے پاس تقسیم ہند کے علاوہ کوئی چارہ ہی نہیں ہے انشاء اللہ پاکستان بن کر رہے گا اور تم سب اور میں بھی اسی وطن میں رہیں گے تمہارے بغیر اور تم جیسے سپوتوں کے بغیر میں علی گڑھ یونیورسٹی کا وائس چانسلر کیسے رہ سکوں گا تمہارے بعد (ان کی طرف اشارہ کرتے ہوئے) ان روسیاہ لوگوں کو پڑھاؤں گا خدانہ

کرے اس لیے میں اپنا استعفیٰ واپس نہیں لوں گا اور حضرت ڈاکٹر صاحب نے اپنا استعفیٰ واپس نہیں لیا۔۔۔۔۔نوائے وقت سنڈے سلطان ظہور اختر کے مضمون کچھ یادیں کچھ باتیں سے اقتباس ۱۷۔اپریل ۱۹۹۲ء ص ۷)

میاں پیر بخش صاحب (۱۹۳۷ء) نے ۱۹۳۰ء کل ہند بنیاد پر آل انڈیا مسلم لیگ ایمپلائز ایسوسی ایشن قائم کی اس ایسوسی ایشن نے پہلی مرتبہ اپنے دہلی کے اجلاس میں انکشاف کیا کہ پورے ہندوستان میں درجہ اول کے ۱۸۰۰ سرکاری ملازمین میں سے مسلمان ملازموں کی تعداد صرف دو ہے انگریز حکمرانوں نے ہندوستان کو کاشتکار اور غیر کاشتکار طبقوں میں تقسیم کر دیا تھا اور غیر کاشتکار طبقوں کو فوج میں بھرتی کا حق نہیں تھا میاں پیر بخش نے اور ان کے جواں سال صاحب زادے میاں حیات بخش نے غیر کاشتکار مسلمانوں کی معاشی اور تعلیمی پسماندگی دور کرنے کو اپنا مشن بنایا تحریک خلافت شروع ہوئی تو میاں صاحب کی عمر ۲۱ سال تھی پھر ہندوستان کو دار الحرب قرار دیا گیا تو میاں حیات بخش بھی افغانستان ہجرت کرنے والے قافلے کے ساتھ سرحد تک گئے واپس آئے تو ان کی زندگی کی کتاب کا نیا باب شروع ہوا انہوں نے مسلمانوں کی غربت دور کرنے کا بیڑا اٹھالیا میاں صاحب پیشے کے لحاظ سے انجینئر تھے اس وقت بی ایس سی انجینئر مسلمانوں میں بہت ہی کم ہوتے تھے ملازمت کی مدت کچھ زیادہ نہیں راولپنڈی میں مسلم لیگ کی شاخ قائم ہوئی تو میاں صاحب اس کے بانیوں میں سے تھے ۱۹۳۷ء کے عام انتخابات میں مسلم لیگ کے ٹکٹ پر یونی نسٹ امیدوار کے مقابلے میں کاغذات نامزدگی داخل کیے لیکن انگریز ریٹرننگ آفیسر نے ٹیکنیکل وجوہات کی بنا پر میاں صاحب کی درخواست مسترد کر دی میاں صاحب کے بھائی نے انتخاب لڑا جنہیں سرکاری سطح پر دھاندلی کر کے ہرا دیا گیا۔ ۱۹۳۹ء میں راولپنڈی میں قائداعظم نے مسلم لیگ کے جلسہ عام سے خطاب کیا جلسے کو کامیاب بنانے میں میاں حیات بخش بھی شامل تھے قائداعظم فلیش مین ہوٹل میں ٹھہرے ہوئے تھے اگلے روز راولپنڈی کے شہریوں نے ان کے اعزاز میں استقبالیے کا بندوبست کیا میاں حیات بخش راوی ہیں کہ اس موقع پر ایک یونی نسٹ جاگیردار لیڈر کے مسلم لیگی رکن صاحب زادے نے قائداعظم کے ساتھ تصویر اتروانے کی کوشش کی تو قائداعظم نے انکار کر دیا۔لیکن تھوڑی ہی دیر بعد جب ہم قائداعظم کے ساتھ ہوٹل آئے تو مسلمان طلبہ کا ایک وفد ملنے آیا تو قائداعظم نے بخوشی ان کے ساتھ تصویر اتروالی میں نے قائداعظم سے پوچھا کہ آپ نے فلاں مسلم لیگی کے ساتھ تو تصویر نہیں بنوائی لیکن طلبہ کے ساتھ بنوالی ہے اس کی کیا وجہ ہے قائداعظم نے فرمایا مسلم لیگی نوجوان کے دل میں کھوٹ تھا وہ کسی خاص مقصد کے لیے میرے ساتھ تصویر بنوانا چاہتا تھا جبکہ طلبہ میں خلوص ہے ۲۳۔مارچ ۱۹۴۰ء کو لاہور میں رہنے والے مسلم لیگ کے جلسہ عام میں قرارداد پاکستان منظور کی گئی میاں حیات بخش سمیت کل تین مسلم لیگی مندوبین راولپنڈی سے شریک ہوئے تھے۔میاں حیات بخش انجمن فیض السلام راولپنڈی کے تاحیات چیئرمین تھے راجہ غلام قادر غبار مرحوم نے ۱۹۴۳ء میں میں انجمن کی بنیاد رکھی تھی میاں حیات بخش ۱۹۴۸ء سے انجمن کے اعزازی چیئرمین چلے آرہے تھے میاں

صاحب کی دعوت پر ۱۹۴۴ء میں قائداعظم انجمن کے زیر اہتمام تعلیمی ادارے اور یتیم خانے کا معائنہ کرنے راولپنڈی تشریف لائے اور انہوں نے اپنی ذاتی جیب سے انجمن کو پانچ سو روپیہ عطیہ دیا مادر ملت فاطمہ جناح مولانا حسرت موہانی مفتی اعظم فلسطین جناب نور الدین وغیرہ بھی انجمن کے اداروں کا معائنہ کر چکے ہیں۔(نوائے وقت لاہور ۲۔اپریل ۱۹۹۲ء ادارتی صفحہ اثر چوہان کے کالم سیاست نامہ سے)

الحاج عبدالرشید خان (۱۹۶۲ء) دل و جان سے مسلمانان ہند کی آزادی چاہتے تھے نئی دہلی میں قائداعظم سے ملاقات کے بعد وہ باقاعدہ طور پر مسلم لیگ میں شامل ہو گئے اور بلوچستان مسلم لیگ کے سرپرست اعلیٰ مقرر ہوئے انجمن اسلامیہ بلوچستان کی مکمل حمایت کا اعلان کیا اور قاضی محمد عیسیٰ کو منیجر مقرر کیا کیونکہ اس وقت مسلم لیگ نئی نئی بلوچستان میں متعارف ہوئی تھی اور انجمن اسلامیہ بلوچستان نہایت ہی مضبوط ادارہ تھا مسلم لیگ نے جب حکومت برطانیہ کے خلاف سول نافرمانی کی تحریک چلائی تو عبدالرشید خان نے قائداعظم کے فرمان پر لبیک کہتے ہوئے اپنے خان بہادر اور دیگر خطابات برطانیہ واپس کر دیے وہ بلوچستان میں سب سے پہلے شخص تھے جنہوں نے خطابات واپس کئے انگریز ایجنٹ گورنر جنرل بلوچستان نے حکومت ہند کی طرف سے پنشن کی ضبطی اور گرفتاری کی دھمکی دی جس کو آپ خاطر میں نہ لائے وہ ایک بے داغ کردار کے مالک کفایت شعار اور انکساری پسند مگر بے انتہا نڈر شخصیت کے مالک ہونے کے علاوہ ارادے کے پکے اور اٹل تھے انہوں نے تحریک پاکستان میں ناقابل فراموش کردار ادا کیا تھا قیام پاکستان سے قبل بلوچستان میں رائے شماری (ریفرنڈم) کے موقع پر اہم رول ادا کیا اور قائداعظم کو مسلسل حالات سے باخبر رکھا آپ نے ریفرنڈم کے موقع پر قائداعظم سے درخواست کی تھی کہ سردار عبدالرب نشتر اور پیر صاحب مانکی شریف کو کوئٹہ بھجوایا تھا آپ اور دیگر اہم شخصیات جن میں مسعود کھدر پوش، نواب زادہ جہانگیر شاہ، جعفر خان، جمال ارباب، کرم خان، سردار غلام محمد ترین اور نسیم حجازی شامل تھے کی کوششوں سے بلوچستان پاکستان میں شامل ہوا الحاج عبدالرشید خان مختلف مواقع پر قائداعظم کی بلوچستان آمد پر ان کے پرتپاک خیر مقدم کے لیے پیش پیش رہے ان کو کئی مرتبہ قائداعظم کی میزبانی کا شرف بھی حاصل ہوا۔۔۔۔۔(نوائے وقت لاہور ۱۴۔اپریل ۱۹۹۲ء ص ۱۱)

الحاج پیر سید حیدر حسین شاہ جماعتی علی پوری (۱۸۱۹۔۱۹۸۶ء) نے حضرت امیر ملت محدث یگانہ علی پوری کے دست حق پرست پر بیعت کر کے خلافت حاصل کی تھی اور حضور محدث یگانہ علی پوری کے ساتھ تمام دینی رفاعی تحریکوں میں بھرپور حصہ لیا۔فتنہ ارتداد تحریک خلاف مسجد شہید گنج اور تحریک پاکستان اور دیگر تحریکوں میں آپ سرگرم عمل رہے۔(نوائے وقت لاہور ۲۔مارچ ۱۹۹۲ء ص ۱۱) نوائے وقت ۲۰۔مارچ ۲۰۰۹ء)

قائداعظم نے تحفہ آزادی دیتے ہوئے آزادی کے تحفظ کا گر تو بتایا تھا اگر ہم قرآن مجید کو اپنا آخری اور قطعی رہبر بنا کر شیوہ صبر و رضا

پر کاربند ہوں اور اس ارشاد خداوندہ کو کبھی فراموش نہ کریں کہ تمام مسلمان بھائی بھائی ہیں تو ہمیں دنیا کی کوئی ایک طاقت یا کئی طاقتیں مل کر مغلوب نہیں کر سکتیں۔ (جلسہ عام حیدار آباد دکن ١١۔ جولائی ١٩٤٦ء) نوائے وقت لاہور ادارتی صفحہ پر مضمون تیری غیرت کو کیا ہوا ہے ۴۔ دسمبر ٢٠٠٧ء)

کانگریس کی مشہور لیڈر اور آزادی کے بعد ہندوستان کے ایک اہم صوبے کی سابق گورنر سروجنی نائیڈو نے لکھا ہے کہ باپو گاندھی نے عوامی قربت کا تاثر پیدا کرنے کے لیے ٹرین کے تھرڈ کلاس کمپارٹمنٹ میں سفر کرنے کا فیصلہ کیا مقصد شہرت حاصل کرنا اور خود کو عوام کے قریب ثابت کرنا تھا۔ لیکن باپو کا تھرڈ کلاس کا سفر کانگریس کو بہت مہنگا پڑتا تھا اور اس کے مقابلے میں جناح کا سفر فرسٹ کلاس کا سفر کہیں سستا اور کم قیمت ہوتا تھا یہاں یہ وضاحت کرنا ضروری ہے کہ گاندھی کانگریس کے خرچ پر سفر کرتے تھے جب کہ قائداعظم مسلم لیگ پر بوجھ نہیں ڈالتے تھے اور اپنی جیب سے ٹکٹ خریدتے تھے سروجنی نائیڈ لکھتی ہیں کہ جب بھی گاندھی ٹرین کے سفر پر نکلتے کانگریس کو گاندھی جی کے لیے پورا ڈبہ ریزرو کروانا پڑتا چنانچہ کانگریس کارکنوں سے کمپارٹمنٹ کو بھرا جاتا اور پورا اہتمام کیا جاتا کہ اس ڈبے میں کوئی عام مسافر سوار نہ ہو اس طرح کانگریس کو گاندھی جی کی سادگی بہت مہنگی پڑتی۔ (روزنامہ جنگ راولپنڈی ٨۔ جون ٢٠١٢ء)

مخدوم محمود حیات سید محمد غوث شاہ (١٩٢٦۔١٩٠٧ء) شاہ جیونہ میں پیدا ہوئے لاہور سے انہوں نے گریجوایشن کی تحریک پاکستان میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیا وہ قائداعظم محمد علی جناح سے اپنی ملاقاتوں کا اکثر ذکر بھی کیا کرتے تھے۔ (روزنامہ مشرق لاہور ١٦۔ جون ١٩٨٩ء)

حضرت خواجہ پیر محمد شفیع چوراہی (١٣١٤ھ) نے اور آپ کے خلفاء نے تخلیق پاکستان میں قائداعظم محمد علی جناح کی مسلم لیگ سے بھرپور تعاون کیا قرارداد لاہور جو بعد ازاں قرارداد پاکستان قرار پائی کے بعد فوراً انڈیا مسلم لیگ کے صدر جناب محمد علی جناح نے مشائخ کرام کی بارگاہوں سے رابطہ کیا جواباً مشائخ نقشبندیہ چوراہیہ نے قائداعظم کی خصوصی معاونت کی قیام پاکستان کو ممکن بنایا یاران طریقت اور خلفاء حضرات کو خاص تلقین تھی کہ محمد علی جناح کا ساتھ دیں حافظ پیر سید جماعت علی شاہ صاحب علی پور سیداں سیالکوٹ ایسے دور قصبہ میں رہائش پذیر ہونے کے باوجود میدان عمل میں اترے یاد رہے امیر ملت حضرت باواجی فقیر محمد چوراہی کے تربیت یافتہ خلیفہ اور مرید تھے محمد علی جناح ملت اسلامیہ کا نقیب تھا ان کو قائداعظم کا خطاب دینے میں بھی آپ کا ہی فیضان کارفرما تھا مسلمانان ہند کو مسلم لیگ کی حمایت پر آمادہ کرنے میں آپ نے بڑا کام کیا اس مشن میں آپ کو مشائخ و خلفاء چورہ شریف کی مکمل اعانت حاصل تھی حضور پرنور شافع یوم النشور ﷺ نے آپ کو واضح طور پر پاکستان کے قیام کی بشارت سے سرفراز فرمایا آپ نے رحمۃ العالمین کے فرمان سے اپنے تمام خلفاء اور بالخصوص پیر جماعت علی شاہ کو آگاہ فرمایا دیکھتے ہی دیکھتے انگریز و ہند کی تمام شاطرانہ چالوں کو ناکامی کا منہ دیکھنے پر مجبور ہونا پڑا ١٩٤٠ء سے لے کر ١٩٤٧ء تک سات برس کی قلیل مدت

میں دنیا نے بنی الانبیاء محمد مصطفی ﷺ کا یہ معجزہ بچشم خود دیکھا کہ قیام پاکستان جیسے یکے از ناممکنات کہا جاتا تھا چودہ اگست ۱۹۴۷ء بمطابق ۲۷۔رمضان المبارک کو قیامت کے لیے معرض وجود میں آ گیا۔(ہفت روزہ عوامی پنچایت پنڈی بھٹیاں حافظ آباد ۲۶ مارچ تا یکم اپریل ۲۰۰۲ء سالانہ عرس مبارک دربار عالیہ نقشبندیہ آف چورہ شریف پر خصوصی ایڈیشن ص ۴)

ڈاکٹر محمد مسعود قریشی نے نظریہ پاکستان سے والہانہ وابستگی کی بنا پر اور اپنے جذبات سے مغلوب ہو کر لاہور میں پہلی کانفرنس منعقدہ ۱۹۴۱ء کے دوران قائداعظم کی خدمت میں اپنے سب سے بڑے فرزند محمد الیاس مسعود کو پیش کرتے ہوئے کہا تھا کہ تحریک پاکستان میں میرے پاس کوئی دولت نہیں جو آپ کی خدمت میں پیش کر سکوں اس وقت جو کچھ پیش کرنے کے قابل ہوں وہ میرا فرزند ہے اسے قبول کرلیں۔(مرد منزل شناس از خالد مسعود قریشی مطبوعہ لاہور۔نوائے وقت سنڈے ۱۹۔اکتوبر ۲۰۰۸ء ص ۲۵)

اب قائداعظم کا آخری جملہ ملاحظہ کیجیے انہوں نے اقبال کے بارے میں کہا وہ میرے ذاتی دوست فلسفی اور رہنما تھے وہ میرے لیے تشویق فیضان اور روحانی قوت کا سب سے بڑا ذریعہ تھے۔(ڈاکٹر اسرار کے مقالہ علامہ اقبال قائداعظم اور نظریہ پاکستان سے اقتباس نوائے وقت لاہور ۲۳۔اکتوبر ۲۰۰۸ء قومی افق)

گوجر خاں شہر میں مسلم لیگ کی تنظیم پہلے ہی قائم تھی اس میں شیخ برادری راجا گان برادری خوانگان برادری کے افراد شامل تھے مولوی امانت علی شہری تنظیم کے صدر تھے جو اچھے مقرر بھی تھے شہر سے تعلق رکھنے والے ایک ٹیچر محمد یونس اسلامیہ ہائی سکول میں تعینات تھے انہوں نے اپنے آپ کو مسلم لیگ اور تحریک پاکستان کے لیے وقف کر دیا تھا۔راجہ سید اکبر علی خان گوجر خان میں وکالت کرتے تھے جو ۱۹۴۶ء کے انتخاب میں مسلم لیگ کے ٹکٹ پر اسمبلی کے ممبر منتخب ہوئے تھے۔وہ قائداعظم کی مسلم لیگ کے نمائندہ تھے قائداعظم اس وقت مسلمانوں کے دلوں کی دھڑکن بنے ہوئے تھے وہ اس سے قبل ایک دفعہ گوجر خان کا ایک مختصر دورہ کر چکے تھے۔کشمیر سے واپسی پر لاہور جاتے ہوئے قائداعظم نے گوجر خان میں مختصر قیام کیا تھا ان کی آمد کی اطلاع پا کر لوگ جی ٹی روڈ پر جمع ہو گئے تھے۔لوگوں کے اصرار پر قائداعظم نے جی ٹی روڈ پر واقع مسجد کی سیڑھیوں پر کھڑا ہو کر حاضرین سے خطاب کیا تھا راقم کو یاد ہے کہ کونتریلہ میں بھی ایک جلسہ ہوا تھا اور میرے جیسے طلباء اس جلسہ میں شریک ہوئے تھے اکابرین اپنے اپنے علاقوں میں انتخابی جلسوں کا انتظار کرتے تھے امیدوار کے ساتھ ان کے حمایتی بھی ان کے ہمراہ ہوتے اور جلسوں سے خطاب کرتے تھے ان افراد میں چودھری محمد اشرف آف حبیب کینال (جو بعد میں لاہور میں وکالت کرتے رہے) مولوی امانت علی مولوی محمد اسماعیل مولوی محمد اسحاق راجہ حشمت علی شیخ برکت حسین اور شیخ عبدالحکیم نمایاں ہوتے تھے قاضیاں نامی ایک قصبہ ہے اس قصبے کا اس علاقہ میں بڑا اثر ورسوخ تھا ان لوگوں نے بھی تحریک پاکستان میں حصہ لیا جن میں قاضی غلام حسین اور قاضی عبدالرحمن ایڈووکیٹ

نمایاں تھے اہلیان گوجرخان نے قائداعظم کی قیادت میں اور مسلم لیگ کے پرچم تلے تحریک پاکستان میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیا ان کو بے شمار مشکلات کا سامنا کرنا پڑا لیکن وہ ثابت قدم رہے (راجہ امیر اکبر ایڈووکیٹ کے مضمون تحریک پاکستان میں گوجرخان کا کردار سے ایک اقتباس نوائے وقت سنڈے ۱۴۔ستمبر ۲۰۰۸ء ص ۱۵)

مسلم لیگ نے ٹوانہ خاندان کے ایک مرد نواب ممتاز محمد ٹوانہ کو ٹکٹ دیا حضرت خواجہ قمرالدین سیالوی وزیر اعلیٰ پنجاب خضر حیات ٹوانہ کے ایک عزیز اللہ بخش ٹوانہ کے پیر طریقت تھے اس لیے ان تمام عناصر نے جو مسلم لیگ کو شکست دینے پر تلے ہوئے تھے حضرت پیر صاحب کی حمایت حاصل کرنے کے لیے ایڑی چوٹی کا زور لگایا لیکن خواجہ صاحب نے ایک لمحے کے توقف کے بغیر مسلم لیگی امیدوار کی حمایت کا اعلان کر دیا اور سرگودھا میں نواب محمد حیات قریشی کی کوٹھی کو اپنی ساعی کا مرکز بنا کر انتخابی حلقوں میں دورے کا پروگرام بنایا ان انتخابات میں خواجہ صاحب نے تھل کے لق ودق صحرا میں گاؤں گاؤں جا کر مسلم لیگ کا پیغام پہنچایا جب ان کی جیپ پھنس جاتی تو وہ پاپیادہ چل پڑتے تھے خضر حیات ٹوانہ نے اعلان کیا کہ مسلم لیگ سرگودھا میں جلسہ نہیں کر سکتی تو آپ نے اس چیلنج کو قبول کرتے ہوئے سرگودھا میں مسلم لیگ کا ایک عظیم وشان جلسہ منعقد کیا پیر قمرالدین سیالوی کو تحریک پاکستان کے لیے گرفتار بھی کیا گیا ان کی شان میں گستاخی بھی کی گئی توہین بھی کی گئی مگر وہ اس عظیم مقصد سے ایک انچ بھی پیچھے نہ ہٹے۔۔۔۔(سنڈے ایکسپریس پراسرار بندے سے اقتباس ۸۔مارچ ۲۰۰۹ء ص ۱۸)

علامہ حسین احمد اعوان تحریر کرتے ہیں قائداعظم علماء و مشائخ عظام اور مسلمان زعماء سے روابط رکھتے تھے اور آل انڈیا مسلم کانفرنس میں ہندوستان سے دس ہزار سے زائد علماء کرام اور مشائخ عظام نے شرکت کر کے امیر جماعت السید پیر جماعت علی شاہ صاحب علی پوری کی قیادت میں قیام پاکستان کے لیے قائداعظم اور مسلم لیگ کا ساتھ دینے کا فیصلہ کیا تھا۔

(نوائے وقت سنڈے ۱۹۔اپریل ۲۰۰۹ء ص ۹)

برکت علی کی کہانی یوں ہے میری پیدائش الٰہ آباد میں ہوئی میں اس جلسے میں موجود تھا جس میں اقبال صاحب نے تقریر کی تھی اور اس جلسے میں پاکستان کی بنیاد رکھی تھی جوان ہوا تو روزگار کی تلاش میں الٰہ آباد سے بمبئی آ گیا گزرتے وقت کے ساتھ میرا حلقہ دوستی بڑھا میرا ایک دوست پنجابی تھا دوسرا بمبئی کا رہنے والا تھا تیسرے کا تعلق کلکتہ سے اور چوتھا دہلی سے آیا تھا بمبئی میں ہندو مسلم فساد ہو گیا اور مہا سبھا غنڈوں نے بیس سے زائد مسلمان شہید کر دیئے ہم چاروں محمد علی روڈ پر ایک گلی کے اندر ایک ہی کمرے میں رہتے تھے ہم چاروں نے فیصلہ کیا کہ ہندوؤں سے بیس مسلمانوں کی شہادت کا انتقام لیا جائے ہمارا ساتھی جس کا تعلق پنجاب سے تھا وہ جالندھر کا رہنے والا تھا اس زمانے میں مشین گن ہی دوسرے کو قتل کرنے کے لیے بڑا موثر ہتھیار تھا کلکتہ سے آنے والے والوں کا انتظام کر لیا فیصلہ یہ ہوا کہ مشین گن جیپ پر فٹ کر لی جائے اور کالیا دیوی روڈ پر فائرنگ کرتے ہوئے گیٹ وے آف انڈیا سے کچھ فاصلے پر جیپ کو مشین گن سمیت سمندر میں پھینک دیا جائے بمبئی میں محمد علی روڈ

جہاں ختم ہوتی ہے اس سے آگے عبدالرحمن سٹیٹ بمبئی میں مسلمانوں کا بہت بڑا کاروباری مرکز تھا بلکہ اب بھی ہے ۔(قارئین کو یہ بتادوں کہ عبدالرحمن سٹریٹ میں حبیب بینک کا ہیڈ آفس تھا) عبدالرحمن سٹریٹ سے آگے کالیا دیوی روڈ بمبئی کے ہندوؤں کا کاروباری مرکز تھا اور اس روڈ پر کاروبار کرنے والے ہندو مہاسبھا کے غنڈوں کی مدد کرتے تھے۔ بمبئی میں زیادہ تر ہندو مسلم فسادات اس علاقے میں آتے تھے۔ جہاں محمد علی روڈ اور کالیا دیوی روڈ کا سنگم تھا میں نے بسم اللہ پڑھی اور پھر مشین گن سے ہندوؤں پر فائر کھول دیا کالیا دیوی روڈ تقریباً اڑھائی میل لمبا تھا ہم فائرنگ کرتے کرتے سمندر کے کنارے پہنچ گئے اور جیپ مشین گن سمیت سمندر میں پھینکنے کے بعد بمبئی چھوڑ کر تتر بتر ہو گئے ان دنوں بمبئی میں پولیس کمشنر مسلمان تھا شاید اس کا نام محمد عمر تھا ہمارا پنجابی ساتھی کلکتے میں چلا گیا اپنے بنگالی ساتھی کے ساتھ وہاں ورکشاپ میں کام کرنے لگا اس نے جالندھر اپنی بیٹی کو خط لکھا جس میں تفصیل سے کالیا دیوی روڈ پر ہونے والی واردات کا ذکر تھا ہماری بدقسمتی کہ ہمارے پنجابی ساتھی کی بہن ان پڑھ تھی اس نے خط ایک ہندو پولیس مین سے پڑھوایا کالیا دیوی روڈ پر ہونے والی واردات کو کافی شہرت ملی تھی اس طرح ہم چاروں گرفتار ہو گئے کیونکہ تتر بتر ہونے کے بعد بھی ہمارے درمیان خطوط کے ذریعے رابطہ تھا۔ مقدمہ چلا تین کو پھانسی کی سزا ملی اور مجھے عمر قید۔ جس صبح پھانسی پانے والوں کو پھانسی گھاٹ پر لے جایا جا رہا تھا۔ ان تینوں نے مجھ سے ملنے کی خواہش کا اظہار کیا وہ مجھے میری کوٹھڑی میں لینے آئے دہلی والے نے کہا تاج ہمیں پھانسی ہو رہی تم سے ہماری درخواست ہے کہ جب تمہاری سزا پوری ہو تو پاکستان چلے جانا اور پاکستان کی سرزمین پر پہلا قدم رکھنے کے بعد سجدے میں گر کر پاکستان کی زمین کو بوسہ دینا پھر تینوں پھانسی گھاٹ کی طرف چلے گئے پاکستان بننے کے تین ماہ بعد قیدیوں کا تبادلہ ہوا میں جیل والوں سے کہہ چکا تھا مجھے قیدیوں کے تبادلے میں پاکستان بھیج دینا۔ مجھے بحری جہاز سے کراچی پہنچا دیا گیا میں جہاز کی سیڑھیوں سے اتر رہا تھا جب تین سیڑھیاں رہ گئیں تو میں نے چھلانگ ماری اور سجدے میں گر گیا۔ میں پانچ منٹ تک پاکستان کی زمین کو دیوانوں کی طرح چومتا رہا اور اپنے شہید ہونے والے ساتھیوں کی خواہش پوری کرتا رہا کراچی پولیس مجھے جیل لے گئی ایک ماہ بعد مجھے رہائی ملی۔ آپ نے (راوی) مجھ سے خاموش رہنے کی وجہ پوچھی ہے تو میں یہ بتادوں کہ اس دنیا میں میرا کوئی نہیں اکیلا ہوں۔ اس اکیلے پن نے مجھے خاموش رہنے کا عادی بنا دیا ہے۔(نوائے وقت سنڈے میگزین ۱۲۔ جولائی ۲۰۰۹ء ص ۱۹)

۱۹۳۰ء کی دہائی سے لے کر ۱۹۴۰ء کی نصف دہائی تک باطل قوتوں کا پروپیگنڈہ ہر جگہ زور وشور سے جاری تھا کہ مسلم لیگ مسلمانوں کی نمائندہ جماعت نہیں بلکہ آل انڈیا کانگریس ہندو اور مسلمانوں دونوں کی اکثریت کی نمائندگی کرتی ہے اس فریب کا پردہ چاک کرنے کے لیے پورے برصغیر ہندوستان میں مسلمانوں نے جگہ جگہ جلسے کر کے ثابت کرنے کی کوشش کی کہ ہماری نمائندگی کا حق کانگریس کو نہیں بلکہ صرف مسلم لیگ کو حاصل ہے۔ صوبہ اتر پردیش کے شہر میرٹھ کے قریب ایک قصبہ ہے جس کا نام ہاپوڑ ہے اس زمانے میں یہاں کے پاپڑ بہت مشہور ہوا کرتے تھے اسی قصبہ میں ایک شاعر افضل پاپوڑی ہوا کرتے تھے آپ نے تحریک خلافت اور مسلم لیگ کی تحاریک میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیا آل انڈیا مسلم لیگ کے جلسوں میں آپ کی نظموں سے ایک جوش اور ولولہ پیدا ہوتا تھا آپ کی نظم کا ٹیپ کا مصرع بے حد مقبول ہوا اور دیکھتے ہی دیکھتے پورے برصغیر کے کونے کونے تک پھیل گیا اور ہر جگہ مسلمان بحث و مباحثے کے دوران اس مصرعے کو دہرایا کرتے تھے اور وہ مصرع یہ تھا:

مسلم ہے تو مسلم لیگ میں آ

اس نظم کے چند اشعار یہ ہیں۔

باطل سے نہ ڈر تیرا ہے خدا
پردے سے نکل کر سامنے آ
ایمان کی قوت دل میں بڑھا
مرکز سے سرک کر دور نہ جا
مسلم ہے تو مسلم لیگ میں آ

اس مصرعے نے گویا جادو کا کام کیا اور مسلمان جوق در جوق مسلم لیگ میں شامل ہوتے گئے اور یہ جماعت ایک مخصوص طبقے سے نکل کر ایک عوامی جماعت میں تبدیل ہوگئی میں سمجھتا ہوں اس بڑی تبدیلی میں کچھ نہ کچھ حصہ اس مقبول عام مصرعے کا بھی ہے۔ ۱۹۳۸ء تک بانی پاکستان کو مسٹر جناح کے نام سے یاد کیا جاتا تھا اس سن کے آغاز میں دہلی کے روزنامہ الامان کے مدیر مولوی مظہرالدین کے پڑھنے والے ایک طبقے تک محدود رہ کر بھلا دی گئی یہ لقب عوام الناس میں اس وقت مقبول ہوا جب لاہور کے موچی دروازہ کے رہنے والے مسلم لیگ کے ایک دیرینہ خادم پر جوش نوجوان فیروزالدین احمد ولد نورالدین کا ہڈانے پٹنہ کے مقام پر مسلم لیگ کے ۲۶ ویں سالانہ جلسے کے موقع پر دسمبر ۱۹۳۸ء میں سٹیج سے قائداعظم محمد علی جناح ۔۔۔۔۔زندہ باد کے نعرے بڑے جوش وخروش سے لگوائے یہ نعرہ سن کر مسٹر جناح اور تمام حاضرین جلسہ چونک پڑے ہر ایک نے اسے بے حد پسند کیا اور اس کو برمحل قرار دیا پھر کیا تھا دیکھتے ہی دیکھتے یہ نعرہ اس قدر مقبول ہوا کہ برصغیر ہند کے کونے کونے میں ہر جگہ مسٹر جناح کی بجائے قائداعظم لکھا اور کہا جانے لگا۔ آل انڈیا کانگریس کے سب سے بڑے ہندو لیڈر مہاتما گاندھی نے انہیں جنوری ۱۹۴۰ء میں ایک تاریخی خط لکھا تو ڈیئر قائداعظم لکھ کر مخاطب کیا بعد میں اس لقب کو قانونی حیثیت دینے کے لیے پاکستان کی مجلس دستور ساز نے ۲۱۔ اگست ۱۹۴۷ء کے دن سے قرارداد منظور کی کہ مسٹر محمد علی جناح کو تمام دستاویزات اور قانونی کاغذات میں قائداعظم لکھا جائے۔
آل انڈیا مسلم لیگ نے ۱۹۴۰ء میں اپنے سالانہ اجلاس بمقام لاہور میں مسلمانوں کے لیے علیحدہ وطن حاصل کرنے کی تجویز پاس کی بعد میں اس کا نام قرارداد پاکستان رکھا گیا صرف سات سال کے عرصے میں ۱۹۴۷ء میں تائید ایزدی کی وجہ سے مسلمانان برصغیر کے لیے ایک علیحدہ ملک پاکستان وجود میں آ گیا اس حیرت انگریز کامیابی کی پہلی وجہ واللہ تعالیٰ کا فضل وکرم ہے اور دوسری کئی وجوہات میں سے ایک وجہ اس کے مجوزہ الہامی نام پاکستان کی ہے۔ اس نام کے طلسم سے برصغیر ہندو پاکستان کے مسلمانوں کے دل مسخر ہو کر رہ گئے اس کے ساتھ ایک اور وجہ وہ طلسمی نعرہ تھا یعنی پاکستان کا مطلب کیا۔۔۔۔لا الہ الا اللہ ہر جگہ جلسوں اور جلوسوں میں اس طلسمی نعرے کی گونج مسلمانوں کے دلوں میں کچھ ایسا عجیب جوش وخروش پیدا ہو جاتا تھا کہ وہ اغیار کی پھیلائی ہوئی جھوٹی باتوں کو درخور اعتنا ہی نہ سمجھتے تھے حتیٰ کہ وہ ہندو اکثریت والے صوبے جو پاکستان میں شامل نہیں ہو سکتے تھے وہاں کے مسلمانوں کی غالب اکثریت نے مطالبہ پاکستان کے حق میں ووٹ ڈالے لفظ پاکستان کے خالق تو

چودھری رحمت علی تھے اور پاکستان کا مطلب کیا لا الہ الا اللہ کے دل فریب نعرے کے موجد جناب اصغر سودائی ۱۷۔دسمبر ۱۹۲۶ء میں سیالکوٹ میں پیدا ہوئے اور وہاں کے مرے کالج سے بی اے کرنے کے ۱۹۵۳ء میں اسلامیہ کالج لاہور میں داخلہ لیا وہ سیالکوٹ میں بھی مسلم سٹوڈنٹ فیڈریشن کی سرگرمیوں میں حصہ لیتے تھے اور لاہور میں بھی اسی پلیٹ فارم سے تحریک پاکستان میں زور شور سے حصہ لینا شروع کر دیا۔ پاکستان کے سوال پر ملک بھر میں ۴۶۔۱۹۴۵ء میں اسمبلیوں کے انتخابات ہوئے تو پنجاب بھر کے تمام طالب علموں نے بڑی گراں قدر خدمات سرانجام دیں اس سلسلے میں لاہور مسلم سٹوڈنٹس فیڈریشن نے اسلامیہ کالج میں ایک الیکشن ڈائریکٹوریٹ قائم کیا اور بڑے منظم طریقے سے مسلم لیگ کے امیدواروں کے حق میں زور وشور سے کام شروع کیا پنجاب کے ہر شہر اور دیہات میں انتخابی جلسے اور جلوسوں کا سلسلہ شروع کیا اسی سلسلے میں جناب اصغر سودائی روزانہ ایک قومی نظم لکھ کر لاتے تھے اور طلبہ کو سناتے تھے اور جلسوں میں بھی اپنی نظمیں سنایا کرتے تھے ایک دن انہوں نے اپنے ساتھی طلبہ کو ایک نظم سنائی جس کا ٹیپ کا مصرع تھا پاکستا کا مطلب کیا لا الہ الا اللہ نظم کا کچھ حصہ درج ذیل ہے:

شب ظلمت میں گزاری ہے
اٹھ اب وقت بیداری ہے
جنگ شجاعت جاری ہے
آتش و آہن سے لڑ جا
پاکستان کا مطلب کیا لا الہ الا اللہ
چھوڑ تعلق داری چھوڑ
اٹھ محمود بتوں کو توڑ
جاگ اللہ سے رشتہ جوڑ
غیر اللہ کا نام مٹا
پاکستان کا مطلب کیا لاالہ الا اللہ
تجھ میں ہے خالد کا لہو
تجھ میں ہے طارق کی نمو
شیر کے بیٹے شیر ہے تو
شیر اب بن میدان میں آ
پاکستان کا مطلب کیا لاالہ الا اللہ

پنجابی ہو یا افغانی
مل جانا شرط ایمان
لے کے رہیں گے پاکستان
حکم نبی سنائے خدا
پاکستان کا مطلب کیا لاالہ الا اللہ

تمام سننے والوں نے ٹیپ کا مصرع بہت پسند کیا اب مسلم سٹوڈنٹس فیڈریشن کے رضا کار طلباء پنجاب کے جس حصے میں مسلم لیگی امیدوار کے حق میں تقریر کرتے جاتے وہاں یہ نعرہ بار بار لگواتے دیکھتے ہی دیکھتے یہ نعرہ اتنا مقبول ہوا کہ برصغیر کے کونے کونے تک پہنچ گیا پورے ملک کے ہر شہر اور ہر گاؤں میں یہ نعرہ گونجنے لگا جس طرح مسلمانوں کے لیے علیحدہ مملکت کے مجوزہ نام پاکستان نے مسلمانوں کے دلوں پر جادو کی طرح اثر کیا بالکل اسی طرح پاکستان کا مطلب کیا لاالہ الا اللہ کے نعرے نے مزید طلسمی اثر دکھایا اور پورے برصغیر میں انتخابات میں مسلم لیگ نے غیر معمولی کامیابی حاصل کی جس کے نتیجے میں پاکستان کے حصول کی راہ ہموار ہوگئی۔ اس نعرے کی برکت کا راقم الحروف کا ذاتی تجربہ دلچسپی سے خالی نہ ہوگا فروری ۱۹۴۶ء کے دوران صوبائی انتخابات میں ہمارے ضلع ہوشیار پور میں دو نشستوں پر مسلم لیگ اور یونی نسٹ جماعت کا مقابلہ تھا ایک تو کانگڑہ اور ہوشیار پور کا حلقہ تھا جہاں مسلم لیگی امیدوار چودھری علی اکبر خان کا مقابلہ خان بہادر نور محمد سے تھا اور دوسرا حلقہ ہوشیار پور مغربی تھا جہاں مسلم لیگی امیدوار رانا نصر اللہ خان کا مقابلہ رانا محمد یلیین سے تھا ہمیں معلوم ہوگیا کہ چودھری علی اکبر خان کی اپنے حلقے میں حالت بڑی مضبوط ہے اور فتح یقینی ہے اس کے برعکس رانا نصر اللہ صاحب کے حلقے میں حالت غیر یقینی ہے چنانچہ ہوشیار پور کی مسلم سٹوڈنٹس فیڈریشن نے فیصلہ کیا کہ وہ اپنی تمام تر کوششیں رانا نصر اللہ صاحب کے حلقے پر مرکوز کردیں اس فیصلے کے مطابق راقم الحروف چھ طلباء کا ایک وفد لے کر سائیکلوں پر روانہ ہوگیا ہم نے حلقے کے ہر دیہات میں جا کر تقریریں کیں اور لوگوں پر ان انتخابات اور تحریک پاکستان کی اہمیت واضح کی ہمیں مختلف جگہ پر قسم قسم کے دلچسپ واقعات اور مشکلات سے واسطہ پڑا ووٹ ڈالنے کے مقررہ دن ہم لوگ ایک گاؤں کے پولنگ اسٹیشن سے کچھ دور کچی سڑک کے کنارے کھڑے ہوگئے اس سڑک سے لوگوں کی ٹولیاں ووٹ ڈالنے کے لیے پولنگ اسٹیشن کی طرف جا رہی تھیں۔ میرے ہاتھ میں مسلم لیگ کا بڑا سا سبز ہلالی پرچم تھا اور ہم سارے طلباء اونچے اونچے سروں میں یہ ورد کر رہے تھے پاکستان کا مطلب کیا لاالہ الا اللہ کسی دیہات کی ایک ٹولی آئی جس میں ایک بیل گاڑی پر عورتیں بیٹھی ہوئی تھیں اور آگے پیچھے مرد حضرات پیدل چل رہے تھے ان سب کے آگے ایک بوڑھا معزز شخص گلے میں ہار ڈالے ایک گھوڑے پر سوار تھا ہمارا ترانہ سن کر رک گیا اور تمام ٹولی کو رک جانے کو کہا ہمارے پاس آیا اور یوں مخاطب ہوا ہمیں تو بتایا گیا ہے کہ مسلم لیگ بے دینوں کی جماعت ہے مگر آپ لوگ لاالہ الا اللہ کا ورد کر رہے ہیں یہ کیا

بات ہے؟ میں نے اپنے جھنڈے کی طرف اشارہ کر کے جواب دیا آپ یونی نسٹ جماعت اور ہمارا جھنڈا دیکھ کر فیصلہ کریں کہ ان دونوں میں دین کا پرچم کون سا ہے ہم تو رانا نصر اللہ خان ناصر اور پاکستان کے لیے ووٹ مانگ رہے ہیں جہاں قرآن وسنت کا قانون رائج ہو گا اس کے بعد ہم سب طلباء نے پھر ورد شروع کر دیا پاکستان کا مطلب کیا لا الہ الا اللہ بوڑھا آدمی اپنی ٹولی کی طرف گیا اور با آواز بلند اعلان کیا ہمیں غلط بتایا گیا تھا سب یاد رکھو کہ ہم نے ووٹ پاکستان کے لیے رانا نصر اللہ خان ناصر کے حق میں ڈالنا ہے جب انتخاب کے نتیجے کا اعلان ہوا تو چودھری علی اکبر کے علاوہ رانا نصر اللہ ناصر بھی جیت گئے اس طلسمی نعرے کو سن کر مسلمان مسحور ہو جاتے تھے اس نعرے کے خالق جناب اصغر سودائی نے قیام پاکستان کے دنوں میں مہاجرین کی بحالی کے لیے بڑی خدمات سرانجام دیں اس کے بعد آپ اپنے شہر سیالکوٹ واپس چلے گئے اور بقیہ زندگی تعلیم وتدریس میں گزاری جہاں آپ علامہ اقبال کالج کے پرنسپل رہے وہ سیالکوٹ کے خطہ مردم خیز کے متعلق کہا کرتے تھے کہ سیالکوٹ کے رہنے والے یہاں سے دور جا کر بڑی نمایاں ترقی کرتے ہیں۔محترم محمد اقبال صاحب لاہور جا بسے تو علامہ بن گئے اصغر سیالکوٹ میں رہا تو سودائی بن گیا۔جناب اصغر سودائی صاحب ایک طویل علالت کے بعد ۱۸۔مئی ۲۰۰۸ء کے دن ۸۲ سال کی عمر میں انتقال کر گئے پنجاب کے مشہور ومعروف شاعر اخبار نویس شعلہ بیان مقرر شمع آزادی کے پروانے جناب ظفر علی خان کے متعلق دہلی کی مشہور مذہبی شخصیت پیر حسن نظامی نے کہا تھا جناب ظفر علی خان کی نعتیں ہی ان کو بخشوانے کے لیے کافی ہیں اس طرح راقم الحروف بھی بڑے وثوق سے کہہ سکتا ہوں کہ جناب اصغر سودائی کی پاکستان کے متعلق نظم میں مسحور کن ٹیپ کا مصرعہ ہی ان کو جنت کا حقدار بنا دے گا انشاء اللہ (نوائے وقت سنڈے ۱۲۔جولائی ۲۰۰۹ء ص ۲۱ لیفٹیننٹ کرنل (ر) حامد محمود کا مضمون تحریک پاکستان کے نعرے)

علامہ مفتی عبدالغنی شاہ ممتاز کشمیری رہنما بلند پایہ ماہر تعلیم نامور صوفی اور عالم دین تھے۔کشمیر کے ممتاز ولی کامل حضرت زین الدین کے گدی نشین حضرت سید غلام مصطفی شاہ کے ہاں قصبہ عیش مقام ضلع اسلام آباد مقبوضہ کشمیر میں پیدا ہوئے وہ کئی سال جامع مسجد گٹی بازار کے خطیب رہے انہوں نے نوعمری میں تحریک پاکستان میں حصہ لیا آزادی کے بے قید و بند کی صعوبتیں برداشت کیں مگر پائے استقلال میں لغزش نہیں آئی قائد ملت چودھری غلام عباس کی تحریک پر آل جموں وکشمیر مسلم کانفرنس میں شامل ہو کر انہوں نے اپنی سیاسی زندگی کا آغاز کیا اور نہ صرف قیام پاکستان سے قبل بلکہ تادم آخر نمایاں خدمات انجام دیتے رہے وہ عیش مقام (مقبوضہ کشمیر) کی شاخ کے سیکریٹری بھی منتخب کئے گئے اور اس عہدے پر وہ سب سے کم عمر نوجوان تھے۔بھارتی حکومت نے ان کے مقبوضہ کشمیر میں جانے پر پابندیاں عائد کر دیں مفتی صاحب کے والد محترم مقبوضہ کشمیر میں فوت ہو گئے مگر کئی سال بعد ان کو وفات کا علم ہو سکا وفات سے دو سال قبل ان کی والدہ محترمہ مقبوضہ کشمیر میں شہید ہو گئیں۔ہندوستان کی پابندیوں کی وجہ سے آپ وہاں نہ جا سکے۔مقبوضہ کشمیر میں خالصہ تحریک آزادی کشمیر کے دوران ان کے بھائی اور بھتیجے

لا پتہ ہو گئے اور مرتے دم تک مفتی صاحب کو ان کا علم نہ ہو سکا۔ جون ۱۹۸۶ء میں باقاعدہ طور پر اپنے ذاتی ماہنامہ جریدہ کا اجراء کیا اور قائداعظم کے فرمان کشمیر پاکستان کی شہ رگ ہے سے متاثر ہو کر پرچے کا نام شہ رگ کشمیر رکھا۔ (نوائے وقت لاہور ۹۔ مئی ۲۰۰۰ء)

سرحد کے مایہ ناز سپوت صاحبزادہ عبدالقیوم صاحب حضرت خواجہ پیر سید مہر علی شاہ قدس سرہ العزیز کی ارادت پر ہمیشہ نازاں رہے اسلامیہ کالج پشاور کا سنگِ بنیاد رکھنے کے لیے وہ آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کی یہ علم کی نگہداشت کا بندوبست ہے اس پر آپ نے فرمایا صاحب زادہ صاحب رب کریم نے ہمیں علم کا محافظ بنایا ہے اور ہم بفضل ایزد وتعالیٰ اس فریضے کو باحسن سرانجام دے رہے ہیں۔ مگر یہ کالج وغیرہ علم کی بجائے کسب کی درس گاہیں آپ خود ہی اس کا سنگ بنیاد رکھ لیں انگریز مختلف حربوں سے مسلم زعماء کو اپنے دام تزدیر میں لانے کی کوششوں میں تھا اس کے نمائندے گولڑہ شریف بھی آئے اور درس کے لیے جاگیر کی پیش کش کی مگر آپ نے اس پیش کش کو شیطانی چال قرار دیتے ہوئے ٹھکرا دیا کہ فقیر کا فقر اختیاری ہے اور اس میں ہمارا فخر ہے دوسرا حربہ یہ استعمال کیا گیا کہ جرائم پیشہ لوگ اس دربار میں پناہ لیتے ہیں گویا یہ درگاہ جرائم پیشہ لوگوں کی آماجگاہ ہے اس پر آپ نے فرمایا کہ ہم جرائم پیشہ لوگوں کو توبہ کی راہ دکھاتے اور راہ مستقیم پر چلنے کی تلقین کرتے ہیں اور یہ عمل ہر طرح مستحسن ہے یہ جگہ جرائم پیشہ لوگوں کو بھی راہ ہدایت پر چلنے اور در توبہ سے مایوس نہ ہونے کا درس دیتی ہے۔ انگریز کے زر خرید علمانے ملت کو حبل اللہ کے اعتصام سے جس طرح آزاد کرنے کی کوششیں کیں وہ اظہر من الشمس ہیں۔ (نوائے وقت لاہور ۲۵۔ مئی ۲۰۰۰ء)

روزنامہ نوائے وقت لاہور پاکستان ٹائمز اور روزنامہ ایسٹرن ٹائم لاہور مورخہ ۱۴۔ اکتوبر ۱۹۴۷ء کی خبروں کی اشاعت میں تحریر کرتے ہیں وزارت خارجہ حکومت پاکستان نے اعلان کیا ہے کہ قائداعظم نے نواب آف بہاولپور کو خط ارسال فرمایا ہے خط میں تحریر کیا گیا ہے کہ اعلیٰ حضرت جلالۃ الملک امیر بہاولپور نے ہمیں اس نازک موقع پر ۵۔ لاکھ روپے کا عطیہ دے کر جو گراں قدر اور بروقت امداد دی ہے میں اس کے لیے دلی شکریہ ادا کرتا ہوں صرف یہی نہیں بلکہ میرے لیے یہ بات بڑی حوصلہ افزا ہے کہ نواب بہاولپور نے مہاجرین کی امداد اور آباد کاری کا فنڈ قائم کر دیا ہے اور وہ اس فنڈ سے جمع ہونے والی رقم بھی قائداعظم ریلیف فنڈ میں دینے کا ارادہ رکھتے ہیں۔ مہاجرین کے لیے بہاولپور میں جو انتہائی عمدہ کام ہو رہا ہے میں نے اس سے آگاہی حاصل کر لی ہے۔ یہ مہاجرین کی دیکھ بھال اور ہمدردی کے مستحق ہیں مجھے امید ہے کہ اعلیٰ حضرت کی رہنمائی میں ریاست بہاولپور ہمارے پریشان مسلمان بھائیوں کی امداد کے لیے ہر ممکن قدم اٹھا کر ایک مثال قائم کر دے گی۔ قائداعظم نے کہا ہم اس وقت کٹھن آزمائش سے گزر رہے ہیں اور ہمیں صبر آزما حالات کا سامنا ہے مجھے پورا اعتماد ہے کہ نواب بہاولپور (نواب سر محمد صادق عباسی (۱۹۰۴ء۔۱۹۶۶ء) کی گہری ہمدردی اور دانشمندانہ کارگزاری ریاست بہاولپور دوسروں کے لیے ایک مثال بن جائے گی۔ قائداعظم امیر نواب سر محمد صادق خاں عباسی کے آل عباس ہونے اور ریاست بہاولپور کی بلند پایہ شخصیت کی نوزائیدہ مملکت چلانے کے

لیے اس وقت جن لوگوں نے بانی پاکستان کی دامے درمے اور سخنے مدد کرنے میں کہ قربانی سے دریغ نہ کیا ان میں امیر بہاولپور سرفہرست ہے۔ انہوں نے قیام پاکستان کے فوری بعد دس کروڑ روپے کی خطیر رقم دی قیام پاکستان سے پہلے بھی ۵۲ ہزار پونڈ بانی پاکستان کے حوالے کیے۔ ایک سال تک تمام سرکاری اداروں کی تنخواہیں ریاست بہاولپور کے خزانے سے ادا کی گئیں۔ قائداعظم کو سب سے پہلے شاہی سلامی گارڈ آف آنر دینے کا شرف ریاست بہاولپور کو ہی حاصل ہے قیام پاکستان سے قبل ۱۹۴۶ء میں نواب بہاولپور کے توسط سے بلوچستان کی پاکستان میں شمولیت ہوئی اس موقع پر بلوچستان کے سرکردہ افراد نے نواب صاحب کے توسط سے قائداعظم سے ملاقات کی یہ ملاقات نواب جناب کی ذاتی رہائش گاہ القمر پیلس پر کراچی میں ہوئی جہاں بانی پاکستان اکثر رہائش فرمایا کرتے تھے۔ (نوائے وقت ۲۵۔مئی ۲۰۰۰ء)

پاکستان کے پہلے حکمران قائداعظم اور لیاقت علی خان تھے یہ دونوں اللہ سے ڈرتے تھے قائداعظم تو سرکاری مکان میں تھے مگر اپنا خرچ آپ اٹھاتے تھے سرکاری خزانے سے تنخواہ بھی نہیں لیتے تھے شہید ملت اپنے پرانے کپڑوں کو رفو کر کے پہنتے اور رزق طیب کھاتے۔ حال یہ تھا کہ مرے تو بینک میں صرف پانچ 5 روپے کی رقم تھی ان کے بعد جو حکمران آئے ان کا حال کچھ نہ پوچھئے۔ (نوائے وقت شاہ بلیغ الدین کے کالم روشنی سے اقتباس ۳۰ مئی ۲۰۰۰ء ادارتی صفحہ)

محترمہ فاطمہ جناح رقم طراز ہیں اب بچے کا نام رکھنے کا مرحلہ آیا کاٹھیاواڑ میں رہنے کی وجہ سے اب تک ہمارے خاندان کے مردوں کے نام بڑی حد تک ہندووانہ ہوتے تھے۔ لیکن سندھ ایک مسلم صوبہ تھا اور میرے والدین کے ہمسایوں کے بچوں کے نام اسلامی طرز کے تھے۔ چنانچہ دونوں میاں بیوی اس بات پر رضامند ہو گئے کہ ان کے پہلے بیٹے کا نام محمد علی نہایت مناسب اور شاندار رہے گا چنانچہ اس بچے کا نام یہی رکھ دیا گیا۔ ممتاز سکالر پروفیسر مرزا محمد منور قائداعظم کے والد بزرگوار کی مصروفیات کے حوالے سے لکھتے ہیں قائداعظم کے بزرگوار تاجر تھے لیکن وہ سندھ مدرسۃ الاسلام میں معلم کا فرض بھی ادا کیا کرتے تھے اور وہ دین دار شخص تھے اسی طرح رضوان کا کہنا ہے کہ قائداعظم کے والد ماجد نہ صرف تاجر تھے بلکہ معلم بھی تھے اور سندھ مدرسۃ الاسلام میں خدمات انجام دیتے تھے صاحب موصوف لکھتے ہیں قائداعظم کے والد جناح پونجا مشن سکول میں معلم تھے مگر بیٹے کو سکول میں داخل کرانے کا وقت آیا تو اس کو مشن سکول کی بجائے سندھ مدرسۃ الاسلام میں داخل کرایا پونجا جناح صرف تاجر ہی نہ تھے بلکہ معلم بھی تھے بچپن کی تعلیم اور اس کے اثرات سے بخوبی واقف تھے وہ جنھوں نے کراچی میں سندھ مدرسۃ الاسلام کے قیام کی ضرورت محسوس کی اور اسے قائم کیا وہ خود بھی اس میں خدمات انجام دیتے رہے نیز اپنے گھر پر بچوں کو قرآن شریف پڑھاتے تھے اور ماں بچوں کو مذہبی تاریخی کہانیاں سنایا کرتی تھیں۔ یہ بات قابل توجہ اور قابل ذکر ہے کہ قائداعظم نے نیویارک ٹائمز کے نامہ نگار مقیم ہندوستان کو ۱۳۔ فروری ۱۹۴۶ء کو جو بیان دیا اس میں ڈنکے کی چوٹ اعلان فرمایا میں اول بھی مسلمان ہوں اور آخر بھی مسلمان ہوں اور مسلمان

ہونے کی حیثیت سے میں کسی دوسری چیز پر غور نہیں کر سکتا۔(اسلام اور قائداعظم از محمد حنیف شاہد صفحہ ۴۴)

مادر ملت محترمہ فاطمہ جناح رقم طراز ہیں بچے کو بنیادی طور پر اپنے مذاہب سے لگاؤ ہونا چاہیے بچپن میں اس کے دل میں مذہب کی محبت اسے کبھی بھٹکنے نہیں دے گی۔اب قائداعظم کے مخالف ہمیشہ انہیں مغربی تہذیب کا دلدادہ سمجھتے تھے ان کی خوش پوشی اور روانی سے انگریزی بولنے کی مہارت سے غلط اندازے لگاتے تھے۔لیکن بہت کم لوگ جانتے ہیں کہ قائداعظم صحیح العقیدہ مسلمان تھے اور انہیں اپنے مذہب سے والہانہ عقیدت تھی اس لئے ہندو انہیں خرید نہیں سکا اور نہ ہی انگریز کو یہ جرات ہوئی کہ ان کے نظریات بدل سکے اس کے باوجود انہوں نے کبھی ایک مذہبی پیشوا ہونے کا دعویٰ نہیں کیا۔(فاطمہ جناح کے شب و روز مولفہ ثریا خورشید بحوالہ قائداعظم کا مسلک ص ۳۳۶)

بادشاہ انگلستان جارج ششم کے زمانہ میں حکومت برطانیہ کی دعوت پر قائداعظم ہندوستان کے لیے مزید اصلاحات حاصل کرنے کے لیے انگلستان تشریف لے گئے ملاقات اور گفت وشنید کا سلسلہ جاری تھا کہ قصر بکنگھم سے ظہرانہ کی دعوت موصول ہوئی یہ وہ زمانہ تھا کہ انگریز آقاؤں کی شان وشوکت رعب وداب اور وقار و دبدبہ میں کچھ فرق نہیں آیا تھا اور ان کی بہت عزت کی جاتی تھی۔اس کی کئی وجوہات ہیں کہ وہ حاکم وقت کرتا دھرتا اور ان داتا تھے ان کی شہرت کو چار چاند لگانے والے اور ان کی ملوکیت کے مداح ہمارے لاکھوں ہندوستانی بھائی بند تھے اگر انگریز کسی ہندوستانی کی طرف صرف سرپرستانہ نگاہ ڈالتا تو وہ پھولے نہ سماتا اور اگر وہ ٹوٹی ہوئی اردو میں ہم کلام ہوتا ہے تو صرف باچھیں نہیں بلکہ دل کے باغ کھل جاتے۔چنانچہ اس زمانہ میں قصر بکنگھم کی دعوت ایک اعزاز ہی نہیں بلکہ ایک بڑا یادگار موقع ہوتا تھا ہم نے آج تک نہیں سنا کہ کسی مہمان نے معذرت کی ہو۔ہاں بیماری آزادی اور موت الگ بات ہے۔لیکن ہمارے عظیم قائداعظم یہ کہہ کر عذرخواہ ہوئے کہ یہ رمضان المبارک کا مقدس مہینہ ہے اس میں مسلمان روزہ رکھتے ہیں قائداعظم نے رمضان المبارک کے تقدس کو مدنظر رکھتے ہوئے شاہی دعوت ٹھکرا دی ۔(بحوالہ بے تیغ سپاہی مصنفہ نواب صدیق علی خان کراچی ۱۹۷۱ء صفحہ ۴۱۱۔۴۱۲ قائداعظم کا مسلک مؤلفہ سید صابر حسین بخاری بزم رضویہ لاہور ۱۹۹۹ء صفحہ ۱۸۲۔۱۸۳)

ایک مرتبہ قائداعظم نے حاتم علوی سے سوال کیا کیا تم روزے سے ہو تو حاتم علوی نے ہاں میں جواب دیا بعد ازاں قائداعظم نے فرمایا میں بھی سن شعور سے روزہ رکھتا رہا ہوں لیکن اب خرابی صحت اور بڑھاپے کی وجہ سے میرے لیے روزہ رکھنا ممکن نہیں۔(قائداعظم اپنے معاصرین کی نظر میں مرتبہ جمیل الدین اور لاہور پبلشرز یونائیٹڈ ۱۹۷۶ء صفحات ۵۷۔۶۵ قائداعظم کی مسلک مصنفہ سید صابر حسین بخاری صفحہ ۱۸۲) نوائے وقت سنڈے یکم اکتوبر ۲۰۰۱ء ص ۸۔۹۔۴۷)

دسمبر ۱۹۳۸ء کے آخری ہفتے میں آل انڈیا مسلم لیگ کا ۲۶ واں سالانہ اجلاس پٹنہ میں منعقد ہوا تھا جلسے کے جملہ انتظامات حکومت

بہار کے سابق وزیر تعلیم مسٹر عبدالعزیز کر رہے تھے انہوں نے جلسے کو کامیاب بنانے کے لیے جہاں ہر ممکن کوشش کی بلکہ اردو میں قومی ترانہ پیش کرنے کی روایت بھی قائم کی انہوں نے اس کالم کے لیے معروف شاعر شفق عماد پوری کو آمادہ کیا ان کا پورا نام مولوی سید حسن مرتضیٰ تھا وہ ضلع گیا کے ایک قصبے عماد پور کے رہنے والے تھے۔ ۱۸۷۱ء سال پیدائش ہے اور ۱۹۴۴ء میں وہ رحلت فرما گئے جس وقت موصوف نے یہ مقبول ترانہ لکھا تھا اس وقت ان کی عمر تقریبا ۶۸ برس تھی واضح رہے کہ اس وقت شفق عماد پوری کی ملی نظموں، نعتیہ کلام رباعیات اور غزلوں کے کئی مجموعے شائع ہو چکے تھے۔ موصوف نے ظہیر احسن شوق سے جو مولانا ابوالکلام آزاد کے استاد تھے عربی پڑھی تھی انہوں نے امیر مینائی جیسے قادر الکلام شاعر سے مشورہ سخن کیا تھا سب سے بڑی بات یہ کہ وہ خود تحریک آزادی میں پیش پیش تھے یہاں بے موقع نہ ہوگا کہ اگر یہ تذکرہ کر دیا جائے حکومت پاکستان کے سابق سیکریٹری اور اردو کے نامور ادیب قدرت اللہ شہاب نے اپنی شہرآفاق کتاب شہاب نامہ میں لکھا ہے کہ جب وہ ۱۹۴۲ء میں صوبہ بہار کے جنوبی علاقہ میں بحیثیت افسر تعینات تھے تو انہوں نے شفق عماد پوری سے خصوصی طور پر ملاقات کی تھی اپنی ضیف العمری اور شدید ثقل سماعت کی وجہ سے شفق صاحب پٹنہ تو نہ آسکے مگر کسی کے ذریعے اپنا ترانہ عزیز صاحب کو یہ کہہ کر بھجوا دیا کہ اسے نوجوان لڑکوں سے پڑھوایا جائے اتفاق سے نیشنل گارڈ کی وہ نوجوان ٹیم جو قائداعظم کو سلامی پیش کرنے کے لیے تیار ہوئی تھی اس میں چند لڑکے سُر اور تان سے واقف تھے اور اپنے سکولوں میں عمدہ گائیکی کے سلسلے میں انعام بھی لے چکے تھے ان ہی چار پانچ نوجوانوں کو شفق عماد پوری کا لکھا ہوا ترانہ تھما دیا گیا بایں ہمہ ریہرسل کرانے کے لیے ایک استاد کا تعین کر دیا گیا اس یادگار اجلاس کے موقع پر جب نیشنل گارڈ کی پریڈ شروع ہوئی تو قائداعظم کرسی صدارت سے اٹھ کر ڈائس کے کنارے آئے اور اپنے مبارک ہاتھوں سے سلامی لی اس کے بعد واپس کرسی پر جا کر بیٹھے ہی تھے کہ نیشنل گارڈ کے مقررہ نوجوانوں نے شفق عماد پوری کا اردو ترانہ پیش کرنا شروع کر دیا۔ قائداعظم نے چند ہی بول سنے تھے کہ وفور جذبات سے اٹھ کھڑے ہوئے ان کا چہرہ کھل اٹھا تھا ان کی آنکھوں میں مسرت کی چمک نمایاں تھی وہ اس ترانے کو بہ احترامات فرواں سن رہے تھے۔

وحدت کا ترانہ شوق سے گا — کثرت سے نہ ڈر تیرا ہے خدا
تنظیم میں مضمر راز ترا — مرکز سے سرک کر دور نہ جا
مسلم ہے تو مسلم لیگ میں آ

ذرے ذرے کو بنا صحرا — قطرے قطرے سے بہا دریا
گوشے گوشے کو چمن سے ملا — پتے پتے کا لگا یے پتا
مسلم ہے تو مسلم لیگ میں آ

اس کا جھنڈا لہرا کر　　ایمان کا جذبہ پیدا کر
بُت خانے کی راہ نہ دیکھا کر　　کعبے کی طرف منہ اپنا کر
مسلم ہے تو مسلم لیگ میں آ

کرتے نہیں حق کی دادرسی　　باطل پہ اڑے ہیں کانگریسی
ہاں چھوڑ کے ان کی ہم نفسی　　کچھ اور ہے ان کے جی میں بسی
مسلم ہے تو مسلم لیگ میں آ

ہے جال بچھانا کام ان کا　　دانا ہے تو دیکھ لے دام ان کا
کہنے کو سوار جی نام ان کا　　ہے ہندو راج انجام ان کا
مسلم ہے تو مسلم لیگ میں آ

ہے نور ادھر سایہ ہے ادھیر　　ہے پھول ادھر کانٹا ہے ادھر
منزل ہے ادھر صحرا ہے ادھر　　رستہ ہے ادھر دھوکا ہے ادھر
مسلم ہے تو مسلم لیگ میں آ

ترانہ ختم ہونے پر قائد اعظم نے نہ صرف نوجوان گانے والوں کو شاباش دی بلکہ مسٹر عبدالعزیز کے ذریعے اس کے خالق شفق عماد پوری کو خیر سگالی کا پیغام بھجوایا اور ایسا ولولہ انگیز ترانہ لکھنے پھر ان کو خراج تحسین پیش کیا۔(نوائے وقت لاہور سنڈے میگزین تحریک پاکستان کا مقبول ترانہ تحریر ڈاکٹر محمود الرحمن سے اقتباس)

ملت اسلامیہ کا وہ عظیم رہنما جس کے بارے میں پنڈت جواہر لعل نہرو کی بہن وجے لکشمی نے کہا تھا اگر مسلم لیگ میں ایک سو گاندھی اور دو سو مولانا ابوالکلام آزاد ہوتے اور تنہا قائد اعظم کانگریس میں ہوتے تو پاکستان کبھی نہ بنتا اللہ اللہ یہ ہے عظمت قائد اعظم کی ۔۔۔۔دو قومی نظریہ دراصل ایک ازلی ابدی حقیقی اور مطلق نظریہ ہے جس کا تعلق نظریہ قرآن پر قائم ہے جو حضور محسن انسانیت ﷺ کے ارشادات پر استوار ہے جو فرد ایمان لایا وہ مسلمان کہلایا اور جو ایمان نہیں لایا وہ کافر ٹھہرا اب ایمان لانا اور ایمان نہ لانا دو مختلف دھاروں کا تعین کرتا ہے پاکستان دنیائے اسلام کا مدینہ منورہ کی مملکت کے بعد دوسرا ملک ہے جو کسی نظریے پر قائم ہوا اور وہ نظریہ ہے اسلام کا قرآن کا اور شریعت محمدی کا۔ جب اسلام اور قرآن نازل ہوا حضور کریم ﷺ کی نبوت کا اعلان ہوا تو دو گروہ واضح طور پر عالم انسانیت کے نقشے پر ابھرے کر سامنے آگئے اور

یہی دو گروہ قیامت تک اپنا اپنا فکر و عمل دہراتے رہیں گے اور یہ کش مکش جاری و ساری رہے گی جب تک برصغیر پاک و ہند میں ایک مسلمان بھی زندہ ہے تو نظریہ پاکستان زندہ ہے دو قومی نظریہ زندہ ہے تحریک پاکستان زندہ ہے اور اسلام زندہ ہے قرآن زندہ ہے لہٰذا اسلامیان پاکستان کسی خوفناک اور عبرت ناک انجام سے دو چار ہونے سے پہلے اپنی اسلامی اور قرآنی شناخت اور تشخیص کریں۔ (نوائے وقت سنڈے ۱۰۔جنوری ۲۰۱۰ء ص ٦)

حضرت پیر سید نور الحسن شاہ بخاری کیلانی (۱۸۸۹۔۱۹۵۲ء) کے پیرومرشد حضرت میاں شیر محمد شرقپوری قدس سرہ العزیز انگریز انگریزی اقرار انگریز کی طرز بود و باش اور انگریزی حکومت کے سخت ترین مخالف تھے اعلیٰ حضرت شرقپوری رحمۃ اللہ علیہ نے ۱۹۲۸ء میں وصال فرمایا اور کون نہیں جانتا کہ ۱۹۲۸ء سے ۱۹۴۷ء تک کا دور تحریک پاکستان کے عروج کا دور ہے آپ کے اس مشن کو آپ کے غلاموں بالخصوص پیر سید نور الحسن شاہ بخاری نے منطقی انجام تک پہنچایا۔ حضرت پیر کیلانی علیہ الرحمہ نے ایک طرف اشاعت اسلام کا کام سنبھالا اور سب سے بڑھ کر قلمی تبلیغی محاذ پر آپ نے معرکۃ الآراء کتاب ''الانسان فی القرآن'' تصنیف فرمائی جس کو پڑھنے سے آج بھی ایمان کی روشنی نصیب ہوتی ہے۔ لیکن دوسری طرف آپ نے ملت اسلامیہ کے استحکام کے لیے قیام پاکستان کی بھرپور حمایت کی ہمیشہ ووٹ مسلم لیگ کو دیئے نواب ممدوٹ کئی دفعہ دعا کے لیے حاضر خدمت ہوئے اور آپ نے ہر دفعہ مسلم لیگ اور ان کے حق میں دعا فرمائی آپ نے مکان شریف ضلع گورداسپور کے سجادہ نشین حضرت سید محمد محفوظ حسین شاہ مکان شریفی کو مسلم لیگ کے مقابلے میں احرار کی طرف سے کھڑا ہونے پر عملاً منع فرمایا اور دستبردار کیا۔ (نوائے وقت ملی ایڈیشن)

حضرت سید محمد اسماعیل شاہ بخاری علیہ الرحمہ تحریک پاکستان کی جدوجہد میں ان کا ہر عقیدت مند ایک سرگرم رکن کی حیثیت سے پیش پیش تھا مسلم لیگ اور تحریک پاکستان کے جملہ فعال اور مقتدر رہنماؤں کو حضرت کا بھرپور تعاون حاصل تھا۔ (نوائے وقت ۱۱۔مئی ۱۹۸۷ء)

حضرت علامہ مولانا السید محمد اشرف نظامی گیلانی المعروف سید کشفی شاہ نظامی (۱۸۹۴۔۱۹۷۶ء) نے ایڈیٹر صاحبان کے نام خط لکھا جو احسان انقلاب سیاست اور ایمان میں شائع ہوا جس کا متن حسب ذیل ہے۔ تمام داعیان اسلام کو جن کے قلب میں ملت کا درد ہے معلوم ہونا چاہیے کہ آٹھ کروڑ مسلمان اس وقت تک ایک مرکز پر جمع نہیں ہو سکتے جب تک ان کا ایک رہنما نہ ہو اس لیے تمام داعیان اسلام کو چاہیے کہ اپنے علاقے کے تمام سیاسی اور غیر سیاسی علماء مشائخ امراء اور ملت کا درد رکھنے والے اصحاب اپنے اپنے نام مع پورے پتے ارسال کریں تمام داعیان اسلام کا فرض ہے کہ نہایت سرعت سے کام کریں اس اعلان کے پڑھنے کے بعد ایک لمحے کی تاخیر ایک سال کے برابر ہو گی ہر اسلامی اخبار پر اسلامی رسالے کا فرض ہے کہ وہ سب سے پہلی اشاعت میں اس کو درج فرمائیں۔ کشفی نظامی پوسٹ بکس نمبر ۳۲۶ رنگون یہ زمانہ تھا جب شاہ

صاحب آل انڈیا مسلم لیگ کے ہم نوا ہو چکے تھے اور یہ دکھائی دیتا تھا کہ آپ محمد علی جناح کی طرف ہی مسلم عوام کی توجہ مبذول کرانا چاہتے ہیں اور انہی کو آٹھ کروڑ مسلمان ہند کا قائد دیکھنا چاہتے ہیں۔ آپ کے اخبار ایمان کے جس شمارے میں آپ کا یہ خط شائع ہوا ہے اس میں علامہ اقبال کے مضامین اور خطبات صدارت اور محمد علی جناح کے متعلق بھی ایک اطلاع جلی سرخیوں میں شائع ہوئی کہ مسٹر جناح کو آئندہ دستور اساسی میں نائب وزیر ہند کا عہدہ پیش کیا جائے گا۔ خود مسٹر جناح نے بھی ایک نجی ملاقات میں اس قسم کے امکان کا ذکر کیا ہے۔ (فروری ۱۹۳۱ء) شاہ صاحب کے اخبار ایمان میں قائد اعظم محمد علی جناح کے بارے میں دیگر ملکی ذرائع اور اخبارات کے حوالے سے اس قسم کی خبر کا شہ سرخی کے ساتھ شائع ہونا اس بات کی کھلی دلیل ہے کہ آپ سیاسی رجحانات اب مکمل طور پر آل انڈیا مسلم لیگ کی طرف تھے۔ اگرچہ آل انڈیا مسلم لیگ جس کا قیام ۱۹۰۶ء میں عمل میں آچکا تھا ابھی تک ایک فعال اور متحرک جماعت نہیں بنی تھی جس کے مفاد مسلمانان ہندوستان کے ملی وجود اور سیاسی حقوق کے تحفظ تک محدود تھے تاہم اس کی حکمت عملی سے حکومت وقت سے ٹکر لینا ایک دانشمندانہ فعل نہیں ہے۔ شاہ صاحب کو مکمل اتفاق تھا آپ کے زمانے میں مندرجہ ذیل جماعتیں قائم تھیں۔ (۱) وہابی تحریک جس کا قیام ۱۸۵۷ء میں عمل میں آیا۔ (۲) آل انڈیا نیشنل کانگریس ۱۸۸۵ء (۳) آل انڈیا محڈن ایجوکیشنل کانفرنس ۱۸۸۴ء (۴) آل انڈیا مسلم لیگ ۱۹۰۶ء (۵) تحریک خلافت ۱۹۱۹ء (۶) راشٹریہ سیوک سنگھ ۱۹۲۵ء میں مسلمانوں کی مخالفت میں قائم ہوئی۔ (۷) مجلس احرار ۱۹۲۹ء (۸) تحریک خاکسار ۱۹۳۰ء اس کے علاوہ سرخ پوش، یونی نسٹ پارٹی اور شیعہ پولیٹیکل پارٹی وغیرہ اور بہت سی مذہبی اور سیاسی جماعتیں موجود تھیں۔ غرضیکہ مسلمانوں کی اپنی سیاسی جماعتیں اور تحریکیں بھی موجود تھیں مگر اتحاد یگانگت یک جہتی اور ہم آہنگی نام کی کوئی رشتے ان میں دیکھنے میں نہیں آتی تھی۔ شاہ صاحب اپنے روزنامچے اور اخبار ایمان میں سیاسی جماعتوں کی کیفیت بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں مسلمانوں کی حالت یہ ہے کہ جب ان سے کوئی کام نہیں ہو پاتا تو وہ کوئی ایک نئی جماعت اور انجمن بنا لیتے ہیں۔ مسلم لیگ کی موجودگی میں خلافت کمیٹی بنی جب خلافت کمیٹی سے تنظیم ملت کا کام نہ ہوسکا تو پھر تنظیم کمیٹی بنالی گئی ایک جمعیت العلماء سے علماء کی دو جماعتیں بن گئیں لیگ اور خلافت ہی کی رقابت کیا کم تھی کہ ان دو جماعتوں کی رقابت میں مسلم کانفرنس ایک تیسری رقابت کا اضافہ ہوا صورت حال اب یہ ہے کہ ایک طرف غیر مسلم طاقتیں مسلمانوں کو تباہ و برباد کرنے پر تلی کھڑی ہیں اور دوسری مسلم لیگ اور مسلم کانفرنس کے اراکین اور عہدے دار ایک دوسرے کے خلاف جنگ آزما ہیں ان حالات میں اس کے سوا کیا کہا جاسکتا ہے کہ خدا مسلمان لیڈروں کے حال پر رحم فرمائے۔ آل انڈیا مسلم لیگ کا کام ہندوستان کے مسلمانوں کو سیاست سے آگاہ کرنا اور حکومت سے الجھے بغیر مسلمانوں کے دینی اور سیاسی حقوق دلانا اور ان کی حفاظت کرنا تھا تا کہ ہندوستان کے مسلمان زندگی کے میدان عمل میں اپنے دوسرے ہم وطنوں (ہندوؤں اور سکھوں) سے پیچھے نہ رہ جائیں اور یہ کہ ہندوستان کے مسلمانوں کو حکومت میں مناسب نمائندگی حاصل ہو شاہ صاحب اس بات پر ایمان وایقان

رکھتے تھے کہ جب تک ہندوستان کے تمام مسلمان آل انڈیا مسلم لیگ کے جھنڈے تلے جمع نہ ہوں گے اور اپنے لیے کسی ایک قائد کا انتخاب نہ کریں گے منزل مراد کو نہیں پہنچ سکتے۔ شاہ صاحب اس بات پر بہت اعتماد اور یقین رکھتے تھے کہ ہندوستان کے مسلمانوں کے الجھے ہوئے مسائل کو اگر کوئی سیاسی جماعت سلجھا سکتی ہے تو وہ صرف آل انڈیا مسلم لیگ ہے جس کے قائد محمد علی جناح ہیں چنانچہ آپ نے ہفتہ وار اخبار مناول دہلی کے بند ہو جانے کے بعد نعم البدل کے طور پر جب اپنا پندرہ روزہ اخبار ایمان پٹی سے جاری کیا تو اس کی اشاعت کا آغاز آل انڈیا مسلم لیگ کے موقف کی اشاعت ہی سے کیا چنانچہ پندرہ روزہ اخبار کی پہلی جلد کے پہلے شمارے ۲۶۔ اگست ۱۹۳۰ء کی اشاعت میں آل انڈیا مسلم لیگ کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا کہ اسے ہندوستان کے تمام مسلمانوں کی متحدہ سیاسی جماعت ہونا چاہیے اخبار ایمان کی پہلی جلد نومبر ۱۹۳۰ء کے شمارے میں شاہ صاحب نے محمد علی جناح کی قیادت حاصل کرنے کی طرف اشارہ کرتے ہوئے پیغام حق آٹھ کروڑ مسلمان ہند کے نام کے عنوان سے اپنے مخصوص انداز تحریر سے مسلمانوں کو مخاطب کیا اور ایک طویل مضمون لکھا جس کا ماحصل یہ ہے ہند کا مسلمان اگر تو سوتا نہیں اور تو بیدار ہے تو سن لے کہ تجھ کو سول نافرمانی کی دعوت نہیں دی جاتی تجھ کو حکومت کی غلامی کے لیے نہیں کہا جاتا تجھ سے رضا کار نہیں مانگے جاتے تجھ سے چندہ نہیں مانگا جاتا۔ تجھ کو جلسوں اور جلوسوں کے واسطے نہیں کہا جاتا حتیٰ کہ تجھ سے کچھ نہیں مانگا جاتا البتہ تجھ کو تباہی اور بربادی سے محفوظ رہنے کے لیے دعوت دی جاتی ہے۔ اگر تو ہند کی سرزمین پر زندہ رہنا چاہتا ہے تو ایک مرکز پر آ جا اور ایک رہنما منتخب کر لے۔ (یہ ایک واضح اشارہ ہے قائداعظم محمد علی جناح کی طرف کہ قوم انہیں اپنا قائد چن لے)۔۔۔۔ ۱۹۳۷ء میں جب آل انڈیاں مسلم لیگ کا سالانہ اجلاس لکھنو میں منعقد ہوا تو اس میں ہندوستان کے تمام مسلمانوں کی متحدہ قوت موجود تھی اس اجلاس میں مسلمانوں کے اتحاد و یک جہتی کا جو منظر دیکھنے میں آیا اس سے شاہ صاحب کی یہ آرزو پوری ہو گئی کہ ہندوستان کے آٹھ کروڑ مسلمانوں کا ایک رہنما ہونا چاہیے۔ اور یہ رہنما قائداعظم محمد علی جناح تھے شاہ صاحب کی قائداعظم سے عقیدت اور آل انڈیا مسلم لیگ سے اول سے آخر تک وابستگی برابر قائم رہی۔ علامہ محمد اقبال کے خطابات صدارت جو انہوں نے مسلم لیگ کے صدر کی حیثیت سے مسلم لیگ کے اجلاسوں میں دیئے گئے اخبار ایمان کے مختلف شماروں میں برابر شائع ہوتے رہے۔۔۔۔۔ (حیات کشفی از سید بشیر احمد سعدی سنگروری مطبوعہ مکتبہ پاکستان چوک انار کلی لاہور ۱۹۸۹ء ص ۴۲۱۔ ۴۳۵ تا ۴۳۸۔ ۴۴۷۔ ۴۵۱۔ ۴۵۲)

علامہ سید عبدالحی جعفری (۱۹۸۹ء) خاندانی لحاظ سے دہلی کے آثار قدیمہ کی ایک یادگار تاریخی بستی عرب سرائے کے شافعی المذہب سادات کے خانوادہ سے تھے جعفری صاحب شاہ عبدالحق محدث دہلوی کے خانوادے کے خان بہادر مولوی انوار الحق اور راجپوتانہ کی ریاستوں کے مشہور وزیر مولوی سید عبداللہ کے پوتے تھے جنہوں نے نصف صدی سے زائد عرصے تک قومی تحریکات کے ہر گوشے میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیا

جعفری صاحب پر مولانا محمد علی جوہر کی شخصیت کا اثر اس قدر ہوا کہ وہ طالب علمی اور کم عمری کے باوجود دہلی کے ہر اس جلسے میں شرکت کرتے جس میں مولانا محمد علی جوہر خطاب کر رہے ہوتے بلکہ وہ سائے کی طرح ان کے ساتھ ساتھ رہتے تھے ان کا پہلا آئیڈیل جوہر صاحب تھے جن سے انہوں نے بے باکی اور حق گوئی سیکھی ان کے انتقال کے بعد مولانا حسرت موہانی سے عقیدت قائم کر لی آل انڈیا مسلم لیگ کونسل کے اجلاس میں قائداعظم سے کسی مسئلے میں اختلاف کا اظہار کرنا مولانا حسرت موہانی کی قیادت میں سیکھا ۲۳ برس کی عمر میں دہلی کے مسلم نوجوانوں کی ایک ترقی پسند اور بے باک جماعت مسلم یوتھ لیگ کے نام سے بنائی قائداعظم دہلی تشریف لائے اور نظام پیلس میں مقیم ہوئے کچھ سرفروش نوجوانوں کی طرح وحیدالدین احمد اور سید عبدالحئی دونوں نظام پیلس میں قائداعظم سے ملاقات کے لیے پہنچ گئے۔ درخواست کی کہ وہ جیون بخش ہال جو مسجد فتح پوری دہلی سے ملحق ہے اس میں مسلم لیگ کی طرف سے منعقدہ ایک جلسے میں تقریر فرمائیں جو دہلی کے مسلمان عوام کے سامنے ان کی پہلی تقریر تھی اور اس وقت کے سب سے ہنگامہ خیز موضوع یعنی گورنمنٹ آف انڈیا ایکٹ ۱۹۳۵ء کے وائٹ پیپر پر قائداعظم نے مسلمانوں کے نکتہ نظر کی وضاحت کی مجالس قانون ساز اور پارلیمنٹری اجتماعات کے سوا قائداعظم کی خالص مسلم عوام کے اجتماع میں یہ پہلی تقریر تھی اس وقت تک وہ اردو میں تقریر نہیں کر سکتے تھے۔ اس لیے انہوں نے انگریزی میں تقریر فرمائی مسلم عوام جو اس وقت بھی محمد علی جناح سے بہت محبت کرتے تھے ان کی اس انگریزی تقریر کو والہانہ انداز میں سننے کے لیے تیار تھے لیکن یہ نوجوان عبدالحئی کا منفرد اعزاز ہے کہ انہوں نے انگریزی تقریر کو مکمل طور سے اور پر جوش طریقے پر اردو میں منتقل کرنے کا کارنامہ اس طرح انجام دیا کہ قائداعظم عوام کا تاثر معلوم کر کے بے حد خوش ہوئے کہ ان کی انگریزی تقریر بالکل صحیح انداز میں عوام کے سامنے پیش کر دی گئی ہے اور انہوں نے خوش ہو کر وہ ہار نوجوان کو دہلی کے مسلم عوام نے پہنایا تھا وہ اپنے ہاتھ سے عبدالحئی کے گلے میں ڈال دیا اور اپنی طرف سے بڑی شاباش دی۔ اس کے بعد دہلی کے مسلم نوجوانوں جو بڑی سرگرمی سے مسلم لیگ کو عوامی جماعت بنانے میں معروف تھے آخر اپنے مقصد میں کامیاب ہوئے اور قائداعظم نے ہندوستان بھر کے کونے کونے سے مسلم نوجوانوں کی بے قراری محسوس کر کے بھرپور طریقے پر مسلم لیگ کی قیادت سنبھال لی نوجوانوں کا وہ ہراول دستہ جس میں کانپور سے مولانا عبدالقیوم کانپوری لاہور سے ابوسعید انور اور دہلی سے عبدالحئی نمایاں ہو کر مسلم لیگ کے طوفانی کارکن ثابت ہوئے۔ انہوں نے طویل عرصے تک دہلی صوبہ مسلم لیگ کے تمام عہدوں پر بہت سرگرمی سے کام کیا اور ہر سال اپنی ذمہ داری کو پوری سرگرمی سے نبھایا۔ (روزنامہ نوائے وقت ۱۱۔ فروری ۱۹۹۰ء ص ۱۱)

سردار سید دوست محمد شاہ آف پکی شاہ مردان (۱۹۰۴ - ۱۹۸۵ء) سادات کے اس گھرانے سے متعلق تھے۔ جنہوں نے اوس تک اسلام کی روشنی پھیلائی۔ چنگیز خان جیسے جابر و ظالم انسان کے سامنے کلمہ حق کہا اور پھر برصغیر پاک و ہند میں لوگوں کے دل نور اسلام سے منور کئے۔ آپ کے جد اعلیٰ سید جلال الدین بخاری جن کو خاندانی طور پر سید شیر شاہ سرخ جلال بخاری کے نام سے یاد کیا جاتا ہے۔ چنگیزی دور میں

بخارا سے ہندوستان آئے اور اوچ شریف (ریاست بہاولپور) میں رشد وہدایت اور دعوت دین دینے لگے آپ کے ایک پوتے شاہ شیر قطب اور ان کے فرزند شاہ عبدالوہاب نے جنہیں زہدالانبیاء کہا جاتا ہے بلوٹ شریف ضلع ڈیرہ غازی خان میں رشد وہدایت کی شمع منور کی پھر ان کے پوتے شاہ محمد داؤد اسی ہدایت کے نور کو لے کر اس وقت کی ریاست ڈنگوٹ (موجودہ کالاباغ وماڑی انڈس کا علاقہ) میں وارد ہوئے سید دوست محمد شاہ اسی شاہ محمد داؤد کی دستار کے وارث اور ان کے اولاد کے سربراہ تھے ہندوستان پہ انگریزوں کے تسلط اور مسلمان حکومت کی تباہی اور خاتمے کا اس خاندان پر بہت گہرا اثر پڑا نیز پنجاب میں سکھ حکومت کو بھی انہوں نے کبھی قبول نہیں کیا اور ہمیشہ انگریزوں اور سکھوں کے خلاف نبرد آزما رہے آپ کے جد اعلیٰ شاہ مردان شاہ (جن کے نام پر پکی شاہ مردان موسوم ہے) اور ان کے دونوں بیٹوں نے جنگ آزادی ۱۹۵۷ء میں حصہ لیا اور انگریزوں کے خلاف لڑے جبکہ اس وقت کے تمام زمین دار اور جاگیردار انگریزوں کے حامی رہے جہاں ان لوگوں کو مزید جاگیریں اور مراعات دی گئیں وہاں اس کے خاندان سے مسلمان حکمرانوں کی دی بڑی جاگیر بھی چھین لی گئی اور شاہ مردان کے دونوں بیٹوں سید مہر حسین اور سید کرم حسین کو سزائے موت بھی سنائی گئی جس پر عوامی ردعمل کی وجہ سے عمل درآمد نہ ہوسکا لیکن بیشتر اراضی ضبط کر لی گئی آپ کے دادا سید قائم علی شاہ ایک عظیم سردار سخی مرد قلندر اور حریت پسند مجاہد تھے۔ انہوں نے دفاعی سرداری نظام جس میں رعایا کو عدل وانصاف تحفظ اور اولاد جیسے حقوق دیئے گئے کی ابتداء کی ان کی زندگی ہی میں ۱۹۲۶ء اپنے خاندان کو نامساعدہ حالات سے نکالنے کے لیے زمینداری کے علاوہ ٹھیکیداری شروع کی یہ وہ زمانہ تھا جب سید حدوب کا خاندان آزادی ہند کی تحریک سے منسلک ہونے کی وجہ سے انگریز کے زیر عتاب تھا سونا رام ہندو سے مل کر سید دوست محمد شاہ نے سونا رام اینڈ کمپنی کی ابتدا رکھی پہلا کام کالاباغ ریلوے برج کا لیا جس کا تخمینہ اس وقت پچاس لاکھ سے زائد تھا۔ (مارچ ۱۹۲۹ء میں اپنے عظیم دادا کی وفات کے بعد اپنے والد کی زندگی ہی میں خاندان کی سربراہی پر فائز ہوئے یہ وہ زمانہ تھا جب آزادی کی جدوجہد نیا انداز اختیار کر رہی تھی۔ آپ نے عملی سیاست میں حصہ لینا شروع کر دیا۔ ۱۹۳۷ء میں جب قائداعظم نے مسلم لیگ کی صدارت سنبھالی تو آپ نے اپنے دیرینہ ساتھیوں نواب امیر محمد خان آف کالاباغ اور مجاہد ملت مولانا عبدالستار خان نیازی کے ساتھ مسلم لیگ میں شمولیت اختیار کی حلانکہ اس وقت آپ ایک بڑے ٹھیکیدار بھی تھے جسے حکومت بے پناہ نقصان پہنچا سکتی تھی لیکن سود وزیاں کے اندیشہ سے بے نیاز ہو کر اس پیکر حریت نے تحریک پاکستان میں شرکت کی اور انگریز حکومت کے عتاب کا نشانہ بنے آپ نے مسلم لیگ کے لیے بے خطیر رقم فراہم کی مسلم لیگ کے لیے دن رات کام کیا رضا کار تیار کئے ان کے لیے اسلحہ فراہم کیا صوبہ سرحد کے ریفرنڈم کے لیے پورے صوبہ کے دورے کئے انتخابات میں مسلم لیگ کے امیدواروں کے لیے کام کیا میانوالی سے مولانا عبدالستار خان نیازی کو یونی نسٹ امیدوار جو بہت دولت مند تھا کہ مقابلے میں کامیاب کرایا۔ ۲۳۔ مارچ ۱۹۴۰ء کے جلسہ لاہور میں میانوالی کے تین رکنی وفد میں نواب آف کالاباغ اور مولانا عبدالستار خان نیازی کے

ساتھ شریک ہوئے۔ قائداعظم کی اپیل پر سب سے زیادہ چندہ نواب آف کالاباغ کے ساتھ ملا۔ (نوائے وقت لاہور ۵۔فروری ۱۹۸۹ء ص ۱۱)

قائداعظم مسلمانان ہند کی نمائندہ جماعت مسلم لیگ کے سالار قافلہ تھے تو مولانا ابوالکلام آزاد ہندو نواز کانگریس پارٹی کے روح رواں۔ آزادی ہند کے بارے میں دونوں کی سوچ اور نظریات میں ایک واضح بنیادی فرق تھا جس کے سبب تحریک آزادی کے یہ رہنما زندگی بھر ایک دوسرے سے کھنچے کھنچے رہے۔ لیکن بابائے قوم کے نصب العین اور مقصد کی سچائی اور جذبے کی صداقت کہیے یا حالات کی ستم ظریفی کہ ان کے کٹر سیاسی حریف بھی آ کر کاران کے حق میں کلمہ خیر کہنے کے لیے دست دعا اٹھانے پر مجبور ہو گئے۔ زیر نظر تصویر شریف الدین پیرزادہ کی تازہ کتاب سے لی گئی ہے۔ اس میں مولانا آزاد کراچی میں مزار قائد پر فاتحہ پڑھ رہے ہیں یہ تصویر ۱۹۵۱ء کی ہے (روزنامہ نوائے وقت ۲۳۔مارچ ۱۹۹۶ء)

حضرت علامہ مولانا غلام محمد قادری المعروف پیر جلوآنوی (۱۸۹۲۔۱۹۵۲ء) باوجودیکہ ایک گوشہ نشین صاحب فقر و غنا بزرگ تھے اور تصنیفات و تالیف آپ کا مشغلہ تھا آپ نے متعدد مترکۃ ال آراء کتب تصنیف فرمائیں جو کہ عربی فارسی اردو پنجابی زبان میں نظم و نثر میں ادیبانہ رنگ عارفانہ اسلوب متصوفانہ ڈھنگ اور عشق رسول الثقلین ﷺ میں ڈوبی ہوئی ہیں اور عمر بھر ایک قریہ جلوآنہ شریف نزد تاندلیانوالہ ضلع فیصل آباد میں بیٹھ کر یہ عظیم کارنامہ انجام دیا آپ عربی فارسی اردو اور پنجابی کے قادر الکلام شاعر تھے آپ کے تبحر علمی اور بزرگی کی دھاک بیٹھی ہوئی تھی اور ہزاروں کی تعداد میں اطراف اکناف میں آپ کے حلقہ بگوش عقیدت مند اور ارادت مند تھے آپ کی کتب تصنیف شدہ میں اسرار المقطعات اور رموز المتشابہات یعنی قرآن حکیم کے انیس حروف مقطعات کی عربی اور فارسی زبان میں منظوم تفسیر مع اردو ترجمہ تحت السطور اور اردو شرح ایک نادر الوجود کارنامہ ہے اسی طرح تحقیق العارفین فی حقیقت سید المرسلین ﷺ المروف رسالہ حقیقت محمدیہ میں اولیاء کرام بزرگان دین کے مکشوفات و مشاہدات ہدات پر مشتمل ایک ضخیم رسالہ دو جلدوں کی صورت میں ہے ان کے علاوہ مکتوبات شریف دیوان عشق نورالایمان مدحیۃ النبی پاک کتب السنام پیام جلوآنول کمال جلوآنوی وصال باکمال رمز لوحدت الاسرات الاالہیہ نور ولایت اسرار التوحید کی متعدد جلدیں آپ کی مطبوعہ کتب ہیں۔ ان کے علاوہ متعدد تصانیف ابھی تک شائع نہیں ہوئیں جس وقت تحریک پاکستان شروع ہوئی تو آپ نے دفعتاً گوشہ نشینی کو خیرباد فرمادیا اور سلسلہ تصنیفات کو بھی یکسر ترک فرمادیا اور جہاں جہاں آپ کے عقیدت مند قیام پذیر تھے وہاں وہاں حکم نامے جاری فرمائے اور اپنے خصوصی احباب کو روانہ فرمایا کہ وہ اپنے مفادات کو نظرانداز کرتے ہوئے تحریک پاکستان میں بھرپور حصہ لیں اور مسلم لیگ کی مکمل کر معاونت کریں اور کسی قسم کے دباؤ کو خاطر میں نہ لائیں اور اگر جان بھی دینی پڑے تو پروانہ کریں اور جہاں جہاں ضروری سمجھا وہاں خود

تشریف لے گئے اور یونی نسٹ پارٹی کے خلاف اور مسلم لیگ کے حق میں ماحول سازگار فرمایا چونکہ ساندل بار علاقہ راوی کے اقوام کا سردار رائے احمد خان کھرل ۱۸۵۷ء کی تحریک آزادی کے ہیرو کا پڑپوتا رائے جگدیو خاں نواب آف جھامرہ حضرت جلالپوری کا صادق الیقین مرید اور نیاز مند تھا آپ نے اسے جھامرہ میں تشریف لے جا کر مسلم لیگ کی حمایت کے لیے امادہ فرمایا اور اسے اپنی اور جمیع مریدین کی کھلم کھلا حمایت کی یقین دے دیا اور اسے میدان عمل میں آنے کا حکم صادر فرمایا چنانچہ اس نے اپنے بیٹے رائے امیر محمد خان کے مسلم لیگ کی طرف سے الیکشن لڑنے کا اعلان کر دیا اگرچہ ان حضرات کے خضر حیات خان اور تحریک پاکستان کے مخالفین سے خصوصی مراسم تھے اور انہوں نے اپنے اثر و رسوخ کے استعمال کرنے میں کوئی کسر نہ اٹھا رکھی۔ ادھر وزارت کی پیش کش کی دوسری طرف طرح طرح کی دھمکیاں دی لیکن حضرت جلالپوری کی سعی مسلسل اور کھلی حمایت نے رائے صاحبان کی ہمت افزائی کی اور ان کو کسی حرص و لالچ کا شکار نہ ہونے دیا۔ چنانچہ شہر تاندلیاں والہ میں ایک عظیم الشان جلسہ انعقاد پذیر ہوا جس کی حضرت جلالپوری نے صدارت فرمائی آپ کا نام سن کر اور آپ کی زیارت سے شرف ہونے کے لیے اس قدر عظیم الشان اجتماع ہوا جس کو اس وقت تاندلیانوالہ شہر میں ایک مثالی اجتماع قرار دیا گیا تھا خطبہ صدارت میں آپ نے ارشاد فرمایا برادران طریقت و شریعت میں ایک درویش آدمی ہوں اور درویش کو کسی سے کوئی غرض نہیں ہوا کرتی اور نہ ہی میں ایسے اجتماعات کا دلدادہ ہوں میں آپ دوستوں کو خصوصی طور پر نصیحت کرنے آیا ہوں وہ یہ کہ آئین اسلام کو جانیے اور اپنے مقام کو پہچانیے اسلام اور ہمارا مقام لازم و ملزوم ہے بلکہ اسلام ہی ہمارا مقام ہے اسلام نور ہے اور کفر ظلمت اور یہ واضح ہو کہ نور اور ظلمت یکجا نہیں رہ سکتے۔ اس لیے ضروری ہے کہ ہم صحیح معنی میں مسلمان بنیں تا کہ کفر کی ظلمت دفع ہو جائے الغرض ہمارے مسلمان ہونے کی یہ دلیل ہے کہ ہم تحریک پاکستان میں بھرپور حصہ لیں اور ایک آزاد مملکت بنانے کے لیے ہر طرح کی قربانی دے کر رہیں مسلمان ہونے کا ثبوت فراہم کریں اور پھر واضح الفاظ میں ارشاد فرمایا کہ جو شخص میرے ساتھ اللہ اور اس کے رسول پاک کی خاطر روحانی تعلق رکھتا ہے وہ جہاں کہیں بھی ہو میں اسے حکم دیتا ہوں کہ وہ ہر لحاظ سے تحریک پاکستان میں بھرپور حصہ لے کر اپنا مذہبی اور روحانی ملکی اور اخلاقی فرض ادا کرے ورنہ میرے ساتھ اس کا کوئی تعلق نہ ہوگا آخر میں دعا کرتا ہوں کہ خداوند کریم ہماری خطاؤں کو معاف فرمائے اور ہمیں مسلمان جینے اور مسلمان ہونے اور روز محشر مسلمان اٹھنے کی سعادت عطا فرمائے اور تحریک پاکستان کو کامیابی و کامرانی سے ہمکنار فرمائے اور پاکستان کی صورت میں ہمیں ایک ایسی مملکت عطا فرمائے جس میں ہم صحیح معنوں میں آزادانہ طور پر قرآن اور سنت کے مطابق اپنی زندگی گزار سکیں اور دین و دنیا کو سنوار سکیں چنانچہ سامعین حضرات نے اس وقت بھرپور معاونت کا اعلان کیا اور تحریک میں جان پڑ گئی نتیجتاً خوب معرکہ آرائی ہوئی اور آخر رائے امیر محمد خان آف جھومرہ مسلم لیگ کی ٹکٹ پر واضح اکثریت کے ساتھ کامیاب ہو کر رکن اسمبلی منتخب ہوئے اور کامیاب ہوتے ہی سب سے پہلے رائے صاحب نے حضرت جلالپوری کی خدمت اقدس میں حاضر ہو کر ممنونیت کے

جذبات کا اظہار کیا یہاں کے پیران عظام اور روحانی پیشواؤں کو میدان عمل میں لانے کے لیے بھی حضرت جلوآنوی کا کردار ایک مثالی حیثیت رکھتا ہے اور آپ نے خانقاہوں کے سجادہ نشینان اور مدارس کے علمائے کرام اور اپنے خاندان قادریہ قطبیہ کو دعوت دی کہ وہ اپنے اپنے حلقہ احباب میں اپنا اثر و رسوخ استعمال کریں اور تحریک پاکستان کی سرپرستی قبول کریں اور سربراہان تحریک قائداعظم محمد علی جناح اور قائد ملت لیاقت علی خان کی معاونت و امداد میں کوئی دقیقہ فروگذشت نہ چھوڑیں۔(روزنامہ امروز لاہور ۱۸۔ستمبر ۱۹۸۸ء ص ۲)

علامہ محمد شریف جالندھری (۱۹۹۷ء) پیدل سوار ہو کر قیام پاکستان سے قبل وہ سارے ہندوستان میں بابائے قوم کے حکم پر مسلم لیگ کا پرچم لے کر کسی خوف و لالچ کے بغیر تن تنہا سفر کیا کرتے تھے۔ پھر انہیں اپنے سفر میں اپنی ہی طرح کے دیوانے لطیف بٹ، مولانا فضل حسین، دلاور دارابٹ، شباب مفتی، طاؤس خان، حمید اختر اور دوسرے پیدل مل گئے اور یہ غول کا غول جس طرف جاتا تحریک پاکستان کے جانبازوں کے رنگ بکھیرتا جاتا کسی کی جیب میں تانگے پر بیٹھ کر جانے کے لیے رقم نہ ہوتی تو اللہ تعالیٰ نے اتنا بھرم رکھا تاکہ جہاں کہیں دوپہر یا رات ہوتی انہیں جاننے والے ان کے آگے نعمتوں کے تھال رکھ دیا کرتے اور اس طرح ان کی خدمت خلق کی مہم بھی تیز ہو جاتی۔(نوائے سنڈے میگزین یکم جون ۱۹۹۷ء ص ۱۷)

پیر محمد ثناء اللہ بودلہ (۱۹۸۷ء) مسلم لیگ کے ممتاز رہنما بابائے قوم کے قابل اعتماد ساتھی غیر متزلزل سپاہی شخصیت نے آزادی پاکستان سے قبل فیروز پور میں قائداعظم کی ہدایت پر مسلم لیگ کے لیے شاندار کام کیا اور ہمیشہ قائداعظم کے قابل اعتماد ساتھیوں میں ان کا شمار ہوا۔ قیام پاکستان کے بعد میاں چنوں میں ان کی رہائش گاہ کو سٹی مسلم لیگ کا مرکزی دفتر بنا دیا گیا مسلم لیگ اور لوکل باڈیز کے مختلف عہدوں پر فائز رہے۔ پہلی قانون اسمبلی کے مہاجر ٹکٹ پر ممبر پارلیمنٹ منتخب ہوئے۔(روزنامہ مشرق لاہور ۲۲۔جولائی ۱۹۸۷ء)

حضرت مولانا صوفی وارثی میرٹھی (۱۸۸۱ء۔۱۹۶۲ء) نوح ناروی کے شاگرد تھے لیکن اکبر وارثی کی طرح ان کا نام بھی اس عہد کے سرکردہ شعراء میں لیا جاتا تھا اکبر وارثی اور صوفی وارثی لنگوٹیا یار تھے حضرت حاجی وارث علی شاہ کے دونوں ایک ساتھ مرید ہوئے تھے میلاد اکبر (نعتیہ تصنیف اکبر وارثی) میں جو نثر ہے وہ صوفی وارثی کی ہے ہندوستان میں فصیح الہند اور شرف الشعرا کے خطاب سے انہیں نوازا گیا علامہ صوفی وارثی میرٹھی پشتینی ولایت کے چشم چراغ تھے ان کی شخصیت کی کئی پرتیں تھیں درویش بھی شاعر بھی طبیب بھی اور شعلہ نوا خطیب بھی، ہومیوپیتھک ڈاکٹر بھی محفل نعت کی رونق بھی اور جنگ خلافت کے سیاسی راہنما بھی غرض ان کی ذات آئینہ نہیں آئینہ خانہ تھی ایک دفعہ وہ اپنے مریدوں کے ساتھ لنڈہ بازار سے گزر رہے تھے کہ ایک کاران کے قریب آ کر رکی ڈرائیور کی سیٹ سے ایک صاحب گاڑی سے اترے اور نہایت محبت بھرے لہجے میں ادب سے ان سے کہا گاڑی میں تشریف رکھیے انہوں نے مریدوں کو رخصت کیا اور ان کے ساتھ چلے گئے پچھلی سیٹ پر ان کے

ساتھ دین محمد کتب فروش بیٹھے تھے۔ جنہیں وہ اچھی طرح جانتے تھے ان سے آہستگی سے پوچھا کہ یہ صاحب کون ہیں انہوں نے بتایا علامہ اقبال، علامہ بولے شاہ صاحب اس سے پہلے بھی آپ کو کہیں دیکھا ہے۔ انہوں نے برجستہ جواب دیا ضرور دیکھا ہوگا روز ازل تمام روحیں جمع تھیں یقیناً وہاں ملاقات ہوئی ہوگی علامہ اس جواب سے بڑے محظوظ ہوئے راستے میں دین محمد کو اتار کر گھر پہنچے گھر ان کا میکلوروڈ پر تھا ڈرائنگ روم میں بٹھا کر اندر چلے گئے انتظار کچھ بڑھا تو ان کی تلخ مزاجی کروٹیں بدلنے لگی معذرتی الفاظ ادا کرتے ہوئے علامہ تشریف لائے اور بولے شاہ صاحب میں باوضو نہیں تھا گفتگو چھڑی تو قرآن کریم کی کوئی آیت موضوع بنی اس آیت کی تفسیر وہ مولانا ابوالکلام آزاد سے بھی سن چکے تھے لیکن علامہ سے اس کی تفسیر سن کر بھڑک اٹھے علامہ کا یہ رخ دیکھ کر بہت حیران ہوئے ماہنامہ خیال جو میرٹھ سے نکالتے تو علامہ کی نظمیں اس میں شائع کیا کرتے تھے لیکن بالمشافہ تعارف پہلی بار ہورہا تھا اگلے دن شام کے کھانے پر علامہ نے انہیں مدعو کیا وہ اس ملاقات اور اس دعوت پر فخر کیا کرتے تھے علامہ داغ دہلوی کے شاگرد بھی تھے اور سلسلہ وارثیہ سے بھی نسبت تھی یوں وہ استاد بھائی بھی تھے اور پیر بھائی بھی ہندوستان میں ان کا تعلق جمعیت العلمائے ہند سے تھا اور ان کی ہمدردیاں کانگریس کے ساتھ تھیں لیکن جس دن پاکستان بنا پاکستان کی دل وجان سے حمایت کرنے لگے حکومت انہیں کانگریسی سمجھتی تھی اسی فہم کے پیش نظر حکمران طبقے نے انہیں بلا کر کہا ہم آپ کو جیل بھیجنا چاہتے ہیں پاکستان بننے کے ساتھ ہی مسلم لیگ کے تمام سرکردہ لیڈر گرفتار کر لئے گئے۔

ان کی جاسوسی ان سے کرانا چاہتے تھے اس کام کے لیے نہایت معقول معاوضہ کی پیش کش کی گئی انہوں نے دو تین ہفتے کی مہلت مانگی جو دے دی گئی۔ چہرے پر عجیب تاثرات سے گھر میں داخل ہوئے غصے سے آنکھیں انگارہ بنی ہوئی تھیں چند دنوں میں ہی گھر کی ساری بھاری چیزیں بیچ ڈالیں گھر کے بچے تو پہلے ہی پاکستان چلو کی رٹ لگائے ہوئے تھے یہ جان کر کہ واقعی پاکستان جائیں گے ان کی خوشی کی انتہا نہ رہی انہوں نے اپنی بڑی بیٹی اور داماد کے علاوہ تمام رشتہ داروں کو آمادہ کر لیا میرٹھ سے لاہور کے لیے کچھ اسپیشل ٹرینیں چلی تھیں ایک ٹرین کے ذریعے روانہ ہو گئے ہر چند کہ ان کا تعلق کانگریس سے تھا لیکن مسلم لیگیوں کی جاسوسی ان کی غیرت کے منافی تھی اس جذبے نے انہیں بھارت چھوڑنے پر مجبور کر دیا آج جہاں کوئی حکمران جاتا ہے دور دور تک وہاں پرندہ بھی پر نہیں مار سکتا لیکن اس زمانے کے آداب یہ نہ تھے شدید موسم گرما میں شاہی مسجد میں ٹاٹ کی ایک روش سے ملک کے وزیراعظم خان لیاقت علی داخل ہو رہے تھے اور دوسری طرف علامہ صوفی وارثی میرٹھی باہر نکل رہے تھے آمنا سامنا ہوا تو خان صاحب نے فقرہ کسا صوفی صاحب آخر آپ کو ہمارے ہی دامن میں پناہ ملی انہوں نے کہا خان صاحب ہم نے اپنے نظریات پاکستان پر قربان کر دیئے کیا یہ بات آپ کو اچھی نہیں لگی گورنر جنرل پاکستان غلام محمد بھی وارثی تھے وہ ان کا بڑا احترام کرتے تھے۔ (گئے دنوں کا سراغ از مظفر وارثی مطبوعہ خزینہ علم وادب الکریم مارکیٹ اردو بازار لاہور مارچ ۲۰۰۰ء ص ۳۱ تا ۳۵ نوائے وقت

۲۹۔مارچ ۱۹۹۶ء)

بابا رائے محمد خاں کھرل (۱۸۴۴۔۱۹۸۱ء) نے ۱۹۳۲ء میں مسلم لیگ میں شمولیت اختیار کی اس وقت کے ایم پی اے ملک برکت علی ان کے قریبی دوست لاہور جب بھی آئے ان کی رہائش گاہ پر قیام کرتے بابا رائے محمد کھرل مسلم لیگ کے ہر اجلاس میں شرکت کرتے اس غرض سے دہلی، بمبئی، کراچی اور لاہور جاتے رہتے تھے۔ ۱۹۴۰ء کی قرارداد لاہور کی منظوری کے موقع پر آپ بھی موجود تھے ۱۹۴۶ء کے انتخابات میں جب یونی نسٹ پارٹی اور مسلم لیگ میں مقابلہ ہوا تو مسلم لیگ کی ہائی کمان نے ننکانہ صاحب کی سیٹ پر احمد سعید کو ٹکٹ دے دیا اس موقع پر رائے شہادت علی خان نے بابا صاحب کے پاس آ کر کہا کہ اگر آپ مجھے ٹکٹ دلوا دیں تو میں الیکشن لڑنے پر تیار ہوں بابا رائے صاحب نے مسلم لیگ کے جنرل سیکریٹری لیاقت علی خاں سے ملاقات کر کے ننکانہ صاحب کی سیٹ کا ٹکٹ شہادت علی اور جڑانوالہ کی سیٹ کا ٹکٹ رائے انور خان کھرل کو دلوایا انہوں نے کھر برادری کے اجلاس بلا کر مسلم لیگ کے امیدواروں کی حمایت کی تلقین کی ان کی انتھک کوششوں سے دونوں امیدوار بھاری اکثریت سے جیت گئے۔

یونی نسٹ، پارٹی کے امیدواروں کو جتانے کے حکومتی عزائم خاک میں مل گئے مسلم لیگ کی حمایت پر بابا رائے صاحب کے خلاف کئی جھوٹے مقدمات بھی بنائے گئے مسلم لیگ کے ووٹروں کو قلعہ دھرم سنگھ کے ایک پولنگ سٹیشن کی طرف بھیجا جا رہا تھا کہ اس وقت کے تھانہ مانگٹانوالہ کے ایس ایچ او دولت رام نے بسوں کو روک کر ووٹروں کو واپس جانے پر مجبور کرنا شروع کر دیا جس پر دولت رام اور رائے بابا کا جھگڑا ہو گیا رائے بابا اور ان کے دو بیٹوں نے دولت رام کو زخمی کر دیا جس پر پولیس پارٹی بھاگ گئی انتخاب میں دھاندلی کی سرکاری کوشش تو ناکام بنا دی گئی مگر پولیس نے پولیس مقابلہ کا مقدمہ درج کر کے تینوں کو گرفتار کر لیا۔ لاہور ہائی کورٹ کے جسٹس دین محمد کی خصوصی ہدایت پر ایس اے رحمان نے ان کی ضمانتیں منظور کیں جو اس وقت شیخوپورہ کے سیشن جج تھے رائے محمد خاں کھرل قائداعظم، لیاقت علی خاں، عبدالرب نشتر اور ملک برکت علی کے قریبی ساتھیوں میں شمار ہوتے تھے۔ قیام پاکستان کے لیے ان کی جدوجہد قیام پاکستان کے بعد بھی جاری رہی۔ ۱۹۴۷ء میں انہوں نے مہاجرین کی دل کھول کر امدادی گھر سے کھانا پکوا کر اپنی نگرانی میں تقسیم کرتے تاکہ کوئی مہاجر بھوکا نہ رہ جائے۔ (روزنامہ جنگ لاہور ۱۸۔جنوری ۱۹۸۲ء)

چودھری عصمت اللہ (۱۹۰۰۔۱۹۹۵ء) کو اسلام اور پاکستان سے بے پناہ محبت تھی تحریک پاکستان کا آغاز ہوا تو موصوف اکثر و بیشتر اس حوالے سے منعقدہ جلسوں میں نہ صرف بڑھ چڑھ کر حصہ لیا کرتے تھے بلکہ بارہا اپنی جیب خاص سے چندہ کی صورت میں خطیر رقم بھی صرف کرتے تھے۔ قیام پاکستان کے فوراً بعد موصوف بھی دیگر لوگوں کی طرح زرعی زمینیں اور وسیع کاروبار چھوڑ کر بیل گاڑیوں کے قافلہ سے وطن عزیز

پہنچے۔(نوائے وقت لاہور ۱۴۔اپریل ۱۹۹۶ء ص ۷)

نسیم حجازی (۱۹۱۴۔۱۹۹۶ء) کا دور تحریک پاکستان اور اس کے بعد کا دور ہے قائد اعظم محمد علی اسلامیان ہند کی بقا آزادی اور خود مختاری کی جنگ لڑ رہے تھے۔اسی زمانہ میں ادبیات کے حوالے سے ترقی پسند تحریک زور وشور سے شروع ہوئی تھی جو ایک انقلابی تحریک تھی جس نے علم وادب اور فکر ونظر کے لئے در کھول دیئے تھے چونکہ اس تحریک کی آساس قدریں اشتراکیت سے ملتی تھیں اس لیے اس کا مزاج آدرش سیکولر تھا جو کہ اس وقت ہندی مسلمانوں کی تحریک آزادی یعنی تحریک پاکستان (جس کی اساس دوقومی نظریہ تھا) سے متصادم تھا اور ناول نویسی کے میدان میں ترقی پسند ادیبوں نے ناول نویسی کی ہیئت بدل کر رکھ دی تھی منشی پریم چند عزیز احمد عصمت چغتائی اور کرشن چند کے ناولوں نے ناول نویسی کو چار چاند لگا دیئے تھے۔مگر مسلم معاشرہ میں ضرورت اسلامی فکر اور اسلامی روایات کو اجاگر کرنے کی تھی جس کو اس دور میں نسیم حجازی نے پورا کر دیا پھر سویت یونین کا دوسری جنگ عالم گیر میں کودنا اور کیمونسٹ پارٹی کا دنیا کی مختلف اقوام کے حق خود ارادیت کی حمایت کے اعلان نے برصغیر میں ترقی پسند مصنفین کو مسلم معاشرہ پر اور سیاسی تحریک پر کاری ضرب لگانے سے باز کر دیا تھا اور انہوں نے تحریک پاکستان کی حمایت کا فیصلہ کیا تھا۔(ندائے ملت ۲۲ مارچ ۱۹۹۶ء ص ۱۸)

نسیم حجازی مسلم سٹوڈنٹس فیڈریشن کا ایک سرگرم رکن تھا میں نے بانی نوائے وقت مرحوم ومغفور حمید نظامی اور مجاہد ملت مولانا عبدالستار خان نیازی جیسے نوجوان زعماء کے ساتھ مل کر تحریک پاکستان کے لیے کام کیا تھا نسیم حجازی نے بلوچستان کے قبائلی سرداروں کو پاکستان میں شامل ہونے اور اس کی حمایت پر آمادہ کرنے میں بڑا قابل فخر کردار ادا کیا تحریک پاکستان کے شیدائی اور بہادر بلوچ جمالیوں کے وہ اتالیق رہے جمالیوں کی مخلصانہ پاکستان دوستی کے بیدار جذبوں میں نسیم حجازی کی تربیت کا بھی بڑا دخل ہے۔(نوائے وقت ۱۸۔مارچ ۱۹۹۶ء ڈاکٹر ظہور احمد اظہر کے مضمون نسیم حجازی کا سفر آخرت سے اقتباس)

حاجی اللہ دتہ (پ ۱۸۹۸ء) نے ۱۹۲۶ء میں مسلم لیگ میں شمولیت اختیار کی اس وقت مفکر پاکستان علامہ اقبال آل انڈیا مسلم لیگ کے صدر تھے اپنے مہم جو جذبہ کی بناء پر بہت جلد سرگرم کارکنوں کی صفت میں شامل ہو گئے۔شیخوپورہ مسلم لیگ کے پروپیگنڈہ سیکریٹری منتخب ہوئے ملک محمد انور ایم ایل اے چودھری عبدالغنی ایڈووکیٹ سابق ایم ایل اے محمد حسین محمد شفیع سالار معراج دین اور شیخ محمد حسین کے ہمراہ مسلم لیگ نیشنل گارڈ کے رضاکار کی حیثیت سے کارہائے نمایاں ادا کرتے رہے تحریک سول نافرمانی کے دوران ٹوانہ کا پتلا جلانے اور جنازہ نکالنے کے جرم میں حق نواز ٹوانہ پولیس کپتان اور چودھری محمد رفیع انسپکٹر نے بہت تشدد کیا پیٹ میں ہوا بھر دی اور مردہ سمجھ کر بے ہوشی کی حالات میں گھر کے باہر پھینک دیا تشدد کے دوران مجبور کیا جاتا رہا کہ تحریک پاکستان سے علیحدہ رہو اور مسلم لیگ کو چھوڑ کر زمین اور نقدی حاصل کر کے عیش کرو لیکن

انہوں نے سب صعوبتیں تو برداشت کر لیں مسلم لیگ کو نہ چھوڑا اور یہ وابستگی آج بھی قائم ہے جو چودھری محمد حسین چٹھہ ان کی کارکردگی کے گواہ ہیں۔(نوائے وقت سنڈے ۲۹۔دسمبر ۱۹۸۹ء ص ۱۰،شوکت علی امرتسری تحریک پاکستان کے گمنام سپاہی [نوائے وقت سنڈے ۲۹ دسمبر ۱۹۸۹ء ص ۱۹)

مولانا ابوالبیان برکت علی المعروف مولانا شہزادا آزاد سمبڑیالوی (۱۸۹۸ء۔۱۹۵۷ء) عالم دین نڈر صحافی بے باک سیاستدان ماہر علم انساب اور تاریخ دان تھے آپ کو اپنی قوم قریش کے حقوق کی بہت فکر تھی چنانچہ انہوں نے ۱۹۲۱ء میں (جب آپ کی عمر ۲۲ برس تھی) آل انڈیا کانگریس میں شمولیت اختیار کر لی اس سال انہوں نے سمبڑیال میں برطانوی استعمار کے خلاف تقریر کی جس کی پاداش میں حکومت نے آپ کو ایک سال کی سزا سنائی ایک سال کی سزا کاٹنے کے بعد ۱۹۲۲ء پھر ایک بار برطانوی استعمار کے خلاف تقریر کی اس بار دو سال کی قید بامشقت کی سزا سنائی گئی اور سنٹرل جیل لاہور میں رکھا گیا ۱۱۔مئی ۱۹۲۵ء کو زیر دفعہ ضابطہ فوجداری ایک سال کی سزا سنائی گئی شہزادہ آزاد سمبڑیالوی نے آزادی کے متوالوں کے شانہ بشانہ تحریک آزادی میں بھرپور حصہ لیا اور جہاں جہاں بھی اجلاس منعقد ہوئے ان میں بلاخوف شریک ہوئے۔ ۱۹۲۸ء میں آپ نے حصول تعلیم و ملازمت و اراضیات کی عائد پابندیوں کے خلاف سائمن کمیشن کو اپنے بیانات نوٹ کروائے اس کے بعد بھی ان پر کئی طرح کی پابندیاں عائد کی گئی۔۱۹۴۲ء میں بھی شہزادہ آزاد کو گرفتار کیا گیا اور ملتان جیل میں ڈاکٹر گوپی چند کے علاقے میں رکھا گیا۔ جہاں ڈاکٹر نے آزاد پر شدید ظلم و ستم کیا آپ تحریک آزادی کشمیر کے مجاہد بھی تھے آپ قیام پاکستان تک کانگریسی رہے مگر جب تقسیم ہند ہو گئی اور پاکستان وجود میں آ گیا اسے جان و دل سے قبول کیا تقسیم ہند کے اعلان کے بعد کانگریس کی طرف سے ایک وفد ان کے پاس آیا کہ اپنے اہل خانہ سمیت ہندوستان تشریف لے آئیں مگر آپ نے انکار کر دیا آپ نے پیر نادر شاہ کی جامع مسجد میں جا کر مسلم لیگ میں شمولیت کا اعلان کر دیا قیام پاکستان کے بعد شہزادہ صاحب ضلع سیالکوٹ مسلم لیگ کے جنرل سیکریٹری بنے اور محکمہ تعلقات عامہ پنجاب کے پہلے آنریری سیکریٹری مقرر کیے گے۔قائد ملت لیاقت علی خاں شہید قیام پاکستان کے بعد شہروں میں جلسے کر رہے تھے اس ہی طرح کا جلسہ مسلم لیگ کی طرف سے سیالکوٹ میں بھی منعقد ہوا جس میں تمام مسلم لیگ کے رہنماؤں کو دعوت نامے بھیجے گئے مگر شہزادہ صاحب کو دعوت نامہ ارسال نہیں کیا گیا شاید اس لیے کہ ان کا پہلے تعلق کانگریس سے تھا مگر شہزادہ صاحب بہت صابر اور عاجز انسان تھے وہ جلسے پر گئے اور عام عوام کے درمیان میں بیٹھ گئے جب قائد ملت سٹیج پر تقریر کرنے آئے تو اس وقت قائد ملت نے دیکھا کہ اگلی نشستوں پر تمام بڑے رہنما موجود ہیں مگر شہزادہ آزاد نہیں ہیں اس وقت انہوں نے کہا کہ کمال کا شعلہ بیان عوام میں کیوں بیٹھا ہے جب تک شہزادہ آزاد سٹیج پر آ کر چند اشعار نہیں پڑھیں گے میں تقریر نہیں کروں گا اس وقت انتظامیہ حرکت میں آئی اور شہزادہ صاحب کو سٹیج پر آنے کی دعوت دی اس پر شہزادہ صاحب سٹیج پر آئے اور یہ شعر پڑھا:

میرے کمال میں کبھی آتا نہیں زوال

کمال یہ ہے کہ مجھ میں کوئی کمال نہیں

(نوائے وقت سنڈے میگزین ۲۴۔فروری ۲۰۱۹ء ص ۷)

امام صحافت بانی نوائے وقت حمید نظامی (۱۹۱۵ء۔۱۹۶۲ء) نے ۱۹۴۰ء میں ایسوسی ایٹڈ پریس آف انڈیا میں تین ماہ کی تربیت حاصل کی اس کے بعد اورینٹ پریس آف انڈیا لاہور کے ڈائریکٹر مقرر ہوئے جو برصغیر پاک و ہند میں مسلمانوں کی واحد خبر رساں ایجنسی تھی ۲۱۔مارچ ۱۹۴۰ء کو انہوں نے پندرہ روزہ نوائے وقت شروع کیا حسن اتفاق سے اس روز لاہور کے منٹو پارک میں قائداعظم کی صدارت میں مسلم لیگ کا تاریخی اجلاس شروع ہوا جس میں ۲۳۔مارچ کو قرارداد پاکستان منظور کی گئی ۱۲۔جون ۱۹۴۴ء کو حمید نظامی نے شیخ محمود کے تعاون سے پندرہ روزہ نوائے وقت کو روزنامہ میں تبدیل کر دیا اس وقت پنجاب پر یونی نسٹ حکومت برسر اقتدار تھی نوائے وقت نے حکومت کی مخالفت میں لالچ و خوف کے تمام حربوں اور ہتھکنڈوں کی پرواہ کئے بغیر مسلم لیگ اور تحریک پاکستان کی جدوجہد کو آگے بڑھانے کے لیے تمام تر صلاحتیں وقف کر دیں قیام پاکستان کے بعد ۱۱۔اپریل ۱۹۵۱ء کو حق گوئی کی پاداش میں نوائے وقت بند کر دیا گیا یکم جنوری ۱۹۵۲ء کو حمید نظامی نے اپنی ذاتی ڈائری میں اس پابندی کے حوالے سے لکھا نیا سال شروع ہوا ہے سابقہ سال خاص ہنگامہ خیز رہا گیارہ سال ۲۲۰ دن کی زندگی کے بعد نوائے وقت بند ہوا نوائے وقت کا پہلا پندرہ روزہ اخبار کی حیثیت سے ۲۱۔مارچ ۱۹۴۰ء کو شائع ہوا تھا اس دن آل انڈیا مسلم لیگ کا اجلاس لاہور میں قائداعظم کی صدارت میں ہو رہا تھا مسلم لیگ نے پاکستان کی قرارداد اسی اجلاس میں منظور کی تھی دو سال بعد ۱۹۴۴ء میں روزنامہ ان تینوں مواقع پر قائداعظم نے نوائے وقت کی کامیابی کے لیے پیغامات بھیجے ہندوستان اور پاکستان کی تاریخ میں نوائے وقت واحد اخبار ہے جسے قائداعظم نے تین مرتبہ پیغام بھیجا قائداعظم کو کیا معلوم تھا کہ اس اخبار کو وہ لوگ بند کریں گے۔جو قائداعظم کے نام پر حکومت کی گدی پر بیٹھے ہیں۔(نوائے وقت سنڈے میگزین ۱۰۔جنوری ۱۹۹۲ء ص ۱۱)

درویش وقت حضرت خلیفہ بنیاد علی بخاری قادری المعروف خلیفہ جی (ب ۱۳۲۴ھ) اپنے وقت کے ولی کامل حضرت حافظ قاری عبداللہ شاہ بخاری کے ہاں سیدووالہ بھروالہ ضلع ہسار (بھارت) میں پیدا ہوئے آپ کا نسب والد ماجد سے حضرت جلال الدین بخاری رحمۃ اللہ علیہ (اوچ شریف) سے جا ملتا ہے ابتدائی تعلیم ضلع روہتک تحصیل گوہانہ بھارت کے گاؤں نگر کے مدرسے میں حاصل کی آپ کا زیادہ تر وقت اپنے پیرو مرشد اور اپنے دیرینہ ساتھی پیر روشن ضمیر حاجی روشن علی رحمۃ اللہ علیہ کی معیت میں گذرا آپ کے تقویٰ کی بدولت سینکڑوں ہندو اور سکھ آپ کے ہاتھ پر ایمان لائے اور آپ کے مرید ہوئے آپ قیام بھارت کے زمانہ میں بھارت کے علاوہ ملک پور جا کر گنگانہ میں تحریک پاکستان کے کارکن حاجی علی محمد قادری رحمۃ اللہ علیہ کی رہائش گاہ پر بھی وقتاً فوقتاً تبلیغ دین کے لیے جاتے تھے۔۱۹۳۹ء میں گاؤں نگر سے ضلع روہتک تحصیل

گوہانہ کے گاؤں گھڑوال چلے گئے گھڑوال میں راجپوت برادری کے اکثر لوگ آباد تھے ان کے اصرار اور اپنے پیرومرشد کی ہدایت پر گھڑوال کی بڑی جامع مسجد و مدرسہ میں بلا معاوضہ دینی خدمات انجام دیتے رہے اور ۸ سال گزارے اور ملک پور (بھارت) میں حضرت مولانا محمد اسماعیل قادری نقشبندی مجددی رحمۃ اللہ علیہ کی دعوت پر ان کے علاقہ میں بھی کئی بار تبلیغ دین کے لیے تشریف لے گئے آپ نے تحریک پاکستان کے حوالے سے بھی مسلم لیگ کی کامیابی کے لیے بھی خدمات انجام دیں (مجلہ افق مکان نمبر ۵۸۹ محلہ جندے شاہ مزار بیرون دہلی گیٹ ملتان دسمبر ۲۰۰۵ء ص ۲۴)

حضرت مولوی محمد ضیاء اللہ عثمانی (پ ۱۸۹۲ء) کا تعلق پانی پت سے تھا جواں سالی ہی میں اسلامی تحریکوں اور تحریک آزادی میں حصہ لینے لگے تحریک خلافت میں نمایاں کردار ادا کیا ان کے خاندان کے بزرگ انگریزی حکومت کے زیر عتاب رہے اور قید و بند کے مصائب برداشت کرتے رہے۔ ۱۹۳۲ء میں آپ شملہ چلے آئے دینی تعلیم دینے اور فرائض امامت انجام دینے کے فرائض ان کے ذمے رہے یہ عرصہ بھی سیاسی سرگرمیوں کے عروج کا تھا۔ مگر آپ دینی تعلیم کے لیے جامع مسجد کی توسیع اور مدرسہ کے قیام میں مصروف ہو گئے اسی زمانہ میں چند برس بعد ۱۹۳۷ء میں جب جامع مسجد کی تعمیر مکمل ہوگئی تو آپ نے سیاسیات میں بھرپور دلچسپی لینا شروع کی ۱۹۳۸ء میں آپ مسلم لیگ میں شامل ہو گئے انہی دنوں پیرزادہ ذکاء اللہ نے مسلم لیگ یوتھ منظم کی کیونکہ موصوف اس وقت نوجوان طالب علم تھے ان کا رابطہ مولوی محمد ضیاء اللہ سے ہوا اور دونوں مل کر کام کرنے لگے مسلم لیگ کی شملہ شاخ کے نائب صدر منتخب ہوئے پیرزادہ ذکاء اللہ صدر ۱۹۳۹ء میں پنڈت نہرو کا ہندوؤں نے جلوس نکالا نوجوان مسلم لیگ کب پیچھے رہنے والے تھے انہوں نے بھی اسی سال قائداعظم کا شاندار استقبال کیا اور جلوس نکالا اس میں گرد و نواح کے دیہات کے لوگ بھی کثیر تعداد میں شریک ہوئے اسلامیہ سکول کے بچوں نے بینڈ باجے سے جلوس کی شان و شوکت میں اور اضافہ کیا قائداعظم نے پرچم کشائی کی اس وقت فضا نعرہ ہائے تکبیر سے گونج رہی تھی اور پہاڑوں کی چٹانوں سے ٹکرا کر نعروں کی گونج کئی کئی مرتبہ سنی جاتی تھی اس کامیابی کا سہرا شملہ مسلم لیگ کے عہدیداروں کے سر تھا جنہوں نے اس اہم مقام پر مسلم لیگ کا پرچم بلند کیا اور مسلمانوں کی تنظیم کا سکہ انگریز اور ہندو دونوں کے دلوں پر جما دیا۔ یاد رہے ان دنوں حکومت ہند کا صوبائی صدر مقام شملہ تھا اور پنجاب کی صوبائی حکومت کے دفاتر بھی گرمیوں میں وہیں لگتے تھے اس طرح سیاسی نوعیت کی یہ سرگرمیاں عجیب سماں پیش کرتی تھیں چلنے پھرنے کے لیے چند محدود سڑکیں تھیں جب انگریز آفیسران سڑکوں سے گزرتے تو مسلم لیگ زندہ باد قائداعظم زندہ باد کے نعرے ان کے کانوں میں گونج رہے ہوتے اور ہر جگہ سبز ہلالی پرچم دیکھ کر بھی حیران ہوتے اس ساری تگ و دو میں شملہ مسلم لیگ کے مخلص اور بے لوث کارکنوں کی شبانہ روز کوششوں کو بہت دخل تھا چند برس گزرے تو شملہ اعلیٰ سطح کی سیاسی کانفرنسوں کا مرکز بن گیا۔ ۱۹۴۵-۴۶ء میں یہاں حکومت برطانیہ کے نمائندے کانگریس اور مسلم لیگ کے

علاوہ مہاراجگان اور دوسری جماعتوں کے لیڈر جمع ہوئے خوب گہما گہمی رہی زنانہ مسلم لیگ کی تنظیم بھی عمل میں لائی گئی پیرزادہ ذکاء اللہ
مسلم لیگ اس میں پیش پیش تھے انہوں نے خواتین کو مسلم لیگ کے لیے کام کرنے پر آمادہ کیا عورتوں میں بھی بہت جوش وخروش
خواتین مسلم لیگ کی صدر بیگم فہیم تھیں مسلم لیگ نیشنل گارڈز بھی منظم ہوئے اور ان کے ذمے جلوسوں اور جلسوں کے انتظامات تھے ال
غلام قادر تھے تمام جیش کے ارکان بہت ہی اَن تھک کارکن تھے قائداعظم مسلم لیگ شملہ کے ارکان سے بہت خوش تھے اور انہوا
جانثاروں کی بہت قدر کی قریب قریب ہر کارکن کو اس کے نام سے جانتے تھے پیرزادہ ذکاء اللہ مولوی ضیاء اللہ اور دیگر عہدے دار ال
سے بہت قربت حاصل تھی قیام پاکستان کے بعد دپیرزادہ، ذکاء اللہ اور ان کے ساتھی بڑی مشکل سے جان جوکھوں میں ڈال کر
پیرزادہ ذکاء اللہ بہاولپور ہاؤس کے ایک ٹوٹے پھوٹے مکان میں رہنے لگے اور مہاجرین شملہ کی آبادکاری کے لیے کمربستہ ہوگئے
انہیں کامیابی نہ ہوئی، بہت مایوس ہوئے اور چند ماہ بعد ہیضہ کی مرض میں مبتلا ہوکر وفات پاگئے۔ مولائی ضیاء اللہ پانی پتی سمن آباد میں
پچھلے سال وفات پاگئے چند برس پہلے بینائی سے محروم ہوگئے تھے ان دنوں مسلم لیگی رہنماؤں کے بہت سے ساتھی اس گروپ فوٹو میں
ان کے احوال تو کجا نام اور مقام رہائش زندہ یا فوت ہونے کی بھی کسی کو خبر نہیں۔ (نوائے وقت سنڈے میگزین لاہور ص ۷۔ ۲۰
مضمون تحریک پاکستان کے گمنام سپاہی)

انتخابات میں مسلم لیگ کو شاندار کامیابی ہوئی تو بمبئی میں قائداعظم نے پیر سید جماعت علی شاہ محدث علی پوری کے م
محمد علی کو فرمایا یہ سب کچھ آپ کے پیر صاحب کی کوشش اور دعا کا نتیجہ ہے۔ (نوائے وقت لاہور ۵۔ مئی ۲۰۰۰ء ملی ایڈیشن امیر مل
پاکستان تحریر مفتی سید اللطیف قادری سے اقتباس)

شیخ غلام جیلانی (۱۹۲۵۔۱۹۹۹ء) نے ۱۹۴۶ء میں بی ایس سی ایگریکلچر کا امتحان پاس کیا وہ علاقہ کے واحد مسلمان
جنہوں نے ایگریکلچر میں بی ایس سی کیا تھا امتحان میں کامیابی کے فوراً بعد زراعت انسپکٹر تعینات ہوئے انہی دنوں حضرت قائداعظم
تحریک پاکستان زوروں پر تھی اور نوجوان اس تحریک میں پیش پیش تھے شیخ صاحب نے انگریز کی نوکری چھوڑی اور تحریک پ
شریک ہوگئے علاقے میں مسلم لیگ کو منظم کرنے کے لیے اپنے دیگر ساتھیوں کے ساتھ دن رات کام کیا۔ (نوائے وقت لا
۲۰۰۰ء)

حضرت میراں بخش ملحض محلی قیام پاکستان سے ۲۰ سال قبل بیانگ دہل یہ کہنا شروع کردیا کہ مسلمانو یہاں سے
ملک چھوڑنا پڑے گا۔ (نوائے وقت ۳۰۔ مئی ۱۹۹۴ء۔ ۳۰۔ مئی ۲۰۱۱ء، ۱۸۔ مئی ۲۰۱۲ء)

ہے کہ آپ لندن میں پہنچنے کے کچھ عرصہ بعد ایک فلیٹ میں
قائداعظم کی پاکبازی اور مرد صالح ہونے کا واقعہ تاریخ میں یوں رقم
ینگ گیسٹ کے طور پر قیام پذیر ہوئے یہ فلیٹ ایک بیوہ خاتون ایف ای ایچ ڈریگ کی ملکیت تھا جو یہاں اپنی جواں سال بیٹی کے ساتھ رہتی تھی
ترمہ فاطمہ جناح کے مطابق وہ انہیں پسند بھی کرتی تھی بعض اوقات گھر میں مخلوط پارٹیوں کا اہتمام کرتی جن میں ایک خاص کھیل بڑے شوق سے
رکھتی کھیل کے مطابق ہارنے والے کو سزا کے طور پر جیتنے والے کو بوسہ دینا ہوتا تھا مگر محمد علی ہمیشہ ایسی حرکات سے دور رہتے اور بال آخر ایسی کسی
(نوائے وقت سنڈے میگزین ۲۵۔دسمبر ۲۰۱۱ء ص ۱۴)
کوشش سے باز آ گئی۔

ہے لیٹ کر سگریٹ کے کش لگانے کے ساتھ ساتھ ایک
ایک بار بابا قوم ٹرین میں سفر کر رہے تھے دوران سفر آپ برتھ پر آرام سے
کتاب کے مطالعے میں مگن تھے اس دوران آپ کے کمپارٹمنٹ میں ایک لڑکی سوار ہوئی جو جوان رعنا ہونے کے ساتھ نہایت چالاک تھی اس
نے آتے ہی تحکمانہ انداز سے قائداعظم سے کہا جلدی سے اتنی رقم مجھے دے دو ورنہ میں شور مچا دوں گی اور زنجیر کھینچ کر پولیس کو بلا لوں گی کہ تم نے
میری عزت پر ہاتھ ڈالا ہے قائداعظم کافی دیر اس لڑکی کی اس جسارت پر غور کرتے رہے اور وہ بار بار اپنا مطالبہ دہراتی رہی آخرکار قائداعظم نے
اسے اشارے سے بتایا کہ وہ سن سکتے ہیں نہ بول سکتے ہیں اس لیے جو کہنا ہے وہ کاغذ پر لکھ کر دو لڑکی نے بلا تامل اپنا مطالبہ کاغذ پر لکھ دیا قائداعظم
نے وہ کاغذ تہہ کر کے اپنی جیب میں ڈالا برتھ سے اٹھے اور زنجیر کھینچ دی پولیس آئی لڑکی کے لکھے ہوئے کاغذ کا ٹکڑا پولیس کے حوالے کیا پولیس
(نوائے وقت سنڈے میگزین ۱۰ ستمبر ۲۰۱۷ء ص ۱۳)
اسے پکڑ کر لے گئی۔

کی پیش گوئی فرما دی تھی۔(نوائے وقت ملی
حضور سیدنا تاج الدین اولیائےء ناگوری (۱۸۶۱۔۱۹۲۵ء) نے ۱۹۱۷ء) کو قیام پاکستان
ایڈیشن ۱۳۔اکتوبر ۲۰۱۷ء)

اسلامی جذبہ سے بہت مفید کردار ادا کیا کئی محفلیں سجا کر
الحاج محمد عظیم پریم راگی (۱۹۶۴ء) نے تحریک پاکستان میں اپنے فن اور
تحریک پاکستان کے لیے چندے جمع کئے نظریہ پاکستان کے تحت انہوں نے ریاست الور سے سبکدوشی حاصل کی اور وقت آنے پر اسی جذبہ کے
(نوائے وقت یکم اگست ۱۹۹۱ء)
تحت وہ پاکستان بنتے ہی کراچی چلے آئے۔

گو اور قادر الکلام شاعر ہیں ان کے سینکڑوں تلامذہ
علامہ ذوقی مظفر نگری زندگی کی تہترویں بہار کا جائزہ فرما رہے ہیں آپ ایک پختہ
صاحب دیوان ہو چکے ہیں اور برصغیر پاک و ہند کے علاوہ مشرق وسطیٰ اور یورپ میں ادبی خدمات انجام دے رہے ہیں آپ ملک الشعراء
خاقان ہند استاد حضرت محمد ابراہیم ذوق دہلوی کے خاندان سے تعلق رکھتے ہیں اس نسبت سے آپ ذوقی تخلص فرماتے ہیں آپ معذور ہونے
کے باوجود اپنے آپ کو مجبور نہیں سمجھتے آج کل بھی اپنے تلامذہ کی اصلاح سخن میں مصروف ہیں لیکن یہ بہت بڑا المیہ ہے کہ موصوف تحریک

پاکستان کے جانباز مجاہدہ ہونے کے باوجود کرائے کا مکان ڈھونڈتے پھرتے ہیں۔

تحریک پاکستان کے دوران مجاہدانہ کردار ادا کیا فیروز پور مشرقی پنجاب پٹیالہ برنالہ لکھنو اور مظفر نگر یوپی کی جیلوں میں تقریباً ۵ سال قید و بند کی صعوبتیں برداشت کیں نواب ممڈوٹ شوکت حیات خان شیخ محمد امین اور دیگر مسلم لیگی زعماء کے ساتھ جیلوں میں رہنے کا اتفاق ہوا ڈاکٹر محمد علی نجمی صدر مسلم لیگ انبالہ کینٹ اور ڈاکٹر حامد علی خان سیکریٹری مسلم لیگ اور شیخ عبدالرحیم سالار شہر مسلم لیگ نیشنل گارڈ میری والہانہ سیاسی خدمات کے شاہد ہیں دوسرے یہ کہ آٹھ کتابوں کا مصنف جانا پہچانا ادیب اور شاعر ہوں قیام پاکستان کے دوران دلخراش واقعات نے ادیبوں اور شاعروں کے خیالات میں انقلاب برپا کیا۔ (علامہ ذوقی کے انٹرویو سے اقتباس ہفت روزہ تصویر پاکستان لاہور ۲۴ دسمبر ۱۹۹۳ء ص ۲۳)

حضرت پیر سید خادم حسین شاہ (۱۹۸۴ء) ان جلیل القدر علماء اور اولیاء میں سے تھے جو کبھی کبھی آسمان علم و فضل پر آفتاب ماہتاب بن کر چمکتے ہیں اور اپنی علمی شعاعوں اور ضیاء پاشیوں سے دلوں کو منور کرتے ہیں اور جن کے بحر علم سے بے شمار تشنگان علم کو اپنی پیاس بجھانے اور ٹھنڈک حاصل کرنے کا موقع ملتا ہے تمام عمر کسی سیاسی گروہی شغل میں حصہ نہ لیا اور نہ ہی سرکار دربار میں جانا مناسب سمجھا اصلاح عقائد و اصلاح اعمال و اخلاق کی بے پناہ مصروفیات کے باوجود متعدد تصانیف قلمبند فرمائیں جن میں سے الخیر، المعیت، حدیث دل اور نور الاخیار مشہور ہیں آپ نے شد و مد سے نظریہ پاکستان کی حمایت کی اور تمام عمر وطن عزیز کی نظریاتی اقدار کی حفاظت کی تحریک پاکستان کے سلسلہ میں فضا ہموار کرنے کے لیے غیر منقسم ہندوستان کا دورہ کر کے بڑی موثر تقاریر کیں اور تحریک کو کامیابی سے ہمکنار کرنے کے لیے شب و روز کام کیا سردار عبدالرب نشتر مرحوم آپ کے مداحوں میں سے تھے اور پیر مانکی شریف آپ کا بڑا احترام کرتے تھے۔ نوائے وقت سائیں حکیم محمد یعقوب منیر قادری نیک دل اور پاکباز انسان ہونے کے علاوہ تحریک پاکستان کے محب وطن کارکن تھے انہوں نے اپنی تمام عمر اسلام کی تبلیغ اور رسول اللہ ﷺ کی تعلیمات کو عام کرنے میں گزاری، وہ پنجابی زبان کے قادر الکلام شاعر تھے اور ان کی شاعری کا زیادہ تر حصہ توحید الٰہی اور اتباع رسول ﷺ پر مشتمل ہے تحریک پاکستان میں انہوں نے فیروز پور سے بڑھ چڑھ کر حصہ لیا سائیں محمد یعقوب منیر قادری کھرپڑ شریف ضلع قصور کے معروف و مشہور روحانی پیشوا کے مرید تھے اور ان کے خلیفہ اول بھی تھے وہ مشرقی شہر فیروز پور سے تعلق رکھتے تھے۔ جب ۱۹۴۷ء میں عام انتخابات منعقد ہوئے۔ انتخابی مہم کے سلسلہ میں نواب ممڈوٹ جب نفیس ان کے گاؤں صوبہ قدیم المعروف والے تشریف لائے تو حکیم صاحب کی مساعی صرف گاؤں کے تمام لوگ جمع ہو گئے۔ بلکہ کے لوگ بھی آ گئے جنہوں نے بیک زبان حمایت میں ووٹ دینے کا وعدہ کر کے قیام پاکستان ہموار کرنے میں مدد دی نواب ممڈوٹ کے یونی نسٹ پارٹی کے امیدوار پیر محمد سرور بودلہ تمام تر دولت و ثروت اور سرکاری اثر و رسوخ بری طرح ناکام ہوئے۔ نوائے وقت (نوٹ تراشہ سے جو عبارت پڑھی گئی نقل کر دی)

شیخ المشائخ خواجہ فقیر محمد فاروقی نقشبندی چوراہی (۱۲۱۳ھ۔۱۳۱۵ھ) کے آثار میں سے آپ کی اولاد اور خلفاء ومریدین کا تحریک پاکستان میں نمایاں کردار ہے آپ کی اولاد میں سے بالخصوص آپ کے پوتے حضرت پیر محمد شفیع علیہ الرحمہ اور پڑپوتے حضرت خواجہ پیر محمد معصوم بادشاہ علیہ الرحمہ مرید خاص امیر ملت حافظ سید جماعت علی شاہ تحریک پاکستان کے ساتھیوں میں شمار ہوتے ہیں دربار لاثانیہ کے سجادہ نشیں قبلہ عالم پیر سید علی حسین شاہ علیہ الرحمہ اوران کے متعلقین نے بھی دامے درمے قدمے سخنے اس تحریک میں قابل فخر معاونت فرمائی اور خون جگر دے کر اسے پروان چڑھانے میں کسر نہ چھوڑی اسی طرح حضرت باواجی قدس سرہ کے وابستگان نے جس بے مثال جرات اور استقامت سے دوقومی نظریہ کی ترویج کی اور قیام پاکستان کی راہ ہموار کی وہ تاریخ کا لافانی باب ہے۔(نوائے وقت ملی ایڈیشن ۳۰ مارچ ۱۹۹۵ء)

جب تحریک پاکستان چلی تو میر سپاہ اخلاص کا پتلا تھا اس کی شخصیت میں جذبہ ایمانی کی شدت نے وحدت پیدا کر دی قوم کو اس قائداعظم میں امانت، دیانت، شرافت، خودداری، عزم بلند اور ایمان محکم کے جوہر دکھائی دیئے قائد کی شخصیت کے ان وحدت ساز عناصر نے قوم کو بھی ہم صف اور ہم توجہ بنا دیا تھا اس وقت امت کے دو اہم طبقے بھی متاثر ہوئے سجادہ نشین درویش اور اہل ہنر ومحراب سجادہ نشین کشمیر سے راس کماری اور بلوچستان تک سب قائداعظم کا جھنڈا اٹھائے ہوئے تھے۔فقط ایک گدی ایسی یاد ہے جو غیر جانب دار رہی۔ جملہ پیران کرام اور سجادہ نشینان عظام نے تحریک پاکستان کا ساتھ دیا اکثر درویش کے پاس قائداعظم کے تشکر نامے موجود ہیں کہ ان بزرگوں کی مدد کے بغیر اتنی شاندار فتح حاصل نہ ہوسکتی۔امت کا دوسرا اہم طبقہ علماء دین ہیں علماء کبار اس وقت تقسیم ہوگئے وہ جو اپنے علم اپنی منطق اور تعقل پر زیادہ بھروسہ کرتے تھے وہ منطق جھاڑتے رہے اور علماء کبار میں جو اہل دل درویش منش تھے وہ تحریک پاکستان میں دل وجان سے شریک ہوگئے۔لہٰذا تحریک کی کامیابی کے باب میں اہل خانقاہ کی طرح وہ بھی قوم کی طرف سے صدہا مبارک باد کے مستحق قرار پائے قوموں اور سوسائیٹیوں میں تیسرا طبقہ اور اہم ترین طبقہ حکمرانوں کا ہوتا ہے حکمران انگریز تھے جو یورپ کے باسی تھے زہریلے دشمنان اسلام تھے۔۔۔۔ان کی زیرزمین ہر سازش کے باوجود اسلامیان ہند کا متحدہ جہاد کامیابی سے ہمکنار ہوا اپنی قوم کو اپنے ہی حکمرانوں سے ظہور پاکستان عظیم الشان کے بعد پالا پڑا (نوائے وقت لاہور ۲۳ مارچ ۱۹۹۵ء پروفیسر محمد منور کے مضمون سے مقتبس)

قاضی سید احمد کلانور گورداسپور میں پیدا ہوئے پیر سید جماعت علی شاہ کے مرید ہوئے ان کے آباؤ اجداد جہانگیر کے عہد میں قاضی کے عہدے پر فائز تھے لاہور سے میٹرک کیا بعدازاں انجمن حمایت میں ملازم ہوگئے ۱۹۲۰ء کے لگ بھگ اسلامیہ کالج گئے قاضی سے سوال ہوا تحریک خلافت اور تحریک پاکستان کے درمیان عرصہ کے دوران آپ کو ایسے پروفیسر ضرور نظر آئے ہوں گے جنہوں نے تحریک پاکستان میں سرگرم حصہ لیا ان کے نام بتانا پسند کریں گے۔قاضی صاحب، شیخ عبدالقادر صاحب، خواجہ دل محمد صاحب، مولوی حاکم صاحب ریاضی کے استاد

تھے جو بعد میں پرنسپل بھی بنے وہ بھی گھوڑے پر آتے تھے کندھے پر لوٹا اور مصلی باندھے ہوئے تھے ان کے بعد اصغر علی روحی آئے اس وقت ایک انگریز پرنسپل تھا اس نے ایک دفعہ مولوی صاحب کو کہا کہ کچھ کام بھی کیا کریں انہوں نے غصے کے عالم میں کہا کہ میں اپنے مذہب پر عمل کرتا ہوں اور تعلیم دینے میں بھی کوئی کوتاہی نہیں کرتا اسلامیہ کالج کا استاد ہونا فخر سمجھا جاتا تھا پروفیسر منیر الدین کیمسٹری اور مرزا ابراہیم ایک پروفیسر تھے جو بھٹو کے دور میں جبری ریٹائرمنٹ میں آئے اور صدمے سے تیسرے دن ہی جان دیدی تھی اس غم سے کہ ان کی اولاد کا کیا ہوگا احسن اختر اکنامکس کے استاد تھے خواجہ صادق، کرنل اسلم، خواجہ اسلم قاضی ظہیر الدین عربی کے استاد تھے کافی عرصہ یہاں استاد رہے عرب ممالک سے آنے والوں سے بات چیت کرتے تھے پروفیسر غلام حسین صاحب سر عبدالقادر تھے۔ قاضی صاحب سے سوال۔ اب ہم تحریک پاکستان کی طرف آتے ہیں اس وقت اسلامیہ کالج کے پرنسپل عمر حیات ملک تھے دنیا جانتی ہے کہ علی گڑھ کے بعد قائداعظم کے ہاتھوں کو مضبوط کرنے والا ادارہ اسلامیہ کالج تھا۔ قائداعظم عمر حیات ملک کو بڑی عزت کی نگاہ سے دیکھتے تھے انہوں نے خود بھی پورے کالج کو پاکستان کے لیے وقف کر دیا تھا انہوں نے کالج کو تحریک کا مرکز بنا دیا۔ قاضی صاحب ملک صاحب نے ٹینس لان اسلامیہ کالج کا افتتاح کیا ان دنوں خضر حیات کی حکومت تھی اس نے انجمن کے ممبران کو طلب کیا اور کہا کہ وہ تحریک کا گڑھ کالج کو نہ بنائیں انجمن کے ممبران ڈرے کہ کہیں حکومت کالج ہی بند نہ کر دے تو ملک صاحب نے انجمن کو حوصلہ دیا کہ ایسا ہرگز نہ ہوگا میں خود اس کا ذمہ دار ہوں ہم تحریک پاکستان کے لیے ضرور کام کریں گے اور کوئی بھی ہمیں روک نہیں سکتا۔ انہوں نے الیکشن کے دنوں میں تحریک پاکستان کے لیے کام کرنے والے مسلم لیگی ممبروں کو والینٹیئرز بھی مہیا کئے والینٹیئر طالب علم مختلف حلقوں میں پھیل گئے اور یہی تلقین کرنے لگے کہ اگر مسلم لیگ کسی کھمبے کو بھی امیدوار نامزد کرے تو ووٹ اس کو دینا ہوگا چنانچہ مجھے خضر حیات کے حلقہ انتخاب میں کنویسنگ کے لیے بھجوایا گیا چند لڑکوں کو لے کر میں وہاں گیا ریتلا میدان تھا مشکل سے سفر کیا کرتے خدا کی مدد شامل حال تھی ہم نے پورا پورا حق ادا کیا اور مسلم لیگ کی اہمیت یاد لاتے رہے ایک دفعہ ایک پولنگ سٹیشن پر گئے تو دیکھا کہ وہاں پرچیاں پھاڑ پھاڑ کر اندھا دھند بکسوں میں ڈالی جا رہی ہیں۔ ہم نے بند کرنے کو کہا اس دوران ایک صاحب نواب وہاں تشریف لائے اور ہمیں سمجھانے لگے کہ ایسا نہ کرو ہم نے کہا کہ ہم تو قائداعظم کے ارشاد پر یہاں آئے ہیں تا کہ بے ایمانی نہ ہونے دیں اور صحیح امیدوار کو ووٹ دیا جائے خضرت حیات کے کارندے ہندو تھے خدا کی مہربانی سے وہاں بھی مسلم لیگ کو کامیابی ہوئی اور خضر حیات کا چچا مسلم لیگ کی طرف سے کامیاب ہو گیا ایک مرتبہ اسلامیہ کالج کے میدان میں قائداعظم نے جلسہ کیا اس وقت ایک شخص عبدالحمید ہوتے تھے اس وقت وہ سیکریٹری تھے جھنڈا گراؤنڈ میں لگایا گیا اتنے میں علامہ مشرقی تشریف لائے قائداعظم نے ان کو بٹھایا قائداعظم بھانپ گئے کہ کوئی شرارت ہونے والی انہوں نے اجلاس برخاست کر دیا اور تشریف لے گئے اب علامہ صاحب کھڑے ہو گئے اور تقریر کرنا چاہی دو منٹ کے بعد مجھے کسی نے بتایا کہ اگر علامہ

صاحب نے تقریر کی تو کل اخبارات میں یہ آجائے گا کہ خاکساروں نے مسلم لیگ کے پلیٹ فارم پر قبضہ کر لیا میں نے ۱۵۔۲۰ لڑکوں کو لیا اور مولانا کو ہم حبیبہ ہال لے گئے اور تقریر نہ کرنے دی مگر انہوں نے کسی اور جگہ جا کر جلسہ شروع کر دیا عام طور پر قائداعظم ممڈوٹ ولا میں رہتے تھے جب لاہور آتے تو اسلامیہ کالج کے طلباء والینٹیرز کے طور پر وہاں پہرہ دیا کرتے تھے ایک دفعہ رات ڈیڑھ بجے وہاں سے خاکساروں کا گروپ گزرا اور مسلم لیگ مردہ باد کے نعرے لگانے شروع کر دیئے میں وہاں موجود تھا ایک مسلمان ڈی ایس پی تھا ہم نے اسے کہا کہ اگر انہوں نے نعرہ بازی بند نہ کی تو ہم بھی سڑکوں پر نکل آئیں گے اس کے بعد پولیس نے ان کو وہاں سے بھگا دیا۔ ۱۹۴۶ء کے الیکشن میں یونی نسٹوں نے آپ کی قدم قدم پر مخالفت کی گورنمنٹ نے ایک مرتبہ نوٹس بھجوایا کہ اسلامیہ کالج کا رزلٹ بڑا خراب رہتا ہے تو مجھے ایک تجویز سوجھی میں نے گورنمنٹ کالج۔ ڈی اے وی کالج، ایم اے او کالج کے نتائج اکٹھے کئے اس سال سلامیہ کالج کا رزلٹ سب سے بہتر تھا چنانچہ میں نے ایک مقامی رسالہ میں یہ رزلٹ شائع کرائے ملک صاحب پرنسپل ان دنوں جیل میں تھے جب وہ واپس آئے تو آپ یقین کریں کہ کئی اساتذہ نے کہا کہ انہوں نے یہ سارا کام انجام دیا ہے مگر ملک صاحب جانتے تھے کہ یہ میرا کام تھا انہوں نے میرے کام کی تعریف کی بہر حال ایسے منافق لوگ بھی موجود تھے۔ (نوائے وقت سنڈے ۷۔ نومبر ۱۹۸۶ء ص 4،5)

۱۹۱۰ء میں مولانا احمد رضا خاں علیہ الرحمہ نے ہندو مسلم اتحاد کے خلاف رسالہ لکھا اسی سن میں عبدالقدیر بدایونی نے (جوان مخلصین میں سے تھے) تقسیم ہند کا تصور پیش کیا پھر ۱۹۳۵ء میں صدر الافاضل مولانا نعیم الدین مراد آبادی علیہ الرحمہ نے اس مقصد کو آگے بڑھانے کے لیے آل انڈیا سنی کانفرنس کی بنیاد رکھی اور ایک منظم تحریک چلائی جس میں پاک و ہند کے بکثرت علماء نے اہم کردار ادا کیا۔ (نوائے انجمن ملتان جولائی، اگست ۱۹۸۱ء ص ۳)

مولانا شاہ احمد نورانی سے جب یہ سوال کیا گیا کہ آپ کے اس دعویٰ میں کہاں تک صداقت ہے کہ اعلیٰ حضرت شاہ احمد رضا خاں بریلوی نے سب سے پہلے نظریہ پاکستان پیش کیا تھا تو آپ نے بتایا کہ میں نے دراصل دوقومی نظریہ کی بنیاد پر سب سے پہلے اعلیٰ حضرت شاہ احمد رضا خاں بریلوی نے پٹنہ سنی کانفرنس منعقدہ ۱۸۹۷ء میں رکھی تھی اس موقع پر اعلیٰ حضرت نے سب سے پہلے اپنی تقریر میں یہ کہا تھا کہ برصغیر میں دوقومیں ہندو اور مسلمان بستی ہیں اس کے بعد سے اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی اور ان کے تلانذہ بڑے پرجوش طریقے سے برصغیر میں دوقومی نظریہ کی ترویج و اشاعت کرتے رہے اور اس سلسلہ میں ہندوؤں سے عدم تعاون اور انگریزوں کے خلاف لسانی اور قلمی جہاد میں مصروف رہے جس کا نقطہ آغاز حضرت مولانا فضل احمد خیر آبادی کے مشہور فتویٰ جہاد سے ہوتا ہے جو ۱۸۵۷ء کی جنگ آزادی کے دوران جاری کیا گیا تھا مولانا شاہ احمد نورانی نے اس ضمن میں جامعہ کراچی کے سابق وائس چانسلر ڈاکٹر اشتیاق حسین قریشی کی حالیہ تصنیف کا ذکر کیا جس میں تحریک پاکستان

میں علماء کے کردار کا تفصیلی جائزہ پیش کیا گیا ہے اور کہا کہ اس کتاب میں ان کے اکابرین کی ان خدمات جلیلہ کی تفصیل موجود ہے جو انہوں نے دو قومی نظریہ کی ترویج و اشاعت کے سلسلہ میں ماضی میں سرانجام دی تھیں اس کے بعد ان سے سوال کیا گیا کہ بعض اخبارات میں اس قسم کا مواد شائع کیا جا رہا ہے جس میں علامہ اقبال اور دوسرے مسلم لیگی قائدین کو مرتد اور کافر کہا گیا تھا اور یہ دعویٰ کیا جا رہا ہے کہ اس قسم کا فتویٰ صادر کرنے والے آپ کے اکابرین میں شامل ہیں فوراً میں نے جواب میں نے اس بات کی نفی کی اور کہا کہ ان کے اکابرین نے کبھی قائداعظم، علامہ اقبال اور مسلم لیگی قائدین کو کافر اور مرتد نہیں کہا بلکہ اس کے برعکس ان کے اکابرین نے دو قومی نظریہ تحریک پاکستان اور مسلم لیگ کی کھلم کھلا اور پرجوش و پرزور انداز میں حمایت کی اور اس سلسلہ میں مولانا عبدالحامد بدایونی اور مولانا ابوالحسنات قادری کا خاص طور پر نام لیا جو تحریک پاکستان میں پیش پیش تھے انہوں نے اس سلسلہ میں آگے چل کر یہ بھی کہا کہ ان کے علاوہ خواجہ قمرالدین سیالوی پیر صاحب گولڑہ شریف دیوان آل رسول آف اجمیر، مولانا احمد سعید کاظمی شاہ، محمد عبدالعلیم صدیقی، مولانا نعیم الدین، مولانا سید محمد اشرف کچھوچھوی، پیر صاحب مانکی شریف اور پیر بھرچونڈی شریف بھی ہمارے اکابرین میں شامل ہیں اور ان میں سے کسی نے بھی حضرت قائداعظم، علامہ اقبال اور دوسرے مسلم لیگی زعماء کو کبھی کافر اور مرتد نہیں کہا نورانی میاں کا کہنا تھا کہ ہم یہ زبان استعمال ہی نہیں کر سکتے جب اکابرین کے علاوہ ہم فکر علماء کی رائے کا حوالہ دیا گیا تو انہوں نے اس کی بھی تردید کی انہوں نے اس سلسلہ میں اس بات کی بھی خاص طور پر نشاندہی کی کہ قائداعظم، علامہ اقبال اور مسلم لیگی رہنماؤں کو کافر اور مرتد کہنے والے نہ ہمارے اکابر ہیں اور نہ ہمارے ہم فکر۔ ہم نہیں جانتے یہ کن لوگوں کی آراء عوام میں پھیلائی جا رہی ہیں۔ جن کی ذمہ داری ہم پر قطعاً نہیں۔ ہم اور ہمارے اکابر تو ہمیشہ سے دو قومی نظریہ کے قوید اور مسلم لیگ کے حامی اور حمایتی رہے ہیں اس لیے ہماری اور ہمارے بزرگوں کی جانب سے قائداعظم اور علامہ اقبال کی اہانت، کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا مولانا شاہ احمد نورانی نے اس بات کی بھی تردید کی کہ پاکستان کے بانی اعلیٰ حضرت مولانا احمد رضا خاں علیہ الرحمہ تھے اور قائداعظم تو محض اس کو لے اڑے اور کہا کہ اس قسم کے الفاظ کا استعمال ہمارے لیے ممکن ہی نہیں ہے مولانا شاہ احمد نورانی نے کہا کہ ملک کے سیاسی قائدین میں قائداعظم ان کی سب سے پسندیدہ شخصیت رہے ہیں اور انہوں نے اوائل زندگی میں ایک ادنیٰ مسلم لیگی کارکن کی حیثیت سے کام کیا اور ۱۹۴۶ء کے عام انتخابات میں جب پاکستان کے پہلے وزیراعظم خان لیاقت خان میرٹھ ڈویژن میں ضلع مظفر نگر کے حلقہ نیابت سے مرکزی اسمبلی کے امیدوار تھے تو انہوں نے دوسرے نوجوانوں کے ساتھ مل کر ان کی انتخابی مہم میں حصہ لیا تھا مولانا نے سلسلہ کلام کو جاری رکھتے ہوئے مزید کہا کہ یہ وقت میری جوانی کا تھا اور میری عمر مشکل سے بیس برس ہوگی مگر اس کے باوجود مجھے اچھی طرح یاد ہے کہ میں ایک نوجوان کارکن کی طرح مسلم لیگ کی اس انتخابی مہم میں گاؤں گاؤں اور قریہ قریہ پھرتا تھا۔ (روزنامہ جنگ راولپنڈی جمعہ ایڈیشن یکم جون ۱۹۷۹ء انٹرویو سے مقتبس)

اس فانی دنیا میں لوگ آتے ہیں اور چلے جاتے ہیں مگر صرف اپنے نقوش چھوڑ جاتے ہیں شہنشاہ اکبر نے اپنی زندگی میں ہی ایک نہایت عالیشان مقبرہ تعمیر کروالیا اور اس کا نام بہشت آباد رکھا یہ مقبرہ آگرہ کے قریب سکندر آباد میں تعمیر ہوا جس کے گردو پیش وسیع وعریض نہایت خوبصورت باغات لگائے گئے مرنے کے بعد اکبر وہاں دفن تو ہو گیا لیکن اب مقبرہ ایک بوجھل منظر پیش کرتا ہے اب یہاں زائرین تو درکنار کوئی بھولا بھٹکا مسافر بھی مزار پر دکھائی نہیں دیتا اس کے برعکس حضرت مجدد الف ثانی نے اکبر سے دین الٰہی کے خلاف جہاد کیا اور ہندوستان کے طول وعرض میں اپنا پیغام پہنچایا کہ کفر واسلام دو علیحدہ حقیقتیں ہیں جو کسی طرح یکجا نہیں ہو سکتیں۔اس مرد مجاہد کا مزار سرہند میں واقع ہے اور ہر روز ہزاروں کی تعداد میں زائرین دور دراز کا سفر طے کر کے عقیدت کے پھول نچھاور کرتے ہیں لاہور میں حضرت میاں میر نے بھی آ کے دین الٰہی اور اس کے نظریات سے لوگوں کو بالعموم اور حکمران طبقہ کو اس کی مضرتوں سے خبردار کیا آپ نے امراء اور صاحب علم حضرات کی روحانی تربیت کی جنہوں نے ہندوستان میں اکبر کے دعویٰ اس کے نئے مذہب دین الٰہی اور سورج پرستی کے تمام ڈھونگ درہم برہم کر دیئے حضرت میاں میر علیہ الرحمہ کا مزار لاہور کے مشرق میں واقع ہے وہاں زائرین کا جمِ غفیر ہر وقت دکھائی دیتا ہے لوگ ہزاروں کی تعداد میں روزانہ مزار پر حاضری دیتے ہیں اور ان کے روحانی فیوض وبرکات کو خراج تحسین پیش کرتے ہیں اب ذرا مولانا ابوالکلام آزاد جن کا شمار تاریخ میں مخالفین پاکستان میں ہوتا ہے کے مزار کی جانب رخ کیجیے جو دہلی شہر کے مرکز میں واقع ہے وہاں انسان تو درکنار کوئی چرند پرند بھی نظر نہیں آتا قبر پر نہ کوئی چراغ جلتا ہے اور نہ ہی کوئی شخص دعائے خیر کے لیے آتا ہے لیکن اب معمار پاکستان حضرت قائداعظم کے مزار پر نظر ڈالیے لاکھوں کی تعداد میں لوگ ہدیہ عقیدت پیش کرتے ہیں اور اس مرد مجاہد کی روح کو ایصال ثواب پہنچاتے ہیں غیر ممالک کے سربراہان مملکت بھی جب پاکستان آتے ہیں تو سب سے پہلے آپ کے مزار پر حاضری دیتے ہیں۔نذرانہ عقیدت پیش کرتے ہیں اب ذرا ایک نظارہ دیکھیے بادشاہی مسجد کے دائیں جانب متحدہ پنجاب کے وزیر اعلیٰ مدفن ہیں جس کے مزار پر کوئی شخص دکھائی نہیں دیتا اور بائیں جانب ایک مرد درویش دفن ہے جس نے تخیل پاکستان پیش کیا میری مراد شاعر مشرق حضرت علامہ اقبال سے ہے جن کے مزار پر روزانہ ہزاروں لوگ ہدیہ عقیدت پیش کرتے ہیں خداوند تعالیٰ اس دنیا میں ہی اپنی نشانیاں دکھاتا ہے تاکہ خلقت الٰہی عبرت حاصل کر سکے۔دشمنان دین ودشمنان پاکستان کا حشر کسی نہ کسی صورت میں اللہ تعالیٰ دکھاتا رہتا ہے تاکہ ہم صراط مستقیم اختیار کریں دشمنان پاکستان کے کارناموں کا اگر جائزہ لیا جائے تو سب سے پہلے مولانا آزاد کا نام ذہن میں آتا ہے۔جہاں ان کے حالات زندگی عبرت آموز ہیں وہاں ان کی خود نوشت سوانح جو زیر عنوان انڈیا ونز فریڈم کا اگر جائزہ لیا جائے تو صفحہ ۱۸۵ پر مندرجہ ذیل عبارت مولانا آزاد کے کردار کی منہ بولتی تصویر ہے۔مجھے حیرت ہوئی اور صدمہ پہنچا جب سردار پٹیل نے کہا کہ ہم مانیں یا نہ مانیں ہندوستان میں دو قومیں ہیں پٹیل کا یقین محکم تھا کہ ہندو اور مسلمان ایک قوم ہو کر نہیں رہ سکتے اس لیے اس حقیقت کو ماننے کے سوا اور کوئی

چارہ نہیں۔ اسی کتاب میں مولانا آزاد نے اپنی آنکھوں سے دہلی میں مسلمانوں کا خون بہتے دیکھا اور یہ سب کچھ اس وقت ہوا جب پٹیل گورنمنٹ آف انڈیا میں وزیر داخلہ تھے اور دہلی میں نظم ونسق کی ذمہ داری براہ راست سردار پٹیل کی تھی پٹیل نہ صرف مسلمانوں کو تحفظ دینے میں ناکام رہے بلکہ جو شکایات ان کے علم میں لائی گئیں انہوں نے ان سب کو موقوف کر دیا حق بات گاندھی کی زبان اور مولانا آزاد کے قلم سے کود بخود نکل گئی ہے دراصل مسلمانوں کا کشت وخون جو قیام پاکستان کے موقع پر ہوا اس کی ذمہ داری براہ راست ان اشخاص پر عائد ہوتی ہے جو قائد اعظم سے ملنے کی بجائے گاندھی کے چرنوں جا پہنچے حکم خداوندی کو بھول گئے جو سورہ آل عمران پارہ ۳ آیت ۱۱۸ میں درج ہے کہ تم اغیار کے دلوں کو نہیں جانتے جن میں کدورت اور کھوٹ ہے۔ بچو ان سے ہم نے صاف طور پر نشانیاں دکھلا دی ہیں تا کہ تم نصیحت پکڑو۔ایک اور کانگریسی مسلمان کی مثال پیش کرنا یہاں مناسب ہوگا میرا اشارہ ڈاکٹر خان صاحب کی جانب ہے جو سرحدی گاندھی خان عبدالغفار خان کے چھوٹے بھائی تھے قیام پاکستان سے قبل وہ شمال مغربی سرحدوں کے وزیر اعلیٰ تھے ڈاکٹر خان نے اپنی اس وزارت کے دوران جس طرح کانگریس پارٹی کا عملی طور پر ساتھ دیا اور قیام پاکستان میں جو رکاوٹیں حائل کیں اس کا اندازہ لارڈ پیتھک لارنس کے اس کیفیت نامہ میں درج ذیل ہے جو کتاب ٹرانسفر آف پاور جلد نہم کے صفحات ۲۶۹ تا ۲۷۳ میں درج ہے یہ کیفیت نامہ جو برطانوی کابینہ کے وزراء کو بھجا گیا اس کا متن ذیل میں درج ہے ۔صوبہ سرحد کے گورنر نے یہ دریافت کیا ہے ڈاکٹر خان مجرموں کی پشت پناہی کر رہے ہیں اور حکم جاری کر دیئے گئے کہ جو مقدمات اس وقت کچہریوں میں ہیں وہ واپس لے لیے جائیں اور ٹیلی فون پر پولیس افسروں کو ہدایات جاری کی گئی ہیں کہ وہ جرائم پیشہ افراد کے خلاف کوئی کاروائی نہ کریں جوڈیشنل کمشنر نے حکومت سرحد سے یہ دریافت کیا کہ کیوں یہ مقدمات واپس لیے جا رہے ہیں۔اور مجسٹریٹوں کو کیوں حکم جاری کئے جا رہے ہیں کہ وہ کسی مجرم کے خلاف کوئی کاروائی عمل میں نہ لائیں اور جن مقدمات کا فیصلہ ہو چکا ہے ان کی دوبارہ سماعت کی جائے ایک اور مضحکہ بات جو ہمارے علم میں آئی ہے وہ یہ ہے کہ راشن مثلاً چاول آٹا دالیں اور کپڑا کانگریسی کارکنوں کی معرفت اپنی پسند کے اشخاص میں تقسیم کیا جا رہا ہے تا کہ سیاسی وفاداریوں کا پاس کرتے ہوئے ان اشیائے ضروریات کی تقسیم عمل میں آئے میجر ڈرنگ جو ڈسٹرکٹ کمشنر پشاور تھے ان کا رویہ مسلم لیگ اور کانگریس کے ساتھ یکساں ہے نتیجتاً کانگریسی وزارت کو یہ بات پسند نہیں اور اس سے میجر ڈرنگ کو فوراً بلوچستان تبدیل کرنے کا مطالبہ کر دیا ہے معاملہ یہاں تک بڑھ گیا کہ ڈاکٹر خان وزارت نے گورنر کو مجبور کر دیا کہ وہ میجر ڈرنگ کو فوری طور پر ان کے عہدے سے سبکدوش کر دیں۔مندرجہ بالا حقائق سے یہ بات کھل کر سامنے آجاتی ہے کہ اب چونکہ پاکستان ہمارا وطن عزیز ایک ٹھوس حقیقت ہے اس لیے ان لوگوں کے عزائم کبھی کامیاب نہیں ہو سکتے جو پاکستان کے اب بھی خیر خواہ نہیں ہیں کیونکہ قیام ودوام پاکستان میں شامل تائید ربانی ہے۔(روزنامہ جنگ لاہور ۲۵۔جنوری ۱۹۸۲ء اقراء مضمون مخالفین دین وپاکستان کا عبرت آموز انجام تحریر رانا محمد نصیب)

سید حسن میاں یو پی کے ایک سرکردہ سید خاندان کے چشم و چراغ تھے۔ ۱۹۳۷ء میں مسلم لیگ میں شریک ہوئے۔ ۱۹۳۸ء میں ضلع مسلم لیگ کے جنرل سیکریٹری منتخب ہوئے۔ ۱۹۳۷ء کے عام انتخابات میں بھرپور حصہ لیا۔ ۱۹۴۰ء آل انڈیا مسلم لیگ کے سالانہ اجلاس میں بحیثیت ڈیلی گیٹ شریک ہوئے اور اس اجلاس کے لیے دہلی سے لاہور تک سپیشل ٹرین چلی تھی جس میں قائد اعظم، محترمہ فاطمہ جناح، لیاقت علی خان، بیگم رعنا لیاقت علی اور دہلی میرٹھ مظفرنگر اور سہارنپور کے ڈیلی گیٹ سوار تھے لاہور پہنچنے پر مختلف ڈیلی گیٹ حضرات کو شہر کے مختلف مسلم لیگی حضرات کے گھروں میں ٹھہرایا گیا تھا۔ سید حسن میاں مشہور بیرسٹر میاں عبدالعزیز مالواڈہ کے مہمان تھے خاکساروں پر گولی چلنے سے فضا مکدر تھی میاں عبدالعزیز مالواڈہ اور ان کے ساتھی بطور احتجاج سکندر حیات وزیر اعظم پنجاب کے خلاف زبردست مظاہرہ کرنا چاہتے تھے اور اجلاس کے التواء پر زور دے رہے تھے سید حسن میاں نے لیاقت علی خان کی مدد سے میاں عبدالعزیز اور دوسرے اہم کارکنوں کی ملاقات قائد اعظم سے کرائی جس کے نتیجہ میں قائد اعظم نے انہیں یقین دلایا کہ اس حادثہ کی مکمل تحقیقات کروائی جائے گی سید حسن میاں متواتر مسلم لیگ اور تحریک پاکستان سے وابستہ رہے انہوں نے مسلم لیگ کے سالانہ اجلاس میں شرکت کی تحریک میں شب و روز کام کیا ۱۹۴۴ء میں صوبائی مسلم لیگ یو پی کی کونسل کے ممبر اور پھر جوائنٹ سیکریٹری بنے جبکہ دوسرے سیکریٹری بیرسٹر اشرف تھے اس عہدہ پر ۱۹۳۸ء تک فائز رہے جب ۱۹۴۶ء میں فسادات شروع ہوئے تو متاثرین کی مدد کے لیے کمربستہ ہو گئے گڑھ مکتشیر میں مسلم لیگی لیڈروں کے ساتھ دورے کئے ۱۹۴۷ء میں یو پی گورنمنٹ نے ان پر مقدمہ بغاوت قائم کیا حکومت نے اصرار کیا کہ صوبہ یو پی سے نکل جائیں حکومت نے ان کے دوسرے اثاثوں کے ساتھ تمام ریکارڈ اور اسلحہ بھی ضبط کر لیا اور مارچ ۱۹۴۸ء میں ہجرت پر مجبور کر دیا۔ سکھر (سندھ) میں آباد ہو گئے (نوائے وقت سنڈے اشاعت خصوصی بیاد سید الشہداء علیہ السلام ص ۱۱)

خواجہ عبدالکریم قاسم ایڈووکیٹ ملتان بے لوث مجاہد نے ندائے ملت سید زین العابدین گیلانی کی قیادت میں مذہب و ملت کی جو خدمت کی ہے اس کا احاطہ کرنا ناممکن نہیں تو مشکل ضرور ہے آپ نے اپنی کم سنی کے زمانہ میں قومی خدمت کے میدان میں قدم رکھا اور اسلامی ریاست بہاولپور کے خلاف ہندوؤں کی ناپاک سازش ختم کرنے میں بھی حصہ لیا مسلم لیگ کے سرگرم رکن سید زین العابدین کے سیکریٹری ہونے کی حیثیت سے تحریک پاکستان میں زبردست حصہ لیا۔ ۱۹۳۸ء کے فرقہ وارانہ فساد کے موقع پر جاری کردہ ایجی ٹیشنوں میں ہزارہا مسلمانوں کی رہنمائی کی۔ (روزنامہ آفتاب ملتان ۱۷۔ اکتوبر ۱۹۷۸ء ص ۷)

ایک کانگریسی قائد کے متعلق حمید نظامی کا فیصلہ سنیئے مولانا ابوالکلام آزاد ایک کانفرنس میں شرکت کے لیے لاہور آ رہے تھے شیخ عنائت باری تاج کمپنی نے درخواست کی کہ نوائے وقت اشتہارات کی مقررہ شرح پر ان کا سپاسنامہ بخدمت مولانا آزاد بصورت اشتہار شائع کر

دے نوائے وقت کی اشاعت کے ابتدائی دن تھے اور ابتدائی دنوں میں اخبارات کو اشتہارات کی شدید ضرورت ہوتی ہے حمید نظامی نے اشتہار کی پیش کش کو مسترد کر دیا اور جواب دیا برصغیر کی سیاست میں نوائے وقت مولانا آزاد کا ہمنوا نہیں۔ اس لیے ان کو سپاسنامہ بذریعہ اشتہار بھی نہیں دے سکتا۔ (نوائے وقت لاہور ۴۔ اپریل ۱۹۹۳ء ص ۱۱)

تاریخ سے یہ ثابت ہے کہ حضرت سلطان العارفین سیدنا بہاؤالدین نقشبند بخاری رحمۃ اللہ علیہ کی تائید و توجہ نے امیر تیمور گورگنی کو شہنشاہ بخارا سمرقند بنایا اور حضرت قدوۃ السالکین ابوالحسن خرقانی رحمۃ اللہ علیہ کی تائید و توجہ نے سلطان محمود غزنوی کو قلعہ سومنات کو فتح سے نوازا اور بت شکن کے لقب سے ممتاز فرمایا اسی طرح یہ بھی امر واقعہ اور حقیقت حال ہے کہ قطب زمان مجدد دوراں حضور قبلہ عالم محدث علی پوریؒ کی تائید اور توجہ قائداعظم محمد علی جناح کو حاصل ہوئی وہ اس طرح کہ ۱۹۴۴ء میں سرینگر میں جب قائداعظم نے حضور قبلہ عالم سے شرف نیاز حاصل کیا تو آپ نے قائداعظم کی کامیابی کی پیش گوئی فرمائی اور عظیم الشان پیمانے پر ضیافت کی جس میں پنتالیس انواع واقسام کے کھانے دستر خوان پر چنے گئے تھے انہوں نے قائداعظم سے فرمایا کہ آپ میری جگہ پر تشریف رکھیے قائداعظم نے جواب دیا کہ میں آپ کی سند پر بیٹھ کر بے ادب نہیں بننا چاہتا اور جو بے ادب ہوتا ہے وہ اپنے مقصد میں کامیاب نہیں ہوسکتا۔ (نوائے وقت لاہور ۱۰۔ مئی ۱۹۹۷ء)۔

فاتح مرزائیت حضرت علامہ خواجہ نواب الدین چشتی صابری علیہ الرحمہ کے صاحبزادے وسجادہ نشین سلسلہ چشتیہ صابریہ کے نامور بزرگ روحانی تاجدار شیخ الاسلام حضرت علامہ خواجہ مولانا غلام ربانی چشتی صابری علیہ الرحمہ تحریک پاکستان کے نامور رہنما تھے۔ (امروز، مشرق لاہور ۱۴۔ اکتوبر ۱۹۸۸ء ص ۵)

محمد امین اعوان کہتے ہیں ۱۹۴۵-۴۶ء کے دوران مسلم لیگ کا ملتان میں بھی دوسرے مقامات کی طرح خاصا چرچا تھا کالج کے طالب علم ہونے کی حیثیت سے اور مسلمان ہونے کے ناطے سے تحریک قیام پاکستان کے سلسلے میں مجھے بھی کافی محبت اور دلچسپی تھی انہی ایام میں الیکشن ہونے تھے جو کہ ایک قسم کے ریفرنڈم کی حیثیت رکھتے تھے جس سے معلوم ہونا تھا کہ مسلم لیگ کی ہندوستان میں کیا پوزیشن ہے اور کیا مسلمانان ہند اپنی اظہار رائے کے ذریعے اس بات کے خواہشمند ہیں کہ پاکستان کا قیام ہو؟ ملتان شہر میں مسلم لیگ کے نمائندہ شیخ محمد امین صاحب تھے اور احرار پارٹی کے جو مجھے یاد پڑتا ہے کسی پٹھان خاندان کے احمد نواز خان تھے جو غالباً محلہ وزیر آباد ملتان کے شہری تھے الیکشن مہم کے دوران سید عطاء اللہ شاہ بخاری نے گھنٹہ گھر ملتان شہر کے احاطہ میں ایک عظیم الشان جلسہ منعقد کیا گھنٹہ گھر ملتان کے لوہاری لاہوری گیٹ کے باہر چوک میں واقع ہے چوک کی ہر طرف کی سڑکیں سامعین سے بھری پڑی تھیں شاہ صاحب نے اپنی تقریر کا آغاز دینی تعلیم وعظ نصیحت اور تبلیغ اسلام وغیرہ کے پیرائے میں کیا اور سامعین نہایت انہماک سے جناب شاہ صاحب کی تقریر کو سن رہے تھے۔ مجمع پر ایک گونا قسم کا سکوت طاری تھا

شاہ صاحب نے آہستہ آہستہ اپنی تقریر کا موضوع بدلنا شروع کیا اور آخر اپنے مطلب کی طرف آئے یعنی احمد نواز خان جو احرار پارٹی کے نمائندہ تھے کے حق میں ووٹ ڈالنے کی سامعین کو ترغیب اس وقت گھنٹہ گھر سے لے کر کچہری والی سڑک کے اس کونے پر اپنے دوسرے ساتھیوں سمیت تقریر سن رہا تھا جو اس کونے سے بوہر دروازہ کی جانب جاتی ہے جناب شاہ صاحب کے اس بدلتے ہوئے رویے سے میری کیفیت بدن شروع ہوگئی رونگٹے کھڑے ہونے لگے اپنے وجود پر کنٹرول کرنا مشکل ہو گیا میں اس کیفیت کی صحیح ترجمانی نہیں کر سکتا اچانک میری زبان سے یہ الفاظ نکلے خواہ کچھ بھی ہو ہم ووٹ مسلم لیگ کو دیں گے ہم ووٹ شیخ محمد امین کو دیں گے بس ان الفاظ کا لوگوں کے کانوں نے سننا تھا کہ بلند نعرے زور و شور سے شروع ہو گئے مسلم لیگ زندہ باد لے کے رہیں گے پاکستان کا مطلب کیا لا الہ الا اللہ ایک آن میں مجمع اپنی جگہ پر کھڑا ہو گیا اور نعرے ہی نعرے سنائی دے رہے تھے جناب شاہ صاحب کا جلسہ ناکام ہو گیا اور الیکشن میں جناب شیخ محمد امین صاحب نمائندہ مسلم لیگ کامیاب ہوئے۔ (نوائے وقت ۱۴۔ اگست ۱۹۹۷ء [illegible])

فضل احمد غازی اپنے انٹرویو میں بتاتے ہیں لاہور کے اجلاس میں ایک دلچسپ واقعہ ہوا کہ اس اجلاس یا جلسے میں داخلے کے لیے مخصوص بیج کا لگانا لازم تھا جب قائداعظم آئے تو انہوں نے بیج انہیں لگا نا تھا لہٰذا انہیں گیٹ پر روک لیا گیا اس سے قائداعظم بہت متاثر ہوئے اور کہا کہ یقیناً نیشنل گارڈ کا ڈسپلن اس طرح کا ہونا چاہیے نواب صدیق علی خان نے قائداعظم کو مخصوص بیج لگایا تب وہ جلسہ گاہ میں داخل ہوئے دوسری جگہوں کی طرح بلوچستان میں بھی مسلم لیگی کارکن انتھک محنت اور خلوص سے کام کرتے تھے اور اپنے قائد کے ایک اشارے پر جان قربان کرنے کو تیار رہتے تھے پورے صوبے میں مختصر عرصے میں مسلم لیگ مضبوط اور فعال جماعت بن کر ابھرے تو اس کے مخالفین میں کھلبلی مچ گئی چنانچہ انہوں نے لورالائی میں ایک جلسہ کیا جس میں ایک مولوی کی قیادت میں یہ فتویٰ دیا گیا کہ جو مسلم لیگ میں شامل ہوگا وہ کافر ہے۔ اس کے جواب میں مسلم لیگ اور تحریک پاکستان کے ایک مقامی رہنما مولانا عبدالعلی نے جو جید عالم دین ممتاز ادیب اور مقبول شاعر بھی تھے پشین میں جہاں قاضی عیسیٰ مرحوم کا گھر تھا تقریباً چار سو علماء کو جمع کیا اس عظیم الشان اجتماع میں لورالائی کے اجتماع میں دیئے جانے والے فتوے کی مذمت کرتے ہوئے کہا گیا کہ مسلم لیگ مسلمانوں کی جماعت ہے جو مسلمانوں کے لیے ایک آزاد خود مختار ملک کے حصول کے لیے کوشاں ہے لہٰذا اس میں شامل نہ ہونے والے تو کافر ہو سکتے ہیں شمولیت اختیار کرنے والے سچے مسلمان ہیں۔۔۔قائداعظم کی استقامت کے حوالے سے ایک واقعہ سناتا ہوں کہ کوئٹہ میں قاضی عیسیٰ کے گھر قائداعظم کے ساتھ محترمہ فاطمہ جناح اور ہم لوگ بیٹھے ہوئے تھے کہ زلزلہ آ گیا سب لوگ بھاگ کر باہر آ گئے لیکن قائداعظم نہیں آئے جب ہم لوگ واپس ان کے کمرے میں گئے تو دیکھا کہ وہ اپنی نشست پر اطمینان کے ساتھ بیٹھے ہیں ان کے ایک ہاتھ میں کافی کا کپ تھا اور دوسرے ہاتھ میں سگار تھا۔ ہمیں دیکھ کر کہنے لگے وہ بھی تمہاری طرح بزدل تھے جو کربلا کے میدان میں اپنے

سر براہ کو تاریکی میں اکیلا چھوڑ کر چلے گئے تھے اس پر قاضی عیسیٰ نے کہا کہ وہ بھاگ کر واپس نہیں آئے تھے دیکھیے ہم تو واپس آ گئے ہیں اس پر قائداعظم نے نہایت سنجیدگی سے اپنے مخصوص انداز میں انگشت شہادت بلند کرتے ہوئے کہا حقیقی اتحاد تنظیم اور یقین وہ ہے جو خطرے کے وقت بھی قائم رہے اور انتشار کا شکار نہ ہو۔ (نوائے وقت ۱۴۔ اگست ۱۹۹۷ء)

الحاج حکیم منظور احمد ہمدانی نے قرارداد پاکستان اور تحریک پاکستان میں بھرپور حصہ لیا اور آل انڈیا مسلم لیگ کے لدھیانہ میں الیکشن کے سلسلے میں جب سردار شوکت حیات نے جلسے کئے تو آپ ان کے ہمراہ تھے آپ نے تمام ہندوستان میں قائداعظم کے ساتھ سفر کیا اور متعدد جلسوں اور تقریبات میں نظمیں اور نعتیں پڑھیں اور مسلمانوں کے دلوں میں جوش وجذبہ پیدا کیا آپ نے اپنی نظموں اور نعتوں کے ذریعے لدھیانہ میں مسلم لیگ کو فعال بنانے میں اہم کردار ادا کیا وہاں کے احراری لیڈر مولانا حبیب الرحمن کے ساتھ ساری زندگی ان کی چپقلش رہی جب قرارداد پاکستان اقبال پاک (منٹو پارک) میں منظور ہوئی تو آپ اس وقت وہاں موجود تھے اور لدھیانہ سے ایک بہت بڑے جلوس کے ساتھ لاہور تشریف لائے تھے۔ (نوائے وقت ۱۱۰ کتوبر ۱۹۹۷ء ملی ایڈیشن)

جنوری ۱۹۴۷ء میں جب گورنر پنجاب مسٹر ڈگلس نے مسلم لیگی علماء کی گرفتاری کا حکم صادر کیا تو ضلع گوجرانوالہ میں تحریک پاکستان کے سلسلہ میں اولین گرفتاری کی سعادت شیخ القرآن علامہ عبدالغفور ہزاروی علیہ الرحمہ کو حاصل ہوئی۔ (نوائے وقت ۴۔ نومبر ۱۹۹۷ء)

حضرت ابوالبرکات سید محمد فضل شاہ جلال پوری (۱۸۹۴۔۱۹۶۶ء) کی تحریک پاکستان کے لیے آپ کی تحریک حزب اللہ اور آنجناب کی خدمات سنہری حروف میں لکھنے کے قابل ہیں آپ نے اراکین جماعت ارض کاروان حزب اللہ عقیدت مندوں اور مریدین کو خصوصی ہدایات فرمائیں کہ وہ محمد علی جناح اور مسلم لیگ سے غیر مشروط تعاون کریں تاکہ آزاد خودمختار مملکت اسلامیہ کا قیام یقینی بنایا جاسکے آپ نے فرمایا حزب اللہ جماعت پاکستان کے مقبول مطالبے میں مسلم لیگ کے ساتھ مکمل اشتراک عمل کرے گی اور اس کے حصول کی خاطر مسلم لیگ جو بھی اقدامات ہوں گے انہیں حزب اللہ کی مکمل تائید حاصل ہوگی۔ (۱۹۴۲ء) ۱۹۴۴ء میں قائداعظم سے ملاقات کے بعد آپ نے فرمایا کہ پاکستان ضرور بننا چاہیے بلکہ مسلمانوں کو پاکستان بنائے بغیر چین نہیں لینا چاہیے۔۔۔۔ یہ فقیر اپنی جماعت حزب اللہ کی طرف سے مسلم لیگ کے قائداعظم کو پھر یقین دلاتا ہے کہ سیاسیات اسلامیہ میں آپ کا جو اقدام ملت مرحومہ کی بہتری کے لیے ہی ہوگا آپ کو ہماری جماعتی تائید حاصل ہو گی اس کے علاوہ آپ نے پورے ہندوستان کے دورے کر کے اپنے وابستگان اور معتقدین کے علاوہ عام مسلمانوں کو پاکستان کے حصول اور اس کی ضرورت واہمیت پر مدلل خطاب کئے اس دوران آپ کے فوجی تربیت کے حامل رضا کاروں کی تعداد ہزاروں سے بڑھ کر لاکھوں میں تبدیل ہوگئی اور قیام پاکستان کے وقت آپ نے قائداعظم کو ایک لاکھ حزب اللہ کے تربیت یافتہ رضا کار دفاعی مقاصد کے لیے خدمات انجام

دینے کے لیے پیش کئے ایک درویش کے تربیت یافتہ ان رضا کاروں نے تقسیم ہند کے فوراً بعد پھیلنے والے فسادات پر قابو پانے اور لاکھوں انسانوں کے مال وجان کی حفاظت کرنے کے لیے یادگار مثالیں قائم کیں اور کئی شہروں اور دیہاتوں کو باہمی خون ریزی اور فسادات سے بچایا تقسیم ہند کے فوراً بعد کشمیر کا مسئلہ کھڑا ہوا جہاد کشمیر کے لیے اور کشمیری بھائیوں کی آزادی کے لیے سید ابو البرکات سید محمد فضل شاہ نے پانچ ہزار کے قریب ریٹائرڈ فوجیوں کو جدید اسلحے سے لیس کر کے بھیجا جنھوں نے کشمیر کی آزادی کے لیے اپنی جانوں کے نذرانے پیش کئے اس کے علاوہ آپ کے عقیدت مند آپ سے اجازت لے کر جہاد کشمیر میں شریک ہوئے اور جرات و بہادری کے نئے کارنامے انجام دیئے توکل علی اللہ اور زہد کا یہ عالم تھا کہ جب ۱۹۲۸ء میں قیام شملہ کے دوران ڈاکٹر علامہ اقبال اکثر آپ کی خدمت میں تشریف لاتے اور گھنٹوں میں بیٹھے رہتے کبھی تصوف کبھی ماضی وحال کے فلسفہ اور کبھی اسلامی فلسفہ پر گفتگو ہوتی ایک مرتبہ ڈاکٹر صاحب کی موجودگی میں انگریز گورنر سر جعفرے مونٹ مورنسی کا ایک رجسٹری لفافہ موصول ہوا حضرت امیر حزب اللہ کے حکم سے ڈاکٹر اقبال نے لفافہ کھولا اور پڑھ کر حضور قبلہ صاحب کو سنایا اس میں لکھا تھا کہ آپ کے لنگر کے کثیر اخراجات کے پیش نظر حکومت برطانیہ آپ کو ایک مربع زرعی زمین دینے کا ارادہ رکھتی ہے امید ہے کہ آپ حکومت کی اس پیش کش کو قبول فرما کر اپنی رضامندی سے مطلع کریں گے خط پڑھنے کے بعد علامہ اقبال نے پوچھا کہ قبلہ حضرت صاحب اس خط کا آپ کیا جواب دینا چاہیں گے تو آپ نے فرمایا کہ ڈاکٹر صاحب ہماری طرف سے لکھیں کہ فقیر نے آج تک حکومت کی نہ کوئی خدمت کی ہے اور نہ آئندہ ہو سکے گی لہٰذا میں کسی حالت میں بھی خود کو اس پیش کش کا اہل نہیں سمجھتا حکومت کے اس احساس کا بہت بہت شکر یہ کہ لنگر بادشاہوں کے محتاج نہیں ہوتے یہ جواب سن کر ڈاکٹر صاحب بے اختیار پکار اٹھے سبحان اللہ حضرت صاحب خدا کی قسم باقی پیروں کو اپنے جیسا بنا لیجئے۔ (سہ ماہی البرکات گڑھی گوہر خان منڈی بہاؤالدین اکتوبر، نومبر، دسمبر ۲۰۰۵ء ص ۲۱۔ ۲۲ نوائے وقت ملی ایڈیشن ۷۔ جون ۲۰۱۳ء)

حضرت مولانا پیر امیر احمد انصاری جودھپوری بن پیر محمد صدیق (۱۹۲۰ء۔ ۱۹۷۰ء) ۱۹۴۳ء کو کراچی شہر میں آل انڈیا مسلم لیگ کے جلسہ عام میں شرکت کے لیے سر عبداللہ ہارون کے فرزند یوسف ہارون (جو کہ بعد پاکستان کے گورنر بھی رہے) کی خصوصی دعوت پر جودھپور ریاست کے مقبول عوام خطیب اور اہل سنت و جماعت کے نامور عالم دین مولانا امیر احمد نے اپنے والد پیر محمد صدیق اور چھوٹے بھائی ظہور احمد انصاری کے ہمراہ جلسہ عام میں شرکت فرمائی جلسہ میں قائد اعظم محمد علی جناح، نواب زادہ لیاقت علی خان، بہادر یار جنگ، یوسف ہارون اور دیگر زعماء نے شرکت کی مولانا جودھپوری نے اپنی شعلہ بیانی سے وہ جوہر دکھائے تو مجمع میں ایک نیا جوش و جذبہ پیدا ہو گیا اور جلسہ گاہ نعرہ تکبیر و رسالت کے نعروں سے گونج اٹھا قائد اعظم نے اس موقع پر مولانا جودھپوری کی تقریر کی تعریف کی یوسف ہارون نے مولانا مع ان کے والد و برادر کو بھیم پورہ میں واقع ہری مسجد کے سامنے ایک مکان میں ٹھہرایا چند دن کراچی میں قیام کرنے کے بعد واپس جودھپور روانہ ہو گئے وہاں

پہنچے کے چند دن بعد جودھپور شہر میں قحط پڑ گیا اور گندم کی شدید قلت پیدا ہو گئی اس موقع پر ریاست جودھپور کے راجہ کی جانب سے سندھ سے گندم منگوانے کے لیے ایک وفد کراچی آیا اس سرکاری وفد میں مولانا جودھپوری بھی شامل تھے وفد یہاں سے بھاری مقدار میں گندم لے کر واپس جودھپور گیا اس سے واضح ہوا کہ مولانا ریاست جودھپور میں دینی تبلیغ کے علاوہ سیاسی، سماجی، رفاہی اور فلاحی خدمات کے حوالے سے بھی شہرت رکھتے تھے۔ ظہور احمد جودھپوری بتاتے ہیں کہ مولانا جودھپوری نے تحریک پاکستان میں سرگرمی سے حصہ لیا اور پورے راجستھان (مارواڑ) صوبہ میں چھوٹے بڑے جلسے برپا کر کے تحریک پاکستان کو تیز سے تیز کر دیا بالآخر قائداعظم کی ولولہ انگیز قیادت علماء و مشائخ اہل سنت کی پرخلوص جدوجہد اور برصغیر کے مسلمانوں کی انتھک کوششوں سے پاکستان معرض وجود میں آیا۔ (انوار علمائے اہل سنت سندھ از صاحبزادہ سید محمد زین العابدین شاہ راشدی ایم اے مطبوعہ زاویہ پبلشر ردربار مارکیٹ لاہور ۲۰۰۶ء ص ۷۰)

حضرت شیخ سید احمد اشرف اشرفی جیلانی (۱۹۳۱ـ۲۰۰۵ء) خاندان اشرفی نے تحریک پاکستان میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیا اس وجہ سے ہندو بلوائیوں نے دہلی کے قطب روڈ پر آپ کے چچا سید سلطان اشرف کو نہایت بے دردی سے شہید کر دیا اور اس وقت مسلمان علاقوں کا تشدد بڑھنے لگا تو آپ کا خاندان دہلی سے نقل مکانی کر کے پاکستان آ گیا۔ (ایضاً ص ۱۲۰ ماہنامہ الاشرف کراچی، اشرف المشائخ نمبر فروری ۲۰۰۶ء)

مولانا بشارت علی خاں آفریدی، ارمان قادری بن مولوی امداد حسین خان (۱۹۰۱ـ۱۹۸۵ء) تحریک پاکستان کے سپاہی تھے علماء و مشائخ اہل سنت کے ساتھ آل انڈیا سنی کانفرنس کے پلیٹ فارم سے جدوجہد آزادی میں سرگرم رہے انہوں نے شہیدوں کا کفن، شہادت اور آزادی جیسی نظمیں لکھ کر مسلمانوں کو قیام پاکستان کے لیے متحرک کیا اور قیام پاکستان کے بعد استحکام پاکستان کے لیے بھی کام کیا۔

سر حشر آدمیت آئے گی یہ پیرہن پہنے
اٹھے گی روح آزادی شہیدوں کا کفن پہنے
اک سانس میں پہنچاتی ہے یہ قربت حق میں
اونچی ہے سماوات سے بھی بام شہادت
یہ آزادی ہے جس میں خون کی بھرمار ہو جائے
یہ آزادی ہے جس میں زندگی دشوار ہو جائے
یہ آزادی ہے جس میں جان اک آزاد ہو جائے

یہ آزادی ہے جس میں سانس خود تلوار ہو جائے

ایک ہندو پرست سے نظم میں کانگریسی مسلمانوں پر تنقید کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔

اے کہ ہے ہندو کی چپل تیرا بام افتخار
اے کہ سنگ کوئے بنارس کانگریس کے فضلہ خوار
یہ تیری ملت فروشی یہ ترا جذب رکیک
حریت کے نام پر تو مانگتا پھرتا ہے بھیک
رات دن ہندو پرستی کی چھری ہے بدحال
کھینچتا ہے قوم مسلم کے تن زندہ کی کھال
قوم کا سارا لہو پی کر بھی دبلا ہی رہا
کانگریس کے در کی مٹی تو نے چاٹی عمر بھر
دیکھ خون حریت اسلام درپے ہے ترے
تیری خوانخواری کسی دن ذبح کر دے گی تجھے

آپ نے ایک نظم قائداعظم کی خدمت میں ۱۸۔ مارچ ۱۹۴۷ کو ایس ایم او کالج آگرہ میں سالانہ تقریب کی صدارت کے موقع پر سپاس نامہ کے طور پر پیش کی۔

قائد نامدار آئے ہیں
رہبر ذی وقار آئے ہیں
درد رکھتے ہیں دل میں ملت کا
ہمدم و غم گسار آئے ہیں

اور یہ نظم آج بھی مزار قائد کے نیچے والے میوزیم میں نوادرات قائد کے ساتھ آویزاں ہے۔ (ایضاً ص ۱۴۲۔۱۴۳)

حضرت مولانا تاج محمد آربجوی (۱۹۰۴۔ ۱۹۶۳ء) نے عملی سیاست میں حصہ تو نہیں لیا لیکن وقت بوقت پاکستان کے حکمرانوں تک اللہ اور اس کے پیارے رسول ﷺ کا پیغام پہنچایا کرتے تھے مولانا نے جماعت نورالاسلام کے نام سے ایک تنظیم بنا رکھی تھی جس کے وہ صدر تھے جس کے تحت ۵۔ اکتوبر ۱۹۴۷ء کو بانی پاکستان کے نام ایک خط تحریر کیا جس میں بانی پاکستان سے نظام مصطفی کے نفاذ کی جانب توجہ مبذول کروائی ۱۴۔ اکتوبر ۱۹۴۷ء کو قائداعظم کے اسسٹنٹ پرائیویٹ سیکریٹری کی جانب سے مولانا کو جواب موصول ہوا جس میں اطمینان دلایا گیا

اسی طرح گورنر جنرل ناظم الدین کے نام بھی مولانا نے تفصیلی خط تحریر کیا جس میں ملک میں نظام مصطفی کے نفاذ کا مطالبہ کیا گیا اس تفصیلی خط میں ارکان اسلام کے قیام کی اہمیت پر بھی زور دیا گیا۔۔۔۔۔اس طرح قیام پاکستان کے بعد مولانا تاج محمد پہلے سنی عالم ہیں جنھوں نے بانی پاکستان سے نظام مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم کے نفاذ کا سب سے پہلے مطالبہ کیا۔(ایضاً ص ۱۵۷)

مولانا حافظ خیر محمد اوحدی (۱۹۱۱۔۱۹۸۲ء) ۱۹۴۶ء میں اخبار نویسی ترک فرما کر مسلم لیگ کے پروپیگنڈہ سیکریٹری مقرر ہوئے ۱۹۴۹ء میں مسلم لیگ کے آفس سیکریٹری مقرر ہوئے اور ۱۹۵۸ء تک اس عہدے پر قائم رہے۔اسلامیہ کالج بھکر کے میگزین مخزن کے ایڈیٹر کے ایک سوال کے جواب میں فرمایا پاکستان قائم ہونے سے قبل سندھ کے علاوہ مشرقی پاکستان کا کوئی بھی صوبہ مسلم لیگ وزارت نہیں قائم کرسکا پنجاب میں ۱۴۔اگست ۱۹۴۷ء تک یونی نسٹ پارٹی کی حکومت رہی صوبہ سرحد میں کانگریس کی اور بلوچستان ۱۹۳۵ء کے گورنمنٹ آف انڈیا ایکٹ کے تحت عطا کردہ صوبائی خودمختاری کے حق سے محروم تھا ریاستیں (خیرپور میرس اور بہاولپور) کو ابھی اسمبلی نہیں دی گئی تھیں اور وہ نوابوں کی جاگیریں تھیں ان دنوں فقط سندھ تھی جہاں پانچ برس سے مسلم لیگ کی حکومت قائم تھی حصول پاکستان کی تحریک جیسا کہ مسلم لیگ چلا رہی تھی اس لیے اس دور میں کسی صوبہ میں مسلم لیگ کی حکومت ہونا اور ان کا قائم رکھنا ایک اہم بات ہے۔(مجلہ مخزن سکھر ۱۹۶۹ء ایضاً ص ۲۳۵۔۲۳۶)

صوفی سید محمد مطیع اللہ راشد برہان پوری (۱۸۹۵۔۱۹۶۰ء) برہان پور میں مسلم لیگ کے سرگرم رکن تھے آپ کا مکان تحریک پاکستان کا مرکز تھا جذبہ آزادی اجاگر کرنے کے لیے ملی نظمیں لکھتے تھے۔جنھیں سن کر عوام الناس میں جذبہ حریت پیدا ہوتا اور تحریک پاکستان کے لیے مسلم لیگ میں شامل ہو کر شانے سے شانہ ملا کر شب و روز کام کرتے تھے جب پاکستان بن گیا تو انڈین حکومت کی نظر میں کھٹک رہے تھے لہٰذا احباب کے شورے سے پھر برہان پور سے نقل مکانی کر کے حیدرآباد دکن ریاست چلے گئے ان حوادث وعوامل کی وجہ سے آپ کا کتب خانہ تباہ ہو گیا بہت قیمتی سرمایہ تلف اور قلمی نوادرات ضائع ہو گئے۔(ایضاً ص ۲۹۲)

مولانا عاشق حسین صدیقی المعروف سیماب اکبر آبادی (۱۸۸۰۔۱۹۵۱ء) نے ۱۹۳۰ء کو ایک نیا رسالہ شاعر آگرہ سے جاری کیا اسی کے ساتھ ہفت روزہ تاج کا اجراء عمل میں آیا ماہنامہ شاعر خالص ادبی وشعری رسالہ تھا اور ہفت روزہ تاج عملی ادبی اور سیاسی پرچہ تھا جو چار پانچ سال مسلسل شائع ہونے کے بعد کانگریس کے عتاب کی نذر ہو گیا۔۱۹۴۵ تا ۱۹۴۸ء کا عرصہ تمام شعبہ ہائے زندگی کے لیے کس قدر صبر آزما اور حوصلہ شکن رہا تھا باخبر بخوبی جانتے ہیں ادبی دنیا پر بھی ایک جمود سا طاری رہا وسوسوں اور تذبذب کے سوا کچھ اور تھا ہی نہیں کسی نہ کسی طرح قصر الادب کا تھوڑا بہت کام چل رہا تھا ماہنامہ شاعر کبھی وقت پر اور کبھی تاخیر سے شائع ہوتا رہا اس عالم میں بھی سیماب مرحوم کا قلم مسلسل چلتا رہا وہ اپنی قومی نظموں کے ذریعہ قوم کو آزادی کا پیغام دیتے رہے صلح وآشتی کا پرچار کرتے رہے۔مسلمانان ہند کو ان کا وقار اور ان کے اسلاف کے

مسلک سے آشنا کر رہے تھے گو انہوں نے خود عملی طور پر سیاست میں کبھی حصہ نہیں لیا مگر اپنے اعلیٰ سیاسی شعور و تدبر کو اپنی تخلیقات کے ذریعے اکابرین تک پہنچاتے رہے جو مسلمانوں کے تحفظ اور وقار کے لیے شمع آزادی روشن کرنے کی جدو جہد میں مسلسل کوشاں اور مصروف تھے۔ (ایضاص ۳۱۶۔ ماخوذ لوح محفوظ پیش لفظ مطبوعہ سیماب اکیڈمی)

حضرت مولانا حافظ شبیر احمد دہلوی (۱۹۲۲۔۱۹۹۸ء) دہلی کی شاہی سنہری مسجد کے سابق نائب امام خواجہ حسن نظامی دہلوی کے دیرینہ رفیق اور تحریک پاکستان کے خاموش مگر سرگرم کارکن تھے تحریک پاکستان میں آپ نے بڑھ چڑھ کر حصہ لیا اور مختلف مقامات پر جا کر لوگوں کو اپنی تقریر کے ذریعے تحریک پاکستان اور مسلم لیگ میں شمولیت پر آمادہ کیا۔ (ایضاص ۳۵۶)

غیر منقسم ہندوستان میں ایک ہزار سال تک اسلامی سلطنت قائم رہی تمام اسلامیان ہند کا ایک ہی مذہب و مسلک رہا انگریز کے قدم آنے سے قبل مسلمانان ہند **واعتصموا بحبل اللہ جمیعا ولا تفرقوا** پر پورے استحکام کے ساتھ عامل تھے عاملین برطانیہ نے اپنے جبلی فریب سیاست سے سواد الاعظم اسلام میں رخنہ اندازی شروع کی اور نئے نئے مذاہب جاری کرا کے ان کو پروان چڑھایا اور اللہ تعالیٰ کی رسی کو مضبوطی سے پکڑنے والوں میں تفرقہ اندازی کی داغ بیل ڈالی دور آخر میں مسلمانوں کی شرازہ بندی اور سیاسی و ملکی حقوق کے حصول کے لیے مسلم لیگ ایک نصب العین لے کر میدان عمل میں آئی دنیا نے دیکھ لیا کہ انگریز کے بنائے مذاہب اور فرنگی کے مردود ہیرو نے مسلم لیگ اور ان کے نصب العین پاکستان کی شدید مخالفت کی مگر سواد الاعظم اسلام یعنی مذہب اہل سنت والجماعت اور اس کے علماء و مشائخ نے سر دھڑ کی بازی لگا کر پاکستان حاصل کر لیا۔ (ایضاص ۳۸۳ مصباح الآخرت مطبوعہ کراچی ۱۹۵۴ء)

حضرت مولانا قادری عبدالحفیظ خان قادری بن حضرت مولانا حافظ عبدالواحد خان یوسف زئی (۱۹۹۵ء) نے تحریک پاکستان میں بھر پور حصہ لیا اور رضا کاروں کی فورس کے سپہ سالار رہے اسی وجہ سے ہندوستان کی حکومت نے آپ کے سر کی قیمت لگا رکھی تھی تحریک پاکستان کے دوران مسلم لیگ کے جلسوں میں آپ حسن قرات کے ذریعے مسلمانوں کے جذبہ کو بیدار کرتے ان میں کچھ کرنے کا جوش و جذبہ اور سچی لگن پیدا ہوتی آپ اسی طرح تلاوت قرآن کی سحر کاری سے مسلمانوں کو متحد و منظم کرنے کی خدمت فی سبیل اللہ سرانجام دیتے تھے۔ (ایضاص ۵۵۴)

مولانا محمد اسماعیل خان عاقل اکبر آبادی (۱۹۲۲۔۱۹۹۴ء) کی تحریک پاکستان کے حوالے سے خدمات کا تذکرہ کرتے رہتے صبا اکبر آبادی رقم طراز ہیں تحریک پاکستان میں مولانا عاقل نے ایک پر جوش کارکن اور سپاہی کی حیثیت سے جو خدمات انجام دی ہیں ان کو دیکھتے اوران سے متاثر ہوتے ہوئے ہنوز زندہ سلامت ہیں (گلدستہ نعت) مولانا اسد لکھتے ہیں مولانا عاقل اکبر آبادی ایک ہمہ صفت انسان تھے

مستند عالم ہونے کے ساتھ ساتھ کہنہ مشق شاعر عظیم صحافی اور سیاسی فہم وبصیرت کے مالک تھے مولانا جو تحریک پاکستان کے ایک عظیم کارکن ہی نہیں بلکہ قائد اعظم اور لیاقت علی خان کے ساتھ کام کرنے کا اعزاز بھی رکھتے تھے۔ قیام پاکستان کے بعد بھی جیکب آباد لائن کراچی وارڈ نمبر ۲۸ سٹی مسلم لیگ صوبہ سندھ کراچی کے صدر تھے بانی جنرل سیکریٹری آل انڈیا مسلم مسلم اصلاحی بورڈ ۱۹۴۵ء تا ۱۹۴۷ء کونسلر مسلم لیگ آگرہ یو پی ۱۹۴۵ء تا ۱۹۴۷ء (عارف خان) مولانا اسد لکھتے ہیں مولانا عاقل کا پر جوش طرز خطاب حاضرین کو بے حد متاثر کر دیتا تھا آپ کے نعت شریف پڑھنے کا انداز بھی بڑا والہانہ تھا بڑے سوز وگداز کے ساتھ نعت پڑھتے تھے کہ سننے والے جھوم جاتے تھے۔ (گلدستہ نعت، ایضاً ص ۵۶۰)

مولانا فضل احمد صوفی (۱۹۱۱۔۱۹۴۸ء) حق گوئی اور بے باکی کو آئین جوانمرداں تصور کرتے تھے اور بلا خوف حق بات کہتے اور حق بات کی تائید کرتے ۱۹۳۵ء میں قائد اعظم کی انگلستان سے واپسی مسلمانوں کے لیے ایک روح افزاء شگون تھا کیونکہ مولانا محمد علی جوہر کے انتقال کے بعد مسلمانان ہند کو کوئی ایسی شخصیت افق سیاست پر نظر نہیں آتی تھی جو ان کی سیاسی جدوجہد کی صحیح سمت متعین کرے ہر چند علامہ اقبال بھی مسلمانوں میں فکری انقلاب کے لیے جدوجہد کر رہے تھے لیکن ان کو بھی ایک ایسے شخص کی ضرورت تھی جو ان کے خوابوں کو حقیقت کا روپ دے سکے چنانچہ قائد اعظم کی ہندوستان واپسی کا مسلمانوں کے ہر طبقے نے خیر مقدم کیا اور آپ کو تعاون کا یقین دلایا ان دنوں قائد اعظم بمبئی میں مقیم تھے اور برصغیر کے مسلمانوں کی نگاہیں اس جانب لگی ہوئی تھیں مولانا فضل احمد صوفی نے بھی اس مرحلہ پر قائد اعظم کی آواز پر لبیک کہا اور مسلم لیگ کی کھل کر حمایت شروع کر دی اسی دوران مسلم لیگ کی مقبولیت سے گھبرا کر جمعیت علماء ہند (دیوبندیوں) کے چند سربرآوردہ افراد نے لکھنو میں شیعہ سنی اختلافات کا بازار گرم کر دیا تا کہ مسلمان فرقہ واریت کا شکار ہو جائیں اور مسلم لیگ اپنی تنظیم نو میں کامیاب نہ ہو سکے اس سلسلے میں کچھ راہنماؤں نے مسلم لیگ اور قائد اعظم پر تبرا شروع کر دیا اور کہا کہ مسلم لیگ مسلمانوں کی واحد نمائندہ جماعت ہونے کا دعویٰ تو کرتی ہے لیکن اس نے لکھنو کے شیعہ سنی اختلافات کو ختم کرانے کے سلسلہ میں کیوں خاموشی اختیار کر رکھی ہے مولانا فضل احمد نے اس موقع ٹائمز آف انڈیا ایک مضمون لکھا اور بتایا کہ شیعہ سنی اختلافات ختم کرنے کے سلسلہ میں مسلم لیگ نے کیا کردار ادا کیا ہے انہوں نے لکھا شاید اعتراض کرنے والے اس حقیقت سے بے خبر ہیں کہ محمد علی جناح نے سب سے پہلے ان اختلافات کو ختم کرانے کے سلسلے میں مسلم لیگ کی خدمات پیش کی تھیں لیکن ان کو نہ معلوم کن وجوہات کی بنا پر قبول نہیں کیا گیا ایسی صورت میں مسلم لیگ کی حکمت عملی سوائے خاموشی کے اور کیا کر سکتی تھی کیونکہ ایک سیاسی جماعت کو اس قسم کے فرقہ وارانہ فسادوں سے دور ہی رہنا چاہیے۔ (ٹائمز آف انڈیا ۲۵۔مئی ۱۹۳۹ء) مولانا فضل احمد صوفی نے مسلم لیگ کی پالیسیوں کو عوام الناس سے روشناس کرانے اور مسلمانوں کو ایک علیحدہ قومیت کا احساس دلانے کے لیے انگریزی اور اردو دونوں زبانوں میں مضامین لکھے آپ کو اپنے مخصوص احساس قومیت کی بنا پر علامہ اقبال، اکبر الہ آبادی، الطاف حسین حالی کی شاعری سے خصوصی طور پر انس تھا آپ کی قلمی یادداشتوں سے اندازہ ہوتا ہے کہ آپ نے حالی، اکبر اور اقبال کی شاعری کی روح میں پوشیدہ فلسفہ کا گہرا مطالعہ کیا تھا قلمی یادداشتوں میں حالی اکبر اور علامہ اقبال کی شاعری اور ان کے فلسفہ پر بڑے مضبوط مضامین شامل ہیں جن سے صوفی کی شعر فہمی اور اپنے عہد کے خارجی اور داخلی عوامل

کے ادراک کی نشاندہی ہوتی ہے صوفی نے کانگریسی وزارتوں کی وضع کردہ واردھا اسکیم پر بھی کڑی نکتہ چینی کی اور ٹائز آف انڈیا میں اس اسکیم کے منفی پہلوؤں کو اجاگر کیا انہوں نے اپنے مضامین میں واضح طور پر کہا کہ کانگریس قوم پرستی اور تعصب کا شکار ہے اور جو مسلمان کانگریس سے اچھائی کی توقعات رکھتے ہیں خوش فہمی کا شکار ہیں۔ ۲۳۔ مارچ ۱۹۴۰ء کو لاہور میں قرارداد پاکستان کی منظوری فضل احمد صوفی کی شدید مسرت کا باعث ہوئی چنانچہ آپ نے مسلم لیگ کے منصوبہ وطن کے خدوخال کو اپنے مضامین میں اجاگر کیا اور قرارداد لاہور کو جو بعد میں قرارداد پاکستان کا روپ دھار گئی بین الاقوامی سیاسی اصولوں کی کسوٹی پر پرکھ کر پیش کیا اس سلسلہ میں دی پروگریس بمبئی میں شائع ہونے والا آپ کا مضمون مسلم لیگ ہوم لینڈ پلان بڑی بنیادی اہمیت رکھتا ہے کیونکہ اس مضمون میں صوفی نے ان اعتراضات کا بھی شافی جواب دیا ہے جو لاہور میں قرارداد کی منظوری کے فوراً بعد ہندوؤں کی جانب سے اٹھائے گئے تھے فضل احمد صوفی نے ۳۔ دسمبر ۱۹۴۱ء کو ٹائمز آف انڈیا کے ایڈیٹر کو ایک خط پاکستان کے عنوان سے لکھا جس میں انہوں نے کہا کہ کانگریسی رہنما خصوصاً وہ جو مسٹر منشی کے ہم خیال ہیں مسلم لیگ کے مطالعہ پاکستان سے سخت برہم دکھائی دیتے ہیں لیکن برہمی سے زیادہ ضرورت اس بات کی ہے کہ ان عوامل پر غور کیا جنھوں نے مسلمانوں کو پاکستان کا مطالبہ کرنے پر مجبور کیا یہاں یہ امر بھی قابل ذکر ہے کہ ۱۹۳۷ء میں کانگریس کی جانب سے وزارتیں قبول کرنے سے قبل مسلمانوں نے پاکستان کا مطالبہ کیوں نہیں کیا یہ کانگریس کی قوم پرستی اور متعصبانہ ذہنیت ہے جو مطالبہ پاکستان کا باعث ہوئی ہے اور اس حقیقت کو کانگریسی رہنما ڈومیسہ نے مرکزی اسمبلی میں دوران تقریر تسلیم کرتے ہوئے کہا تھا کہ دراصل پاکستان کے بانی مسٹر جناح نہیں بلکہ مسٹر گاندھی ہیں جنھوں نے ہر شخص کو ایک دوسرے سے جدا کر دیا ہے (پاکستان مراسلہ فضل اور صوفی مطبوعہ ٹائمز آف انڈیا ۳۔ دسمبر ۱۹۴۱ء) ۱۹۳۹ تا ۱۹۴۷ء تک آٹھ سال صوفی نے تحریک پاکستان کے لیے ایک موثر وکیل کی حیثیت سے مسلم لیگ کی پالیسیوں پر نہایت ٹھوس مضامین قلمبند کئے اور کانگریس کی فرقہ پرست ذہنیت کی شدید مذمت کی اس ضمن میں انہوں نے جمعیت علماء ہند کے رہنماؤں اور ابوالکلام آزاد کو بھی معاف نہیں کیا اور ان کی سیاسی کردار کی خامیوں کی نشاندہی کی۔ (ایضاً ص ۶۸۰ تا ۶۸۲)

استاذ العلماء مولانا مفتی محمد خلیل خاں برکاتی (۱۹۲۰۔۱۹۸۵ء) نے تحریک پاکستان میں بھرپور حصہ لیا تحریک پاکستان کا دور حضرت مفتی صاحب کے شباب و جوانی کا دور تھا آپ مارہرہ شریف اور اس کے گردونواح میں ہونے والے مسلم لیگ کے جلسے جلوس میں بڑی دلچسپی سے حصہ لیتے رہے آپ مسلم لیگ کا پرچم اٹھائے ہوئے جلوسوں کے آگے آگے چلتے تھے کانگریسیوں کو اپنی تقاریر میں ہمیشہ رد فرماتے اور یوں حصول پاکستان کی تحریک میں بھرپور حصہ لیتے رہے زمانہ طالب علمی میں جب کہ (کانگریسی بیلچہ) خاکسار تحریک زوروں پر تھی اور اس کا ہر سو چرچا کیا جا رہا تھا جگہ جگہ شہر شہر اس تحریک کے کونسیز اور ارکین گشت کر رہے تھے اکابر علماء قائد اعظم اور مسلم لیگ کے خلاف خوب پروپیگنڈہ کیا جا رہا تھا گمراہ کن لٹریچر کی بھرمار تھی اس دور میں مفتی نے اس تحریک کے چوبیس نکات کی شدید گرفت کی اور ان کے دور میں رسالہ خنجر آبدار بر فرقہ خاکسار تحریر فرما کر قوم کو خبردار کیا اور ان سے ہشیار رہنے کی ہدایت کی۔ (خلیل العلماء ص ۱۸ ایضاً ۸۶۰)

حضرت مفتی قاری محبوب رضا خان رضوی (۱۹۱۶۔۱۹۹۱ء) نے عملی زندگی میں قدم رکھا کچھ کرنا چاہا تو وہ دور قیام پاکستان کی تحریک

کے جوش وخروش کا دور تھا آپ نے بھی قیام سلطنت اسلامیہ کے لیے مسلم لیگ میں شمولیت اختیار کی اور اس جدوجہد میں سرگرمی سے حصہ لیا قیام پاکستان کے بعد قاری صاحب ۱۸۔ مئی ۱۹۴۸ء کو پاکستان کے شہر لاہور تشریف لائے۔(یضاً ص ۸۸۷)

حضرت مولانا محمد محسن فقیہ الشافعی (۱۹۰۷ء۔۱۹۸۰ء) ۱۹۴۸ء کو پاکستان (کراچی) تشریف لائے اس سے قبل (کتابچہ حقیقۃ النسیکۃ کے مطابق) مدرسہ محمدیہ جامع مسجد بمبئی میں درس وتدریس اور امامت وخطابت کے فرائض انجام دیتے تھے وہ مجاہدوقت علامہ عبداللہ الحامد بدایونی قادری کے ساتھیوں میں سے تھے انہی کے ساتھ تحریک پاکستان میں کام کیا قیام پاکستان کے بعد کراچی میں انہی کے ساتھ استحکام پاکستان نفاذ اسلام اور دین تبلیغی کام کئے اور انہی کی رفاقت میں بیرون ممالک تبلیغی دورے پر گئے۔(ایضاً ص ۹۵۵)

مولانا ہادی حسن نعیمی (۱۹۸۴ء) نے تحریک پاکستان میں علماء و مشائخ اہلسنت کے ساتھ بھرپور کردار ادا کیا قیام پاکستان کی تحریک کو مضبوط بنانے کے لیے ملک گیر دورے کئے پاکستان کا مطلب کیا لا الہ الا اللہ کی صدا گھر گھر پہنچانے کے لیے تن من دھن کی قربانیاں دیں آپ کی انہی قربانیوں کے پیش نظر آپ کو ۲۴ پرگنہ کے مسلم لیگ کا صدر اور آرگنائزر مقرر کیا گیا۔(ایضاً ص ۱۰۲۶)

حضرت حاجی فضل الٰہی موتگا (۱۸۹۵ء۔۱۹۴۶ء) میں جب تحریک پاکستان اپنے عروج پر تھی تو حاجی صاحب نے حضرت غلام اللہ ثانی شرقپوری علیہ الرحمہ کی معیت میں پاکستان کے حق میں ووٹوں کے لیے راہ ہموار کرنے کے لیے پورے پنجاب کا دورہ کیا اور سلسلہ عالیہ مجددیہ نقشبندیہ کے متوسلین کو یہ تلقین کی کہ وہ اپنا ووٹ مسلم لیگ کو دیں اس سلسلے میں حاجی صاحب قبلہ ثانی صاحب کے ہمراہ ضلع لاہور امرتسر فیروزپور شیخوپورہ جھنگ سرگودھا میانوالی منٹگمری (ساہیوال) ملتان اور دیپالپور تک گئے یہ دورے موقع کی نزاکت کے پیش نظر بڑی اہمیت کے حامل تھے۔(مطالعہ نقوش شرقپور از محمد انور قمر شرقپوری مطبوعہ مقصود پبلشرز لاہور ۲۰۰۲ء ص ۹۳۵)

صاحبزادہ حاجی فضل احمد موتگا نے تحریک پاکستان میں حصہ لیا ۱۹۴۶ء کے انتخابات سے قبل مختلف قصبوں اور دیہاتوں میں جا کر مسلم لیگ کی کامیابی کے لیے کام کرتے رہے۔تقسیم ملک کے سلسلے میں ہنگاموں کا خدشہ تھا لہٰذا گتکا کھیلنا، تلوار چلانا، تلوار کا وار روکنا اور چاقو چلانا سیکھا پھر خضر وزارت کے خلاف ایجی ٹیشن ہوئی شرقپور شریف میں اس ایجی ٹیشن کی قیادت اور سرپرستی حضور قبلہ ثانی فرما رہے تھے آپ کو حضور ثانی صاحب سے بڑا عشق تھا ایجی ٹیشن میں آپ نے خوب نعرہ بازی کی جس پر آپ کو گرفتار کر لیا گیا اور سینٹرل جیل لاہور میں بند کر دیا گیا۔حضور قبلہ ثانی صاحب آپ کو ملنے کے لیے جیل میں بھی گئے اس وقت آپ کی عمر ۱۴۔سال کی تھی سکول کی دنیا سے ابھی ابھی نکلے تھے نازک جسم پر نزاکتوں کا ہجوم تھا قید و بند کی صعوبتیں جسمانی قوتوں سے زیادہ تھیں مگر جذبہ ایمانی نے ان مصائب کی کچھ پرواہ نہیں کی جیل کا گندا ماحول مچھروں کی بہتات ناقص کھانا آپ کے حوصلوں کو پست کرنے کے لیے کافی تھا مگر آپ اس وقت تک جیل میں رہے جب تک جیل والوں نے رکھا معافی کا پروانہ لکھ کر نہیں دیا۔(ایضاً ص ۱۰۰۲۔۱۰۰۳ء)

سوال: لوگ کہتے ہیں کہ جناح صاحب شیعہ یا آغا خانی تھے۔

جواب: قائداعظم محمد علی جناح پہلے آغا خانی (اسماعیلی) فرقہ سے تعلق رکھتے تھے مگر بعد میں وہ سرمایہ اہل سنت علامہ شائستہ گل رحمۃ اللہ علیہ

کے ہاتھوں پر مسلمان ہو گئے یہ بات ریکارڈ میں موجود ہے جناح لائبریری کی کتابوں میں بھی موجود ہے کہ جناح صاحب آخری وقت ایمان اور سنیت پر تھے وہ اسماعیلی فرقہ چھوڑ چکے تھے۔ (ماہنامہ تحفظ کراچی جولائی اگست ۲۰۰۳ء ص ۱۱ جولائی اگست ۲۰۰۴ء ص ۲۸۔ اگست ۲۰۰۵ء ص ۱۰)

ایک بچہ کہیں دوڑ رہا تھا ٹھوکر لگی خون نکلا تو بچہ رونے لگا اس روتے بچے کو دیکھ کر ایک ہندو نے کہا کیا تم پاکستان بناؤ گے جو اتنے سے خون نکلنے پر رو رہے ہو؟ اللہ اکبر! اس وقت بچوں کے جذبات کا یہ عالم تھا کہ اس بچے نے کہا اے ہندو دوتی پرشادا میں تو اس لیے رو رہا ہوں کہ جس خون کو میں نے پاکستان کے لیے بچا کر رکھا تھا وہ آج کیسے بہہ گیا یہ خون تو پاکستان کی امانت ہے۔ (ماہنامہ تحفظ کراچی جولائی، اگست ۲۰۰۴ء ص ۲۹)

صدر الافاضل علیہ الرحمہ کے شاگرد استاذ العلماء حضرت علامہ مولانا عبدالحلیم اشرفی المعروف نانا جان اپنے انٹرویو میں فرماتے ہیں پاکستان بنانے میں علماء اہلسنت اور عوام اہلسنت نے بھرپور حصہ لیا اور اس وقت مسلم لیگیوں کا حوصلہ بڑا تھا بچہ بچہ میدان میں آ گیا ہر ایک کی زبان پر ایک ہی نعرہ تھا لے کر رہیں گے پاکستان بٹ کے رہے گا پاکستان۔ اس کے مقابلے میں ہندوؤں کا یہ نعرہ تھا کبھی نہیں ہوگا پاکستان تحریک پاکستان کے سلسلے میں ۱۹۴۶ء میں آل انڈیا سنی کانفرنس بنارس میں منعقد ہوئی اس کانفرنس میں پیر صاحب لگاڑہ کے دوسو بچاس حر شرکت کے لیے اسلحہ سمیت گئے تھے صوبہ سرحد سے پیر صاحب مانکی شریف پنجاب سے علامہ حسنات صاحب گئے تھے استقبالیہ کمیٹی کے صدر محدث اعظم علیہ الرحمہ تھے اس کانفرنس کے بانی خلیفہ اعلیٰ صدر الافاضل مولانا نعیم الدین مرادآبادی علیہ الرحمہ تھے سیاسی حیثیت سے مولانا محمد علی جوہر صاحب اس وقت جانے پہچانے جاتے تھے آپ رام پور کے رہنے والے تھے۔ (ماہنامہ تحفظ کراچی نومبر ۲۰۰۵ء ص ۱۴)

ہجرت کے دوران سدھواں جگراؤں ضلع لدھیانہ میں مہاجرین کا کیمپ تھا ایک دن چند ڈوگرے سپاہی گنیں لیے کیمپ میں آ دھمکے ایک بوڑھے مسلمان کی نوجوان لڑکی کو بازو سے پکڑ لیا اور اپنے ساتھ چلنے پر مجبور کرنے لگے ابھی وہ دو قدم ہی چلے ہوں گے کہ ایک نوجوان جو پولیس کی تین فیتے والا قمیض پہنے بیٹھا کھانا پکار رہا تھا لپک کر اٹھا ادھر ادھر دیکھا کوئی ہتھیار نظر نہ آیا تو چولہے سے جلتی ہوئی ایک کھلپاڑی کھینچ لی اور اس جوش سے ان کے سر پر جا دھمکا کہ ان کے اوسان جاتے رہے اور وہ ہکا بکا اسے تکتے رہ گئے اس نے آگے بڑھ کر ایسے زور سے وہ کھلپاڑا ایک ڈوگرے کے سر پا ماری کہ اس کا سر کھکھروی کی طرح پھانک پھانک ہو گیا اور وہ زمین پر گرنے سے پہلے ہی جہنم میں جا پہنچا اگرچہ اس سپاہی کے ایک ساتھی کی گولی سے وہ غیرت مند نوجوان شہید ہو گیا لیکن ایسی دھاک بیٹھ گئی کہ پھر کسی ڈوگرے کو کیمپ میں داخل ہونے کی جرات نہ ہو سکی جبکہ یہ کیمپ کئی ماہ تک وہاں رہا ایک شہادت کی برکت و عظمت پورے کیمپ کی عصمت کی پاسبان بن گئی ماشاء اللہ (نوائے وقت لاہور ۲۲۔ اگست ۱۹۹۲ء حضرت صوفی برکت علی دار الاحسان ضلع فیصل آباد کے مضمون ۷ ۱۹۴ء کا یوم آزادی سے مقتبس)

ڈاکٹر اسرار احمد نے انکشاف کیا ہے کہ قائد اعظم کا اسلام سے کوئی واسطہ نہ تھا وہ سیکولر ذہن کے ایک سیاستدان تھے اور بس بقول ڈاکٹر صاحب کے ان کی قیادت میں مسلم لیگی رہنما بھی سیکولر ذہن کے حامل تھے اس لیے علماء کرام نے ہندوستان کے مسلمانوں کے لیے علیحدہ وطن

کے مسلم لیگی مطالبے کی حمایت نہ کی تھی ڈاکٹر موصوف کے کہنے کے مطابق قائداعظم پاکستان کے مطالبے کے بارے میں بھی مخلص نہ تھے کیونکہ انہوں نے کیبنٹ مشن پلان منظور کر لیا تھا اور یوں مطالبہ پاکستان سے دستبردار ہو گئے تھے میرے خیال میں ان کے ارشادات سے اتنا اقتباس ہی کافی ہے اگر ان کے مکمل ارشادات کو یہاں دھرایا جائے تو ان لاکھوں مسلمانوں کے ساتھ بے انصافی ہوگی جنہوں نے آل انڈیا مسلم لیگ کے نامزد امیدواروں کے حق میں ۴۶۔۱۹۴۵ء میں اپنے ووٹ کا استعمال کیا تھا ڈاکٹر صاحب کی زبان سے نکلتے ہوئے وہ الفاظ جو اوپر دہرائے گئے ہیں وہ بھی بمنزلہ گستاخی ہیں ان لوگوں کی شان میں جنہوں نے مسلمانان ہند کی جدوجہد آزادی میں جان و مال کی بے مثال قربانی دی ڈاکٹر نے مندرجہ بالا الفاظ کہتے ہوئے ان لاکھوں مسلمانوں کو بہت آسانی سے نظر انداز کر دیا ہے جو آگ اور خون کا دریا عبور کر کے وطن عزیز پہنچے تھے اگر ڈاکٹر کے تمام ارشادات کو پڑھا جائے تو محسوس ہوتا ہے کہ انہوں نے قائداعظم اور آل انڈیا مسلم لیگ کی قیادت کے بارے میں کوئی نئی بات نہیں کہی بلکہ جو کچھ بھی انہوں نے کہا ہے وہ وہی ہے جو آل انڈیا نیشنل کانگریس جمعیت علما ہند خاکسار اور احرار کے رہنما مسلم لیگ کی قیادت کے بارے میں کہا کرتے تھے۔ نیشنلٹ مسلمان ماسوائے مولانا ابوالکلام آزاد بھی قائداعظم کے بارے میں اسی طرح ہرزہ سرائی کرتے تھے لیکن مسلمانان ہند نے ۴۶۔۱۹۴۵ء کے کل ہند عام انتخابات میں یہ ثابت کر دیا کہ انہیں داڑھی مونچھ منڈے محمد علی جناح اور اس کے ہمراہیوں کی قیادت پر بھرپور اعتماد ہے۔ یہ امر واقعہ ہے کہ مسلم لیگ کی مخالف جماعتوں کے نامزد امیدواروں کی عام طور پر ضمانتیں تک ضبط ہو گئی تھیں مسلمانوں کی قیادت کا دعویٰ کرنے والے تمام بڑے بڑے برج الٹ گئے تھے۔ (نوائے وقت یکم نومبر ۱۹۹۲ء ص ۱۱ افتخار علی شیخ کے مضمون بلاعذر و معذرت سے اقتباس)

لاہور میں قائداعظم کے قیام کے دوران جمعۃ المبارک کی تقریب سعید بھی آ گئی اور قائداعظم نے شاہی مسجد لاہور میں نماز جمعہ ادا کرنے کا فیصلہ کیا چنانچہ وہ کسی سیکورٹی کے بغیر جامع مسجد پہنچ گئے پنجاب کے انسپکٹر جنرل آف پولیس خان قربان علی خان جنہیں قائداعظم کے پروگرام کا علم ہو چکا تھا شاہی مسجد میں ان کی آمد سے پہلے پہنچ چکے تھے مولانا غلام مرشد مرحوم ان دنوں بادشاہی مسجد میں امامت کے فرائض انجام دیا کرتے تھے جونہی قائداعظم مسجد کے وسیع ہال میں داخل ہوئے نمازیوں میں فوراً کھسر پھسر شروع ہو گئی انہوں نے قائداعظم کو ہال میں داخل ہوتے دیکھ لیا تھا بس پھر کیا تھا نمازی قائداعظم کی ایک جھلک دیکھنے کے لیے اپنی جگہ سے اٹھ کر اس جگہ اکٹھے ہونے لگے جہاں امام صاحب جمعہ کا خطبہ دینے میں مصروف تھے قائداعظم امام صاحب کے نزدیک پہلی قطار میں فروکش تھے۔ جب قائداعظم کے پروانوں کا یہ ہجوم بڑھنے لگا اور خطرہ یہ نظر آنے لگا کہ قائداعظم اپنے عشاق کے درمیان گھر نہ جائیں تو میں نے (م۔ش) انسپکٹر جنرل کو جس بے بسی کی حالت میں دیکھا اس کا ہو بہو نقشہ آج بھی میرے ذہن میں محفوظ ہے خان قربان علی خان بہت اعلیٰ پائے کے منتظم تھے لیکن وہ اس صورت حال میں سیکورٹی سٹاف کے بغیر اپنے فرائض سے کس طرح عہدہ برا ہو سکتے تھے لیکن قربان جایئے قائداعظم کی فراست پر کہ انہوں نے حالات کی نزاکت کا اندازہ لگاتے ہوئے کہا کہ امام صاحب نماز پڑھانے کے لیے فوراً تکبیر پڑھیں اور نمازیوں کو قطار سیدھی کرنے کی ہدایت دے کر نماز کی نیت باندھ لیں چنانچہ قائداعظم کے ارشاد کے مطابق تکبیر پڑھنی شروع کی گئی اور نمازیوں نے قائداعظم پر گھیرا تنگ کرنے کی بجائے اپنی اپنی جگہوں پر پلٹنا شروع کر

دیا یونہی امام صاحب نے اللہ اکبر کہہ کر نماز کی ادائیگی کے لیے ہاتھ باندھے ہال میں مکمل سکون اور نظم و نسق قائم ہو چکا تھا سب نمازی لائنوں میں کھڑے ہو کر فوج کے سے ڈسپلن کے ساتھ نماز کی ادائیگی میں مصروف ہو گئے اس طرح قائداعظم کی فراست نے ایک ایسی صورت حال کو جو بھدی شکل اختیار کر سکتی تھی اسلامی نظم و نسق کے سانچے میں ڈھال دیا۔(نوائے وقت سنڈے ۲۔اکتوبر ۱۹۹۲ء میاں محمد شفیع کے کالم پدرم دہقان بود سے اقتباس)

میاں مولانا بخش خضر تمیمی نے قیام پاکستان کی تحریک میں سرگرمی سے حصہ لیا وہ قبل ازیں پنجاب کے سینکڑوں ہزاروں گاؤں میں گھوم پھر کر دیہی عوام کی کسمپرسی اور ہندو مہاجن کی گرفت اور مکاریوں کا مشاہدہ کر چکے تھے اور اپنے صوبہ کی اس مسلم آبادی کی دگرگوں حالت سے بخوبی آشنا تھے جو ہندوؤں کے تعصب اور معاشی برتری کا شکار تھی یہی وجہ تھی کہ خضر تمیمی نے قیام پاکستان کی جدوجہد میں پورے خلوص اور لگن سے حصہ لیا تھا۔(ہفت روزہ اشاعت روزنامہ امروز ۲۰۔فروری ۱۹۷۷ء ص ۲)

تحریک پاکستان میں صوفیہ کی جدوجہد کا برملا اعتراف غیروں نے بھی کیا برطانیہ کی کوونٹری یونیورسٹی میں ساؤتھ ایشین سٹڈیز کے ڈائریکٹر اور پاکستان پر کئی کتابوں کے مصنف آئین ٹالبوٹ نے ۱۹۴۶ء کے انتخابات میں مسلم لیگ کی کامیابی میں خانقاہوں کے عظیم کردار کا اعتراف ان الفاظ میں کیا ہے۔ لیگ کی قیادت نے بھی انتخابی سیاست کے لیے قبائلی اور ذات و برادری پر مبنی تعلقات اور وابستگیوں پر کلی طور انحصار کیا تھا اور ساتھ ہی درگاہوں کی بنیاد پر تشکیل پانے والی مسلم شناخت کو تحریک دے کر سیاسی فائدہ اٹھانے کی کوشش کی جس میں سجادہ نشینوں نے اہم کردار ادا کیا۔(آئین ٹالبوٹ، تاریخ پاکستان ترجمہ طاہر منصور فاروقی مطبوعات تخلیقات لاہور ۲۰۰۷ء ص: ۱۲۴) تحریک پاکستان اور خانوادہ قطبیہ از پیر محمد طاہر حسین قادری مطبوعہ خانقاہ منگائی شریف جھنگ ۲۰۱۸ء ص ۴۳۔۴۴)

تحریک پاکستان میں صوفیہ کے علاوہ بریلوی علماء نے بھی فعال کردار ادا کیا آئین ٹالبوٹ ایک اور مقام پر اس حقیقت سے یوں پردہ اٹھاتا ہے: جماعت اسلامی اور دیوبندی علماء کی اکثریت کے برعکس بریلویوں نے تحریک پاکستان کی حمایت میں فعال حصہ لیا۔(ایضاً ص: ۱۱۱۔ تحریک پاکستان اور خانوادہ قطبیہ ص ۴۴)

حضرت پیر سید فضل حسین شاہ بخاری سجادہ نشین سندھیلیا نوالی شریف (۱۸۷۵۔۱۹۳۹ء) سندھیلیا نوالی شریف ان دنوں اردگرد کے علاقوں میں مسلم لیگ کا ایک اہم حمایتی مرکز تھا اس خانوادہ کے حلیف مخدوم گیلانیہ ملتان بھی اس سلسلہ میں بڑھ چڑھ کر حصہ لے رہے تھے لہذا مسلم لیگ کا پیغام دور دراز علاقوں تک پھیلتا چلا گیا پیر سید فضل حسین شاہ صاحب کے دعوتی اور تبلیغی پروگراموں میں بھی ان دنوں یہی شعور لوگوں میں اجاگر کیا جاتا کہ مسلمانوں کے حقوق کی حفاظت صرف مسلم لیگ ہی کر رہی ہے باقی سب جماعتیں انگریزوں کے زیر اثر ہیں سندھیلیا نوالی شریف اور فتح پور شریف کے سالانہ عرسوں پر بھی زائرین کو مسلم لیگ کی حمایت میں اپنی کوششیں بروئے کار لانے کی دعوت دی جاتی پیر سید فضل حسین شاہ صاحب فرمایا کرتے تھے ملکی حالات کے پیش نظر مسلمان یہ حق رکھتے ہیں کہ انہیں مملکت حاصل ہو جس میں وہ خود مختاری کے ساتھ اپنی زندگی گزار سکیں۔ ہزارہا لوگ آپ کی ساعی جمیلہ سے مسلم لیگ میں شامل ہوئے اور یہ قافلہ بڑھتا چلا گیا اس وقت میرے

سامنے اٹکر سرحدی کی زیر نگرانی شائع ہونے والا "خیر مقدم" پڑا ہے جس میں پیر سید فضل حسین شاہ صاحب کی تحریک پاکستان میں خدمات کا ذکر ان الفاظ میں تحریر کیا گیا ہے "آپ نے مسلم لیگ کی حمایت کا پرچم بلند کیا حالانکہ بڑے بڑے زمیندار مسلم لیگ سے باہر تھے آپ کی کوششوں کا نتیجہ تھا کہ علاقہ میں مسلم لیگ بھاری اکثریت سے کامیاب ہوئی بیان کیا جاتا ہے کسی الیکشن میں آپ کا ایک عقیدت مند بھی بے سروسامانی کی حالت میں کود پڑا اور آپ سے دعا کا طالب ہوا آپ نے فرمایا کہ گھبراؤ نہیں تمہارے مخالف کی پرچیاں سفید ہی نکلیں گی جب گنتی کا وقت آیا تو ایسا ہی ہوا۔ (اٹکر سرحدی خیر مقدم (سرگودھا) جلد ۹ شمارہ ۷ ۳ مورخہ ۱۷۔ اکتوبر ۱۹۷۸ء ص، تحریک پاکستان اور خانوادہ قطبیہ ص 53،52)

حضرت پیر سید غلام رسول شاہ گیلانی (۱۸۸۷ء-۱۹۶۶ء) طبعاً خلوت پسند بزرگ تھے۔ دنیاوی علائق سے خود کو دور رکھتے اپنے والد ماجد کے اکلوتے فرزند اور خانقاہ فتح پور شریف کے سجادہ نشین ہونے کے باوجود لوگوں سے میل جول بہت کم رکھتے اپنا ہو یا بیگانہ کسی سے کوئی سروکار نہ تھا رات دن گوشہ تنہائی اور محویت و استغراق میں مگن رہتے لیکن تحریک آزادی میں اپنے مرشد کریم پیر سید فضل حسین شاہ علیہ الرحمہ کی پیروی کرتے ہوئے بھرپور حصہ لیا اور مسلم لیگ کی حمایت میں کمربستہ ہوئے روزنامہ سعادت (لائل پور) میں آپ کی خدمات کا اعتراف از الفاظ میں مذکور ہے۔ جب قیام پاکستان کا وقت آیا تو خلوتوں کے اس شہنشاہ نے یکا یک میدان جلوت میں قدم رکھا اور پاکستان کی معاونت کا علم سنبھالا تمام عقیدت مندوں کو حکم دیا کہ اگر تم میرے اور میرے والد ماجد کے ساتھ منسلک ہو تو جس قدر ہو سکے پاکستان کی امداد کرو چنانچہ ارادت مندوں نے پروانوں کی مانند بڑھ چڑھ کر قربانیاں کیں۔ (محمد انوار حسین قادری روزنامہ سعادت لائل پور جلد ۳۰ ص ۱۸۳ مورخہ ۱۳۔ اگست ۱۹۶۶ء تحریک پاکستان اور خانوادہ قطبیہ ص ۵۳۔ ۵۴)

خانوادہ قادریہ قطبیہ کے چشم و چراغ عظیم اسکالر محقق دوراں حضرت پیر محمد طاہر حسین قادری مدظلہ العالی رقم طراز ہیں تاریخ گواہ ہے ہمارے بزرگوں نے سیاست یا انتخابی سرگرمیوں میں کبھی حصہ نہ لیا لیکن حصول پاکستان کے سلسلہ میں نہ صرف انہوں نے عملی جدوجہد کی بلکہ کئی حضرات سارا سارا دن پولنگ اسٹیشن پر تشریف فرما رہے تا کہ مسلم لیگ کو کامیاب کروا کر پاکستان کا حصول ممکن ہو سکے ۱۹۴۶ء کے انتخابات میں ہمارے حضرات نے بھرپور عملی مظاہرہ کیا یہی ایک موقع تھا جب مسلمانوں کی اکثریت مسلم لیگ کے جھنڈے تلے جمع ہوگئی اور اللہ پاک نے پاکستان کے روپ میں ایک احسان عظیم اس خطہ کے باسیوں پر فرمایا حفیظ جالندھری نے کیا خوب کہا تھا:

مرد مومن جس کے دل میں نور تھا ایمان کا
کر رہا تھا آج وہ اعلان پاکستان کا

(تحریک پاکستان اور خانوادہ قطبیہ ص ۵۴)

سجادہ نشین ثانی پیر سید اسرار حسین شاہ ۱۳۵۸ھ-۱۴۲۰ھ) پیر سید فضل حسین شاہ علیہ الرحمہ اگرچہ قیام پاکستان سے پہلے ۱۹۳۹ء میں رحلت فرما گئے لیکن آپ نے وابستگان قطبیہ کے دلوں میں تحریک آزادی کی جو شمع روشن کی تھی اس کا اجالا مزید بڑھتا چلا گیا خلفاء متوسلین نے پاکستان کے حصول کو اپنے اوپر فرض عین سمجھا اور مسلم لیگ کی کامیابی کے لیے کسی بھی قربانی سے دریغ نہ کیا آپ کے اکلوتے فرزند و پیر سید

اسرار حسین شاہ قیام پاکستان کے وقت ابھی نوعمر تھے لیکن انہوں نے بھی اپنے والد ماجد کے مشن کو اسی جوش وجذبہ سے جاری رکھا اور مسلم لیگ کی حمایت میں ہمیشہ کمربستہ رہے ڈاکٹر غلام حسین ساجد اپنے ایم اے کے مقالہ میں سید شاہ محمد جمیل المعروف ناصر الدین شاہ کی زبانی ایک واقعہ لکھتے ہیں جس سے خانوادہ قطبیہ کی خدمات کی مزید تائید ہوتی ہے۔ ۱۹۴۶ء میں مسلم لیگ اور یونی نسٹ کے درمیان مقابلہ تھا دربار قطبیہ کی طرف سے مسلم لیگ کے ساتھ وابستگی کا اعلان عام تھا یونی نسٹ امیدوار مخدوم ناصر الدین شاہ تھے مسلم لیگی اپنے جلسوں اور جلوسوں میں مخالف امیدوار کے خلاف نعرے لگاتے تھے انہی دنوں پیر سید اسرار حسین شاہ نے ایک روز ناصر الدین شاہ کے نام کا مخالف سن کر مجھے فرمایا کہ میں تمہارا نام بدلنا چاہتا ہوں میں نے عرض کی میرا نام والدین نے شاہ محمد رکھا تھا البتہ شاعری میں میرا تخلص ناصر ہے آپ نے فرمایا میں یہ تخلص بھی بدلنا چاہتا ہوں اور آپ نے جمیل میرا تخلص تجویز فرمایا اس لیے کہ یونی نسٹ پارٹی کا امیدوار ہونے کے باعث آپ کو یہ نام بھی ناپسند تھا پیر سید اسرار حسین نے اپنے والد کے نقش قدم پر چلتے ہوئے نوعمری کے باوجود مسلم لیگ کی حمایت جاری رکھی اور متوسلین سلسلہ کے عملی کاموں کی سرپرستی بھی فرمائی۔ (غلام حسین ساجد، قطب شاہ لڑی دے شاعر تحقیقی مقالہ برائے امتحان ایم اے پنجابی ۷۵، ۱۹۷۴ء ص ۱۰۰۔۹۹ تحریک پاکستان اور خانوادہ قطبیہ ص ۵۴۔۵۵)

۱۹۴۶ء کے الیکشن میں خانوادہ قطبیہ کے خلفاء متوسلین نے بھرپور کردار ادا کیا انہوں نے اپنے پیرخانہ کے حکم پر لبیک کہتے ہوئے حصول کو اپنا دینی فریضہ سمجھا اور پنجاب کے دور دراز علاقوں تک مسلم لیگ کا پیغام پہنچایا کئی خانقاہوں نے باقاعدہ آنڈیا مسلم لیگ کی رکنیت بھی حاصل نہ کی تھی لیکن جدوجہد آزادی میں ان کی خدمات کسی سے کم نہیں ہیں فرنگی سامراج سے مسلمانوں کی آزادی ہی ان کے پیش نظر تھی باقی کسی ستائش یا تشہیر کی انہیں پرواہ نہ تھی ایک اسلامی مملکت کا حصول ہی ان کا مشن عظیم تھا جس کے لیے انہوں نے دن رات ایک کئے ہوئے تھے اس وقت یہی مشہور نعرہ تھا:

مسلم ہے تو مسلم لیگ میں آ

مسلم لیگ کو وہ مسلمانوں کے حقوق کی محافظ اور قیام پاکستان کا حصول اس سرزمین پر اپنی بقا تصور کرتے تھے اس سلسلہ میں انہوں کسی بھی قربانی سے دریغ نہ کیا اب میں وابستگان قطبیہ میں سے معروف خلفاء اور ان کی ذیلی خانقاہوں کی ایک مختصر فہرست قلمبند کرتا ہوں جنہوں نے حصول پاکستان کی جدوجہد میں اپنے پیرخانہ کے حکم پر لبیک کہتے ہوئے بھرپور کام کیا۔

پیر سید سردار علی شاہ بخاری (۱۹۶۸ء) دھڑ شریف ضلع اوکاڑہ، خواجہ حافظ گل محمد قادری (۱۹۵۴ء) بلوآنہ شریف ضلع جھنگ، پیر سید عبداللہ شاہ مشہدی (۱۹۶۱ء) قادر بخش شریف نزد کمالیہ، پیر سید سخی محمد شاہ بخاری (۱۹۴۹ء) سعداللہ پور شریف ضلع ساہیوال، میاں محمد فاضل سہو (۱۹۴۷ء) دودہ شریف نزد دھڑپہ ضلع ساہیوال۔

پیر غلام محمد جلوآنوی (۱۹۵۶ء) امام جلوڈھڈی والہ فیصل آباد۔

پیر سید رمضان علی شاہ بخاری (۱۹۵۵ء) شاہ زکریا بورے والا شہر۔

پیر سید مراد علی شاہ بخاری (۱۹۵۷ء) 113/7-R چیچہ وطنی۔

صاحبزادہ میاں نور محمد کملانہ (۱۹۶۱ء) جلال پور شریف کملانہ تحصیل شورکوٹ ضلع جھنگ۔

پیر محمد عظیم قادری (۱۹۶۱ء) کھرپڑ شریف نزد داڈا حبیب آباد ضلع قصور۔

پیر سید مبارک شاہ بغدادی (۱۹۷۸ء) مدرسہ امجدیہ عبدالحکیم۔

میاں احمد الدین بھوہڑ شریف ضلع اوکاڑہ۔

خواجہ نور محمد قادری (۱۹۷۴ء) سکنہ چک نمبر 17 مضافات میاں چنوں۔

پیر محمد رمضان قریشی (۱۹۷۸ء) محلہ چڑھ، کمالیہ شہر۔

پیر حق نواز چشتی (۱۹۶۵ء) شیخ برہان نزد کمالیہ۔

خواجہ سراج الدین لکھنانہ (۱۹۷۰ء) ماہنی شریف ضلع جھنگ۔

پیر مراد علی شاہ نیکوکارہ (۱۹۷۹ء) 130/9-L تحصیل و ضلع ساہیوال۔

میاں نور الصمد خاں مانیکا (۱۹۶۸ء) سکنہ بنگلہ صالح تحصیل دیپالپور ضلع اوکاڑا۔

پیر سید جلال شاہ گیلانی (۱۹۴۶ء) موضع الہ آباد نزد دوہاڑی۔

قاضی میاں غلام رسول قادری (۱۹۸۸ء) دربار قادریہ محلہ عالم آباد بھکر۔

میاں عمر حیات خان بلوچ (۱۹۷۳ء) ڈیرہ میاں صاحب چیک ۲۱۵ تحصیل و ضلع جھنگ۔

میاں غلام محمد کملانہ (۱۹۷۷ء) جلال پور کملانہ تحصیل شورکورٹ۔

میاں محمد علی سیال (۱۹۵۳ء) ۲۸۵ گ ب نزد رجانہ ضلع ٹوبہ ٹیک سنگھ۔

میاں شاہ محمد سرگانہ (۱۹۵۲ء) ۱۵ے گ ب ویراں والا تحصیل کمالیہ۔

پیر سید محمد شاہ گیلانی (۱۹۸۳ء) کمال پور شریف نزد فیصل آباد انٹر چینج۔

پیر سید شاہ محمد جمیل سکنہ جراحی مضافات میاں چنوں۔

پیر سید اشرف شاہ بخاری سکنہ ۲۱۶ گ ب محمد والہ جڑانوالہ روڈ فیصل آباد۔

(تحریک پاکستان اور خانوادہ قطبیہ ص ۵۶ تا ۵۸)

قائداعظم نے ایک مرتبہ مولانا ظفر علی خان اور سردار عبدالرب نشتر کی موجودگی میں اعتراف کیا تھا۔ میں انگلینڈ میں امیرانہ زندگی بسر کر رہا تھا اب میں اسے چھوڑ کر انڈیا اس لیے آیا ہوں کہ یہاں لاالہ الا اللہ کی ملکیت کے قیام کے لیے کوشش کروں۔ (روزنامہ ندائے ملت لاہور ۱۵۔ اپریل ۱۹۷۰ء مجلہ المقصود کراچی مارچ ۲۰۱۳ء ص ۶۴ سہ ماہی صوت ہادی شیخو شریف اوکاڑہ جنوری تا مارچ ۲۰۱۹ء ص ۴۳)

حضرت محمد خواجہ حافظ گل محمد قادری (۱۹۱۴ء۔ ۱۹۵۴ء) مسلم لیگ کی کامیابی کو خطہ میں اسلام کی کامیابی قرار دیتے اور اس کی اہمیت لوگوں کے دلوں پر نقش کرنے کے لیے فرماتے جو مسلمان مسلم لیگ کا دشمن ہے وہ اسلام کا دشمن ہے جو مسلم لیگ کو ووٹ نہ دے گا اس سے ہمارا کوئی تعلق نہیں ہے۔ حضرت خواجہ گل محمد قادری نے اپنے مرشد کریم کی معیت میں جھنگ کے کئی دور دراز علاقوں میں دورے کیے ان دورں میں حضرت خواجہ کے خطابت کے فرائض سرانجام دیتے آپ تقاریر میں پاکستان کی اہمیت اور اس کے حصول میں بزرگان سلسلہ قطبیہ کی بھرپور اعانت سے عوام الناس کو آگاہ کرتے۔

حضرت پیر سید سردار علی شاہ کی معیت میں یہ تبلیغی دورہ جات پنجاب کے دور دراز اضلاع تک پھیل گئے حضرت خواجہ گل محمد علیہ الرحمہ نے مسلم لیگ کا پیغام عام کرنے میں اپنی تمام تر توانائیاں صرف کیں۔ (۱۹۴۳ء سے ۱۹۴۷ء) تک کا عرصہ قریہ بہ قریہ اپنے خطابات میں لوگوں کو مسلم لیگ کی حمایت میں بے پناہ کام کیا تاکہ مسلمان اپنے لیے ایک جداگانہ ریاست کے حصول میں کامیاب ہو سکیں ان دنوں سلسلہ شریف کے اہم مراکز سندھیلیانوالی شریف فتح پور شریف اور دہڑ شریف نے مسلم لیگ کی حمایت میں بھرپور کام کیا حتیٰ کہ سالانہ عرسوں پر بھی لوگوں کو ترغیب دی جاتی حضرت خواجہ گل محمد نے مسلم لیگ کی حمایت کو اپنا قومی و دینی فریضہ سمجھا اور جدوجہد آزادی میں نہ صرف اپنے ضلع جھنگ میں بلکہ لائل پور، سرگودھا، ٹوبہ ٹیک سنگھ، ساہیوال، اوکاڑہ، خانیوال اور ملتان وغیرہ کے دیہاتوں میں بھی اپنے خطابات سے مسلم لیگ کا پیغام عام کیا۔

حضرت پیر سید سردار علی شاہ علیہ الرحمہ نے بطور خاص آپ کو یہ عظیم فریضہ سونپا تھا اس کے علاوہ تحریک پاکستان کے بعد ان سرگرم رہنماؤں سے آپ کے ذاتی روابط بھی تھے مثلاً صوفیہ میں سے امیر ملت پیر سید جماعت علی شاہ اور ان کے خلف اکبر پیر محمد حسین شاہ (علی پور شریف) شیخ الاسلام خواجہ محمد قمر الدین سیالوی (سیال شریف) حضرت خواجہ نظام الدین تونسوی (تونسہ شریف) وغیرہ جھنگ کے بزرگوں میں سے حبیب سلطان (سجادہ نشین حضرت سلطان باہو) مولانا محمد ذاکر صاحب (جامعہ محمدی شریف) اور مولانا قطب الدین صاحب (قطب آباد) وغیرہ جھنگ کے مسلم لیگی اہم کارکنوں میں سے مولوی غلام حسین شہباز، میاں خان محمد سلیانہ اور سلطان محمود خان گاڈی مؤخر الذکر جھنگ میں مسلم لیگ کا ایک فعال رکن تھا اور آپ سے گہری عقیدت رکھتا تھا کتاب حافظ الکرم میں اس کا ایک واقعہ درج ہے ضلع جھنگ ۱۹۳۷ء کے انتخابات سے پہلے یونی نسٹ کا گڑھ سمجھا جاتا تھا یہاں کے جاگیردار زمین دار طبقہ یونی نسٹ پارٹی کے وفادار اور اطاعت گزار تھے۔ ۱۹۳۷ء میں مسلم لیگ نے پنجاب میں ۲ نشستیں حاصل کیں لیکن ۱۹۴۶ء کے الیکشن میں اسے ۷۵ نشستیں ملیں جس سے صاف پتہ چلتا ہے کہ مسلم لیگ کو ۱۹۴۰ء کی قرارداد پاکستان کے بعد عروج حاصل ہوا راقم الحروف نے کئی عمر رسیدہ اشخاص کی زبانی سنا کہ جھنگ کے متعدد جاگیردار اور اقوام کے سرکردہ افراد انگریزوں کے وفادار تھے کچھ کانگریس کے ہمنوا تھے لیکن غریب طبقہ (عوام) نے علماء وصوفیہ کی آواز پر مسلم لیگ کا ساتھ دیا اور حصول پاکستان کو دینی فریضہ سمجھتے ہوئے کسی بھی قربانی سے دریغ نہ کیا۔ حضرت خواجہ حافظ گل محمد علیہ الرحمہ نے خود بھی اور اپنے عقیدت مندوں کو بھی مسلم لیگی امیدواروں کی حمایت کا حکم دیا۔ لہذا جھنگ سے مرکزی

اسمبلی (۱۹۴۵ء) کے انتخابات میں کرنل عابد حسین اور پنجاب اسمبلی (۱۹۴۶ء) کے انتخابات میں میجر مبارک علی مہر عارف خان رجیانہ اور شیخ محمد امین بار ایٹ لا کامیاب ہوئے۔ حالانکہ ایک وقت تھا جب جھنگ کا ضلع یونی نسٹ پارٹی کا گڑھ سمجھا جاتا تھا۔ (تحریک پاکستان اور خانواہ قطبیہ ص ۵۹ تا ۶۲)

حضرت سائیں پیر محمد کرم حسین (۱۹۴۰۔۱۹۹۱ء) کو بچپن سے ہی پاکستان سے قلبی لگاؤ تھا اس کے حصول کے لیے مسلمانوں کی عظیم جدوجہد اور قربانیاں آپ کے پیش نظر رہتی تھیں وطن سے محبت اگرچہ ہر شخص کے لیے ایک فطری امر ہے لیکن حضرت صاحب کو پاکستان سے محبت اس لیے بھی تھی کہ آپ اس مملکت خداداد کو اسلام کا قلعہ اور اللہ رب العزت کا خاص انعام سمجھتے تھے آپ فرمایا کرتے تھے کہ پاکستان کا معرض وجود میں آنا مسلمانوں کے لیے پھر ایک مرتبہ سلطنت اسلامی کے قیام کا پیش خیمہ ہے اور مسلم دنیا ایک مرتبہ پھر عظیم الشان بلاک کی صورت اختیار کرے گی پاکستان مٹنے کے لیے نہیں بنا بلکہ عالم اسلام کی قیادت سنبھالنے کے لیے معرض وجود میں آیا ہے دنیا کی کوئی طاقت اسے مٹا نہیں سکے گی۔ (محمد اقبال مجددی، عرفان کرم ص ۱۵۔تحریک پاکستان اور خانوادہ قطبیہ ص ۸۲)

دائم اقبال دائم (۱۹۱۱۔۱۹۸۴ء) آپ مذہبی تے دین دار انسان سن تے عوامی شاعر سن اوہناں دے فکر دیاں انگلاں ہمیش عہد تے اوس عہد دے لوکاں دیاں نبضاں اُتے رہیاں نیں اوہناں نے جتھے سماجی روحانی صوفیانہ تے داستانی شاعری کیتی اوتھے ای ملی تے قومی شاعری دی کیتی تے ایہہ سلسلہ تحریک پاکستان دے دوران شروع ہویا جدوں اوہناں ہی پنجاب دے دوجے مسلم تشخص نوں ابھارن والے شاعراں وانگ پاکستان دے قیام دی جدوجہد واسطے اپنا قلم چکیا تے مسلم لیگ دے جھنڈے تھلے اک وکھرے ملک دے قیام دی جدوجہد وچ قلم دے حوالے نال اپنا حصہ پایا اوہ پاویں باقاعدہ مسلم لیگ وچ شامل نہیں سن پر مسلم تشخص لئی کم ضرور کر رہے سن تے ایس ضمن وچ اوہناں مسلم لیگ دی جدوجہد وچ شامل ہو کے کجھ نظماں تخلیق کیتیاں ایس ضمن وچ اوہناں دی اپنی تحریر اس طرح اے کہ میں مسلم لیگ نال رل کے سارے علاقے دا دورہ کیتا تے اردو تے پنجابی وچ قومی نظماں تے گیت لکھے تے جلسیاں وچ پڑھے۔ ایس دوران اوہناں نے وڈے وڈے جلسیاں وچ نظماں پڑھیاں تے مسلم لیگ دے اکابراں دیاں انتخابی مہماں وچ حصہ لیا اوہناں نے چوہدری فضل الٰہی (جہڑے بعد وچ پاکستان دے صدر وی بنے) پھر فیروز خان نون (بعد وچ پاکستان دے وزیر اعظم بنے) سردار عبدالرب نشتر نے سردار شوکت حیات ورگے مسلم لگی لیڈراں دے جلسیاں وچ اپنیاں نظماں پڑھیاں تے لوکاں نوں پاکستان دی تحریک وچ دلوں جانوں شامل ہون دی پریرنا دتی ایسے حوالے دی اوہناں دی اک نظم ایتھے پیش اے جہڑی اوہناں ۱۹۴۵ء وچ اک جلسے وچ آپ سنائی:

کھڑیاں نیں گلزاراں مسلم لیگ دیاں
حق دا چانن لا کے چھڈنا
کفر اندھیر مٹا کے چھڈنا
پاکستان بنا کے چھڈنا

ویکھو پاک قطاراں مسلم لیگ دیاں
کھڑیاں نیں گلزاراں مسلم لیگ دیاں

تحقیقی مجلہ چھیماہی کھوج جولائی۔دسمبر ۲۰۰۲ء جنوری، جون ۲۰۰۳ء جلد نمبر ۲۵ شمارہ نمبر ۲۔ا۔شعبہ پنجاب یونیورسٹی اورینٹیل کالج لاہور۔دائم اقبال دائم نمبر ص ۱۰۳۔۱۰۴) شہباز ملک ڈاکٹر آزادی دے مجاہد لکھاری ص ۴۲)

چودھری حبیب احمد (۱۹۱۹ء۔۱۹۸۰ء) قیام پاکستان کے بعد ان کے دو کارنامے ایسے ہیں جن میں ان کا کوئی ہمسر نہیں پہلا یہ کہ لفظ اصطلاح نظریہ پاکستان کو سب سے پہلے جودھری صاحب ہی نے رائج کیا جسے یہ قبول عام نصیب ہوا کہ آج نہ صرف اس لفظ اور اصطلاح سے پاکستان کا ہر فرد بشر آشنا ہے بلکہ دنیا بھر میں ملک وملت کے مخالف وموافق جہاں کہیں بھی اس تلفظ اور اصطلاح کو سمجھنے کی کوشش کررہے ہیں دوسرا یہ کہ مخالفین ومعاندین تحریک قیام پاکستان کے خلاف صف آرا رہتے ہوئے آپ کے مفاہمت ناآشنا قلم نے تحریک پاکستان کی تاریخ کو دھندلا کرنے کی ہر کوشش کو بے نقاب کیا جس نے ذرا بھر بھی حقیقت کو غلط روپ میں کرنے کی جسارت کی اس سلسلہ میں مخالفین ومعاندین تحریک پاکستان کے مختلف گروہوں پر بے باکانہ صحت ودرستی کے ساتھ ضخیم حوالہ جاتی کتابیں مرتب کیں جب کہ بڑے بڑے بزرگ اس ضمن میں چند الفاظ لکھنے سے بھی کتراتے رہے ان کی تصانیف جماعت اسلامی کا رخ کردار تحریک پاکستان اور نیشنلسٹ علماء اور نظریہ پاکستان زندگی کے آخری دنوں میں ایک اور کتاب ساڑھے نوصد صفحات پر مشتمل علامہ اقبال، قائداعظم، پرویز مودودی اور تحریک پاکستان ترتیب دی۔کتابت کے آخری مراحل سے گذر چکی تھی کہ فرشتہ اجل آن پہنچا۔(نوائے وقت لاہور ۸۔مئی ۱۹۸۴ء ص ۸)

قائداعظم کے ساتھی اور تحریک پاکستان کے ۹۰ نوے سالہ بزرگ کارکن کرنل (ر) سلیم ملک (۱۹۲۷ء) سے دوران انٹرویو سوال کیا قرارداد پاکستان کی منزل سیکولر پاکستان تھی! کے جواب میں کہتے ہیں نہیں۔آپ کس آدمی کو سیکولر کہہ رہے ہیں جب قائداعظم نے گورنر جنرل کا حلف اٹھایا تو اس وقت انہوں نے کہا کہ یہ جلوس جو ہے دو میل تک جائے گا لیکن ماؤنٹ بیٹن کہنے لگا کہ آپ کی جان کو سخت خطرہ ہے آپ یہ کام نہ کریں۔قائد نے کہا میں اعلان کر چکا ہوں آپ میرے ساتھ بیٹھیں چنانچہ ماؤنٹ بیٹن کو طوعاً کرھاً ساتھ بیٹھنا پڑا جب جلوس واپس پہنچا تو گاڑی سے اترتے ہی قائداعظم ماؤنٹ بیٹن کو مخاطب کر کے کہتے ہیں کہ اللہ کا شکر ہے کہ میں آپ کو صحیح سلامت واپس لے آیا ماؤنٹ بیٹن کہتا ہے کہ مجھے امید ہے کہ آپ اس ملک میں وہی طرز حکمرانی لائیں گے جو اکبر نے ہندوستان میں قائم کی تھی اس موقع پر قائداعظم نے جواب دیا کہ یہاں حضرت محمد ﷺ اور حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا دیا ہوا نظام چلے گا ان لمحات کو صرف بی بی سی نے کیمرے کی آنکھ میں محفوظ کیا تھا مارچ ۱۹۴۶ء کو مسلم سٹوڈنٹس فیڈریشن نے ایک جلوس نکالا جب یہ جلوس ستاتن دھرم کالج کے سامنے سے گزر رہا تھا تو کالج کے اندر سے جلوس پر پتھراؤ کیا گیا ایک اینٹ ایک طالب علم محمد مالک کو لگی جس سے اس کی شہادت واقع ہوگئی جب قائد لاہور تشریف لائے تو سب سے پہلے جو بات انہوں نے کی وہ یہ تھی کہ مجھے محمد مالک کی قبر پر لے چلو ایسے شخص کے بارے میں کہنا وہ پاکستان کو سیکولر بنانا چاہتے تھے اس کی ذات پر بہت بڑا بہتان ہے۔(ماہنامہ الحرمین کراچی اگست ۲۰۱۷ء ص ۷)

حضرت سائیں فقیر محمد بن راجہ نادر خاں اعوان اویسی (۱۹۶۰ء) چک ہیلی تحصیل گوجرخان ضلع راولپنڈی میں پیدا ہوئے بچپن سے ہی صوم وصلوٰۃ کے پابند تھے شریعت وسنت پر سختی سے عمل پیرا رہتے جوانی میں ریلوے کی ملازمت اپنائی دوران ملازمت حضرت شیخ المشائخ قبلہ پیر سائیں محمد ابراہیم اویسی علیہ الرحمہ آستانہ عالیہ اویسیہ چک بروکا شریف ۶۲۱ گ ب فیصل آباد سے شرف بیعت سے مشرف ہوئے والدین نے آپ کا نام فقیر محمد رکھا آپ حضرت خواجہ محکم الدین سیرانی کے مزار مبارک پر حاضر ہوئے تو مزار سے آواز آئی فقیر اللہ آپ کو اس سے اتنا سکون ہوا کہ آپ نے اپنا اسم مبارک فقیر محمد سے فقیر اللہ کر دیا حضور قبلہ سائیں فقیر اللہ اویسی نے تحریک پاکستان کی کامیابی کے لیے نہ صرف دعا فرمائی بلکہ اپنے مریدین (جن کی تعداد ہزاروں میں ہے) کو حکم فرمایا کہ پاکستان کے قیام کی جدوجہد میں مجاہدانہ کردار ادا کریں مسلم لیگ کی بھرپور حمایت فرمائی۔(ماہنامہ تاجدار یمن جامعہ اویسیہ کنزالایمان نارووال دسمبر ۲۰۱۲ء ص ۲۹۔۳۰۔۷)

حضرت مولانا حامد علی خاں رام پوری نے شروع ہی سے مسلم لیگ کا ساتھ دیا ایک مرتبہ روہتک میں فیروز خان نون تشریف لائے تو حضرت نے روہتک کی مساجد اور اہم مقامات دکھائے اور پانچ ہزار روپیہ مسلم لیگ کے فنڈ میں عطا کیا۔(تذکرہ اولیاء سندھ از مولانا قاضی محمد اقبال حسین نعیمی مطبوعہ علمی کتاب گھر اردو بازار کراچی ۱۹۹۷ء ص ۱۳۵،تذکرہ مولانا حامد علی خاں رام پوری ثم ملتانی از خالد محمود قادری مطبوعہ اسلامک ریسرچ انسٹی ٹیوٹ گوجرانوالہ روڈ علی پور چٹھہ گوجرانوالہ 2017ء)

۱۹۴۶ء میں ابوالکلام آزاد اور مولوی حسین احمد ٹانڈوی (مدنی) تحریک پاکستان کی مخالفت میں پیش پیش تھے اور متحدہ قومیت کی حمایت میں آخر دم تک قرآن وحدیث کی من مانی تشریحات عوام کے سامنے پیش کر کے انہیں گمراہ کرنے کی کوشش کر رہے تھے اور انہوں نے اس وقت سنی کے نام کو غلط استعمال کرنے کے لیے سنی بورڈ لکھنو کے نام سے ایک جعلی تنظیم بنائی جس کے پلیٹ فارم سے انہوں نے لوگوں کو یہ تاثر دینے کی کوشش کی کہ اہل سنت متحدہ قومیت کے علمبردار اور تحریک پاکستان کے مخالف ہیں غزالئ زماں حضرت علامہ سید احمد سعید کاظمی علیہ الرحمہ کے سیاسی تدبر کا یہ تاریخی ثبوت اور تحریک پاکستان کے حوالہ سے یہ منفرد کارنامہ ہے کہ آپ نے آل انڈیا سنی کانفرنس کے اجلاس میں سنی بورڈ لکھنو (جو کہ ابوالکلام آزاد اور مولوی حسین احمد مدنی کا تشکیل شدہ تھا) کے خلاف ایک مذہبی قرارداد پیش کی جو کہ شرکاء کانفرنس کی بھرپور تائید کے ساتھ منظور کی گئی اور قرارداد کی منظوری کے بعد آل انڈیا سنی کانفرنس کے راہنماؤں نے واضح طور پر سنی بورڈ لکھنو سے لاتعلقی کا اظہار کرتے ہوئے اس کی سخت مذمت کی یوں اہل سنت کے خلاف کانگریسی ملاؤں کی سازشوں کا پردہ سب سے پہلے نوجوانی میں ہی حضرت غزالئ زماں علیہ الرحمہ نے چاک کیا۔(امام کاظمی از علامہ محمد جمیل الرحمن سعیدی رضوی مطبوعہ مکتبہ مہریہ کاظمیہ جامعہ اسلامیہ انوار العلوم ملتان ۲۰۱۴ء ص ۵۲۔۵۳)

قیام پاکستان تک سود در سود کے قانونی شکنجہ کے ذریعے مسلمان کی ۷۵ فی صد زمین جائیداد ہندو کے قبضہ میں جا چکی تھی یوں تو ۱۹۳۷ء سے ہی عوام اہل سنت کی دلچسپی اور بھرپور شرکت مسلم لیگ کے ساتھ تھی ۱۹۲۶ء کے انتخابات سے پہلے آل انڈیا سنی کانفرنس کا ایک عظیم تاریخی اجتماع ہندوؤں کے مرکزی مقام بنارس میں کل ہند بنیاد پر منعقد ہوا جس میں متحدہ ہندوستان کے تمام علاقوں سے رہنما علماء مشائخ اور

عمائدین شریک ہوئے ان میں علماء مشائخ چھ سات ہزار اور عوام اہلسنت کی تعداد چھ لاکھ تھی عام انتخابات کی کامیابی میں آل انڈیا سنی کانفرنس کا بہت بڑا حصہ ہے۔ (نوائے وقت لاہور ۲۔ ستمبر ۲۰۰۰ء)

حضرت علامہ غلام جیلانی (۱۹۱۴ء۔۱۹۸۷ء) کی کنیت ابوتراب والد کا نام حافظ غلام ربانی دادا کا نام شیخ الحدیث حضرت غلام حافظ رحمت اللہ پڑدادا کا نام (مجاہد تحریک آزادی ۱۹۵۷ء) حضرت حافظ محمد جیون اور جد اعلیٰ کا نام حضرت امیر اللہ تھا آپ کا گھرانہ علم وحکمت کا خزانہ تھا آپ اعوان قبیلہ سے تعلق رکھتے تھے اور آپ کا سلسلہ نسبت حضرت محمد بن حنفیہ کی وساطت سے امیر المومنین حضرت کرم اللہ وجہہ تک پہنچتا ہے تحریک پاکستان اور تحریک ختم نبوت میں آپ نے نمایاں حصہ لیا۔

تحریک پاکستان جب زوروں پر تھی تو اس دور کے لیگی علماء میں تحریک کے مایہ ناز اور سرگرم رہنما مولانا ابوالحقائق محمد عبدالغفور ہزاروی علیہ الرحمہ کی معیت میں اور جالندھر کے قیام کے دوران آپ کو مختلف مقامات پر مسلم لیگ کے جلسوں میں خیالات کے اظہار کا موقع ملا اور تحریک پاکستان میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیا تحریک ختم نبوت شروع ہوئی تو آپ کا قیام ان دنوں وزیر آباد میں تھا اس تحریک میں مولانا ہزاروی علیہ الرحمہ کی گرفتاری پر آپ نے ان کی جگہ اس مشن کو پوری مستعدی سے جاری رکھا۔ (نوائے وقت لاہور ۵۔ اکتوبر ۲۰۰۰ء)

زینے پر کھڑے کھڑے قائداعظم نے اپنے سفیر ابوالحسن اصفہانی سے فرمایا یہ سرکاری قیام گاہ ہے اس لیے تو محتاط ہوں۔ میرا پیسہ میں جہاں چاہوں خرچ کرسکتا ہوں۔ لیکن بیت المال کی ایک ایک پائی کا میں امین ہوں۔ تم زینے سے اتر جاؤ تو میں یہ بتی بجھا دوں رہی میری ذات۔۔۔ اللہ اس کی حفاظت فرمائے گا۔ ابوالحسن اصفہانی لکھتے ہیں یہ ارشاد سن کر میں منہ بند کئے سیڑھیوں سے اتر گیا۔۔۔۔ خدا رحمت کند ایں عاشقاں پاک طینت را۔ (نوائے وقت ۹۔ اکتوبر ۲۰۰۰ء)

ڈاکٹر یعقوب فریدی (۱۹۳۰ء۔۱۹۸۸ء) حافظ آباد کے ایک قصبے رسول پور میں پیدا ہوئے ابتدائی تعلیم رسول پور میں حاصل کی اور شیخوپورہ سے میٹرک اعلیٰ نمبروں میں پاس کر کے لاہور کی ایک تاریخی درسگاہ اسلامیہ کالج ریلوے روڈ میں انٹرمیڈیٹ میں سال اول کی کلاس میں داخلہ لیا یہاں تحریک پاکستان کے دوران طلباء تحریک میں انہیں جیل یاترا بھی کرنا پڑی اور یوں تحریک پاکستان کے مجاہد کارکن کے طور پر ابھرے۔ (نوائے وقت ۹۔ مارچ ۱۹۸۹ء ص ۱۱)

کوچہ نشانچیاں چوک پراگ درس کی اونچی مسجد کے مقابل واقع تھا یہی وہ کوچہ کشمیری نوجوان مصطفی (جو صوفی خالق کے فرزند تھے) کو اس کے بچپن کے ساتھ کھیلے ہوئے سکھ دوستوں نے ایک روز پیار سے بلا کر جس منافقانہ طریقے سے شہید کی شاید ہی دنیا میں کسی دوست نے اس بے دردی سے کسی دوست کے اعتماد کو دھوکہ دیا ہو بقول:

خلق پتھر لے کر آئی وہ بھی ان کے ساتھ تھے
میں خطائیں جن کی اپنے نام لکھواتا رہا

اونچی مسجد کے امام مولوی محمد یوسف کو بھی سکھوں کے چکمے میں آ کر سادہ لوحی کی بھاری قیمت ادا کرنی پڑی ان کا یہ خیال کہ ہندو سکھ

کانگریس یا احراری مسلمانوں کو کچھ نہیں کہیں گے خیال خام ہو کر رہ گیا وہ تو صرف حضرت محمد ﷺ کے سب نام لیواؤں کے دشمن تھے انہوں نے چیلیانوالہ باغ میں (جو اس آبادی کے قریب ہی واقع تھا) مسلمانوں کی طرف سے دی گئی قربانیوں کو یکسر فراموش کر دیا ایک ہی پیالہ میں پانی پینے کا درس دینے والے مہنت خونخوار بھیڑیوں کا روپ دھار چکے تھے۔

کانگریس اور غیر کانگریس کی تمیز مٹ چکی تھی مولوی محمد یوسف کے حقیقی بھائی مولوی حمید کو ایک روز قبل ان کی قضا گھیر کر مولوی محمد یوسف کے ہاں سے آئی مولوی حمید بڑے دردمند انسان تھے اور اپنے بھائیوں مولوی محمد یوسف اور مولوی عبدالعزیز کے خاندان کے دیگر افراد کو اس آبادی سے نکالنے کے لیے آئے تو لیکن جب ان کے عزیزوں نے ان کی نصیحت پر کان نہ دھرے تو وہ بھی کوچہ نشانچیاں میں ایک رات گزارنے اور کلمہ گوئی کے جرم کی پاداش میں شہید کر دیئے گئے اسی طرح مولوی یوسف کے فرزند مولوی محمد اسلم کو حملہ آوروں نے پیٹ میں کئی برچھے مارے وہ ہسپتال جا کر زخموں کی تاب نہ لاتے ہوئے شہید ہو گئے۔ ان کے علاوہ مولوی یوسف کی ایک لڑکی کے سر میں کرپان کا گہرا زخم آیا۔ یہاں اس امر کا تذکرہ بے محل نہ ہوگا کہ مولوی یوسف اس محلے کے ایک کمیونسٹ لکھ باوا گھنشام کی حویلی میں پناہ لینے کے باعث زندہ بچ گئے۔ (نوائے وقت لاہور ۲۔ ستمبر ۲۰۰۰ء)

الحاج مولانا فضل حسین دلاور جب بھی جدوجہد آزادی کے بے لوث کارکنوں کا ذکر ہوگا الحاج مولانا فضل حسین دلاور کا نام ذہنوں میں ابھرے گا۔ مولانا دلاور کا آبائی وطن منڈ نزد نواں پنڈ کوٹلی باوا فقیر چند ضلع سیالکوٹ تھا مگر آپ کے والد حاجی سائیں نواب الدین نے محلہ فیروز گنج گڑھی شاہو لاہور میں سکونت اختیار کر لی حاجی سائیں نواب الدین نوشاہی قادری سلسلہ میں سائیں فضل شاہ کے مرید تھے حاجی سائیں نواب الدین نوشاہی کے تینوں فرزند مولانا فضل حسین دلاور، غلام نبی اور حاجی غلام حیدر کا شمار جدوجہد آزادی کے مجاہدوں میں ہوتا ہے جس کا ذکر پروفیسر محمد اسلم کی کتاب خفتگان خاک لاہور میں ملتا ہے مولانا فضل حسین دلاور میٹرک میں ہی تعلیم ترک کر کے ۱۹۴۴ء میں ہندوستان میں متعین برطانوی بحریہ میں ملازم ہو گئے۔

۱۹۴۵ء کے اوائل میں جب وزیر برطانیہ میٹرونسٹن چرچل نے ہندوستان میں خدمات کے صلے میں ہندوستان کی عوام کو مراعات دینے کا وعدہ کیا تو ۱۹۴۵ء میں یاددہانی کے لیے سہ رکنی وفد جس میں محمد اکرم امرتسری لیفٹیننٹ سبحانی اور مولانا فضل حسین دلاور لاہور نے برطانوی بحریہ بمبئی میں ایک انگریز ایڈمرل کو برطانوی وزیر اعظم مسٹرونسٹن کی تقریر کے حوالے سے باور کرایا کہ ہندوستانی بحریہ جس میں ہندو، سکھ، عیسائی، مسلمان، بلوچی اور دیگر علاقوں کے لوگ شامل ہیں ان سپاہیوں کو تمام مراعات دی جائیں جن کا ذکر آپ کے برطانوی وزیر اعظم مسٹرونسٹن نے اپنی تقریر میں کیا ہے یعنی سب کو خوراک لباس تنخواہ اور رہائش میں برابری کا حق ہوگا سہ رکنی وفد کے اس مطالبے پر خفا ہو کر برطانوی ایڈمرل نے ان تینوں کے سامنے گالی نکالی مولانا فضل حسین دلاور محمد اکرم امرتسری اور لیفٹیننٹ سبحانی غصے میں آپے سے باہر ہو گئے اور ان تینوں نے یک زبان ہو کر کہا کہ صاحب گالی واپس لو ورنہ اچھا نہ ہوگا۔

برطانوی ایڈمرل نے گالی واپس لینے کی بجائے دوبارہ دھرائی اور اپنے آفس جانے کے لیے مڑا ہی تھا کہ لیفٹیننٹ سبحانی نے اپنے

پستول سے فائر کیا اور برطانوی ایڈمرل کا کام تمام کردیا۔ دیکھتے ہی دیکھتے وہ زمین پر گرا اور دم توڑ گیا یہ واقع ہندوستان میں جنگل کی آگ کی طرح پھیل گیا انگریز حکومت کے خلاف ساری ہندوستانی بحریہ نے بغاوت کردی یہ سلسلہ تقریبا دو ہفتہ تک چلتا رہا اور سلطنت برطانیہ کے خلاف آزادی کا پرچم بلند ہوتا چلا گیا اور دوسری طرف برطانوی فوج نے ان تینوں کو اشتہاری مجرم قرار دے کر زندہ یا مردہ گرفتار کرنے کے پروانے چھپوائے لیکن ان تین بہادر سپاہیوں نے بڑی ہوشیاری سے اپنے آپ کو محفوظ رکھا اور خفیہ ٹھکانوں میں چھپ گئے اس دوران لاہور کے میاں غیاث الدین کا بیٹا ریاض الدین میدان میں کود پڑا اور انہوں نے انگریزوں کے خلاف بغاوت کو ٹھنڈا کرنے میں بڑا معاون کردار ادا کیا اس طرح ہندوستان کے بہادر جیالوں کا انگریزوں کے خلاف غصہ ٹھنڈا ہوا قیام پاکستان کے بعد الحاج مولانا فضل حسین ولا وران فرزندان وطن میں شامل تھے جنہوں نے کوئی ذاتی مفاد یا منعفت حاصل نہیں کی بلکہ ساری زندگی بے لوث خدمت کرتے رہے انہوں نے ادارہ عطیہ خون پاکستان قائم کیا۔ (نوائے وقت لاہور ۲۵۔ستمبر ۲۰۰۰ء)

حضرت علامہ پیر سید محمد یعقوب شاہ قادری رضوی (۱۹۳۲ء۔۱۹۹۱ء) کا تعلق علماء ومشائخ کے اس عظیم قافلہ سے تھا جس نے انگریز اور ہندو دونوں کی عیاری اور مکاری کے خلاف دوقومی نظریے کا علم بلند کیا اور برصغیر کے مسلمانوں کو دینی اور شرعی حوالے سے آگاہ کیا کہ قائداعظم کی قیادت میں چلنے والی تحریک پاکستان کی کامیابی میں مسلمانوں کی بقاء اور فلاح کا راز پوشیدہ ہے تحریک پاکستان کے آخری سال ۱۹۴۶ء۔۴۷ میں جب تحریک عروج پر تھی تو اس وقت سے لے کے رہیں گے پاکستان سینے پر گولی کھائیں گے پاکستان بنائیں گے کے فلک شگاف نعرے لگانے والوں میں بھکی شریف ضلع منڈی بہاؤالدین کے ایک نیک دل درویش سید رسول شاہ رحمۃ اللہ علیہ کا یہ عظیم فرزند پیر سید محمد یعقوب شاہ رضوی ہراول دستے میں شامل رہا۔ (نوائے وقت ۳۰۔ستمبر ۲۰۰۰ء نوائے وقت لاہور یکم اکتوبر ۱۹۹۹ء)

قائداعظم علیہ الرحمہ نے کہیں بھی یہ نہیں کہا تھا کہ پاکستان میں سیکولرازم ہوگا مولانا عبدالستار خان نیازی نے کہا کہ قائداعظم نے پاکستان میں حکومت اور اقتدار پر کسی مذہبی طبقہ یا گروہ کو بالادستی دینے کی بھی بات نہیں کی تھی وہ ملک میں اسلامی شرعی نظام چاہتے تھے اور اس کے لیے انہوں نے بار بار عوام کے سامنے وضاحت بھی کی تھی انہوں نے کہا کہ پشاور کے جلسہ عام میں بابائے ملت نے خان عبدالغفار خان کے اس اعتراض کو مسلم لیگ اسلامی اور شرعی نظام کے نفاذ میں منافقت کرے گی۔۔۔کا جواب دیتے ہوئے کہا تھا غفار خان۔۔کو یہ معلوم ہونا چاہیے کہ جس اسمبلی میں ۹۵ فی صد مسلمان نمائندے ہوں وہاں اسلامی شرعی نظام کے حق میں بات نہ ہوگی تو اور کیا ہوگا۔ (نوائے وقت ۱۴۔اگست ۲۰۰۰ء اشاعت خاص)

حضرت قائداعظم علیہ الرحمہ کے مطالبہ پاکستان کی حمایت میں بنارس میں ۲۷۔اپریل ۱۹۴۶ء کو آل انڈیا سنی کانفرنس منعقد ہوئی اس فقید المثال کانفرنس کا اجلاس شروع ہوا تو کانگریسی علماء نے اپنے ایجنٹ بھیج کر اجلاس کو درہم برہم کرنے کی سازش تیار کی جب پیر سید جماعت علی شاہ علیہ الرحمہ اپنے معتمد خاص حضرت مولانا نعیم الدین مراد آبادی کے ساتھ سٹیج پر تشریف لا رہے تھے تو کسی نے اس سازش کی خبر دی جب آپ سٹیج پر پہنچے اور تلاوت کلام مجید کے بعد آپ نے پورے جوش کے ساتھ خطاب کرتے ہوئے فرمایا محترم جناح صاحب کو کوئی کافر

کہاتا ہے کوئی مرتد بتاتا ہے کوئی شعیہ ٹھہراتا ہے لیکن میں کہتا ہوں کہ وہ ولی اللہ ہے وہ لوگ اپنے رائے سے کہتے ہیں لیکن میں قرآن وحدیث کی رو سے کہتا ہوں سنو اور غور سے سنو! جس کے ساتھ ہندوستان کے دس کروڑ مسلمان قائداعظم جیسی والہانہ محبت رکھتے ہوں یہ تو قرآن کا فیصلہ ہے اور اب رہی میری عقیدت مخالفوتم اس کو کافر کہو میں تو اس کو ولی اللہ کہتا ہوں۔ (نوائے وقت ۱۴۔اگست ۲۰۰۰ء)

حضرت سید فضل محمد شاہ انگریز اس خطے کا بلاشرکت غیرے مالک تھا اس لیے اس نے ایسے لوگ چنے جو اس خطے کے تھے لیکن کافر اور مرتد تھے اور ان لوگوں نے مساجد اور خانقاہوں پر غلط سلط دستاویزات کے ذریعہ قبضہ کرلیا ایسے میں سادہ لوح مسلمان کے لیے آگے آتی اسے انگریزوں کی سازش کی سول چڑھا کر منظر سے ہٹا دیا بدترین یہ تھا کہ مسلمانوں کی راہبری کرنے والوں کو انگریز اور ہندو کی ماتحتی بھی کرنی پڑتی تھی اور رہنماؤں کو انگریز کا فرماں بردار دیکھ کر عوام کے نظریات وعقائد کا کیا حشر کیا ہوتا۔ مساجد اور خانقاہوں عدالتوں انتظامی اداروں اور ادب وثقافت کے چہرے بُری طرح مسخ ہو چکے تھے۔ ایسے میں سید فضل محمد شاہ ان کے ساتھیوں کو مسلمانوں کے اتحاد اور قیام پاکستان کی تحریک۔ منظم کرنے کا کڑا مرحلہ درپیش تھا یہ دراصل کربلا والوں کا ساتھ نبھانے کا وہی مرحلہ تھا کہ مسلمانوں کا ۱۸۵۷ء سے ۱۹۴۷ء تک مسلسل بہایا جانے والا خون رائیگاں ہونے کو تھا قیام پاکستان کی تحریک کو کامرانی سے ہمکنار کرنے کے لیے مسلم نام رہنماووٗں نے خود کو دو صفوں میں بانٹ لیا ایک وہ جو اقبال اور قائداعظم کی صورت میں آگے تھے اور دوسرے وہ جو حضرت سید فضل محمد شاہ اور لاتعداد گمنان شہید رہنماوٗں کی طرح پچھلی صف میں رہ کر مسلمانوں کو گمراہی لالچ اور برگشتگی کے جہنم میں پلٹ کر گرنے سے محفوظ رکھتے۔ یہ خونین مرحلہ مشرقی پنجاب کے 2 لاکھ 75 ہزار مسلامنوں کی جانوں اور اتنی ہی تعداد مسلم دوشیزاؤں کی چادروں کی قربانی سے کامیابی سے ہمکنار ہو گیا۔ سید فضل محمد شاہ۔ ز آنکھ تو لدھیانہ کی مردم خیز دھرتی پر کھولی لیکن علم وآگاہی کے حصول کے لیے ایران، عراق، شام، فلسطین اور ترکی سمیت سینکڑوں ملکوں میں قریہ قریہ گھومے اور درجنوں مسلم علماء وفقہا اور اولیاء سے کسب فیض کیا۔ آپ عفوان شباب ہی میں سید میراں بخش مجلی کے خرقہ خلافت سے فیض یاب ہو چکے تھے۔ اور دراصل مسلم امہ کو ایک پرچم تلے جمع کرنے کا فریضہ بھی آپ کو پیران پیر حضرت غوث الاعظم علیہ الرحمہ کے روحانی فرزند حضرت میراں بخش مجلی کی طرف سے ہی سونپا گیا تھا۔ حضرت میراں بخش مجلی اپنے عہد کے جید عالم تھے لیکن آپ تحریک آزادی کو منظم کرنے والے چندان فرزندان اسلام میں سے ہیں جو اسلام کی نشاط ثانیہ کی چنگاری سینے میں لیے اٹھے اور اسے شعلہ جوالہ بنا دیا۔ (نوائے وقت لاہور 5 جون 1997ء)

22 نومبر 1945ء کو سرحد مسلم لیگ کا بانی مشاعرہ زیر صدارت حاجی محمد امین بوقت 3 بجے شروع ہوا جس میں مندرجہ ذیل حضرات نے اپنی اپنی نظمیں پاکستان کے موضوع پر پڑھیں۔ زین خان، مولانا عبداللہ شاہ، سردار عبدالوہاب، مولانا ابوسعید، مولانا الیاس وغیرہ۔ یہ پاکستانی مشاعرہ نہایت کامیاب رہا۔ (نوائے وقت سنڈے میگزین 26 مئی 1989ء ص 5)

تین گھنٹے کے سفر کے بعد جب بند ویگن کا دروازہ کھلا تو طلباء کو معلوم ہوا کہ وہ ہری پور سینٹرل جیل میں منتقل کئے جا چکے ہیں۔ اس زمانے میں ہری پور سنٹرل جیل میں جو سرکردہ لیڈر مقید تھے ان میں پیر صاحب مانکی شریف اور سردار بہادر خان بھی شامل تھے۔ اسلامیہ کالج کے

طلباء کا پیر صاحب اور دوسرے مقتدر مسلم لیگی لیڈروں سے قریبی رابطہ رہتا تھا۔ ان طلباء نے اس جیل میں بھی سیاسی قیدیوں کے جلسے منعقد کرنے کا سلسلہ جاری رکھا اور اکثر جلسے پیر صاحب مانکی شریف کی صدارت میں آرگنائز کیے جاتے تھے۔ ایک بار ہزارہ کے انگریز ڈپٹی کمشنر کی جیل انسپکشن کے موقع پر احتجاج کرنے کی پاداش میں سب سیاسی قیدیوں کو دو روز تک بیرکوں میں بند رکھا گیا اور کھانے پینے کے لیے کچھ نہیں دیا گیا۔ اور مئی کی سخت گرمی میں پنکھے بھی بند کر دیئے گئے۔ سردار عبدالرب نشتر کی جیل آمد اور اس سلسلے میں مداخلت کرنے پر طلباء اور دیگر سیاسی قیدیوں کو اس قید تنہائی سے نجات ملی۔ (نوائے وقت 2 اگست 1997ء)

86 سالہ ظہیر نیاز بیگی بتا رہے تھے کہ انہوں نے تحریک پاکستان میں بساط بھر حصہ لیا۔ تب آتش جواں تھا وہ لاہور میں انجمن حمایت اسلام کے طبیہ کالج میں آخری سال میں تھے۔ لیکن زیر حراست ہونے کی وجہ سے امتحان نہ دے سکے۔ چودھری محمد حسین چٹھہ، شیخ کرامت اور ملک محمد انور انہیں مسلم لیگ میں لے آئے۔ 1946ء کی الیکشن مہم میں وہ پنجاب کے قریہ قریہ پہنچے اور اپنی نظموں کے ذریعے اہل پنجاب کو حضرت قائداعظم اور مسلم لیگ کے پیغام سے آشنا کیا۔ (نوائے وقت 3 اگست 1997ء)

بریگیڈیئر (ر) ظفر اقبال چوہدری رقمطراز ہیں۔۔ ایک جمعہ کے دن سیالکوٹ کے لوگوں نے بہت بڑا جلوس نکال کر اس کا رخ جیل کی طرف موڑ دیا۔ جلوس آہستہ آہستہ جیل کی طرف بڑھتا گیا۔ پولیس نے لاٹھی چارج کیا۔ آنسو گیس پھینکی اور پھر گولیاں چلائیں۔ مگر جلوس نے نعروں کی گونج میں جیل کی طرف پیش قدمی جاری رکھی۔ جیل میں ہم سب مسلم لیگی جلوس کا شور سن کر بیرکوں سے باہر نکل آئے اور چند لمحوں میں جلوس جیل کی دیوار کے پاس آ گیا۔ اور ہم نے دیکھا کہ جیل کی دیوار پر مسلم لیگ کا جھنڈا لہرا دیا۔ اس وقت میرے ساتھ نواب محمد خاں لغاری (صدر فاروق لغاری کے والد محترم) اور نواب محمد لغاری، خواجہ صفدر اقبال، سمیع، سید مرید حسین، ہاتھ اُٹھائے اللہ تعالیٰ سے دعا مانگ رہے تھے کہ یا اللہ اس مسلم لیگ کے جھنڈے کی لاج رکھنا۔ اس وقت ہم سب کی آنکھوں میں آنسو جاری تھے۔ اور پھر میں نے دیکھا کہ پرائمری مسلم لیگ مراد پور گوید پور کے دو کارکن بشیر احمد اور انور پاشا مسلم لیگ کا بینر کھول کر دیوار پر کھڑے ہو گئے اور نعرے لگانے لگے۔ یہ ایک بڑا روح پرور نظارہ تھا۔ جیل کے اندر سے ہم نے بھی زوردار نعرے لگانے شروع کئے۔ مجھے اس بات پر بڑا فخر ہے کہ میرے دو رکن اس بہادری کے ساتھ جیل کی دیوار پر چڑھ کر جھنڈا لہرانے میں کامیاب ہو گئے۔ (نوائے وقت 28 اگست 1997ء)

تحریک پاکستان کے حوالے سے ایک نام حاجی صورت خان ترین کا بھی بڑے عزت و احترام سے یاد کیا جاتا ہے۔ حاجی صورت خان ترین ددی ضلع لورالائی میں کمانڈر نیشنل گارڈ تھے بلوچستان میں مسلم نیشنل گارڈز میں رضاکارانہ طر پر بھرتی ہوئے بلوچستان میں سخت سردیوں کے باوجود برف باری میں پریڈ کیا کرتے تھے تحریک پاکستان کے گولڈ میڈلسٹ تھے تحریک پاکستان سے وابستگی سے انہیں بڑی

عقیدت تھی ان کے جوش وخروش کا یہ عالم تھا کہ لورالائی شہر کے جامع مسجد میں ایک دفعہ وہ تقریر کر رہے تھے جوش میں آ کر انہوں نے اپنے سر کی پگڑی اتاری اور اسے دھوتی کے طور پر استعمال کیا اور کہا کہ میں نے اب دھوتی باندھ رکھی ہے میں اپنی قبائلی شلوار اس وقت تک نہیں پہنوں گا جب تک پاکستان کا قیام عمل میں نہیں لایا جاتا اور مسلمان کفار سے آزاد نہیں ہوجاتے حاجی صاحب اگرچہ کم تعلیم یافتہ تھے لیکن اپنے صوبے کے باہر بھی جلسے جلوسوں میں شرکت کیا کرتے تھے ۱۹۴۵ء میں انہوں نے بمبئی جا کر آل انڈیا مسلم لیگ کونسل کے اجلاس میں بھی شرکت کی اس اجلاس میں خاکساروں نے جلسہ کو درہم برہم کرنے کی کوشش کی انہوں نے فوراً پستول نکال لیا اور قائداعظم کی حفاظت کے لیے ان کی پشت پر کھڑے ہو گئے اور کہا جب تک میں زندہ ہوں قائداعظم کی جانب کوئی بھی نہیں بڑھ سکتا...... قائداعظم سے حقیقت میں بلوچستان کے لوگوں کی گہری عقیدت اور محبت تھی ان کے لیے یہ شعر بھی اس موقع پر کہے گئے۔

مسلم کا ترجمان ہے محمد علی جناح
اسلام کا نشان ہے محمد علی جناح
ہیبت میں اس کی لرزہ براندام ہیں حریف
گو جاں میں ناتواں ہے محمد علی جناح
اسلامیوں کو جس کی قیادت پہ ناز ہے
وہ میر کارواں ہے محمد علی جناح
دور جدید کے خس و خاشاک کے لیے
طوفان بے اماں ہے محمد علی جناح
ہاں اس کی مصلحت کو سمجھنا محال ہے
اک بحر بیکراں ہے محمد علی جناح

۲ جولائی ۱۹۴۳ء کو قائداعظم نے جامع مسجد کوئٹہ میں جمعہ کی نماز بھی ادا کی (نوائے وقت ۲۳ مارچ ۱۹۹۳ء)

یہی اکبر المساجد اور جامعہ اکبر یہ ہی تھی جہاں سے تحریک پاکستان کے حق میں روز دار فتویٰ جاری ہوا تھا جس پر مولانا اکبر علی علیہ الرحمہ کے علاوہ ان کے نازش روزگار استاد مولانا احمد دین گانگو اور فاضل یگانہ مولانا غلام محمود پپلانوی کے بھی دستخط تھے اس فتویٰ کو خان محمد اکبر خان خٹکی خیل (۱۸۸۶ـ ۱۹۷۲ء) نے شائع کرایا تھا مولانا اکبر علی کو متعدد بار ناز ونعم کی فراخ دلانہ پیش کش بھی کی گئی تھیں مگر یہ شاہین زیر دام نہ

آ سکا کیا ہی حسین اتفاق ہے کہ یہی وہ مقام تھا جہاں اس سے قبل ترک سوالات کا فتویٰ بھی جاری ہوا تھا۔ ۱۹۳۶ء کا دور قیام پاکستان کی تحریک کا دور تھا۔ میانوالی کے اکثر زمیندار یونی نسٹ پارٹی سے وابستہ تھے جو کہ کانگریس کی ہمنوا تھی مسلم لیگ کے قیام کے لیے پہلا اجتماع حضرت خواجہ محمد اکبر علی کے زیر سایہ جامعہ مسجد میانوالی (موجودہ جامعہ اکبریہ) میں ہوا محمد اکبر خان خنکی خیل کو صدر چنا گیا اسی اجتماع میں مجاہد ملت مولانا عبدالستار خان نیازی نے پہلی تقریر فرمائی ان دنوں آپ مسلم سٹوڈنٹس فیڈریشن کے جوائنٹ سیکرٹری تھے اور اس وقت مسلم لیگ غریب لوگوں کی جماعت تھی۔ ۱۹۴۰ء کا عشرہ مسلمانان برصغیر دینی ملی اور سیاسی بیداری کا عشرہ ثابت ہوا قیام پاکستان جو کہ سب کا مشترکہ خواب بن گیا تھا اس کے بڑے مثبت اثرات مرتب ہوئے مختلف الخیال لوگ ایک پلیٹ فارم پر مجتمع ہو گئے اس دور کے محفوظ رہ جانے والے تاریخی ریکارڈ کے مطالعہ سے یہ منظر نامہ بالکل واضح ہو جاتا ہے لہٰذا بہت لوگوں کی کاوشوں کو ایک اکائی کی صورت میں دیکھنے کی ضرورت ہے۔ ۱۲/اکتوبر ۱۹۴۳ء کو جارج پریس میانوالی سے شائع کرتے والے مجلس شعبہ التبلیغ کے ایک تاریخی اشتہار سے پتہ چلتا ہے کہ ملی شیرازی بندہ کی کوششوں میں سب یکجا تھے اور علاقائی تناظر میں ایسی کوششوں کو خواجگان سیال شریف وسہاگ (سواگ شریف) ضلع مظفر گڑھ (حال ضلع لیہ) کی مکمل سرپرستی بھی حاصل تھی اور ضلع میانوالی میں مولانا احمد الدین گانگوی مولانا اکبر علی مولانا غلام جیلانی، خان محمد اکبر خان خنکی خیل، مولانا سید غلام قاسم شاہ، مخدوم سلطان محمود میاں اصغر علی اور دوست محمد اسی مجلس اور کونسل کے ایگزیکٹو ارکان تھے جبکہ انتظامی ممبران کی تفصیل ایک خوشگوار ترین حیرت کی حامل ہے اس مجلس کے منتظمین میں خان مظفر خان مولانا عبدالستار خان نیازی خان محمد امیر عبداللہ خان روکھڑی خان محمد برخودار خان، خان احمد گل خان، خان محمد اکبر خان ثانی حکیم محمد امیر علی شاہ حکیم غلام یٰسین پیر سراج الدین، میاں شیر محمد گانگوی، میاں فضل احمد ملک، مولا بخش وکیل، حافظ حسن الدین، حاجی شمس الدین، صوفی محمد حسن اور شیخ محمد حسین شامل تھے جبکہ اس مجلس کے مبلغین میں مولوی شیخ کلیم اللہ صاحب کوٹلہ جام مولوی نور محمد صاحب کندیاں، مولوی نور احمد صاحب وتہ خیال، مولوی علی محمد بلوخیل، مولوی غلام یٰسین صاحب قریشی اور مولوی حافظ احمد الدین علی خیلا نوالہ شامل تھے۔ میانوالی اور سیاست کے عنوان سے سید نصیر شاہ رقم طراز ہیں: تحریک خلافت شروع ہوئی تو یہاں کے عوام نے اس تحریک کا بھرپور ساتھ دیا بریلویوں نے جو یہاں اکثریت میں تھے بھی تحریک خلافت کا ساتھ دیا۔ یہاں کے بریلویوں کی طرف سے تحریک خلافت کی پذیرائی اور مکمل حمایت کی بڑی وجہ یہ تھی کہ یہاں کی آبادی کی اکثریت بالواسطہ یا بلاواسطہ سیال شریف کے سجادہ نشینوں کے حلقہ ارادت میں تھی ان دنوں سیال شریف کے سجادہ نشین حضرت خواجہ ضیاء الدین مرحوم حق گوئی و بے باکی میں بے مثال تھے اور تحریک آزادی کے بہت بڑے مجاہد تھے انہوں نے تحریک خلافت میں انتہائی جان دار کردار ادا کیا اور ان کے تمام مریدان باصفا انگریز استعمار کے خلاف سینہ سپر ہو گئے اس وقت واں بھچراں کے رئیس اعظم ملک مظفر خان کو انگریزوں ں کی طرف سے خان بہادر کا خطاب ملا تھا وہ بھی آستانہ سیال شریف سے وابستہ تھے اور خواجہ ضیاء

الدین کے عقید تمند تھے تحریک خلافت کے دوران وہ سیال شریف میں قدم بوسی کے لیے حاضر ہوئے اور ایک ہزار روپے کی تھیلی نذر کی اس وقت ایک ہزار روپے کی بڑی قدر و قیمت تھی خواجہ صاحب نے تھیلی کو لات ماری اور فرمایا مظفر: جا میری نظروں سے دور ہو جا تو اس انگریز کا وفادار ہے جس کے ہاتھ ترک مسلمانوں کے لہو سے آلودہ ہیں تو خان بہادر کے خطاب کو جانثارہ آج سے ہمارا تمہارا تعلق ختم عقیدت مند ملک مظفر کانپنے لگا اس نے اسی وقت لکھا میں خان بہادر کا خطاب واپس کرتا ہوں اور فوج کا جو اعزازی عہدہ مجھے دیا گیا اس سے بھی استعفیٰ دیتا ہوں۔ اس طرح حضرت کی خفگی دور ہوگئی بہر حال میانوالی کی گلیوں میں "بولی اماں محمد علی کی۔ جان بیٹا خلافت پہ دے دو" کا نغمہ گونجتا رہا کرنل الطاف الٰہی ملک کے بیان کے مطابق اسی تحریک کے دوران مولانا محمد علی جوہر کی والدہ جو اماں ہی کے نام سے مشہور تھیں میانوالی تشریف لائی تھیں اور ان کے والد ملک مولانا بخش ایڈووکیٹ کے پرانے مکان واقع صدر بازار بالمقابل زنانہ ہسپتال میں قیام کیا تھا یہاں مولانا حسین احمد مدنی بھی، مولانا شیر محمد زرگر کی دعوت پر متحدہ قومیت کا علم اٹھائے تشریف لائے تھے اور ہندوؤں کے دھرم شالہ (جہاں آج کل ایم سی ہائی سکول ہے) میں قیام کیا تھا علامہ اقبال کے ۱۹۳۰ء کے الٰہ آباد والے خطبۂ صدارت کی اور مسلم لیگ کی گونج یہاں تک پہنچ گئی تھی یہاں کا دانا ہندو جان گیا تھا کہ ایک روز پاکستان بن ہی جائے گا اس لیے ہندو مسلم اتحاد میں سرگرم ہو گیا تھا اس خیر سگالی کے طور پر لالہ ہیم راج نے وہ مسجد بنوائی تھی جسے آج کل موتی مسجد کے نام سے پکارا جاتا ہے اور اس طرح گویا یہ ثابت کرنے کی کوشش کی تھی کہ یہاں کا ہندو بڑا وسیع الظرف ہے قائداعظم اپنی کوششوں کی عدم پذیرائی پر مایوس ہو کر انگلستان چلے گئے ان کا فیصلہ تھا کہ اب وہ کبھی ہندوستان نہیں آئیں گے پھر علامہ اقبال نے انہیں متواتر خطوط لکھے اور آخر اس پر آمادہ کر لیا کہ وہ ہندوستان واپس آ کر مسلم لیگ کی قیادت سنبھال لیں یوں مسلم لیگ کے تن مردہ میں حیات تازہ کا لہو رواں ہو گیا قاضی دین الحق کراچی کی روایت کے مطابق قائداعظم مولانا عبدالستار خان نیازی مرزا عبدالحمید کی کوششوں سے پہلی دفعہ لاہور آنے پر رضامند ہوئے تھے مرزا عبدالحمید ان دنوں آسٹریلیا مسجد نزد ریلوے اسٹیشن میں خطیب تھے۔ قائداعظم نے ایک نماز ان کی امامت میں ادا کی تھی پنجاب کے زمینداروں میں پہلے شخص ملک امیر محمد خان آف کالاباغ تھے۔ جنہوں نے مسلم لیگ میں شمولیت اختیار کی علامہ اقبال نے دو قومی نظریہ کی تحریک شروع کی تو میانوالی کے علماء نے ان کا بھرپور ساتھ دیا مولانا حکیم محمد امیر علی شاہ نے سرائیکی نظموں کے ذریعے نظریہ کی وضاحت کی مولانا غلام محمود صاحب پپلانوں نے مولانا حسین احمد مدنی کو ان کی غلطی پر متنبہ کرنے کے لیے انہیں بہت سے خطوط لکھے انہوں نے اپنی تقاریر میں بھی دو قومی نظریہ کو ہی موضوع بنائے رکھا ان کے گرامی قدر فرزند مولانا محمد حسین شوق نے عملی طور پر تحریک پاکستان میں حصہ لیا مولانا احمد الدین گانگوں اور مولانا محمد اکبر علی نے قائداعظم کی حمایت کو اپنی فریضہ قرار دیتے ہوئے ایک فتویٰ تحریر کیا جس پر بریلوی مکتب فکر کے دیگر علماء نے بھی دستخط تھے میانوالی میں جب مسلم لیگ کا باقاعدہ قیام عمل میں آیا تو جا بہ جا مسلم لیگ کے جلسے ہونے لگے یہاں یہ تحریک مولانا عبدالستار خان نیاز

کی مساعی جمیلہ کی مرہون احسان تھی پیر شاہ عالم شاہ اور خان محمد اکبر خان خنکی خیل اس تحریک کے متحرک کارکن بن گئے محمد امیر خان سنبل ضلعی جنرل سیکرٹری اور مولانا حکیم محمد امیر علی شاہ سیکرٹری نشرواشاعت مقرر ہوئے بعد میں حکیم محمد عظیم خان خنکی خیل بھی ان صفوں میں شامل ہو گئے جلسوں میں سٹوڈنٹ لیڈر کی حیثیت سے حبیب اللہ خان (مرحوم) آف دھلہ عظمت متعارف ہوئے اور مولانا نیازی کے بعد پُرجوش اور شستہ تقریروں کے باعث معروف ہو گئے امان اللہ خان شیرمان خیال بھی سٹوڈنٹ لیڈر تھے اور مسلم لیگ کے جلسوں میں اپنا کردار ادا کر رہے تھے اب مسلم لیگ کی آواز ہر گھر میں پہنچ گئی اور گلی کوچوں میں بچے تک پاکستان زندہ باد کے نعرے لگانے لگے میانوالی میں جامعہ اکبریہ میں بہت بڑا جلسہ ہوا امیر عبداللہ خان روکھڑی اور محمد عظیم خان خنکی خیل نے سول نافرمانی کے آغاز کا علم بلند کیا اور ایک جلوس کی قیادت کرتے ہوئے ضلع کچہری پہنچے امیر عبداللہ خان روکھڑی نے ڈی سی آفس پر چڑھ کر برطانوی جھنڈا پھاڑ کر پھینک دیا اور اپنے آپ کو گرفتاری کے لیے پیش کر دیا آخر عوامی احتجاج سے مجبور ہر کر خضر حیات ٹوانہ نے مارچ ۱۹۴۷ء میں استعفیٰ دے دیا آخر بے دست و پا ہو کر انگریز نے ۱۴ اگست ۱۹۴۷ء کو آزادی کا اعلان کر دیا اور پاکستان وجود میں آ گیا (بحوالہ تاریخ میانوالی صفحہ نمبر ۲۰۶ تا ۲۰۹ مرتبہ: ڈاکٹر لیاقت علیخان نیازی، تاہم مولانا حسین احمد مدنی کے مذکورہ بالا دورۂ میانوالی کے موقع پر مولانا اکبر علی اور مولانا غلام محمود پپلانوں نے مولانا مدنی سے احتجاجاً ملاقات سے اجتناب کیا بلکہ مولانا احمد الدین گانگوں نے لالہ ہیم راج کی بنوائی گئی موتی مسجد کے قبضے کے خلاف سخت محاکمہ کیا اور شدید گرفت کرتے ہوئے ایک معرکتہ الاراء فتویٰ بعنوان الشعلۃ الجباریہ لاحراق مسجد آریہ جاری کر کے اس سازش کو طشت از بام کر دیا اور یوں قومیت پرست علماء کے سیاسی غبارے سے ہوا نکال دی (ششماہی کتابی سلسلہ قندیل سلیمان مکھڈ شریف اٹک جولائی تا دسمبر ۲۰۱۸ء ص ۷۵ تا ۷۹۔ محترم محمد ریاض بھیروی فاضل علوم اسلامیہ میانوالی کے مقالہ مولانا اکبر علی کی تحریک اکبریہ پر ایک تاریخی نظر سے مقتبس)

مولانا محمد عنایت اللہ وارثی (۱۸۹۹ء۔ ۱۹۹۳ء) قائداعظم کی بے خوف اور قانون پسند قیادت میں ہندوستان بھر میں تحریک پاکستان چلی اس میں سارے ہندوستان کے لاکھوں علماء صوفیا نوجوانوں سیاستدانوں اور مزدوروں نے قائداعظم کی انقلابی شخصیت کا پُرخلوص ساتھ دیا اس عظیم کارنامے میں جہاں لاکھوں دوسرے زعماء نے تاریخی کردار ادا کیا وہاں کوٹ وارث (ضلع گوجرانوالہ کے عالی مرتبت سیاسی رہنما مولانا محمد عنایت اللہ وارثی نے بھی ناقابل فراموش جدوجہد کر کے اپنے وسیع علاقے کی حد تک مسلمانوں کو آنے والے دور کی مشکلات سے بروقت آگاہ کیا قدرت نے ان کی زبان میں بڑی تاثیر رکھی وہ جب تقریر کرنے کے لیے مائیک پر آتے تو جذبوں کو شعلوں کا رنگ دے ڈالتے ہندو اور گاندھی کی پرفریب سیاست کے پرخچے اڑا کر رکھ دیتے مولانا محمد عنایت اللہ وارثی اکتوبر ۱۸۹۹ء کو کوٹ وارث کے ایک دینی راجپوت گھرانے میں پیدا ہوئے اور اسی ماحول میں تربیت و تعلیم کے مرحلے طے کئے ان کے علاقے میں مال دار ہندو گھرانوں کی کمی نہ تھی یہ لوگ تعلیم یافتہ بھی

تھے دولت کی بھی ان کے ہاں کمی نہ تھی اور سب کے سب آل انڈیا کانگریس کے پُرجوش حامی تھے یہ لوگ مسلمانوں کو ساہوکارانہ انداز میں قرضے دیئے علاقے بھر کے مسلمانوں کو اپنا باجگزار بنا رکھتے تھے تجارت پر بھی ان کا قبضہ ہونے کی وجہ سے ان کانگریسوں کا علاقے کی مسلمان آبادی میں اثر ورسوخ بھی زیادہ ہی تھا مولانا نے علاقے کے مسلمانوں کو ہندو ساہوکاروں سے قرض نہ لینے کی ترغیب دی اور مسلمان تاجروں سے سود اسلف خریدنے کی ترغیبات نے ہندوؤں کی معاشی طور پر کمر توڑ کر رکھ دی اس صورت حال پر مولانا جب تبصرہ کرتے تو آخر میں یہ ضرور کہتے کہ ذرا پاکستان بن جائے تو اس کے بعد مہاراج کا جو حشر کریں گے اسے دنیا دیکھے گی ان کی رہائش گاہ علاقے میں تحریک پاکستان کے کارکنوں کا گڑھ کہلاتا تھا۔ وہ اس خطے میں قائداعظم کی سپاہ کے نڈر اور بے خوف سرخیل تھے۔ انہی سیاسی خدمات کی وجہ سے قائداعظم نے انہیں دو بار شرف ملاقات بخشا وہ اسلامی تاریخ کے واقعات مریدین اور جمعہ کے اجتماعات میں مخصوص لہجے اور انداز میں بیان کر کے پاکستان بنانے کی ترغیب اس جذبے کے ساتھ دیتے تھے کہ سننے والا فوراً پاکستان کی تحریک کا سرگرم رکن بن جاتا مولانا نے قلم و قرطاس سے بھی کام کیا ایک ہفت روزہ العصر جاری کیا جو تحریک پاکستان کا ترجمان بن کر ابھرا مولانا نے درجن بھر دینی اور تحقیقی کتابیں لکھی ہیں جو اپنے صفحات پر امت کے لیے ایک پیغام لیے ہوئے ہیں آج چھ جولائی کو مولانا کی پانچویں برسی ہے (نوائے وقت ۶ جولائی ۱۹۹۸ء)

پیر سید مفتی محمد یسین شاہ کشمیر کے مشہور سادات خاندان کے چشم و چراغ ہیں ۱۹۴۲ء سے ۱۹۴۷ء تک تحریک آزادی کشمیر و تحریک پاکستان میں قائداعظم کی قیادت میں بھرپور حصہ لیا اور بے بہا قربانیاں دیں تحریک آزادی میں بھرپور حصہ لینے کی پاداش میں حکومت ہند کی جانب سے سزائے موت کا حکم ملا جس کا آل انڈیا ریڈیو سے باقاعدہ اعلان نشر ہوا (نوائے وقت لاہور ۱۵ اپریل ۱۹۹۸ء)

بزرگ شاعر اسرار زیدی (پ ۱۹۲۴ء) کہتے ہیں میں نے تحریک پاکستان میں باقاعدہ حصہ لیا میں مولانا حالی کے نواسے خواجہ سرور حسین کا پُرجوش حامی تھا جو مسلم لیگ کی طرف سے دستور ساز اسمبلی کے الیکشن میں امیدوار تھے اس وقت ہم لوگ صرف قائداعظم کو جانتے تھے اور انہی کے شیدائی تھے ۱۹۴۶ء کے انتخابات میں مسلم لیگ کے امیدواروں کے ووٹ تقسیم کرنے کے لیے جمعیت علماء ہند اور مجلس احرار نے بھی امیدوار کھڑے کیے لیکن یہ جماعتیں ناکامی سے دوچار ہوئیں اور مسلم لیگ کو چالیس کی چالیس مخصوص نشستوں پر شاندار کامیابی حاصل ہوئی چنانچہ اس کامیابی پر قائداعظم نے دہلی کی جامع مسجد کے سامنے اردو پارک میں ایک بڑے جلسے سے خطاب کیا اس جلسہ میں میں نے لیاقت علیخان سردار غضنفر اور عبدالرب نشتر کو بھی قریب سے دیکھا اس طرح بھنگی کالونی میں گاندھی جو اپنی محفل لگاتا تھا تو اس میں موتی لال نہرو راجندر پرشاد جواہر لال نہرو سردار پٹیل اور ابوالکلام آزاد وغیرہ شریک ہوتے تھے میں نے ان لوگوں کو کئی بار دیکھا سفید دھوتی اور چادریں ملبوس گاندھی دو خوبصورت لڑکیوں کے کندھوں پر ہاتھ رکھ کر محفل میں آتا تھا (ندائے ملت ہفت روزہ ۶ دسمبر ۱۹۹۶ء ص ۱۸)

برصغیر میں علماء بریلی اور علماء دیوبند دونوں ہی "سنی" ہونے کے دعوے دار ہیں لیکن حقیقت یہ ہے کم از کم ۱۸۹۷ء سے سنی کا لفظ ان

علماء کے لیے استعمال ہوا جو فقہی اور روحانی اعتبار سے اعلیٰ حضرت مولانا شاہ احمد رضا خان بریلوی قدس سرہ سے وابستہ ہوئے کیونکہ امام احمد رضا بریلوی واحد دینی رہنما تھے۔ جنہوں نے سنی کانفرنس کا لفظ ۱۸۹۷ء میں اس وقت استعمال کیا جب انہوں نے انڈیا کے شہر پٹنہ میں ہندوستان بھر کے علماء کو جمع کیا اور کانگریس کے اس خیال کے خلاف پہلی مرتبہ سیاسی نظریہ کا مظاہرہ کیا کہ ''تمام ہندوستان ایک قوم ہیں'' جس کو سیاسی اصطلاح میں متحدہ قومیت یا نیشنلزم کا نام دیا گیا مولانا بریلوی پہلے فقیہ اور محدث تھے جنہوں نے ہندوستان میں امام ربانی مجدد الف ثانی کے بعد واضح الفاظ میں پٹنہ میں اعلان کیا کہ مسلمان اور ہندو ایک قوم نہیں ہیں مسلمان الگ قوم ہیں اور ہندو الگ قوم ہیں اس خیال کو سیاسی زبان میں ٹو نیشن تھیوری یا دو قومی نظریہ کہا گیا امام احمد رضا بریلوی نے اپنے اس سیاسی نظریہ کو ۱۸۹۷ء میں پٹنہ میں آل انڈیا سنی کانفرنس کے نام سے اجتماع میں بیان کیا امام احمد رضا بریلوی نے آل انڈیا سنی کانفرنس کی اصطلاح کو سب سے پہلے سیاسی طور پر متعارف کرایا اب یہ ایک با قاعدہ سیاسی پلیٹ فارم بن گیا مگر ۱۸۹۷ء سے لے کر ۱۹۲۵ء تک آل انڈیا سنی کانفرنس جماعت رضائے مصطفیٰ کے نام سے بھی مشہور رہی گویا سنی کانفرنس کا یہ پہلا دور تھا گویا آل انڈیا سنی کانفرنس نے اپنے پہلے دور میں جو نعرہ بلند کیا تھا وہی مسلمانوں کی سیاسی بالادستی کا باعث بنا اگرچہ اس کی بھرپور سیاسی ترجمان قائد اعظم کی قابل فخر قیادت نے فرمائی (نوائے وقت لاہور ۲۸ مارچ ۲۰۰۰ء)

[redacted]۔ پٹنہ میں برصغیر کے ۳۰۰ علماء مشائخ نے جمع ہو کر مسلمانوں کے مذہبی اور معاشرتی پہلوؤں پر غور کیا اور اہم فیصلے کئے گئے ۱۹۲۵ء۔۔۔۔ مراد آباد میں اکابرین ملت کا خصوصی اجتماع منعقد ہوا جس میں ہندوستان قومیت کے مقابلے میں مسلم قومیت کا جذبہ اجاگر کرنے کا فیصلہ کیا گیا ۱۹۴۶ء بنارس میں ملک بھر کے ۵ ہزار علماء اور مشائخ نے جمع ہو کر پاکستان کے مطالبے کی پُرزور حمایت کی ۱۹۱۷ء عبدالجبار خیری اور عبدالستار خیری نے تقسیم کی تجویز پیش کی ۱۹۲۵ء۔ مولانا عبدالقدیر بدایونی نے تقسیم کی تجویز پیش کی ۱۹۳۹ء۔ مولانا عبدالستار خان نیازی نے خلافت پاکستان کی تجویز قائد اعظم کو پیش کی ۱۹۲۱ء۔ جماعت رضائے مصطفیٰ بریلی ۱۹۲۰ء۔ مولانا سید محمد نعیم الدین مراد آبادی نے کہا سلطنت اسلامیہ کی اعانت وحمایت خادم حرمین کی نصرت و مدد مسلمانوں پر فرض ہے لیکن یہ کسی طرح جائز نہیں کہ ہندوؤں کو مقتدا بنایا جائے اور دین وایمان کو خیر آباد کہہ دیا جائے اگر اتنا ہی ہوتا کہ مسلمان مطالبہ کرتے اور ہندوؤں کے ساتھ متفق ہو کر بجا ہے درست ہے پکارتے مسلمان آگے ہوتے اور ہندو کے ساتھ ہو کر اس کی موافقت کرتے تو بے جا نہ تھا لیکن واقعہ یہ ہے کہ ہندو امام بنے آگے آگئے ہیں کہیں ہندوؤں کی خاطر قربانی اور گائے کا ذبیحہ ترک کرنے کی تجاویز پاس ہوتی ہیں کہیں نہرو ٹریڈ مارک ماتھے پر لگایا جاتا ہے۔ کہیں بتوں پر پھول اور پوریاں چڑھائی جاتی ہیں کروڑوں سلطنتیں ہوں تو دین پر فدا کی جائیں مگر دین کو کسی سلطنت کی طمع پر برباد نہیں جا سکتا (روزنامہ جنگ لاہور ۲۳ مارچ ۱۹۹۰ء تحریک پاکستان اور اکابرین کے ارشادات تحریر سید عالم سے اقتباس)

حضرت علامہ سید علیک الرحمن لودھی ضلع راولپنڈی میں ۱۹۳۲ء میں پیدا ہوئے ابتدائی تعلیم کے بعد دورہ حدیث حضرت علامہ ابوالبرکات سید احمد قادری سے مکمل کیا اور سند حدیث حاصل کی۔ بیدار سرحدی سے ملاقات میں فرماتے ہیں۔ ایک سیاسی جماعت کے ساتھ رہ کر کام کیا تو وہ اور دور تھا مسلم لیگ کے اتنے حصے نہیں ہوئے تھے ہم یہاں میاں بشیر اور بیگم شاہ نواز کے ساتھ مل کر کام کرتے رہے بلکہ میاں بشیر

نے تو یہ وصیت کی تھی کہ میرا جنازہ سید علیک الرحمن پڑھائیں تو میں نے ان کی نماز جنازہ پڑھائی (نوائے وقت لاہور ۲۳ دسمبر ۱۹۸۲ء)

حضرت سید منظور الحسن شاہ ۱۳۱۴ھ میں سنکروڈہ میں حافظ سید محمد صدیق شاہ کے شکوئے دولت میں منصۂ شہود پر جلوہ گر ہوئے۔ خاندانی رواج کے مطابق اپنے والد سے قرآن پاک کی تعلیم حاصل کی اور قرآن پاک حفظ کیا آپ کا تعلق صحیح النسب حسنی سادات سے تھا...... آپ مسلمانوں کے قومی تشخص کے زبردست حامی تھے یہی وجہ تھی کہ جب تحریک پاکستان شروع ہوئی تو آپ نے اس کی پُرزور تائید کی اور اپنے متوسلین متقدین اور مریدین کو تحریک پاکستان سے منسلک ہوئے اور مطالبہ قیام پاکستان کی زبردست حمایت کرنے کی تلقین کی خود بھارت سے پاکستان ہجرت کر کے اس کا عمل نمونہ پیش کیا۔ پاکستان میں آنے کے بعد آپ چند سال رائل ملٹری کالج جہلم میں عربی اسلامیات کے استاد رہے اس کے بعد ضلع شیخوپورہ کے شہر ننکانہ صاحب میں مستقل رہائش اختیار کر لی...... (روزنامہ جنگ لاہور ۲۹ جون ۱۹۸۲ء)

مولانا عبدالمجید ملنگ برصغیر میں جن انقلاب پسندوں کی ساری زندگی برطانوی استعمار کے خلاف نبرد آزمائی میں گزری ان میں جہلم شہر کے مولانا ملنگ ایک منفرد مقام رکھتے ہیں مولانا کی ہیئت کذائی بڑی عجیب و غریب تھی ایک کرتا اور تہبند ہی زندگی ان کا لباس رہا تہبند بمشکل گھٹنوں تک پہنچتا کرتہ اکثر کبھی آگے سے اور کبھی پیچھے کی جانب سے پھٹا ہوا شانوں پر کھیس جس میں جا بجا سوراخ ہاتھ میں موٹا عصا داڑھی اور مونچھوں کا پھیلاؤ خودرو البتہ جمعہ کو سر پر استرا بڑے اہتمام سے پھیرواتے پاؤں میں چپل پالش سے قطعاً نا آشنا ایڑی اڑی ہوئی اس حالت کو دیکھ کر ان کی صلاحیتوں کا قطعاً اندازہ نہیں کیا جا سکتا تھا لیکن جب وہ گفتگو یا تقریر کرتے تو سننے والا دنگ رہ جاتا قرآن مجید اور گرنتھ کے حوالے سے وہ مذاہب عالم کا جائزہ لیتے سیف الملوک اور کلام اقبال کا بیشتر حصہ انہیں از بر تھا ہٹلر کی سوانح اور لینن اور مارکس کی اکثر تصانیف نوک زباں کئی صفحات وہ زبانی پڑھتے چلے جاتے حیرانی ہوتی کہ یہ انسان کتنا بلا کا حافظہ رکھتا ہے ذہانت اور غیر معمولی حافظے کے ساتھ قدرت نے انہیں خودداری اور خودنگری عطا کرنے میں بخل سے قطعاً کام نہیں لیا تھا ساری زندگی انہوں نے کسی سے کچھ کھایا نہ پیا چائے پیتے یا کھانا کھاتے تو اس کی قیمت ادا کرتے خواہ کتنا ہی عزیز کیوں نہ ہو تحریک آزادی کے دوران جن لوگوں کے ساتھ انہوں نے جیل کاٹی ان میں سے بعض کے یہاں سال میں دو بار ضرور جاتے راجہ محمد اکبر خان میرپوری سے ان کی جیل کی زمانہ کی دوستی تھی ان کے بیٹے اور بیٹیوں سے ملنے کے لیے ان کے یہاں جاتے کئی دفعہ چند روز ان کے یہاں ٹھہرتے لیکن اتنی رقم ضرور دے کر آتے کہ مدارات کا ان پر بوجھ نہ پڑے میرپور شہر سے انہیں بے حد لگاؤ تھا یہاں وہ کئی دفعہ گرفتار ہوئے جیل جاتے ہوئے انہوں نے اپنی اہلیہ سے اتنی گزارش کی اپنے طرز عمل سے میری مونچھ نیچی نہ ہونے دینا ان کی بیگم نے ان کی بات پلے باندھ لی حکومت سے کبھی کسی رعایت کی درخواست نہ کی فاقہ کاٹے لیکن کسی کے سامنے دست سوال دراز نہ کیا رات گئے ان کی بیگم سبزی منڈی جا کر سبزی کے گرے پڑے چھلکے اٹھا کر لاتی اور انہیں ابال کر خود کھاتی اور بچوں کو کھلاتی فاقوں سے جب وہ بیمار پڑ گئیں تو مولانا ملنگ نے ان سے اپنی خواہش کا اظہار کرنے کو کہا ان کی بیگم نے صرف اتنی التجا کی کہ سال میں ایک بار میری قبر پر ضرور آنا مولانا ملنگ نے ان کی اس خواہش کا زندگی بھر احترام کیا انہوں نے ساری زندگی جدوجہد کی اپنا آرام اور سکون تج دیا ہر راحت ٹھکرا دی انہیں آزادی کے بعد اس بات کا قلق ضرور تھا کہ آزادی ملنے کے بعد آزادی کی خاطر لڑنے والوں کو اعزاز کے بجائے رسوائی ملی اور انگریز کے وظیفہ خوار اور

پٹھوں ملک کے سیاہ سفید کے ملک بن بیٹھے بلاشبہ یہ سرزمین پنجاب کے حسرت موہانی تھے۔(روزنامہ مشرق لاہور ۲ جون ۱۹۸۲ء)

حضرت علامہ پیر غلام احمد کاتب نوشاہی ساہنپالوی (۱۸۹۲۔۱۹۵۳ء) ایہناں دا گھرانہ حضرت نوشہ قادری دا گھرانہ سی جنہاں برصغیر دے ایس خطے وچ ایہناں وعظاں راہیں توحید الٰہی نوں پھیلایا ایہناں دے وعظاں نال لکھاں ای گنتی وچ غیر مسلم اسلام دے حلقے وچ شامل ہوئے غلام احمد کاتب ہوراں تکیر ایڑایاں ایہناں دی لڑی وچ بہت سارے اللہ لوک ہوئے جنہاں اک پاسے دین اسلام دی دی خدمت کیتی دوجے پاسے پنجابی ادب وچ سدا مہکویں پھل کھڑائے غلام احمد کاتب ہوراں ای قومی شاعری دا رنگ وی اوس دور دے دوجے قومی شاعراں والا اے یعنی او مسلماناں نوں پکے تے سچے مسلمان بنن دی تلقین کردے نیں پھر اوہناں دے شاندار ماضی نوں بیان کرکے اوہنوں مڑ زندہ کرنا دی پر پرنا دیندے نیں تے ایس دا طریقہ پاکستان بنالین لئی جدوجہد دسدے نیں ادھ پاکستان دی بنیاد اسلام تے کفر نوں وکھ کرنا قرار دیندے نیں فرماندے نیں

اُٹھ باندھ کمر ہن جاگ ذرا اسلام تے جان فدا کر دے
بن حامی پاکستان دا توں اسلام توں کفر جدا کر دے
اٹھ پاکستان بنا مسلم تو اپنا حکم چلا مسلم
نہیں ڈرنا توپ بندوقاں توں نہیں ہلنا گیسی شوکاں توں
نہیں نسنا زہری پھوکاں توں

جھنڈا پھڑ اسلام لہرا مسلم اٹھ پاکستان بنا مسلم
ایہہ خضر ای پتر پیسے دا موہنہ کالا ایسے جیسے دا
کیہہ کرنا چاہیے ایسے دا

ایہدی جڑھ بناد نہ کا مسلم اٹھ پاکستان بنا مسلم
اسیں پاکستان بناواں دے اسیں شرعی احکام چلاواں دے
اسیں چوراں ہتھ کٹاواں دے

دسیاں شرع دے نال سزا مسلم اٹھ پاکستان بنا مسلم

روزنامہ امروز لاہور ۲۶ ستمبر ۱۹۸۰ء تحریک پاکستان تے پنجابی ادب آزادی دے مجاہد لکھاری (۳۰) تحریر شہباز ملک سے

مقتبس)

الحاج پیر سید محمد غوث گیلانی المعروف چن پیر (م ۱۹۸۲ء) نے اپنی سیاسی زندگی کا آغاز کنونشن مسلم میں شمولیت سے کیا اور مسلم لیگ کے سرگرم کارکن کی حیثیت سے کام کرتے رہے۔ بعد ازاں جمعیتِ علماء پاکستان دیپال پور کے صدر کی حیثیت سے نظام مصطفٰی کے نفاذ کے لیے بھرپور کام کرتے رہے (روزنامہ جنگ لاہور ۱۹۸۳ء)

۲۰ مارچ ۱۹۴۳ء کو میں قائداعظم کے دفتر ۔10 اورنگ زیب روڈ دہلی میں موجود تھا جبکہ ایک متشرع عالم دین جو کہ ایک متاثر کن شخصیت کے مالک تھے اور جن کا نام مولوی محمد منور الدین تھا اور جنہون نے قائداعظم سے پیشگی ملاقات کا وقت لے رکھا تھا ملنے کے لیے تشریف لائے ان کے پاس اسلامی قوانین کے متعلق نمونے کی کتابیں تھیں جنہیں وہ سلسلہ وار کتابوں کے ۵۰ حصوں کی شکل میں شائع کر رہے تھے ان میں سے ہر ایک کتاب اسلامی فلسفہ قانون کے کسی خاص موضوع کے متعلق تھی مولانا نے مجھے بتایا کہ انہوں نے قرآن مجید، حدیث اور اسلامی کے مطالعہ میں کئی سال محنت کی تھی پیشتر اس کے کہ وہ قرآن حکیم اور اسلامی روایات کی بنا پر اسلامی قوانین کے مشکل کام کو کسی ضابطہ کی شکل میں لکھ پاتے...... کچھ کتابوں ں کے نام' اسلام میں دعائیں، روزہ، زکوٰۃ شادی، طلاق، حج، قانون وراثت، معاہدہ، گواہی وغیرہ تھے انہوں نے کہا کہ اگر ان کی کتابوں کو اسلامی فلسفہ قوانین کے طور پر تسلیم کر لیا جائے تو وہ ایک مکمل ضابطہ قانون کا کام کر سکتے ہیں اور عدالتوں میں رائج موجود دیوانی اور فوج داری قوانین کی جگہ لے سکتے ہیں مولانا نے قائداعظم سے ایک طویل ملاقات کی اور اس میں انہوں نے قائداعظم کو بتایا کہ اسلام ہماری زندگی کے ہر معاملے میں رہنمائی کرتا ہے اور انہوں نے قرآن مجید کے احکامات اور فرمانوں کی رسول اللہ ﷺ کی حیات طیبہ اور پہلے چار خلفائے راشدین کی زندگی کی روشنی اور مسلمان ہر قوانین کی تشریحات کے مطابق ایک مجموعہ قوانین کی شکل میں ترتیب دیا ہے قائداعظم نے ان کی باتیں بڑے غور سے سنیں اور فرمایا کہ اسلام ایک مکمل ضابطۂ قوانین ہے اور مسلمانوں کی زندگی کے ہر شعبے میں راہنمائی کرتا ہے انہوں نے قرآن حکیم کے احکامات اور فرمانوں اور رسول کریم ﷺ کی ہدایت اور تعلیمات کو ایک ضابطہ قوانین کو کتابی شکل دینے کے مفید کام کی بہت تعریف کی قائداعظم نے یہاں تک کہا کہ اگر ان کے ہاتھ میں کسی مسلم ملک کی باگ دوڑ ہوتی تو وہ فی الفور مسلمان علماء کی ایک کمیٹی کا قیام عمل میں لاتے جو کہ مولانا کی لکھی ہوئی کتابوں کا مطالعہ کرتی اور جہاں تک ممکن ہوتا وہ ان قوانین کا دیوانی اور فوجداری عدالتوں میں نفاذ کر دیتے انہوں نے مصنف کو مشورہ دیا کہ وہ اپنی کتابوں کی کاپیاں آزاد مسلمان سلطنتوں کے سربراہوں کو بھیجیں جب مولوی منور الدین صاحب کی قائداعظم سے ملاقات ختم ہوگئی تو میں نے مولانا سے بڑی تفصیل سے سوالات پوچھے تا کہ ان سے قائداعظم کے متعلق ان کے خیالات کا پتہ کر سکوں انہوں نے کہا کہ وہ مکمل طور پر مطمئن ہیں اور وہ قائداعظم کو ایک مخلص اور ایسا پکا مسلمان خیال کرتے ہیں جس نے ہندوستان برصغیر کے مسلمانوں کے لیے اپنی زندگی وقف کر رکھی ہے انہوں نے پھر تفصیل سے قائداعظم سے ہونے والی گفتگو کے متعلق بتایا کہ انہوں نے قائداعظم سے کیا کہا تھا اور

کس طرح قائداعظم نے ان کی کتابوں کو پسند کیا تھا اور ان کی تعریف فرمائی تھی۔ اس ملاقات سے مولانا نے یہ نتیجہ اخذ کیا تھا کہ جب پاکستان معرض وجود میں آجائے گا تو قائداعظم شرعی قوانین کا نفاذ کریں گے اور ملک کا قانون قرآن وسنت پر منحصر اسلامی ضوابط کے مطابق بنایا جائے گا۔ (نوائے وقت میگزین ۲۴ جون ۱۹۸۸ ص ۶ ۔ قائداعظم کے ساتھ چھ مہینے از محمد شریف طوسی۔)

حضرت میاں بہاء الدین بن میاں احمد یار کے ہم عصر حضرت میاں صالح محمد صاحب علیہ الرحمہ اس بات کے راوی ہیں کہ میری عمر پندرہ بیس سال ہوگی اور میاں بہاء الدین رحمۃ اللہ علیہ اس وقت پچاس ساٹھ کے پیٹے میں ہوں گے قیام پاکستان سے چالیس پچاس سال پہلے ان کی محفل میں بیٹھے تھے کہ زمین پر لکیریں کھینچنے لگے اور ان لکیروں کی روشنی میں فرمانے لگے کہ ہندوستان تقسیم ہوجائے گا ہندو ادھر چلے جائیں گے اور فلاں فلاں علاقے کے لوگ ادھر آجائیں گے بڑا قتل عام ہوگا اور ایک نیا ملک معرض وجود میں آئے گا ۱۹۴۷ء میں پاکستان بنا تو یاد آیا کہ وہ کیا کہتے تھے اور کیا دیکھتے تھے (ماہنامہ منہاج القرآن لاہور مئی/جون ۱۹۹۰ء ص ۱۹)

فرید ملت حضرت علامہ ڈاکٹر فرید الدین قادری (۱۹۱۸۔ ۱۹۷۴ء) کے ایک دیرینہ دوست ڈاکٹر احسان صابری قریشی ایم۔ اے پنجاب پی۔ سی۔ ٹی لندن۔ ایم ڈی۔ ایچ کلکتہ رقمطراز ہیں۔ ۲۳ مارچ ۱۹۴۰ کا مشہور تاریخی اجلاس (آل انڈیا مسلم لیگ) لاہور شروع ہونے والا تھا یہ اجلاس تین روز جاری رہنا تھا یعنی جمعہ ۲۳ مارچ ہفتہ ۲۴ مارچ اتوار ۲۵ مارچ ۱۹۴۰ء ان ایام میں دفعتہ ڈاکٹر فرید ین جھنگ تشریف لائے اور اپنے والد صاحب کے گھر ٹھہرنے کی بجائے میرے ہاں ٹھہرے مجھے انہوں نے مشورہ دیا کہ آؤ لاہور چلیں اور آل انڈیا مسلم لیگ کے اجلاس میں متواتر تین روز شرکت کریں میں نے عرض کیا کہ میں اس وقت سرکاری ملازم ہوں اور میری ملازمت کا یہ پہلا سال ہے کوئی دشمن رپورٹ کردے گا کہ اس نے کیوں ایک سیاسی جلسے میں شرکت کی فرید صاحب نے کہا کہ اس اجلاس میں مسلمانوں کے لیے ایک علیحدہ خطے کا ریزولیوشن پاس ہوگا اور قائداعظم محمد علی جناح بنفس نفیس اس کی صدارت کریں گے اس لحاظ سے یہ ایک تاریخی اجلاس ہوگا انہوں نے یہ بھی کہا کہ ان شاء اللہ مسلمان ایک علیحدہ خطہ انگریز سے لے کر رہیں گے چنانچہ میں نے فرید صاحب کا مشورہ مان لیا اور دو دن کی رخصت کی درخواست کالج میں دے دی یعنی ۲۳ اور ۲۴ مارچ کی اتفاقیہ رخصت (۲۵ مارچ کو اتوار کی وجہ سے ویسے ہی تعطیل تھی) لے لی درخواست میں لکھا کہ ایک اشد ضروری کام سے وطن جا رہا ہوں ۲۲ مارچ کو میں اور ڈاکٹر فرید الدین دونوں لاہور پہنچے میں چونکہ طالب علمی کے زمانے میں مسلم لیگ کا والینٹر بھی رہا تھا اس لیے ۲۳ مارچ کے اجلاس میں ہم دونوں نے پہلی سطر میں جگہ حاصل کر لی قائداعظم کی تقریر کے دوران میں نعرے لگاتا تھا اور میرے پیچھے فرید صاحب جوابی نعرہ (بمعہ حاضرین اجلاس) مل کر لگاتے تھے ہم دونوں کی آواز بہت بلند تھی اتنی بلند کہ نعروں کے لیے لاؤڈ اسپیکر کی ضرورت سے بھی ہم بے نیاز تھے لاؤڈ اسپیکر مقررین کے لیے مختص تھا مسلم لیگ زندہ باد قائداعظم زندہ باد کے فلک شگاف نعرے ہم

دونوں پوری طاقت کے ساتھ لگا رہے تھے قائداعظم ہم دونوں سے بہت خوش نظر آتے تھے اور آنکھوں ہی آنکھوں میں ہم دونوں کو داد دے رہے تھے مولوی ابوالقاسم فضل الحق جناب خلیق الزماں اور نواب زادہ لیاقت علیخاں بھی ہم کو شاباش دے رہے تھے اجلاس تین روز جاری رہا ہم دونوں نے تینوں روز فلک شگاف نعرے لگائے اجلاس کے اختتام کے بعد فرید صاحب تو سیالکوٹ چلے گئے اور میں اپنی ملازمت پر واپس جھنگ آ گیا (ماہنامہ منہاج القرآن لاہور مئی/جون ۱۹۹۰ص ۶۴-۶۵)

حضرت علامہ مولانا سید ضیاالدین شاہ سلطان پوری (ب ۱۸۹۴ء- ۱۳۱۲ھ-م ۱۳۹۳ھ) نے تحریک پاکستان میں اپنے وسائل کے مطابق بڑھ چڑھ کر حصہ لیا اپنے شاگردوں اور متوسلین کو بھی اس تحریک میں بھرپور کردار ادا کرنے کی تلقین فرماتے رہے جامعہ رضویہ ضیاء العلوم راولپنڈی میں موجود ریکارڈ سے واضح ہوتا ہے کہ حضرت فقیہ العصر نہ صرف مسلم لیگ کی حمایت میں پیش پیش تھے بلکہ جب قائداعظم محمد علی جناح ہری پور ہزارہ) میں تشریف لائے تو آپ کے فرزندار جمند سید عبدالرحمن شاہ سلطان پوری نے نیشنل گارڈ کے قائد کی حیثیت سے انہیں سلامی بھی پیش کی جب قائداعظم کا انتقال ہوا تو سلطان پور میں منعقدہ اجلاس (جس کی صدارت فقیہ العصر نے کی) میں یہ فیصلہ ہوا کہ قائداعظم کا چالیسواں حسن ابدال کیا جائے گا جس کی صدارت فقیہ العصر فرمائیں گے بعد ازاں چالیسواں کی یہ تقریب حسن ابدال میں منعقد ہوئی اور شرکاء میں انگور تقسیم کیے گئے اس سے ثابت ہوا کہ نہ صرف پاکستان بنانے بلکہ قائداعظم کی روح کے ایصال ثواب کے لیے بھی حضرات علماء ومشائخ اہلسنت کا عظیم کردار رہا (تذکرہ علمائے اہلسنت ضلع اٹک از زینت سند تدریس مولانا حافظ محمد اسلم رضوی مطبوعہ اسلامک میڈیا سنٹر لاہور ۲۰۱۹ء ص ۲۲۴-۲۲۵ تجلیات مہر انور- تذکرہ سادات سلطان پور-)

حضرت مولانا عبدالحق پیرزئی (۱۹۰۲-۱۹۸۵ء) نے تحریک پاکستان ۱۹۴۷ء میں مخصوص انداز میں اپنی جدوجہد جاری رکھی (ایضاً ص ۲۵۸ وادیٔ چھچھ کے جلیل القدر علمی خانوادے)

حضرت مولانا سید محبوب شاہ کاظمی (۱۹۰۳-۱۹۹۷ء) مختلف ملی اور مذہبی تحریکوں میں بھرپور حصہ لیا کرتے تھے تحریک پاکستان کے دوران آپ نے مسلم لیگ کی پُرزور حمایت کی (ایضاً ص ۲۶۶ تجلیات مہر انور- تذکرہ سادات سلطان پور)

حضرت مولانا فریدالدین قدس سرہ (۱۹۰۶-۱۹۷۲ء) بنیادی طور عالم دین صوفی مدرس تھے اس لیے سیاست کے ساتھ زیادہ لگاؤ نہ تھا لیکن دو مواقع ایسے آئے کہ آپ سرگرم سیاست ہو گئے۔ ۱۹۴۶ء کے انتخاب کے موقع پر آپ نے مسلم لیگ کی پُرزور حمایت کی جب کانگریسی ذہن کے مولوی قائداعظم پر تنقید کرتے تو آپ فرماتے اس وقت کفر اور اسلام کا مقابلہ ہے قائداعظم ایک مسلمان ہے اور اسلام کا نمائندہ ہے جب کہ گاندھی کافر اور کفر کا نمائندہ ہے اس موقع پر قائداعظم کا ساتھ دینا اسلام کا ساتھ دینا ہے جبکہ گاندھی کا دانستہ یا نادانستہ طر پر

ساتھ دینا کفر کا ساتھ دینا ہے......... ایضاً ص ۲۷۲۔ ۲۷۳۔ تجلیات مہر انور)

حضرت مولانا عبدالغفور چشتی (۱۹۱۶ء۔۲۰۰۸ء) درویشی و گوشہ نشینی کے خوگر تھے مگر جب بھی ملت اسلامیہ پر کوئی مشکل پیش آئی تو آپ ہراول دستے کا کردار ادا کرنے کے لیے کمر بستہ نظر آتے تھے تحریک پاکستان اور قیام پاکستان کے اولین دور میں آپ زیر تعلیم تھے خطیب العصر حضرت علامہ سید عبدالرحمن شاہ سلطانپوری کے علاقہ میں مسلم لیگ جانباز فورس (نیشنل گارڈ) کے سالار تھے آپ جامعہ حمیدیہ سلطان پور کے طلباء کے سینئر طالب علم ہونے کی حیثیت سے ایسے مواقع پر بھرپور کردار ادا کرتے اسی دورانیہ میں حضرت شیخ الحدیث پیر سید حسین الدین شاہ کے نیشنل گارڈ کا سپاہی ہونے اور رکنیت سازی کی رسید اب بھی موجود ہے (ایضاً ص ۳۱۷۔ حیات حافظ۔)

علامہ غلام رسول تسلیم (۱۹۲۵ء۔۱۹۸۴ء) ۱۹۴۰ء کی دہائی میں انگریزوں کے خلاف بمبئی (ہندوستان) میں نیوی کی شہرہ آفاق ہڑتال ہوئی تمام ہڑتالی گرفتار کر لئے گئے بہت سے قیدی معافی مانگ کر رہا ہو گئے لیکن آپ نے معافی نامہ پر تھوک دیا جس پر آپ کو ایک سال قید بامشقت (کالا پانی) کاٹنا پڑی یاد رہے کہ یہ ہڑتال ناموس رسالت کے ضمن میں ہوئی تھی آپ کے ماموں مظفر خان مرحوم قائداعظم محمد علی جناح کے ڈرائیور رہے (ایضاً ص ۳۴۰۔ ۳۴۲)

حضرت مولانا عبدالرحمن شاہ سلطان پوری (۱۹۲۶ء۔۱۹۹۹ء) نے تحریک پاکستان تحریک ختم نبوت تحریک نظام مصطفیٰ میں خوب کردار ادا کیا بارہا گرفتار بھی ہو گئے لیکن جوش خطابت کے بزور عوام کو خوب گرمائے رکھا (ایضاً ص ۳۵۶۔ تذکرہ سادات سلطان پور)

تحریک پاکستان میں جہاں طلبہ اہل تحریر وکلاء صحافیوں کا نمایاں کردار ہے وہاں علماء نے بھی جنہیں اللہ تعالیٰ بصیرت عطا کی تھی پاکستان کے قیام کے لیے بڑی جدوجہد کی لیکن ان کی تعداد مٹھی بھر تھی وجہ یہ تھی کہ جنگ آزادی ۱۸۵۷ء میں انگریزوں نے ہزاروں علماء کو سزائے موت دی تھی جس سے علماء کا جذبہ آزادی شروع شروع میں خاموش سارہا غیر مسلموں کو اس بات کا بخوبی احساس تھا کہ مسلمانوں کو بیدار کرنے میں علماء بشمول سجادہ نشین حضرات خاص مقام رکھتے ہیں لہٰذا گاندھی نے ایک بینک قائم کیا جس کا نام واردھا بینک تھا گاندھی نے ایک خفیہ اجلاس طلب کیا جس میں بڑے بڑے دولت مند ہندو شامل ہوئے تھے جس میں سیٹھ کھنشیا داس برلا سیٹھ ڈالمیا پدم پتی سنگھالیا پور دھن چوٹی کے صنعتی کارشامل تھے تجویز یہ تھی کہ مسلمانوں کے نامی گرامی مشاہیر کو دولت کے بل بوتے پر خرید لیا جائے کیونکہ اس وقت مسلمان معاشی طور پر تباہ حال تھا لہٰذا اس کا خریدا جانا بعید از قیاس نہیں تھا یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے بھی علماء کے لیے آزمائش تھی قیام پاکستان سے بھی پہلے علماء دو مکتب فکر میں بیٹھے ہوئے تھے بریلوی اور دیوبندی اول الذکر توحید و رسالت پر زور دیتے تھے موخر الذکر توحید پر شدومد سے زور دیتے تھے بریلوی علماء ہر صورت میں قیام پاکستان کے حق میں تھے لیکن علماء دیوبند کی اکثریت ہندوستان کی تقسیم کے خلاف تھی اب ہندو کا پیسہ کام کرنے

لگا تھا۔ بعض عالم عقل کے اندھے بھی ہوتے ہیں ایک عقل کے اندھے نے اس سے پہلے جناب اقبال کو کافر ملت کا خطاب دیا تھا ابتدائے پاکستان میں ان عقل کے اندھے علماء نے ایک چار کونسل قائم کر رکھی تھی جس کسی کو تحریک پاکستان میں سرگرم حصہ لیتے دیکھ پاتے تو سکھوں کے پانچ پیاروں کی طرح فوراً فتویٰ جاری کر کے اسے کافر قرار دے کر ملت سے خارج کر دیتے تھے گاندھی کا خریدنے کا حربہ کام کر رہا تھا زر خرید علماء نے ایک نیا فتنہ کھڑا کر دیا تھا جو دو قومی نظریہ کے سراسر خلاف تھا کہ ملت وطن سے ہے یہ کہ ایک وطن اور ایک ملت لہٰذا ہندوستان کی تقسیم نہیں ہونی چاہیے...... قائداعظم اور علامہ اقبال کی ولولہ انگیز خطابت نے اہل بصیرت علماء کو ایک اسٹیج پر اکٹھا کر دیا چنانچہ پیر صاحب تونسہ شریف پیر صاحب زکوڑی شریف پیر صاحب گولڑہ شریف، پیر صاحب مانکی شریف اور پیر صاحب آف مکھڈ شریف اور پیر سیال شریف جو بذات خود بہت بڑے عالم بھی تھے نے قیام پاکستان کے لیے پورے طور پر جوش وخروش سے کام کیا سندھ میں پیر صاحب پگارو نے پرچم آزادی کے لیے انتھک کوششیں کیں اور آزادی پاکستان میں خاص مقام پیدا کیا از حضرات کی قیام پاکستان کے لیے جدوجہد کو فراموش نہیں کیا جا سکتا بلاشبہ یہ وہ علمائے دین تھے جنہیں اللہ تعالیٰ نے سمجھ عطا فرمائی تھی اور پاکستان جو ایک حقیقت بنا نظر آ رہا تھا اس کے قیام کے لیے یہ حضرات سرگرم علماء ہو گئے تھے (نوائے وقت ۲۳ مارچ ۱۹۸۸ء مضمون تحریک پاکستان میں علماء کا کردار تحریر حسن تنویر نیازی)

حاجی شاہ دین صدیقی (۱۹۴۹ء) حاجی اور علامہ علاؤالدین صدیقی دونوں بھائی عمر بھر مسلم لیگ سے وابستہ رہے حضرت قائداعظم اور علامہ اقبال کے دونوں شیدائی تھے (نوائے وقت ۲۸ جولائی ۹۷ء)

حیدر فاروق مودودی اپنے انٹرویو میں کہتے ہیں۔ مولانا مودودی کی قیام پاکستان کے لیے جدوجہد ایک ایسا جھوٹ ہے جو جماعت کی ساری قیادت پوری ڈھٹائی کے ساتھ بول رہی ہے ورنہ قیام پاکستان کے بعد بھی مولانا مودودی کی تحریریں اور تقریریں چھپی ہوئی موجود ہیں جن میں انہوں نے پاکستان کو ناپاکستان مرکب حماقت اور مسلم لیگ کی قیادت کو ناکام قیادت کہا انہوں نے جون ۱۹۴۸ء کے ترجمان القرآن میں لکھا۔ اس قیادت کا بھی سارا سیاسی کھیل بس انگریز اور کانگرس کی باہمی کشمکش سے فائدہ اٹھانے تک محدود تھا اسی تحریر کے آغاز میں مولانا مودودی نے مسلم لیگ اور ان کے رہنماؤں کو تقسیم کے ڈرامے کا تیسرا اداکار قرار دیا تھا کہ اب تیسرے اداکار کو لیجیے جس کا پارٹ اس ڈرامے میں سب سے زیادہ ناکام رہا ہے ان تنقیدی اور تبصروں کی موجودگی میں مولانا مودودی کو بانیان پاکستان کی فہرست میں شامل کرنا جماعت اسلامی کی ضرورت تو ہو سکتی ہے اور پروپیگنڈے کے زور سے اسے سچ بھی ثابت کیا جا سکتا ہے لیکن تاریخ اور مورخ نے ایسے سچ کو کبھی تسلیم نہیں کیا میں پورے اعتماد اور یقین سے کہتا ہوں کہ میرے والد اور وقت کی جماعت اسلامی ہندوستان میں مسلمانوں کی قوت کو تقسیم کرنے کے گناہ میں کسی طرح بھی شریک نہیں تھے یہ الگ بات ہے کہ قوم نے ہمارے اکابر کی بات نہ مانی اور جناح صاحب کی بات مان لی لیکن ہم قوم

کے سامنے سرخرو اور خدا کے سامنے بری الزمہ ہیں اگر چہ ہم ہار گئے اور جناح صاحب کی مسلم لیگ جیت گئی لیکن اس کو کیا کہیے کہ پاکستان کے ہر دور کے ارباب اختیار اور اقتدار ہمارے اکابر کے خدشات کو صحیح ثابت کرتے رہے واضح رہے کہ مولانا پہلی بار لیاقت علیخاں کے دور میں جیل گئے اور اس کی وجہ (پاکستان ایک اسلامی مملکت یا سیکولر اسٹیٹ اور اس کا نام اسلامی جمہوریہ پاکستان یا صرف جمہوریہ پاکستان ہوگا) بنی یہ بھی ایک حقیقت ہے کہ بنگالی مسلمان پاکستان میں ۹۶ فیصد ووٹوں سے آئے اور پھر ۸۸ فیصد ووٹوں سے ۱۹۴۷ء کے فسادات جتنی قربانیاں دے کر واپس چلے گئے آج جو کچھ سندھ اور بلوچستان میں ہو رہا ہے کون کہہ سکتا ہے کہ باقی ماندہ حصہ کا کیا بنے گا بہرحال جو شاخ نازک پر بنے گا وہ ناپائیدار ہوگا یہ نہ بنتا تو اور بات تھی لیکن اب اسے خدا ہمیشہ قائم رکھے اس کا ختم ہونا اس سے بڑا المیہ ہوگا جماعت اسلامی قیام پاکستان کا تحفہ مسلم لیگ اور جناح صاحب کے سینے پر ہی سجا رہنے دے تو اس میں ان کے لیے دنیا اور آخرت دونوں کی بہتری ہے جماعت اسلامی کے قائدین کو سوچنا چاہیے کہ مولانا مودودی جیسا آئیڈمیٹ آفر کیے اس پاکستان کی تعمیر میں شامل ہو سکتا تھا جس کا وزیر خارجہ سر ظفر اللہ خان اور وزیر قانون جو گندر ناتھ منڈل تھا اور آج بھی مسلم لیگ کی حکومت میں رانا چند سنگھ وزیر کی حیثیت سے شامل ہے اور ملک کے پہلے گورنر جنرل نے دستور ساز اسمبلی میں اپنے پہلے خطاب میں یہ واضح کر دیا تھا کہ مذہبی اعتبار سے اب جہاں نہ ہندو، ہندو رہے گا نہ مسلمان مسلمان اور جس دوقومی نظریے کی بنیاد پر پاکستان قائم ہوا اسے پاکستان بنتے ہی مخلوط انتخاب کے سمندر میں غرق کر دیا گیا ضیاء الحق نے دوبارہ دستور میں ترمیم کر کے جداگانہ انتخاب کے اصول کو رائج کیا لیکن اس کی حیثیت بعد از مرگ واویلے سے زیادہ کچھ نہیں تھی ہندوؤں نے اپنے ووٹوں کی بنیاد پر مشرقی پاکستان کو علیٰحدہ کروانے کے لیے متحدہ پاکستان کی سیاست میں جو کردار ادا کیا موجودہ دستوری ترمیم سے اس کا ازالہ نہیں ہو سکتا بانی پاکستان اور ان کی جماعت مسلملیگ نے ملک ہندوستان میں بسنے والے مسلمانوں کی فلاح و بہبود کے لیے بنایا تھا انہیں اس سے کوئی غرض نہیں تھی کہ وہ اصل مسلمان نہیں یا نسلی مسلمان پاکستان کا مطلب لا الہ الا اللہ کا نعرہ اگر انہوں نے لگایا بھی تھا تو اس سے ان کی مراد وہ نہیں تھی جو جماعت اسلامی آج لے رہی ہے جناح صاحب اور مولانا مودودی کے تصور اسلام اور فہم اسلام میں واضح فرق موجود تھا جو آج بھی جماعت اسلامی اور مسلم لیگ کے تصورات اور نظریات میں موجود ہے (بشکریہ ماہنامہ پاکیشیا کراچی۔ نوائے وقت ۵ ستمبر ۹۱ ص ۱۱)

حکیم خورشید احمد کا تعلق ایک انتہائی دیندار ادبی خاندان سے تھا ان کی والدہ بھی ایک معروف ادیبہ اور شاعرہ تھیں اور شہرت ان کے گھر کی باندی تھی وہ کئی کتابوں کی مصنفہ تھیں حکیم خورشید دو چھوٹی بہنوں نے بھی اپنے خاندان کا نام روشن کیا ان کی بہن فرحت شجاع الرحمن شاعرہ اور نعت خواں ہیں جبکہ دوسری بہن بیگم بشریٰ رحمان پاکستان کی شہرت یافتہ ادیبہ شاعرہ و دانشور سیاستدان اور کالم نگار ہیں بلکہ وہ بین الاقوامی شخصیت کے طور پر پہچانی جاتی ہیں صحافی عارفہ صبح خان ان کی بہو ہیں جو انکے علمی ادبی ورثے کو آگے بڑھا رہی ہیں والد ابو النصر خان حکیم

عبدالرشید ہیں انہوں نے اپنا زمانہ طالب علمی میں مسلم لیگ کے پلیٹ فارم سے قیام پاکستان کی تحریک میں بھرپور حصہ لیا اور آخری دم تک مسلم لیگ سے وابستہ رہے (نوائے وقت ۷ فروری ۱۹۹۹ء)

ملک ضیاء اللہ پنجابی زبان کے عوام اور ہر دلعزیز شاعر تھے۔ آپ ۱۹۱۹ء میں کٹڑہ حکیماں والا امرتسر میں پیدا ہوئے۔ ۱۹۴۷ میں لاہور آ گئے اور چوک سوتر منڈی مین سکونت اختیار کی مرتے دم تک اسی جگہ رہے ملک صاحب کے والد عطاء اللہ عزت بھی اپنے وقت کے مقبول شاعروں میں تھے ضیاء صاحب نے تحریک پاکستان میں بھرپور حصہ لیا اور پاکستان کی حمایت میں نظمیں لکھیں (روزنامہ جنگ لاہور ۲۹ جولائی ۱۹۸۲ء امرتسری لکھیار از ڈاکٹر میاں ظفر مقبول مطبوعہ بزم مولا شاہ لاہور ۲۰۱۸ ص ۲۳۵)

مرد مجاہد مسٹر رضا خان مدارس میں ۱۹۱۲ء میں پیدا ہوئے ۱۹۴۶ء سے ۱۹۵۲ء تک مدارس کے ممبر رہے اور ۱۹۳۸ء سے ۱۹۴۷ تک مدارس مسلم لیگ کے جنرل سیکرٹری اور آل انڈیا مسلم لیگ ورکنگ کمیٹی کے ممبر رہے قائد اعظم کے شیدائی اور پاکستان کے حامی ہیں انہوں نے انگریزی میں جانفشانی سے ایک تاریخی کتاب آزادی کی کیا قیمت تحریر کی ہے یہ وہ پہلی کتاب ہے جو آزادی کے بعد ایک ہندوستانی مسلمان نے تحریر کی ہے پہلے حصے میں جدوجہد آزادی اور دوسرے حصے میں آزادی کے بعد کے واقعات ہیں (نوائے وقت سنڈے ۱۲۴ پریل ۱۹۸۷ء بھارت میں چند روز تحریر ڈاکٹر ایم اے صوفی ص ۷)

حضرت پیر بابا رحمت علی طیبی نقشبندی ۱۹۲۱ء کو آبائی گاؤں موضع رائے کلاں تحصیل وضلع قصور میں پیدا ہوئے ان کی تربیت ان کے پدر بزرگوار ولی کامل بابا سوہنے شاہ نے کی ان کے جد امجد بابا عبداللہ شاہ المعروف یہ بابا دولے شاہ سلسلہ نوشاہی قادری بھی اللہ کے نہایت قرب بندے ہوگزرے ہیں۔ پیر رحمت علی نے ناظرہ قرآن کی تعلیم مولوی الہ دین سے حاصل کی اور ۱۹۳۸ء میں گورنمنٹ اسلامیہ ہائی سکول قصور سے میٹرک پاس کیا...... لاہور میں منتقل ہونے کے بعد انہوں نے نہ صرف مترجم قرآن تفسیر قرآن حدیث اور فقہ کی تعلیم ابوالبرکات سید احمد شاہ مفتی اعظم پاکستان سے حاصل کی بلکہ انہیں کی اقتداء میں ۷۳ سال نماز جمعہ ادا کیا وہ نیشنل گارڈز میں حوالدار کے عہدے پر فائز رہے (مجلہ حضرت کرمانوالہ فروری ۲۰۱۴ء ص ۶۴۔۶۵ء)

علامہ طالب جالندھری ۱۹۲۲ء میں جالندھر کے ایک قصبہ تلون میں پیدا ہوئے ایک دینی درسگارہ میں تعلیم حاصل کی ایک ملاقات میں بتاتے ہیں کہ قائد اعظم کی جماعت مسلم لیگ تھی اور اس جماعت کو تکمیل پاکستان کا شرف حاصل ہے اسی جماعت کے جھنڈے تلے برصغیر کے مسلمان متحد ہوئے تھے یہ کہہ کر علامہ طالب جالندھری نے نوائے وقت ۴ مارچ ۱۹۴۴ کا ایک تراشہ دکھایا جس کی عبارت یوں تھی،، مبلغ اسلام طالب جالندھری نے مسلمانوں کے شکوک وشبہات دور کئے جالندھر (ڈاک سے) ہمارے مبلغ اسلام طالب جالندھری بڑی متعدی سے

کام کر رہے ہیں حال ہی میں انہوں نے موضع شکر دو موضع چک مغلانی تحصیل نکودر میں لیگیس (مسلم کی شاخیں) قائم کی ہیں اور مسلمانوں کے شکوک و شبہات رفع کئے ہیں نیز عنقریب موجو شرقپور میں بھی مسلم لیگ بننے والی ہے اس طرح دوسرے ورکرز بھی اپنی کارگزاری میں ترقی کریں تا کہ ضلع بھر میں لیگیں قائم ہو کر مسلم لیگ جماعت نمائندہ بن کر اپنا مقصد حاصل کرے عام مسلمانوں کو شکایت ہے کہ ورکران کے پاس نہیں پہنچتے (اس کی تلافی کی جاسکے) صادق علی جنرل سیکرٹری ضلع مسلم لیگ جالندھر کے ممتاز مسلم لیگی کارکن اور معروف شاعر طالب جالندھری کے والد اور اعزہ و اقارب جب پاکستان روانہ ہونے لگے تو فسادیوں نے ان کے والد صوفی باغ الدین کو مسجد اللہ دتہ موضع تکون ضلع جالندھر میں شہید کر دیا ۱۹۴۷ء میں ایک کروڑ افراد نے ہجرت کی تھی یہ تاریخی ریکارد ہے یا وہ ریکارڈ جس کے بارے میں تحریری ثبوت موجود ہے مگر لاکھوں افراد ایسے بھی ہوں گے جو ضبط ریکارڈ کی منزل پر نہ آسکے شہید ہوئے یا گمنامی میں آبسے بہرحال صوفی صاحب اپنے اہل خانہ کے ساتھ اپنی شہادت سے قبل ضلع جالندھر کی تحصیل نکودر کے ریلیف کیمپ میں پناہ لے چکے تھے لیکن ان کی بھاوجہ عائشہ بیگم اور سترہ سالہ بھتیجا محمد صادق (تکون) میں رہ گئے تھے۔صوفی صاحب اپنے ان عزیزوں کو لینے کے لیے کیمپ سے روانہ ہوئے لگے تو لوگوں نے انہیں حالات کی نزاکت کے پیش نظر جانے سے روکا مگر صوفی صاحب نہ مانے چنانچہ جب وہ اپنے عزیزوں کی تلاش میں تکون پہنچے تو اس گاؤں کے فسادیوں نے انہیں اور ان کی بھاوجہ اور بھیجے سمیت مسجد اللہ دتہ میں شہید کر دیا تکون مسلم لیگ کے صدر رحمت علی ڈوگر اور امیر حبیب اللہ سعدی نے اس قصبے کے بقیہ مسلمانوں کو بہ حفاظت پاکستان پہنچانے اور ان کی جان و مال کی حفاظت کرنے میں ایک کردار ادا کیا طالب صاحب کے بیان کے مطابق ان کے ماموں ملا علی حسین ہاشمی جنڈیالہ (ضلع جالندھر) میں مشہور عالم دین تھے وہ سورج پور کے سیمنٹ کارخانے میں ملازم تھے ان کے صاحبزادے شبیر حسین ہاشمی اپنے والد کو لینے کے لیے سورج پور پہنچے تو وہاں کے مسلمانوں کا ایک قافلہ تین بسوں میں سوار ہو کر پاکستان کی طرف روانہ ہوا مگر راستے میں ایک مقام پر بلوائیوں نے اس کارواں کو روک مسافروں کو بسوں سے اتارنے کے بعد سب کو تہہ تیغ کر دیا اس قافلے میں صرف ایک خاتون کریم بی بی زندہ بچی تھی جس نے بس کی سیٹ کے نیچے چھپ کر اپنی جان بچائی شہادت کا آنکھوں دیکھا حال کریم بی بی کی زبانی یوں ہے فسادیوں نے جب مزمل حسین ہاشمی اور ان کے صاحبزادے شبیر حسین ہاشمی کو شہید کیا اس وقت ان دونوں کے گلے میں قرآن پاک کے نسخے حمائل تھے اور انہوں نے پاکستان زندہ باد اور اسلام زندہ باد کے نعرے لگاتے ہوئے شہادت کا جام نوش کیا طالب جالندھری کہتے ہیں ان کے افراد کنبہ میں اکتوبر ۱۹۴۷ء کے فسادات میں شہید کر دیئے گئے تھے انہوں نے اس صدمہ جانکاہ کو اللہ کی رضا سمجھ کر دل و جان سے قبول کیا ...... ۱۹۳۷ئ ءاور ۱۹۳۹ء میں دو بار قید فرنگ بھی کاٹی جنگ عظیم دوئم کا آغاز ہوا تو انہوں نے برطانوی سامراج کے خلاف ایک پُرجوش نظم لکھی جو پنجابی زبان میں تھی مطلع تھا۔

تیرا راج فرنگیا ٹٹ جاوے

علامہ طالب جالندھری قائداعظم کے پیروکار تھے اور مسلم لیگ کے لیے جوش وخروش سے کام کرتے تھے انہی دنوں کا ذکر ہے کہ تحصیل دسوہا ضلع ہوشیار پور میں ضمنی انتخابات ہونے والے تھے یونی نسٹ پارٹی برسراقتدار تھی اس کے مقابل مسلم لیگ کے امیدوار چودھری علی اکبر تھے حکومت کی تمام تر قوت مسلم لیگ کے خلاف تھی یہ بڑے معرکے کا انتخاب تھا مسلم لیگ نے رابطہ عوام کی مہم شروع کی طالب جالندھری اوران کے ساتھیون نے ایک ایک گاؤں کا دورہ کیا جلسے ہوئے طالب نظم پڑھتے اور جلسہ کولوٹ لیتے گویا انہوں نے شوالک کی چوٹیوں کو پاکستان کے نغموں سے معمور کر دیا تھا۔ مسلم لیگی کارکنوں نے ایسی لہر دوڑائی کہ جاگیردار امیدوار کو راہ فرار اختیار کرنا پڑی اور یونی نسٹ حکومت نے انتخاب ملتوی کرانے ہی میں اپنی خیریت سمجھی اسی طرح کا ایک ولولہ انگیز واقعہ اور بھی ہے انگریزی کے عہد حکومت میں پنجاب کے وزیراعلیٰ خضر حیات ٹوانہ کے ملت اسلامیہ کے مفاد کو پس پشت ڈالنے کی بات اب تاریخ کا حصہ ہے تاہم وہ اپنے آپ کو مسلمانوں کے سامنے جواب دہ ہونے سے بے نیاز سمجھتے تھے وہ انگریزی گورنر کے آلہ کار تھے پنجاب میں اس زمانہ میں جاگیرداروں کا بڑا زور تھا اور عوام ان سے دبے ہوئے تھے۔ مسلم لیگ نے عوام کو بیدار کرنے کے لیے ایک جامع پروگرام مرتب کیا بعد میں مختلف مسلم لیگی کارکنوں کو مامور کیا کہ وہ عوامی جلسوں سے خطاب کریں پنجاب کے جن فعال اور سرگرم مسلم لیگی کارکنوں کے سپرد یہ کام کیا گیا ان میں طالب جالندھری بھی شریک تھے طالب نے امرتسر گورداسپور اور لدھیانہ ہوشیار پور گوجرانوالہ لاہور اور سرگودھا کا دورہ کیا ان جلسوں میں اپنا کلام پڑھا وہ پنجابی میں نظم پڑھتے ان کا بے ساختہ کلام لوگوں کے دلوں میں اتر جاتا ایک نظم کا مطلع ہے۔

منزلاں تے کول کول قدم ودھائی چل
نعرہ پاکستان والا مومنا لگائی چل

یہ نغمہ پاکستان پمفلٹ کی صورت میں شائع ہوا تھا گویا یہ ایک اعزاز تھا جو طالب کے حصے میں آیا تھا ان کے کلام کی مقبولیت اور پذیرائی سے ان کی نظریاتی سوچ کا اظہار جھلکتا ہے ۱۹۴۵ء میں شملہ کانفرنس ناکام ہوئی تو کانگریسی حلقوں نے قائداعظم پر بڑی تنقید کی انہیں برطانوی سامراج کا آلہ کار قرار دینے کی مذموم سعی کی اسی روز طالب نے اپنے تاثرات کو ایک خوبصورت نظم کی شکل دی اسے ایک بڑے جلسہ عام میں سنایا اور خوب داد پائی اب یونی نسٹ حکومت کی نگاہ میں کھٹکتے تھے۔ ان کی سرگرمیاں حکومت کے لیے ناقابل برداشت تھیں انہیں اور ان کے والد کو گرفتار کر لیا گیا جس پر حمید نظام مرحوم نے نوائے وقت میں اداریتی نوٹ لکھا اور حکومت طالب کو رہا کرنے پر مجبور ہوئی ۱۹۴۶ کے انتخابات میں انہوں نے شب وروز کام کیا انتخابات کے بعد لاہور کے موچی دروازہ میں ایک جلسہ عام ہوا جس میں ملک وزیر محمد ایم ایل اے کا خیر مقدم کیا گیا اس جلسے میں بھی طالب نے بڑے معرکے کی نظم پڑھی جس سے بڑا جوش وخروش پیدا ہوا اس نظم کا ٹیپ مصرع یہ تھا

حریت دا پرچم اڑا ونداچلا جا
غریباں کی قسمت جگاؤندا چلا جا

(نوائے وقت سنڈے میگزین ۲۳ا کتوبر ۱۹۸۷ءص ۸)

میاں عبدالکریم کونسلر فیصل آباد قمطراز ہیں ہماری دکان کے قریب ہی ایک جامع مسجد تھی اس مسجد میں نماز باجماعت ہونے پر ہندو اور سکھوں کو سخت اعتراض بلکہ دشمنی انتہا تک پہنچ چکی تھی اور انہوں نے مسلمانوں کو چیلنج کر دیا تھا کہ ہم جمعہ کا خطبہ اور نماز نہیں ہونے دیں گے اسلام کے شدیدائیوں اور فدائیون نے اس چیلنج کو قبول و منظور کیا ہمارے بزرگ چچا جان الحاج محمد رمضان مرحوم حاجی میاں خوشی محمد اور والد محترم بھی کافی مسافت طے کر کے مسجد میں پہنچ گئے کیونکہ ہماری رہائش گاہ محلہ عیدگاہ دائم گنج میں تھی وہاں سے ہماری دکان سلائی مشین جامع مسجد سے تقریباً تین میل پر تھی پورے شہر میں کافی تعداد میں جذبہ شہادت سے سرشار مسلم نوجوانوں کا بے پناہ ہجوم اور بزرگ جمع ہونا شروع ہو گئے خطبہ جمعہ شروع ہوا اور مسلمان نماز سے فارغ ہوئے ہی تھے کہ دشمنانِ اسلام نے شدید دباؤ کے بعد تلواروں نیزوں خنجروں چھریوں اور کلہاڑیوں سے مسلح سکھوں ہندو غنڈے شراب وغیرہ سے بدست ہو کر نہتے مسلمانوں پر حملہ کر دیا بزرگوں اور دیگر نمازی اپنے دفاع کے لیے مٹی کے لوٹے جو کہ مسجد میں کافی تعداد میں تھے بطور دفاع اٹھائے اور ہندو سکھ غنڈے کے منہ و سر پر مارتے تلوار وغیرہ چھین لیتے اور یہی تلوار اور غنڈوں کو گاجر مولی کی طرح کاٹے چلے جاتے تھے رب ذوالجلال کی رحمت سے اس دوران کارزار میں مسلمانوں کو فتح نصیب ہوئی یہ فتح بین بڑی قربانی اور دلیری کے بعد ملی کیونکہ کافی تعداد میں ہمارے بزرگ شدید زخمی اور شہید ہوئے لوٹے کیونکہ مٹی کے تھے ہندو اور سکھ ان کو بم سمجھتے ہوئے میدان کارزار میں اپنے کافی زخمی اور مردوں لوگوں کو چھوڑ کر بھاگ نکلے لوٹا بم...... روزنامہ آفتاب لاہور ۱۴۔اگست ۱۹۸۳ء)

حافظ مولانا الحاج عبدالغنی اویس ایبٹ آباد کے ایک مضافاتی گاؤں سلھڑ میں خطیب مسجد کے فرائض ادا کرتے تھے علاقہ رش میں انہیں بڑی قدر و منزلت حاصل تھی عدالتیں دین مسائل کے بارے میں فتویٰ جات ان سے حاصل کرتی تھیں قرآن و حدیث اور دیگر دینی کتب کا علم بیشار لوگوں نے ان سے حاصل کیا اور اکثر ان میں سے مختلف جگہوں پر دین کی تبلیغ میں مصروف عمل ہیں ضلع ہزارہ میں (جو کہ اب ہزارہ ڈویژن بن چکا ہے) سول نافرمانی کی تحریک زور شور سے جاری تھی جلسے جلوس پر پابندی کی وجہ سے لوگ جوق در جوق گرفتاریاں پیش کر رہے تھے بہت سے سرکردہ رہنما گرفتار کئے جا چکے تھے اور ان کو سنٹرل جیل ہری پور میں بھیجا جا رہا تھا ان شخصیات میں محمد جلال الدین روم (عرف جلال بابا) سابق مرکزی وزیر مملکت عبدالعزیز چشتی سیکرٹری جنرل ہزارہ مسلم لیگ و دیگر زعمائے ہزارہ شامل تھے گرفتاریوں کی پیش کش اتنی زیادہ ہوگئی تھی کہ دفعہ ۱۴۴ کا نفاذ کرنا پڑا جلوس کے شرکاء جامع مسجد ایبٹ آباد سے نکلتے اور گرفتاریاں پیش کرتے تھے آخر کار ایک ایسا یادگار

دن آیا کہ جس دن جلوس کی قیادت جناب مولانا عبدالغنی ادیس مرحوم مغفور نے کرنی تھی جامع مسجد سے ان کی قیادت میں ایک جلوس تھانہ صدر کی طرف روانہ ہوا پولیس کا جم غفیر تھانہ کے پاس جلوس کو روکنے کے لیے تعینات تھا سینٹ جان نامی انگریز ڈپٹی کمشنر نے تھانہ صدر کے سامنے سڑک عبور کرنے والے کو گولی سے اڑانے کا حکم صادر کیا ہوتا تھا مولانا مرحوم و مغفور جلوس کی قیادت کرتے ہوئے اس مقام پر پہنچے تو لوگ حیران و ششدر ان کی بے خوفی کو دیکھ رہے تھے اور انتظار میں تھے کہ مرحوم کیسے اور کس طرح ڈپٹی کمشنر کے حکم کی خلاف ورزی کریں گے پولیس تیار کھڑی تھی لیکن شاباش اس بے باک نڈر تحریک پاکستان کے کارکن اور اس جیسے دیگر پاکستان کے جیالوں پر جن کی قربانیوں کی وجہ سے ہمیں آزاد اسلامی مملکت پاکستان نصیب ہوا مولانا نے جس بے خوفی اور ہمت سے ڈپٹی کمشنر کے حکم کی خلاف ورزی کی یہ انہی کا حصہ ہے انہوں نے تھانہ صدر کے سامنے سڑک پر اس لائن کو عبور کیا جس کو عبور کرنے پر گول سے اڑانے کا حکم صادر کیا گیا تھا ان کی ہمت اور استقلال کے سامنے حکومت وقت بے بس دکھائی دے رہی تھی مولانا کو گرفتار کیا گیا اور ہری پوری جیل بھیج دیا گیا اور قید تنہائی میں رکھا گیا آپ ضلع مسلم لیگ کے صدر تھے جلسوں میں خوش آوازی سے تلاوت قرآن پاک سنانے میں بہت مشہور تھے عمر کے آخری ایام ضعف و نقاہت اور بیماری میں گزارے (نوائے وقت لاہور سنڈے میگزین ص ۱۰)

پہلی گول میز کانفرنس لندن (۱۹۳۰ء) میں شرکت کے لیے مسلم لیگ کا سولہ رکنی وفد نامزد کیا گیا تھا ان قائدین میں مولانا محمد علی جوہر بھی شامل تھے جو شدید علیل اور موت و حیات کی کش مکش میں مبتلا تھے جب بمبئی سے جہاز میں سوار ہونے لگے تو یہ بڑا رقت انگیز منظر تھا آپ کو سٹریچر پر بٹھا کر کہ بحری جہاز میں سوار کرایا گیا الوداع کہنے والوں کا جم غفیر موجود تھا جن کے دل آپ کی حالت پر اندیشہ دور دراز سے ملول اور آنکھیں پرنم تھیں چند حضرات نے ہمت کر کے پوچھ ہی لیا کہ جناب: خدانخواستہ آپ کو کچھ ہو گیا تو ملت اسلامیہ کی ناخدائی کون کرے گا آپ نے بڑے یقین و خلوص سے فرمایا گھبراؤ نہیں میرے بعد بھی ایک اور محمد علی موجود ہے وہ انشاء اللہ ملت اسلامیہ کے سفینے کو طوفان سے نکال کر لے جانے کی صلاحیت رکھتا ہے (نوائے وقت سنڈے ۶ مارچ ۱۹۸۷ء ص ۵۔)

حضرت علامہ حکیم محمد جلال الدین (۱۹۲۱۔۱۹۴۸ء) نے تحریک پاکستان وچ ودھ چڑھ کے حصہ لیا (امرتسری لکھیار از میاں ظفر مقبول پی ایچ ڈی مطبوعہ بزم مولا شاہ ۱۴ A-چوہان روڈ اسلام پورلاہور ۲۰۱۸ء ص 115)

حضرت محمد شریف المعروف حافظ امرتسری (۱۹۱۶۔۱۹۹۱ء) تحریک پاکستان دے بڑے اہم کارکن سن ۱۹۴۲ء وچ آپ سول لائن مسلم لیگ دے جنرل سیکرٹری ورکنگ کمیٹی دے ممبر تے مسلم لیگ کونسل دے کونسلر بنے۔ (ایضاً ص ۱۲۲ء)

حضرت علامہ محمد عبداللہ منہاس (۱۸۸۶۔۱۹۴۹ء) مسلم لیگ دے بڑے حامی سن ۱۹۰۹ء وچ ''مسلمانان ہند کی سب سے بڑی

خوبی اور سب سے نمایاں کمزوری دے سرناویں ہیٹھ ایک مضمون لکھیا تے تمغہ ملیا تے خیر مضمون کتابی شکل وچ چھپیا ۱۹۰۵ء وچ شملہ وچ لارڈ منٹو نال ملاقات دے ویلے آپ نواب محسن الملک دے سیکرٹری سن آپ اخبار وکیل دے مدیر وی سن ایک اداریہ لکھیا تے بغاوت دے الزام پاروں جیل گئی تے سر فضل حسین نے آپ دی وکالت کیتی تے رہا ہو گئے امرتسر دے روزنامہ تنظیم ہفت روزہ راجپوت ہفت روزہ استقلال ہفت روزہ گفتار تے لاہور دے ہفت روزہ حمایت اسلام دے مدیر اعلیٰ تواڈ ماہنامہ جہاں نما دے دی مدیر اعلیٰ تے صوبہ سرحد دے روزنامہ شہباز دے چیف ایڈیٹر وی رہے مسلم یونیورسٹی فاؤنڈیشن کمیٹی دے کارکن تے مسلم کانفرنس دی ورکنگ کمیٹی دے کارکن تے مجلس خلافت ہند دی ورکنگ کمیٹی دے اولین ممبر سن پاکستان بنن توں پہلاں امرتسر دے مضافاتی شمالی مسلم لیگ دے صدر سن قرارداد پاکستان (۱۹۴۰ء) ویلے موجود سن تے اوس توں بعد دولت خداداد پاکستان دے ناں نال ایک کتابچہ چھاپیا بہت ساریاں کتاباں دے مصنف نے مؤلف نین خضر حیات دی وزارت وچ وی اک مہینہ نظر بند رہے ملکی ونڈ مگروں پاکستان آئے تے ۱۲ جولائی ۱۹۴۹ء نوں فوت ہوئے (ایضاً ص ۳۴۷-۳۴۸)

میاں محمد اسماعیل منظر (۱۹۱۰-۱۹۹۷ء) آپ دے والد میاں محمد دین حضرت سائیں مولا شاہ مجھیوی علیہ الرحمہ دے پتر سن آپ ماسٹری دے نال نال دیہات سدھار جہاں تحریکاں نے تحریک پاکستان وچ ودھ چڑھ کے حصہ لیندے سن اعلیٰ کارکردگی پاروں محکمہ نے آپ نے آپ نوں SV دی سپیشل سند عطا کیتی (ایضاً ص ۳۷۸)

علامہ تاج الدین اطہر نظامی (۱۹۲۴ء) نے سیاسی زندگی دے حوالے نال مولانا ظفر علیخان دی جماعت اتحاد ملت جائن کیتی فیر جدوں ایہہ جماعت مسلم لیگ نال رل گئی تے آپ ایس دے سرگرم رکن بنے اوس ویلے پنجاب مسلم لیگ دے صدر ملک برکت علی تے سیکرٹری چوہدری غلام رسول ایڈووکیٹ سن۔ ۱۹۴۰ء توں ۱۹۴۷ توڑی تحریک پاکستان وچ ودھ چڑھ کے حصہ لیا قائداعظم دی صدارت وچ ہون والے جلسیاں وچ آپ نے کئی وار قومی نظماں پڑھیاں ۱۹۴۵ء وچ لارڈ ویول دی شملہ کانفرنس دے سلسلے وچ کبڈی دے ناں نال اکلمی چوڑی نظم لکھ کے قومی نظماں دی بسم اللہ کیتی (ایضاً ص ۱۶۵)

تحریک پاکستان میں پنجابی شاعروں اور نثر نگاروں نے اپنے قلم کی مدد سے بھرپور کردار ادا کیا اور اس سلسلے میں مولا بخش کشتہ فقیر محمد فقیر دائم اقبال دائم ظہیر نیاز بیگی طالب جالندھری اور دیگر لکھاریوں نے ناقابل فراموش خدمات انجام دی ہیں...... پنجابی شعراء عوامی رجحانات کو تحریک پاکستان کی جانب نہ موڑتے تو تخلیق پاکستان کا مرحلہ اتنی آسانی کے ساتھ طے نہ پایا (نوائے وقت ۲۳ اگست ۱۹۸۰ء ص ۸)

علامہ محمد حسن جوہر جالندھری (۱۸۹۶ء-۱۹۹۱ء) اکثر مسلم لیگ کے جسیاں وچہ نظماں پڑھدے نے سن (فیصل آباد دی پنجابی لغت از

جلسیاں

ڈاکٹر سعادت علی ثاقب مطبوعہ شعبہ پنجابی اورینٹل کالج پنجاب یونیورسٹی لاہور ۲۰۱۷ء ص ۷۲)

علامہ حافظ شاہ محمد صدف جالندھری (۱۹۲۸ء۔ ۲۰۰۲ء) تحریک پاکستان چلی تے صدف نے کئی قومی نظماں ں لکھیاں نالے آزادی کی تحریک وچ عملی حصہ وی لیا (ایضاً ص ۱۰۴)

منٹگمری ایبٹ روڈ کراسنگ پر مسجد قدسیہ کے خطیب مولانا عنائت اللہ صاحب نماز جمعہ سے پہلے اپنے خطاب کے دوران میں اکثر یہ قصہ بیان کیا کرتے تھے جس کے الفاظ کچھ اس طرح ہیں: برکت علی ہال میں پیر جماعت علیشاہ صاحب کے زیر صدارت مشائخ کانفرنس ہوئی پیر صاحب نے اپنی تقریر میں کہا کہ انہوں نے خواب میں قائداعظم کو نبی کریم ﷺ کی صحبت میں دیکھا ہے اس لیے ہمیں قیام پاکستان کی جدوجہد میں قائداعظم کو سپورٹ کرنا چاہیے اسی دوران میں ایک بزرگ نے پیر صاحب کی خدمت میں ایک رقعہ بھیجا کہ ایک داڑھی منڈے شخص کو حضور کی قربت کیسے نصیب ہوگئی۔ پیر جماعت علیشاہ صاحب علیہ الرحمہ جلال میں آگئے رقعہ کی عبارت سب کو سنائی اور کہا جس بزرگ نے یہ رقعہ لکھا ہے وہ توبہ کرے ورنہ اس کی اخیر اچھی نہ ہوگی مٹتا ہوا لاہور از منیر احمد منیر مطبوعہ آتش فشاں ۷۸۔ سٹیج بلاک علامہ اقبال ٹاؤن لاہور ۲۰۱۸ء ص ۴۴)۔

تحریک خلافت اپنے جلو میں عدم تعاون لائی اسے بھی کمال ہشیاری سے گاندھی نے اُچک لیا اس کے پرچار کے لیے مولانا آزاد نے موچی دروازے کی اس جلسہ گاہ میں قدم رنجہ فرمایا مسجد چینیاں والی کے خطیب مولوی عبدالواحد غزنوی اور عبداللہ چغتائی بھی وہاں پہنچے عبداللہ چغتائی کے بہ قول .... ابتدائی جملوں میں ابوالکلام نے وضاحت کی کہ میں یہاں آپ لوگوں سے مہاتما گاندھی کی طرف سے میرا پراتھنا کرنے ارسال کیا گیا ہوں کہ کسی طرح عدم تعاون پر عمل پیرا ہو جاؤ میں نے دور سے دیکھا کہ مولوی عبدالواحد نے ابتدائی جملوں کو سن کر ہی درویش عبدالکریم کو واپسی کا اشارہ کیا تھا۔ چلو یہ ملعون گاندھی کا بھیجا ہوا یہاں آیا ہے اللہ کا نام نہیں لیتا اور ان ابتدائی جملوں کو سن کر ہی واپس آگئے (حوالہ: دارالعلوم دیوبند ۲۰۱۳ء) ص ۶۲ مٹتا ہوا لاہور ص ۴۸)۔

مولانا ابوالکلام آزاد ہندوستان میں تحریک خلافت کے ایک بانی تھے۔ ۱۹۲۰ء میں مسئلہ خلافت کے عنوان سے اس کے حق میں مضامین لکھے کمال اتاترک نے ۳ مارچ ۱۹۲۴ء کو خلیفہ عبدالحمید کو ملک بدر اور ملوکیت کی چربہ خلافت کے خاتمے کا اعلان کیا مولانا ابوالکلام آزاد نے پلٹا کھایا اور روزنامہ زمیندار لاہور میں سلسلہ وار مضامین میں کمال اتاترک کے تنسیخ خلافت کی حمایت میں لکھا (ایضاً ص ۴۸)

اس طرح جمعیت العلمائے ہند نے پسپائی اختیار کی اور کمال اتاترک کو اس قرارداد کے ذریعے زبردست خراج تحسین پیش کی:

جمعیت علماء ہند کا یہ اجلاس مجاہد اعظم غازی مصطفی کمال پاشا جو ترکی کے استخلاص اور استقلال تام کی روح رواں تھے کی وفات حسرت آیات پر

دلی صدمے کا اظہار کرتا ہے۔ ان کی وفات کے ملت اسلامیہ کا ایک عظیم مفکر اعظم اور مجاہد اکبر مسلمانوں سے جدا ہو گیا خدا تعالیٰ غازی موصوف کو جنت الفردوس میں جگہ دے اور ملت ترکیہ کو احیاء قوائے ملت میں ان کے نقش قدم پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے (جمعیت علمائے ہند کا گیارہواں اجلاس دہلی ۳۔۴۔۵ مارچ ۱۹۳۹ء۔ بحوالہ جمعیت العلماء ہند۔ دستاویزات مرکزی اجلاس ہائے عام ۱۹۱۹ء۔۱۹۴۵ء جلد دوم مرتبہ پروین روزینہ۔ ص ۶۳۳ پبلشر: قومی ادارہ برائے تحقیق تاریخ ثقافت۔ پوسٹ بکس ۱۱۳۰ اسلام آباد۔ مُنا ہوالا ہور ص ۴۸)

دہلی دروازہ کے بارہ مارچ ۱۹۴۲ء میں جمعیت العلماء ہند کا اجلاس ہوا مولانا احمد علی جمعیت العلماء ہند پنجاب کے صدر تھے صدر کانگریس مولانا ابوالکلام آزاد تے اختتام کیا جمعیت کے مرکزی صدر مولانا حسین احمد مدنی نے اپنے خطبہ صدارت میں اکھنڈ بھارت پُرزور دیا تو ڈاکٹر ضیاء الاسلام نے پاکستان زندہ باد کا نعرہ لگا دیا۔ جمعیت کے ورکر ان پر ٹوٹ پڑے ایک ڈنڈا کمر میں ایسا لگا کہ اخیر تک ان کی کمر کی ہڈی میں سوجن آتی رہی (مُنا ہوالا ہور ص ۷۵)

۱۹۵۳ء میں عطاء اللہ شاہ بخاری نے تقریر کی اس بارے میں کرنل (ر) عبدالحئی نے بتایا: ۵۳ء میں انٹی قادیانی موومنٹ چلی تو میں یہاں مجسٹریٹ تھا لاہور دہلی دروازہ کے باہر مشہور احراری لیڈر سید عطاء اللہ شاہ بخاری نے تقریر کے دوران میں اپنے خطیبانہ انداز میں کہا: محمد علی جناح یہ کہہ کر شاہ جی نے تھوڑا توقف کیا پھر کہا قائد اعظم محمد علی جناح پھر ذراء کے اور بولے آپ نے رحمۃ اللہ علیہ تو نہیں کہہ دیا ہی توقع رکھتا تھا کہ ﷺ بھی کہہ دیتے...... پھر شاہ جی نے یہ بھی کہا کہ اگر کوئی شریف گھرانے کا لڑکا زن بازاری کو بیان لائے تو شریف لوگ اسے بہ امر مجبوری قبول کر لیتے ہیں ہم نے بھی پاکستان کو اسی طرح تسلیم کیا ہے............ (سٹنا ہوالا ہور ص ۷۵۔۷۶)

دارالعلوم دیوبند کے مہتمم اور صدر مدرس کانگریس کی ہمنوا جمیعۃ العلماء ہند کے صدر مولانا حسین احمد مدنی نے کہا ہندو مسلم بھائی بھائی۔ ایسی جمہوری حکومت جس میں ہندو، مسلمان، سکھ، عیسائی اور پادری سب شامل ہوں حاصل کرنے کے لیے سب کو متفقہ کوشش کرنی چاہیے ۔ ایسی مشترکہ آزادی اسلام کے عین مطابق ہے اور اسلام اس آزادی کی اجازت دیتا ہے (زمزم ۷ جولائی ۱۹۳۸ء)۔ پاکستان اور کانگریسی علماء کا کردار از مولانا ضیاء الحامدی نقشبندی مجددی مطبوعہ مکتبۃ الرضا اندرون ٹکسالی گیٹ لاہور ۱۹۷۰ء ص ۱۸)

مولوی محمد میاں ناظم جمیعۃ العلماء ہند لکھتے ہیں مسلم لیگ کی موجودہ حالت سے جو بے دینی پھیل رہی ہے اور جو نقصان اسلام اور مسلمانوں کو حاصل ہو رہا ہے وہ کانگریس تو درکنار ہندوستان کے تمام ہندوؤں سے نہیں پہنچ رہا ہے (مولانا ظفر احمد صاحب کے فتویٰ پر تبصرہ ص ۹ ۔ پاکستان اور کانگریسی علماء کا کردار ص ۲۰)

مولوی حبیب الرحمن عثمانی مہتمم دارالعلوم دیوبند کا فتویٰ۔ ہندو مسلمان باوجود اختلاف مذہب کے کسی مشترک مقصد کی تحصیل کے لیے

متفق ہو سکتے ہیں ایسا اتفاق شریعت کے کسی قاعدے کے خلاف نہیں ہے بلکہ ایسی حالت میں کہ مسلمانوں کو ان کے دینی مقاصد کی تحصیل میں تقویت حاصل ہوتی ہو۔ یہ اتفاق ضروری ہو جاتا ہے (جواز شرکت کانگریس ص ۱۰۔ پاکستان اور کانگریسی علمائے کا کردار ص ۲۱)

مولوی احمد علی نائب مفتی دار العلوم دیوبند کا فتویٰ۔ جہاں مسلمانوں کو کفار و مشرکین سے مدد لینی جائزے وہیں اپنے مخصوص مقاصد و اغراض صحیح کی بناء پر ان کی مدد کرنی یا ان کی حمایت کرنی یا ان کے جھنڈے کے نیچے لڑنا بھی شرعاً جائز ہے (جواز شرکت کانگریس ص ۴۴۔ پاکستان اور کانگریسی علماء کا کردار ص ۲۱)

مفتی محمد نعیم رکن جمیعۃ العلماء ہند کا عزم مفتی محمد نعیم مسٹر منشی کی تقریر پر جو انہوں نے لدھیانہ میں اکھنڈ بھارت کانفرنس میں کی۔ سن کر نہ پکار اٹھے لبیک یا جس لبیک گھبرایئے نہیں پاکستان کی ہم مخالفت کریں گے یہ نظریہ اسلام کے خلاف ہے (ہندوستان ٹائز ۸۔۹۔۴۱۔ پاکستان اور کانگریس علماء کا کردار ص ۲۱۔)

مولا ابوالکلام آزاد پاکستان کے سلسلے میں رقمطراز ہیں: میں اس کا اعتراف کرتا ہوں کہ پاکستان کا لفظ اس میری طبیعت قبول نہیں کرتی اس کا مطلب یہ ہے کہ دنیا کا ایک حصہ تو پاک ہے باقی ناپاک۔ پاک اور ناپاک کی بنیاد پر کسی قطعۂ ارض کی تقسیم غیر اسلامی اور روح اسلام کے بالکل منافی ہے۔ اسلام اس طرح کی کوئی تقسیم قبول نہیں کرتا (تحریک پاکستان اور نیشلسٹ علماء ص ۷۶۔ پاکستان اور کانگریسی علماء کا کردار ص ۲۳)

حضرت سید احمد حسین شاہ گیلانی القادری المعروف محبوب ذات قدس سرہ العزیز (۱۸۹۸۔ ۱۹۶۱ء) ڈاکٹر صاحبزادہ سید شاہ حسین وردو مسعود میراں رقمطراز ہیں) ۱۹۴۸ء میں جب آل انڈیا مسلم لیگ نے کانگریس کے مقابلہ میں الیکشن لڑا تو اس وقت ہندوستان کے کون کونے سے مسلم لیگ کے مشاہیر دعا کے لیے حضرت محبوب ذات آف منڈیر سیداں شریف کے پاس تشریف لاتے رہے جن میں نواب ممدوٹ سردار عبدالرب نشتر خواجہ ناظم الدین شیخ کرامت علی راجہ غضنفر علیخان سر سعد اللہ خان یہ حضرات جب بھی آئے عقیدت بھرے دل سے بھرپور ہو کر آئے اور منظور ہو کر گئے مجھے یاد ہے کہ ۱۹۴۶ء میں خود ایک عزیز کے ساتھ دعا کے سلسلے میں حاضر ہوا تو وہاں پر پیر صاحب مانکی شریف اور شیخ کرامت علی بھی موجود تھے میں نے محسوس کیا کہ دونوں طرف سے انتہائی پیار و شفقت کا مظاہرہ ہو رہا تھا آپ فرماتے تھے کہ بھائیو! فقیر نے ہندوستان کے مسلم اکثریت کے علاقوں میں لکیر لگتے دیکھ لی ہے پاکستان تو بن کر رہے گا مگر اگلے سال قیام پاکستان عمل میں آیا آپ کے مریدین جہاں جہاں تھے۔ بخیریت پاکستان پہنچ گئے آپ نے قتل عام کے دنوں میں فرما دیا تھا کہ میرے مریدین کا جانی نقصان قطعاً نہیں ہوگا (ماہنامہ تبیان الاسلام لاہور جون ۲۰۱۵ء ص ۳۲۔ ۳۳)

مسعود قزلباش صاحب نے سردار عبدالرب نشتر کے ملفوظات قلمبند کئے ہیں وہ نشتر کی زبانی لکھتے ہیں۔ قائداعظم رحمۃ اللہ علیہ مانکی شریف لے گئے میں بھی ساتھ تھا وہاں بہت سے پیران کرام اور علمائے عظام جمع تھے اور سب مؤدب ہو کر بیٹھے ہوئے ہاتھ ناف پر باندھے ہوئے) جب قائداعظم چلنے لگے تو وہ سارے دینی اکابر ہاتھ ناف پر باندھے قائداعظم کے پیچھے روانہ ہوئے یہ منظر دیکھ کر مجھے بار بار ہنسی آئی اور میں مشکل سے روکتا۔ جب کارروانہ ہوئی تو میں نے قائداعظم سے عرض کیا کہ ہم لوگ ان بزرگان عالی کان کی خدمت میں حاضر ہوئے ہیں تو دست بستہ منہ سے بات نہیں نکلتی مگر آج وہ آپ کے سامنے اور آپ کے پیچھے ادب کی تصویر بنے ہوئے تھے بار بار ہنسی آئی جو میں نے مشکل سے روکی قائداعظم مسکرائے اور میرا کندھا تھپتھپاتے ہوئے فرمایا برخودار: میں کوئی دینی بزرگ نہیں محدث ،مفسر یا فقیہہ ہونے کا دعویٰ نہیں بات صرف یہی ہے کہ ان لوگوں کو یقین ہے کہ میں نہ بکوں گا اور نہ ان لوگوں کو اور قوم کو بیچوں گا محض اس بات کے باعث یہ لوگ میری عزت کرتے ہیں اور اعتماد بھی تم بھی مرکز اعتماد و عزت بننا چاہو تو دیانت و امانت کا مجسمہ بن جاؤ (ماہنامہ سوئے حجاز لاہور جنوری ۲۰۱۵ئ ص ۶۱ ـ ۶۲)

ایک مرتبہ پروفیسر محمد منور مرزا صاحب (مرحوم) نے اپنے کرم فرما دوست جسٹس محبوب مرشد صاحب سے پوچھا کہ آپ از راہ کرم قائداعظم کے بارے میں اپنی ذاتی رائے سے آگاہ فرمائیں اس پر انہوں نے فرمایا کہ بھئی اللہ تعالیٰ نے اس دھان پان وجود میں سات ولیوں کی روحانی طاقت ودیعت کر رکھی تھی ورنہ کیا یہ کام ہونے والا تھا جو انہوں نے کر دکھایا (ایضاً ص ۶۱)

بدرالدین بدر (۱۹۰۹ء۔ ۱۹۸۸ء) تحصیل پھالیہ کے گاؤں پاہڑیانوالی میں پیدا ہوئے اس دور میں یہ علاقہ ہندوؤں کی اکثریت والا علاقہ تھا اور مسلمان تعداد میں کم تھے اس کا اثر بچپن ہی میں بدرالدین کی زندگی پر بڑا گہرا اثر پڑ رہ لکھتے ہیں: تیسری جماعت میں تھا جب بڑے بھائی اور ہمشیرہ کی شادی ہوئی باراتیوں کی تواضع کے لیے گائے ذبح کی گئی ہندوؤں نے ہنگامہ کھڑا کر دیا ایک سکھ لڑکا بھی مارا گیا اور یوں گھر سے بے گھر ہونا پڑا صحت اور تعلیم دونوں اس سے متاثر ہوئے ذاتی مطالعہ سے ،بہت کچھ سیکھا (تذکرہ شعرائے منڈی بہاء الدین از پروفیسر اکبر علی غازی مطبوعہ بزم فروغ فکروفن سیالکوٹ ۲۰۱۵ء ص ۹۸)

گلشیر احمد گل کے دادا احمد دین ولد محمد دین آہند راجپوت ایک گورنمنٹ کنٹریکٹر تھے اور ان کے شراکت دار نواب آف ٹانک نواب قطب الدین تھے قائداعظم نے جب قوم سے چندے کی اپیل کی تو انہوں نے اپنی جیب سے چار سے پانچ سو تک کی رقم بطور چندہ ادا کی اور کہا یہ چندہ اہل ٹانک کی طرف سے ہے (ایضاً ص ۳۵۷ـ۳۵۸)

حضرت خواجہ محمد ظہیر الدین سیالوی مدظلہ العالی رقمطراز ہیں میرے برادر مکرم ومحترم شیخ الاسلام حضرت خواجہ محمد قمر الدین سیالوی صاحب کا تحریک پاکستان میں اہم کردار رہا ہے جب ۱۹۴۷ء میں عظیم مملکت حاصل ہوئی تو انہوں نے قائداعظم کو نہایت مدلل نوازش نامہ

تحریری کیا کہ ہم نے حصول پاکستان کے لیے شب وروز جدوجہد کی اور تکالیف برداشت کیں صرف اسلام کی خاطر کہ پاکستان میں قرآن وسنت کے مطابق قانون نافذ ہوگا اب جناب سے توقع ہے کہ اب خدا تعالیٰ کے فضل وکرم سے پاکستان معرض وجود میں آگیا ہے آپ فی الفور اسلامی شریعت مقدمہ کی قانون سازی کا اعلان فرمادیں تو قائداعظم صاحب کا جوابی مراسلہ جس وقت پہنچایا گیا ظہر کی نماز کے بعد حضرت بھائی صاحب کے پاس بیٹھا تھا تو حضرت صاحب نے مجھے وہ مکتوب دکھایا جس میں قائداعظم نے لکھا کہ ہمیں اس کا پوری طرح اعتراف ہے کہ آپ حضرات کی کوششوں اور قربانیوں سے ہی یہ ملک پاکستان حاصل ہوا ہے اور آپ یقین کریں کہ اس میں قرآن وسنت کے مطابق اسلامی قانون ہی نافذ ہوگا دوسرا کوئی قانون نہیں بن سکتا قائداعظم ایک عظیم انسان اور راست گو سیاستدان تھے وہ جو بات کہتے اس پر عمل کرتے مگر ان کی عمر نے وفا نہ کی قائداعظم صرف ایک سال تک زندہ رہے (فوز المقال فی خلفاء پیر سیال جلد نہم از حاجی محمد مدیر احمد چشتی مطبوعہ انجمن قمر الاسلام سلیمانیہ ایس ٹی ۱۳ بلاک نمبر ۲ کہکشاں کلفٹن کراچی ۲۰۱۰ء ص ۶۰۵۔۱۲۰۶)

ایک دفعہ حضرت خواجہ حافظ محمد ضیاء الدین سیالوی قدس سرہ العزیز خواب میں حضور شیخ الاسلام سیالوی علیہ الرحمہ کو ملے آپ گھوڑے پر سوار تھے اور آپ کے پیچھے فرشتوں کی سبز فوج کا دستہ تھا جس کی آپ کمان فرمارہے تھے حضور شیخ الاسلام سیالوی نے عرض کی کہ آپ کدھر تشریف لیجارہے ہیں آپ نے فرمایا کہ ۱۹۶۵ء کی پاک بھارت جنگ شروع ہو چکی ہے آپ بھی آئیں اور جہاد میں سرگرم حصہ لیں حضور شیخ الاسلام سیالوی نے عرض کی کہ پاکستان کی بری حالت ہے آپ نے فرمایا کہ کم از کم کوئی مسلمان یہاں پناہ تو لے سکتا ہے اس لیے پاکستان کا باقی رہنا ضروری ہے۔ پھر حضور شیخ الاسلام سیالوی نے بھی حصہ لیا اور بعض غلاموں نے آپ کو دیکھا (فوز المقال فی خلفاء پیر سیال جلد ہشتم ص ۲۷۵)

حضرت قاضی حمید الدین نواں شہری (۱۸۹۶۔۱۹۷۹ء) نے نہ تو کبھی سرکاری ملازمت کی اور نہ تحریک پاکستان کے علاوہ کسی سیاسی جماعت یا تحریک سے وابستہ رہے (فوز المقال فی خلفاء پیر سیال جلد نہم ص ۱۰۰)

حسب روایت حضرت خواجہ غلام فخر الدین سیالوی جب حضور شیخ الاسلام سیالوی پہلی دفعہ ۱۹۳۸ء میں حج کر کے واپس تشریف لائے تو میں نے عرض کیا حضرت: آپ نے مدینہ طیبہ میں سرکاری دوعالم ﷺ سے کیا مانگا: حضور شیخ الاسلام نے جواباً ارشاد فرمایا۔ یہ شعر عرض کر کے سرکار ابد قرار ﷺ سے پاکستان مانگا۔

اے شہ خیر البشر اب لے خبر ہند کی شتاب
قوم انگلش ہچوں کشمش خوردہ کردہ خراب

الحمدللہ سرکار دوعالم ﷺ سے حضور سیالوی نے پاکستان مانگا ہنوز تحریک میں جان نہیں پڑی تھی...... (فوز المقال فی خلفاء پیر سیال

جلد نہم ص ۱۵۰۔۱۵۱)

ایک عینی شاہد جناب علامہ محمد ذاکر حسین شاہ رقمطراز ہیں حضور شیخ الاسلام سیالوی نے کانگرس اور یونی نسٹ پارٹی کا پوری قوت سے مقابلہ کیا او. پورے برصغیر میں مسلم لیگ کے لیے ان تھک دورے فرمائے آستانہ عالیہ شریف سے وابستہ خلفاء کے لیے حکم تھا کہ تحریک پاکستان کو کامیاب کرنے کے لیے پوری قوت سے کام کیا جائے اس حد تک سختی تھی کہ جو وابستہ دربار سدابہار سیال شریف مسلم لیگ کا ساتھ نہ دے وہ سیال شریف کی طرف رخ نہ کرے مجھے اچھی طرح یاد ہے کہ پیر کھارا کے پیر صاحب نے یونی نسٹ پارٹی کا ساتھ دیا اور پیر سیال شریف حاضری دی تو آپ ان سے نہیں ملے وہ معافی کے لیے آپ کے پلنگ شریف کے نیچے بیٹھے رہے اور سب لوگ یہ منظر دیکھتے رہے حتی کہ حضور شیخ الاسلام کے چچا جان حضرت میاں عبداللہ سیالوی نے نماز عصر کے بعد گزرتے ہوئے یہ منظر دیکھا اور حضور سیالوی کو کہا یہ پیر ہیں اور اعلیٰ خاندان سے ہیں چارپائی کے نیچے سے تو اٹھا دیں آپ نے توجہ نہیں فرمائی جو الفاظ اس وقت آپ کی زبان سے نکلے اتنے سخت تھے کہ ہم کسی مصلحت کی وجہ سے نقل نہیں کرنا چاہتے (المصطفیٰ والمرتضیٰ المعروف بہ تذکرہ چشتیہ شمسیہ مطبوعہ لاہور ۲۰۰۳ء فوز المقال جلد نہم ص ۱۵۴))

حضرت شیخ محمد حبیب سلطان قادری (۱۹۰۳ء۔۱۹۷۰ء) خانوادہ اعوان سے تعلق رکھتے تھے حضرت سلطان باہو قدس سرہ العزیز کی اولاد امجاد میں سے تھے اپنے والد ماجد حضرت شیخ محمد امیر سلطان قادری سے بیعت وخلافت رکھتے تھے بعد میں حضرت خواجہ محمد قمرالدین سیالوی کے دست اقدس پر بھی بیعت کا شرف حاصل کیا آپ نے تحریک پاکستان میں بھرپور کردار ادا کیا چنانچہ تحریک پاکستان کے سرگرم کارکن ڈاکٹر محمد عظیم خان نیازی بیان کرتے ہیں۔صوبہ سرحد کے ریفرنڈم میں پاکستان کی حمایت میں بھرپور کردار ادا کیا سلطان باہو کے پوتے حبیب سلطان اور مجھے پنجاب سے ڈیرہ اسماعیل خان بھیجا گیا وہاں پیر صاحب زکوڑی شریف نواب ٹانک نصر اللہ وغیرہ کے ساتھ کام کیا ہمارے مقابلہ میں عبدالغفار خان مفتی محمود اور ولی خاں تھے ہم نے صوبہ سرحد میں پاکستان کے حق میں زبردست مہم چلائی آخر کار کامیاب ہوئے 1946ء کے الیکشن میں مسلم لیگی ممبران کی بھرپور مدد فرمائی اور ان بزرگان کی مساعی سے پاکستان معرض وجود میں آیا (ایضاً ص ۱۸۰۔۱۸۱)

حضرت خواجہ سید عبدالحمید شاہ ترمذی المعروف سید نذر حسین شاہ (۱۸۹۹ء) آل انڈیا سنی کانفرنس مرادآباد میں منعقدہ ۱۶ تا ۱۹ مارچ ۱۹۲۵ء میں علمائے ومشائخ اور لاکھوں کے اس مجمع میں آپ بھی موجود تھے۔آپ نے تحریک پاکستان اور تحریک ختم نبوت میں قائدانہ کردار ادا کیا (ایضاً ص ۱۸۵۔۱۹۰)

حضرت حکیم مولانا محمد یعقوب چشتی (۱۸۷۶ء۔۱۹۴۲ء) نے باوجود اعلیٰ تعلیم یافتہ ہونے کے فرنگی ملازمت کو پسند نہیں کیا تحریک خلافت میں بھرپور حصہ لیا اور آزادی وطن کے لیے عمر بھر کوشاں رہے (ایضاً ص ۵۲۱)

حضرت خان جہان خان موسیٰ خیلی (۱۸۵۷ء۔ ۱۹۷۲ء) کی ولادت موسیٰ خیل ضلع میانوالی میں ہوئی ابتدائی تعلیم کے بعد فوج میں بھرتی ہو گئے پھر ملازمت چھوڑ کر رفاعی اور سماجی کالوں میں مصروف ہو گئے نمبرداری اور ذیلداری کے فرائض بھی بحسن خوابی انجام دیئے تحریک پاکستان میں مسلم لیگ کا بڑھ چڑھ ساتھ دیا اور کانگرس کو اپنے علاقے میں پھٹکنے نہ دیا شمس العارفین حضرت خواجہ محمد شمس الدین سیالوی علیہ الرحمہ کے مرید باصفا تھے مجاہد ملت حضرت مولانا محمد عبدالستار خان نیازی پر خصوصی شفقت تھی (ایضاً ص ۱۱۳۔ محمد صادق قصوری: مکاتیب مجاہد ملت جلد اول مطبوعہ ۲۰۱۰ء مجاہد ملت فاؤنڈیشن برج کلاں ضلع قصور ص ۲۰۴)

حضرت مولانا عبدالمجید صاحب بچ جالندھری جالندھر کے لیگی کارکن حضرت بچ جالندھری مورخہ ۲۔۵۔۴۷ء کو حاضرِ ضمانت پر رہا کر دیئے گئے پولیس نے آپ کے وارنٹ گرفتاری ۱۔۵۔۴۷ کو جاری کئے تھے واقعات یوں بیان کیے جاتے ہیں کہ مسلم لیگ کی سابقہ پُر امن سول نافرمانی کے سلسلہ میں بچ صاحب کو زیر دفعہ ۸ / ۱۲ سیفٹی آرڈینس بتاریخ ۲۵ / ۱ / ۴۷ گرفتار کیا گیا مورخہ ۳ / ۱ / ۴۷ کو عدالت ماتحت نے انہیں ایک سال سزائے قید بامشقت سے نوازا ۲۷ / ۲ / ۴۷ کو جب کہ جملہ اسیران کولیشن وزارت رہا ہوئے انہیں بھی رہا کر دیا گیا رہائی سے قبل بچ صاحب کی طرف سے عدالت ماتحت کے فیصلہ کے خلاف سیشن کورٹ میں اپیل دائر کر دی گئی تھی اس اپیل کا فیصلہ مورخہ ۱۱/۳/ ۴۷ کو یعنی رہائی کے ۱۳ دن بعد سنا دیا گیا فاضل جج نے پبلک سیفٹی آرڈی نہیں کو سرے سے خلاف قانون قرار دیتے ہوئے بچ صاحب کو باعزت طور پر بری کر دیا پولیس سیشن کورٹ کے اس فیصلہ کے خلاف ہائی کورٹ میں چیلنج کر چکی ہے بچ صاحب ۱۲ / ۵ / ۴۷ کو ہائی کورٹ میں پیش ہو رہے ہیں (نوائے وقت ۷ مئی ۱۹۴۷ء) تحریک پاکستان اور نیشنلسٹ علماء از چوہدری حبیب احمد مطبوعہ احمد جاوید فاروقی پبلشرز داتا دربار مارکیٹ لاہور ۲۰۱۴ء ص ۹۲۸۔۹۸۹)

علامہ علاؤالدین صدیقی کا دورہ ہوشیار پور۔ ہوشیار پور (ڈاک سے) علامہ صدیقی مدظلہ نے ڈسٹرکٹ مسلم لیگ ہوشیار پور کے زیر اہتمام ضلع ہوشیار پور کے تینوں شہری اور دیہاتی انتخابی حلقوں کا دورہ فرمایا نماز جمعہ جامع مسجد ہریانہ میں ادا کی جس کے بعد مسلمان ہریانہ کے ایک عظیم الشان مجمع میں مسلم لیگ اور پاکستان کے موضوع پر تقریر فرمائی بعد نماز عشا یوم فتح کی تقریب میں جو سٹی مسلم لیگ کے زیر اہتمام منائی گئی شرکت فرمائی اور ہزارہا مسلمانوں کے مجمع کو تقریباً دو گھنٹے اپنی بصیرت افروز تقریر سے مسحور کئے رکھا آپ نے مسلمانوں کو مرکزی اسمبلی کی شاندار فتح پر مبارکباد دی اور فرمایا کہ یہ فتح اس بات کی دلیل ہے کہ خدا کی رضا ہمارے ساتھ ہے زاں بعد قائداعظم کی درازئ عمر اور مسلم لیگ کی کامیابی کے لیے دعا فرمائی اگلے روز علامہ صدیقی دوسوہہ تحصیل میں تشریف لے گئے (نوائے وقت ۹ جنوری ۱۹۴۶ء) تحریک پاکستان اور نیشنلسٹ علماء ص ۱۹۳۸)

لدھیانہ میں ایک مسلم لیگی نوجوان کا دردناک قتل

احراری لیڈروں کی اشتعال انگیزی رنگ لائی

۴ جنوری لدھیانہ سے ایک نوجوان مسلمان کے دردناک قتل کی اطلاع موصول ہوئی ہے مرحوم مسلم لیگ کا پُرجوش اور مخلص ورکر تھا چند احراریوں نے ایک بحث کے دوران میں چاقو مار مار کر اسے قتل کر ڈالا اس ہولناک قتل سے سارے شہر میں اضطراب پھیلا ہوا ہے اور مرحوم محمد صدیق کے والد میاں محمد حیات سے جو لیگ کے مخلص حامیوں میں سے ہیں دلی ہمدردی کا اظہار کیا جارہا ہے بعض احراری کارکنوں کی یہ حرکت قابل ٹھہری ہے کہ انہوں نے مرحوم محمد صدیق کو احراری ظاہر کر کے قتل کی ذمہ داری سے بچنے کی راہ نکالی ہے سردار شوکت حیات خان نے ایک بیان میں محمد صدیق مرحوم کو پاکستان کی راہ میں پہلا شہید کہا ہے اور اس کے والد اور لواحقین سے ہمدردی ظاہر کی ہے سردار صاحب نے لدھیانہ کے مسلمانوں کو تلقین کی ہے کہ صبر و ضبط سے کام لیں اور احراری غنڈہ گردی کے باوجود تحمل کا دامن نہ چھوڑیں (نامہ نگار نوائے وقت ۵ جنوری ۱۹۴۶ء) تحریک پاکستان اور نیشنلسٹ علماء ص ۶۵۵۔۶۵۶)

لدھیانہ سے واپسی پر بیگم جہان آرا شاہنواز کے بیان کا ایک اقتباس: میں شہید موصوف کے مکان پر بذات خود گئی اور میری آنکھوں نے جو جگر خراش نظارہ دیکھا اسے میں مرتے دم تک فراموش نہیں کر سکتی شہید کی ماں اپنی مغموم بہن کا غم بیان کرتے ہوئے میرا کلیجہ کانپتا ہے جب ہم شہید کی والدہ سے بغل گیر ہوئے تو ان کی آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے اور انہوں نے کہا: بہنوں میں نے تو مسلم لیگ کو سب سے بڑا چندہ دے دیا ہے میرا بچہ مسلم لیگ اور پاکستان کی راہ میں شہید ہو گیا۔ بہنو ہم پاکستان لے کے رہیں گے مگر دنیا تو سونی ہو گئی۔ (ایضاً ص ۶۵۶۔نوائے وقت ۸ جنوری ۱۹۴۶ء)

حضرت دیوان سید آل مجتبیٰ علیخاں رحمۃ اللہ علیہ (۱۹۲۰ء۔۲۰۰۱ء) سیاست آپ کے نزدیک سیاست شجر ممنوعہ نہیں ہے۔ مگر ذاتی مفادات کے تحت کبھی سیاست میں نہیں الجھے البتہ قومی اور ملکی خدمت سمجھ کر ۱۹۴۶ء میں حضور دیوان صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے ولی عہد اور جانشین کے طور پر اجمیر شریف سے بنوں تشریف لائے اسی زمانے میں ضلع بنوں خاص طور پر کانگریس کا مرکز تھا اس صورت حال سے صوبہ سرحد اور بنوں کے ممتاز ترین مسلم لیگ لیڈر وزیر زادہ گل محمد اور جناب ملک دمساز خان صاحب بہت پریشان تھے ان صاحبان نے مسلم لیگ کی زیادہ سے زیادہ عوامی مقبولیت بڑھانے کے لیے حضور دیوان صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے ولیعہد جناب دیوان آل مجتبیٰ علیخان سے درخواست کی کہ یہ علاقہ عاشقان درگاہ عالیہ اجمیر شریف سے وابستہ ہے چنانچہ آپ ایک جلسہ عام کی صدارت فرمائیں جناب دیوان صاحب نے یہ دعوت اس موقع کی مناسبت اور ضرورت کے تحت قبول فرمائی کیونکہ آپ ملک خداداد پاکستان کا حصول مسلمانوں کے لیے ناگزیر سمجھتے تھے لہٰذا آپ ایک طویل سفر

کر کے بنوں تشریف لائے اور اس جلسہ کی صدارت فرمائی مسلم لیگ کو بھر پور حمایت ملی آپ کی شرکت کا نتیجہ یہ ہوا کہ علاقہ میں مسلم لیگ کا اثر بڑھ گیا اور مسلم لیگ کو اپنے مقصد میں نمایاں کامیابی ہوئی (خواجہ غریب نواز اجمیری کے حقیقی سجادہ نشین از پروفیسر ڈاکٹر سید آل اظہر انس مطبوعہ دار العلوم معینیہ چشتیہ گلشن سلطان الہند پوسٹ آفس قطبال تحصیل فتح جنگ ضلع اٹک ۲۰۰۹ء ص ۳۷۷)

عظیم قلمکار ادیب شہیر نامور محقق حضرت علامہ چودھری نور احمد مقبول (۱۹۱۸ء۔۲۰۰۷ء) فرماتے ہیں مجلس احرار مسئلہ شہید گنج میں عدم دلچسپی کے باعث اپنی مقبولیت کھو بیٹھی......۷۔۳۔۱۹۳۶ء کے انتخابات میں پنجاب سے مسلم لیگ کے ٹکٹ پر صرف دو زعماء کامیاب ہوئے شیخ برکت علی اور راجہ غضنفر علیخاں۔ راجہ صاحب مسلم لیگ سے مستعفی ہو کر سکندر حیات وزارت میں وزیر بن گئے پنجاب اسمبلی میں مسلم لیگ کے ترجمان صرف شیخ برکت علی رہ گئے یہ عاجز ان ایام میں بھی مسلم لیگی تھا اور آج بھی ہے مزید فرماتے ہیں۔ ہٹلری جنگ کے آغاز پر کانگرس اور انگریزی حکومت میں اختلاف پیدا ہو گیا کانگرس وزارتیں مستعفی ہو گئیں ۳۱ اکتوبر ۱۹۳۹ء میں مسلم لیگ نے یوم نجات منایا اس خوشی میں پارسی اچھوت تنظیمیں بھی شامل ہوئیں ۲۳ مارچ ۱۹۴۰ء لاہور کے تاریخی اجلاس میں مسلم لیگ نے قرار داد منظور کی گو لاہور کی فضا خاکساروں اور گورنمنٹ کے تصادم سے مکدر تھی اور سر سکندر حیات وزیر اعظم پنجاب نے قائد اعظم کو لاہور میں ان ایام میں جلسہ نہ کرنے کا مشورہ بھی دیا مگر قائد اعظم نے یہ مشورہ قبول نہ کیا اور یہ اجلاس نہایت شاندار طریقہ سے ہوا یہ عاجز اسلامیہ کالج کے طلباء میں شامل ہو کر پنڈال میں دو رویہ لائن میں موجود تھا جہاں سے قائد اعظم اور مس فاطمہ جناح گزرنے والے تھے جب قائد اعظم دیگر زعماء کے ساتھ جلسہ گاہ (منٹو پارک) میں تشریف لائے تو فلک شگاف نعروں مسلم لیگ زندہ باد قائد اعظم زندہ باد سے پنڈال گونج اٹھا اس عاجز نے بہت قریب سے قائد اعظم کو دیکھا وہ بڑے سکون اور مکمل اطمینان سے سٹیج پر تشریف لائے (آپ بیتی یعنی اپنی زندگی مستعار کے خودنوشت حالات از علامہ چودھری نور احمد مقبول نور احمد مقبول نقشبندی مجددی مطبوعہ مکتبہ کرمانوالہ کرمانوالی منزل مقبول سٹریٹ افضال روڈ سانده کلاں لاہور ۲۰۰۰ء ص ۴۲۔۴۳۔۵۶)

مولانا محمد جامع مسجد کے خطیب تھے اور با اثر شخصیت تھے۔ کھوڑہ میں مسلم لیگ کے روح رواں تھے (ایضاً ص ۱۹۵)

مجاہد اسلام پیر عبد الرحیم شہید بھر چونڈی شریف (۱۹۱۰ء۔۱۹۷۱ء) آپ کے والد ماجد حضرت پیر عبد الرحمن علیہ الرحمہ تحریک پاکستان کے مجاہد تھے۔ آپ نے بھی اپنے والد کے نقش قدم پر چلتے ہوئے قیام پاکستان کے لیے بھر پور جدوجہد کی آپ عزم و استقلال اور جرأت و بہادری کا پیکر تھے آپ نے اپنے والد محترم کی قیادت میں صوبہ سندھ میں جماعت احیاء الاسلام قائم کی ایک اخبار الجماعت بھی جاری کیا آپ نے سندھ کے طول و عرض میں دورے کر کے ہزاروں افراد کو جماعت کا ممبر بنایا آپ کی کوششوں کے نتیجے میں سندھ میں کانگریس کا زور ٹوٹ گیا آپ کی تنظیم کی قوت کا اندازہ اس بات سے لگایا جا سکتا ہے کہ سندھ کے انتخابات میں احیاء الاسلام کے ٹکٹ پر پانچ افراد اسمبلی کے

ممبر منتخب ہوئے کراچی میں مسلم لیگ کے اجلاس میں آپ نے اپنی جماعت کو مسلم لیگ میں ضم کر دیا ۱۹۴۶ء میں آل انڈیا سنی کانفرنس (بنارس) میں اپنے والد کی قیادت میں ڈیڑھ سو افراد کے ساتھ شریک ہوئے آپ کے والد گرامی کا یہ کارنامہ تاریخ میں ہمیشہ زندہ رہے گا کہ جب انگریز نے جناح صاحب سے مطالبہ کیا کہ وہ مسلم اکثریت والے صوبوں میں سے کسی اسمبلی میں اپنی اکثریت کا ثبوت دیں تو پیر صاحب کی مجاہدانہ کوششوں کے باعث اسمبلی ہال میں تحریک پاکستان کو مطلوبہ تائید حاصل ہوئی۔ احیاء الاسلام کے بعد آپ جمعیت علماء پاکستان کے صوبائی نائب صدر منتخب ہوئے ۱۹۶۵ء کی جنگ میں راجھستان کے محاذ پر جہاد میں خود بھی حصہ لیا اور اپنے مریدین حر مجاہدین کے کئی دستے محاذ پر روانہ کئے اسلام دشمن طاقتیں آپ کی سخت دشمن تھیں۔ سندھ میں راجہ داہر کی حمایت کے فتنے کا ڈٹ کر مقابلہ کیا آپ پر کئی قاتلانہ حملے ہوئے بالآخر ۲۱ ستمبر ۱۹۷۱ء کو مخالفین نے حملہ کر کے شہید کر دیا آپ کے جنازہ میں ایک لاکھ افراد نے شرکت کی آپ کا مزار بھر چونڈی شریف ضلع سکھر میں ہے (تحریک پاکستان اور علمائے حق از انجینئر عبد المصطفیٰ قادری مطبوعہ بزم قادریہ رضویہ اسلام آباد۔ کراچی س ن ص ۲۴۔ ۲۵)

حضرت پیر عبد الرحیم شہید علیہ الرحمہ یہ بات بھی ماننے کے لیے تیار نہ تھے کہ قائد اعظم محمد علی جناح نے اسلام کا نعرہ مسلمان قوم کو بے وقوف اور گمراہ کرنے کے لیے لگایا اور وہ حقیقتاً یہاں اسلام نافذ نہیں کرنا چاہتے تھے آپ کے نزدیک قائد اعظم کے بارے میں یہ مغالطہ آفرینی بھی اسی گروہ کا شاخسانہ ہے جو قرآنی اصطلاح میں ظالم، مسرف، مستبد اور آج کی اصطلاح میں جاگیردار سرمایہ دار بیوروکریٹ کہلاتا ہے آپ ذاتی طور پر قائد اعظم محمد علی جناح کو جانتے تھے متعدد بار ان سے ملاقاتیں کر چکے تھے آپ کے نزدیک وہ اکل کھرے انسان تھے وہ منافق ہرگز نہیں تھے اسلام کے بارے میں گہرے اور عمیق مطالعے کی بنا پر قائد اعظم انتہائی فراخ دلی اور اعتماد کے ساتھ پاکستان کو اسلام کے مثالی طرز حکومت کا نمونہ بنانا چاہتے تھے جبھی تو وہ ہر مقام پر اسلام اسلام پکارتے رہے آج جو لوگ ان کے بارے میں شکوک وشبہات پیدا کر رہے ہیں وہ منافق ہیں اور اسلام سے گلوخلاصی حاصل کرنے کے لیے قائد اعظم کا سہارا لیتے ہیں ان ظالموں کا اس خدائی نظام پر نہ تو ایمان ہے اور نہ یہ اس کی برکات سے باخبر ہیں پیر عبد الرحیم شہید علیہ الرحمہ کو پاکستان کی تحریک سے جو جذباتی وابستگی تھی وہ سراسر ایک آزاد فلاحی مملکت کے قیام کے خواب پر مبنی تھی امین الملت میر محمد امین خان کھوسہ اس قلبی وابستگی کا ذکر کرتے ہوئے ایک جگہ لکھتے ہیں ”پیر علی محمد راشدی (مرحوم) کی مسلم لیگ سے ان بن ہوئی تو انہوں نے ایک روز مجاہد اسلام حضرت پیر عبد الرحمن رحمۃ اللہ علیہ سے نہایت دردمندانہ لہجے میں کہا (یہ غالباً ۱۹۴۶ء کا واقعہ ہے۔ تحریک پاکستان اپنی منزل سے ہمکنار ہونے کو تھی حضرت پیر عبد الرحمن علیہ الرحمہ ایک سال سے کراچی میں مقیم تھے اور پاکستان کے قیام کے لیے زبردست جدوجہد کر رہے تھے) حضور: مسٹر جناح اپنے آپ کو قائد اعظم کہلواتے ہیں حالانکہ یہ لقب رسالت مآب ﷺ کے ساتھ خاص ہے راشدی صاحب جانتے تھے کہ اگر پیر صاحب اس موڑ پر مسلم لیگ کی حمایت سے ہاتھ کھینچ لیں تو اسے زبردست نقصان پہنچ سکتا ہے

اس لیے انہوں نے پیر صاحب کی کمزور رگ یعنی اسلام اور عظمت رسالت کا پتہ پھینکا آپ راشدی صاحب کی باتیں سن کر بہت غمگین ہوئے اور اپنی جماعت (جو دو سو سے زیادہ کی تعداد میں ہمراہ تھی) کو واپسی کے لے تیاری کا حکم دیا اتنے میں باہر سے پیر عبدالرحیم شہید آ گئے انہوں نے تیاری کے آثار دیکھ کر حیرت سے وجہ پوچھی تو فقراء نے ساری بات گوش گزار کی آپ جلدی سے اپنے والد گرامی حضرت پیر عبدالرحمن علیہ الرحمہ کے کمرے کی طرف لپکے اس وقت حضرت پیر عبدالرحمن علیہ الرحمہ کھڑے تھے اور میر ہزار خان نوناری نرم الفاظ میں آپ کو روکنے کی کوشش کر رہے تھے کہ پیر عبدالرحیم دھاڑیں مار کر روتے ہوئے آپ کی ٹانگوں سے لپٹ گئے اور کہنے لگے میں ہر گز آپ کو نہ جانے دوں گا پہلے پاکستان بنائیں پھر یہاں (کراچی) سے جائیں میر ہزار خان بھی یہ منظر دیکھ کر آبدیدہ ہو گئے یہ صورت حال دیکھ کر پیر عبدالرحمن علیہ الرحمہ کرسی پر بیٹھ گئے اور جماعت کی تیاری موقوف ہو گئی (پیر عبدالرحیم شہید بھرچونڈی شریف از سید محمد فاروق القادری ایم اے مطبوعہ حافظ الملت اکیڈمی خانقاہ عالیہ بھرچونڈی شریف ڈہرکی ضلع سکھر سندھ ۱۹۹۹ء ص ۱۵۱ تا ۱۵۳)

سید عظمت علی شاہ صاحب ۱۹۳۲ء میں پیدا ہوئے زمانہ طالب علمی سے ہی حضرت قائداعظم کے لیے بے حد شیدائی تھے آپ نے مسلم لیگ نیشنل گارڈ کے سالار اعلیٰ شیخ کریم الدین سید شاہ محمد غازی سید واجد علی شاہ ڈاکٹر سلیم اللہ اور دیگر مقامی زعماء کے ہمراہ ۱۹۴۶ء کے انتخابات میں دن رات کام کیا (ماہنامہ نظریہ پاکستان لاہور جون ۲۰۱۹ء ص ۱۴)

میاں محمد اختر کا تعلق پشاور سے ہے اپنے طالب علم ساتھیوں کے ساتھ مل کر تحریک پاکستان اور قیام پاکستان کے وقت تاریخی ریفرنڈم میں حتی القدور کردار ادا کیا میاں اختر صاحب بتاتے ہیں کہ جب حضرت قائداعظم ۱۹۴۸ء میں پشاور تشریف لائے تو ان سے ہاتھ ملانے کا شرف حاصل کیا۔ (ایضا ص ۱۴)

میاں محمد بخش قادری چشتی صاحب ۱۹۲۱ء میں ضلع جھنگ میں پیدا ہوئے آپ بطور رضا تحریک پاکستان کے ہراول دستے میں شامل رہے ۱۹۴۶ء کے تاریخی انتخابات میں میجر سید مبارک علیشاہ کرنل عابد حسین شاہ، مہر غلام فرید اور مہر شوکت حیات کپلانہ سمیت دیگر متعدد زعماء کے ہمراہ سرگرم اور فعال رہے (ایضا ص ۱۵)

حافظ نذیر احمد صاحب یو پی کے ضلع بجنور میں ۱۹۱۹ء میں پیدا ہوئے ۲۳ مارچ ۱۹۴۰ء کے تاریخی جلسے میں بنفس نفیس شرکت کی حافظ نذیر احمد صاحب پنجاب مسلم سٹوڈنٹس فیڈریشن کے آفس سیکرٹری کے طور پر نہایت مستعدی کے ساتھ قیام پاکستان کی جدوجہد میں حصہ لیتے رہے۔ (ایضا ص ۱۷)

حضرت علامہ مولانا حکیم محمد رمضان قریشی ہاشمی صاحب کی ولادت ۱۹۰۱ء میں ہوئی ۲۳ مارچ ۱۹۴۰ء کو تاریخی جلسہ میں شامل ہوئے

نومبر ۱۹۴۵ میں منعقد ہونے والے مرکزی اسمبلی کے انتخابات میں مولانا رمضان قریشی صاحب نے ماندہ کلاں نواں کوٹ راجگوہ سانده خورد سگیاں ستارا اور نواحی علاقوں میں تن من دھن سے مولانا ظفر علیخاں کی کامیابی کے لیے جدوجہد کی (ایضاً ص ۱۹)

جناب الحاج غلام نبی بختاوری چکوال کے گاؤں ڈلوال میں ۲۵ دسمبر ۱۹۲۴ء کو پیدا ہوئے وہ تحریک آزادی کے ہراول دستے میں شامل رہے متعدد بار قید و بند کی صعوبتیں برداشت کیں انگریزی سرکار کا دباؤ اور معیشت پر چھائے ہندو بنئے کی ریشہ دوانیاں بھی انہیں ان کے کام سے نہ روک سکیں اور وہ فکر اقبال اور قائداعظم محمد علی جناح کے نظریات کی پیروی میں آگے بڑھتے رہے (ایضاً ص ۲۰)

انجمن نعمانیہ لاہور کی انتظامیہ اور اراکین نے بھی اعلیٰ حضرت محدث بریلوی کے خلفاء نے شانہ بشانہ تحریک پاکستان میں نہایت ہی سرگرمی سے حصہ لیا ہے جو تاریخ کا ایک روشن باب ہے تحریک پاکستان میں انجمن نعمانیہ کے اساتذہ کے اسمائے گرامی درخشاں نظر آتے ہیں نگران مرکزی مجلس رضا پرزادہ اقبال احمد فاروقی آنکھوں دیکھا حال بیان کرتے ہوئے تحریر فرماتے ہیں کہ تحریک پاکستان کے دوران میں نے حضرت محدث کچھوچھوی کو دارالعلوم نعمانیہ کے سٹیج پر علمائے اہلسنت کو آزادئ وطن کے لیے متحد کرتے پایا حضرت محدث کچھوچھوی کی کوششوں سے جب ۱۹۴۶ میں بنارس سنی کانفرنس ہوئی تو محدث مرحوم کی تحریک پر دارالعلوم کے سارے اساتذہ کانفرنس میں شرکت کے لیے بنارس پہنچے (ماہنامہ جہان رضا لاہور جنوری فروری ۱۹۹۶ء ص ۲۹۔ ماہنامہ جہان رضا لاہور ستمبر اکتوبر ۱۹۹۶ء ص ۲۴۔

سید ریاض الحسین شاہ (۱۹۱۳ء۔۱۹۸۶ء) نے روحانی تکمیل سید محمد ذاکر چن شاہ گیلانی کوئی سے ۱۹۳۰ء میں وادئ کشمیر میں ڈوگرہ حکومت کے کشمیری مسلمانوں پر ظلم و ستم کے خلاف تحریک میں بھرپور حصہ لیا گرفتار ہوئے اور قید بند کی صعوبتیں برداشت کیں شاہ کوٹ میں انجمن رضائے مصطفیٰ قائم کی شیخوپورہ میں مسلم لیگ قائم ہوئی تو آپ کئی برس تک اس کے عہدے دار رہے ۲۳ مارچ ۱۹۴۰ء کو منٹو پارک لاہور میں جب قرارداد پاکستان منظور ہوئی تو آپ نے ضلع شیخوپورہ کے مسلم لیگ کے ممبر کی حیثیت سے شرکت کی تھی (تاریخ شیخوپورہ از ڈاکٹر سید محمود حسین مطبوعہ لاہور ۱۹۹۹ء ص ۲۹۲۔ ۲۹۳)

سید انور علی (۱۸۹۸ء۔ ۱۹۷۵ء) دوران ملازمت مسلم لیگ سے وابستہ ہو گئے یہاں تک کہ آپ ہی کی کوششوں سے مرید کے میں مسلم لیگ کی ایک شاخ قائم ہوئی اور آپ اس کے صدر منتخب ہوئے دسمبر ۱۹۳۸ میں پٹنہ میں مسلم لیگ کے اجلاس میں شرکت کی اجلاس میں راجہ صاحب محمود آبادی کی خدمت ایڈریس پیش کیا ۲۳ مارچ ۱۹۴۰ء کو لاہور میں شرکت کی تھی قائداعظم سے شرف ملاقات حاصل ہوا ۱۹۴۲ء میں سیالکوٹ میں مسلم لیگ کے اجلاس میں شرکت کے لیے قائداعظم تشریف لے گئے راستہ میں مرید کے میں ایک جلسہ کا اہتمام سید صاحب نے کیا اور قائداعظم نے وہاں لوگوں کے ایک بڑے اجتماع میں خطاب کیا (ایضاً ص ۲۸۷)۔

ماسٹر خوشی محمد (۱۹۰۴ء-۱۹۹۱ء) پیشے کے لحاظ سے ایک پرائمری سکول میں مدرس تھے لیکن ۲۳ مارچ ۱۹۴۰ء کے مسلم لیگ کے اجلاس میں منعقدہ لاہور میں پوری لیگ کی مدد کر کے تاریخ میں نام پیدا کر لیا ہے ایک مورخ لکھتا ہے کہ ۲۳ مارچ ۱۹۴۰ء کو منٹو پارک لاہور میں مسلم لیگ کا اجلاس شروع ہو گیا۔ اجلاس میں شریک مسلم لیگیوں کے دوپہر کے کھانے کا کوئی بندوبست نہیں کیا گیا تھا جلسہ کے منتظمین بڑے پریشان تھے اس موقع پر مسلم لیگ کے ایک کارکن خوشی محمد نے دو بوری چاول اور ایک کنستر گھی فراہم کر دیا اس طرح یہ پریشانی دور ہوئی (ایضاً ص ۲۸۹)

میاں خوشی محمد تارڑ (۱۸۸۵-۱۹۶۸ء) کو انگریزوں سے اتنی نفرت تھی کہ اپنی اولاد کو سرکاری ملازمت اختیار نہ کرنے دی آپ یونی نسٹ حکومت کے سخت مخالف تھے آپ حافظ آباد میں مسلم لیگ کے ابتدائی رہنماؤں میں سے تھے حافظ آباد میں مسلم لیگ کا پہلا جلسہ ۱۹۳۰ء میں ہوا تھا اس تاریخی جلسہ میں نواب افتخار ممدوٹ سردار شوکت حیات اور میاں ممتاز دولتانہ آئے تھے اور اس جلسہ کی صدارت آپ نے کی تھی ۱۹۴۶ء میں مسلم لیگ کی یونی نسٹوں کے مقابلہ پر اس علاقہ میں فتح کا سہرا آپ کے سر تھا مسلم لیگ کی ٹکٹ پر کامیاب ہونے والے چوہدری راج محمد تارڑ آف رسول پور تارڑ آپ کے داماد تھے تارڑ قبیلہ میں یہ شخصیت سامراجی دشمنی میں واحد ہستی تھی (تاریخ حافظ آباد از عزیز علی شیخ مطبوعہ فکشن ہاؤس ۱۸ مزنگ روڈ لاہور ۱۹۹۷ء ص ۲۵۴)

جب بانیٔ پاکستان قائداعظم محمد علی جناح نے پنجاب میں مسلم لیگ کی تنظیم اور احیاء کا اہتمام کیا تو حافظ آباد کے قومی اور ملی درد رکھنے والے افراد نے یہاں مسلم لیگ کی بنیاد رکھی ان افراد میں ملک علی بہادر خان اور چوہدری خوشی محمد تارڑ پیش پیش تھے ان کی کوشش سے حافظ آباد مسلم لیگ کا گہوارہ بن گیا یہاں کے بزرگوں اور نوجوانوں نے تحریک پاکستان میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیا......ایضاً ص ۲۵۴)

سردار شوکت حیات کہتے ہیں ۱۹۴۶ء میں، میں اور راجہ غضنفر علیخاں قائداعظم کا پیغام لے کر مولانا مودودی کے پاس گئے اور کہا کہ آپ پاکستان کے لیے دعا کریں تو مولانا مودودی نے کہا: آپ میرے پاس ناپاکستان کے لیے دعا کروانے آئے ہیں" اگر کسی کو میری باتوں سے اختلاف ہے تو عدالت میں اس معاملے کو لے کر جائے میں سب باتوں کو ثابت کروں گا (روزنامہ جنگ لاہور ۱۴ دسمبر ۱۹۸۴ء۔ مخالفین پاکستان کا کردار از میاں محمد صادق قصوری مطبوعہ بزم رضا گوجرانوالہ ۱۹۸۴ء ص ۱۸)

مولوی ظفر علیخاں اہل دل ہونے کی کئی خصوصیات رکھتے تھے حضرت قبلہ عالم (حضرت پیر سید مہر علیشاہ گیلانی گولڑوی علیہ الرحمہ) کی صحت کا اثر لے کر جاتے ہوئے ایک پتے کی بات عرض کر گئے کہ جناب میں تو اہل اللہ کے اس دربار میں مسلمانان ہند کے لیے سلطنت مانگنے آیا ہوں۔ حضرت نے کچھ توقف کے بعد فرمایا میں دعا کرتا ہوں آپ بھی دعا کریں کہ اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ اس ملک کے مسلمانوں کو آزادی نصیب

فرمائیں اور ایسی حکومت بخشیں جو ان کے دین کی خدمت کر سکے چنانچہ حضرت قبلہ عالم قدس سرہ العزیز کے وصال کے دس سال بعد ہی اللہ تبارک وتعالیٰ نے اپنے مقبول بندے کی دعا کا اثر ظاہر فرمایا اور پاکستان عالم وجود میں آگیا (مہر منیر از مولانا فیض احمد فیض جامعہ غوثیہ گولڑہ شریف مطبوعہ گولڑہ شریف ۱۹۹۹۹ء ص ۲۷۷)

تحریک پاکستان کے وقت ہندوستان میں مدعیان اسلام کی تعداد دس کروڑ تھی جن میں سے نو کروڑ سے زائد اہلسنت وجماعت کا وہ سواد اعظم تھا جسے مبتدعین زمانہ نے بریلوی جماعت کے نام سے متعارف کیا ہوا ہے باقی جملہ فرقوں کے افراد کی مجموعی تعداد ایک کروڑ سے بھی کم تھی دیوبندی اہلحدیث جماعت اسلامی پرویزی گاندھوی اور مرزائی وغیرہ سارے مل کر مسلمانان اہلسنت وجماعت کا عشر عشیر بھی نہ تھے سنی کانفرنس بنارس میں پانچ ہزار علماء ومشائخ نے شمولیت کی سنیوں کے بیس ہزار رہنما یعنی علماء ومشائخ سنی کانفرنس کے رکن تھے گویا اتنے رہنما تھے اور اتنی قوم تھی (برطانوی مظالم کی کہانی عبدالحکیم خاں اختر شاہجہانپوری کی زبانی از علامہ عبدالحکیم خاں اختر شاہجہانپوری مظہری مطبوعہ لاہور ۱۹۷۶ء ص ۹۰۲)

ملک علی بہادر خان اعوان (۱۸۸۶ء۔۱۹۷۵ء) نے حافظ آباد میں اس وقت مسلم لیگ کا جھنڈا اٹھایا تھا جس وقت مسلم لیگ کا نام لینا بھی جرم تھا وہ یونی نسٹ دور حکومت تھا آپ نے مسلم لیگ کے لیے بے انتہا کام کیا خضر حکومت نے آپ کو مسلم لیگ چھوڑنے کے لیے چار مربع اراضی اور آپ کے چاروں بیٹوں کو نوکری کی پیش کش کی لیکن ملک صاحب نے کورا جواب دے دیا تھا (تاریخ حافظ آباد از عزیز علی شیخ مطبوعہ لاہور ۱۹۹۷ء ص ۳۰۶)

مولانا حامد علیخاں مولانا صلاح الدین احمد کے قریبی دوست تھے اور اکثر انہیں اپنے ساتھ کار میں لیے پھرتے تھے ایک دفعہ مولانا صلاح الدین احمد کی زبان سے حضرت قائداعظم محمد علی جناح کے بارے میں کوئی ایسی بات نکل گئی جو مولانا حامد علیخاں کو ناگوار گزری انہوں نے کار ایک طرف روکی اور مولانا صلاح الدین احمد سے کہا آپ مہربانی کریں میری گاڑی سے اتر جائیں قائداعظم کے بارے میں کوئی نازیبا بات میری برداشت سے باہر ہے مولانا صلاح الدین احمد چپ چاپ کار سے اتر گئے یہ شکر رنجی کچھ عرصہ تک جاری رہی (ماہنامہ الحمراء لاہور فروری ۲۰۱۸ء محفل احباب میں جمیل یوسف کے خط سے اقتباس)

جسٹس عبادت یار خان کہتے ہیں ایک شخص تھا وہ قائداعظم کے پاس جب بھی آتا تھا قائداعظم اس سے کھڑے ہو کر بات کرتے تھے اور بیٹھتے نہیں تھے جب تک وہ خود نہ بیٹھ جائیں۔ان کا نام حسرت موہانی ہے بہت بڑے بہت بڑے تحریک پاکستان کے اعتبار سے بہت بڑے ورکر تھے کہ وہ اپنا لوٹا اور اپنا سامان بوڑھے کندھے پر رکھ کر پھرتے رہتے تھے اور ان کے متعلق بھی ایک بڑا مشہور واقعہ ہیکہ ان کے پیچھے

انگریزوں کی سی آئی ڈی لگی رہتی تھی تو وہ بھی اس معاملے میں مست تھے پس ادھر سے گئے ادھر گئے اور بمبئی سے 10 میل کے فاصلے پر ہی اتر جاتے تھے اچھا وہ سی آئی ڈی والدان کے سامنے ہاتھ جوڑتا رہتا تھا کہ سر جی آپ نے جانا بمبئی ہے تو مجھے کیوں دس میل پیدل چلا رہے تو یہ اس آزمائش میں ان کو ڈالتے تھے۔(ماہنامہ نظریہ پاکستان لاہور جون ۲۰۱۹ء ص ۱۰۔۱۱)

سید علمدار حسین گیلانی ملتانی (۱۹۱۹ء۔۱۹۷۸ء) نے اپنے زمانہ طالب علمی ہی سے سیاست میں حصہ لینا شروع کر دیا اور آل انڈیا مسلم لیگ میں شمولیت اختیار کی جب وہ ایف اے کے طالب علم تھے تو انہوں نے اپنے بزرگ سید زین العابدین شاہ گیلانی اور مسلم لیگ ضلع ملتان کے صدر دادا مخدوم غلام بنی شاہ گیلانی کے ساتھ مل کر مسلم لیگ کے لیے کام کیا(ماہنامہ نظریہ پاکستان لاہور جون ۲۰۱۹ء ص ۲۴۴)

شیخ الحدیث حضرت علامہ مولانا محمد عبداللہ قادری مردانوی متوفی ۱۹۸۸ء نے تحریک پاکستان میں بھرپور کردار ادا کیا آپ جامعہ نعمانیہ فیض العلوم گوجرانوالہ کے بانی اور مہتمم تھے ان کا ختم چہلم ۸ دسمبر ۱۹۸۸ء کو ہوا(روزنامہ مشرق لاہور ۸ دسمبر ۱۹۸۸ء خبر مع تصویر)

علامہ آزاد بن حیدر (۱۹۳۲ء) کا سلسلہ نسب خلیفہ اول حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ملتا ہے۔ ۱۹۴۴ء میں بچہ مسلم لیگ کے دستے میں شامل ہو کر قائداعظم کے استقبال کا شرف حاصل کیا۔ ۱۹۴۶ء میں مجید نظامی اور مولانا عبدالستار خان نیازی کی قیادت میں مسلم سٹوڈنٹس فیڈریشن کی رکنیت حاصل کی۔ ۱۹۴۷ء میں رضا کار کی حیثیت سے واہگہ لاہور کیمپ میں خدمات سرانجام دیں اور قیام پاکستان کے اعلان کے ساتھ ہی قائداعظم کے شہر کراچی آ گئے یہاں آرام باغ کے مہاجر کیمپ میں خدمات سرانجام دیں قائداعظم نے ۱۸۔ اکتوبر ۱۹۴۷ء کو پہلی نماز عیدالفطر بندر روڈ پر عیدگاہ میدان کراچی میں ادا کی آزاد بن حیدر بھی آخر صفوں میں موجود تھے کراچی میں قائداعظم شہید ملت لیاقت علیخاں سردار عبدالرب نشتر اور مادر ملت محترمہ فاطمہ جناح کے جنازوں میں شرکت کی (انسائیکلو پیڈیا فاتح سرحد مولانا عبدالحامد بدایونی از آزاد بن حیدر مطبوعہ کراچی ۲۰۱۶ء ص ۱۲۰۷۔ قائداعظم چیلنج سیکولرازم از آزاد بن حیدر مطبوعہ کراچی س ن ص ۸۳۹ ہفت روزہ فیملی لاہور ۱۴ تا ۲۰ اگست ۲۰۱۶ء ص ۲۲، ماہنامہ افق کراچی دسمبر 2012ء)

قائداعظم نے لاہور ریلوے اسٹیشن کے سامنے آسٹریلین مسجد میں نماز جمعہ ادا کی قائداعظم نے مسجد مہابت خاں پشاور میں نماز جمعہ ادا کی (دی گریٹ لیڈر جلد دوم از منیر احمد منیر مطبوعہ آتش فشاں لاہور ص ۱۵۸۔ قائداعظم چیلنج سیکولرازم ص ۴۵۷)

قائداعظم رحمۃ اللہ علیہ نے کانگریس میں رہ کر ہندو شناسی میں کمال حاصل کیا تھا جس طرح حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ نے اکبر کے درباریوں خوشامدیوں اور ضمیر فروشوں کو قریب دیکھ کر ہندو کو پہچانا تھا اور اسلام اور مسلمانوں کو ان خطرات سے بچانے کا فیصلہ کیا قائداعظم نے بھی ہندو ذہنیت کو اچھی طرح جان کر اور سمجھ کر ہندو اکثریت کو خونخوار اکثریت قرار دیا تھا انہیں ہندو پر کوئی بھروسہ نہیں تھا تحریک آزادی سے

لے کر قیام پاکستان تک اور قیام پاکستان سے لے کر آج تک ہر مقام پر ہندو نے عملی طور پر یہ ثابت کر دیا ہے کہ حضرت مجدد علیہ الرحمہ اور قائد اعظم کے خیالات اور خدشات درست تھے (از مغان امام ربانی جلد دوم از ڈاکٹر محمد ہمایوں عباس شمس مطبوعہ شیر ربانی پبلی کیشنز لاہور ۲۰۱۰ء ص ۵۰۔۵۱)

عمومی طور پر خیال یہی ہے کہ ۱۹۳۰ء میں علامہ اقبال نے پہلی بار تقسیم ہند کی تجویز پیش کی اور یہ خیال اب اتنا پختہ ہو گیا ہے کہ بغیر دلائل کے اس کے خلاف کچھ بھی کہنا مشکل ہے حالانکہ پہلا شخص جس نے برصغیر کا تفصیلی تصویر پیش کیا وہ محمد عبدالقدیر تھا (تحریک آزادی ہند اور اسواد اعظم از پروفیسر محمد مسعود احمد ص ۱۵۹۔)

جدید مورخین میں مسئلہ تقسیم ہند پر بحث کرتے ہوئے غالباً سب سے پہلے ڈاکٹر اشفاق حسین قریشی (سابق وزیر تعلیم و وائس چانسلر کراچی یونیورسٹی) نے ان الفاظ میں عبدالقدیر بدایونی کی تجاویز کا ذکر کیا ہے: (ترجمہ) مارچ اور اپریل ۱۹۲۰ء میں بدایون کے اخبار ذوالقرنین نے ایک صاحب محمد عبدالقدیر بلگرامی کا گاندھی کے نام ایک کھلا خط شائع کیا تھا جس میں برصغیر کی تقسیم پیش کی گئی تھی اس میں انہوں نے مسلم اضلاع کی فہرست تک دی تھی جو مشرقی و مغربی پاکستان کی موجودہ سرحدوں سے کچھ زیادہ مختلف نہ تھی...... (تحریک آزادی ہند اور اسواد اعظم ص ۱۵۹)

۱۹۳۰ء میں سید سید علی بن سید فضل شاہ رحمۃ اللہ علیہ نے وفات فرمائی اپنے بڑے صاحبزادے سید محمد حسین کے نام لکھی گئی وصیتوں میں درگاہ حضرت سید علی ہجویری داتا گنج بخش لاہور پر مسلسل حاضری کا ذکر بھی تھا حضرت والد مخدوم وہاں حاضری کے پابند تھے روایت ہے کہ درگاہ حضرت داتا صاحب پر آنجناب کیلئے ایک حجرہ بھی مخصوص تھا سو آپ ہر سال وہاں حاضر ہوتے اور قیام و اعتکاف فرماتے حسب دستور صاحبزادہ سید محمد حسین کی وہاں حاضری شروع ہوئی تو وہاں کے کئی مشائخ و مخادیم اور علماء کے ساتھ نشست و برخاست ہونے لگی۔

حضرت سید محمد حسین شاہ گیلانی (۱۸۹۶ء۔۱۹۵۹ء) کی اسی قیام لاہور کے دنوں میں سالانہ عرس حضرت داتا صاحب پر علماء و مشائخ کی ملاقات کے دوران مسلمانوں کی علیحدہ وطن کے لیے دعا کی گئی اور ایک مشترکہ جدوجہد کے لیے عزم بالجزم کیا گیا تو آپ بھی اس سے واقف ہوئے مسلم قائدین سے ملاقات ہوئی جن میں مولانا ظفر علیخاں، حضرت علامہ اقبال، مولانا محمد بخش مسلم بی۔اے مولانا پیر سید فیض الحسن آلو مہاروی حافظ سید مسعود احمد شاہ اور سید محمد زکریا سہارنپوری قابل ذکر ہیں۔

مولانا ظفر علیخاں نے محمد بخش مسلم بی اے صاحب کی وساطت سے آپ کو ایک تنظیم کی بنیاد رکھنے پر ابھارا جو برصغیر کے مسلمانوں کی ذہنی پرداخت کے ساتھ ساتھ عملی تربیت بھی کرے نوجوانوں کے ملی اور قومی جذبے کو بیدار کرے دیہات کی سطح پر اس کو منظم اور فعال کیا جائے

سو آپ کو یہ تجویز پسند آئی تو آپ نے حزب غوثیہ کے نام سے ایک جماعت کی بنیاد ۱۹۳۲ء میں رکھی چند شواہد کی بنیاد پر یہ پتہ چلتا ہے کہ جماعت
کافی فعال تھی جس نے تحریک پاکستان میں خاصہ کردار ادا کیا ساتھ ہی ایک رسالہ شائع کرنے پر بھی اتفاق رائے ہوا الہٰذا الہادی کے نام سے
رسالہ بھی جاری کیا گیا جس میں اس دور کے لکھنے والے خود قبلہ سید محمد حسین صاحبزادہ فیض الحسن آلومہاروی ابوفیض منشی علم الدین اور مولانا محمد بخش
مسلم بی۔اے تھے ادھر ۱۹۳۰ء میں ہی علامہ اقبال نے اپنی فقید الشال خطبہ الہٰ آباد میں ایک علیٰحدہ ریاست کا تصور پیش کر چکے تھے جو آناً فاناً
مسلمانان ہند ہی مقبول ہوا اور آہستہ آہستہ مطمع نظر بنتا چلا گیا ساتھ ہی اس کے لیے مسلمانوں کی عملی کاوشیں بھی تیز تر ہوتی گئیں ایک دن سید محمد
حسین اپنے پیرومرشد حضرت صوفی احمد شاہ صابر کی خدمت میں حاضر تھے اور لاہور کے حالات سنا رہے تھے ساتھ ہی قیام پاکستان کی بات چل
نکلی حضرت کچھ دیر تک خاموشی سے سنتے رہے بل آخر فرمایا: حسین ماہی آپ قیام پاکستان کے لیے اپنی تگ و دو جاری رکھیں بلکہ اپنی کاوشوں کو
تیز کر دیں اللہ کامیابی سے ہمکنار کرے گا سید محمد حسین نے عرض کیا: قبلہ گاہی کیا واقعی پاکستان بنے گا تو آپ نے فرمایا: ان شاء اللہ: پاکستان
ضرور بنے گا مصور ازل جل جلالہ نے کفرستان ہند کے سینے پر تحریر رقم فرمادی ہے اب کوئی طاقت اسے روک نہیں سکتی پیر کا ارشاد سنتے ہی کامل
مرید کے جذبات امڈ پڑے اسی دوران حضرت علامہ اقبال کے خطبہ الہٰ آباد ۱۹۳۰ء میں تصور پاکستان کا ذکر ہوا تو حضرت صوفی سرکار علیہ الرحمہ
نے حضرت علامہ کے لیے دعائیہ اور تحسین آفرین کے کلمات ارشاد فرمائے......اور ساتھ فرمایا پاکستان ضرور بن کر رہے گا مگر ممکن ہے کہ ہم نہ دیکھ
سکیں آپ جوان میں اپنی ساری قوتوں کو مجتمع کرتے حصول وطن کے لیے صرف کر دیں۔ یہ واقعہ ۱۹۳۵ء کا ہے چند دنوں بعد حضرت امیر حیدر
امام عرف چن پیر بن سید اصغر گیلانی (یہ خاندان سید مبارک مقانی بن بندگی سید محمد غوث گیلانی اچوی کی اولاد میں سے ہے سنگھرہ سے ترک سکونت
کر کے بستی غلام قادر پاک تین شریف میں قیام پذیر ہوئے دونوں باپ بیٹا تحریک پاکستان کے سرگرم کارکن تھے) شیخو شریف قدم بوسی کے
لیے حاضر ہوئے تو انہوں نے اپنی اور اپنے والد ماجد کی اب تک کی گئی کوششوں کا ذکر کیا اس وقت بھی مرشد سادات حضرت صوفی علیہ الرحمہ نے
ان دونوں سیدزادوں کو دعا ﷺ سے نوازا (حضرت سید محمد حسین گیلانی بن سید علی گیلانی شیخو شریف اور حضرت سید امیر حیدر امام عرف چن
پیر بن سید اصغر علی گیلانی بستی غلام قادر پاک پتن......دونوں ہی حضرت صوفی احمد شاہ صابر کے مریدین خاص تھے) (اسی دوران حضرت اقبال
۱۹۳۸ء میں واصل بالحق ہوئے اور حضرت صوفی احمد شاہ صابر نے ۱۹۳۹ء میں وصال فرمایا اس وقت آپ کی عمر مبارک ۱۰۵ سال تھی) اس کے
بعد ان دو صاحبان نے اپنے اپنے حلقہ مریدین میں پاکستان کی صورت ایک علیحدہ وطن بنانے کی ترویج و اشاعت شروع کر دی اپنے تبلیغی دورہ
جات کے دوران محافل میں جلسہ و جلوس کی صورت میں اس پیغام کو عام کیا مسلسل پانچ سالہ کاوش کے بعد بل آخر لاہور منٹو پارک میں ۱۹۴۰ء
میں قرارداد پاکستان باقاعدہ طور پر پیش کر دی گئی آپ (سید محمد حسین) اس دوران اپنے جیپ نما تانگہ میں مسلسل سفر میں رہے اور اپنی جدوجہد

جاری رکھی اکثر اوقات آپ کے چاروں صاحبزادوں (سید معراج علی سید محمود علی سید مراتب علی اور سید افضال حسین) میں سے بھی کوئی نہ کوئی آپ کے ہمراہ ہوتا آپ کے دونوں بھیجتے (جو داماد بھی تھے) سید مشتاق حسین اور ذوالفقار حسین بھی آپ کے ممد ومعاون ہوتے خلفاء ومریدین کی ایک لمبی فہرست ہے جو آپ کے اس مشن کے ساتھ قدم بہ قدم چل رہے تھے چند نام بطور نیک نامی درج ہیں پیر سید عبدالستار شاہ منڈی وار بٹن پیر سید قطب علی شاہ جھوک سیفل مہر رحمت اللہ کاٹھیہ میاں محمد بخش موضع شہامند بلوچ محمد خان بلوچ موضع داد بلوچ میاں فاضل للاّ موضع آڑہ تلہ میاں کبیر احمد تلہ میاں مدعی جھانولہ میاں جمال الدین میاں جیوں چدھڑ میاں نیاز علی بابا شہامند بلوچ اور دیگر مریدین نے اپنے پیر خانے کا پیغام عوام الناس تک پہنچانے میں اہم کردار ادا کیا جب مسلم لیگ کی تحریک زوروں پر تھی تو کانگریس نے ایک انوکھی چال چلی کہ کچھ لوگ کرائے پر بھرتی کیے جن کی وضع قطع بالکل اسلامی رنگ میں ڈھلی ہوئی تھی جن میں ایک بھاری تعداد سرکاری ملاؤں کی تھی جو ہر جگہ اسلام کے نام پر مسلمان عوام کو بلا رہے تھے۔ یہ چال کافی حد تک کامیابی ہو رہی تھی چونکہ مسلم لیگ میں قائداعظم اور ان کے ساتھی طلبہ پینٹ کوٹ میں ملبوس ہوتے عین اسوقت مسلم لیگ کے چند دانش وروں نے قائداعظم کو خانقاہوں کے سجادہ نشین کے ساتھ رابطہ کر کے ان کو ساتھ ملانے کی تجویز پیش کی بس خانقاہوں کے پیران عظام کے میدان عمل میں آتے ہی کانگرسیوں اور یونی نسٹوں کی یہ چال بیت عنکبوت ثابت ہوتی اور عوام کا ایک رکا ہوا سیلاب مسلم لیگ کے ساتھ بہہ نکلا یہ مشائخ عظام کا ایک انتہائی عظیم اور مؤثر کارنامہ تھا جو ہر وقت کام آیا قائداعظم کی سربراہی میں آتے ہی مسلم لیگ کے دن بدلنے لگے مسلم لیگ سٹوڈنٹس فیڈریشن حضرت قائد کا بازو بنے۔ علماء ومشائخ نے اپنا مثبت کردار پیش کیا۔ حضرت پیر جماعت علیشاہ (علی پور) نے مشائخ کو اکٹھا کرنے میں بے مثال کردار ادا کیا تمام خانقاہوں کی طرف خطوط ارسال کیے گئے روایت سننے میں آئی ہے کہ شیخو شریف بھی خط آیا تھا جو سجادہ نشیناں شیخو شریف کے پاس ابتک موجود رہا ہے ایک اور روایت کہ پیر جماعت علیشاہ اور سید سردار عالم سجادہ نشین شیخو شریف کسی وقت لاہور میں ہم جماعت رہے تھے اسی نسبت سے دوبارہ رابطہ قائم کیا گیا پیر ااصغر علی علیہ الرحمہ والد حضرت چن پیر۔۔۔ بنفس نفیس ایک سرگرم محرک تھے ساتھ ہی ستگھرہ سے سید خادم حسین گیلانی بن سید علی بہادر بھی شامل تحریک ہوئے اور دور دراز کے علاقوں میں مسلم لیگ کے لیے خدمات سرانجام دیں سادات دیپال پور بھی شیخو شریف سے عقیدت اور رشتہ داری کے سبب تحریک میں اہم کردار ادا کرنے میں کامیاب رہے خانوادہ گیلانیہ اولاد حضور محمد غوث بالا پیر میں ایک اور سرگرم رکن اور متحرک شخصیت پیر سید ظفر علیشاہ بن سید امیر علیشاہ گیلانی آف دیپال پور کی ہے جو ۱۹۴۰ء میں مسلم لیگ کے ایک ہنگامی اجلاس میں جو قائداعظم محمد علی جناح کی صدارت میں منٹو پارک لاہور میں ہوا۔۔۔۔ شامل ہوئے پھر اس کے بعد مستقل طور پر تحریک قیام پاکستان میں روشن کردار ادا کرتے رہے۔ اجلاس سے واپسی پر دیپال پور میں پرائمری مسلم لیگ کی بنیاد رکھی گئی صدارت کے فرائض سید منظور احمد شاہ گیلانی کو سونپے گئے۔ سید روشن علی شاہ گیلانی سیکرٹری مقرر ہوئے اور سید

ظفر علی شاہ گیلانی کو ممبر ورکنگ کمیٹی کا عہدہ تفویض ہوا اس کے بعد جناب میاں عبدالحق ڈولہ جیوے کا صدر مسلم لیگ ضلع منٹگمری (ساہیوال) دیپال پور کے تنظیمی دورہ پر تشریف لائے اور سید روشن شاہ گیلانی کو صدر تحصیل مسلم لیگ اور سید ظفر علیشاہ کو سیکرٹری تحصیل مسلم لیگ مقرر کیا گیا آپ یہ فرائض پاکستان وجود میں آنے تک بطریق احسن ادا کرتے رہے (حیات ظفر، محمد اشرف آسی مولوی محمد رمضان ص ۱۲)

اس کے بعد ملک خضر حیات ٹوانہ وزیر اعلیٰ پنجاب بنا تو اس کے خلاف تحریک چلائی گئی اس میں بھی آپ پیش پیش تھے: ہندوؤں نے ملک خضر حیات کو پنجاب کا وزیر اعلیٰ بنا دیا اور مسلم لیگی امیدوار نواب افتخار حسین ممدوٹ وزارت نہ بنا سکے حضرت قائداعظم نے پنجاب کے مسلمانوں کو حکم دیا کہ خضر حیات کے خلاف ایجی ٹیشن کریں اور اس کی وزارت کو توڑ دیں ضلع منٹگمری (حالیہ ساہیوال) سے پہلا جتھہ منٹگمری سنٹر جیل میں گیا وہ دیپال پور کا تھا جس میں سید ظفر علیشاہ گیلانی شامل تھے اور منٹگمری سنٹر جیل میں رات ڈیڑھ بجے سب سے پہلے سید ظفر علیشاہ جیل میں داخل ہوئے شاہ صاحب اکیس روز جیل میں رہے اس کے بعد خضر حیات ٹوانہ نے وزارت اعلیٰ سے استعفیٰ دیدیا میر مسلم لیگی نواب ممدوٹ کی وزارت بن گئی جیل میں قید یوں کی تعداد ۵۲ تھی جن میں ۱۴ سید ۱۱ آرائیں ۳ پٹھان اور ۳ چشتی تھے ایک وٹو حاجی محمد عارف تھے دوسری قوموں سے ایک ایک فرد شامل تھا (حیات ظفر ص ۲۲)

ڈپٹی کمشنر منٹگمری راجہ حسن اختر نے سید ظفر علیشاہ صاحب کا تقرر بطور کیپٹن کیا بعد میں آپ اپنی انتظامی صلاحیتوں کی بنیاد پر میجر ہوئے تا حیات میجر رہے اور اسی عہدہ سے ریٹائرڈ ہوئے آپ نے مسلم لیگ کے جنرل سیکرٹری تحصیل دیپال پور کے طور پر تمام عمر اپنی خدمات پیش کیں جو سنہرے حروف میں لکھنے کے قابل ہیں یوں دیکھتے ہی دیکھتے سادات گیلانیہ نے اپنے ساتھ عقیدہ تمندوں کا ایک سیل رواں اکٹھا کر لیا لوگ دھڑا دھڑ مسلم لیگ میں شامل ہوتے رہے ہڑپہ کے وٹو اور سہو پیر خانوں نے بھی تعاون کیا جب کہ تونسہ والے پٹھان پیر کردار ادا کرنے سے قاصر رہے ملتان شریف والے گیلانی حضرات بھی مسلم لیگ میں شامل ہو کر قریشی خاندان جو کہ یونی نسٹ پارٹی میں تھے ان سے نبرد آزما تھے ساتھ ہی مخدوم سید محمد رضا شاہ بن سید صدر الدین گیلانی سید محمد حسین گیلانی کے نہایت قریبی دوستوں اور کرم فرماؤں میں سے تھے، سید مخدوم رضا شاہ ان (مخدوم صدر الدین) کے ہونہار صاحبزادے تھے وہ کئی سال تک پنجاب لیجسلیٹو کونسل کے ممبر آنریری مجسٹریٹ اور میونسپل کمشنر رہے گیلانی خاندان نے قریشیوں کی سیاسی مخالفت کے باعث تحریک پاکستان کا ہر مرحلے پر ساتھ دیا گیلانی خاندان نے مسلم لیگ کے ٹکٹوں پر یونی نسٹوں کا مقابلہ کیا قریشی خاندان کے سربراہ نواب سر مرید حسین قریشی نے یونی نسٹ پارٹی کے ٹکٹ پر شجاع آباد کی نشست سے انتخاب بڑا تھا مگر انہیں گیلانی خاندان کے سربراہ مخدوم سید محمد رضا شاہ نے شکست دی اس سے کچھ عرصہ قبل انہوں نے انگریزی ڈپٹی کمشنر مسٹر ای۔پی۔مون کو ڈسٹرکٹ بورڈ ملتان کے چیئرمین کے انتخاب میں شکست دی تھی وہ غالباً متحدہ پنجاب کے تمام اضلاع میں ڈسٹرکٹ بورڈ کے واحد غیر سرکاری

چیئرمین تھے (تاریخ پاکپتن ص ۱۲۹)۔

مسلم لیگ کی تحریک زوروں پر تھی ہر زبان پر یہی نعرہ تھا کہ مسلم ہے تو مسلم لیگ میں آ ضلع منٹگمری میں دن بدن اثر ورسوخ بڑھتا جا رہا تھا تمام گیلانی و بخاری سادات کے مراکز اپنے عقیدتمندوں کو اس پلیٹ فارم پر جمع کر رہے تھے اور مسلم لیگ کی افرادی قوت میں روز بروز اضافہ ہوتا چلا جا رہا تھا۔ کہ اس کی خبر وزیر اعلیٰ ملک خضر حیات ٹوانہ کو ہوئی وہ فوراً منٹگمری (ساہیوال) آیا مختلف اداروں کا دورہ کر کے آخر منٹگمری ریمونٹ ہاؤس پہنچا جہاں اسے کے حکم کے تحت تمام نمبرداران اور گھوڑی پال مربع اسکیم کے مالکان جمع تھے سب کے سامنے اس نے مسلم لیگ کی مخالفت اور یونی نسٹ پارٹی کے حق میں تقریر کی بعد میں سید محمد حسین گیلانی پر نظر پڑی تو بالخصوص کہنے لگا۔ شاہ صاحب آپ بھی خیال رکھیئے آپ بھی انگریزی سرکار کے ماتحت ہیں نمبرداری اور گھوڑی پال مربع کے مالک ہیں۔ مسلم لیگ کی حمایت اور یونی نسٹ کی مخالفت سے باز رہیے ورنہ بصورت دیگر یہ مراعات واپس لے لی جائیں گی...... صرف اتنا ہی کہہ پایا تھا کہ حضرت نے جواباً فرمایا چھیننے کی نوبت نہیں آئے گی میں اس کو خوش دلی واپس کرنے پر راضی ہوں مگر مسلم لیگ کی حمایت چھوڑنے پر نہیں ابھی اتنی ہی گفتگو کا تبادلہ ہوا تھا کہ ایک انگریز ریمونٹ آفیسر (جن کو عرف عام میں باؤ صاحب کہا جاتا تھا) نے بیچ میں آ کر بات کا رخ بدل دیا خضر حیات کے جانے کے بعد اسی انگریز نے آخر آپ کو بلایا اور کہا: پیر صاحب آپ ہمارے لیے قابل عزت ہیں اس کی باتوں پہ غور نہ کریں الاٹ منٹ کینسل کرنے کا صرف مجھے حق ہے آپ اپنا کام اطمینان سے جاری رکھیں آپ اپنی مرضی میں آزاد ہیں جس پارٹی کی جی چاہے سپورٹ کریں ہمیں کوئی اعتراض نہ ہوگا سید محمد حسین کی صدارت میں مریدین کے اکٹھ ساہیوال ان کے مکان واقع محلہ فرید گنج گلی امام باڑہ والی میں ہوتے تھے اس مجلس میں ایک لطیفہ پیش آیا میاں جیون چدھڑ (موضع مراد کے) سادہ آدمی تھا رات دن مسلم لیگ کا نام سن کر حیران ہوا اور بھری مجلس میں پوچھنے لگا سائیں میرا...... مسلم لیگ بندہ ہے کہ سوانی (عورت): جس کا اتنا شور شرابا ہو رہا ہے اس سوال پر سبھی ہنسی سے لوٹ پوٹ ہو گئے۔ مسلم لیگ کے ممبر کے چناؤ کے لیے بطور ایم۔ پی۔ اے آخر کار مہر خان محمد ولد محمد فاضل کاٹھیہ کا نام سامنے آیا جو آنجناب سید محمد حسین گیلانی کا مرید تھا سیدھا سادھا درویش منش آدمی تھا مگر بیدار مغز اور اپنی کاٹھیہ برادری میں ہر دل عزیز اور عوام الناس میں مقبولیت رکھتا تھا سید محمد حسین علیہ الرحمہ کے حکم پر اس نے بطور ایم۔ پی۔ اے درخواست جمع کروائی جو منظور ہوئی ایک اور شخصیت مہر رحمت اللہ کاٹھیہ کا ذکر نہ کیا جائے تو ناانصافی ہوگی مہر رحمت اللہ والا مہر رحما موضع مراد کے کاٹھیے سے ایک نامور آدمی تھا (پیر سید علی سائیں گیلانی شیخوشریف کا مرید تھا اور مہر خان محمد کا چچازاد بھائی) مگر ناموری کی شہرت اس کے غصیلے پن درشت روی اور سخت مزاجی کی وجہ سے تھی بات بات پر ہر اپنے پرائے سے بگڑ جانا گویا اس کی فطرت ثانیہ بن چکی تھی مگر دوسری طرف اپنے پیر خانے کی محبت کا اتنا ہی اسیر و دلگیر تھا خصوصاً اپنے مرشد کے صاحبزادے سے سید محمد حسین علیہ الرحمہ سے والہانہ لگاؤ تھا اور بے حد ادب کرتا تھا وہ بھی ذات برادری کے جھگڑے بھول کر اپنے پیر کے حکم پر مہر خان محمد کا سرگرم حامی تھا مقابلہ میں ملک فتح شیر لنگڑیال یونی نسٹ پارٹی کا امیدوار (رکن) تھا لہٰذا مہر رحمت اللہ کا اکثر ملک فتح شیر سے اسی وجہ سے تناؤ رہتا سید افضال حسین گیلانی روایت کرتے ہیں کہ ملک فتح شیر نے سید علمدار حسین گیلانی بن سید غلام مصطفی شاہ صاحب علیہ الرحمہ سے سفارشی رقعہ بنام سید محمد حسین لکھوایا اور کسی ذریعے سے شیخوشریف پہنچا دیا رقعہ کا متن تھا:

محترم المقام چچا جان: السلام علیکم کے بعد خیریت مطلوب: بعدازاں عرض کی جاتی ہے کہ ملک فتح شیر ہمارے مخلصین میں سے ہیں جبکہ آپ کے ایک مرید مہر رحمت اللہ کاٹھیہ ان کے لیے کسی افتاد سے کم نہیں...... مہربانی فرمائیں اور اسے باز رہنے کی تلقین کریں ممنون کرم ہوں گا ملتان شریف لائیں تو زیارت کا موقع دیں والسلام آپ کا مخلص علمدار حسین گیلانی دربار حضرت پیران پیر ملتان شریف۔ اسی اثناء میں رقعہ کی اطلاع مہر رحمت اللہ کو بھی ہو چکی تھی لہٰذا اس نے ایک دن موقع پا کر ڈی۔ سی صاحب ضلع منٹگمری کے دفتر سے نکلتے ہی ملک فتح شیر کو دبوچ لیا اور بے عزت کر ڈالا یہ تمام ماجرہ خود ڈی۔ سی صاحب اور ساری کچہری دیکھ رہی تھی بہر حال ہنگامے کے بعد بات آئی گئی ہوگئی واپسی پر مہر رحمت اللہ شیخو شریف پہنچا اور عرض کیا یا مولا سنا ہے آپ کی طرف ایک خط آیا ہے پر میں نے ملک فتح شیر کا کام کر دیا ہے سید محمد حسین سن کر ناراض ہوئے اور رفرمایا: ذرا رک جاتے تو بہتر تھا عرض کیا حضور! شریک کا کام موقع پر ہی کر دینا بہتر ہوتا ہے خیر واپسی پر انگریزی گورنمنٹ نے اس کو دس (۱۰) نمبری بدمعاش نامزد کر کے گرفتار کر لیا بعدازاں جس کے لیے سید محمد حسین علیہ الرحمہ کو مجسٹریٹ کی عدالت میں ضمانت دے کر رہائی دلوانا پڑی پیر سید ولایت علی شاہ شیزاری ۱۱۱۲ ایل ۹ ہلر اور رائے اللہ یار ولد دلبر کالیہ موضع پوہٹ کالیہ رحماد یندار اور ملکہ ہانس کے سکھ بھی مہر رحمت اللہ کے دست راست تھے بڑے جری اور مار دھاڑ والے آدمی تھے ہمیشہ مہر صاحب کے ساتھ ہوتے تھے اور مخالفین کی سرکوبی میں سرگرم عمل دکھائی دیتے تحریک پاکستان کے ان ایام میں جب ۱۹۴۶ء کے الیکشن کی تیاری زوروں پر تھی کہ جب چند ماہ کی علالت کے بعد ۲۹ ستمبر ۱۹۴۶ء کو رات آٹھ بجے مسلم لیگ کا یہ چاند ہمیشہ کے لیے غروب ہو گیا آپ تب محرقہ (ٹائی فیڈ اور ٹی بی کے موذی مرض میں مبتلا تھے بوقت وفات آپ کی عمر ۷۲ سال تھی اب سادات گیلانیہ کے سرخیل ہونے کے ناتے سب تمام ذمہ داری جناب پیر اصغر علی گیلانی پر اصغر علی گیلانی پر آپڑی جو آپ نے پیرانہ سالی اور جوان بیٹے کی موت کے باوجود آخر تک بصورت احسن نبھائی بل آخر ۱۹۴۶ء کے الیکشن کا دن آ پہنچا قبلہ سید محمد حسین منٹگمری تشریف فرما تھے اور مریدین کے حوصلے بڑھا رہے کہ عزیز ہمت کرو جیت ہماری ہے اور مریدین قدم بوسی کے بعد مسلم لیگ کو ووٹ کاسٹ کر رہے تھے دوسرے طرف پیر اصغر علی موضع محمد پور میں خان ولی داد خان مردانہ کی مخالفت کی بو پا کر پاکپتن میں سید محمد شاہ ایڈووکیٹ کی ذمہ داری لگا کر بنفس نفیس موضوع محمد پور میں تشریف فرما ہوئے ولی داد خان ولد صادق خان سردانہ کو طلب فرمایا اور مسلم لیگ کو ووٹ اور سپورٹ کرنے کے لیے کہا تو اس نے صاف انکار کیا آپ نے فرمایا کہ اچھے مرید ہو کہا نہیں مانتے اس نے بہانہ تراشی کرتے ہوئے کہا میں تو آپ کا مرید ہی نہیں میں تو پیر سید علی کا مرید ہوں آپ جواب سن کر خاموشی سے اٹھے اور اپنے منشی (نام بھینڈی جھتہ) اور ڈرائیور کو اپنی گاڑی دے کر منٹگمری (آج کا ساہیوال) سید محمد حسین کی طرف بھیجا ساتھ ایک عامیانہ کاغذ پر یہ تحریر رقم تھی عزیز برخوردار محمد حسین سلامت باشد تمام مصروفیات ترک کر کے ذرا دیر کے لیے آجاؤ ایک سانپ رام کرنا ہے باقی تفصیل بھینڈی زبانی کہے گا فقط اصغر علی گیلانی۔

سید محمد حسین علیہ الرحمہ خط ملتے ہی محمد پور روانہ ہوئے تفصیل سے آگاہی ہوئی تو دوبارہ ولی داد خان کے ہاں دونوں بزرگ تشریف لے گئے سید اصغر علی نے فرمایا: کہو اب کیا کہتے ہو اب تمہارے پیر کا صاحبزادہ بھی آ گیا۔ موضع محمد پور کے عوام الناس روایت کرتے ہیں کہ ولی داد بالکل خاموشی سے اٹھا اور اندر چلا گیا اور کمرے میں بند ہو گیا اگرچہ وہ مسلم لیگ کے لیے ووٹ کے لیے تو نہ نکلا البتہ اس کے راستے سے ہٹ

جانے کا ایک فائدہ ہوا کہ تمام برادری مع ولی داد کے اہل وعیال کے، موضع عیدل، ٹبی شیر کے مردانے موضع اسد اللہ پور کے مردانے اور رعایا کے افراد کا راستہ خالی ہو گیا عوام الناس نے پیران عظام کی موجودگی میں دل کھول کر انتخاب میں حصہ لیا سید اصغر علی علیہ الرحمہ واپس پاک پتن تشریف لے گئے جب کہ سید محمد حسین شام تک محمد پور رہے پلنگ سے نیچے فرش نشینی اختیار کی اور فرمایا: اب اٹھوں گا تبھی جب میر اللہ مسلم لیگ کو فتح سے ہم کنار کرے گا زمین پر تکیہ لگائے رکھا حتی کہ مہر خان محمد کاٹھیہ نے ملک فتح شیر کو بھاری شکست سے دوچار کیا آپ اٹھے اور کلمہ شکر کہہ کر واپس ساہیوال تشریف لائے۔ میاں اللہ بخش تاریخ پاک پتن میں رقم طراز ہیں۔ سید حیدر امام علیہ الرحمہ اور سید محمد شاہ ایڈووکیٹ کی شبانہ روز محنت تھی کہ ضلع منٹگمری (ساہیوال) کی چاروں نشستیں مسلم لیگ نے بھاری اکثریت سے جیت لیں اور یوں پاک پتن سے پیر مسعود چشتی نے مسلم لیگی امیدوار رانا عبد الحمید خان کے ہاتھوں شکست کھائی خان بہادر نور احمد خان نے سید عاشق حسین آف شیر گڑھ سے زندگی بھر میں پہلی بار ہزیمت اٹھائی اوکاڑہ سے میاں عبد الحق نے یونی نسٹ امیدوار میاں چراغ دین کو بھاری اکثریت سے شکست دی اور منٹگمری (ساہیوال) سے خان محمد کاٹھیہ نے فتح شیر کی ضمانت ضبط کروادی۔ ۳ جون ۱۹۴۷ء کو یہ اعلان ہوا کہ ہندوستان کو دو خود مختار ریاستوں میں تقسیم کر دیا جائے گا اس دن مغربی پاکستان میں مسلم لیگی خواتین نے گھی کے چراغ جلائے حضرت العلام پیر سید علی ثانی گیلانی مدظلہ العالی رقمطراز میں قبلہ والد گرامی سید افضال حسین بیان فرماتے ہیں کہ جب اعلان پاکستان ہوا تو ہم ساہیوال میں تھے تو ابا جان نہایت خوش تھے اور بات بات پر وفور شکر کے جذبات سے سجدہ میں گر جاتے یہ رمضان المبارک کی ۲۷ تاریخ تھی (۲۷ رمضان المبارک / ۱۴ اگست ۱۹۴۷ء) لہٰذا عید کے لیے شیخو شریف بھی جانا تھا سو الصبح ہم براستہ رینالہ خورد شیخو شریف پہنچے۔ عید کیا تھی ...... گویا سارے جہاں کی خوشیاں سمٹ کر ہمارے آنگن میں آ گئی تھیں عقیدت مند مبارک بادیاں دینے کے لیے اکٹھے ہو رہے تھے ایک تو عید الفطر کا دن ایک اللہ تعالیٰ کے بے انتہا احسان پر بھی مجسم شکر بنے ہوئے تھے قبلہ سید محمد حسین گیلانی جناب محمد علی جناح سے بہت محبت فرماتے اور ان کا نام قائداعظم کہہ کر لیتے تھے اور مسلم لیگ سے آپ کو جذباتی وابستگی تھی کہ یہ جماعت مسلمانان ہند کی نجات دہندہ تھی یہی محبت آگے بھی در آئی سید مراتب اختر جو آنجناب کے صاحبزادے تھے اور آپ کی معیت میں مسلم لیگ کے جلسوں میں شرکت فرما چکے تھے وہ فرمایا کرتے تھے کہ بھئی! ہم تو پیدائشی مسلم لیگی ہیں...... پاکستان کے معرض وجود میں آتے ہی جہاں بہت سارے مسائل اٹھے وہاں ایک نہایت اہم اور نازک مسئلہ...... مسئلہ مہاجرین تھا...... لہٰذا شیخو شریف میں بھی مہاجرین کا ایک قافلہ وارد ہوا راوی بیان کرتے ہیں کہ سید محمد حسین گیلانی تن تنہا اس مسئلہ سے نمٹنے کے لیے پُرعزم تھے سوکئیوں کو مکانات فراہم کیے گئے مگر اسباب کی کمی کی وجہ سے ڈیرہ سید سید علی سائیں سے لے کر احاطہ دربار عالیہ سید، سید محمد سائیں تک مہاجرین کے لیے خیمہ کشی کی گئی تھی اور دن رات دیگیں چولہوں پر چڑھی رہتی تھیں کئی روز تک یہی سلسلہ جاری رہا آخر حالات بحال ہونے کے ساتھ مہاجرین گورنمنٹ کی طرف سے الاٹ کی گئی اراضی سے، مختلف دیہات میں سکونت اختیار کرتے گئے چند ایک مکمل طور پر شیخو شریف رہ پڑے انہیں ہر طرح کی حضرت قبلہ نے سہولیات فراہم کیں اور ساتھ دل جوئی بھی فرمائی اللہ کریم کا لاکھ لاکھ شکر ہے کہ شیخو شریف کا علاقہ سکھ مسلم فسادات (لوٹ مار) سے محفوظ رہا پیران عظام شیخو شریف نے س پر خصوصی توجہ دی اور اپنے مسلم مریدین کو اس حرکت سے باز رکھنے کے لیے مضبوط اقدامات کیے ویسے بھی علاقہ کا نامور

پیر خانہ ہونے کے سبب لوگ احترام کرتے تھے قریب قریب چند علاقوں میں یعنی اراضی داس، خالصہ، جبوکہ، فارم بہادر نگر، ینگ پور اور محل والا میں تھوڑا امن تہہ بالا ہوا چونکہ یہ سکھوں کے علاقے تھے جس کے لیے پیران عظام شیخوشریف کو بے حد قلق رہا (تاریخ پاک پتن ص ۱۳۹۔ ۱۳۱۔ تاریخ پاکستان از پروفیسر سید مسعود حیدر بخاری، پروفیسر محمد رفیق، پروفیسر نثار احمد ص ۱۹۔ ایضا ص ۱۹۔ ایضا ص ۲۱۔ جنگ آزادی ۱۸۵۷ء اور قیام پاکستان میں خانقاہ شیخوشریف کا کردار حصہ اول مطبوعہ ادارہ صوت ہاذی خانقاہ عالیہ قادریہ شیخوشریف ضلع اوکاڑا ۲۰۱۹ء ص ۵۹ تا ۸۲۔

خلیفہ اعلیحضرت حضرت علامہ سید ابوالفیض صوفی قلندر علی سہروردی (۱۸۹۵ء۔ ۱۹۵۸ء) مسجد شہید گنج کا معاملہ ہو یا کوئی ملی وسیاسی تحریک ہو آپ اس میں شامل رہے نہ صرف تکوینی اعتبار سے بلکہ عملی طور پر بھی آپ نے پاکستان بنانے میں بھرپور محنت کی زمانہ طالب علمی سے ہی جب کہ آپ دار العلوم منظر اسلام بریلی میں تعلیم حاصل کر رہے تھے فکراً تحریک پاکستان سے وابستہ ہو گئے تھے فاضل بریلوی کو جو سیاسی زعماء ملنے آتے آپ ان کی گفتگو بڑے غور سے سنتے اور مستقبل کے حالات کو پیش نظر رکھتے آپ اکثر ان زعماء کی باتیں طرز عمل اور اعلیٰ حضرت کی سیاسی وعلمی بصیرت کے واقعات بیان فرماتے اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی ذہین فطین ہونے کی وجہ سے آپ پر بڑا اعتماد رکھتے ڈاک پڑھوا کر جوابی نوٹس لکھواتے بعد ازاں منشی عبادت علی فتویٰ کی صورت میں تحریر فرماتے وطن مالوف واپس آکر خاص کر لاہور منتقلی کے بعد تو آپ نے تحریک پاکستان میں بھرپور حصہ لینا شروع کر دیا مسلم لیگ کے جلسوں میں تقریر کا موقع ہو یا تنظیمی کام ہو آپ اس میں حتی المقدور شرکت فرماتے۔ جب مولانا عبدالحامد بدایونی نے پنجاب کا دورہ کیا تو آپ ان کے ساتھ مسلم لیگ کے جلسوں میں تقاریر فرماتے انداز دھیما مگر پُراثر اور مدلل ہوتا کہ سننے والوں کو عمل پر قائل کر دیتا اسی طرح دار العلوم حزب الاحناف یا مدرسہ نعمانیہ ہو آپ دامے درمے ان مراکز کی خدمت میں تادم مرگ پیش پیش رہے جمعیت علماء پاکستان کے بانی اراکین میں سے تھے بلکہ پہلے سیکرٹری نشر واشاعت بھی بنا دیے گئے (جمال رسول ﷺ از شیخ الاسلام حضرت سید ابوالفیض قلندر علی سہروردی مطبوعہ اور نیشنل پبلی کیشن لاہور۔ ص ۳۹۱۔ ماہنامہ معارف رضا کراچی مئی ۲۰۱۹ء ص ۱۹، ۲۰۔)

پیر سید علی حسن شاہ کا فرمان۔ میرے مرید مسلم لیگ کو ووٹ دیں جالندھر (ڈاک سے) حضرت جناب پیران پیر سید علی حسن شاہ صاحب پرتاپ پورہ تحصیل وضلع جالندھر نے مندرجہ ذیل بیان دیا ہے ''میں اس زمانہ جنگ وباطل میں اپنے مریدوں اور عقیدتمندوں کو بذریعہ اخبار ہذا مطلع کرتا ہوں کہ مسلم لیگ ہی مسلمانان ہندوستان کی واحد نمائندہ جماعت ہے اس لیے آئندہ صوبائی انتخابات میں وہ مسلم لیگ کے امیدوار کو ووٹ دیں اور برادریوں کے سوال سے بچیں آج مسلمانوں کی زندگی اور موت کا سوال ہے اگر مذہب زندہ رہا تو برادریاں بعد میں قائم رکھی جاسکتی ہیں (جنرل سیکرٹری)

میرے مرید اپنے ووٹ صرف مسلم لیگ کو دیں۔ حضرت خواجہ محمد امیر بادشاہ صاحب سجادہ نشین دربار چورہ شریف کا اعلان فقیر اپنے جملہ معتقدین متوسلین متعلقین اور مریدین سے متوقع ہے کہ وہ موجودہ دورِ انتخاب میں اپنی قیمتی ووٹ صرف مسلم لیگ کو دیں گے کیونکہ فقیر کے خیال میں یہ جماعت مسلمانوں کی نمائندگی کے فرائض بجا طور پر نہایت تن دہی سے انجام دے رہی ہے اور مسلمانوں کو اس سے بڑی بڑی

امیدیں وابستہ ہیں اور ان کی جملہ مشکلات کا واحد حل پاکستان میں ہے کیونکہ قائد اعظم محمد علی جناح کے اعلان اور بیان کے مطابق پاکستان کیا ہے۔احکام قرابینہ کا نفاذ جس میں نہ صرف مسلمانوں کی دینی اور دینوی فلاح و بہبود بلکہ نظام عالم اور امن عامہ کا واحد ذریعہ ہے جب کہ تاریخ اسلام روز روشن کی طرح ثابت ہوتا ہے (اللہ تعالیٰ کی توفیق الفاظ سے مسلم لیگ کی جو مسلمانوں کی واحد نمائندہ جماعت محمد سرور شاہ پراپیگنڈہ، پراپیگنڈہ سیکٹری مسلم لیگ گجرات) اپنا ووٹ مسلم لیگ کے امیدوار کو دے کر تائید حق کریں

آستانہ حجرہ شریف کا اعلان۔

برادران طریقت! میرے کئی عقیدت مند یاران طریقت اور مریدان ملتانے مجھے صوبہ جاتی انتخاب کی مہم میں امداد کا مطالبہ کیا ہے کہ ووٹ کس کو دیئے جائیں میں نہ صرف بارہ ہمیں اعلان کرتا ہوں بلکہ اس کے ساتھ عام برادران ملت سے ایک دردمندانہ اور برادرانہ اپیل بھی کرتا ہوں کہ وہ اپنا ووٹ مسلم لیگ کے نامزد امیدوار کو دے کر اتی وملتی کا عملی ثبوت دیں مسلم لیگ کی انتخابانہ جدوجہد ہے جو قصر حکومت ہند میں اپنی عزت اور اقبال کا کانگریس جیسی منتظم جماعت سے...... بنالیا ہے وہ صوبہ جاتی کامرانی کا بھی دال ہے اور انشاء اللہ صوبہ جاتی مہم ہو کر لینے کے بعد مسلمانوں کی عظمت رفتہ کا وہ آفتاب حکومت جو سرزمین ہند میں پورے آٹھ سو سال حکمرانی کی ضیا ریاستی کرتا رہا ہے اور جو اپنی آخری زوال پذیری کی کرن کو ساتھ لے کر ۱۸۵۷ء کے اندر دہلی کے لال قلعہ میں غروب ہو گیا تھا پھر سرزمین ہند میں طلوع ہو جائے گا اور جس کے آثار ظلمت کدہ غلامی کے آسمان ہند پر بشکل سپیدہ کر ظاہر ہو رہے ہیں اللہ تعالیٰ کا وہ وعدہ جو اس نے قرآن کریم کے اندر سورہ نورین فرمایا ہوا ہے وہ پورا ہو کر رہے گا۔آپ اپنی اسلام نوازی سے اس کی اہلیت

بقول علامہ اقبال مرحوم پیدا کرو ؎

سبق پڑھ پر صداقت کا عدالت کا شجاعت کا
لیا جائے گا تجھ سے کام دنیا کی امانت کا

ماعلینا البلاغ الرقوم: فقیر سید امداد علی شاہ گیلانی سجادہ نشین

درگاہ حضرت شاہ مقیم صاحب مجروی یکم جنوری ۱۹۴۶ء

میرے مرید صرف مسلم لیگ کی حمایت کریں۔

جناب پیر سید عارف حسین صاحب پرتاپ پورہ تحصیل وضلع جالندھر نے ذیل کا بیان بھیجا ہے۔آج اس زمانہ جنگ حق و باطل میں اپنے مریدوں اور عقیدتمندوں کو بذریعہ اخبار ہذا مطلع کرتا ہوں کہ مسلم لیگ ہی شہری مسلمانوں کی واحد نمائندہ جماعت ہے اس لیے آئندہ صوبائی انتخاب میں مسلم لیگ کے امیدوار کو ووٹ دیں اور برادریوں کے سوال سے بچیں آج مسلمانوں کی زندگی اور موت کا سوال ہے اگر مذہب زندہ رہا تو برادریاں بعد میں قائم رکھی جاسکتی ہیں۔"

(عبدالستار جنرل سیکرٹری مسلم لیگ پرتاپ پورہ تحصیل وضلع جالندھر)

فقیر سلطان شاہ صاحب حسنی گیلانی کا پیغام

اپنے مریدوں و جملہ جمہور مسلمانوں کے نام

آج جبکہ ہندوسیاست کے مسلمانوں کی مذہبی تمدنی اور سیاسی معاملات کو برباد کرنے کا تہیہ کرلیا ہے اور کانگریس کی طاغوتی طاقتیں مسلمانوں کی بربادی کے لیے وقف ہوچکی ہیں مسلمانوں کو مسلم لیگ کا ساتھ دے کر پاکستان حاصل کرنا چاہیے اور تمام شیطان طاقتوں کو منہ توڑ جواب دینا چاہیے لہٰذا اپنا ووٹ جو قوم کی امانت ہے مسلم لیگ کے امیدوار کو دیں۔

(نیاز مند فقیر سلطان شاہ ولد سید غلام حیدر شاہ)

میرے مرید صرف مسلم لیگ کو ووٹ دیں

حضرت پیر حاجی سید یعقوب علیشاہ صاحب ماجرہ شریف کا بیان جملہ اہل اسلام پر مخفی نہ رہے کہ آج کل ہندوستان میں کفر اور اسلام کا آخری معرکہ شروع ہوا ہے جس پر اسلامی زندگی کا انحصار اور مسلمانوں کی عزت وعظمت کا دارومدار ہے حق کی طرف مسلم لیگ دعوت دے رہی ہے اور کفر کی طرف سے کانگریس احرار، خاکسار، یونی نسٹ پارٹی کر رہی ہے مسلمانان پنجاب کو خصوصاً اور مسلمانان ہند کو عموماً چاہیے کہ اس نازک وقت میں مسلم لیگ کے جھنڈا کے نیچے بالاتفاق جمع ہوجائیں اور قائداعظم محمد علی جناح کے حکم پر ہر چیز قربان کر کے ہندوستان کو پاکستان بنا کر دونوں جہانوں میں سرخروئی حاصل کریں اس وقت علماء کرام اور صوفیائے کام کی طرف سے مسلم لیگ کی حمایت میں مکمل اعلان ہو چکا ہے لہٰذا بموجب۔ اعلیحضرت شرقپوری رحمۃ اللہ علیہ واقف رموز طریقت ماہر اسرار حقیقت فرزند رسول حضرت الحاج سید یعقوب علی شاہ صاحب ماجرہ شریف ضلع گجرات، پنجاب کی طرف سے اعلان کیا جاتا ہے۔ بندہ کے مریدوں کو چاہیے کہ موجودہ وقت میں قائداعظم مسٹر محمد علی جناح کی قیادت کو تسلیم کر کے مسلم لیگ کی ہر حلقہ میں ہر وقت پر اثر ورسوخ سے مدد کی جائے اور ووٹ جو قوم کی امانت ہے نمائندہ مسلم لیگ کو دیں ہر مخلص مرید جو فقیر سے تعلق رکھتا ہے اسے چاہیے کہ موجودہ وقت میں مسلم لیگ کو ووٹ دے۔ (فقیر یعقوب علی شاہ)

سجادہ نشین بٹالہ شریف کا اعلان

جملہ عقید تمندان ومخلصان دربار عالیہ فاضلیہ بٹالہ شریف۔ بعد سلام واضح ہو کہ یہ عاجز عرصہ بعید سے بیمار ہے پنجاب ودیگر حصہ ہندوستان کے احباب مسلم لیگ کی حمایت کے متعلق دریافت کر رہے ہیں فرداً فرداً جواب تحریر کرنا مشکل ہے یہ مسکین صرف مسلم لیگ ہی کو مسلمانوں کی جماعت کا واحد نمائندہ جانتا ہے۔

شیخ حسام الدین کونا کام بنایا جائے

لاہور ۳ جنوری۔ امرتسر گزشتہ شب

خزانہ میں مسلم لیگ کا ایک عظیم الشان جلسہ منعقد ہوا جس میں شیخ صادق حسن بیرسٹر۔ ایڈووکیٹ۔ خواجہ عبدالرحمن بٹ مسٹر

مولوی

مولوی محمد بخش مسلم

مسٹر غلام نبی ایم اے دیگر حضرات نے مسلم لیگ اور پاکستان پر تقریریں کیں استاد وریاض الدین ریاض نے نظمیں پڑھیں

اعلان

میں مسلمانوں کی واحد نمائندہ جماعت مسلم لیگ میں شامل ہوتا ہوں اور اعلان کرتا ہوں کہ ہر مسلمان معرکہ حق و باطل میں مسلم لیگ کا ساتھ دے (الراقم حافظ محمد حنیف شاہ سجادہ نشین درگاہ شریف حضرت میاں محمد جمال صاحب چشتی صابری بستی شیخ درویش جالندھر شہر۔کوئی طاقت مسلمانوں کے مطالبۂ پاکستان کے راستے میں حائل نہیں ہو سکتی یہ ہندوستان کے دس کروڑ مسلمانوں کی متفقہ آواز ہے۔

تلہ گنگ (ڈاک سے) میں سرفروز خان نون کی آمد پر مسلمانان علاقہ کا ایک عظیم الشان اجلاس منعقد ہوا آپ نے پر حقائق تقریر میں مسئلہ پاکستان پر روشنی ڈالی اور بتایا کہ مسلمانوں کے چین وسکون اور اقتصادی وسماجی خوشحال کا.......... قیام پاکستان میں ہی مضمر ہے پاکستان کا سوال مسلمانوں کی زیست اور موت کا سوال ہے اور موجودہ انتخابات یہ حقیقت واضح ہے کہ مسلمان زندہ رہنا چاہتا ہے یا سرزمین ہندوستان میں مردوں اور بے جانوں کی سی زندگی بسر کرنا چاہتا ہے آپ نے فرمایا کہ ہر وہ عنصر جو اسلامی مفاد کے لیے ضرر رساں ہوگا اسے سختی سے کچل دیا جائے گا مطالبۂ پاکستان ہندوستان کروڑ مسلمانوں کا متفقہ مطالبہ ہے اور دنیا کی کوئی طاقت مسلمانوں کے اس جائز مطالبے کو ٹھکرا نہیں سکتی۔تقریر کے بعد ملک سر فیروز خان نون دندہ شاہ بلاول حضرتؒ ،حضرت شاہ سلطان ابراہیم سجادہ نشین کے پاس تشریف لے گئے آپ کا نہایت شاندار استقبال کیا گیا پبلک جلسہ میں ملک صاحب نے تقریر فرمائی اور لیگ امیدوار کے مخالف یونی نسٹ کے بلند بانگ دعاوی کی قلعی کھولی جلسہ کے اختتام پر حضرت صاحب کے ارشاد پر ملک صاحب چائے نوش فرما کر واپس چلے گئے (نامہ نگار)

پیران عظام کے اعلانات مسلم لیگ کے حق میں

اعلان گدی کالووالی

بندہ تمام مریدان سے التجا کرتا ہے کہ اپنے تمام ووٹ مسلم لیگ کے امیدوار کو دیں کیونکہ مسلم لیگ ہی مسلمانوں کی نمائندہ جماعت ہے آپ اپنی اخبار میں شائع کردیں۔(سید حسین علی شاہ صاحبزادہ پیر بڈھے شاہ کالووالی سیداں ضلع سیالکوٹ)

اعلان سجادہ نشین سمبڑیال قبلہ پیر سید نادر شاہ صاحب مولوی فاضل سجادہ نشین سمبڑیال نے اپنے مریدان و یاران طریقت کو موجودہ سیاسی کش مکش میں اسلام اور قرآن کا پیغام پہنچانے کے لیے تحصیل ڈسکہ ضلع سیالکوٹ کے کئی گاؤں کا دورہ فرمایا اسی مقصد کے لیے جمعۃ المبارک مورخہ ۱۱ جنوری کو موضع بھکڑیالی میں ایک وسیع جلسے کا انتظام کیا گیا جلسہ کے انعقاد میں قبلہ شاہ صاحب کے خلیفہ مجاز مولوی عبدالعزیز صاحب نے نمایاں حصہ لیا دوران تقریر میں آپ نے عوام کو پاکستان کا مطلب احرار نامی غلام کی حقیقت اور روٹ کی اہمیت واضح کی آپ کی تقریر اور اشارے سے متاثر ہو کر کئی احراریوں نے حلیفہ عہد کیا کہ وہ تن من اور دھن سے مسلم لیگ کے نامزد چودھری سرفراز خاں کی مدد کریں گے اور خضری داموں پر ہرگز نہیں آئیں گے۔

اعلان دربار سہوترہ

فقیر کے عقید تمندان پنجاب سندھ اور بلوچستان وغیرہ سے مجبور کر رہے ہیں کہ موجودہ سیاسی جماعتوں میں سے کونسی صحیح راستہ پر ہے اور کس کی مدد کرنی چاہیے تو فقیر نے کافی عرصہ گوشہ نشینی اختیار کرتے ہوئے کئی دفعہ مراقبہ دیکھا کہ جناب رسول کریم ﷺ خود فرمارہے ہیں کہ مسلم لیگ ہی ایک ایسی جماعت ہے جو صحیح راستہ پر ہے اور صحیح معنوں میں مسلم جماعت ہے اور ساتھ ہی فرمایا کہ جو پاکستان نہیں چاہتا وہ مسلمان نہیں میں لاکھوں کے مجمع میں قرآن کریم سر پر رکھ کر بیان دینے کو تیار ہوں جو کہ میں نے دیکھا ہے اور فرمان رسول کریم ﷺ سے ہوا ہے اسی سلسلہ میں بندہ نے ایک وفد تیار کیا ہے جو کافی دیہات وقصبات جا کر بندہ کے ہر ہر مرید اور دیگر لوگوں تک اطلاع دیں گے جن کے نام ذیل ہیں خلیفہ سید منظور حسین شاہ صاحب سجادہ نشین سروبہ خلیفہ پیر منور شاہ سجادہ نشین پیر مصطفیٰ احمد خلیفہ حضرت سیدن شاہ صاحب صابری چشتی قلس سرگودھا۔ پیر فضل شاہ صاحب سجادہ نشین دربار پیر اعظم شاہ جیون صاحب بھرہ یہ بھی کوشش فرمائیں گے پیر ولد یت شاہ سجادہ نشین دربار شریف سہوترا تحصیل پنڈ دادن خاں ضلع جہلم

اعلان درگاہ پیر برکات سید محمد شاہ

میں اپنے مریدوں اور عقیدت مندوں کو تاکید کرتا ہوں کہ اپنے قیمتی ووٹ مسلم لیگ کے امیدواران کو دیں کیونکہ ہندوستان کی واحد نمائندہ جماعت مسلم لیگ ہی ہے اور مسلمانوں کے حقوق کی محافظ ہے اس کی امداد کرنا ہر مسلمان کا فرض ہے اور کار ثواب ہے (حاجی سید محمود علی قادری گیلانی سجادہ نشین درگاہ پیر برکات سید محمد شاہ موضع کھوجا سیداں تحصیل نواں شہر ضلع جالندھر)

سادات عظام کھنوڑہ شریف (ضلع ہوشیار پور) کا اعلان حق بنام مریدان باصفا بدرگاہ زبدۃ العارفین وقدوۃ السالکین حضرت پیر سید داؤد صاحب نقوی البخاری علیہ الرحمہ متعلقین درگاہ ہذا خصوصاً وجملہ اہل اسلام عموماً کو بذریعہ اعلان مطلع کیا جاتا ہے کہ اس انتخابی کشمکش یعنی معرکہ حق وباطل میں امیدواران مسلم لیگ کو کامیاب بنانے میں ہر ممکن کوشش کریں تمام ذاتی دھڑے بندیوں اور ذات پات کو نظر انداز کر کے واعتصمو بحبل اللہ جمیعاو لاتفرقو پر عمل کرتے ہوئے نہ صرف مسلم لیگ کو ووٹ ہی دو بلکہ اس کے سرگرم کارکن بن جاؤ کیونکہ مسلم لیگ ہی مسلمانوں کی واحد نمائندہ جماعت ہے نیز پاکستان کی جدوجہد میں حصہ لینے کی سعادت حاصل کرو

یوں ہاتھ نہیں آتا گو ہر یک دانہ
آزادی دیک رنگی اے ہمت مردانہ

المشتہر: سید فدا حسین صاحب سجادہ نشین درگاہ حضرت شاہ داؤد صاحب علیہ الرحمہ و پریذیڈنٹ انجمن سادات کھنورہ شریف ضلع ہوشیار پور)

راولپنڈی میں مسلم لیگ کا جلسہ

راولپنڈی (بذریعہ ڈاک) یکم جنوری ۱۹۴۶ء شام کے تین بجے سٹی مسلم لیگ راولپنڈی کے زیر اہتمام ایک پبلک جلسہ جامع مسجد روڈ نزد میدان مسجد اہلحدیث راولپنڈی منعقد ہوا جلسے کی صدارت جناب عبدالرشید صاحب نے فرمائی جناب خواجہ احمد حسن صاحب جوش نے فرمایا کہ ان دنوں راولپنڈی شہر میں ہمارے احرار خاکسار بھائیوں نے عوام میں بہت غلط فہمیاں پیدا کر دی ہیں آپ تمام صاحبان ان غلط فہمیوں کا

زالہ کریں اس مقصد کو حل کرنے کے لیے سٹی مسلم لیگ کی جانب سے شہر کے ہر وارڈ میں ایک پبلک جلسہ ہر سہ روز کے بعد منعقد کیا جاوے گا جس میں مسلم لیگ اور اس کے نصب العین کے ہر موضوع پر روشنی ڈالی جائے گی ان کے بعد جناب محمد عمر صاحب پریذیڈنٹ سٹی مسلم لیگ نے ایک ولولہ انگیز تقریر کی جس میں آپ نے بتایا کہ مسلمان ایک علیحدہ قوم ہے جناب مولانا مولوی مولا بخش خطیب جامع مسجد راولپنڈی نے مسئلہ پاکستان پر روشنی ڈالی اور بتایا کہ مسلمان کو موجودہ وقت میں نازک مرحلہ سے گزرنا ہے اس وقت مسلمانوں کے واسطے واحد طریقہ آزادی حاصل کرنے کے لیے مسلم لیگ کے پلیٹ فارم پر جمع ہونا ہے۔

دعیال میں راجہ غضنفر علی کی تقریر

دعیال (ضلع جہلم) زعمائے مسلم لیگ کا وفد آج ۳ بجے بعد دوپہر یہاں پہنچا لفٹیننٹ جناب حبیب اللہ خاں کے زیر صدارت ایک نہایت عظیم الشان جلسہ عام ہوا راجہ غضنفر علی خان نے نہایت عالمانہ اور موثر تقریر فرمائی آپ نے اپنی تقریر میں ہندوستان کی سیاسی تاریخ کی روشنی میں مسئلہ پاکستان کے تمام پہلوؤں کی وضاحت کرتے ہوئے مسلم لیگ کی جدوجہد کا خاکہ پیش کیا اور مسلمانوں سے اپنے مذہبی قومی سیاسی مذہبی اور معاشی مفاد کی بنا پر اپنی واحد ترجمان مسلم لیگ کے ہلالی پرچم کے نیچے جمع ہونے کی اپیل کی جناب راجہ صاحب کے بعد سید غلام مصطفی شاہ صاحب نے پاکستان تنظیم مسلم لیگ اور انتخابی مہم پر ایک طویل اور مدلل تقریر فرمائی۔ (ش،ن،ا)

بھوپال کلاں میں شاندار جلسہ

(بھوپال کلاں ضلع جہلم) آج ۳ بجے دوپہر

یہاں جس میں دس ہزار

جلسہ گاہ سے ایک بیان میں فرمایا

آج مسلمانوں کے گروہ کوہستانوں بعض

جناب مولانا صاحب اعوان نے قرآن شریف اور احادیث کی روشنی میں اتحاد اسلامی اور حکومت شرعی کے لیے پاکستان نظام کے پر فاضلانہ تقریر کی آپ نے نہایت قومی الفاظ میں نسلی تفریق الفتراق فی المللت اور دنیاوی اغراض کی بناء پر قوم پرستی کو سخت اسلام دشمنی قرار دیتے ہوئے ملک خضر حیات ٹوانہ یونی نسٹ پارٹی کی شدید مذمت کی ان کے بعد منصور جہلمی نے ایک نظم پڑھی۔ راجہ غضنفر علی نے ملک فیض محمد کے کلمات تعریف کا شکریہ ادا کیا راجہ غضنفر علیخاں نے دو قوموں کے نظریہ کی وضاحت کرتے ہوئے ہندوؤں اور مسلمانوں کے مذہبی، قومی، سیاسی تمدنی، تہذیبی اور معاشرتی اختلافات کی تشریح اور کہا کہ مسلمانوں کو بلاتمیز تفرقہ ونسل اللہ کی رسی کو مضبوط تھامنے اور ہندوستان کے دس کروڑ مسلمانوں کے واحد مطالبہ پاکستان کی حمایت کے لیے ایک مضبوط چٹان کی طرح کھڑا ہو جانا چاہیے کیونکہ اسلامی طاقتیں اس وقت مسلمانوں کو مختلف حیلوں اور جھوٹے نعروں سے تباہ کرنے پر تلی ہوئی ہیں۔

کمر فشان میں مسلم لیگ کانفرنس

کمر فشان (ڈاک سے) ۳۱ دسمبر صبح دس بجے رہنمایان مسلم لیگ کا وفد مشتمل بر عالی جناب ملک سر فیروز خاں نون مسٹر عبدالستار خان نیازی مولانا ملک مرید احمد صاحب شاہ پوری بذریعہ کار کمر فشاں پہنچا استقبال کے لیے کمر فشان اور مضافات کے ہزار ہا فرزندانِ توحید کھڑے تھے جب کار پہنچی تو مسلم لیگ زندہ باد۔ پاکستان زندہ باد۔ ملک سر فیروز خاں نون زندہ باد کے نعروں سے فضا گونج اٹھی مولانا عبدالستار خان نیاز نے لیگ کے اغراض و مقاصد حصول پاکستان اور ووٹ کی اہمیت اور یونی نسٹ پارٹی کی منافی اسلام کاروائیوں سے آگاہ کیا بعد ازاں قاضی مرید احمد صاحب شاہ پوری نے حضرت امام عالی مقام حسین علیہ السلام کے واقعات کی روشنی میں مسلم لیگ کی وضاحت کی سر فیروز خان نون مسلم لیگ زندہ باد پاکستان زندہ باد سر فیروز خان نون زندہ باد کے نعروں کے درمیان اسٹیج پر تشریف لائے آپ نے اپنی تقریر درود شریف اور کلمہ توحید سے شروع کی آپ نے کہا کہ تمام مسلمانوں کو اس وقت مسلم لیگ کے جھنڈے تلے آجانا چاہیے اگر اس نازک موقع پر ہم یک جانہ ہوئے تو ہماری حالت اچھوتوں سے بھی بدتر ہو جائے گی کیونکہ یہ انتخابات ہماری زندگی اور موت کا فیصلہ کر دیں گے آپ نے فرمایا کہ آپ کو افسروں سے گھبرانا نہیں چاہیے ادنیٰ سے اعلیٰ افسروں تک آپ کے نوکر ہیں آپ کے چندوں سے ان کو تنخواہیں ملتی ہیں آپ نے فرمایا کہ آپ کے علاقہ سے محمد اسلم خان اور محمد عبدالستار خان نیازی نے لیگ ٹکٹ کے لیے درخواستیں دی تھیں پنجاب مسلم لیگ نے محمد اسلم خان کے مقابلے میں محمد عبدالستار خان نیازی کو لیگ کا ٹکٹ دے دیا ہے آپ لیگ کے اس امیدوار کو ووٹ دے کر بھاری اکثریت کے ساتھ کامیاب کرنا چاہیے دیہاتیوں کی لیگ سے بے پناہ عقیدت سے ظاہر ہوتا ہے کہ نوکر شاہی ایجنٹوں لیگ

نوٹ: پیر سید علی حسن شاہ صاحب تا کمر فشان میں مسلم لیگ کانفرنس انٹرنیٹ پر جاری کردہ اخباری تراشوں سے جو عبارات پڑھنے میں آئیں نقل کر دیں تا کہ تاریخ کا حصہ بن سکیں۔

ایک مفکر کا قول ہے وہ قوم جو اپنے اسلاف کے کارناموں سے بے خبر ہے اس قابل نہیں کہ دنیا میں زندہ رہے۔

حضرت مولانا حافظ فضل الٰہی چشتی (۱۹۰۵ء۔۱۹۷۰ء) جس وقت تحریک پاکستان زوروں پر تھی وہ آپ کی جوانی کا زمانہ تھا۔ آپ نے حسب استطاعت علاقہ بھر میں مسلم لیگ کے متعلق رائے عامہ ہموار کرنے کی بھرپور کوششیں کیں اور اس طرح تحریک پاکستان کو کامیابی سے ہمکنار کرنے میں آپ نے ممکن حد تک کردار ادا کیا اس سلسلے میں آپ نے اپنے دوست ڈومیلی کی مشہور شخصیت حکیم سید سیدن علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ سے مل کر جلسۂ عام کا اہتمام کیا جس سے مولانا محمد علی جوہر نے خطاب کیا قیام پاکستان کے بعد بھی مسلم لیگ کے ساتھ تعلق قائم رکھا ۲۵ مارچ ۱۹۴۸ء کو مسلم لیگ کے لیے ادا کردہ فنڈ کی رسید آپ کے کاغذات میں محفوظ ہے (ماہنامہ ضیائے اسلام جہلم اپریل مئی ۲۰۰۶ء ص ۳۳)

حضرت مولانا مفتی محمد عبدالحفیظ حقانی (۱۹۱۰ء۔۱۹۵۸ء) ۷ ۱۹۳ء میں حضرت امیر ملت پیر سید جماعت علی شاہ محدث علی پوری قدس سرہ العزیز براستہ دہلی شملہ تشریف لے جا رہے تھے اہلیان دہلی کو جب اس بات کا علم ہوا تو انہوں نے یہ فیصلہ کیا کہ جامع مسجد دہلی میں حضرت اقدس کی بعد نماز جمعہ تقریر دل پذیر کرائی جائے احراری اور کانگرسی مولویوں میں کھلبلی مچ گئی اور انہوں نے اس جلسہ کو ناکام بنانے کی ٹھان لی چنانچہ نماز جمعہ ختم ہوتے ہی ایک کانگرسی مولوی جس کا نام عظمت اللہ تھا فوراً منبر کی سیڑھی پر چڑھا اور اعلان کیا کہ اب جمعیت علماء ہند کا جلسہ ہوگا

لہٰذا سب لوگ تشریف رکھیں اس پر آپ یعنی مفتی محمد عبدالحفیظ حقانی منبر کی سیڑھی پر تشریف لائے اور کچھ کہنے والے تھے کہ مذکورہ کانگرسی مولوی آپ کی طرف بڑھا آپ نے اپنی گرج دار آواز میں فرمایا حضرات: آپ کو اخبارات واشتہارات کے ذریعے۔ اطلاع مل چکی کہ حضرت امیر ملت دامت برکاتہم العالیہ آج صبح دہلی تشریف لائے ہیں اور شام کو واپسی ہے تھوڑی دیر بعد حضرت کچھ ارشاد فرمائیں گے پھر آپ نے بڑے پُرجوش انداز میں پون گھنٹہ تک ولولہ انگیز تقریر فرمائی حضرت امیر ملت قدس سرہ العزیز آپ کی تقریر دلپذیر سے اتنے متاثر ہوئے کہ اپنی اونی شال مبارک جو اس وقت اوڑھے ہوئے تھے آپ کے کندھوں پر ڈال دی اور آپ کو سینے مبارک سے لگایا آپ کی اس پر اثر تقریر کے بعد حضرت اقدس امیر ملت نے ایک گھنٹہ تک خطاب فرمایا مجمع میں بڑا جوش وفروش تھا نعرہ تکبیر ورسالت کی صدائیں بلند ہوتی رہیں۔ اس طرح یہ عظیم الشان جلسہ اختتام پذیر ہوا اور وہ کانگرسی مولوی پھر نظر نہ آیا اور یوں کانگرسی عزائم خاک میں مل گئے اس جلسہ میں کانگرسی مولویوں کی جو بے عزت ہوئی اور انہیں جو خفت اٹھانا پڑی وہ ناقابل بیان ہے (حضرت امیر ملت اور تحریک پاکستان از محمد صادق قصوری مطبوعہ شاکر پبلی کیشنز لاہور ۲۰۱۹ء ص ۱۲۴۔۱۲۵)

خواجہ محمد کرم الٰہی ایڈووکیٹ سیالکوٹ (۱۸۸۰ء۔۱۹۵۹ء) نے حضرت امیر ملت رحمۃ اللہ علیہ کی زیر قیادت تحریک کشمیر، فتنہ ارتداد تحریک خلافت، سارداایکٹ مسجد شہید گنج اور تحریک پاکستان میں بھرپور کردار ادا کیا ضلع سیالکوٹ میں مسلم لیگی امیدواروں کی کامیابی میں آپ کا خاصا کردار ہے آل انڈیا کشمیر مسلم کانفرنس کے سیکرٹری بھی رہے ۱۹۲۰ء میں انجمن حمایت اسلام کے آنریری وکیل بھی رہے (ایضاً ص ۱۳۵)

منشی احمد دین گجراتی (۱۸۹۷ء۔۱۹۸۰ء) نے حضرت امیر ملت کے حکم پر سیاسی امور میں بھی حصہ لیا۔ ۱۹۳۲ء میں کشمیر ایجی ٹیشن کے سلسلے میں حضرت ولدیت شاہ گجراتی رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ گرفتار ہوئے اور چھ ماہ قید بامشقت کی سزا برداشت کی پیر ولدیت شاہ انبالہ اور گجرات میں پابہ زنجیر رہے اور آپ کو گجرات جہلم لائل پور (حال فیصل آباد) اور جھنگ کی جیلوں میں سنت یوسفی ادا کرنا پڑی جیل میں بھی آپ نے تبلیغ وہدایت کا سلسلہ جاری رکھا جس کی پاداش میں آپ کو بیڑیاں پہنائی گئیں مگر ثابت قدم رہے اور حق وصداقت کا پھریرا بلند کرتے رہے سارداایکٹ (۱۹۲۹ء۔۳۰) کے زمانہ میں آپ علی پور تشریف فرما تھے کہ حضرت امیر ملت نے ۵ جنوری ۱۹۳۰ کو اعلان فرمایا حکومت برطانیہ نے ایک ایکٹ کے ذریعے نابالغ لڑکیوں کا نکاح خلاف قانون قرار دے دیا ہے میں نکاح پڑھاؤں گا اور حکومت کو اطلاع دوں گا آپ نے اس اعلان حق کی تائید وحمایت کی اور میدان میں سرگرم عمل رہے حضرت امیر ملت کے ارشاد گرامی پر آپ نے تحریک پاکستان میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیا مارچ ۱۹۴۰ء کی قرارداد پاکستان منظور ہونے کے بعد اپنا تن من دھن حصول پاکستان کے لیے وقف کر دیا ۱۹۴۶ء کے الیکشن میں ضلع گجرات میں مسلم لیگی امیدواروں کی ڈٹ کر حمایت کی اور کئی مخالف امیدواروں کی ضمانتیں ضبط کروا ئیں (ایضاً ص ۱۵۴۔۱۵۵)

صوفی عنایت محمد پسروری (۱۸۸۷ء۔۱۹۴۷ء) نے سیاست میں بھرپور حصہ لیا تحریک خلافت تحریک احرار تحریک مسجد شہید گنج اور تحریک پاکستان میں پوری دلجمعی سے شریک ہوئے اور کارہائے نمایاں سرانجام دیئے قید وبند کی صعوبتوں سے بھی نبرد آزما ہوئے مگر پائے استقلال میں بالکل لغزش نہ آئی تحریک خلافت کے دور میں پسرور سے نقل مکانی کر کے راولپنڈی تشریف لا کر مستقل رہائش اختیار کر لی اور جوہر

وسمہ مہندی ایجاد کر کے روزی کمانے لگے راولپنڈی میں جو بھی تحریک اٹھی آپ اس کے روح رواں ہوتے تھے ابتداء میں کانگرس کے ایک نامور مخلص لیڈر تصور کیے جاتے تھے آپ نے مصائب وآلام اور تشدد ودہشت کے بعد بھرپور انگریزی دور میں بھی کبھی ہتھیار نہیں ڈالے تھے بلکہ ہمیشہ ایک مجاہد کی طرح لڑتے رہے ایک کٹر مسلم لیگی رہنما کی حیثیت سے راولپنڈی میں آپ نے جو کار ہائے نمایاں انجام دیئے وہ ناقابل فراموش ہیں تلوار ہر وقت لٹکائے رکھنا ان کی زندگی کا طرہ امتیاز تھا غلامی سے دائمی نفرت کرتے تھے ساری زندگی آزادی کے داعی اور مبلغ بنے رہے اور اس نے انہیں راولپنڈی کے عوام وجمہور کا محبوب لیڈر بنا رکھا تھا (ایضاً ص ۱۵۷۔۱۵۸)

حضرت خواجہ محمد عبداللہ خلدی امرتسری (۱۹۰۰۔۱۹۷۱ء) انجینئرنگ میں ڈپلومہ حاصل کیا مگر انگریز سے شدید نفرت کے سبب ملازمت نہ کی سیاسی خراج کی وجہ سے کانگریس میں شامل ہو گئے پھر تحریک خلافت میں گراں قدر خدمات انجام دیں۔ ۱۹۳۰ء میں کشمیر ایجی ٹیشن میں ۹ ماہ کی سزا بھگتی تحریک نیلی پوش سے ہوتے ہوئے مسلم لیگ میں شمولیت اختیار کی اور پھر تادم واپسی مسلم لیگی رہے خواجہ سٹی مسلم لیگ امرتسر کی مجلس عاملہ کے رکن اور آخر سیکرٹری رہے پنجاب مسلم لیگ کے کونسلر اور مسلم لیگ نیشنل گارڈ کے سالار تھے ۱۹۴۰ویں اجلاس قرارداد پاکستان کے موقع پر ایک سو کارکنوں کے جیش کی قیادت کی ۱۹۴۶ء کے الیکشن میں امرتسر سے پنجاب اسمبلی کے لیے مسلم لیگ کے امیدوار شیخ صادق حسن نے ۱۱۱۷۲ ووٹ لے کر کامیابی حاصل کی جبکہ احراری امیدوار شیخ حسام الدین ۵۹۷۵ ووٹ لے کر شکست سے دوچار ہوئے جنوری ۱۹۴۷ء میں خضر حکومت کے خلاف تحریک سول نافرمانی میں گرفتار ہو کر گورداسپور جیل میں اسیر رہے بڑے بے باک انسان اور شعلہ بیان مقرر تھے تقریر کے لیے کھڑے ہوتے تو کہتے ہم قانون فرنگی کو پاؤں کی ٹھوکر سے فضائے آسانی میں بکھیر دیں گے اس سے جلسے میں جوش و فروش پیدا ہوتا اور انگریز کے خلاف خوف نفرت ابھرتی (ایضاً ص ۱۷۸۔۱۷۹)

ملک عبدالقادر خوشتر کنجاہی (۱۹۰۷۔۱۹۷۲ء) نے شاعری میں پیر فضل حسین گجراتی (ف ۱۹۷۲ء) کے حضور زانوئے تلمذ تہہ کیا اپنی شاعری کے ذریعے تحریک آزادی کی بہت بڑی خدمت کی ضلع گجرات میں مسلم لیگ کے جلسوں میں اپنی ولولہ انگریز اور تہلکہ خیز نظمیں سنا کر تحریک پاکستان کو جلا بخشی انگریز اور ہندو کے خلاف مسلمان قوم کو خوب ابھارا اپنی اردو اور پنجابی نظموں کے ذریعے سوئی ہوئی قوم کو بیدار کرنے کی سعی بلیغ کی مرشد گرامی حضرت امیر ملت کے حکم پر تحریک پاکستان میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیا ۱۹۴۶ء کے الیکشن میں ان کی نظموں نے گجرات کے گردونواح میں دھوم مچا دی تین شعر ملاحظہ ہوں۔

مسلم اپنے دل دل خیال کر کے سمجھ بہویں نہ دل دے صفا ہندو
کہناں صاف کہ سپاں دے ہن پتر گویا مسکن جو رو جفا ہندو
کسے گل ہیٹھ متاں لیا کے تے لیئی اپنے نال رلا ہندو
دھوکے باز آخر دھوکا دے جاندا تینوں سودا اکو جواب چاہیدائے
اساں تساں وچ فرق ہے بوہت سارا جدا جدا اساڈا انتخاب چاہیدائے

جداگانہ انتخاب نے واضح کامیابی کی منزل کو قریب تر کر دیا اور مسلمان کے شاندار مستقبل کی ضمانت ثابت ہوئے تو اس کامیابی پر

خوشتر کنجاہی صاحب کے جذبات شعروں کے روپ دھاریوں سامنے آئے

آج شہرہ اے مسلم لیگ دا
وچ ہندوستان دیاں گلیاں
منہ کالا ہویا اے شریک دا
وچ ہندوستان دیاں گلیاں
خاک ساراں دی پھوک لہہ گئی
وچ ہندوستان دیاں گلیاں

۱۴ اگست ۱۹۴۷ کو ہمیں سورج سے بھی روشن منزل پاکستان کی صورت میں مل گئی اور آزادی کے پروانوں کو ان کے خواب کی تعبیر مل گئی پاکستان ایک آزاد اسلامی ریاست کے طور پر دنیا کے نقشے پر ابھرا تو یہ دن اسلامیان برصغیر کے لیے سب سے بڑی خوشی کا دن تھا آزادی کا اعلان سنتے ہی حضرت خوشتر کنجاہی علیہ الرحمہ کی مسرت وشادمانی صفحہ قرطاس پر اس طرح بکھر گئی

خوشیاں تے ہندیاں نیں آج خوشی خاص اے
مدتاں دی رب ساڈی پوری کیتی آس اے
رہیاں قربانیاں نہ ساڈیاں ادھوریاں
رب دی جناب وچ ہوئیاں منظوریاں
فضل عظیم ہویا اے رب رحمان دا
گڈیا گیا اے جھنڈا آج پاکستان دا
(ایضاً ص ۱۸۱۔۱۸۳)

قائد ملت چوہدری غلام عباس (۱۹۰۴ء۔۱۹۶۷ء) نے ۹ فروری ۱۹۴۲ء کو مسلم کانفرنس کے تاریخی اجلاس کے موقع پر خطبہ صدارت میں تحریک پاکستان کی مکمل اور پرزور حمایت کرتے ہوئے اعلان فرمایا کہ......۳۵ لاکھ مسلمانان ریاست جموں وکشمیر، جموں وکشمیر کو پاکستان کی ایک حصہ سمجھتے ہیں اس کے سوا اور کوئی راستہ انہیں قبول ومنظور نہیں مئی ۱۹۴۴ء میں جب قائداعظم کشمیر کے دورہ پر تشریف لائے تو مسلم کانفرنس نے قائداعظم کا شاندار استقبال کیا اور چوہدری صاحب کی ہی معیت میں قائداعظم نے جموں وکشمیر کے طول وعرض میں عوامی اجتماعات سے خطاب کیا ایک عظیم اجتماع سے خطاب کرتے ہوئے حضرت قائداعظم رحمۃ اللہ علیہ نے اعلان کیا: خوش قسمت ہے وہ قوم جسے چوہدری غلام عباس جیسا رہنما میسر ہے: اور آپ کو یہ اعزاز بھی حاصل ہے کہ ۱۷ جون ۱۹۴۴ء کو قائداعظم رحمۃ اللہ علیہ نے آپ کی صدارت میں مسلم کانفرنس کے سالانہ اجتماع سے خطاب کیا۔آپ نے حضرت امیر ملت علیہ الرحمہ کے دست حق پرست پر بیعت کی ہوئی تھی اپنے مرشد سے حد درجہ عقیدت ومحبت تھی چنانچہ ۱۹۴۴ء میں جب قائداعظم کشمیر کے دورے پر تشریف لائے تو انہیں دنوں حضرت امیر ملت قدس سرہ بھی

سری نگر میں جلوہ افروز تھے آپ قائداعظم کو ساتھ لے کر حضرت قدس سرہ کی خدمت میں حاضر ہوئے حضرت نے قائداعظم کی شاہانہ دعوت کی اور پھر مسلم لیگ اور قائداعظم کی کامیابی کے لیے دعا کی......(ایضاً ص ۱۴۰۔۱۴۱۔فدایان امیر ملت از محمد صادق قصوری مطبوعہ مرکزی مجلس امیر ملت برج کلاں ضلع قصور ۱۹۸۱ء سیرت امیر ملت از سید اختر حسین علی پوری مطبوعی لاہور ۱۹۷۵ء)

حضرت بخشی مصطفی علی خان بنگلوری (۱۸۸۲۔ ۱۹۷۴ء) تحریک پاکستان کا دور آیا تو جہاں حضرت امیر ملت کے حکم پر جملہ خلفاء مریدین میدان عمل میں اترے وہاں حضرت بخشی صاحب رحمۃ اللہ علیہ لبیک کہتے ہوئے مسلم لیگ کی کامیابی وکامرانی کے لیے اپنی تمام توانائیوں کے ساتھ کمربستہ ہوگئے اور پیرومرشد کی معیت میں وسیع وعریض دور کر کے "مسلم ہے تو مسلم لیگ میں آ" کا نعرہ مستانہ بلند کیا ۔

جس طرف بھی چل پڑے میں آبلہ پایان شوق
خار سے گل اور گل سے گلستان بنتا گیا

اپریل ۱۹۴۶ء میں آل انڈیا سنی کانفرنس کا بنارس میں تاریخ ساز اجلاس ہوا تو آپ نے حضرت امیر ملت کی زیر قیادت وسیادت شرکت کر کے اجلاس کی کامیابی کے لیے مقدور بھر سعی وکاوش کی حضرت امیر ملت اس کانفرنس کے صدر نشین تھے کانفرنس میں ملک بھر سے پاکستان کی حمایت میں ووٹ اور اسلامی حکومت کا لائحہ عمل مرتب کرنے کے لیے اکابر اہل سنت کی جو تیسری رکنی کمیٹی تشکیل دی گئی آپ بھی اس کے رکن تھے...........(حضرت امیر ملت اور تحریک پاکستان ص۔۱۱۵)

حضرت علامہ پیر سید محمد شاہ کاظمی بن سید امان علی شاہ بن سید عبادت علی شاہ بن سید عبادت علی شاہ حنفی بریلوی نے ایک دلچسپ اور نہایت اہم واقعہ سنایا جو قیام پاکستان سے قبل کا ہے اور بشارت ہے فرماتے ہیں کہ ۷۴۔۱۹۷۳ء میں مدینہ منورہ حاضری کے لیے گیا تو وہاں حضرت مولانا منظور حسین مدنی نے مجھے سلسلہ عالیہ قادریہ شریف میں خلافت واجازت دی ان کا وہیں وصال ہوا اور جنت البقیع میں دفن ہوئے وہ حضور ﷺ کی بارگاہ عالی جناب کے حاضر باش تھے جب میں مدینہ پاک جانے لگا تو میرے مرشد زادے حضرت صاحبزادہ سید طیب شاہ صاحب رحمۃ اللہ نے مجھے فرمایا کہ مدینہ منورہ میں مولانا منظور حسین مدنی نامی ایک بزرگ ہیں آپ ان سے ملنا تب وہ حیات تھے ساتھ ہی فرمایا کہ کسی خادم یا دربان سے ان کا پوچھو گے تو وہ تمہیں ان سے ملا دیں گے میں مدینہ پاک حاضر ہوا تو ان کی خدمت میں بھی حاضر ہوا حضرت مولانا منظور حسین مدنی نے ایک روز مجھے میرے مرشد کا ایک وقعہ یوں سنایا کہ...........قیام پاکستان سے قبل سید احمد شاہ سری کوٹی رحمۃ اللہ علیہ حج کیے لیے حجاز مقدس آئے تو سرکار دو عالم ﷺ کی حاضری کے لیے مضطرب تھے ان کی خواہش تھی کہ مدینہ پاک کے قیام میں حضور اقدس ﷺ کی جانب قریب ہی رہائش کا انتظام ہو جائے مجھے ملے الحمدللہ میرے ہی ذریعہ یہ انتظام ہو گیا اکثر ان سے ملاقاتیں رہتیں وہ اکثر کہتے کہ ہندوستان تقسیم ہوگا اور پاکستان بنے گا۔ نیز وہ روزانہ اخبار کا مطالعہ باقاعدگی سے کرتے تھے ایک روز اخبار میں وائسرائے کا بیان تھا کہ متعدد

وجوہ کی بنیاد پر ہندوستان کی تقسیم ممکن نہیں لہٰذا یہ تقسیم نہیں ہوگی، حضرت سید احمد شاہ سری کوٹی حاضری سے واپس آئے تو ان کی آنکھیں سرخ تھیں اور ان کا کہنا تھا کہ میرے آقا ﷺ فرماتے ہیں کہ پاکستان بن کر رہے گا اور میرے مرشد بتاتے ہیں کہ اس کی خدمت داڑھی منڈے (کلین شیو) کریں گے اس زمانہ میں وہ اردو، انگریزی، عربی، فارسی زبانوں میں یہ واقعہ اکثر اپنی مجالس میں بیان کرتے تھے۔ (ماہنامہ سوئے حجاز لاہور ستمبر ۲۰۱۹ء ص ۵۳۔ ۵۴)

مولوی فضل حق رائے کوٹی (۱۸۹۰ء۔ ۱۹۶۶ء) جوانی ہی میں سیاست کی جانب مائل ہوئے خلافت کمیٹی رائے کوٹ کے صدر ضلع مسلم لیگ کے صدر اور صوبائی بورڈ کے رکن رہے تحریک خلافت میں مولوی فضل حق نے تین سال اور ان کے چھوٹے بھائی مولوی فیض شعبان نے ڈیڑھ سال قید کاٹی بعد ازاں مسلم لیگ سے وابستہ ہو گئے ۱۹۳۹ء سے ۱۹۴۷ء تک مسلم لیگ ضلع لدھیانہ کے صدر اور صوبائی بورڈ کے رکن رہے جب تحریک پاکستان زوروں پر تھی تو مولوی فضل حق پورے جذبے سے اس میں شریک ہوئے تحریک پاکستان کو منزل مقصود تک پہنچانے کے لیے آپ نے مشرقی پنجاب بالخصوص لدھیانہ میں انتھک کوششیں کیں ۱۹۴۰ء میں منٹو پارک لاہور میں منعقد ہونے والے عظیم الشان جلسہ میں رائیکوٹ اور لدھیانہ سے سینکڑوں افراد پر مشتمل قافلے کے ساتھ شریک ہوئے جہاں آپ کی خدمات کے اعتراف میں آپ کو مرکزی رہنماؤں کے ساتھ اگلی نشتوں پر جگہ دی گئی ۱۹۴۶ء میں آپ کی کوششوں سے رائے کوٹ میں مسلم لیگ کا عظیم الشان تاریخی جلسہ منعقد ہوا جس میں آپ کی کوششوں سے علاقے کی نہایت محترم سیاسی شخصیت رائے محمد اقبال نے نہ صرف مسلم لیگ میں شمولیت اختیار کی بلکہ وہ تمام اعزازات اور خطابات اور عہدے جو انگریز سرکار کی طرف سے انہیں حاصل تھے انگریز سرکار کو واپس کرنے کا اعلان بھی کیا...... (ماہنامہ نظریہ پاکستان لاہور اگست ۲۰۰۸ء ص ۱۶۲۔ ۱۶۳)

لاہور۔ ۱۷ مارچ کو سید محی الدین لال بادشاہ (پیر مکھڈ شریف) ایم ایل اے نے مسلم لیگ میں شمولیت کے متعلق اپنے فیصلہ کا اعلان کر دیا۔ انہوں نے قائد اعظم کو ایک مکتوب لکھا جس میں فرماتے ہیں میں نہایت مسرت کے ساتھ آپ کی وساطت سے اپنی ناچیز خدمات ملت اسلامیہ کے حضور پیش کرتا ہوں میں ان تمام ذاتی یا سیاسی اختلافات کو جنہوں نے ماضی میں مجھے ایسا کرنے سے باز رکھا برطرف کرتا ہوں مفاد ملت کے لیے میری پیش کش کو قادر مطلق قبول فرمائے اپنی انفرادی حیثیت میں قوم کے لیے جو کچھ کر سکتا ہوں اس میں کوشاں رہوں گا ایسا کرنے میں غرض مندانہ مفادات سے مجھے ٹکرانا بھی پڑا اور اس سے مجھے نقصان بھی اٹھانا پڑا موجودہ ساعت میں جو ملت کے لیے بڑی آزمائش کی ساعت ہے انہی غرض مندانہ مفادات نے مجھے میرے الگ تھلگ رکھنے کی کوشش کی مگر پورے وثوق کے ساتھ میری یہ رائے ہے کہ اس وقت ہر فرد ملت کا یہ مقدس فرض ہے کہ وہ مسلم لیگ میں شامل ہو جائے یہ فرض ہر دوسرے فرض پر مقدم ہے اس لیے میں اپنے ذاتی اختلافات کو

قطعاً بھلا کر اور مٹا کر ملت کے ایک ادنیٰ خادم کی حیثیت سے اسمبلی کے اندر اور باہر بھی آپ کی اور مسلم لیگ کی تائید و حمایت کا اقرار صالح کرتا ہوں۔ (ماہنامہ نظریہ پاکستان لاہور جنوری ۲۰۱۰ء ص ۱۰)

حضرت مولانا محمد حیات نوشاہی سچیاری شرقپوری (۱۹۰۰ء۔ ۱۹۸۸۳ء) بنیادی طور پر عالم دین تھے مولانا کی اہم تصنیف گلزار نوشاہی ہے جس کی وجہ سے انہیں خاندان نوشاہی میں کافی شہرت ملی گلزار نوشاہی سلسلہ نوشاہیہ کے بزرگوں کا تذکرہ ہے گلزار نوشاہی ۱۹۳۴ء میں اسلامیہ پریس لاہور سے چھپی آپ کا شمار پاکستان کے کارکن علماء میں ہوتا تھا مولانا محمد حیات نوشاہی شرقپوری نے تحریک پاکستان کے لیے بھی کام کیا وہ قائد اعظم کے تائیدی علماء میں شامل تھے شرقپوری چار شخصیات ایسی تھیں جنہیں قائد اعظم کے افکار و نظریات سے بے پناہ محبت تھی ان میں سے ایک مولانا محمد حیات نوشاہی دوسرے حضرت میاں شیر محمد نقشبندی شرقپوری علیہ الرحمہ کے چھوٹے بھائی حضرت میاں غلام اللہ جنہیں ثانی صاحب بھی کہا جاتا ہے اور تیسرے ملک حسن علی جامعی جامعہ ملیہ کے گریجویٹ تھے حکیم طبیب اور اہل علم انسان تھے چوتھی شخصیت ظہیر نیاز بیگی کی ہے یہ تحریک پاکستان کے اہم رکن تھے تحریک پاکستان کے حوالے سے ظہیر نیاز بیگی کی نظمیں مثلاً مسلم تو مسلم لیگ میں آ، یہ جھنڈا، یہ قومی جمعیت کا جھنڈا وغیرہ۔ مولانا محمد حیات نوشاہی نے ہر قدم پر تحریک پاکستان کا ساتھ دیا اور قائد اعظم کے نظریات سے محبت کی جب قائد اعظم کی وفات ہوئی تو غائبانہ نماز جنازہ کی غرض سے میاں صاحب کے بنوائے ہوئے وسیع و عریض چھپر کے نیچے ہزاروں نفوس اکٹھے ہوئے مولانا محمد حیات نے سب سے پہلے میاں غلام اللہ صاحب کو نماز جنازہ پڑھانے کو کہا لیکن میاں غلام اللہ اور دیگر عمائدین نے متفقہ طور پر مولانا محمد حیات کا انتخاب کیا انہوں نے قائد اعظم کی غائبانہ نماز جنازہ پڑھائی (ڈاکٹر گوہر نوشاہی بحیثیت محقق از محمد افضل صفی مطبوعہ الفتح پبلی کیشنز راولپنڈی ۲۰۱۰ء ص ۴۶۔ ۴۸)

سلطان العصر حضرت الحاج سلطان غلام دستگیر (۱۹۱۹ء۔ ۱۹۸۶ء) مقامی طور پر مسلم لیگ کے پہلے صدر تھے آپ نے تحریک پاکستان میں عملی طور پر حصہ لیا صوبہ سرحد کے ریفرنڈم میں مسلم لیگ کا مکمل ساتھ دیا اور کانگریس کو وہاں ناکامی کا منہ دیکھنا پڑا (سہ ماہی دستگیر کوئٹہ جنوری مارچ ۱۹۹۱ء ص ۱۵۳۔ ۱۵۹۔ ۱۸۸)

عظیم شاعر ڈاکٹر قربان علی نوشاہی کہندے نے عرض ایہہ ہے کہ میں امرتسر دا رہن والا آں میں تحریک پاکستان وچ اک ادنیٰ کارکن دی حیثیت نال حصہ لیا سی اس وقت میری عمر چودہ پندرہ سال دے قریب سی جدوں پاکستان بنیا لاہور وچ بیٹھ گئے شاعری دا آغاز ۱۹۴۸ء وچ کیتا (رشنائی از ڈاکٹر قربان علی نوشاہی مطبوعہ مکتبہ عالم گیر ادب لاہور ۱۹۸۵ء)

حضرت مولانا محمد حسین پسروری (۱۸۷۰ء۔ ۱۹۵۱ء) فرماتے محمد علی جناح کو آنحضور ﷺ نے پاکستان بنانے پر مامور کیا ہے۔ (تاریخ سیالکوٹ از اشفاق نیاز مطبوعہ سیالکوٹ ۲۰۰۴ء ص ۲۰۷) سو (۱۰۰) سالہ بزرگ حضرت حکیم ملک شیر محمد بڈھیاں (پ ۱۹۱۹ء) فرماتے ہیں اپنے لڑکپن میں مسلم لیگ کا ورکر رہا ہوں پیر آف مکھڈ شریف غلام محی الدین المعروف لعل بادشاہ کے مقابلہ میں شیخ محمد یوسف نے مسلم لیگ کے ٹکٹ سے الیکشن لڑا اور بھاری اکثریت سے جیتا ہر گاؤں میں کامیاب ہوئے پیر آف مکھڈ کو مسلم لیگ کا ٹکٹ نہ ملا تھا انہوں نے بتایا

کہ چودہ پندرہ سال کی عمر میں حضرت علامہ اقبال سے ان کے گھر مزنگ میں ملا ہوں وہ کوٹ پتلون میں ملبوس تھے قائداعظم کو جلسہ قرارداد مقاصد میں دیکھا مولوی عبدالحق (بنگال) نے ۲۳ مارچ کو یہ قرارداد پیش کی تھی نواب ممڈوٹ مولوی عبدالحق حسین شہید سہروردی نواب زادہ لیاقت علیخاں بھی قائداعظم محمد علی جناح کے ساتھ نمایاں ہوا کرتے تھے میں نے بانیٔ پاکستان حضرت قائداعظم کی وفات کی خبر خود ریڈیو پاکستان سے سنی اور بہت آرزدہ ہوا۔(ماہنامہ سوئے حجاز لاہور اکتوبر ۲۰۱۹ء ص ۴۴۔۴۶))

مولانا حافظ عبدالکریم ایک جید عالم مخلص استاد نڈر مقرر اور بے باک سیاسی رہنما تھے مگسی خاندان کے اتالیق تھے وہ جامعہ یوسفیہ جھل مگسی کے ناظم رہے اور ابتدائی مدارس کا نصب تعلیم مرتب کیا قائداعظم کی نظروں میں ان کا مقام نہایت بلند تھا انہوں نے ۱۹۲۵ء سے لے کر آخردم تک بلوچستان میں تعلیمی علمی وادبی اور سیاسی خدمات سرانجام دیں بلوچستان میں مولوی عبدالکریم نے مسلم لیگ کی بنیاد رکھنے میں اہم کردار ادا کر کے حصول پاکستان کی تحریک میں نہایت سرگرمی محنت اور لگن سے حصہ لیا اور کئی سال تک بلوچستان مسلم لیگ کے ترجمان الاسلام ایڈیٹر رہے اور گرانقدر خدمات انجام دیں (پندرہ روزہ ہلال راولپنڈی اگست ۲۰۰۷ء ص ۲۷)

حضرت خواجہ غلام فخر الدین سیالوی (۱۹۱۱ء۔۱۹۹۸ء) نے تحریک پاکستان میں اپنے برادر کلاں حضرت خواجہ محمد قمرالدین سیالوی علیہ الرحمہ کے ہمراہ بھرپور حصہ لیا حضور خواجہ محمد قمرالدین سیالوی علاقہ بھر میں بڑے لیڈر کے طور پر پہچانے جاتے تھے آپ نے مسلم لیگ کے عہدیدار تو کیا ممبر بھی نہیں بنے لیکن اپنے برادر اکبر کے ساتھ بڑھ چڑھ کر حصہ لیا کہیں بھی پیچھے نہیں ہٹے جب حضرت خواجہ قمرالدین سیالوی سترہ دن جیل میں رہے تو آپ ان کے بعد آپ نے جلوس نکلوائے لوگوں کو مایوس ہونے سے بچایا اور تحریک پاکستان کے جوش وجذبے میں کمی نہیں آنے دی قیام پاکستان کے کچھ عرصہ بعد نواب ممڈوٹ کے گھر ایک میٹنگ تھی اس میں آپ کو بھی شرکت کا موقع ملا سیالکوٹ سے ان کے ایک دوست محمد شفیع ایڈووکیٹ نے آپ کا نام بتا کر قائداعظم سے تعارف کرایا کہ یہ پیر صاحب سیال شریف کے بھائی ہیں۔قائداعظم نے گرم جوشی سے مصافحہ کیا اور اس کی بات کاٹتے ہوئے کہا کہ مجھے سب معلوم ہے میں اس خاندان کی قربانیاں جانتا ہوں پھر آپ نے خیریت دریافت کی اور سیال شریف کے احوال پوچھے اس کے بعد قائداعظم کا ایک خط بھی سیال شریف آیا تھا قائداعظم محمد علی جناح رحمۃ اللہ علیہ کے بارے میں آپ کا ارشاد گرامی ہے جہاں تک قائداعظم کی شخصیت کا تعلق ہے وہ خود کہتے تھے کہ لیڈر اتنا قابل ہونا چاہیے کہ کوئی اسے دھوکہ نہ دے سکے اتنا نڈر ہو کہ کسی بے خوف نہ کھائے اتنا باضمیر ہو کہ اسے کوئی خرید نہ سکے میرے نزدیک یہ تمام خوبیاں ان میں بدرجہ اتم پائی جاتی تھیں وہ یقین محکم عمل پیہم اور محبت فاتح عالم کے مظہر تھے (فوز المقال فی خلفاء پیر سیال جلد سوم از حاجی محمد مرید احمد چشتی مطبوعہ بزم شیخ الاسلام جامعہ رضویہ احسن القرآن دینہ جہلم ۲۰۰۵ء ص ۳۳۴۔۳۳۵)

حکیم سید احمد حسن گیلانی (۱۹۱۷ء۔۱۹۸۵ء) تحریک پاکستان کے کارکن جائنٹ سیکرٹری سٹی مسلم لیگ پشاور تھے ان کے گھر میں ریڈیو صدائے پاکستان کے نام سے کام کرتا رہا (وفیات ناموران پاکستان از ڈاکٹر محمد منیر احمد سلیچ مطبوعہ اردو، سائنس بورڈ اپر مال لاہور ۲۰۰۶ء ص ۱۰۳)

مولانا اکرام حسین مجددی (۱۹۹۳ء) جامع مسجد میاں میر کے خطیب اور تنظیم الجہاد ۳۱۳ کے سرپرست اور تحریک پاکستان کے کارکن تھے(ایضاً ص ۱۵۴)

مولانا محمد اکرم خان (۱۸۶۸ء۔ ۱۹۶۸ء) نامور صحافی ادیب مورخ تحریک پاکستان کے نمایاں کارکن تھے قائداعظم کے رفیق مشرقی پاکستانی مسلم لیگ کے صدر اور نائب صدر پاکستان مسلم لیگ کے عہدوں پر فائز رہے(ایضاً ص ۱۵۴۔ ۱۵۵)

سید الطاف علی بریلوی (۱۹۰۵ء۔ ۱۹۸۶ء) ممتاز ماہر تعلیم مصنف تحریک پاکستان کے عظیم کارکن تھے(ایضاً ص ۱۵۷)

مولانا امانت علی (۱۹۸۴ء) تحریک پاکستان میں گوجر خاں کے راہنما ہونے کے ساتھ گوجر خاں مسلم لیگ کے ۴۷۔ ۱۹۴۳ء میں جائنٹ سیکرٹری ۱۹۴۷ء اور ۱۹۵۸ء میں گوجر خاں مسلم لیگ کے صدر اور ۱۹۵۸ء میں مسلم لیگ راولپنڈی کے ضلعی سیکرٹری بنے (ایضاً ص ۱۶۶)

صوفی محمد ایاز خان قادری (۱۹۱۱۔ ۲۰۰۳ء) کراچی کی نامور علمی روحانی و دینی شخصیت جماعت اہلسنت کے سرکردہ راہنما تحریک پاکستان اور تحاریک ختم نبوت کے عظیم مجاہد تھے۔ (ایضاً ص ۱۸۷)

پیر سید محمد ایوب شاہ نوری (۱۹۲۹۔ ۱۹۸۶ء) عالم دین روحانی شخصیت آستانہ عالیہ چورہ شریف کے سجادہ نشین ہونے کے ساتھ تحریک پاکستان کے کارکن بھی تھے۔ (ایضاً ص ۱۹۰)

حضرت مفتی بشیر حسین قادری (۱۹۰۷ء۔ ۱۹۷۸ء) عالم دین خطیب مصنف کتب وسیلہ۔ ایثار خلیل اللہ۔ فتاویٰ حنیفہ۔ حیات النبی اور مسائل قربانی۔ تحریک پاکستان کے اہم کارکن تھے تحریک ختم نبوت میں بھی اہم کردار ادا کیا(ایضاً ص ۲۰۴)

پیر تاج الدین (۱۸۷۸۔ ۱۹۵۴ء) تحریک پاکستان کے ممتاز کارکن۔ پنجاب میں مسلم لیگ کے بانیوں میں سے تھے ۱۹۱۶ میں پنجاب مسلم لیگ پروگریسو گروپ کے جنرل سیکرٹری اور ۱۹۲۸ء میں نائب صدر کے عہدوں پر فائز رہے(ایضاً ص ۲۱۸)

حضرت میاں چراغ دین جونے کے والے (۱۸۹۸ء۔ ۱۹۹۵ء) ممتاز پنجابی شاعر دو درجن کتب کے خالق تحریک پاکستان کے حوالے سے ایک عظیم شاعر تھے انہوں نے اپنی شاعری میں تحریک پاکستان کی عظیم خدمات انجام دیں (ایضاً ص ۲۴۵)

حاجی چراغ دین منہاس (متوفی ۲۰۰۲ء) تحفۃ الحرمین (سفرنامہ حج) چراغ معرفت۔ چراغ حیات کے مصنف تحریک پاکستان کے ایک عظیم کارکن تحریک نظام مصطفیٰ کے مجاہد تھے(ایضاً ص ۲۴۶)

مولانا حامد علی قریشی (۱۹۰۲ء۔ ۱۹۸۱ء) ۴۷۔ ۱۹۳۴ء میں مسلم لیگ دہلی کے جنرل سیکرٹری مقرر ہوئے آپ تحریک پاکستان کے سرگرم کارکن تھے۔ آپ انجمن حمایت اسلام (۱۹۳۲ء) شوکت لائبریری دہلی (۱۹۳۹ء) یتیم خانہ دہلی اور انجمن حیات الاسلام کراچی بانی ہوئے (ایضاً ص ۲۵۰)

حضرت پیر حبیب اللہ جان آف زکوڑی شریف (۱۹۰۵۔ ۱۹۸۷ء) شیخ طریقت قائداعظم کے ساتھی اور تحریک پاکستان کے کارکن تھے(ایضاً ص ۲۵۴)

حضرت خواجہ حبیب سلطان (۱۹۰۹ء۔۱۹۷۰ء) عظیم روحانی شخصیت دربار حضرت سلطان باہو رحمۃ اللہ علیہ کے سجادہ نشین ہونے کے ساتھ مسلم لیگ کے سرگرم حمایتی اور تحریک پاکستان کے اہم کارکن تھے (ایضاً ص ۲۵۶)

حضرت صاحبزادہ ابوالکلیم خادم حسین شاہ (۱۹۱۹ء۔۱۹۸۴ء) شیخ طریقت عالم دین خطیب اور آستانہ عالیہ چورہ شریف کے سجادہ نشین ہونے کے ساتھ تحریک پاکستان کے عظیم کارکن تھے (ایضاً ص ۲۸۰)

حضرت پیر خورشید احمد قریشی (۱۹۰۳ء۔۱۹۸۵ء) ملتان کے بزرگ سیاستدان تحریک پاکستان کے ممتاز کارکن تھے (ایضاً ص ۲۹۴)

حضرت حافظ خیر محمد اوحدی (۱۹۱۱ء۔۱۹۸۲ء) سندھ کے معروف صحافی شاعر و ادیب نقاد ماہر عروض عربی فارسی و اردو کے علم ۵۸۔۱۹۴۶ء میں سندھ مسلم لیگ کے پروپیگنڈہ سیکرٹری رہے تحریک پاکستان کے خاص رکن جرائد کاروان حیدر اور اصلاح کراچی و دیگر اخبارات کے مدیر رہے (ایضاً ص ۲۶۸)

مولانا سید نظام الدین المعروف راغب پارک پوری (۱۸۹۵ء۔۱۹۵۹ء) اردو فارسی و بنگلہ زبانوں کے شاعر تھے ان کا مجموعہ کلام دیوان راغب کے نام سے ۱۹۳۲ء میں شائع ہوا آپ تحریک پاکستان کے کارکن تھے (ایضاً ص ۳۱۱)

حضرت پیر سید عبدالستار المعروف ستار شاہ بادشاہ (۱۸۷۴ء۔۱۹۵۳ء) چاروں سلاسل میں مجاز پیر طریقت صوفی شاعری ہونے کے ساتھ ساتھ تحریک پاکستان کے سرگرم کارکن تھے سرحد ریفرنڈم اور مہاجرین کی آبادکاری میں اہم خدمات سرانجام دیں (ایضاً ص ۳۴۷۔۳۴۸)

حضرت سراج الدین خلیفہ (۱۸۹۵ء۔۱۹۷۰ء) عربی اور فارسی زبان و ادب کے ماہر معلم، ادیب مسلم لیگ نیشنل گارڈز پنڈی بھٹیاں کے سالار تحریک پاکستان کے کارکن (تھے ایضاً ص ۳۵۲)

حضرت مولانا محمد سوار الدین شیدا (۱۹۰۶ء۔۱۹۹۴ء) روہتاس جہلم کی معروف سماجی تعلیمی و دینی شخصیت۔ شاعر و ادیب ۱۹ کتب نظم و نثر کے خالق مقرر و نعت خواں و مدرس انجمن اسلامیہ روہتاس کے صدر اور بانی ہونے کے ساتھ مسلم لیگ روہتاس کے جنرل سیکرٹری اور روہتاس مسلم نیشنل گارڈز کے سالار بھی تھے۔ (ایضاً ص ۳۷۷)

حضرت پیر حافظ سید علی نقشبندی (متوفی ۱۹۸۲ء) عالم دین پیر طریقت خطیب جامع مسجد عیدگاہ، گجرات صدر مدرس مدرسہ خدام الصوفیہ گجرات تحریک پاکستان کے اہم کارکن تھے (ایضاً ص ۳۷۹)

حضرت مولانا شاہ محمد (متوفی ۲۰۰۰ء) ممتاز عالم دین مبلغ، حضرت خواجہ محمد قاسم موہڑوی علیہ الرحمہ کے خلیفہ تھے آپ تحریک پاکستان و تحریک آزادی کشمیر کے سرگرم کارکن تھے۔ (ایضاً ص ۳۸۳)

حضرت پیر سید ضیاء الدین اندرانی (۱۸۹۵ء۔۱۹۶۱ء) جموں و کشمیر کے معروف مذہبی و روحانی پیشوا تھے آپ تحریک آزادی کشمیر و

پاکستان کے صف اول کے راہنما تھے۔(ایضاً ص ۴۳۳)

حضرت پیر ظفر حسین شاہ (۱۸۹۲ء۔۱۹۶۵ء) جامعہ سعدیہ مرید کے کے بانی علمی و روحانی شخصیت تحریک خلافت و تحریک پاکستان کے اہم کارکن تھے۔(ایضاً ص ۴۴۶)

حضرت پیر سید حافظ ظہور علی شاہ اقدس (۱۹۲۵ء۔۱۹۸۶ء) درگاہ چوراشریف کے پیر طریقت عالم دین شاعر نعتیہ مجموعہ طلع البدر کے خالق تحریک پاکستان کے کارکن تھے۔(ایضاً ص ۴۵۱)

پیر سید عباس شاہ (۲۰۰۰ء) ممتاز مسلم لیگی رہنما تحریک پاکستان کے سرگرم کارکن تھے(ایضاً ص ۴۶۳)

حضرت سید عبدالحق چشتی قادری (۱۹۱۵ء۔۱۹۶۷ء) عالم و صوفی شاعر شاہ فیصل سے ہلال پاکستان کا خطاب پانے والے تحریک پاکستان کے اہم کارکن تھے۔(ایضاً ص ۴۶۹)

حضرت علامہ قاری عبدالحمید (۲۰۰۲ء) ممتاز عالم دین یکے از بانیاں و صدر جمعیت العلماء پاکستان پنجاب تحریک پاکستان کے سرگرم کارکن تحریک ختم نبوت و تحریک نظام مصطفیٰ کے اہم مجاہد تھے(ایضاً ص ۴۷۳)

حضرت علامہ مولانا عبدالحئی چشتی (۱۹۲۲ء۔۱۹۸۲ء) ممتاز عالم دین شیخ الحدیث ۸۰۔۱۹۴۲ء میں جامعہ عباسیہ بہاولپور میں استاد رہے آپ تحریک پاکستان کے کارکن تھے۔(ایضاً ص ۴۷۷)

حضرت مولانا سید عبدالرحمن سلطانپوری (۱۹۲۶ء۔۱۹۹۹ء) پیر طریقت عالم دین خطیب و مبلغ ہونے کے ساتھ تحریک پاکستان کے کارکن تھے ختم نبوت و نظام مصطفیٰ کی تحاریک میں بھی اہم کردار ادا کیا۔(ایضاً ص ۴۸۴)

حضرت مولانا عبدالستار انصاری چشتی (۱۹۳۵ء۔۱۹۸۵ء) عالم دین خطیب جامع مسجد ڈھاب والا حافظ آباد تحریک پاکستان کے اہم کارکن تھے تحریک خاتم نبوت اور تحریک نظام مصطفیٰ میں قید و بند کی مشقتیں برداشت کیں۔(ایضاً ص ۴۹۵)

وفیات مشاہیر پاکستان از ڈاکٹر پروفیسر محمد اسلم مطبوعہ
مقتدرہ قومی زبان اسلام آباد ۱۹۹۰ء ص ۱۴۴

حضرت پیر الحاج فقیر عزیز احمد المعروف بہ حضرت شاہ وارثی (۱۹۲۵ء۔۲۰۰۴ء) سلسلہ وارثیہ چشتیہ کی معروف روحانی شخصیت تھے جامعہ قادریہ وارثیہ میر اشمس کے بانی اسلامی مشاورتی کونسل کے رکن ہونے کے علاوہ تحریک پاکستان کے کارکن تھے۔(ایضاً ص ۵۴۴)

مولوی عزیز الدین فقیر قادری (۱۹۸۴ء) تحریک پاکستان کے سرگرم کارکن تھے۔(ایضاً ص ۵۴۶)

حضرت صوفی غلام ربانی چشتی (۱۹۱۳ء۔۱۹۸۸ء) حضرت علامہ نواب الدین ستکوری کے فرزند ارجمند عظیم نعت گو حضرت حافظ مظہر الدین کے برادر خورد نامور ناول نگار نسیم حجازی کے برادر نسبتی اور ممتاز علمی و روحانی شخصیت ہونے کے علاوہ تحریک پاکستان کے اہم کارکن تھے۔ (ایضاً ص ۵۸۷)

حضرت خواجہ حافظ پیر غلام سدید الدین معظمی (۱۹۱۹ء۔۱۹۸۹ء) پیر طریقت خانقاہ معلیٰ معظمیہ کے سجادہ نشین جمعیت العلماء پاکستان کے راہنما ہونے کے ساتھ تحریک پاکستان کے کارکن تھے۔(ایضاً ص ۵۹۲)

حضرت میاں الحاج غلام قادر (۱۸۹۸ء۔ ۱۹۸۳ء) معروف دینی وسیاسی شخصیت تھی قائداعظم کی ہدایت پر خان صاحب کا خطاب واپس کر دیا تھا تحریک پاکستان کے کارکن تھے (ایضاً ۵۹۷)

صوفی غلام محبوب سبحانی قادری (۱۹۸۴ء) لدھیانہ مسلم لیگ کے سرکردہ راہنما اور تحریک پاکستان کے سرگرم کارکن تھے (ایضاً ۵۹۹)

سید غلام مصطفیٰ خالد گیلانی (۱۹۰۷ء۔۲۰۰۱ء) ۱۹۴۰ء میں ضلع راولپنڈی مسلم لیگ کے سیکرٹری جنرل مقرر ہوئے آپ راولپنڈی کے معروف صحافی ادیب مقرر سیاسی وسماجی شخصیت تھے تحریک پاکستان ضلع راولپنڈی کے عظیم راہنما تھے۔ ۱۹۸۷ء کو آپ کی خدمات کے اعتراف میں گولڈ میڈل دیا گیا آپ مجلس اتحاد ملت کے راہنما نیلی پوشان ہند کے سالار اعلیٰ بھی تھے۔ جمعیت جوانان اسلام کے بانی اور ۱۹۵۱ء میں پنجاب اسمبلی کے رکن بھی بنے۔ (ایضاً ص ۶۰۶)

حضرت پیر سید غلام مصطفیٰ شاہ کاظمی المعروف بہ پیر صاحب طوری شریف (۱۹۲۷ء۔۱۹۹۹ء) آپ پیر طریقت عالم دین مبلغ ہونے کے ساتھ تحریک پاکستان کے کارکن بھی تھے۔ (ایضاً ص ۶۰۶)

مخدوم الملک سید غلام میراں شاہ (۱۹۰۵ء۔ ۱۹۸۶ء) روحانی سیاسی وسماجی شخصیت بہاولپور ریاست کے پہلے صدر مسلم لیگ وزیر مہاجرین بنے مسلم لیگ کے پاکستان کے سابق خزانچی تھے تحریک پاکستان کے اہم کارکن تھے۔ (ایضاً ص ۶۰۷)

مخدوم غلام نبی شاہ گیلانی (۱۹۱۱ء۔ ۲۰۰۰ء) قائداعظم کے ساتھی آپ کو قائداعظم نے سٹی مسلم لیگ ملتان کا پہلا صدر نامزد کیا۔ آپ تحریک پاکستان کے اہم کارکن تھے۔ (ایضاً ۶۰۸)

پیر زادہ سید فخر ماتری (۱۹۱۸ء۔ ۱۹۶۶ء) نامور صحافی گجرات کے شاعر و ادیب بانی مدیر و مالک بروزنامہ جریت کراچی (۱۹۴۸ء۔۶۶) تحریک پاکستان کے کارکن بھی تھے۔ (ایضاً ص ۶۱۸)

میاں فضل الرحمن (۱۹۸۳ئ ء) تحریک پاکستان کے کارکن پیر امین الحسنات آف مانکی شریف کے مخلص ساتھی ڈی سی بنوں کے دفتر پر مسلم لیگ کا پرچم لہرایا اور قید وبند کی صعوبت برداشت کی۔ (ایضاً ص ۶۲۴)

حضرت مولانا الحاج قاسم علی (۲۰۰۳ء) ممتاز عالم دین خطیب و مدرس جامع مسجد حنفیہ رضویہ مانانوالہ ضلع شیخوپورہ تحریک پاکستان کے سرگرم کارکن تھے۔ (ایضاً ص ۶۴۲)

حضرت میاں قاسم علی (۲۰۰۰ء) لاہور کی معروف روحانی شخصیت سجادہ نشین دربار داتا گنج بخش علیہ الرحمہ تحریک پاکستان کے کارکن تھے۔ (ایضاً ص ۶۴۲)

حضرت سید قربان علی شاہ نظامی (۱۸۹۴ء۔۲۰۰۱ء) مبلغ اسلام حکومت ہند نے ان کے سر کی قیمت سوا لاکھ روپے لگا رکھی تھی آپ تحریک پاکستان کے سرگرم کارکن تھے۔ (ایضاً ص ۶۴۵))

حضرت پیر محمد اعظم شاہ چشتی سلیمانی نظامی (۱۹۱۶ء۔ ۲۰۰۴ء) آپ نامور عالم دین مبلغ وروحانی راہنما تھے۔تحریک پاکستان کے مقامی راہنما مسلم لیگ ضلع اٹک کے صدر رہے سرحد ریفرنڈم اور تحریک سول نافرمانی میں اہم کردار ادا کیا آپ ورلڈ اسلامک مشن پنجاب کے صدر بھی رہے۔(ایضاص ۷۰۲)

حضرت مولانا محمد الدین بدھوی (۱۸۸۴ء۔ ۱۹۶۴ء) نامور عالم دین استاذ العلماء ماہر معقولات ہونے کے علاوہ تحریک پاکستان کے کارکن بھی تھے۔(ایضاص ۷۱۰)

حضرت علامہ مفتی حافظ محمد رفیق (۲۰۰۱ء) عالم دین خطیب عربی فارسی اور اردو کے ماہر ہونے کے ساتھ تحریک پاکستان کے کارکن اور تحریک نظام مصطفی کے بھی کارکن تھے۔(ایضاص ۷۴۰)

حضرت مخدوم محمد شاہ ہاشمی (۱۸۹۹ء۔۱۹۷۹ء) معروف دینی وروحانی شخصیت سجادہ نشین درگاہ حقانیہ مخدوم رشید (خانیوال) ہونے کے علاوہ تحریک پاکستان کے سرگرم کارکن بھی تھے۔(ایضاص ۷۵۱)

حضرت پیر سید محمد طاہر اشرف جیلانی (۱۸۸۹ء۔ ۱۹۶۱ء) علمی وروحانی شخصیت اور خانقاہ اشرفیہ فردوس کالونی کراچی کے بانی اور تحریک پاکستان کے سرگرم کارکن بھی تھے۔(ایضاص ۷۶۴)

حضرت مولانا محمد عبداللہ (۱۹۱۸ء۔ ۱۹۸۸ء) عالم دین جامعہ نعمانیہ فیض العلوم گوجرانوالہ کے سربراہ ہونے کے ساتھ تحریک پاکستان کے اہم کارکن تھے۔(ایضاص ۷۷۰)

مولوی محمد فیضان (۱۹۱۴ء۔۱۹۸۸ء) سینئر ایڈووکیٹ ممتاز مسلم لیگی راہنما اور تحریک پاکستان کے کارکن تھے۔(ایضاص ۷۸۵)

مولوی مشفی احمد بدایونی (۱۹۸۰ء) ۱۹۳۶ء میں بدایوں مسلم لیگ کے سیکرٹری نامزد ہوئے۔آل انڈیا مسلم لیگ کونسل کے رکن بھی آپ تحریک پاکستان کے سرگرم کارکن تھے۔(ایضاص ۸۲۷)

حضرت علامہ مفتی مظفر احمد دہلوی بن مفتی اعظم حضرت مفتی محمد مظہر اللہ دہلوی (۱۹۰۳ء۔ل ۱۹۷۱ء) ممتاز عالم دین، خطیب کتب الدعا۔الجہاد۔عقائد واعمال اور فتاویٰ کے مصنف تحریک پاکستان کے سرگرم کارکن بھی تھے۔(ایضاص ۸۳۱)

حضرت مقصود احمد شاہ گیلانی (۲۰۰۲ء) علمی وروحانی شخصیت درگاہ حضرت میاں میر لاہور کے سجادہ نشین ہونے کے ساتھ تحریک پاکستان کے سرگرام کارکن بھی تھے۔(ایضاص ۸۳۴)

حضرت مولانا سید محمد ملیک الرحمن (۱۹۲۵ء۔۱۹۹۹ء۔) عالم دین سابق خطیب مسجد شاہ محمد غوث لاہور چالیس برس مسجد داتا گنج بخش علیہ الرحمہ میں کشف المحجوب کا درس دیتے رہے آپ تحریک پاکستان وتحریک نظام مصطفی کے سرگرم کارکن تھے۔ (ایضاص ۸۴۵)

حضرت علامہ مولانا الحاج منظور احمد (۲۰۰۱ء) ممتاز عالم دین جامعہ مفتاح العلوم بہاول نگر کے مہتمم اور دربار خواجہ شیخ محمد علیہ الرحمہ کے سجادہ نشین ہونے کے ساتھ جمعیت مشائخ پاکستان کے صدر اور تحریک پاکستان کے سرگرم کارکن بھی تھے۔(ایضاص ۸۵۱)

حکیم منظور احمد ہمدانی (۱۹۱۲ء۔۱۹۸۸ء) معروف نعت خواں وطبیب نعت کے فروغ کے لیے یادگار خدمات انجام دیں آپ تحریک پاکستان کے کارکن بھی تھے۔(ایضا ۸۵۲)

حضرت مولانا سید منظور الحسن شاہ (۱۸۹۴ء۔۱۹۶۶ء) عالم دین ممتاز ماہر تعلیم خطیب مسجد درگاہ کلیر شریف استاد ملٹری کالج جہلم، آستانہ عالیہ قلعہ ستار شاہ کے سجادہ نشین ہونے کے ساتھ تحریک پاکستان کے کارکن بھی تھے۔(ایضاص ۸۵۲)

مولوی منفعت علی (۱۸۸۴ء۔۱۹۶۶ء) ممتاز قانون دان تحریک پاکستان کے دوران مسلم لیگ سہارنپور کے صدر مقرر ہوئے ۱۹۳۷ء۔۴۷ میں یوپی لیجسلیٹو اسمبلی کے رکن نامزد ہوئے آپ تحریک پاکستان کے سرگرم کارکن تھے۔(ایضا ۸۵۶)

حضرت مولانا قاری نظام الدین (۱۹۰۹ء۔۲۰۰۱ء) عالم دین اور تحریک پاکستان کے کارکن تھے۔(ایضاص ۸۹۴)

حکیم نظام الدین رخشانی (۱۸۸۸ء۔۱۹۶۶ء) بلوچستان کے ممتاز طبیب پیشن مسلم لیگ کے صدر۔ سبی دربار کے رکن جرگہ کے رکن کے علاوہ تحریک پاکستان کے ممتاز کارکن تھے۔(ایضا ۸۹۴)

صاحبزادہ نوازش علی (۱۸۹۹ء۔۱۹۵۴ء) حدیث وفقہ کے ماہر یکے از بانیاں مسلم لیگ ساہیوال ۱۹۴۵ء۔۵۰ میں ضلعی مسلم ساہیوال کے جنرل سیکرٹری مقرر ہوئے۔ آپ تحریک پاکستان کے کارکن تھے۔آپ کی گراں قدر خدمات کے اعتراف میں ۱۹۸۸ء میں گولڈ میڈل دیا گیا۔(ایضاص ۹۰۰)

مولانا نور محمد بٹالوی (۱۹۷۲ء) تحریک خلافت اور تحریک پاکستان کے سرگرم کارکن تھے۔(ایضاص ۹۰۷)

مولانا وحید اللہ کپور تھلوی (1913ء۔1972ء) سکھ سٹیٹس مسلم لیگ کے جنرل سیکریٹری اور تحریک پاکستان کے سرگرم کا کن تھے۔(ایضا 916)۔

حضرت پیر ہادی حسین نوشاہی (۱۹۱۲ء۔۱۹۶۵ء) پیر طریقت نبیرہ وخلیفہ سجادہ نشین سلطان علی شاہ نوشاہی ضلع مسلم لیگ جہلم کے سالار اعلیٰ سرحد ریفرنڈم میں یادگار خدمات انجام دیں آپ تحریک پاکستان کے سرگرم کارکن تھے۔(ایضا ۹۲۳۔تاریخ جہلم)

ہدایت علی المعروف بہ حاجی کلو (۱۸۸۷ء۔۱۹۸۵ء) قائد اعظم کی میت کو غسل دینے کی سعادت حاصل کی۔(ایضاص ۹۲۶)

حضرت پیر یسین علی خان (۱۹۸۱ء) سندھ میں تحریک پاکستان کے سرگرم کارکن تھے۔(ایضا ۹۲۹)

حضرت علامہ ملک شیر محمد خاں اعوان (۱۹۲۴ء۔۱۹۸۶ء) معرکۂ کربلا (۱۹۵۲ء) مسئلہ ماتم (۱۹۵۲ء) مقام مصطفیٰ (۱۹۶۸ء) تذکرہ اعوان، مشاہدات ومحسوسات (۱۹۷۲ء) محاسن کنز الایمان (۱۹۷۹ء) عظمت مصطفیٰ (۱۹۸۹ء) کے مصنف نے تحریک پاکستان میں ایک سیاسی کارکن کے طور پر سرگرم حصہ لینے کے ساتھ ساتھ نظریہ پاکستان کے حق میں زوردار مضامین لکھے جو روزنامہ زمیندار لاہور میں شائع ہوتے رہے آزادئ وطن کے بعد دم واپسیں تک ملک میں نظام مصطفیٰ کے نفاذ کی تمام مساعی میں ان کی آواز ہمیشہ بہت بلند اور نمایاں رہی۔ (ماہنامہ مہر وماہ لاہور جنوری فروری ۲۰۰۰ء وفیات ناموران پاکستان۔معرکہ کربلا مطبوعہ ادارہ پاکستان شناسی لاہور ۲۰۰۶ئ ص ۲۰)

ان اجلاسوں سے مولانا حسین احمد مدنی، مفتی کفایت اللہ اور مولانا احمد سعید نے بھی خطاب کیا اور انہوں نے کہا کہ دیو بند کا ادارہ اپنی تمام خدمات لیگ کے لیے پیش کر دے گا بشرطیکہ پروپیگنڈہ کا خرچ لیگ برداشت کرے اس کام کے لیے پچاس ہزار روپے کی رقم بھی طلب کی گئی جو لیگ کی استعداد سے باہر تھی اس لیے محمد علی جناح نے اس مطالبے کو مسترد کرتے ہوئے کہا کہ نہ اتنا سرمایہ لیگ کے پاس فی الوقت موجود ہے اور نہ ہی اس کا مستقبل میں امکان ہے اس لیے صرف قومی جذبہ کے پیش نظر کام کیا جائے مرزا ابوالحسن اصفہانی نے لکھا ہے کہ ان علماء کو اس سے مایوسی ہوئی اور وہ رفتہ رفتہ ہندو کانگریس کی طرف جھکتے چلے گئے اور کانگریس پارٹی کے لیے پرچار کرنے لگے جو ظاہر ہے کہ ان کے مالی تقاضے پوری کر سکتی تھی مرزا ابوالحسن اصفہانی کے اس بیان کی تصدیق خود محمد علی جناح کی اس گفتگو سے ہو جاتی ہے جو انہوں نے ۱۹۳۷ء کے آواخر میں دہلی کے معروف عالم دین اور مسلم لیگ کے سرگرم رہنما مولانا زاہد القادری دہلوی سے ایک ملاقات میں کی تھی۔ اس گفتگو میں محمد علی جناح نے جمعیت علمائے ہند کے رہنماؤں کا تذکرہ کرتے ہوئے کہا تھا کہ ”یہ ہماری بد قسمتی ہے کہ ہماری رہنمائی وہ لوگ کر رہے ہیں جو اگرچہ روحانی اور مذہبی مسائل سے واقف ہیں لیکن سیاست کو بالکل نہیں سمجھتے ...... ان کا سیاسی کردار تو یہ ہے کہ آج سے کچھ دن قبل یہ لوگ مسلم لیگ کی حمایت میں میری ہدایت کے مطابق کام کر رہے تھے مجھے اپنے جلسوں میں لے جاتے تھے میری لکھی ہوئی قراردادیں منظور کرتے تھے لیکن جب ان افراد نے مجھ سے روپے طلب کیے تو میں نے ان سے کہا کہ ابھی مسلم لیگ کے پاس مستقل سرمایہ نہیں ہے آپ ایثار اور قربانی کے جذبہ سے کام لیجیے وقت آئے گا تو آپ کے مصارف بھی ادا کر دیئے جائیں گے مگر میرے جواب سے یہ لوگ مایوس ہو کر یہ کہتے ہوئے چلے گئے کہ اب ہم کانگریس کی حمایت میں کام کریں گے۔ (مرزا ابوالحسن اصفہانی ص ۳۰ روزنامہ انقلاب لاہور ۵ جنوری ۱۹۳۸ء قائداعظم کے ۲۷ سال از خواجہ رضی حیدر مطبوعہ فکشن ہاؤس کراچی ۲۰۲۱ء۔ ص ۲۱۸)

جموں میں تحریک پاکستان کے سب سے بڑے مبلغ حضرت سید غلام حیدر شاہ مرحوم تھے سید محمد امین شاہ صاحب شہید ان کے فرزند سید محرم علی شاہ، خان محمد رفیق خان مرحوم نے بھی تحریک پاکستان کے لیے گراں قدر خدمات سرانجام دیں (ماہنامہ نظریہ پاکستان لاہور جنوری ۲۰۲۱ء ص ۱۳)

حضرت مولانا محمد احمد جالندھری نقشبندی مجددی سراجی فضلی غفاری المعروف مولوی صاحب (۱۹۱۴ء۔ ۱۹۶۸ء) برصغیر مسلم لیگ کو مسلمانوں کی واحد نمائندہ تنظیم سمجھتے تھے۔ جالندھر میں ہونے والی قیام پاکستان کے سلسلے میں تمام تقاریب میں شرکت کی آپ نے علاقائی سطح پر مسلم لیگ کی نمائندگی کی آپ انگریزوں اور ہندوؤں کو مسلمانوں کے بدترین دشمن خیال کرتے تھے اور ان کی غلامی کو ناپسند کرتے تھے یہی کہ آپ نے اپنا کچھ چھوڑ کر ہجرت کی مسلم لیگ کے قائدین کے ساتھ شب وروز شانہ بشانہ کام کیا اور کسی بھی قربانی سے دریغ نہ کیا (تذکرہ حضرت مولانا محمد احمد جالندھری نقشبندی مرتبہ پیرزادہ محمد توصیف النبی مجددی مطبوعہ زاویہ نقشبندیہ لاہور ص ۱۵) حضرت قادری عبدالرزاق نقشبندی آف تتروٹ تحصیل راولاکوٹ (۱۹۳۰ء۔ ۱۹۹۹ء) قیام رہتک کے دوران تحریک پاکستان جو اس وقت عروج پر تھی میں آپ نے بھرپور شرکت فرمائی اور قیام پاکستان میں اپنا کردار ادا کیا پھر جب وطن تشریف لائے تو یہاں ڈوگروں کے خلاف تحریک آزادی چل رہی تھی

تحریک پاکستان کی تحریک آزادی کشمیر میں بھی بھرپور حصہ لیا......(تذکرہ اولیاء کشمیر جلد دوم) از علامہ سید زاہد حسین نعیمی مطبوعہ میٹرکس پبلی کیشنز راولپنڈی ۲۰۱۸ء۔ص ۳۲۱)

حاجی فتح محمد چیمہ علیہ الرحمہ جس کے کہنے پر گاؤں کے لوگوں نے بمع دار سمیت تحریک پاکستان میں گرفتاری پیش کی لیکن گاؤں کا بمع دار انگریز سے معافی مانگ کر گھر لوٹ گیا حاجی صاحب نے معافی مانگنے سے انکار کر دیا اور قید مکمل کرنے کے بعد گاؤں واپس آتے ہی اس علاقے کو ہمیشہ کے لیے خیر باد کہہ دیا پمفلٹ عامر چیمہ شہید از صاحبزادہ محمد اسامہ رضا ناظم انجمن طلباء اسلام پنجاب مطبوعہ چیمہ ہاؤس ۱۰ کلو میٹر چنیوٹ روڈ تحصیل وضلع جھنگ ص ۲۔۳)

حضرت سید بشیر علی شاہ بخاری نقوی علیہ الرحمہ (۱۹۱۸ء۔ ۲۰۱۲ء) تحریک پاکستان کے سلسلے میں حضرت بابائے قوم قائد اعظم محمد علی جناح، امیر ملت حافظ پیر سید جماعت علی شاہ علی پوری حضرت پیر عبد الخالق جہاں خیلاں ضلع ہوشیار پور کے سجادہ نشین (دہلی اور اس کے مضافات میں) آتے جاتے رہے ان کے ایماء پر انہوں نے مسلم لیگ کے منتخب امیدوار راؤ محمد خورشید علی خان کا ساتھ دیا کیونکہ ضلع گوڑگاواں میں ۳۳٪ فیصد مسلمان تھے ان میں پٹھانوں کی کثرت تھی اس سلسلے میں دہلی اور اس کے مضافات میں ہونے والے جلسے جلوسوں میں شریک ہوتے رہے (ماہنامہ راوی الہٰ فیض پور خورد مشرق پور لاہور جون ۲۰۱۸ء ص ۱۰)

حضرت پیر سید سید علی شاہ، سوہاوی رحمۃ اللہ علیہ (۱۸۳۴۔ ۱۹۰۳ء) قومی وملی لحاظ سے سب سے پہلے ریاست پونچھ سے بیگار کے خاتمے کے لیے آپ نے مہاراجہ کشمیر کو مخاطب کر کے اس کی سرزنش فرمائی اور ظالم بادشاہ کے سامنے کلمۂ حق بلند کیا بیگار کے خاتمے کے لیے جو جدوجہد آپ نے شروع کی تھی اس کو آپ کے فرزند پیر مخدوم حسین شاہ رحمۃ اللہ علیہ نے جاری رکھا علاوہ ازیں تحریک آزادئ کشمیر اور تحریک پاکستان میں آپ کے شاگردوں اور صاحبزادگان کا بڑا حصہ ہے (اولیاء کشمیر جلد اول از علامہ سید زاہد حسین نعیمی مطبوعہ ہاشمی پبلی کیشنز عالم بزنس سنٹر اقبال روڈ کمیٹی چوک راولپنڈی ۲۰۱۶ء ص ۴۳۲)

حضرت پیر سید مخدوم شاہ بن حضرت سید سید علی شاہ سوہاوی (۱۲۷۳ھ، ۱۳۴۹ھ) کی بڑی دینی وملی خدمات ہیں آپ نے اپنے والد گرامی کے نقش قدم پر چلتے ہوئے اصلاح معاشرہ کا بیڑا اٹھایا ظالم حکمرانوں کے سامنے کلمۂ حق بلند کیا بیگار کے خاتمے کی بھرپور کوشش کی اور یوں مسلمانان ریاست پونچھ کو اس سے نجات دلائی جو یقیناً آپ کا ایک بڑا کارنامہ ہے آپ نے جگہ جگہ دینی تعلیم اور قرآن کی تعلیم کا اجرا کیا تحریک پاکستان اور تحریک آزادی کشمیر میں آپ کا بڑا کردار ہے (ایضاص ۴۳۶)

حضرت پیر سید شمشاد حسین شاہ سوہاوی (۱۹۷۰ء) نے ہر موقع پر قوم کی بہترین رہنمائی کی اور مختلف تحریکوں میں ان کی قیادت بھی کی ۱۴۔ اگست ۱۹۴۷ء کو پاکستان ایک خود مختار مسلم ملک کے طور پر دنیا کے نقشے پر ظاہر ہوا جہاں ہندوستان کے مسلمانوں کو قیام پاکستان کی خوشی تھی وہاں کشمیری مسلمان بھی کسی سے پیچھے نہ تھے ایک طرف ڈوگروں سے جہاد آزادی لڑ رہے تھے اور دوسری طرف قیام پاکستان کی خوشیاں منا رہے تھے۔ ایسی ہی خوب صورت اور خوشی کی تقریب کا سوہاوہ شریف میں انعقاد کیا گیا اس تقریب کا نام تھا یوم پاکستان اور اس کے روح رواں

پیر سید شمشاد حسین شاہ سوہاوی تھے۔ آپ نے پاکستان کا پرچم لہرایا اور مارچ پاسٹ کی اور پاکستانی جھنڈے کو سلامی دی یہ ریاست بھر میں اس نوعیت کا پہلا پروگرام تھا علاوہ ازیں اس اسلامی خانقاہ سوہاوہ شریف سے دیگر پیران عظام بھی شریک ہوئے (ایضاً ص ۴۸۳۔۴۸۴)

حضرت پیر سید محمد کبیر شاہ چشتی سوہاوی (۱۹۲۲ء) نے تحریک پاکستان کے لیے ہندوستان میں مختلف دینی اور علمی مراکز کے دورے کیے اور اس تحریک میں اہم کردار ادا کیا۔ تقسیم ہندوستان کے وقت آپ حیدر آباد میں مقیم تھے اور تحریک پاکستان میں بھرپور حصہ لے رہے تھے۔ (ایضاً ص ۴۹۳۔۴۹۴)

حضرت پیر نظیر حسین شاہ سوہاوی (۱۳۳۵ھ۔۱۴۰۳ھ) کے بے شمار دینی و ملی خدمات ہیں آپ نے اپنے بزرگوں کے ساتھ مل کر ۱۹۴۷ء کے جہاد میں اہم کردار ادا کیا آپ نے اپنے مریدین کو حکم دیا کہ وہ جہاد میں بھرپور حصہ لیں چنانچہ ایسا ہی ہوا آپ نے الحاق پاکستان کے لیے بھی نمایاں جدوجہد کی جو آپ کا ہی حصہ ہے (ایضاً ص ۵۰۰)

حضرت پیر سید صادق حسین شاہ عادل سوہاوی (۱۹۲۵۔۲۰۰۵ء) ۱۹۴۴ء میں آل جموں و کشمیر میں مسلم کانفرنس کا تاریخی اجلاس سری نگر میں ہوا اس اجلاس کی خاص بات یہ تھی کہ قائداعظم محمد علی جناح اس اجلاس میں مہمان خصوصی تھے آپ نے ریاست پونچھ کے اہم سیاسی زعماء کے ساتھ اس اجلاس میں شرکت کی آزادی کی تڑپ اور آپ کی شعلہ بیانی نے قائداعظم محمد علی جناح کو بہت متاثر کیا۔ اس موقع پر قائداعظم محمد علی جناح نے آپ سے خصوصی ملاقات کی اور آپ کی سیاسی اور قائدانہ صلاحیتوں کی تعریف کی...... ۱۴۔ اگست ۱۹۴۷ء کو پاکستان کا قیام عمل میں آیا تو آپ نے سوہاوہ شریف میں یوم پاکستان کی تعریف منعقد کی آپ نے اور پیر سید شمشاد حسین شاہ سوہاوی نے پاکستان کے سبز ہلالی پرچم کو لہرایا اور اسے سلامی دی اس موقع پر آپ کے مریدین کے علاوہ خاندان کے دیگر افراد کثیر تعداد میں موجود تھے (ایضاً ص ۵۰۷۔۵۰۸)

حضرت حکیم پیر سید نذیر اللہ شاہ سوہاوی (۱۹۲۱۔۲۰۰۱ء) جب راولپنڈی میں آپ حکمت کا کام کر رہے تھے تحریک پاکستان عروج پر تھی آپ نے اپنی بساط کے مطابق تحریک پاکستان میں حصہ لیا (ایضاً ص ۵۱۵)

حضرت مائی بدلاوی فقیرنی (۱۹۰۹ء۔۱۹۴۸ء) تحریک پاکستان باضابطہ ۱۹۴۶ء میں شروع ہو چکی تھی لوگوں کی زبان پر ایک ہی نعرہ تھا بنا کے رہیں گے پاکستان۔ پاکستان کا مطلب کیا لا الہ الا اللہ جلسے جلوس نکلتے اس نعرہ سے بالکل مختلف ایک اور نعرہ تھا جو مائی بدلاوی لگا رہی تھی یہ نعرہ راولاکوٹ شہر میں سردار افضل خان وکیل کے چبوترے پر کھڑے ہو کر لگا رہی تھی ڈرلی پاکستان ڈرلی پاکستان اس نعرے نے اتنی شہرت حاصل کی تھی کہ جہاں بھی ڈرلی پاکستان کی آواز آتی فوری یقین ہو جاتا کہ مائی بدلاوی تشریف لائی ہے......اس جذباتی دور میں اور محب وطن لوگ بدلاوی کو اچھی نظر سے نہ دیکھتے تھے کیونکہ بدلاوی ان کے سہانے سپنوں کی بھیانک تعبیر بیان کر رہی تھی مسلمانوں کا نعرہ پاکستان کا مطلب کیا لا الہ الا اللہ تھا جبکہ بدلاوی پاکستان میں ڈرلی دیکھ رہی تھی اور برملا اس کا اظہار کر رہی تھی چنانچہ عام لوگ بدلاوی کو دیوانہ اور واہیات عورت خیال کرتے تھے اور اس کے نعرے کو ایک دیوانے کی ہرزہ سرائی سے زیادہ اہمیت نہ دیتے تھے لیکن اس زمانے کے جو لوگ زندہ ہیں وہ بدلاوی کو بہت یاد کرتے ہیں اور اس کا نام عقیدت سے لیتے ہیں۔ اسے مجذوب کا درجہ دیتے ہیں کیونکہ انہیں یقین ہو گیا ہے کہ وہ آج اپنے پیارے

پاکستان میں جو کچھ دیکھنے پر مجبور ہیں وہ مناظر چشم تخیل نے بدلا دی کو ۵۲ سال قبل دکھا دیئے تھے بدلا وی وادی پرل کا جانا پہچانا دیکھا بھالا آزمایا ہوا کردار ہے ۱۹۴۷ء کے قرب وجوار میں نمودار ہوا بظاہر جذب وشوق اور دیوانگی کے روپ میں موجود کردار سے ایسی ابدی سچائیاں منسوب ہیں کہ انسان ورطہ حیرت میں مبتلا ہو جاتا ہے پاکستان ڈرلی آغا خا اس کی پیش گوئی تھی جو باون سال بعد حرف بہ حرف درست ثابت ہوئی (ایضاً ص ۳۷۲۔۳۷۱۔۳۷۰)

ڈاکٹر فقیر محمد فقیر (۱۹۰۰ء۔۱۹۷۴ء) ۱۹۴۶ء میں بابائے قوم حضرت قائداعظم محمد علی جناح تحریک پاکستان کے سلسلے میں گوجرانوالہ کے دورے پر تشریف لائے سیاسی اور غیر سیاسی شخصیات سے ملاقات کے دوران میں جب آپ نے مسلم لیگ کے مالی استحکام کے لیے چندہ کی اپیل کی تو آپ نے اپنی زیرِ استعمال گاڑی کی چابیاں قائداعظم خدمت میں پیش کرتے ہوئے کہا گر قبول افتذ زہے عز وشرف اس خوبصورت وقت کی ضرورت کے انتہائی مطابق تحفے کو قبول فرماتے ہوئے حضرت قائداعظم یوں مخاطب ہوئے بہت اچھے! آپ نام کے فقیر اور دل کے امیر ہیں آپ کا یہ تحفہ ہمارے لیے یادگار رہے گا (کچی منڈیر پر ایک چراغ (ڈاکٹر فقیر محمد فقیر کی زندگی کے احوال و آثار) مرتب محمد جنید اکرم مطبوعہ بزم فقیر ۲۔۳ B-/۱۲۵ ٹاؤن شپ لاہور ۲۰۱۹ء ص iii)

سید نذیر نیازی بن سید عبدالغنی شاہ (سید عبدالغنی شاہ علامہ اقبال کے استاد محترم شمس العلماء مولانا سید میر حسن کے برادر اصغر تھے) ۱۹۰۰ء۔۱۹۸۱ء) اول و آخر پاکستانی تھے انہوں نے تحریک پاکستان میں اہم کردار ادا کیا اور پنجاب مسلم لیگ کے شعبہ نشر و اشاعت کے نگران کے فرائض سرانجام دیئے (نوائے وقت ۲۳ جنوری ۱۹۸۹ء)

حکیم محمد جلال الدین امرتسری (۱۹۲۱ء۔۱۹۴۸ء) ایک اچھے طبیب ہونے کے ساتھ ساتھ فارسی، اردو، پنجابی میں مشق سخن بھی کرتے تھے تحریک پاکستان کے سرگرم کارکن رہے (بزرگان امرتسر از خلیل احمد رانا مطبوعہ دار الفیض گنج بخش لاہور ۲۰۲۰ء ص ۱۲۰)

حضرت محمد دین میر (۱۹۰۰ء۔۱۹۷۷ء) آف جلال پور جوانی میں ہی سیاست میں حصہ لینے لگے ۱۹۲۴ء میں دفعہ ۱۴۴ کے تحت گرفتار ہوئے جہاں شاعری کا شوق پیدا ہوا ۱۹۲۵ء سے ۱۹۳۷ء تک آپ کی تین کتابیں صمصام میر، سیف مرید اور ختم نبوت شائع ہوئیں۔ جنہیں حکومت نے ضبط کر کے آپ کو جیل بھیج دیا تحریک پاکستان کے لیے بھرپور کام کیا آپ کی نعت میں مجاہدانہ جذبہ تھا (نعت رنگ کراچی شمارہ بحر ۸ ستمبر ۱۹۹۹ء ص ۱۶۵)

ڈاکٹر نادر حسین بھٹی بن حکیم میاں محمد حسین جلال پوری (۱۹۳۴ء۔۱۹۹۳ء) نے عملی یاست میں بھی حصہ لیا اور مسلم لیگ سے منسلک رہے (ایضاً ص ۱۶۷۔۱۶۸ اردو ادب اور عساکر پاکستان جلد اول حصہ اول از شاکر کنڈان۔کنڈان سرگودھا ۱۹۹۷ء)

اسد ملتانی (1902ء۔1959ء) جب تحریک پاکستان کی سلسلہ جنبانی ہوئی تو اسد ملتانی صاحب قرطاس وقلم کے محاذ پر اس تحریک کے ہراول دستے میں نظر آئے ان کا درج ذیل ۱۹۳۵ء کے معارف میں شائع ہوا تھا۔

گر کنوں تشکیل پاکستان شود   مرکز آں مملکت ملتان شود

دیکھیں وہ اپنی ایک نظم بعنوان حقائق میں اسلامی نظام کے نفاذ کا مشورہ بالواسطہ کتنے خوبصورت انداز میں دیتے ہیں۔

نظام آنست شایان قیامے　　که باشد موجب امن و سلامے
وگر نہ آں ہم آئینے بدارد　　اگر گیری زقرآنش نظامے

(نعت رنگ کراچی شمارہ نمبر ۱۷۔ نومبر ۲۰۰۴ء ص ۲۵۳)

سابق گورنر جنرل پاکستان جناب غلام محمد نے کسی موقع پر اس مفہوم کا بیان دیا کہ پاکستان ایک لادینی ریاست (سیکولر اسٹیٹ) ہوگی اس پر اسد ملتانی صاحب نے بڑی جرات ایمان کے ساتھ اپنے ردعمل کا اظہار کیا۔

نیا ملک ہم کو دیا ہے خدا نے　　کہ ہو اس میں جاری نظام محمد ﷺ
اسد ہم اس امید پر جی رہے ہیں　　کہ گردش میں آئے گا جام محمد ﷺ
حکومت کا آئین دینی نہ ہو گا　　یہ کیا کہہ رہا ہے غلام محمد

جناب اسد کے بھائی محمد اکرم خاں بتایا کرتے تھے کہ یہ نظم اسد صاحب نے خود گورنر جنرل کے سامنے ایک جلسہ عام میں پڑھی تھی اسی طرح انہی دنوں چودھری خلیق الزماں نے کچھ اس مضمون کا بیان دیا کہ ابھی پاکستان میں آئین شریعت کے نفاذ کا وقت نہیں ہے۔ اس موقع پر بھی جناب اسد ملتانی نے مصلحت آمیز خاموشی اختیار نہ کی بلکہ برملا فرمایا۔

اغیار سے یاری سہی اتنی روا داری سہی

(نعت رنگ کراچی شمارہ نمبر ۱۷۔ نومبر ۲۰۰۴ء ص ۲۵۴۔۲۵۵)

حافظ محمد عبدالحق تحریک خلافت اور تحریک پاکستان کے پرجوش حامی تھے (ایضاً ص ۲۷۴)

حضرت مولانا پیر حقیق اللہ بکوئی (۱۹۱۷ء۔۱۹۶۸ء) تحریک آزادی پاکستان میں شامل رہے ۱۹۴۵ء میں اپنے علاقے کے مسلم لیگ کے صدر تھے اپنے علاقے کے بی ڈی ممبر اور بعد میں ڈسٹرکٹ کونسل کے ممبر رہے۔ ۱۹۵۱ء سے ۱۹۵۵ء تک صوبائی اسمبلی کے ممبر تھے جب حلف اٹھانے لگے تو اس عبارت پر اعتراض کیا کہ میں حکومت کا وفادار رہوں گا بلکہ یوں کہا کہ بشرطیکہ احکام قرآنی سے متصادم نہ ہو۔ اس پر خان عبدالقیوم خان نے کہا کہ ترمیم نہیں ہو سکتی۔ اس پر آپ نے کہا کہ اگر ایسا ہے تو میں حلف نہیں اٹھاؤں گا جس پر مجبوراً حلف کی عبارت تبدیل کرنی پڑی اور سب نے دوبارہ حلف اٹھایا آج بھی اسمبلی کے ریکارڈ میں یہ بات موجود ہے (تذکرہ علماء اہل سنت ایبٹ آباد از مولانا محمد اسلم قادری رضوی مطبوعہ ادارہ اسلاف شناسی برہان شریف ضلع اٹک بار اول ۲۰۱۴ء بار دوم ۲۰۲۰ء ص ۱۷۱۔۱۷۲)

حضرت مولانا سید رسول چشتی (۱۸۷۵ء۔۱۹۵۹ء) نے تحریک پاکستان میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیا مسلم لیگ اور پاکستان کے حق میں تقاریر کیں ریفرنڈم کے موقع پر مجاہد اسلام حضرت مولانا پیر امین الحسنات سجادہ نشین دربار عالیہ مانکی شریف نوشہرہ اور حضرت پیر محمد عبداللطیف زکوڑی شریف کے ساتھ مسلسل رابطہ میں رہے لوگوں کو مسلم لیگ میں شمولیت کی تلقین کرتے اور مسلم لیگ کے حق میں ووٹ دینے کو کہتے تمام

جلسوں اور جلوسوں میں شامل رہے۔(ایضاً ص ۱۹۶)

حضرت مولانا عبداللہ چشتی (۱۸۵۰۔۱۹۵۶ء) جب تحریک پاکستان شروع ہوئی تو دیگر علماء مشائخ کی طرح آپ بھی خاموش نہ رہ سکے باوجود پیرانہ سالی کے۔اس وقت آپ کی عمر ۹۶ سال سے زیادہ ہو چکی تھی انگریز حکومت کے خلاف ہر وقت برسرپیکار رہتے الگ وطن کے حصول کے اس اہم مطالبہ کو پورا کرنا مسلمانوں پر فرض سے کم نہ سمجھتے قائداعظم کی کوششوں کو سراہتے۔آل انڈیا بنارس میں ہونے والے سنی کانفرنس کو علماء اہلسنت کی بیداری کو جہاد قرار دیتے آپ پکے مسلم لیگی تھے اسی کو مسلمانوں کی نمائندہ جمات سمجھتے علامہ اقبال کے دوقومی نظریہ کو مسلمانوں کا نظریہ کہتے۔مسلم لیگ کے علاوہ کسی اور جماعت کو ووٹ دینے کو کفر سے تعبیر کرتے آپ تحریک آزادی پاکستان کے نمازیوں میں سے تھے۔انگریزوں وہندوؤں اور سکھوں کے خلاف باقاعدہ جہاد کیا اور جہاد کشمیر میں بنفس نفیس شریک رہے۔(ایضاً ص ۲۲۹۔۲۳۰)

حضرت مولانا عبدالرحمن علوی (۱۸۹۶ء۔۱۹۸۸ء) تحریک پاکستان کا آغاز ہوا تو آپ مسلم لیگ کی کامیابی کے لیے میدان میں آئے ہزارہ کے بالائی علاقہ کے دورے کئے اور قیام پاکستان کے مقاصد سے عوام الناس کو آگاہ کیا کانگریسی علمائے کے خلاف تقریریں کیں اور ان کے پھیلائے ہوئے جال کو تار تار کیا جب پاکستان معرض وجود میں آ گیا تو اسے ایک اسلامی سلطنت کا نقشہ ہونا چاہیے تھا علماء نے مسلم عوام سے یہی وعدہ کیا تھا ہو سکتا ہے اس وقت کی قیادت اسلامی نظام کے لیے مخلص ہو، تاہم نوکر شاہی کا کردار آج سے مختلف نہ تھا آخر آپ نے اس وقت کے وزیر اعظم جناب لیاقت علی خان کو ایک خط لکھا جس کے مندرجہ ذیل اقتباس سے مولانا کی اسلامی جمعیت اور جذبہ حب الوطنی کا اندازہ لگایا جا سکتا ہے لکھتے ہیں: بعد تحیۃ سلام مسنون: واضح ہو کہ عامۃ المسلمین نے حصول پاکستان کے لیے جس قدر مصائب و آلام برداشت کئے اس کی غرض و غایت یہی تھی کہ مسلمان کفار کی طاغوتی حکومت سے آزاد ہو کر قرآن وسنت کو شمع ہدایت بنائے گا اور اپنا دستور حکومت شرع اسلامی کے مطابق بنا کر دنیا پر حجت قائم کرے گا۔مسلمانوں کی سعی و عمل اللہ تعالیٰ نے منظور فرمائی۔پاکستان بن گیا۔۱۹۴۷ء میں قیام پاکستان کی منزل ختم ہو آج ۱۹۴۹ء تک بجائے اس کے کہ امیر پاکستان سے لے کر وزرائے حکومت اور عمال سلطنت کے اعمال اور عسکریت کی تمام شان ملی و مدنی رنگ میں ڈوبی ہوئی نظر آتی اور پونے چودہ سو برس کا پرجلال پرچم اسلام ہر مسلمان کے چہرہ پر جلوہ انداز ہوتا اور پاکستان کا بچہ بچہ اسلام کا نڈر سپاہی اور دین کا پاسبان ہوتا مگر بالفعل حالت یہ ہے کہ انگریزوں کے جانے سے جو آسامیاں خالی ہوئی ہیں ان پر پاکستان مسلمانوں کی تقرری ہوئی ہے عموماً مسلمان انگریزی کا حق نیابت ادا کر رہے ہیں نماز سے گریز کرتے ہیں گزشتہ ماہ رمضان ۱۹۴۹ء میں شارع عام پر کھاتے پیتے دیکھے گئے ہیں مقدس ماہِ رمضان کا ان کے دلوں میں کوئی احترام نہیں ایک آفیسر کو دیکھا گیا ہے کہ سلگتے ہوئے سیگریٹ کے کش لگاتے ہوئے ماتحتوں سے سیلیوٹ لے رہا ہے(آخر میں لکھتے ہیں):اگر شریعت مطہرہ کے اصولوں کو نہ اپنایا گیا تو ہمیں خوف ہے کہ پھر گنگا کا پانی سروں سے اوپر نہ چڑھ جائے۔خادم العلماء قدیمی کارکن مسلم لیگ محمد عبدالرحمن میر پور ایبٹ آباد(ایضاً ص ۲۴۵،۲۴۶)

حضرت مولانا عبدالرحمن چشتی (۱۹۱۴ء۔۱۹۷۹ء) سیاست سے گہرا لگاؤ رکھتے پکے مسلم لیگی تھے اپنے گاؤں کا کول کے مسلم لیگ کے صدر تھے آپ ایک اچھے خطیب و مقرر بھی تھے اس لیے ہر مذہبی وسیاسی جلسے جلوسوں میں شاندار تقریر کرتے تھے خصوصاً سیاسی جلسوں میں

آپ کے بغیر مزا نہ آتا کیونکہ آپ لوگوں میں جوش وخروش پیدا کرتے تھے پاکستان کے حق میں آپ نے بڑی تقاریر کیں۔ آپ حکیم عبدالعزیز چشتی اور جلال الدین المعروف جلال بابا کے قریبی دوستوں میں سے تھے جب پاکستان معرض وجود میں آ گیا تو آپ کو جلال الدین جلال بابا نے حسن کارکردگی کی بناء پر ۱۹ اپریل ۱۹۴۸ء کو سند حسن کارکردگی عطا کی ہے جو اگلے صفحہ پر پیش کی جارہی ہے۔ اسی طرح ۱۹۴۸ء کے ریفرنڈم اور سول نافرمانی کی تحریک میں اہم کردار ادا کیا (ایضاً ص ۲۴۸۔۲۴۹)

حضرت مولانا عبدالرؤف چشتی (۱۹۱۷ء۔ ۲۰۰۵ء) تحریک پاکستان کے وقت ہزارے سے تعلق رکھنے والے ممتاز مسلم لیگی اکابرین مثلاً جلال بابا حکیم عبدالعزیز چشتی۔ مولانا عبدالغنی اویسی، نور الدین قریشی اور دیگر کے ساتھ مل کر ایک کارکن کی حیثیت سے بھرپور کردار ادا کیا۔ ۱۹۴۸ء کی تحریک سول نافرمانی کے دوران اسی بناء پر گرفتار کیا گیا اور پابند سلاسل رکھا گیا۔ (ایضاً ص ۲۵۴)

حضرت مولانا عبدالربی رضوی (۱۸۹۰ء۔ ۱۹۶۸ء) تحریک پاکستان اور دوقومی نظریہ کے عظیم علمبردار تھے اسی لیے آپ نے تحریک پاکستان میں بھرپور حصہ لیا اور کانگریس کے مقابلے میں مسلم لیگ کی کھلم کھلا حمایت کی۔ (ایضاً ص ۲۶۶۔۲۶۷)

حضرت مولانا حافظ عبدالغنی اویسی (۱۸۹۷ء۔ ۱۹۸۴ء) جب آزادی کی تحریک شروع ہوئی تو ۱۹۳۷ء سے ۱۹۴۷ء تک آپ چین سے نہیں بیٹھے جب تک پاکستان معرض وجود میں نہیں آیا آپ ہزارہ مسلم لیگ کے صدر تھے۔ ۲۳ مارچ ۱۹۴۰ء کے منعقدہ اجلاس لاہور جو منٹو پارک یعنی مینار پاکستان میں ہوا تھا اس میں نہ صرف شریک شامل تھے بلکہ ہزارہ ڈویژن کی نمائندگی کرتے ہوئے وہاں پاکستان کے حق میں خطاب بھی کیا اور مسلمانوں سے یہ عہد لیا کہ جب تک پاکستان بن نہیں جاتا اس وقت تک آرام سے نہیں بیٹھیں گے خواہ جیل بھرو تحریک ہی شروع کرنی پڑے پھر ایسا ہی ہوا جیلیں بھر دی گئیں مسلم لیگ کے ۱۹۴۰ء کے ممبران میں حضرت مولانا عبدالغنی اویسی شامل تھے آخر حکومت نے آپ کو گرفتار کر کے تین ماہ ہری پوری جیل میں قید کر دیا تھا۔ ۱۹۴۸ء کے ریفرنڈم میں صوبہ سرحد کے پاکستان کے ساتھ الحاق کے معاملے میں آپ پیش پیش رہے اور سرخ پوشوں کے لیے ننگی تلوار ثابت ہوئے اس تحریک میں بھرپور کردار ادا کیا حضرت پیر عبداللطیف پیر صاحب آف زکوڑی شریف اور حضرت پیر محمد امین الحسنات پیر صاحب آف مانکی شریف نوشہرہ کے ساتھ مل کر پورے صوبے کے دورے کیے اور پاکستان کے حق میں رائے عامہ کو ہموار کیا اس میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیا آپ جلال بابا اور حکیم عبدالعزیز چشتی کے قریبی دوستوں میں سے تھے تحریک پاکستان کے جلسے وجلوسوں میں خطابات اور قیادت کرنے کی تصاویر موجود ہیں جنرل محمد ضیاء الحق صدر پاکستان کے دور میں تحریک پاکستان اور تحریک ریفرنڈم کے مجاہدین کو صدارتی تمغے دینے کا اعلان ہوا مگر آپ اس تقریب میں تشریف نہ لے جاسکے اور فرمایا میرے لیے یہ بڑا تحفہ ہے کہ پاکستان معرض وجود میں آ گیا ہے اور ہمارے صوبے کا پاکستان کے ساتھ الحاق ہو چکا ہے میرے لیے اللہ تعالیٰ اور اس کے محبوب ﷺ کی طرف سے بڑا تمغہ ہے اس کے بعد مجھے اور کسی تمغے کی ضرورت نہیں آپ جہاد کشمیر میں کسی سے پیچھے نہ رہے خود شریک جہاد بھی رہے اور مجاہدین کشمیر کی بھرپور مالی امداد بھی فرمائی سید آل احمد رضوی لکھتے ہیں کہ ۲۷ جولائی ۱۹۴۶ء کو مسلم لیگ کا بمبئی کے قیصر باغ ہال میں آل انڈیا مسلم لیگ کونسل کا ایک عظیم الشان تاریخی اجلاس قائد اعظم کی صدارت میں منعقد ہوا ہندوستان بھر سے تقریباً ۲۲۰۰ مسلم لیگی رہنما اور کارکن اس

اجلاس میں شریک تھے دنیا بھر کے چیدہ چیدہ صحافی بھی اجلاس کی کاروائی دیکھنے اور اس کی رپورٹنگ کے موجود تھے صوبہ سرحد سے جو وفد بمبئی گیا اس میں خان بہادر جلال الدین حضرت مولانا عبدالغنی اویسی سردار بہادر خان عبدالرشید کیانی اور چند دوسرے افراد شامل تھے البتہ بعد میں ۲۰۰۷ء میں آپ کو حصول پاکستان میں نمایاں خدمات اور قربانیوں کے اعتراف کے طور پر "تحریک پاکستان گولڈ میڈل" سند دی گئی جس کا عکس آگے دیا جا رہا ہے۔(ایضاً ص ۲۷۲۔۲۷۳)

حضرت مولانا عبدالغفور نقشبندی (۱۹۳۰ء۔۲۰۱۱ء) تحریک آزادی پاکستان اور تحریک ختم نبوت میں بھرپور حصہ لیا۔(ایضاً ص ۲۸۱ء)

حضرت مولانا عبدالعزیز نقشبندی (۱۹۲۲ء۔۱۹۹۷ء) نے ۱۹۴۷ء میں عملی طور پر تحریک پاکستان میں حصہ لیا اور ۱۹۴۸ء میں صوبہ سرحد کے الحاق کے موقع پر ریفرنڈم میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیا(ایضاً ص ۲۹۰)

حضرت مولانا مفتی عبداللطیف چشتی (۱۹۲۰ء۔۱۹۸۳ء) تحریک پاکستان و تحریک ختم نبوت میں بھرپور کردار ادا کیا اور گرفتار ہو کر جیل میں تین ماہ قید رہے۔(ایضاً ۳۲۳)

حضرت مولانا سید غلام حسن شاہ کاظمی (۱۹۰۵ء۔۱۹۸۴ء) نے ۱۹۲۸ء میں ڈپٹی کمشنر ایبٹ آباد کو "پاکستان" اخبار کے ڈیکلیریشن کی منظوری کے لیے درخواست دی۔ اس کی پیروی مسلم لیگ ایبٹ آباد کے سیکرٹری نشرواشاعت حکیم عبدالعزیز چشتی کرتے رہے ایبٹ آباد میں اس اخبار کی اشاعت کے لیے دفتر قائم کر کے انتظامی اور ادارتی عملہ بھرتی کر لیا گیا تھا۔ پاکستان اخبار کی شروعات کے لیے ۱۹۲۸ء سے ۱۹۵۳ء تک مسلسل سات سال کوشش جاری رہی ایکٹ ۱۹۳۵ء نفاذ پر صوبہ جات کو ذرا آزادی میسر آئی تو پاکستان اخبار کا ڈیکلیریشن منظور ہوا۔ پہلا شمارہ یکم مئی ۱۹۳۶ء کو ایبٹ آباد سے شائع ہوا یہ ہفت روزہ پاکستان اخبار پھر مسلسل دو سال پاکستان اور پاکستانیت کی ہر ممکن تشہیر کرتا رہا بالآخر ۱۹۳۸ء میں ڈاکٹر خان بہادر کی کانگرسی حکومت نے اس کی ڈیکلیریشن منسوخ کر کے اس کی اشاعت روک دی اور اس پر پابندی لگ گئی علامہ کاظمی مرحوم نے لفظ پاکستان کا تذکرہ اور دیگر تفصیلات خود اپنی کتاب انقلاب کشمیر میں کیا ہے معروف محقق ادیب صحافی شاعر جناب عقیل عباس جعفری نے اپنے تحقیقی کالموں کے علاوہ پاکستان کرونیکل میں حضرت علامہ کاظمی مرحوم کو لفظ پاکستان کا اولین خالق اور مبلغ و مجوز قرار دیا ہے اسی طرح روزنامہ نوائے وقت کے معروف کالم نگار جناب سبط حسن ضیغم (مرحوم) نے بھی روزنامہ نوائے وقت کی اشاعتوں میں آپ کو لفظ پاکستان کا اولین مجوز اور شارح قرار دیا ہے روزنامہ جنگ کراچی کے قابل قدر کالم نگار جناب مشتاق قریشی مرحوم نے بھی علامہ کاظمی صاحب کو لفظ پاکستان کا اولین مبلغ و شارح قرار دیا ہے۔ جناب راجہ فاروق حیدر خان وزیر اعظم آزاد کشمیر اور مسلم کانفرنس کے سربراہ سابق وزیر اعظم جناب سردار عتیق احمد خان نے بھی اپنی تقاریر میں لفظ پاکستان کا اولین خالق و مجوز و مبلغ آپ کو ہی قرار دیا ہے۔ جناب حامد میر نے ۱۲۸پریل ۲۰۱۸ء کو جیو نیوز چینل کے پروگرام کیپٹل ٹاک میں علامہ سید غلام حسن شاہ کاظمی کی شخصیت اور لفظ پاکستان پر تقریباً ایک گھنٹے کا پروگرام نشر کیا اور اس بات کو تسلیم کیا ہے کہ جناب چوہدری رحمت علی خان مرحوم سے پہلے کے غلام سید غلام حسن شاہ کاظمی لفظ پاکستان کے خالق ہیں اس پروگرام

میں وزیر اعظم آزاد کشمیر جناب راجہ فاروق حیدر خان جناب عقیل عباس جعفری کے علاوہ حضرت علامہ کاظمی مرحوم کے بیٹے جناب سید حضور امام کاظمی ایڈووکیٹ سپریم کورٹ آزاد کشمیر بھی شامل تھے معروف اینکر پرسن جناب ڈاکٹر دانش کے پروگرام میں جناب اعظم خان سواتی نے بھی لفظ پاکستان کا اولین شارح اور مبلغ علامہ موصوف کو ہی قرار دیا۔ اہل تحقیق و دانش اس بات سے آگاہ ہیں کہ سنٹرل ایشیاء کی ریاستوں میں قراقل پاک ستان نامی ریاست قیام پاکستان سے برس ہا برس پہلے سے موجود تھی چوہدری رحمت علی مرحوم اور ان کے رفقاء نے ۱۹۳۳ء میں انگلستان کیمبرج سے شائع ہونے والے NOW OR NEVER میں جو املا اختیار کی وہ بھی پاک ستان ہی تھی اس رسالہ میں لفظ پاک ستان کو انگریزی ہجوں میں چار مرتبہ استعمال کیا گیا اور ہر بار PAKSTAN کی املا اختیار کی گئی PAKSTAN کی موجودہ املاء کے خالق و مجوز صرف اور صرف سب سے پہلے حضرت علامہ کاظمی صاحب ہیں جنہوں نے ۱۹۲۸ء میں یہ روبہ کار لائی حضرت مولانا کاظمی مرحوم کے کتب خانہ میں ان کے مسودات اور تحریک پاکستان و لفظ پاکستان سے متعلق دستاویزات محفوظ ہیں۔ اہل تحقیق اور صاحبان علم و دانش استفادہ فرمانا چاہیں تو ہر ممکن سہولت فراہم کی جائے گی (بقول سید حضور امام کاظمی) آپ برصغیر کی تقسیم اور دو قومی نظریہ کے داعی تھے علامہ کاظمی مرحوم نے ۱۹۲۸ء سے ۱۹۴۷ء تک اس کے لیے خوب کام کیا طالب علمی کے زمانے سے ہی تحریک آزادی میں بھرپور حصہ لیا۔ اس دوران قید و بند کی صعوبتیں اٹھائیں لیکن اپنا مشن جاری رکھا۔ (ایضاً ص ۳۴۲ تا ۳۴۴ تذکرہ اولیائے ہزارہ از ملک محمد عظیم ناشاد اعوان مطبوعہ ادارہ تحقیق الاعوان مانسہرہ ص ۱۷۰۔۱۷۱)

حضرت مولانا فضل حق چشتی ہزاروی (۱۸۷۵۔۱۹۴۹ء) ہندوستان سے واپسی پر ریاست ہزارہ میں قیام پذیر رہے جہاں آپ نے تقریباً دو سال گزارے اور مختلف جہادی تحریکوں میں کام کرتے رہے مثلاً تحریک ختم نبوت وغیرہ کے ساتھ احیاء اسلام اور اشاعت دین کے کام کے لیے سرگرم عمل رہے علاقائی غلط رسومات و بدعات کے خلاف جہاد کرتے رہے اور بعد میں تحریک پاکستان کے لیے کام کرتے رہے۔ (ایضاً ص ۳۶۴)

حضرت مولانا فقیر اللہ چشتی (۱۸۷۷۔۱۹۶۷ء) آپ تحریک ختم نبوت میں اپنے پیر و مرشد حضرت خواجہ پیر مہر علی شاہ گولڑوی علیہ الرحمہ کے ہمراہ مرزا قادیانی کے ساتھ ہونے والے معرکے میں شریک رہے اور تحریک پاکستان میں بھی بڑھ چڑھ کر حصہ لیا دونوں تحریکوں میں بھرپور کردار ادا کیا آپ ہر دو تحریکوں کے زبردست کارکن تھے۔ (ایضاً ص ۳۶۹)

حضرت مولانا مفتی محمد حسین چشتی (۱۹۱۰۔۱۹۹۵ء) تحریک پاکستان اور تحریک ختم نبوت کے زبردست کارکن تھے تحریک آزادی ۱۹۴۷ء اور تحریک ختم نبوت ۱۹۵۳ء میں اپنے استاد محترم حضرت علامہ ابوالحسنات سید احمد شاہ مفتی اعظم پاکستان اور پیر بھائی شیخ القرآن حضرت علامہ عبدالغفور ہزاروی کے ساتھ تمام جلسے اور جلوسوں میں شریک رہے۔ (ایضاً ص ۳۹۹۔۴۰۰)

حضرت مولانا محمد جان نقشبندی (۱۸۹۵ء۔۱۹۷۹ء) نہ صرف مذہبی جلسوں میں تقاریر کرتے بلکہ سیاسی پروگراموں میں بھی شامل ہو کر وہاں تقریر کیا کرتے تھے تحریک پاکستان اور تحریک ختم نبوت میں بھی بھرپور کردار ادا کیا۔ ۱۹۳۳ء میں نواں شہر مسلم لیگ کی انجمن بنام مسلم

ایسوسی ایشن بنائی گئی۔ حضرت مولانا محمد جان اس کے ممبر تھے۔(ایضاً ص ۴۱۷)

حضرت مولانا قاضی عصمت اللہ قادری (۱۸۷۰ء۔ ۱۹۶۲ء) پکے مسلم لیگی تھے اور دلائل سے ثابت کرتے تھے کہ یہی جماعت مسلمانوں کی ہے حصول پاکستان کی خاطر جگہ جگہ تشریف لیجا کر وعظ کرتے لوگوں کو اس تحریک میں شمولیت کی دعوت دیتے اور ایک قائدانہ کردار ادا کرتے کبھی کبھار جہاں ضرورت پڑتی ایک کارکن کی حیثیت سے کام کرتے اور دیگر جماعتوں کی بھرپور مخالفت کرتے صرف مسلم لیگ کو ووٹ دینے کا درس دیتے صوبہ سرحد میں جب ریفرنڈم کیلئے تحریک شروع ہوئی تو آپ نے حضرت پیر محمد امین الحسنات آف مانکی شریف اور حضرت پیر محمد عبداللطیف زکوڑی شریف کے ساتھ مل کر اس کیلئے راہ ہموار کی تحریک خاکسار کا جب نواں شہر میں جلسہ کرنے کا پروگرام بنا تو قاضی صاحب بھرپور مخالفت کی جس کی وجہ سے یہ جلسہ نواں شہر میں نہ ہوسکا۔(ایضاً ص ۴۳۲)

حضرت مولانا قاضی محمد اسحاق خان چشتی (۱۹۱۴ء۔ ۲۰۰۵ء) تحریک آزادی پاکستان میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیا اور گرفتار ہو کر تین ماہ جیل میں گزارے (ایضاً ۴۳۸)

حضرت مولانا پیر محمد شاہ نقشبندی (۱۹۱۷ء۔ ۱۹۹۴ء) تحریک پاکستان میں حضرت مولانا عبدالحامد بدایونی کے ساتھ مل کر کام کیا اور تحریک آزادی میں بھرپور حصہ لیا (ایضاً ۴۴۸)

فقیہ اعظم حضرت مولانا محمد شریف محدث کوٹلوی (۱۹۵۱ء) نے جولائی ۱۹۱۸ء میں امرتسر سے ہفت روزہ الفقیہ جاری کیا جسے نظریاتی اور اعتقادی حوالے سے کافی شہرت ملی تھی۔ ۱۹۴۱ء کے بعد اس پرچے کے سرورق پر الفقیہ امرتسر پاکستان لکھا جانے لگا تھا افسوس بعد میں امرتسر پاکستان شامل نہ ہوسکا۔ ایضاً ص ۵۲)

حضرت مولانا غلام دین نقشبندی دامت برکاتہم العالیہ نے بھی تحریک پاکستان میں بھرپور حصہ لیا تھا۔(ایضاً ۵۶)

شمس الافاضل مفتی اعظم قاضی القضاۃ صدر العلماء حضرت مولانا سید احمد الدین گانگوی فرنگی محلی (۱۸۴۳ء۔۱۹۶۸ء) نے تحریک پاکستان کے لیے قائداعظم کی حمایت کو دینی فریضہ قرار دیتے ہوئے معرکۃ الارا فتوی جاری کیا جس پر مولانا غلام محمود پپلانوی مولانا خواجہ اکبر علی کے علاوہ درجنوں علماء کے دستخط تھے۔ مجاہد ملت مولانا عبدالستار خان نیازی (م ۲۰۰۱ء) نے تحریک پاکستان میں آپ کی خدمات کا اعتراف یوں کیا:

تحریک آزادی کی ابتداء سے لیکر انتہاء تک ہمارے بزرگوں نے لازوال قربانیاں دی ہیں تحریک پاکستان کے پچاس سال میرے سامنے میرے ہاتھ کی طرح ہیں جن میں برصغیر کے ہمارے بزرگان علماء مشائخ عظام نے آزادی کی تحریک کی کامیابی کیلئے دن رات ایک کر دیا اور اسی تحریک آزادی میں ہمارے ضلع میانوالی کے اہل سنت بزرگوں حضرت مولانا خواجہ محمد اکبر علی خواجہ مولانا احمد الدین گانگوی پیر صاحب آف بیبل شریف پیر صاحب آف میرا شریف، پیر صاحب بھور شریف اور دیگر بزرگان اہل سنت نے اپنے ہزاروں مریدوں کے ساتھ تحریک پاکستان کے لیے اپنی خدمات وقف کر دیں۔ ۱۹۳۶ء کا قیام پاکستان کی تحریک کا دور تھا میانوالی کے اکثر زمیندار یونی نسٹ پارٹی سے وابستہ

تھے جو کہ کانگریس کی ہمنوا تھی مسلم لیگ کے قیام کے لیے پہلا اجتماع حضرت خواجہ محمد اکبر علی علیہ الرحمہ کے زیر سایہ جامعہ مسجد میانوالی (موجودہ جامعہ اکبریہ) مین ہوا محمد اکبر خان خنکی خیل کو صدر چنا گیا اسی اجتماع میں مجاہد ملت مولانا عبدالستار خان نیازی نے پہلی تقریر فرمائی ان دنوں آپ مسلم سٹوڈنٹس فیڈریشن کے جوائنٹ سیکرٹری تھے اور اس وقت مسلم لیگ غریب لوگوں کی جماعت تھی۔ ۱۹۴۰ء کا عشرہ مسلمانان برصغیر کی دینی ملی اور سیاسی بیداری کا عشرہ ثابت ہوا قیام پاکستان جو کہ سب کا مشترکہ خواب بن گیا تھا اس کے بڑے مثبت اثرات مرتب ہوئے مختلف الخیال لوگ ایک پلیٹ فارم پر مجتمع ہو گئے اس دور کے محفوظ رہ جانے والے تاریخی ریکارڈ کے مطالعہ سے یہ منظر نامہ بالکل واضح ہو جاتا ہے لہٰذا بہت سے لوگوں کی کاوشوں کو ایک منظم اکائی کی صورت میں دیکھنے کی ضرورت ہے۔ تسبیح میں پروئے ہوئے ان دمکتے دانوں میں مولانا کانگوی کی حیثیت امام کی تھی آپ ہی کی سیادت وقیادت میں تمام تر سیاسی سماجی معاشرتی اور دینی معرکہ آرائیاں جاری تھیں۔ ۲/ اکتوبر ۱۹۴۳ء کو جارج پریس میانوالی سے شائع ہونے والے مجلس شعبۃ التبلیغ کے ایک تاریخی اشتہار سے پتہ چلتا ہے کہ ملی شیرازہ بندی کی کوششوں میں سب یکجا تھے اور علاقائی تناظرہ میں ایسی کوششون کو خواجگان سیال شریف وسہاگ (سواگ شریف) ضلع مظفر گڑھ (حال ضلع لیہ) کی مکمل سرپرستی بھی حاصل تھی ضلع میانوالی میں مولانا احمد الدین گانگوی مولانا اکبر علی، مولانا غلام جیلانی، خان محمد اکبر خان، خنکی خیل، مولانا سید غلام قاسم شاہ، مخدوم سلطان محمود ،میاں اصغر علی اور دوست محمد اسی مجلس اور کونسل کے ایگزیکٹو ارکان تھے جبکہ انتظامی ممبران کی تفصیل ایک خوشگوار ترین حیرت کی حامل ہے اس مجلس کے منتظمین میں خان مظفر خان مولانا عبدالستار خان نیازی خان، محمد امیر عبداللہ خان روکھڑی، خان محمد برخودر خان، خان احمد گل خان، خان محمد اکبر خان ثانی حکیم محمد امیر علی شاہ حکیم غلام یٰسین پیر سراج الدین میاں شیر محمد گانگوی، میاں فضل احمد ملک مولا بخش وکیل حافظ حسن الدین حاجی شمس الدین صوفی محمد حسن اور شیخ محمد حسین تھے جبکہ اس مجلس کے مبلغین میں مولوی شیخ کلیم اللہ صاحب کوٹلہ جام مولوی نور محمد صاحب کندیاں، مولوی نور احمد صحب وتہ خیل، مولوی علی محمد بلوخیل، مولوی غلام یٰسین صاحب قریشی اور مولوی حافظ احمد الدین خیلانوالہ شامل تھے۔ اس مجلس کے اظم خان محمد اکبر خان خنکی خیل تھے اور علاقہ بھر میں جا بجا اس مجلس ک ذیلی تنظیموں کا جال بچھا دیا گیا اس مجلس کی طرف سے مسلمانوں سے اپنے اختلافی مسائل ختم کرنے اور فرقہ بندی کے خاتمے کی اپیل کی گئی ...... غلام محمد خان نیازی، عبدالرحیم خان نیازی مسکین سابق صدر مجلس احرار اسلام پاکستان کے حالات زندگی لکھتے ہوئے اپنی کتاب سرگزشت مسکین کے صفحہ نمبر ۱۴۷ پر شیخ الاسلام حضرت مولانا حسین احمد مدنی کی میزبانی کا انتظام کے عنوان سے یوں رقم طراز ہیں: تقسیم ملک سے پہلے حضرت مولانا حسین احمد مدنی اپنے جماعتی پروگرام کے مطابق بنوں صوبہ سرحد تشریف لے گئے۔ ان ایام میں بنوں جانے کے لیے میانوالی کالاباغ لکی مروت کے راستے ریل گاڑی پر ہی سفر کر کے جاتے تھے۔ حضرت موصوف نے واپسی پر میانوالی شہر کی کانگریس جماعت کے جلسے میں رات کو خطاب کرنا تھا اس وقت میانوالی کانگریس کے ہندو صدر چاندی رام نے حضرت مولانا حسین احمد مدنی کی میزبانی اپنے ذمہ لی جب عبدالرحیم خان کو اس بات کا علم ہوا تو کافی پریشانی ہوئے آپ نے چاندی رام صدر کانگریس میانوالی کے اس مجوزہ پروگرام سے اتفاق نہ کیا اور اس سے اجازت لے کر ان کی میزبانی کی ذمہ داری خود سنبھالی اس لیے آپ اپنے مقامی دوست محمد زرگر کو ہمراہ لے کر کالاباغ کے نزدیک ماڑی انڈس گئے اور وہاں حضرت مولانا حسین احمد مدنی کی واپسی کے موقع پر استقبال کر

کے ریل گاڑی کے ذریعے میانوالی اپنے ساتھ لائے اور اپنے دوست صوفی شیر محمد زرگر کے گھر ٹھہرایا وہاں آپ نے نہ صرف خورد و نوش کا اہتمام کیا بلکہ حضرت مولانا مذکورہ جتنا وقت میانوالی شہر رہے آپ اور آپ کے احرار کارکنوں نے حفاظتی دستہ کے طور پر بھی کام بھی آپ ساتھ آپ کے دیگر مصروف ساتھی بھی اس میزبانی اور نگرانی کے انتظام میں شریک رہے۔'' تاہم مولانا حسین احمد مدنی کے مذکورہ بالا دورۂ میانوالی کے موقع پر مولانا اکبر علی اور مولانا غلام محمود پپلانوی نے مولانا مدنی سے احتجاجاً ملاقات سے اجتناب کیا بلکہ مولانا احمد الدین گانگوی نے لالہ ہیم راج کی بنوائی گئی موتی مسجد کے قضیے کے خلاف سخت محاکم کیا اور شدید گرفت کرتے ہوئے ایک معرکۃ الاراء فتویٰ بعنوان ''الشعلہ الجباریہ لاحراق مسجد آریہ'' جاری کر کے اس سازش کو طشت از بام کر دیا اور یوں قومیت پرست علماء کے سیاسی غبارے سے ہوا نکال دی۔ (ششماہی کتابی سلسلہ قندیل سلیمان اٹک شمارہ نمبر ۲۱ جولائی تا دسمبر ۲۰۱۹ء ص ۶۹۔ ۷۰۔ ۷۴۔ ۷۵۔ مطبوعہ نظامیہ دار الاشاعت خانقاہ معلیٰ حضرت مولانا محمد علی مکھڈی۔ مکھڈ شریف (اٹک)

حضرت پیرزادہ قاضی ظہور الدین تحریک پاکستان کے کارکن درگاہ حضرت مجدد الف ثانی سرہند شریف کے قاضی ظہور الدین (گولڈ میڈلسٹ) نے بھی ریاست پٹیالہ کے قریہ قریہ جا کر قائداعظم اور مسلم لیگ کے پیغام کو مختصر معنوں میں لوگوں تک پہنچانے میں اہم کردار ادا کیا قاضی صاحب نامور صحافی جمیل اطہر کے چچا تھے جمیل اطہر بھی اپنے چچا کی طرح نظریہ پاکستان کو فروغ دینے میں اہم کردار ادا کر رہے ہیں (کالم سیاست نامہ تحریر اثر چوہان سے اقتباس روزنامہ نوائے وقت لاہور ۱۴ اگست ۲۰۲۰ء)

صاحبزادہ سلطان ہادی حسین سنگھوئی جہلم آپ حضرت نوشہ گنج بخش مولانا غلام محمد کے جد امجد سخی شاہ سلیمان آستانہ عالیہ بھلوال نوشاہی خاندان کے خلیفہ مجاز تھے تحریک پاکستان میں آپ کا کردار نمایاں رہا ہے ایک دفعہ ضلع کونسل کے ایک الیکشن کے موقع پر سدوال تشریف لائے اور مولانا مفتی غلام محمد (۱۸۸۵ء۔ ۱۹۹۴ء) سے سیاسی حمایت حاصل کرنے کی درخواست کی جو ایک پُراعتماد شخصیت تھے (تذکرہ علمائے اہلسنت ضلع چکوال از علامہ حافظ عبدالحلیم نقشبندی مطبوعہ جامعہ انوار الاسلام غوثیہ رضویہ لائن پارک چکوال ۱۹۹۷ء ص ۳۴)

اعلانات مشائخ عظام

حضرت مقبول احمد صاحب خلیفہ بارگاہ عالیہ سرہند شریف: مسلمانوں کی واحد نمائندہ جماعت مسلم لیگ ہے ہر مسلم مسلم لیگ میں شامل ہو کر اسلام کا بول بالا کرے۔

حضرت دیوان الرسول علی خاں آستانہ عالیہ اجمیر شریف: مسلم لیگ نے پاکستان کے لیے انتخاب لڑنا ہے اس لیے ہر مسلمان دل و جان کے ساتھ مسلم لیگ کے ساتھ ہو جائے۔

پیر لاڈلے حسین شاہ سجادہ نشین گلبرگہ شریف دکن صرف مسلم لیگ ہی مسلمانوں کی جماعت ہے۔

حافظ خواجہ غلام سید الدین سجادہ نشین تونسہ شریف مریدان باصفا اور مسلمانوں کا فرض ہے کہ مسلم لیگ کو ووٹ دیں۔

سجادہ نشین پاکپتن شریف مسلمانوں کے ووٹ کے حقدار صرف مسلم لیگی نمائندے ہیں۔

حافظ شاہ قمر الدین چشتی نظامی سجادہ نشین سیال شریف ۔ ہر مسلمان کا فرض ہے جنگ پاکستان میں مسلم لیگ کا ساتھ دیں۔
سید غلام محی الدین چشتی نظامی گولڑہ شریف ۔ مسلمان اس معرکہ حق و باطل میں مسلم لیگ کا ساتھ دیں۔
پیر سید جماعت علی شاہ محدث علی پوری ۔ محمد علی جناح ہمارا بہترین وکیل ہے اور مسلم لیگ مسلمانوں کی واحد نمائندہ جماعت ہے۔
سید فضل حسین شاہ امیر حزب اللہ جلالپور شریف ۔ مسلمانو! وحدت ملت کو قائم رکھو اور مسلم لیگ کا ساتھ دو۔
سید محمد شاہد نقوی آف لکھنو امام مسجد الف ثانی ۔ اگر مسلمان اس جنگ میں مسلم لیگ کا ساتھ نہ دیں گے تو یہ مسلمانوں کے نیست و نابود ہونے کی نشانی ہے۔

پیر سید سلطان محمد حسن سجادہ نشین حق باہو ۔ مسلمانوں کو چاہیے کہ قائد اعظم اور مسلم لیگ کی پرزور تائید کریں اور الیکشن میں لیگ کا ساتھ دیں۔

سائیں عبدالرزاق شمس الکونین کلانور روہتک ۔ برادران طریقت کو خصوصاً اور جمیع اہل اسلام کو عموماً فرمایا جنھیں اسلام عزیز ہے مسلم لیگ کو ووٹ دے کر رسول اللہ کی خوشنودی حاصل کریں۔

فاضل شاہ سجادہ نشین ٹوحانہ (حصار): مسلمان اپنی تمام کوششیں مسلم لیگ کی کامیابی کے لیے صرف کردیں۔
پیر بدر الدین درگاہ اچانہ شریف بمعہ اپنے پانچ ہزار مریدین مسلم لیگ میں شامل ہوگئے اور کہا صرف لیگ کو یاد رکھیں۔
شاہ جیونا سجادہ نشین (جھنگ) سب مسلمان مسلم لیگ کے جھنڈے تلے جمع ہو جائیں۔
سجادہ نشین صاحبزادہ ظہور الحسن خانقاہ سراجیہ (گرداس پور) سب مسلمان انتخابی مہم میں مسلم لیگ سے تعاون کریں۔
سید منظور احمد شاہ سجادہ نشین (مکان شریف) مسلمانان ہند کا زندگی اور وقار کا تحفظ پاکستان کے نصب العین میں ہے۔
سید الطاف حسین نقشبندی سجادہ نشین (موسیٰ خیل) سب مسلمانوں کا فرض ہے کہ سارے اختلاف مٹا کر مسلم لیگ کے جھنڈے تلے جمع ہو جائیں۔

میاں علی محمد خان صاحب سجادہ نشین حجرہ شریف (گرداس پور) مسلم لیگ کو کامیاب بنا کر اپنی ملی یکجہتی کا ثبوت دیں۔
سجادہ نشین دربار غوثیہ سکھو (چک گرداس پور) تمام مسلمان کو لیگ میں شامل ہونا چاہیے پاکستان مسلمانوں کا آزاد ملک ہوگا شریعت کے مطابق قانون ہوں گے۔

سجادہ نشین (چورہ شریف) مسلم لیگ کی حمایت اور پاکستان کے حصول کا ہر مسلمان کا سیاسی فرض ہے۔
پیر صاحب (مانکی شریف) آپ نے شرعی پاکستان کے حصول کے لیے حکم صادر فرمایا۔
سجادہ نشین کر بوغہ شریف (کوہاٹ) مولوی فضل حق صاحب باچا صاحب (بانخیل) حضرت کاکا خیل، بابا فقیر صاحب ماخیل (تحصیل ٹانک) حافظ سجادہ نشین محمد ابراہیم موسیٰ زئی (تحصیل کلاچی) مولانا مفتی سردار احمد صاحب شیخ الحدیث (بریلی شریف) ان تمام مشائخ

عظام نے متفقہ طور پر فرمایا کہ مسلمانوں کا اولین فرض ہے کہ مسلم لیگ کی حمایت کریں اور قیام پاکستان کے لیے اپنا خون پیش کر کے باعث صد افتخار سمجھیں کہ بغیر پاکستان اس ملک میں زندگی محال ہے (موتی بکھر گئے۔ حصہ اول۔ از راؤ فیض محمد نقشبندی منڈاوری مطبوعہ مسلم پریس سی/ائے۔ داتا دربار مارکیٹ لاہور نومبر ۲۰۰۱ء ص ۳۶۔۳۷۔۳۸)

محمد شفیع کوثر (۱۹۳۰۔۱۹۹۷ء) جناب متین کاشمیری صاحب کو انٹرویو دیتے ہوئے کہتے ہیں کہ ابا جان (حاجی کریم بخش قوم راجپوت کھوکھر) شہر کوٹ ادو کی سیاسی سماجی اور مرکزی شخصیت تھے جو پکے اور سچے مسلم لیگی تھے نواب مشتاق احمد گورمانی صاحب اور میاں غلام جیلانی صاحب جب بھی یہاں آتے ابا جان سے ضرور ملاقات کرتے بلکہ یہاں تک کہ یہاں پر ابا جان کی عدم موجودگی میں مسلم لیگی کوئی اجلاس نہ ہوتا اس لیے اس وقت ہم میں پاکستان کے لیے خاص جوش جذبہ اور ولولہ پایا جاتا تھا علاوہ ازیں سیالکوٹ سمبڑیال کے ملک بابو غلام نبی صاحب بھی آئے۔ یہاں کی مسلم لیگ کے بھی روح رواں تھے جو حضرت علامہ اقبال کے سچے عاشق تھے اور ابوالعرب امیر ملت حضرت پیر سید جماعت علی شاہ محدث علی پوری علیہ الرحمہ کے مرید تھے (کتاب لڑی راوی لہر فیض پور خورد شیخو پورہ ستمبر ۲۰۱۸ء ص ۱۴)

حضرت صوفی نور محمد چشتی القادری علیہ الرحمہ اپنے وقت کے ولی تھے جنہوں نے تحریک پاکستان میں نمایاں کردار ادا کیا۔ (ماہنامہ الحمراء لاہور جنوری ۲۰۱۹ء ص ۱۳۰)

پرنس عمر، پرنس آف قلات، بلوچستان کہتے ہیں میرے دادا راضی ہو گئے کہ ایک ملک اسلام کے نام پر بنایا جا رہا ہے۔ یہ وجہ ہے کہ آپ نے پاکستان میں شمولیت اختیار کی مگر وہ ہچکچا رہے تھے کیونکہ بڑا فیصلہ تھا وہ یہ کام نہیں کر رہے تھے انہیں رسول اللہ ﷺ کی خواب میں زیارت ہوئی آپ ﷺ نے فرمایا کہ ایک ملک اسلام کے نام پر بن رہا ہے اور تم اس میں رکاوٹ ڈالنے کی کوشش کر رہے ہو۔ اس لیے وہ پاکستان سے مل گئے مجھے یہ بات میرے والد اور ان کو میرے دادا نے بتائی (محمد رسول اللہ ﷺ کا پاکستان از عمیر محمود صدیقی مطبوعہ زاویہ پبلشرز دربار مارکیٹ لاہور ۲۰۱۳ء ص ۱۶)

معروف قانون دان ایس ایم ظفر قدرت اللہ شہاب کے حوالے سے لکھتے ہیں جناب قدرت اللہ شہاب نے اپنے تل ابیب کے خفیہ دورے کی روداد بیان کرتے ہوئے ایک یہودی پروفیسر کی ایک بات مجھے بتائی تھی جو گذشتہ سالوں میں مجھے اکثر یاد آتی ہے ہوا یوں کہ قدرت اللہ شہاب ایک عیسائی ایرانی کی حیثیت میں تل ابیب کے شہر ایک یہودی پروفیسر کے مہمان رہے اور اس کے گھر انہوں نے ممتاز شخصیات کی آویزاں تصاویر میں ایک تصویر محمد علی جناح کی بھی دیکھی تجاہل عارفہ دکھاتے ہوئے قدرت اللہ شہاب نے پوچھا یہ صاحب کون ہیں جواباً اس پروفیسر نے کہا یہ محمد علی جناح بانی پاکستان ہیں اور میں نے اس کی تصویر اس لیے رکھی ہے کہ اس شخص نے اسلام کے نام سے ایک ملک حاصل کیا ہے اب اگر اس ملک ہی میں اسلام ناکام ہو جائے تو پھر اور کہیں کامیاب نہ ہوگا (ایضاً ص 90۔ عوام، پارلیمنٹ، اسلام از ایس ایم ظفر تیسرا ایڈیشن ۱۹۸۸ء مطبوعہ مکتبہ جدید، پریس بک ورکشاپ ای۔ ۳بی مین بمز ۶ کیولری گراؤنڈز لاہور ص ۱۸)

حمد و نعت کے عظیم شاعر سعید بدر کے والد ماجد حضرت حکیم محمد یعقوب منیر قادری اعلیٰ پائے کے طبیب، دینی اور روحانی پیشوا اور تحریک

پاکستان کے سرگرام کارکن تھے سعید بدر تحریک پاکستان کے دنوں میں فیروز پور میں مسلم لیگ کا پرچم اٹھا کر اور بچوں کا ہجوم جمع کر کے نعرے لگایا کرتے تھے" لے کے رہیں پاکستان، بن کے رہے گا پاکستان، اور بالآخران بچوں کی معصوم دعائیں کامیاب ہوگئیں اور پاکستان بن گیا لیکن المیہ یہ ہوا کہ فروز پور کو بھارت میں شامل کر دیا گیا اور مقصد گنڈا سنگھ ہیڈورکس پر قبضہ کرنا تھا (ماہنامہ الحمرا لاہور دسمبر ۲۰۱۶ء ص ۵۵)۔

مبلغ اسلام حضرت حافظ فضل محمود (۱۹۶۰ء) نہایت ہی حق گو اور نڈر واعظ تھے تحریک مسلم لیگ میں حصہ لیا اور پاکستان بنانے کی تحریک میں پیش پیش تھے (تذکرہ علماء ومشائخ سرحد جلد اول از علامہ محمد امیر شاہ قادری مطبوعہ مکتبہ الحسن کوچہ آخر پیر جان یکہ توت پشاور ۱۹۶۴ء ص ۱۷۸)

حضرت مولانا فضل الرحمن سیاسی زندگی میں تمام اوقات مسلم لیگ میں گزارے ۱۹۴۶ء۔۱۹۴۷ء میں صوبہ سرحد میں مسلم لیگ کی تحریک سول نافرمانی میں انتہائی سرگرمی سے حصہ لیا اور جیل بھی گئے۔ (ایضاً ص ۱۷۹)

حضرت مولانا سید حبیب شاہ صاحب (۱۲۹۳ تا ۱۳۷۳ھ) جس طرح آپ دین اسلام شریعت محمدی وفقہ حنفی کی اشاعت میں مستعد تھے اسی طرح سیاست میں بھی آپ نے عملی طور پر ہمت واستقلال کے ساتھ کام کیا سیاسی اعتبار سے آپ کانگرس کے بہت سخت مخالف تھے اور مسلمانوں کی الگ اپنی جمعیت اور جماعت کے حامی تھے اس لیے آپ نے کانگرس کے ساتھ شمولیت اختیار نہیں کی اور ہمیشہ مسلم لیگ کا ساتھ دیا اسی وجہ سے ہمیشہ کانگرسی حضرات نے آپ پر قسم قسم کے اتہامات لگائے یہاں تک کہ آپ کو انگریزوں کا ایجنٹ تک کہا گیا مگر ان سب پروپیگنڈوں کی پرواہ نہ کرتے ہوئے آپ نے مسلمانوں کی سربلندی اور مسلمانوں کی اپنی جمعیت کے لیے اپنی زندگی بسر کر دی۔ یہ دور ایک خالصاً سیاسی تھا خدائی خدمتگار تحریک خاکسار تحریک اور احرار تحریک کی مخالفت کرنا آسان کام نہیں تھا تمام علماء کانگرس تھے یا احراری مگر صرف علماء میں ایک آپ تھے کہ اس وقت بھی آپ نے مسلم لیگ کے مقابلہ میں ہر اس تحریک کی علی الاعلان مخالفت کی جس سے مسلمانوں کی سربلندی مسلمانوں کی جمعیت کو نقصان پہنچتا تھا (ایضاً ص ۲۴۸۔۲۴۹)

حضرت سید ظفر علی شاہ بن سید یعقوب شاہ بخاری نقشبندی مسلم لیگ کی تحریک آزادی میں آپ نے بڑھ چڑھ کر حصہ لیا اور علمی طور پر لیگی سیاست میں نمایاں کارکردگی سرانجام دی۔ (ایضاً ص ۲۹۱)

حضرت مولانا حکیم حیدر علی بجنوری مرحوم ومغفور اسلامیہ ہائی سکول امرتسر میں مدرس تھے اور بڑے باکمال طبیب ہونے کے ساتھ ساتھ دولت بصیرت سے بھی مالا مال تھے۔ ۱۹۱۹ء میں نفاذ مارشل لاء سے قبل امرتسر کو آفات کا شہر قرار دیتے ہوئے آپ ملازمت چھوڑ کر وہاں سے ہجرت کر گئے مارشل لاء کے عذاب کا طویل اور صبر آزما دور ختم ہوا تو عقیدتمندوں کے بے حد اصرار پر واپس آگئے مگر تھوڑی ہی مدت کے بعد یہ کہہ تشریف لے گئے کہ اب یہاں امن نہیں رہے گا حضرت مولانا حکیم حیدر علی اور حضرت مولانا علامہ حکیم محمد موسیٰ امرتسری ایک دوسرے کے بڑے گہرے دوست تھے (حکیم محمد موسیٰ امرتسری مجموعہ مضامین) از سید جمیل احمد رضوی مطبوعہ دار الفیض گنج بخش لاہور ۲۰۲۰ء ص ۶۰)

حضرت سید زین العابدین گیلانی حسنی حسینی بن سید حبیب اللہ شاہ گیلانی (۱۹۱۰ء۔۱۹۵۱ء) سے مسلمانوں کے ساتھ ساتھ سکھ بھی

آپ کے معتقد تھے۔ ۱۹۴۷ء میں جب پاکستان بنا تو عقیدت مند سکھ آپ کو ہجرت کرنے نہیں دے رہے تھے۔ آپ نے ان کو سمجھایا کہ رضا الٰہی ہے۔ اس پر عقیدتمند سکھ آپ کو خود باحفاظت پاکستان چھوڑ گئے (سالانہ قلم و قرطاس ننکانہ ۲۰۱۹ء ص ۹۰)

اردو کے ممتاز شاعر اور دانشور ادیب شہزاد احمد (۱۹۳۲ء۔ ۲۰۱۲ء) کے والد حضرت حافظ ڈاکٹر بشیر احمد کا شمار انگریزی حکومت کے باغیوں میں ہوتا تھا جلیانوالہ باغ کے شہیدوں کے جلوس کی قیادت کرنے پر انہیں موت کی سزا سنائی گئی لیکن جب امن قائم ہوا تو چھوڑ دیئے گئے شہزاد احمد قریباً چھ برس کے تھے تو ان کے والد کا انتقال ہو گیا اس وقت وہ ضلع امرتسر کی مسلم لیگ کے جنرل سیکرٹری تھے (الحمراء لاہور ستمبر ۲۰۱۳ء ص ۲۰)

حضرت خواجہ حکیم حافظ محمد مشتاق احمد فاروقی سیالوی (۱۹۱۲ء۔ ۱۹۴۸ء) ہندوستان میں کانگرس کا طوطی بول رہا تھا بڑے بڑے لیڈر اور مسلمان گاندھی کی چالوں کا شکار ہو چکے تھے ملک میں سخت ابتری پھیلی ہوئی تھی اس وقت آپ نے مسلم لیگ کی حمایت کا اعلان کیا دو قومی نظریہ کی تبلیغ و اشاعت میں حصہ لیا۔ ہندو مسلم اتحاد کی سخت مخالفت کی اور لوگوں کو اس کے نقصانات وضاحت سے گوش گزار کیے۔ ۱۹۴۶ء میں آل انڈیا سنی کانفرنس کا عظیم الشان اجلاس بنارس میں منعقد ہوا اس اجلاس میں آپ نے پیر سیال کے حکم پر آستانہ عالیہ چکوڑی شریف کے سجادہ نشین کی حیثیت سے شرکت فرمائی یہ کانفرنس قیام پاکستان میں ایک اہم سنگ میل کی حیثیت رکھتی ہے (اخلاق مشتاق از صاحبزادہ محمد نجم الامین عروس فاروقی مونیاں شریف گجرات مطبوعہ دار السلام اندرون بھاٹی گیٹ لاہور ۲۰۱۹ء ص ۷۷)

حضرت پیر سید سلطان علی شاہ بخاری (۱۸۸۵ء۔ ۱۹۹۵ء) نے حمایت مسلم لیگ قیام پاکستان اور جہاد کشمیر میں گرم جوشی سے حصہ لیا اور اپنے مریدین کو بھی اس کا حکم دیا اور قائداعظم کے ساتھ ہر طرح سے تعاون کیا جس کا تذکرہ ان کی قلمی کتب میں موجود ہے آپ نے اپنی شاعری کے ذریعے بھی مسلم لیگ کی نظمیں جذبہ جہاد کو اجاگر کرنے کے لیے اشعار موجود ہیں (تذکرہ اولیائے ہزارہ از ملک محمد عظیم ناشاد اعوان مطبوعہ ادارہ تحقیق الاعوان پاکستان مانسہرہ ۲۰۲۰ء ص ۶۰)

حضرت مولانا غلام جیلانی چشتی گرلڑوی (۱۹۱۴ء۔ ۲۰۱۳ء) نے تحریک پاکستان اور تحریک ختم نبوت میں بھرپور حصہ لیا (ایضاً ص ۱۰۵۔ اعوان شخصیات ہزارہ از ملک محمد عظیم ناشاد اعوان مطبوعہ ادارہ تحقیق الاعوان پاکستان ہڑیالہ مانسہرہ ۲۰۱۹ء ص ۱۴۲)

حضرت ابو مسعود پیر سید محمود شاہ محدث ہزاروی (۱۸۷۲ء۔ ۱۹۹۲ء) نے قیام پاکستان میں بھرپور حصہ لیا حضرت امیر ملت پیر سید جماعت علی شاہ شیرازی محدث علی پوری قدس سرہ العزیز کی خصوصی ہدایت پر پورے صوبہ KPK (سرحد) کا انقلابی و تاریخی دورہ کیا جس میں پیر مانکی شریف امین الحسنات خٹک قادری غفوری جن کا تعلق دلازاک قبیلہ سے ہے بھی آپ کے ہمراہ تھے علماء و مشائخ کو متحد کیا جس کی وجہ سے صوبہ سرحد (موجود KPK) کے ریفرنڈم میں کامیابی ہوئی (ایضاً ص ۱۵۴)

حضرت سید محمد شاہ کاظمی المعروف باباجی طوری شریف (۱۸۷۰ء۔ ۱۹۷۱ء) نے ہندوؤں اور انگریزوں کے خلاف ہر تحریک میں حصہ لیا اپنے مریدین کو جہاد کشمیر میں عملی حصہ لینے کا حاکم دیا (ایضاً ص ۱۵۶)

غازی داؤد شاہ شہید (۱۹۲۹ء۔۱۹۴۷ء) نے ۲۳ مارچ ۱۹۴۷ء کو وطن عزیز کی آزادی کے لیے داؤد شاہ نے تحریک کے دوران قربانی دی اس دن حویلیاں اسٹیشن سے بازار کی طرف جلوس نکالا گیا ملک بھر میں کرفیو نافذ تھا جلوس پر آنسو گیس پھینکا اور لاٹھی چارج کیا لیکن جلوس نہ رکا تو گولی چلادی غازی داؤد شاہ قمیض کے بٹن کھول کر اللہ اکبر کا نعرہ لگا کر آگے بڑھے تو فوجی نے گولی چلادی گولی سیدھی سینے سے پار ہو گئی ہر سال ۲۳ مارچ کو چادر چڑھائی جاتی ہے اور گل پاشی کی جاتی ہے۔(ایضاً ص ۱۷۱۔۱۷۲)

حضرت علامہ قاضی چن پیر علی الہاشمی (۱۹۱۸ء۔۱۹۹۰ء) تحریک آزادی وطن ہو یا تحریک تحفظ ختم نبوت آپ ہر جگہ ہر اول دستے میں نظر آئے ۱۹۵۳ء ۱۹۷۴ء اور ۱۹۸۴ء کی ختم نبوت کی تحریکوں میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیا (اعوان شخصیات ہزارہ جلد اول از ملک محمد عظیم ناشاد اعوان مطبوعہ ادارہ تحقیق الاعوان مانسہرہ ۲۰۱۹ء ص ۷۵)

مولانا محمد ایوب خان ممتاز علم دین و شاعر ہونے کے ساتھ ساتھ ممتاز سیاسی و سماجی رہنما تھے قیام پاکستان میں اہم کردار ادا کیا کئی بار قید و بند کی صعوبتیں برداشت کیں (ایضاً ص ۸۵)

مفتی محمد ادریس ایڈووکیٹ (۱۹۱۸ء۔۲۰۰۸ء) نے تحریک آزادی کے لیے کام کیا اکتوبر ۱۹۳۶ء کو شاہی باغ پشاور میں اور دوسری بار نومبر ۱۹۴۵ء کو شاہی باغ میں قائد اعظم سے ملنے کا شرف حاصل ہوا علی گڑھ کے طالب علم ہونے کی حیثیت سے مختلف مقامات پر پُرجوش تقاریر کیں جی ایم سید اور قاضی محمد اکبر کی الیکشن مہم میں حصہ لیا سرحد میں الیکشن ۱۹۴۶ء کے لیے کام کیا علی گڑھ میں پریزیڈنٹ اے ٹی ایم مصطفی کے دست راز رہے اور سٹوڈنٹس یونین کے لیے کام کیا جون کو مانسہرہ آگئے اور سرحد میں ریفرنڈم کے لیے کام کیا جلسوں میں شرکت کی اور خطاب کیا۔(ایضاً ص ۱۳۹)

مولانا محمد اسحاق مانسہروی (۱۸۵۳ء۔۱۹۲۰ء) کی ساری زندگی انگریز کے خلاف جدوجہد میں گزری برطانوی عہد حکومت میں ایک مجاہد اور باعمل صوفی تھے جن کے نام سے ہی انگریزی ایوان اقتدار میں زلزلہ آجاتا تھا تحریک خلافت مسجد شہید گنج اور تحریک ہلال احمر کے بھی صف اوّل کے مجاہدین میں شامل تھے مانسہرہ میں انہوں نے ایک پوری انگریز رجمنٹ کو خاک و خون میں تڑپا دیا اس وجہ سے متعدد بار گرفتار و پابند سلاسل بھی ہوئے لیکن دم آخر تک کبھی بھی انہوں نے زہر ہلاہل کو شکر قند نہیں کیا ان کی گرفتاری کے لیے برصغیر کا پہلا کرفیو (۲۸ اگست ۱۹۲۰ء) لگایا گیا (تذکرہ اولیائے ہزارہ ص ۱۷۵۔۱۷۶)

حضرت سید محمد حیات شاہ بخاری حافظ آبادی (۱۸۸۴ء۔۱۹۴۹ء) دینی خدمات کے ساتھ ساتھ تحریک پاکستان کے دوران بھی آپ کا کردار نمایاں تھا۔ اپنے خطبات میں مطالبہ پاکستان کے بھرپور طریقے سے وضاحت کرتے رہے گوجرانوالہ، سرگودھا، جھنگ، فیصل آباد اور حافظ آباد کے اضلاع میں پھیلے ہوئے مریدین کے لیے ۱۹۴۶ء کے الیکشن کے دوران مسلم لیگ کے حق میں ایک فتویٰ جاری کیا ان پڑھ لوگوں کو قائل کرنے کے لیے آپ نے علاقے کے معروف پنجابی شاعر عرفان رانجھا کو بھی اپنے ساتھ رکھا جو اپنے مخصوص لہجے کی شاعری کے ذریعے لوگوں کو مسلم لیگ کو ووٹ دینے کی طرف مائل کرتا (تذکرہ اکابرین اہلسنت ضلع حافظ آباد از مولانا ڈاکٹر محمد افضل کیلانی مطبوعہ حافظ پرنٹرز

تھانہ روڈ جلال پور بھٹیاں ۲۰۱۳ء ص ۷۵)

علامہ طالب حجازی حافظ آبادی (۱۹۳۰ء۔ ۱۹۹۳ء) نے سیاست میں بھی حصہ لیا جب ملک علی بہادر اعوان صدر مسلم لیگ تھے تو علامہ طالب حجازی جنرل سیکرٹری تھے۔(ایضا ص ۷۴)

مولانا حکیم محبوب عالم نقشبندی مجددی جماعتی حافظ آبادی (۱۹۲۶ء۔ ۱۹۹۳ء) نے تحریک پاکستان میں بحیثیت سالار قافلہ سکھوں کا مقابلہ بھی کیا اور مسلم لیگ کے قیام کے لیے آپ نے دن رات تقاریر بھی کیں بعد میں جمعیت العلمائے پاکستان سے منسلک ہو گئے۔(ایضا ص ۱۱۴)

حضرت سعادت خاں میاں صاحب کے متعلق نواب صدیق علی خاں (۱۹۰۰ء۔ ۱۹۷۴ء) رقمطراز ہیں مجھے اطلاع ملی تھی کہ ایلچپور میں کئی زندہ کامل بزرگ موجود ہیں مجھے خاص طور سے حضرت گلاب دادا مستو میاں صاحب اور سعادت خاں میاں کا نام بتلایا گیا تھا اس اطلاع کے بعد میری آتش شوق بھڑک اٹھی اور مجھے ان بزرگوں سے ملنے کی تڑپ پیدا ہوئی لیکن موقعہ نہ ملنے کی وجہ سے آرزو کو عرصہ تک سینہ میں دبائے رکھا انتخاب آیا تو اس تمنا کے پورے ہونے کا وقت بھی آ گیا قائد صوبہ سید عبدالرؤف شاہ صاحب نے انتخابی مہم کرنے کے لیے مجھے ایلچپور بھیجا جہاں چوک میں بعد نماز عشا آخری جلسۂ عام کا انتظام کیا گیا تھا کیونکہ دوسرے دن صبح ۸ بجے سے رائے دہندگان پر چیاں ڈالنے والے تھے شرکاء جلسہ اتنی کثیر تعداد میں جمع ہو گئے تھے کہ چوک کی جلسہ گاہ ناکافی تصور کی گئی مقامی رہنمایان مسلم لیگ نے بے پناہ ہجوم اور ان کے وفور شوق کو دیکھ کر فوراً فیصلہ کیا کہ جلسہ شہر سے باہر احمد شاہ ابدالی کی تعمیر کردہ عیدگاہ میں ہوگا بس کیا تھا تمام لوگ انتہائی نظم و ضبط کے ساتھ جلوس کی شکل میں قطار در قطار نعرہ زن میری دو حیثیتوں کے پیش نظر رکھ مرکزی اسمبلی و مہمان میرے پیچھے پیچھے ایک میل سے زیادہ لمبے راستے کو طے کرنے روانہ ہوئے میرے سامنے اور دائیں بائیں پیٹرومکس کی روشنیوں سے اندھیرے گھپ کو منور کیا جا رہا تھا جب میں عیدگاہ میں صدر دروازہ سے سیڑھیاں چڑھ کر داخل ہوا تو دیکھا کہ عیدگاہ کے وسط صحن میں ایک بوریا لپٹا ہوا پڑا ہے روشنی شور اور نعروں کی وجہ سے بوریے میں سے ایک صاحب نمودار ہوئے جیسے کہ وہ گہری نیند سے اچانک جاگ اٹھے ہوں اور وہ آنکھیں ملتے ہوئے وہیں بیٹھ گئے یہ تمام سین میرے لیے صرف جاذب نظر و شوق ہی نہیں بلکہ رحمتِ خداوندی اور فتح و نصرت کا پیامبر بھی تھا مجھے بتلایا گیا کہ یہ بزرگ حضرت سعادت خاں میاں صاحب ہیں میں بے تابانہ ان کی طرف لپکا مصافحہ کر کے دعا کا طالب ہوا انہوں نے کچھ جواب دیئے بغیر آسمان کی طرف دیکھ کر شہادت کی انگلی بلند کی جلسہ کی کاروائی اور میری تقریر شروع ہوئی حضرت کی موجودگی کا فائدہ اٹھاتے ہوئے میں نے لوگوں سے کہا کہ جلسہ میں حضرت کی موجودگی ہماری کامیابی کا بین ثبوت ہے اس اثنا میں حضرت خاموشی کے ساتھ دونوں ہاتھوں سے آسمان کی طرف برابر اشارہ کرتے رہے انتخابی تقریر تھی کچھ لمبی ہو گئی معلوم نہیں وہ بزرگ کب چلے گئے صبح ہی ہم سب پولنگ اسٹیشن گئے جہاں ۸ بجے ووٹ ڈالے جانے والے تھے مسلم لیگی امیدوار کی صندوق کا رنگ سبز تھا اور مقامی امیدوار کا زرد پولنگ آفیسر ابھی پہنچنے بھی نہیں پائے تھے کہ حضرت سعادت خاں میاں صاحب تشریف لائے ان کے ہاتھ میں بانس کی ایک لمبی کچی تھی جس سے انہوں نے تین مخالف امیدواروں میں سے صرف محمد نذر خاں صاحب کی زرد جھنڈیاں ان کے

بوتھ میں جا کر پرزہ پرزہ کر دیں پھر ہمارے بوتھ میں تشریف لائے شہادت کی انگلی کو آسمانی کی طرف بلند کر کے اللہ کی وحدانیت اس کے قادر مطلق اور مالک فتح وظفر ہونے کی شہادت دیئے ہوئے کسی اور مشن پر عجلت کے ساتھ روانہ ہو گئے نتیجتاً دو امیدواروں کی ضمانت ضبط ہوئی اور کامیاب مسلم لیگ امیدوار کو اصلی حریف محمد نظر خاں صاحب سے دو ہزار چھ سو اکسٹھ (۲۶۶۱) ووٹ زیادہ ملے ظاہر ہے کہ اللہ کے پیاروں نے قائداعظم اور مسلم لیگ کے ساتھ تعاون ہی نہیں کیا بلکہ ہاتھ بھی بٹایا (بے تیغ سپاہی از نواب صدیق علیخاں مطبوعہ نظریہ پاکستان ٹرسٹ ایوان کارکنان تحریک پاکستان مادر ملت پارک شاہراہ قائداعظم لاہور ۲۰۱۸ء ص ۲۴۳۔ ۲۴۴)

حضرت مولانا سید فضل صمدانی صاحب بنوری بن سید فضل ربانی (۱۳۰۰ھ ابھی زندہ ہیں) حضرت آدم بنوری رحمۃ اللہ علیہ کی اولاد ہیں سیاسیات میں آپ نے جمعیۃ العلماء ہند کے ساتھ تعلق رکھا اور آپ اپنے سرحد کے علاوہ کے جنرل سیکرٹری تھے جمعیۃ العلماء ہند نے جنگ آزادی کے لیے جو پروگرام بنائے آپ نے اس علاقہ میں اس کو عملی جامہ پہنانے میں کوئی کوتاہی نہیں کی بلکہ بڑی گرم جوشی سے اس پر عمل پیرا ہوئے جمعیۃ العلما ہند کا امروہہ شہر (یوپی) میں جب سالانہ اجتماع ہوا تو وہاں پر جمعیت کے اکابرین نے ہندو کانگرس کے ساتھ مل کر کام کرنے کا لائحہ عمل مرتب کیا تو آپ ہی ایک فرد واحد تھے جنہوں نے مخالفت کی کہ مسلمان مشرک کا ہمنوا نہیں بن سکتا آپ نے جمعیۃ العلماء سے استعفیٰ دے دیا (تذکرہ علما و مشائخ سرحد از محمد امیر شاہ قادری مطبوعہ عظیم پبلیشنگ ہاؤس خیبر بازار پشاور ۱۹۶۴ء ص ۲۷۴)

مولانا قاضی سمیع الحق بن قاضی محمد غلام بن قاضی محمد نور اللہ (۱۹۳۸ء) حضرت مجاہد کبیر صوفیاء کے سردار جناب فضل واحد المعروف حاجی صاحب ترنگزئی رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ مل کر انگریزوں کے خلاف اکثر جہاد میں شریک ہوئے جس کی پاداش میں انگریزوں نے آپ کو ۱۹۱۹ء سے ۱۹۲۱ء تک پشاور جیل میں قید رکھا انگریز دشمنی آپ کی طبیعت میں رچی ہوئی تھی تحریک خدائی خدمت گار میں نہایت ہی تن دہی اور گرم جوشی سے حصہ لیا یہاں تک کہ جذبہ آزادئ وطن میں سرشار ہو کر کچھ عرصہ درس بھی نہ دیا مگر جس وقت خان عبدالغفار خان نے کانگریس کے ساتھ الحاق کیا تو آپ ان سے الگ ہو گئے (تذکرہ علما و مشائخ سرحد جلد دوم از مولانا سید محمد امیر شاہ قادری مطبوعہ عظیم پبلشنگ خیبر بازار پشاور ۱۹۷۲ء ص ۴۳)

مولانا قاضی محمد شاہ فاضل صاحب بن مولانا مولوی قاضی قریب اللہ صاحب ۱۹۴۲ء میں عملاً سیاسیات میں آ گئے اور مسلم لیگ کی تحریک میں سرگرمی سے کام کیا اور اب اسی طرح مسلم لیگ کے گرم جوش لیڈر ہیں (ایضاً ص ۲۵۱)

مولانا محمد شعیب بن مولوی میر حسین (۱۹۰۱ء) ۱۹۳۷ء میں آپ آپ نے لونڈ خوڑ کے مقام پر مسلم لیگ میں شمولیت اختیار کی ۱۹۳۸ء میں مولانائے موصوف کو نوشہرہ میں صدر پراونشل مسلم لیگ منتخب کیا گیا۔ ۱۹۴۰ء سے لے کر قیام پاکستان تک آپ نے انتہائی سرگرمی اور گرم جوشی کے ساتھ قیام پاکستان کے لیے کام کیا (ایضاً ص ۲۷۱)

مولانا مولوی مدرار اللہ صاحب اپنے بھائی جناب مولانا محمد شعیب کی معیت میں ۱۹۲۸ء سے ابتک ملک و ملت کی خدمت کر رہے ہیں سیاست سرحد اور مذہبی زندگی میں نمایاں خدمات سرانجام دی ہیں حتیٰ کہ کسی قسم کی قربانی سے بھی دریغ نہ کی قادیانی تحریک کے خلاف آپ عزم صمیم کے ساتھ برسر پیکار رہے اور اس سلسلہ میں جیل کی صعوبتیں اور مشقتیں بھی اٹھائیں شہید گنج کی تحریک میں بھی آپ پیش پیش تھے آپ ہفت روزہ قیادت میں بصیرت افروز مقالے لکھ کر مسلمانان سرحد کی رہنمائی کرتے ہیں۔ ایضاً ص ۲۷۱)

حضرت مولانا مولوی مصلح الدین المعروف صاحب حق صاحب مردان ابتداہی سے کانگرس کے مخالف تھے جبکہ مسلم لیگ نے مطالبہ پاکستان عوام کے سامنے رکھا تو مخالفتِ کانگرس میں آپ نے مسلم لیگ کی حمایت کرتے ہوئے تحریک پاکستان میں انتھک جدو جہد کی اور ہر امکانی کوشش کر کے مسلسل دس برس تک اس تحریک کو صوبہ سرحد میں پھیلایا چونکہ آپ کا تعلق مانکی شریف کے مشائخ کے ساتھ تھا اس لیے جب حافظ محمد امین الحسنات صاحب سجادہ نشین مانکی شریف نے بھی مسلم لیگ کی حمایت کا اعلان کیا تو مولٰنائے موصوف نے تمام امور کو چھوڑ کر صوبہ سرحد کے قریہ قریہ دیہہ دیہہ شہر شہر میں پھر کر مسلم کو کامیاب و کامران کروایا آپ نے پیر صاحب مانکی شریف کی قیادت میں صوبہ سرحد کے علماء کا مردان میں ایک اجتماع کروایا اس اجتماع میں جمیعۃ العلماء اسلام کا قیام عمل میں لایا گیا صوبہ سرحد کے ممتاز عالم دین سید حبیب شاہ صاحب چھانہ ماڑی کی تحریک پر مولٰنائے موصوف کو اس جمیعۃ کا جنرل سیکرٹری (ناظم اعلیٰ) مقرر کیا گیا آزاد قبائل میں کانگرس کے اثرات بہت غالب تھے خان عبدالغفار خاں المعروف باچاخان کی لیڈرشپ چھائی ہوئی تھی مسلم لیگ نے ایک وفد تیار کیا جو کہ آزاد قبائل جا کر مسلم لیگ کے مطالبات سے ان لوگوں کو روشناس کرائے اس وفد کے اخراجات کے لیے پیر صاحب نے تین علما کے لیے تین تین سو روپیہ کا عطیہ دیا اس وفد میں جناب مولٰنا مولوی عبداللہ شاہ صاحب المعروف مازارہ میاں صاحب اور آپ ہی رہ گئے تیسرے صاحب بیماری کی وجہ سے نہ جا سکے آپ کی مخلصانہ کوششوں سے اور پیر صاحب مانکی شریف کے اس خط کی بدولت جو آپ نے حاجی صاحب ترنگزئی کی وساطت سے آزاد قبائل کو لکھا تھا خاطر خواہ نتیجہ پاکستان کے حق میں نکلا مسلم لیگ نے جب سول نافرمانی کی تحریک شروع کی تو اس کی ابتداء مردان سے کی گئی اس جلسہ کی صدارت مولانائے موصوف ہی نے کی پھر مردان میں تحریک چلانے کا کام آپ کو ہی سونپا گیا باحسن وجوہ آپ نے اس تحریک کو چلایا آخر ریفرنڈم پر یہ تحریک ختم ہوئی تمام کارکن جیلوں سے باہر آگئے اور آپ ریفرنڈم لڑنے کے لیے پھر تمام صوبہ سرحد میں پھرے سرخ پوش تحریک نے ریفرنڈم کا بائیکاٹ کر دیا ریفرنڈم کا فیصلہ پاکستان کے حق میں ہوا............(ایضاً ص ۲۸۲۔ ۲۸۳)

شیخ المشائخ ماہتاب سہروردیہ ابو شاہد سید محمد فیض احمد سہروردی (۱۹۲۹ء۔ ۱۹۸۲ء) جن دنوں آپ اسلامیہ کالج لاہور میں تعلیم حاصل کر رہے تھے اس وقت تحریک پاکستان زوروں پر تھی قائد اعظم محمد علی جناح نے مسلم طلباء سے اپیل کی کہ وہ کالجوں اور یونیورسٹیوں سے باہر نکل

کر قریہ قریہ پھیل جائیں اور مسلمانوں کو تحریک پاکستان کے مقاصد سے آگاہ کر کے ایک پلیٹ فارم پر اکٹھا کریں چنانچہ آپ بھی کالج کے طالب علمی کے دور میں اس مقدس مشن کے لیے حتی المقدور کام کیا جس میں اس وقت کے مشائخ عظام نے بھی بھرپور حصہ لیا اور آپ کے والد گرامی حضرت ابوالفیض سید قلندر علی سہروردی نے تحریک پاکستان میں بھرپور کردار ادا کیا مسلم لیگ کے بڑے بڑے جلسوں میں حضرت قبلہ کا خصوصی خطاب ہوتا تھا۔ (تذکرہ مشائخ سہروردیہ قلندریہ از محمد نعیم طاہر سہروردی مطبوعہ زاویہ پبلشرز لاہور ۲۰۰۵ء ص ۳۲۰)

حضرت مولانا مفتی نواب دین (۱۹۳۴ء) تحریک قیام پاکستان کے (۱۹۴۶ء۔۴۷ء) وقت حضرت مفتی صاحب قصور پورہ راوی روڈ لاہور کی لال مسجد میں خطیب تھے آپ تحریک پاکستان کے سرگرم رکن رہے چنانچہ جون ۱۹۴۷ء میں آپ کو گرفتار کیا گیا اور اسمبلی ہال کے نزدیک تھانہ کی حوالات میں قید کیا گیا (روشن ستارے از نور الزمان نوری مطبوعہ نوریہ رضویہ پبلی کیشنز لاہور ۲۰۰۹ء ص ۲۰۸)

معین الملت مولانا محمد معین الدین شافعی قادری رضوی (۱۹۲۹ء۔۱۹۹۷ء) نے اپنی زندگی میں کئی قومی وملی تحریکوں میں حصہ لیا اور بھرپور کردار ادا کیا۔ ۱۹۴۶ء میں جب بنارس میں آل انڈیا سنی کانفرنس ہوئی تو اس میں آپ نے شرکت کی اور پھر محدث اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ تحریک آزادی پاکستان میں پورا پورا حصہ لیا آزادی کے بعد آپ نے مہاجرین کی آبادکاری اور ان کی فلاح وبہبود کے لیے بھی بہت کام کیا جو کہ آپ کے قومی وملی جذبہ کی واضح ثبوت ہے۔ (ایضاً ص ۲۴۸)

حضرت مولانا محمد بشیر الحق صدیقی (۱۹۰۶ء۔۱۹۹۸ء) ابتداء ہی سے مسلم لیگ سے وابستہ تھے حصول پاکستان کی جدوجہد میں قریہ قریہ گھومے بے جا کانہ تقاریر کیں۔ ۱۹۴۶ء کے الیکشن میں مسلم لیگ کو کامیاب کرانے میں بھرپور حصہ لیا آپ کا گھر مسلم لیگ کا دفتر بھی تھا اور تحریک پاکستان کی سرگرمیوں کا مرکز بھی مجدد الف ثانی سے نسبت کا فیض تھا کہ زندگی بھر کسی غیر مسلم یا یونیسٹ کے سامنے نہ جھکے خضر حیات ٹوانہ حکومت کے خلاف تحریک میں آپ نے فعال کردار ادا کیا اکابرین تحریک میں امیر ملت پیر سید جماعت علی شاہ محدث علی پوری رحمۃ اللہ علیہ کی خدمات اور کردار نا قابل فراموش ہے انہوں نے فتویٰ دیا کہ جو مسلمان مسلم لیگ کو ووٹ نہ دے اسے مسلمانوں کے قبرستان میں دفن نہ ہونے دیں آپ اس فتویٰ کے پرزور مبلغ بن گئے حتی کہ علاقہ کی ایک سربرآوردہ شخصیت جو مسلم لیگ مخالف گروہ کی نمائندہ تھی نے انتقال کیا تو آپ نے اسے مسلمانوں کے قبرستان میں دفن کرنے کی مزاحمت کی اور کامیاب رہے (ایضاً ص ۳۰۹)

حضرت پیر امانت علی شاہ چشتی نظامی ابھی ابھی نیا پاکستان بنا تھا۔ ایک دن آپ حضرت ابوالفیض سید قلندر علی شاہ سہروردی کی خدمت میں حاضر ہوئے محمد قائداعظم محمد علی جناح کی قیادت پر نکتہ چینی شروع کر دی ان کی وضع قطع لباس اور عقیدے پر تنقید کرتے ہوئے کہنے لگے کہ ایسے شخص کی قیادت مسلمانان پاکستان کے لیے انجام بخیر نہ ہوگی آپ نے فرمایا کہ شاہ صاحب ایک سوال کا جواب دیجیے فرض کریں آپ اس گلی

سے گزر رہے ہیں۔ کچھ دور جانے کے بعد آپ کی گلی کی نالیاں صاف کرنے والا جمعدار اپنے پھٹے پرانے کپڑے پہنے ہوئے اور کیچڑ سے بھرے ہوئے ہاتھوں سے آپ کا دامن تھام لیتا ہے اور کہتا ہے کہ مولانا آگے نہ بڑھیں وہ دیکھو ایک اژدھا سامنے نالی کے سوراخ سے سر نکالے ہوئے ہے اگر آپ اس نالی پر سے گزریں تو نقصان ہوگا آپ دور سے ہی اژدھا کو دیکھ کر جمعدار کا شکریہ ادا کریں گے اس وقت آپ کو خیال نہ اس کے پھٹے پرانے کپڑوں کی طرف ہوگا اور کیچڑ میرے ہاتھوں کی طرف جس خطرہ عظیم سے اس جمعدار نے آپ کو اطلاع دی ہے اس کے مقابل میں اس کے تمام تر عیوب آپ کی نظر میں کالعدم ہوں گے ہندو قوم نے مسلمانوں کا نشان مٹانے کے لیے جو منصوبہ تیار کر رکھے ہیں ان سے محمد علی جناح نے آگاہ کر دیا شاہ صاحب کو آپ کے اس کلام سے تسلی ہوئی اور قائداعظم زندہ باد کے زمرہ میں شمولیت فرمائی (تذکرہ مشائخ سہروردیہ قلندریہ از محمد نعیم طاہر سہروردی مطبوعہ زاویہ پبلشرز لاہور ۲۰۰۵ ص ۲۴۸۔۲۴۹)

حضرت خواجہ سید محمد حسین شاہ المعروف حضرت ثالث (۱۸۶۹ء۔ ۱۹۳۲ء) تحریکِ خلافت کے دور شباب میں آپ نے خلافت اسلامیہ کے احیاء اور نظام اسلامی کی ترویج کے لیے تحریک خلافت میں سرگرمی سے حصہ لیا اور نمایاں حیثیت سے کام کیا۔ ۱۹۲۰ء میں برصغیر میں تحریک ترک حوالات شروع ہوئی۔ ۲۸ مئی ۱۹۲۰ء کو بمبئی میں خلافت کانفرنس کا اجلاس ہوا جس میں عدم تعاون کے اصول کو تسلیم کر لیا گیا۔ ۲ جون ۱۹۲۰ء کو الٰہ آباد میں ایک جلاس ہوا۔ جس میں ہندو اور مسلمان رہنماؤں نے شرکت کی اس میں تحریک ترک حوالات کی قرارداد اصولاً پاس کر دی گئی اور طریقہ کار کو مسٹر گاندھی کی صوابدید پر چھوڑ دیا گیا۔ اس مقصد کے لیے ایک کمیٹی ترتیب دی گئی جو مندرجہ ذیل اشخاص پر مشتمل تھی:

۱۔ مسٹر گاندھی	۲۔ مولانا محمد علی جوہر	۳۔ مولانا شوکت علی
۴۔ مسٹر کھتری	۵۔ مولانا حسرت موہانی	۶۔ ڈاکٹر کچلو

یہ سیاسی رہنما برصغیر کے بااثر جاگیرداروں گدی نشین حضرات اور عوام کو ابھار رہے تھے کہ بیدار ہو جاؤ اور قوم کی خدمت سرانجام دو وقت سخت ہے ماحول نازک ہے ان حالات میں لالہ جیت رائے ملک لال خان اور ڈاکٹر کچلو وغیرہ کی آنکھیں آستانہ عالیہ آلو مہار شریف کی طرف مرکوز تھیں کیونکہ یہ آستانہ پنجاب میں سب سے زیادہ بااثر تھا ان کا خیال تھا کہ اگر اس گدی کے سجادہ نشین سیدنا خواجہ پیر محمد حسین شاہ صاحب اٹھ کھڑے ہوں تو ہمیں لاکھوں کی تعداد میں مجاہدین مل جائیں گے۔ سب نے متفقہ ارادہ سے ملک لال خان (گوجرانوالہ) کو قبلہ حضرت صاحب کی خدمت میں راہ ہموار کرنے کے لیے بھیجا تو آپ نے فرمایا چلو مان لیا کہ آج ہم انتھک کوشش کے ساتھ ہندوستان کو انگریز سے پاک کر لیں گے مگر جب ہندوستان آزاد ہو گیا یہ ہندو تمہارے دشمن تمہیں اسی ایذائیں اور تکلیفیں پہنچائیں گے کہ آزادی تو در کنار تمہیں بیٹھنے کی جگہ نہ ملے گی۔ انگریز اور ہندو دونوں تمہارے دشمن ہی تم اپنا فکر رو میں تو بمعہ مریدین ملکی خدمت کے لیے تیار ہوں ملک لال خان کا کہنا تھا جناب پہلے کانگرس

سے مل کر ملک انگریزوں کو نکال لیں پھر بعد میں ہندوؤں کو بھی نبھا لیں گے لیکن حضرت صاحب نے فرمایا کہ سانپ کبھی کسی کے دوست نہیں بنتے بلکہ یار بد بدتر بود از مار بد آخر ملک لال خان کے اصرار پر آپ کمر بستہ ہو کر اٹھ کھڑے ہوئے سب سے پہلے شیرانوالہ باغ (گوجرانوالہ پنجاب) کے ایک عظیم الشان اجتماع میں تقریر فرمائی اور ایسی سیاسی بصیرت اور دور اندیشی کو ان لفظوں میں بیان فرمایا۔ مان لیا جناب رسول اللہ ﷺ نے یہود ونصاریٰ سے معاہدے کئے مگر وہ ہر بار دھوکہ دیتے رہے ایسے ہی ہندو قوم ہے جب ان کا ذاتی مفاد ہو تو ہمارے سجن بن جاتے ہیں مطلب نکلنے پر منہ پھیر لیتے ہیں یہ تو مطلب پرست ہیں دونوں فریق انگریز اور ہندو ہمارے قدیمی دشمن ہیں ہم صرف اپنی ملکی حالت برقرار کرنے کے لیے اور ملک کو تمام الائشوں سے پاک کرنے کی خاطر کمر بستہ ہوئے ہیں ہمیں اپنے ملک ووطن سے محبت ہے کیونکہ حدیث مبارکہ حب الوطن من الایمان چنانچہ اسی طرح آپ نے دیگر چند شہروں میں اتفاق واتحاد مسلمین کی بابت پُرجوش و پر تائید تقاریر فرمائیں جس کی وجہ سے قبلہ حضرت صاحب کو گورنمنٹ ہاؤس کی طرف سے وارنٹ گرفتاری جاری ہو گئے آپ ہر روز گرفتار کے انتظار میں رہتے آخر ایک یا ڈیڑھ ماہ کے بعد یہ خبر ملی کہ حکومت نے آلومہار شریف کے سجادہ نشین جناب سیدنا خواجہ پیر محمد حسین شاہ صاحب کے وارنٹ گرفتاری واپس کر دیے ہیں اس کے بعد بھی آپ مسلمانوں کے اتحاد واتفاق کا لیکچر دیتے رہے مگر آپ کی ساری زندگی میں حکومت کو جرات نہ ہو سکی کہ آپ کو گرفتار کر سکے اسی اثنا میں انگریزوں نے مرزا غلام احمد قادیانی کو جھوٹی نبوت کا دعویدار بنا کر مسلمانوں کے خلاف ابھارا انگریز، مرزائیوں اور شردانند شدھی کا بے پناہ زور وشور تھا ملک بھر میں ہر قسم کے مصائب زوروں پر تھے مسلمانوں کو اس فتنہ سے بہت دشواریاں لاحق تھیں جناب حضرت صاحب کمر بستہ تیار ہو کر ان کے مقابلہ میں ڈٹ گئے اور مسلمانوں کو اس فتنہ سے آپ نے اور دیگر حضرات بزرگانِ دین نے نجات دلوائی اور لوگوں نے امن کا سانس لیا (تذکرہ مشائخ آلومہار شریف از افادات حضرت علامہ پیر محمد سعید احمد مجددی مطبوعہ تنظیم الاسلام پبلی کیشنز گوجرانوالہ ۲۰۰۹ء ص ۵۰۰ تا ۵۰۳)

حضرت صاحبزادہ سید فیض الحسن شاہ (۱۹۱۱ـ ۱۹۸۴ء) اہل گوجرانوالہ گواہ ہیں کہ جب قائداعظم تحریک پاکستان کے سلسلے میں گوجرانوالہ پہنچے تو سب سے پہلے اور سب سے زیادہ نمایاں طور پر انکا استقبال کرنے والوں اور نظریہ پاکستان کی پُرجوش حمایت کرنے والوں میں حضرت خطیب الاسلام کا نام سرفہرست ہے اور گوجرانوالہ میں ان کے خلفا مریدین علما کرام ومشائخ عظام میں درج ذیل حضرات بھی مسلم لیگ کی حمایت میں قیام پاکستان کے لیے جدوجہد کرتے رہے۔

۱۔ حضرت مولانا محمد شریف (گکھڑ)
۲۔ شیخ القرآن حضرت علامہ محمد عبدالغفور ہزاروی (وزیرآباد)
۴۔ حضرت مولانا مفتی بشیر حسین (گوجرانوالہ)
۵۔ حضرت مولانا صابر حسین (گوجرانوالہ)
۶۔ حضرت مولانا صوفی نظام الدین (گوجرانوالہ)
۷۔ حضرت خواجہ صوفی محمد علی نقشبندی (گوجرانوالہ)

(ایضاً ۵۶۱، ۵۶۲)

مولانا محمد عثمان غنی (۱۹۱۳ء۔۱۹۹۸ء) عالم جلیل، مفسر، مدرس اور مقرر تھے علاقہ کے معروف علمی وروحانی مرکز رتہ میں تعلیم کے بعد مدرسہ عالیہ رام پور ہندوستان نزد مرکز اہل سنت بریلی میں تعلیم مکمل کی پھر تحریک پاکستان میں مسلم لیگ کے جھنڈے تلے فعال رہے (ماہنامہ سوئے حجاز لاہور دسمبر ۲۰۲۰ء ص ۷۰۔۷۱)

حاجی ارشاد اللہ تارڑ (۱۸۹۲ء۔۲۰۱۱ء) حافظ آباد سے میٹرک کرنے کے بعد ۱۹۴۲ء میں گورنمنٹ کالج لائل پور سے گریجویشن کیا اس کالج میں مسلم سٹوڈینٹس فیڈریشن کی سرگرمیوں میں پیش پیش رہے یہیں سے تحریک پاکستان کا جذبہ پیدا ہوا اور لاء کالج میں داخلہ لیا لیکن تعلیم مکمل نہ کر سکے اس کے بعد چوہدری سردار خاں اور خواجہ صفدر کے ایماء پر گوجرانوالہ مسلم لیگ کے سیکرٹری مقرر ہوئے وہ آل انڈیا مسلم لیگ کونسل کے ممبر بنے اور اسی حیثیت سے قائد اعظم سے ملاقاتوں کا شرف حاصل ہوا آل انڈیا مسلم لیگ دہلی کے اجلاس میں عبوری حکومت کے قیام کا فارمولا منظور ہوا تھا اس کے علاوہ بمبئی کے اجلاس میں بھی انہیں شرکت کا اعزاز حاصل ہوا جس میں مسلم لیگ کونسل نے راست اقدام کا فیصلہ کیا تھا قائد اعظم کے ساتھ خط وکتابت بھی رہی۔ ۱۹۴۶ء کے الیکشن میں اپنے عزیز راج محمد تارڑ مسلم لیگی امیدوار کی کامیابی کے لیے دن رات کام کیا اور خضر وزارت کے خلاف تحریک سول نافرمانی کے دوران ضلع گوجرانوالہ سے اولین قافلے کے ساتھ گرفتاری پیش کی (تذکرہ اکابرین اہلسنت ضلع حافظ آباد از مولانا ڈاکٹر افضل کیلانی مطبوعہ حافظ پرنٹرز تھانہ روڈ جلال پور بھٹیاں حافظ آباد ۲۰۱۳ء ص ۲۲۵)

عبدالغنی سالک (1915ء) تحریک پاکستان اور تحریک ختم نبوت میں سرگرم رہے (ماہنامہ نعت لاہور فروری 1998ء ص 39)

صوفی عنائت محمد پسروری (1887ء۔1940ء) تحریک خلافت، تحریک شہید گنج اور تحریک پاکستان میں بھرپور حصہ لیا۔ (ماہنامہ نعت لاہور دسمبر 2001ء ص 5)

حافظ عبدالرشید قریشی (1986ء) تحریک پاکستان کے حوالے سے پہلے خاکسار تحریک سے وابستہ ہوئے بعد ازاں مسلم لیگ کے لیے بھرپور کام کیا (ایضاً ص 13)

الطاف پرواز (1924ء) جنگ آزادی اور تحریک پاکستان کے نظریاتی رکن تھے۔ (ماہنامہ نعت لاہور مارچ 2003ء ص 26)

خواجہ محمد خان اسد حضروی (1919ء۔1980ء) کو تحریک پاکستان کے سلسلے میں متعدد بار جیل بھی جانا پڑا (ماہنامہ نعت لاہور دسمبر 1996ء ص 13)

سید پیر احمد شاہ (1325ھ 1989ء) ضلع اٹک مسلم لیگ کے صدر اور آل انڈیا مسلم لیگ کے رکن بھی منتخب ہوئے۔ مسلم لیگ کے ساتھ وفاداری اور تحریک پاکستان کے سلسلے میں خدمات کے اعتراف میں 1988ء میں انہیں گولڈ میڈل بھی دیا گیا تھا۔ (ایضاً)

واصف علی واصف پکے مسلم لیگی تھے۔ (نعت حضوری 1999ء ص 29)

حضرت امان اللہ خاں اجمل جنڈیالوی (1930ء۔2005ء) ایک انٹرویو وچ کہندے نیں فیر دسویں چڑھیا تے پاکستان بن گیا۔ مہاجرین آؤندے رہے اسکول بند ہو گئے تے طالب علم اوہناں دی آبادکاری کرن لئی مہاجر کیمپ وچ لگا دیتے گئے۔ کجھ عرصہ بعد توں (اک سال مگروں) میٹرک پاس کیتا۔ مسلم لیگ دے بڑے پکے کارکن ساں اسیں سارے ہم جماعت۔ (درویش نامہ، مرتب عبدالجبار اثر مطبوعہ شاخ ادب فیض پور خورد 1995ء ص 17)

شمس العابدین پیر سید محمد شاہ صاحب نقشبندی قادری جانشین علی اکبر شاہ قیام پاکستان کے وقت آپ نوجوانی کے عالم میں تھے اور اپنی بساط کے مطابق آزادی کی جنگ میں شریک رہے۔ (ماہنامہ جام نور ہری پور ستمبر 1996ء ص 35)

سلطان احمد ڈیڑھ بھٹیاں کے زمینداروں نے تمام حکومتی دباؤ اور قریبی رشتے داروں کے یونی نسٹ ہونے کے باوجود تحریک پاکستان میں مسلم لیگ کا ساتھ دیا۔ اس کی پاداش میں یہاں کے زمیندار سلطان کا بنک اکاونٹ منجمد اور اسلحہ لائسنس ضبط کر لیا گیا۔ (وسیب از اسد سلیم شیخ مطبوعہ اظہار سنز 19 اردو بازار لاہور س ن ص 488)

حکیم احمد دین آف کوٹلہ انندراں حافظ آباد مسلم لیگ کی حمایت میں سرگرم عمل رہے انہوں نے برطانوی راج کے سامنے کلمہ حق بلند کیا اور انگریزوں کی حمایت کرنے والے مقامی جاگیرداروں کی موجودگی میں کانگریس کو ووٹ دینے سے انکار کیا اور اپنے سچے مسلمان ہونے کا ثبوت دیا۔ (ایضاً ص 532)

میاں اللہ یار بھٹی تحریک پاکستان کے دوران جلال پور بھٹیاں کے سراد بخش بھٹی جو مسلم لیگ کے مخالف تھے ان کے دباؤ اور پرزور اصرار کے باوجود کوٹ محبت کے میاں اللہ یار بھٹی مسلم لیگ کے حق میں ڈٹے رہے اور مسلم لیگ کے حق میں ووٹ دیا۔ (ایضاً ص 523)

سید محمد حیات شاہ (مدفون خرم پورہ چورہڑہ حافظ آباد) تحریک پاکستان کے دوران مسلم لیگ اور پاکستان کے حق میں بھرپور کردار ادا کیا۔ (ایضاً ص 378)

نور محمد آف شوری مانیکا تحریک پاکستان کے دنوں میں مسلم شیخ کے نور محمد نے بڑی جرآت مندی کا ثبوت دیا۔ اسے یہاں کے حیات بھٹی نمبردار نے مسلم لیگ کے مخالف امیدوار کو ووٹ دینے پر مجبور کیا تھا مگر نور محمد نے علی الاعلان مسلم لیگ اور پاکستان کے حق میں ووٹ دیا اس پر حیات بھٹی نے اسے اپنے گاؤں سے نکال دیا اور وہ ٹاہلی گورایہ میں جا کر آباد ہو گیا۔ (ایضاً ص 410، 411)

محمد حسین نون بن محمد آف نون بھائی خاں (م 1994ء) ایک تعلیم یافتہ شخص تھے 1935ء میں مسلم لیگ کے اس تاریخی اجلاس میں شریک ہوئے جس میں تاریخی قرارداد پاکستان منظور ہوئی تھی۔ اس موقع پر انہوں نے قائداعظم سے ملاقات بھی کی تھی۔ حاجی مولانا غلام رسول نے تحریک پاکستان کے دوران خدمات سرانجام دی تھیں۔ (ایضاً 428)

مغل خاں آف مجھوکا حافظ آباد نے 1946ء کے انتخابات کے موقع پر پنڈی بھٹیاں کی دشمنی مول لے کر مسلم لیگ اور تحریک پاکستان کا ساتھ دیا (ایضاً ص 435)

محمد نواز بھگسیہ کا بھٹی آف کوٹ نکہ حافظ آباد ذیلدار خاندان کے محمد نواز نے مسلم لیگ کا بھرپور ساتھ دیا۔(ایضاً ص 439)

چن پیر آف پاک پتن آپ مسلم لیگی تھے اور روایت ہے کہ کانگریس کی حمایت نہ کرنے پر ایک بار انہیں گرفتار کر لیا گیا جیل کی دیواریں ہل گئیں۔ کہتے ہیں کہ پاک پتن جیل کے پاس کی دیوار آج تک بار بار تعمیر کی جاتی ہے مگر جب وہ موقع آپ کو گرفتار کیا گیا تھا آتا ہے تو گر جاتی ہے۔(لوک پنجاب مصنف مظہر الاسلام مطبوعہ لوک ورثے کا قومی ادارہ پوسٹ بکس 1184 اسلام آباد 1978ء ص 132)

حضرت خواجہ دین محمد چشتی الصابری المعروف اللہ رنگے (1860ء۔1972ء) روحانی کمالات کے علاوہ سیاسی اور ملکی حالات پر بھی پوری توجہ رکھتے تھے۔ یہ الگ بات ہے کہ انہوں نے باقاعدہ اس میں حصہ نہیں لیا لیکن مسلمان رہنماؤں کی خفیہ طور پر بہت مدد کی مسلمانوں کے سیاسی لیڈر قائد اعظم کو مجاہد اسلام کا خطاب دیا اور اپنے دوستوں کو اس جہاد میں حصہ لینے اور ان کی بھرپور مدد کا حکم دیا جب مریدین آپ سے پوچھتے حضور ہندوستان سے ہم کہاں جائیں گے؟ آزادی کا کیا مطلب! وغیرہ وغیرہ۔تو آپ فرماتے یہ ایک سنت ہے جو ادا ہو کے رہے گی۔ پا پیادہ ہمیں ظلم و بربریت کے دشت سے گزرنا ہوگا۔ بھوک پیاس برداشت کرنا ہوگی۔قتل عام ہوگا تب کہیں جا کر آزادی کا سورج طلوع ہوتے دیکھنا نصیب ہوگا۔(سوانح حیات حضرت خواجہ دین محمد چشتی الصابری (مجموعہ کرامات) حصہ اول از پیر آصف مطبوعہ فیصل آباد س ن)

حضرت پیر سید حسین شاہ المعروف حضرت شاہ جی (1891ء۔1986ء) آف سلہو کے شریف گوجرانوالہ حضرت شیخ الاسلام خواجہ قمر الدین صاحبؒ جب 1947ء میں جیل میں تھے۔حکومت کے خلاف جلوس میں حضرت پیر سید شاہ جی صاحب و حضرت پیر سید سلطان شاہ صاحب شامل رہے۔لاٹھی چارج ہوا۔وہ ان حضرات نے بھی برداشت کیا۔ان حضرات کے ساتھ اپنے مریدین اور خلفاء کثیر تعداد میں تھے۔ سیال شریف کے مریدین کا ایک ٹھاٹھیں مارتا سمندر تھا۔جس کے ساتھ حکومت کو گھٹنے ٹیکنے پڑے اور حضرت پیر سیال کو ایک سازش کر کے جیل سے نکال کر سیال شریف چھوڑ گئے۔سول نافرمانی کی اس تحریک میں ہمارے حضرات جیل کے دروازے پر دھرنا مار کر بیٹھ گئے جب تک پیر سیال جیل سے باہر نہ آئے میدان میں رہے۔ پھر گرفتار ہوئے۔تھانہ سے میاں سعد اللہ صاحب سیالوی تشریف لائے اور سب کو سیال شریف لے گئے۔جب پاکستان بن گیا پھر پیر سیال شریف کے حکم سے گھر واپس آئے اس دوران ہر تکلیف خندہ پیشانی سے برداشت فرمائی۔(تذکرہ حضرت شاہ جی از قاری محمد غلام رسول صاحب ایم اے مدیر ماہنامہ انیس اہلسنت فیصل آباد ص 14)

حضرت پیر سید محمد یعقوب علی شاہ نقشبندی مجددی آف ماجرہ شریف کنجاہ ضلع گجرات (1896ء۔1959ء) 1945ء میں برصغیر پاک و ہند کے مسلمانوں نے قائد اعظم محمد علی جناح کی قیادت میں جو علیحدہ مملکت کے حصول و قیام کی تحریک شروع کی۔علماء و مشائخ اہلسنت نے بلا مشروط اسکی ایمانی جذبہ کے ساتھ تائید و حمایت کی۔1946ء میں ہندوستان بھر میں عام انتخابات منعقد ہوئے تو دیگر علماء و مشائخ کے ساتھ پیر سید محمد یعقوب علی شاہ نے حضرت میاں غلام اللہ ثانی (م 1957ء) کے حکم پر اسکی تائید و حمایت میں کوئی کسر نہ چھوڑی۔ان دنوں آپ ضلع فیصل آباد کے دیہات میں تھے۔آپ نے مریدوں اور عوام الناس کو پرزور حکم دیا کہ مسلم لیگ کے حق میں ووٹ ڈالو اگر گاؤں سے ایک دو گاڑیاں

بھی پولنگ اسٹیشن پر پہنچ گئیں تو مسلم لیگ کے ووٹ بڑھ جائیں گے۔آپ نے گجرات میں حضرت مولانا محمد عبداللہ سلطانی (م 1946ء) کی معیت میں تحریک پاکستان کے ہراول دستے میں کام کیا۔کئی جلسوں سے خطاب کیا اور جلوس کی قیادت کی۔گجرات کا ڈی سی آپ کو گرفتار نہ کر سکا الغرض یہ کہ اس تاریخی کارخیر میں پیر سید محمد یعقوب علی شاہ دیگر مشائخ اہل سنت سے پیچھے نہیں رہے (سرکار ماجرہ شریف از محمد یوسف حضوری مطبوعہ منہاج القرآن سیل سنٹر ریلوے روڈ حافظ آباد 2012ء ص 9،10، ماہنامہ افق کراچی مارچ 2014ء ص 39)

حضرت سید ابو محمد امام علی شاہ مہر آبادی (1312ھ۔1392ھ) نے تحریک پاکستان میں اپنے مشائخ کے حکم پر بھرپور حصہ لیا۔مسلم لیگ کی تنظیم سازی کی۔آپ ملتان کی ضلعی مجلس عاملہ کے رکن رہے۔مگر انتخابی سیاست سے ہمیشہ خود کو آلودہ ہونے سے بچایا۔(ماہنامہ دلیل راہ لاہور فروری 2013ء ص 45)

معروف شاعر گلزار احمد نادم صابری (1919ء۔2002ء) نے پرائمری تک تعلیم اسلامیہ ماڈل سکول کپورتھلہ سے حاصل کی اور میٹرک جالندھر ہائی سکول کپورتھلہ سے پاس کیا۔اس زمانے میں تحریک آزادی زوروں پر تھی۔اور 1936ء میں نواب بہادر یار جنگ کپورتھلہ تشریف لائے اور نادم صابری کو آل انڈیا مسلم لیگ جالندھر کا جنرل سکریٹری مقرر کر دیا۔انہوں نے 1940ء میں جلسہ قرارداد پاکستان میں بحیثیت نیشنل گارڈ (قائداعظم) شرکت کی۔1946ء میں لائل پور (اب فیصل آباد) کے دھوبی گھاٹ کے جلسہ میں قائداعظم کے محافظ کے فرائض بھی انجام دیئے۔انہوں نے جہاں ایک طرف تحریک پاکستان کی جدوجہد میں عملی اور پرزور شرکت کی تو دوسری طرف شعراء اور ادباء کی محافل میں شامل ہو کر اپنے ذوق سخن کی آنچ کو سلگاتے رہے۔شروع میں بیدم وارثی اور جوش ملیح آبادی سے اصلاح سخن لیتے رہے اس دوران شاعری کا رخ قومی و ملی مسائل کی طرف ہی رہا۔ان کا قلم مسلمان قوم کی سیاسی اور معاشی پستی پر لکھتا اور دل خون کے آنسو روتا۔انہوں نے قائداعظم کے جلسہ جالندھر میں اپنی مشہور نظم پیش کی۔۔

مسلم ہے تو مسلم لیگ میں آ
اغیار سے اپنی جان چھڑا۔
لیگ سر بلند ہے یہ لیگ کا لگار ہے
قوم کی ہے آرزو یہ وقت کی پکار ہے

(روزنامہ دنیا گوجرانوالہ سنڈے میگزین 17اپریل 2022ء ص 16)

غازی اسلام حضرت پیر محمد شاہ ابتدائی طور مسلم لیگ کے لاہور کے اجلاس میں شرکت کا پروگرام نہ رکھتے تھے۔آپ نے اپنی ذاتی ڈائری میں تحریر فرمایا کہ اجلاس سے محض دو روز قبل خواب دیکھا کہ حضرت خواجہ معین الدین چشتی اجمیریؒ کی کچہری لگی ہوئی ہے اور ہندوستان بھر مشائخ اور اولیاء اللہ موجود ہیں۔حضرت خواجہ اجمیری نے مجھے حکم ارشاد فرمایا میاں محمد شاہ: آپ اور آپ کے صاحبزادے کی خصوصی ڈیوٹی لگادی ہے آپ جناح کی مدد کریں کیونکہ پاکستان اللہ کے حکم سے قائم ہو کر رہے گا۔پیر محمد شاہ فرماتے ہیں کہ میں نے اسی وقت مشائخ کا وفد ترتیب دیا

اور لاہور روانہ ہو گئے۔ آپ کی تحریر کے مطابق فرماتے ہیں کہ قائداعظم سے میری اس سے قبل ملاقات نہ تھی۔ لیکن وہ مجھے ایسے ملے جیسے برسوں کے شناسا ہوں۔ آپ نے تحریک پاکستان کے دوران ایک جلسہ عام میں ارشاد فرمایا کہ قائداعظم کی پشت پر تمام اولیاء کا ہاتھ ہے۔ یہ کبھی ناکام نہیں ہو سکتے۔ (نوائے وقت سنڈے میگزین 5 ستمبر 2021ء ص 2)

پیر طریقت رہبر شریعت مخدوم المشائخ فیوضات خواجگان قصور یہ صاحبزادہ پیر سید علی احمد شاہ (1925ء۔1999ء) جب بھی کوئی ایسی تحریک اُٹھی جو مجموعی طور پر قوم و ملک کے مفاد میں تھی تو آپ ببانگ دہل اپنے خطبات میں اسکی حمایت اور رائے عامہ کو ہموار کرتے۔ 23 مارچ 1940ء کو لاہور مسلم لیگ کے سالانہ جلسہ میں قرداد پاکستان منظور ہوئی شاہ صاحب زمانہ طالب علمی میں تھے گلی گلی محلے محلے جلسے اور جلوس ہو رہے تھے۔ آپ طلباء کو ہمراہ لے کر آزادی وطن کے لیے جلوس نکالتے۔ پاکستان اور مسلم لیگ کے حق میں نعرے لگواتے۔ کوٹ اندرون موری گیٹ قصور مسلم لیگ کا قلعہ اور مرکز تھا آپ ہر سرگرمی میں بھرپور حصہ لیتے۔ (ماہنامہ دلیل راہ لاہور مارچ 2022ء ص 25)

مولانا مصلح الدین ابتداء سے کانگریس کے مخالف تھے۔ جب مسلم لیگ نے مطالبہ پاکستان عوام کے سامنے رکھا تو آپ نے مسلم لیگ کی حمایت کرتے ہوئے تحریک پاکستان میں انتھک جدو جہد کی۔ ہر امکانی کوشش کر کے مسلسل دس برس تک اسی تحریک کو صوبہ سرحد میں پھیلایا۔ چونکہ آپ کا تعلق مانکی شریف کے مشائخ کے ساتھ تھا۔ اس لیے جب حضرت پیر حافظ محمد امین الحسنات سجادہ نشین مانکی شریف نے بھی مسلم لیگ کی حمایت کا اعلان کیا تو پھر مولانائے موصوف نے تمام امور کو چھوڑ کر صوبہ سرحد کے قریہ قریہ اور دیہہ دیہہ، شہر شہر میں پھر کر مسلم لیگ کو کامیاب و کامران کروایا۔ آپ نے پیر صاحب مانکی شریف کی قیادت میں تمام صوبہ سرحد کے علماء کا مردان میں اجتماع کروایا۔ اس اجتماع میں جمعیۃ الاسلام کا قیام عمل میں لایا گیا۔ صوبہ سرحد کے ممتاز عالم دین سید حبیب اللہ شاہ پھانہ ماڑی کی تحریک پر آپکو اس جمعیۃ کا جنرل سیکرٹری (ناظم اعلیٰ) مقرر کیا گیا۔ (اکابر تحریک پاکستان جلد دوم ص 374،373)

مایہ ناز نعت خواں سید منظور الکونین دوران انٹرویو کہا میرے والد صاحب کا روحانیت کے ساتھ ساتھ سیاسی سلسلہ بھی تھا۔ وہ پاکستان مسلم لیگ کے جنرل سیکرٹری تھے۔ میری ساڑھے تین سال کی عمر تھی شملہ کانفرنس سے قبل کلکتہ میں ایک اجلاس تھا جس کی صدارت خواجہ ناظم الدین نے کی۔ میرے والد صاحب اس جلسے کے مہتمم تھے۔ سٹیج سیکرٹری بھی تھے۔ تلاوت کے بعد وہ مجھے مائیک پر لے آئے تو میں نے سب سے پہلے توتلی زبان میں نعت (وہ شمع اجالا جس نے کیا) کے دو اشعار سنائے۔ پھر ایک نغمہ تھا جو اس وقت زبان زد عام تھا۔ اب بنے گا پاکستان بھی میں نے سنایا۔ یہ تھی میری پہلی پرفارمنس۔ وہ زمانہ ریکاڈنگ کا زمانہ نہیں۔ خواجہ ناظم الدین مرحوم نے اپنا خطاب میرے ذکر سے شروع کیا میری بڑی تعریف کی اور میرے والد صاحب سے کہا کہ اگر آپ اپنی نسل کو اس طرح پال رہے ہیں تو ایک دن ہم پاکستان لے کے رہیں گے۔ (کتابی سلسلہ نعت نیوز کراچی شمارہ نمبر 4 فروری مارچ 2009ء ص 46،45)

زاہد اقبال بھیل ہوراں دا پریوار ایس دھرتی تے قدیمی اے تے بھیل قوم اس خطہ دی اصل وارث نیں۔ پر جدوں دوجیاں قوماں اس دھرتی تے وارد ہوئیاں تے ایہہ قوم مغلوب ہو گئی۔ جدوں اس دھرتی تے اسلام دا بول بالا ہویا تے ایہناں دے وڈے اوس ویلے ای مسلمان

ہو گئے۔ ایہناں دا پنڈ ضلع ننکانہ صاحب توں ست میل دور پورب ول نالہ ڈیک دے کنارے چاہ بھیلاں دے ناں نال مشہور اے۔ آپ دے والد محمد علی بھیل، دادا تھراج تے پڑدادا صادق سارے ایتھوں دے ای جم پل نیں۔ آپ دے پریوار آلے زمیندارا کردے نیں۔ آپ دا جنم وی ایسے پنڈ ''چاہ بھیلاں'' وچ 15 جولائی 1978ء بروز ہفتہ والے دن ہویا۔ آپ دے جمن توں چار ماہ بعد ای آپ دے پریوار آلے ہجرت کر کے ننکانہ صاحب توں پورب ول چار کلومیٹر دور پنڈ ابھیاں والہ وچ آ گئے تے ایتھے آ کے زمین مُل لے لئی تے ایتھے اِک نویں پنڈ دی بنیاد رکھی۔ جیہدا ناں ''ڈیرا بھیلاں'' رکھیا۔ 1947ء وچ پاکستان تے ہندوستان دی ونڈ ہوئی اُوس ویلے آپ دے پنڈ (چاہ بھیلاں) وچ ہندو رہندے سن۔ جدوں قتل وغارت شروع ہوئی تے اوہناں ہندوواں نے آپ دے دادا کولوں پناہ منگی تے آپ دے دادے تھراج نیں اوہناں نوں پناہ دے دتی۔ پر اوتھوں دے سجے کھبے پنڈاں دے لوکاں نیں آپ دے دادے تھراج کولوں اوہناں ہندواں نوں منگیا تاں جے اوہناں نوں قتل کر کے اوہناں دا سارا کجھ لُٹ لیا جاوے۔ پر آپ دے دادا جی اوہناں اگے ڈھال بن گئے۔ تے اوہناں مسلماناں نوں سمجھایا بھئی اسیں مسلمان ہاں تے مسلمان وعدے دا پکا ہندا اے۔ میں اوہناں نوں پناہ دتی اے تے میں اپنا وعدہ ہر صورت نبھاواں گا۔ اوہناں نوں مارن توں پہلاں تہانوں میری لاش توں گزرنا پووے گا۔ میرے دادا جی دا ایہہ اخلاص ویکھ کے او ہندو پریوار مسلمان ہو گئے تے آپ دے دادا جی نیں اوہناں نوں کلمہ پڑھایا۔ بندے داناں محمد دین رکھیا تے بی بی داناں بھاگ بھری جنھوں بعد وچ پورا پنڈ بھاگن دے ناں نال بلاندے سن۔ آپ دے دادا جی اپنے علاقہ دے فرد واحد سن جنہاں نے تحریک پاکستان وچ ودھ چڑھ کے حصہ لیا تے ریڈیو سنن دا بڑا شوق رکھدے سن۔ جدوں ریڈیو تے رات نوں پاکستان بنن دا اعلان ہویا تے آپ نے راتیں اُٹھ کے سارے پنڈ وچ اعلان کر دتا کہ پاکستان اک نواں تے علیحدہ ملک بن گیا اے۔ آپ دا اِک ہور بڑا وڈا کارنامہ اے جدوں پاکستان بنن دا اعلان رات نوں 14 اگست نوں ہویا تے آپ نے گھروں اپنی سوانی فتے بی بی کولوں سبز رنگ دی چادر لئی تے اوہنوں کٹ کے سبز رنگ دے دو جھنڈے بنائے تے اوہناں نوں بانس اُتے بن کے اک جھنڈے نوں اپنی بیٹھک اُتے لہرایا تے دوجے جھنڈے نوں باہر بوہڑ دے رُکھ تھلے گھوڑی دا چرنا سی جہیندے درمیان وچ گھڈ کے لہرایا کیوں جے اوہ چرنا پنڈ دے چوک وچ سی۔ سویرے اُٹھ کے ساریاں پنڈ آلیاں نیں آپ دے دادا جی نوں مبارکاں دتیاں تے آپ دی دادی نے گھر وچ مٹھائی بنا کے ایس خوشی دے موقع تے سارے پنڈ وچ ونڈی۔ اسطرح آپ دے دادا تھراج بھیل جی اپنے علاقے دے پہلے بندے نیں جنہاں سب توں پہلاں اپنے علاقے وچ مسلم لیگ دا جھنڈا لہرایا۔ (زاہد اقبال بھیل (شخصیت تے فن) کھوج کار: ڈاکٹر محمد ایوب، اشاعت 15 جولائی 2022ء، بھیل انٹرنیشنل ادبی سنگت بھیل منزل ڈیرا بھیلاں ننکانہ صاحب ص9)

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

قطعاتِ تاریخ اشاعتِ خاص نمبر
''قلم وقرطاس''2023ء

تاریخ ہجری

مرحبا! زاہد ہیں لائے اِک جریدہ شاندار
فیض تم حاصل کرو اور اس کو تم پڑھتے رہو
پھول! تنویرِ قلم اور نور ہے قرطاس کا
''خاص نمبر اوجِ آدابِ تجلّی'' تم کہو

۱۴۴۴ہجری

تاریخ عیسوی

عالموں کا اور مشائخ کا ہے اس میں تذکرہ
لے کے آئے زاہدِ اقبال گنجِ شائیگاں
پھول! اس میں ہیں رموزِ آب وتابِ زندگی
''قلم وقرطاس کا یہ خاص نمبر تاجِ جاں''

2023 عیسوی

تنویر پھول (امریکہ)

مادہ وقطعہ
''تحریک پاکستان، سیف زبان بریلوی علماء نمبر''

2023ء

بریلی کے علماء مشائخ جو تھے
بچایا، بنایا اسے ، تھی لگن
جو ملت کا سرمایہ تصنیف کی
مجھے فخر ہے میرے اہل چمن
اشاعت پہ ہاتف پکارا متینؔ
''سرِ دست تعمیر'' ارضِ وطن

۱۴۴۴ھ

متین کاشمیری (لاہور)

قطعہ تاریخ اشاعت
سالانہ مجلہ قلم و قرطاس 2023ء

یہ جو اپنا ملک پاکستان ہے
حق تعالٰی کا بڑا احسان ہے
قابلِ قدر و عزیز جان ہے
اِس پہ تن من اور دھن قربان ہے
اہلِ سنت کے مشائخ کا کرم
اولیائے پاک کا فیضان ہے
صاحبانِ عزت عظمت تھے وہ
کام بھی اُن کا رفیع الشان ہے
یہ جو قرطاس و قلم ہے بھیل کا
اب کی بار اس کا یہی عنوان ہے
خوب ہے تحقیق بھی ، تدوین بھی
مرحبا کیا شان ہے کیا آن ہے
تازہ کر دی یاد پھر اسلاف کی
بھیل بھی کیسا عظیم انسان ہے
سال کیا ہے اِس مجلّے کا عروسؔ
''دور بیں تحریکِ پاکستان'' ہے

۱۴۴۴ھ

صاحبزادہ محمد نجم الامین عروس فاروقی
(مونیاں شریف گجرات)

مقام اشاعت: بھیل لائبریری بھیل منزل ڈیرا بھیلاں ننکانہ صاحب
بھیل ادبی سنگت

سالانہ مجلّہ قلم و قرطاس خاص نمبر: تحریکِ پاکستان اور بریلوی علماء و مشائخ 2023ء